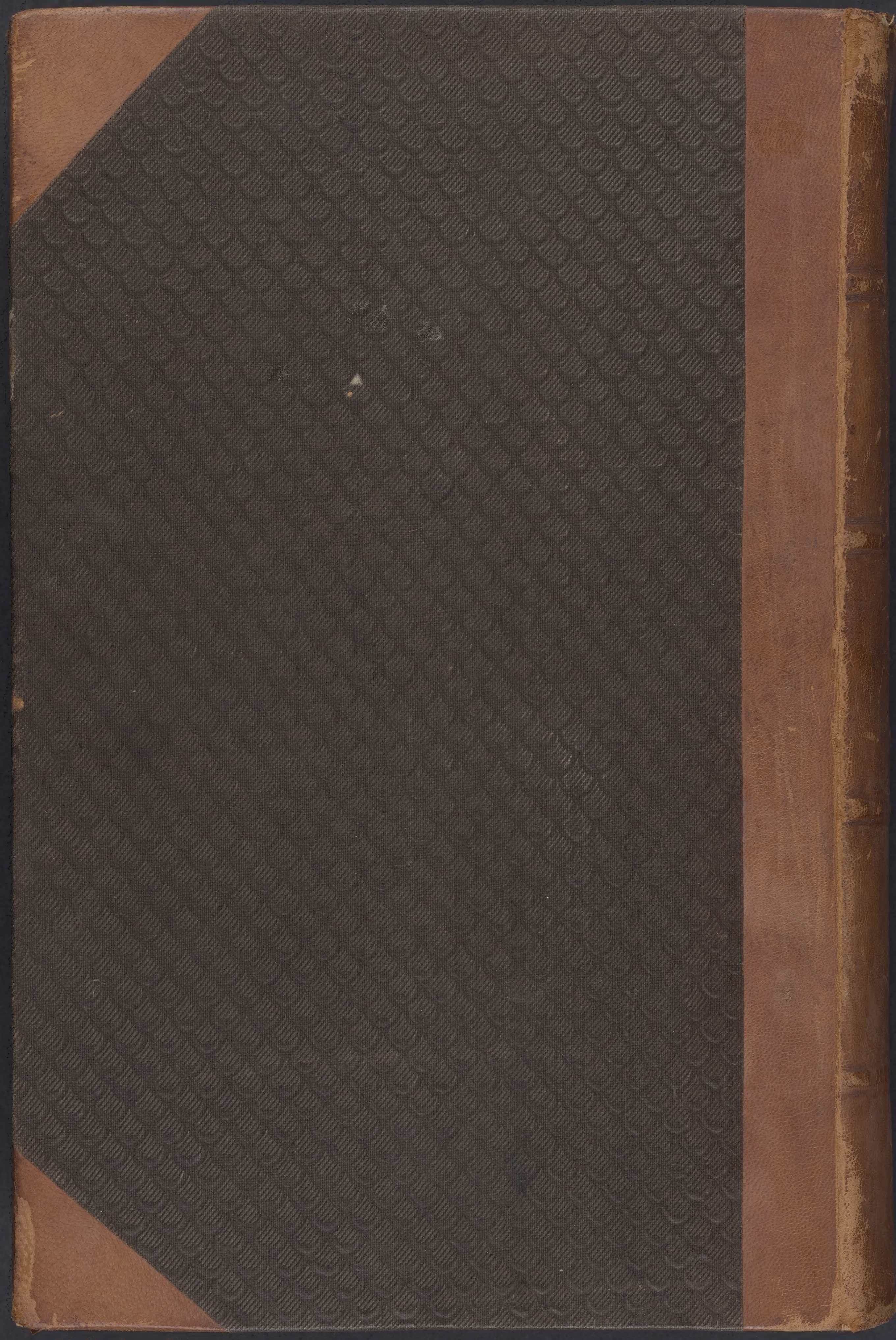




۲۸

طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول

no 28

طلسم نوخیز جمشیدی

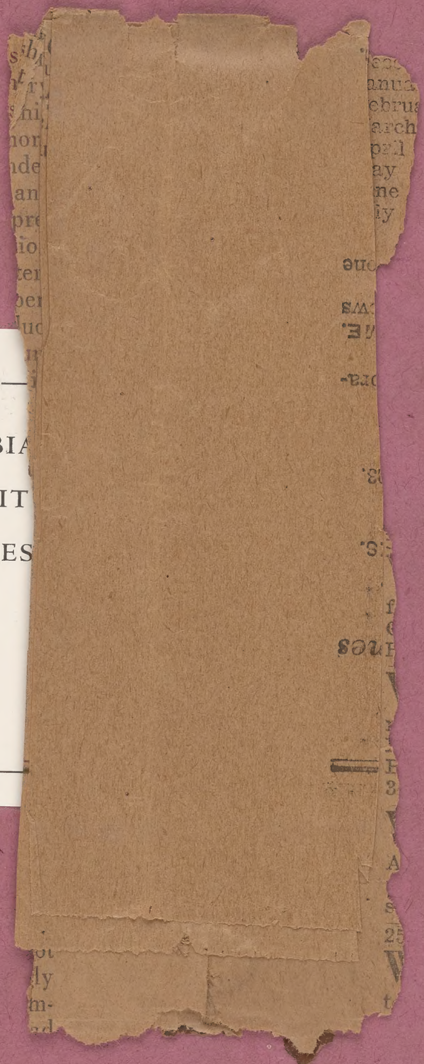
جلد اول

نمبر ۲۸

28

TILISM NAU KHEZ JAMSHEDI Vol. I





بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت تمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم فرخ جمشیدی

جلد اول

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیور طبع سے مزین ہوا

اطلاع ع- اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

نام کتاب	قیمت

کتب قصہ جات نثر اُردو

داستان امیر حمزہ صاحبقران- جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی-

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ بسوط داستان تصنیف کی امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی- چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی-

نام کتاب	قیمت
۱- نوشیروان نامہ جلد اول-	عہ/ پ
۲ 〃 جلد دوم-	عہ/ پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع-	للعہ/ پ
۴- کوچک باختر-	عہ/ پ
۵- بالا باختر-	عہ/ پ
۶- ایرج نامہ جلد اول-	عہ/ پ
۷- 〃 جلد دوم-	عہ/ پ
۸- طلسم ہوش ربا جلد اول-	عہ/
۹- 〃 جلد دوم-	عہ/
۱۰- 〃 جلد سوم-	عہ/
۱۱- 〃 جلد چہارم-	سے/
۱۲- 〃 جلد پنجم کا حصہ اول-	عہ/ سہر
۱۳- 〃 حصہ دوم-	عہ/ ۴ر
۱۴- 〃 جلد ششم-	سے/ ۸ر

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد اول

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مدظلہ متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیب طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا ہے بے منتہا سے رب دوجہان بانی بناے زمین و آسمان کیا تیری صناعی ہو کہ رنگ قدرت سے ہر شی بھری ہی انسان کو قطرۂ نجس سے پیدا کیا ایک قطرۂ نجس سے اسکی بنا ہوئی مگر سبحان اللہ کیا فخر عطا فرمایا کہ اشرف المخلوقات لقب ہوا بانی بناے شرافت وادب ہوا کیا کیا خیال کرتا ہی لیکن اپنی جلالت پر مرتا ہی الاحقیقتاً بے اختیار رہی بقول شاعر ع بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت ✦ سخت حیران ہون کہ اُس مالک کون ومکان کی حمد مین کیا لکھون

نظم

بشر مین بھلا اتنی طاقت کہان ۔ کہ اُسکی ثنا مین کرے کچھ بیان
ہر اک نیک و بد سے خبردار ہی ۔ تمام اپنے کامون کا مختار ہی
اُسی کی زمین ہی اُسی کا سپہر ۔ اُسیکا قمر ہی اُسیکا ہی مہر
وہی سب کے بھیدونسے آگاہ ہی ۔ جہان دیکھو اللہ اللہ ہی
کیے جسنے دو حرف کن سے عیان ۔ یہ نیرنگ پست و بلند جہان
خداے زمین و زمان ہی وہی ۔ عزیز دلی انس و جان ہی وہی

ہر اک شے مین دیکھا اُسیکا ظہور ہر اک دل مین اُسکی تجلی کا نور
گلون سے عیان رنگ و بو کیطرح دلون مین نہان آرزو کی طرح
بہار گل باغ ہستی ہی وہ سرور مئے خود پرستی ہی وہ
فضاے گلستان ارباب دین چراغ شبستان اہل یقین
وہی نور ذرے ذرے مین تابندہ ہی ہر اک چیز فانی وہ پائندہ ہی
نہ اُسکی پرستش سے خالی ہی دیر نہ بیت الحرم مین سوا اُسکے غیر
اُسیکا لقب ہی لطیف و خبیر اُسیکی صفت ہی سمیع و بصیر
ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شادکام رہے دین و دنیا مین وہ نیک نام
جسے وہ کرے مبتلاے ملال کوئی رحم اُسپر کرے کیا مجال
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہین سمجھتے نہین ہین چھپے راز ہین

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنی حبیب خدا ملقب بہ اشرف انبیا اعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

سبحان اللہ پروردگار نے کیا مرتبہ عطا فرمایا کہ شب معراج قریب پردہ حجاب بُلایا کیا راز و نیاز ہوے در قدرت اُنپر باز ہوے بہ قول قمر مصنف **نظم**

رسول امم سرور ہر فریق چراغ ہدا نور شمع طریق
شہ انس و جان افسر انبیا شفیع امم مظہر کبریا
نسیم خوش جنت لایزال شمیم گل قدرت ذوالجلال
زہے خضر ظلمات کفر و ضلل خلیل گلستان دین و عمل
سلیمان اورنگ زیب نعیم گدایان ایمان کو فیض عمیم

محمد کہ ہی صدر آرائے عرش — کرون چشم دل زیر پا اُسکے فرش

وُر بحر ستر خدا ہی وہی — زرکان سر دوسرا ہی وہی

اُسی کے لیے سب یہ پیدا ہوا — اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ تھا

وہ ہی واقف رمز لوح و قلم — وہ ہی رازدان حدوث و قدم

وہ نور مجسم ہی پیدا ہوا — تلے اُسکے ساے کا کیونکر پتا

ہوئی نور سے تیرگی بے نشان — بھلا نور کے پاس ظلمت کہان

دکھاے وہ اعجاز کفار کو — کہ رونق ہوئی دین کے بازار کو

جو اُنگلی اُٹھا کر اِشارہ کیا — مہ چاردہ کو دو پارہ کیا

بتون نے بھی اکثر کیے ہین کلام — کہین آپ بولا ہی زہر طعام

گواہ نبوت ہوا ہی درخت — کہین خاک سے کم ہوا سنگ سخت

ہوا اُنگلیون سے بھی جاری زلال — کہین سنگ ریزون نے کی قیل و قال

ہزارون ہی دکھلاے ہین معجزے — بھلا کسنے یہ پاے ہین معجزے

بھلا اُسکا ہمتا ہو کب دوسرا — خدا نے جسے اپنی رحمت کہا

صفت اُسکی حد بیان مین نہین — کہ مانند اُسکا جہان مین نہین

نبیون کے جو خرق عادات ہین — وہ اُمت مین اُسکی کرامات ہین

عجب شان و شوکت سے آئے رسول — ہوئی کشتی نوح آل بتول

نبیون کے سرتاج فخر جہان — حبیب خدا زیب کون و مکان

بشیر و نذیر و رؤف و رحیم — امین و خلیق و کریم و حلیم

فلک عرصہ تازو سوار براق — کہ طے کر گیا منزل نُہ رواق

قدم رنجہ اُسنے جہانتک کیا — وہانتک نہ پہونچیگی فکر رسا

تو بھیج حضرت پہ ہر دم درود — کیا سنگ ریزون نے اُسکو سجود

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرا نامدار فخر ہر دوسرا جناب علی مرتضیٰ

عجب شرف پروردگار نے عطا فرمایا کہ وصی مطلق و خلیفۂ برحق ہوئے وہ معجزات دکھائے کہ کفار عاجز ہوئے ہر جنگ میں سینہ سپر رہے گہوارے میں اژدر کو چیر ڈالا کفار نے آکر حضرت سے شکایت کی کہ یا حضرت یہ اژدہا موسوم بہ معیار ولد حرام و حلال کی پہچان تھا اب کیونکر شناخت ہوگی حضرت نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ دوست اسکا حلالی اور دشمن اسکا حرامی ہے در خیبر کو انگلیوں سے اکھیڑا پھر اسی در کا پل بنا دیا تمام اہالی فوج جناب اشرف انبیا اسی پل سے اتر کر داخل قلعہ ہوئے

بقول شاعر نظم

کعبہ جو سعادت ہے تو گھر حیدر کرار — روضہ جو فلک ہے تو قمر حیدر کرار
فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدر کرار — ہر جنگ میں تھے سینہ سپر حیدر کرار
پیدا جو ہوا نخل جہاں دانۂ کن سے — اس نخل کے ہیں تازہ ثمر حیدر کرار
شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہیں مولا — ہیں سارے زمانے کی سپر حیدر کرار
کتنے ہیں عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نمازیں — ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدر کرار
آرام سے سائے میں ہیں جسکے ملک و جن — وہ گلشن دین میں ہیں شجر حیدر کرار
اللہ کا نور مبین ہے اللہ کی خصلت — گو مثل ہمارے ہیں بشر حیدر کرار
تعظیم گنہ کے لیے خود مغفرت آئے — باندھیں جو شفاعت پہ کمر حیدر کرار
جس روز محمدؐ کو پڑی جنگ میں مشکل — تھا انکو کوئی اور نہ مگر حیدر کرار
اُنتک نہ کبھی ہوگی بغیر اُنکے رسائی — گھر احمدؐ مختار ہیں در حیدر کرار
کہتے ہیں اسے قوت اعجاز کہ دم میں — کرتے تھے ہرا خشک شجر حیدر کرار
کیا دولت دنیا کی حقیقت ہے جو چاہیں — باتوں میں کریں کوہ کو زر حیدر کرار
جو بات کہی منہ سے ہوئی وہ کہ ہیں بیشک — فرمان قضا حکم قدر حیدر کرار
کیا عجز ہے کھانا پئے اطفال بچائیں — جا کر زن محتاج کے گھر حیدر کرار
پردہ تھا فقط بیچ میں باقی شب معراج — احمدؐ جو ادھر تھے تو ادھر حیدر کرار
ہر کام میں کیونکر نہ خدا میر لطف ہو — میں بھی تو ادھر ہوں ہیں جدھر حیدر کرار

شوہر تھے بلاشبہہ علی بیوہ زنونکے — بیشک تھے یتیمونکے پدر حیدر کرار
بے مرضی مولا کبھی اُنکو نہتھی گردش — ہین حاکم خورشید و قمر حیدر کرار
سو بار دُلھن بنکے اگر سلطنت آئے — کب کرتے ہین منظور نظر حیدر کرار
مغرب سے پھرا مہر ہوا کوہ طلائی — رکھتے تھے نظر مین یہ اثر حیدر کرار
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارون — ہین واقف قرآن و خبر حیدر کرار
اندوہ مین گھبرانہ اسیر جگر افگار — لیتے ہین کوئی دم مین خبر حیدر کرار

سبب تصنیف کتاب بعد تصنیف طلسم خیال سکندری

کمترین ایک روز حاضر خدمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ہوا حضور ممدوح دام اقبالہ نے پوچھا اب کیا کام کیجیے گا مین نے بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی عرض کرونگا فرمایا کہ چہرہ سنا چاہتا ہون اُسروز بوقت شام بوجہ ماہ صیام وہین پر افطار صوم ہوا سامان افطار صوم مرحمت ہوا مین نے بعد افطار صوم حاضر خدمت بابرکت ہو کر طلسم مذکور کا چہرہ عرض کیا الحمد للہ بہت خوش ہوے ارشاد ہوا کہ یہی طلسم تحریر کرو پس حقیر نے بتاریخ ۲۶ - ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ - جنوری ۱۹۰۰ع کو قلم اُٹھایا تحریر طلسم مذکور شروع کی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین اگرچہ چہاردہ جلد طلسمات تصنیف کردہ حقیر شایع ہو چکی ہین مگر انشاء اللہ اس طلسم کو کسی کتاب سے میل نہ ہوگا بروقت ملاحظہ ناظرین پر مشقت حقیر بے تقصیر ظاہر ہوگی مگر ذرا رجوع طبع سے ملاحظہ فرمایئے

دو کلمۂ داستان رنگین بیان ذکر خدائی جمشید ثانی فرزند جمشید سرادر سامری برائے سیر اپنی جگہ سے یعنی مقام طلسم سے چلنا و گذر ہونا صحراے سبزہ زار مین اور عاشق ہونا ملکہ یاسمن رنگین پوش پر و بیزاری یاسمن و عیاری اختر برق رفتار کہ عیارہ ملکہ ہے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامۂ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر لاجواب
کہ ذرے کو ہی خواہش آفتاب

پری شیشۂ مے سے باہر جو آئے
تو رندان میخوار کا رنگ اُڑائے

اِسی جوش مین سوے صحرا گیا
بگولون کا دیکھا عجب ماجرا

کہ ہین دشت وحشت مین وہ خوار و زار
کبھی جا کے چھپتے ہین مابین غار

نہالان صحرا ہین بے برگ و بار
خزان نے کیا ہی اُنھین خوار و زار

نشان طیور ان صحرا نہین
کہ اُس دشت ویران مین سایہ نہین

ملا قیس اکجا یہ یون خوار و زار
کہ مشتاق لیلی ہی وہ بے دیار

وہ ہی دشت اُلفت مین یون نیمجان
نکلتا ہی آہون کا دل سے دھوان

سر کوہ پر نعرہ زن بار بار
کہ دل ہی مرا تیر غم کا شکار

یہ رندون کو جسوقت ظاہر ہوا
کہ ہی قیس سرگشتہ و مبتلا

کہے کوئی ہرگز وہ سُنتا نہین
کہ ہی نجد مین بیقرار و حزین

سُنے کیا کسی کی وہ فرقت نصیب
کہ جنگل مین پھرتا ہی آفت نصیب

نہالان صحرا سے ہی ہم کلام
کہ ہی لب پر اے لیلی نیک نام

تری جستجو مین یہ حالت ہوئی
کہ جان حزین صرف بدعت ہوئی

جو صحرا سے سوے گلستان گیا
ملا رنگ گلزار سے یہ مزا

کہ سرو سہی عاشق قد یار
اکڑتا ہی مثل عروس بہار

یہ شبنم کے قطرون مین کیا میل ہی
کہ اطفال غنچہ کا یہ کھیل ہی

یہ ہین برگ گل یا کہ جام شراب
چھلکتا ہی گلشن مین جام گلاب

ہر اِک نخل سرسبز و شاداب ہی
کہ بلبل گلستان مین بیخواب ہی

چمن کا چمن آج ہی سبز پوش
ہی ہر نہر کو بحر اُلفت کا جوش

ہر اِک چشم ہی چشمۂ آفتاب
یہ آنکھین ہین عاشق کی یا ہین حباب

چمن سے بھی مایوس و ششدر پھرا
گل مدعا بھی نہ حاصل ہوا

قمر طبع رنگین کا جلوہ دکھا	کہ مشتاق ہین ناظرین جا بجا

چہرہ محرران داستان رنگین بیان و کاتبان دفاتر طلسمات حیرت نشان اِس داستان سحر بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور شعار جلالت بیان ۔ رقم میکند حال این داستان ۔ توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان کیا جاتا ہی کہ جمشید مردود برادر سامری فخر نمرود نے جب یہ دار دنیا کو چھوڑا راہی جہنم ہوا البغض وحسد دنیا مین کم ہوا تو بیٹا جمشید کا ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست ظلم و بدعت کا بانی موسوم بہ جمشید ثانی تخت خدائی پہ بغرور بیٹھا تفدیرین بگھارنے لگا کئی سو ملک اِس ملعون کے قبضے مین ہین بے خوف خراج آتا ہی آٹھ پہر خرخرافات بکا کرتا ہی چار وزیر خام تدبیر حاضر رہتے ہین کئی لاکھ ساحر علم نیرنج و شعبدے سے ماہر ملازم ہین وزرا کے یہ نام ہین وزیر اول جو کہ دست راست پر بیٹھتا ہی بیثاق کوہ گردان حقیقت مین اِسکا سحر و ساحری مین مثل نہین وزیر دیگر کہ طرف دست چپ کے بیٹھتا ہی کملاق خارہ شکن بلند پروازی مین بے نظیر ہی تیسرا وزیر ابلیس آوازہ زن کہ جب آواز دیتا ہی زمین تھرّاتی ہی چوتھا وزیر شعبدہ باز چابک خرام ہی ایک روز یہ چارون وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین جمشید ثانی تخت خدائی پر ذکر اپنی خدائی کا کر رہا ہی چالیس لاکھ ساحر گرد اُس قصر کے اُترے ہوے ہین ایک ایک سامری عہد جمشید زمان اُسوقت جمشید ثانی انتہا کے نشے مین بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا جمشید نے حکم دیا کہ مابدولت براے شکار جاوینگے وزیرون نے تخت بلند کیا جمشید سیر کرتا ہوا چلا کوہ و دشت کو دیکھتا ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ نواح دلکشا ہی فرش سبزہ جا بجا عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر ہین نظم

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنیکو تھی	اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھکو بار آنیکو تھی
بعد مدت ای جنون تیری بہار آنیکو تھی	ہوش تھے جانے کو بوے زلف یار آنیکو تھی

مانگ بیٹھا بوسہ لب یار سے ہین وصل مین ورنہ خود ہونٹوں پہ جان بیقرار آنیکو تھی
کیا ہوا کیون رہگئی میت کو میری چھوڑکر خاک اُڑاتی حسرت دل تا مزار آنیکو تھی
کیون نہ دل اُٹھا کہ باقی ہی ابھی کچھ امتحان جان کشتون مین ترے پھر ایکبار آنیکو تھی
ہٹ گیا ہی اُس سے دل ناصح مگر سچ توبہ ہی پھر طبیعت یار پر بے اختیار آنیکو تھی
اپنا ذکر اُس انجمن مین ہوتے ہوتے رہگیا آج ہمکو ایک ہچکی یادگار آنیکو تھی
تمنے آتے ہی شب وعدہ دکھائی مجھکو آنکھ ورنہ بیشک گفتگوے انتظار آنیکو تھی
باغ سے کر لیگیا صیاد کب مجھکو اسیر جب خزان جانے کو تھی فصل بہار آنیکو تھی
نیند نے کیون وصل کی شب مہربانی کی جلال آج ہی آنکھون مین یہ غفلت شعار آنیکو تھی

جمشید یہ صدائین سنکر بیقرار ہو گیا ہرن جا بجا چرتے پھرتے ہین شب کو جو شبنم پڑی ہی اُسکے قطرے پتون سے ٹپک کر گرتے ہین ہر طرف موسم بہار گل و غنچہ نشۂ وحدت سے سرشار جمشید نے حکم دیا کہ تخت اُتارو تخت اُسی مقام پر اُترا کئی لاکھ جوان اُسکے ہمراہی اُسی مقام پہ ٹھہر گئے ساتھ والے جا بجا پھرنے لگے جمشید نے وزیر اول سے اِشارہ کیا ہم یہ چاہتے ہین کہ ہر مہینہ براے سیر یہان آیا کرین وزیر نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو ابھی قصر کی بنا ہو جاے جمشید نے اِشارہ کیا میثاق نے اپنا سحر کیا کہ آسمان سے ایک قصر اُترا پہلوے صحرا مین قائم ہو گیا چند نازنینان مہ جبین اُس قصر کے آگے پھر رہی ہین ہر ایک نازنین غل مچاکے کہتی ہی کہ قدرت تشریف لانے کو ہین ہوشیار رہو جمشید اُٹھا وزیر کی تعریف کرتا ہوا چلا کہ اے وزیر اعظم خوب سحر کیا قدرت بہت خوش ہین کیا اچھا مقام ملا غنچۂ آرزو کھلا اب اکثر یہان آیا کرینگے اِسی قصر مین رہا کرینگے چاہتا ہی کہ قصر مین جاے کہ ایک لکۂ ابر گلنار آسمان سے اُٹھا رعد کی گرج برق کی چمک شرارہا طائران خوش الحان پر سے پر ملاے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین جمشید بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر لہرایا شق ہوا ایک تخت یاقوتی اُسپر ایک نازنین مہ جبین قمر رخسار شیرین عذار ہی جوڑا ترچھا بندھا ہوا بہ ناز و کرشمہ تخت پر سوار ہاتھ کو

جنبش اُسی صحرا مین ٹھہرنے کی کوشش چندیں بزادان ماہ طلعت مہر صورت کمسن کمسن چہار جانب سے گھیرے ہوے وہ تخت زمین پہ آکے اُترا ایک بارگاہ اِستادہ ہوگئی وہ شاہزادی تخت سے اُتر کر خراماں خراماں طرف بارگاہ کے چلی اِدھر جمشید وزرا سے کہ رہا ہی کیون یارو اِس معشوقۂ آفت جان کو ہمنے کہان پیدا کیا تھا وزرا عرض کرتے ہین قدرت یاد فرمائین غلامون کو یاد نہین اِسکا جمشید جواب دیتا ہی کہ یارو قدرت سبھی پیدا کر کے بھول گئے اِسوقت اِسکی آتش رخسار نے قلب و جگر جلا دیا ہاے مجھکو خاک مین ملا دیا اگرچہ میری بندی ہی مگر جی چاہتا ہی اِسکو آغوش تمنا مین لون خاک پا توتیا سے چشم بناؤن نائب قدرت اِسکو قرار دون انتظام خدائی کیا کرے بندون کو بُلائے اپنے کو سجدہ کراے قدرت زیادہ خوش ہونگے جمشید ثانی یہ کہتا رہا وہ شاہزادی والا قدر حُسن مین رشک بدر بارگاہ مین داخل ہوگئی کنیزین دروازے پر حاضر ہین اندر سے گانے کی آواز آئی کہ یہ اشعار کوئی گا رہا ہی نظم

از دل شدگان حجاب تاکی	رخسار تہ نقاب تاکی
ساقی صبح است خواب تاکی	مردہ نرگس ثواب تاکی
توبہ ز شراب ناب تاکی	این نقش بروے آب تاکی
ساقی برخیز جام مردہ	در موسم گل حجاب تاکو
در شیشہ زچشم شوق رندان	ای دختر رز حجاب تاکی
مغرور جمال حُسن تا چند	نادان عہد شباب تاکی
نازی بہ حیات چند نادان	آخر نفس حباب تاکی
دادی بر باد دین و ایمان	ای دل دگر اضطراب تاکی
او گفت شب وصال با من	این بوسۂ بے حساب تاکی
آخر نوبت رسد بہ لطفش	خوش باش و لاعتاب تاکی
از آتش ہجر جان و تن سوخت	بر سوختگان عذاب تاکی

ناصح من و ترک عشق توبہ		این وہم و خیال خواب تاکی	
پیرانہ سری دگر بہ این ریش		ای مرد خدا خضاب تاکی	
انہ دیدہ نقاب شرم بردار		در وصل آخر حجاب تاکی	
بر من نظرے فگن خدارا		ای نرگس مست خواب تاکی	
وقت است درا بہ باغ خندان		در موسم گل حجاب تاکی	
رعنا نہ دیار گیر و بنشین		آخر خانہ خراب تاکی	

یہ آواز زبن دلفریب سُنکر جمشید بیقرار ہوگیا وزرا سے کہا تم لوگ باہر ٹھہرو مین اندر جاتا ہون جاکر معشوقہ کو تسخیر کرون یہ کہکے اُٹھا دربارگاہ پر آیا کنیزون نے روکا جمشید ہنس پڑا کنیزون نے کہنا شروع کیا اندر جائیے ملکۂ عالم آپ کو بلاتی ہین جمشید اندر پہونچا جاکر دیکھا کہ وہ شاہزادی والاقدر مسند ناز پر بیٹھی ہو گرد کنیزان ماہرو خوشخو اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین چُہلین ہورہی ہین کہ ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک شخص سیاہ رو بدخو کریہ منظر چہرہ اسقدر سیاہ ہو کہ مثال شب دیجور سے دون یا دہنۂ پردۂ ظلمات کہون ایک طرف آکر بیٹھ گیا لیکن ہاتھ ہلا رہا ہو یا تو گائن گا رہی تھی یا خاموش ہو رہی ملکہ جون جون اِشارہ کرتی ہو وہ اِشارے سے جواب دیتی ہو کہ میری آواز نہین نکلتی ملکہ نے جس کنیز کو بلایا وہ اُٹھی اور پھر اُسی مقام پر بیٹھ گئی پہلو مین ملکہ کے وزیر زادی بیٹھی ہو ستارۂ پہلوے ماہ ملکہ نے اُس سے متوجہ ہوکر کہا کیون ای صاحب تدبیر یہ کیا معرکہ ہو کہ کنیزین میرے قریب نہین آتین گانے والی خاموش ہر ایک کو حیرت کا جوش وزیر زادی نے عقل سے دریافت کیا کہ جب سے یہ شخص آیا ہو محفل مین ہماری انقلاب پیدا ہوگیا ملکہ نے اِشارے سے کہا ای وزیر زادی اِس بیحیا سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہو اور کیون آیا ہماری محفل کو کیون برہم کر دیا ای وزیر زادی مین نے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ یا لؤن میرے ذہین نے تمام سیلے آثار سحر کے ظاہر ہین وزیر زادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ جین تو

اس سیاہ روسے کلام نہ کرونگی اپنی عیارہ بچی کو بلوائیے وہ عقیل و فہیم ہی سمجھکر کلام کریگی
ملکہ نے پکار کر کہا ہماری عیارہ بچی کو بلاؤ ایک کنیز نے پکار کر کہا ملکہ ارشاد فرماتی ہین
کہ اختر برق رفتارہ کہان ہی یہ آواز جو دی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا سب نے
دیکھا کہ ایک عیارہ طرارہ و فرا از برق رفتار شعبدہ کردار نہ نگ پائون مین بندھے
ہوے آرہی ہی اُس عیارہ بچی کی آمد دیکھکر جمشید حیران ہوگیا وہ عیارہ قریب ملکہ
کے آئی دست بستہ عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے کہا اس سیاہ روسے دریافت
کرو مگر ای اختر اسکا خیال رہے کہ اس بچیا کے شعبدے سے بچنا نہایت ساحر زبردست
ہی جب سے یہ آیا ہی رنگ محفل دگرگون ہوگیا کچھ میرا زور نہین چلتا یہ سنکر وہ عیارہ
قریب جمشید آئی کہا ای شہنشاہ با اقبال آپ کا نام کیا ہی ہم لوگون کی صحبت مین
آنے کا کیا باعث جمشید نے کہا مین خداوند روے زمین ہون جمشید کا بیٹا سامری
کا بھتیجا جمشید ثانی میرا لقب ہی اپنی مالک سے جاکر کہو کہ تمکو خدائنی بناکر بٹھاؤنگا
سب اختیار خدائی دیدونگا اختر تو عقیلہ ہی اسنے کہا یا خداوند تقدیر ہماری ملکہ
کی اچھی ہی کہ آپ کی نگاہ پڑی ہماری مالک آپ کو ضرور قبول فرماوینگی لیکن حضور
نے ایسا سحر کیا کہ سب مجبور ہو رہے ہین ہماری ملکہ بھی ساحرہ کامل ہین مگر آپ کے
سحر کو دفع نہین کرسکتین مجبور ہو رہی ہین لہذا آپ اپنا سحر اُٹھالین پہلوے صحرا مین
جو قصر نو تعمیر ہوا ہی آپ اُسمین چلین مین ملکہ کو لیکر آتی ہون یہ سنکر جمشید خوش ہوا
کہا ای اختر تجھکو مرتبۂ زہرہ عطا کرونگا یہ کہکے خوشی خوشی آرزوے وصل ملکہ مین سحر
اپنا دفع کرکے اُٹھا باہر آیا وزرا سے کہا قصر نو تعمیر مین چلو معشوقہ میرا نام سنکر
راضی ہوگئی یہ کہکے قصر مین جاکر بیٹھا وزرا نے ایک کمرے مین پلنگ لگا دیا سامان
وصل ممکن کیا اختر یہ رنگ دیکھکر ملکہ کے سامنے آئی عرض کی داری وہان رنگ محفل خوب
درست ہوا ہر ایک کاروباری چالاک وچست ہوا تب ملکہ نے کہا ای اختر اب
یہان سے نکل چلو ایسا نہ ہو وہ بچیا پھر آجاے یہ کہکے طرف ابر کے اشارہ کیا کہ
تخت ابر سے زمین پر آیا اس معشوقہ کا پتہ و نشان وقت پر عرض کرونگا فورًا تخت

پر سوار ہوکر اشارہ کیا تمام کنیزین ہمراہ ہوئین تخت لگۂ ابر مین چھپ گیا طائر دن نے پر سے
پر ملا کر ابر کو گھیر لیا ابر روانہ ہوگیا جمشید نے جو یہان دیر سے انتظار کر رہا تھا جب
ملکہ نہ آئین تو گھبرا کر کہا کیون یارو کیا سبب ہوا کہ معشوقہ نہ آئی ذرا جا کر دریافت
تو کرو میثاق جادو قصر سے نکلا سر اٹھا کر دیکھا کہ اُس صحرا مین سناٹا پڑا ہی آسمان
پر دیکھا ابر بھی ندارد پلٹ کر آیا جمشید سے کہا یا خداوند وہ لوگ مکر کرکے چلے گئے
جمشید گھبراتا ہوا اُٹھا اُسی صحرا کے گوشے مین ایک باغ تھا کہ جسکا باغ سامری
نام ہی اُس مین آکر بیٹھا مگر یاد مین معشوقہ کی سرنگون یہ اشعار زبان پر جاری نظم

اِس دور مین بچا ہی رنج والم سے کون
افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون

اِک سر ہزار سودا لے مول دیکے جان
اُلجھائے اپنے دل کو گیسو کے خم سے کون

تو ہی بتا صنم مجھے انصاف سے ذرا
بہتر ہی آج لعبتو میرے صنم سے کون

ابرو کے یہ اِشارے کشتہ کرے نہ کیون
جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دودم سے کون

ملنا ہین خاک ہوکر معراج ہی یہی
سر بار کے اُٹھائے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہی سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون

ہی چار دن غنیمت رہنا جہانمین زیست
جاکر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

وزرا سمجھارہے ہین مگر جمشید کا دل نہین مانتا ہر مرتبہ گھبراتا ہی تصویر ملکہ آنکھون
کے سامنے پھر رہی ہی کبھی کہتا ہی اُس عیارہ نے مجھکو بڑا دھوکا دیا اُسکی بات کا مجھکو
اعتبار آگیا یہ نہ سمجھا کہ یہ فریب کرتی ہی اگر یہ سمجھتا تو محفل سے اُس قاتل عالم کی نہ اُٹھنا
کبھی وزرا سے کہتا ہی کہ یارو تمنے بھی نہ سمجھایا کہ اپنے ساتھ لیکر ملکہ کو چلو اب کیونکر
پتہ ملیگا جمشید تو اِس حال پر ملال مین ہی کہ ذکر اِسکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان پردۂ قاف آسمان پری پر کریت بن قہقہہ کا چڑھکے آنا
اور ملکہ قرلیشہ کا زخمی ہونا اور بھاگنا کریت کا ہاتھ سے شاہزادۂ نور الدہر کے

ملکہ آسمان پری و قرلیشہ سلطان بہ اطمینان تمام قلعۂ گلستان ارم مین داخل ہین

فوجین بیرون قلعہ خود ملکہ آسمان پری بالاے قلعہ تشریف رکھتی ہین پہلو مین ملکہ
قمرلیشہ بیٹھی ہین کہ صحراسے گرد اُڑی کریت بن قہقہہ چالیس لاکھ دیو زاد کی جمعیت سے
آکر پہونچا ملکہ قمرلیشہ سلطان کو جو بالاے قلعہ دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا کہتا تھا
یارو اِس عورت شیر افگن سے ڈرتا ہون کہ بعد حمزہ کے اِسنے سلطنت کو قایم کیا مگر
سرکشان قاف نے تامل فرمایا اگر سب طرف سے لشکر کشی کرتے تو قمرلیشہ کی کیا مجال
تھی کہ سب سے مقابلہ کرسکتی گھیر کر مار لیتے مقام افسوس ہی کہ پینتیس برس دن بین
کوئی نام خداوند راس الشیاطین نہین لیتا نام خداوند آسمانی جاری ہی یہ کہکر اُتر پڑا
ملکہ قمرلیشہ نے جو دیکھا کہ لشکر کریت آگیا قلعے سے باہر نکلین بارگاہ سلیمانی مین آکر
بیٹھین مگر کریت نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارون
نے آکر ملکہ آسمان پری کو خبر دی قمرلیشہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے غرض
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا آمد آمد شہنشاہ خاور کی
تلمن خاور سے شروع ہوئی فوج ضیاء وشعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ نیلوفری
مین آیا تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام میدان نورانی اور منور ہوا لشکر جانبین کے
میدان مین آکر جمے قمرلیشہ سلطان بصد جرأت وشوکت صف سے آگے بڑھکر
کھڑی ہوئین گرد سرداران نامی صفین جمین صداے ہاہو بلند ہوئی دیوزادون
کے ہنگامے قرنائین بج رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھک رہا ہی اور
نقیب نقابت کرتے پھرتے ہین کہ کریت نے اپنے کو صف سے نکالا دیو فیل سر
کہ پہلو مین کھڑا تھا اِسنے کہا اے شہنشاہ نہین مناسب ہی کہ ہم لوگ موجود ہون
اور آپ میدان مین جاوین مین ابھی جاکر سر قمرلیشہ لاتا ہون کریت ٹھہر گیا اور دیو
فیل سر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم دیو
فیل سر ملازم شاہ ظلمات وہ جنگ کرون کہ دیکھنے والے عاجز ہون قمرلیشہ نے
قریب پایۂ تخت آسمان پری آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ اے مادر مہربان مجھے

اجازت مبدا ان سلے آسمان پری نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای فرزند جاؤ
تمکو خدا کے سپرد کیا ہر چند دیو اقوال و سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ نے عرض کی
کہ حضور مبدا ان مین نہ جاوین غلام جا کر مقابلہ کرینگے مگر قرلیشہ نے نہ مانا بمقابلۂ دیو
فیل سر آئین فیل سر نے جو قرلیشہ کو آتے ہوے دیکھا چوبدست فولادی اٹھائی
خبردار خبردار کہکر سر قرلیشہ پر لگائی قرلیشہ نے وار کو قلم کیا فیل سر نے چاہا کہ مین
لپٹ پڑون قرلیشہ نے تیغہ سلیمانی کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا فیل سر کا سر دھڑ سے
زمین پر گرا بجائی اسکا دیو دراز دندان مقابلۂ قرلیشہ مین آیا دیر تک دراز دندان
مقابلۂ قرلیشہ مین ردوبدل کرتا رہا آخر قرلیشہ نے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا غرض سات
دیو مقابلۂ قرلیشہ مین آئے اور جہنم واصل ہوے بیحیاؤن کو یہ ثمر باغ جنگ سے
حاصل ہوے کربیت نے جو دیکھا کہ سات دیو ہاتھ سے قرلیشہ کے مارے گئے پکار کر
کہا بار و بدون ما بدولت کوئی مقابلہ نہین کر سکتا آج قلعۂ گلستان ارم لوٹ لونگا
سب کو شکست دونگا یہ کہکے مقابلے مین آیا وار کا ہاتھ لگایا قرلیشہ نے تیغۂ سلیمانی
سے وار کو قلم کیا مگر ٹکڑا وار کا شانے پر گرا کہ شانہ نشانہ ہوا کربیت نے چاہا دبا کے
مار ڈالون دیو اقوال وغیرہ آپڑے قرلیشہ کو اٹھایا ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا اور
مغلوب ہونے لگی ہزارہا دیو زادجانبین کا مارا گیا مگر لشکر قرلیشہ بے سردار تھا ظاہر
ہوا کہ اب شکست فاش ہوگی طبل امان بجوا کر پلٹے کربیت بھی واپس ہوا اسکو یہ
نہ ثابت ہوا کہ لشکر اسلام مائل شکست تھا اپنی عقل کے زور سے طبل امان بجوا کر
پلٹا ہی کربیت اپنی بارگاہ مین آیا مگر بہت خوش ہی کہ آج مین نے قرلیشہ کو شکست
دی ملکہ قرلیشہ سلطان کو ملکہ آسمان پری زخمدار لیکر اپنی بارگاہ مین آئین جب کہ
زخم ذری ہوئی قرلیشہ نے آنکھین کھولین آسمان پری سے کہا ای والدۂ ماجدہ میرا
شانہ شکست ہوا ایسا نہ ہو کہ کربیت بلوہ کر دے تو اس بھیا کو کون روکیگا مناسب
یہ ہی کہ تندک کو روانہ فرمایئے کہ کسی فرزند صاحبقران کو لاے یہ بھیا نام فرزند امیر
سنکر بھاگے گا تندک کو بلایا قرلیشہ نے کہا ای دیو تندک جلد طرف پہ وہ دنیا کے

جاؤ کسی فرزند امیر کو لاؤ جبتک کوئی وہا لسنے نہ آئیگا یہ ظالم کیونکر شکست کھاے گا
تنذک نے کہا مین ابھی جاکر لاتا یہ کہکے روانہ ہوا اگر لشکر صاحبقران کا یہ حال ہی
کہ ملک غردبیہ برمقابلے مین کفار کے اُترے ہین مگر صاحبقران زمان کے پاس نا
خانۂ کعبہ سے آیا کہ اسلم زنگی پہلوان زبردست ہی تین لاکھ زنگیون سے چڑھ آیا ہی
خواجہ عبد المطلب نے لکھا تھا کہ ای فرزند اپنے کو جلد پہونچاؤ صاحبقران فورًا
عمرو مقبل کو ساتھ لیکر طرف خانۂ کعبہ کے روانہ ہوے یہان لشکر مین انتظار ہی کر
دشمن طبل جنگی بجواے تو نکلکر مقابلہ کرین جب کئی دن گذرے کہ طرف سے دشمن کے
طبل جنگی نہ بجا تو نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ چند لکہاے ابر
آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین شبرنگ نے عرض کی کہ حضور آج کا دن شکار
کے لایق ہی نور الدہر ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی غلام امیدوار
ہی کہ مہلت شکار کی ملے بادشاہ نے فرمایا ای نور نظر تمام دنیا تمھاری دشمن ہی ایسا
نہ ہو کوئی فتنور پڑے نور الدہر نے عرض کی کہ غلام زیادہ وہان نہ ٹھہرے گا فورًا
شکار کھیلکر چلا آئیگا غلام کو بھی خیال ہی کہ شاید دشمن دیاؤ ڈالے بادشاہ نے فرمایا
بسم اللہ جاؤ مگر شب باش نہ ہونا عرض کی بہوجب ارشاد فیض بنیاد دوپہر کو پلٹ کر
آؤنگا بادشاہ نے اجازت دی نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار
آراستہ کرو بوقت سحر براے شکار چلین گے یہ فرماکر داخل محل ہوے شبرنگ نے
سب سامان تیار کیا گھڑی بھر رات رہے نور الدہر باہر آئے اسباب شکار تیار
دیکھا فورًا سوار ہوے براے شکار صحرا مین آئے طبل بازہر چوب پڑی جانور
آشیانون سے نکلنے لگے شکار کھیل رہے ہین تمام ہوا کو طائرون سے خالی کر دیا
ایک طرف طہماس شکار کھیل رہا ہی شبرنگ قریب نور الدہر کمان ہاتھ مین لیے
تیراندازی پر لبیس جب پہر دن چڑھا تو شبرنگ سے فرمایا کہ ابتک شکار طائران
ہوائی کھیلا مگر کوئی جانوران صحرائی مثل ہرن وغیرہ کے سامنے نہین آیا شبرنگ نے
عرض کی کہ ہرکارے واسطے تلاش ہرن کے گئے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے

عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا ہی کئی سو ہرن چر رہے ہین
وہان تشریف لے چلیے بہت خوش ہو جیے گا نور الدہر نے طہماس و چند سردار ونکو
ساتھ لیا اُسطرف روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ دھانون کا کھیت ہی بہت سی ہرنیان
چر رہی ہین بیچ مین ایک آہوے کلان مادہ ہاے آہو پر مستی کر رہا ہی نور الدہر نے
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو شکار کرو مگر بیچ مین جو نر ہی یہ جسکی طرف سے نکلجائیگا مجھکو رنج
ہوگا سردارون نے گھوڑے ڈالے نور الدہر نے اسپ پری وش مہمیز کیا اُن
بے زبانون نے جو سردارون کو آتے دیکھا کر چھلانگین بھر کر بھاگین مگر وہ آہوے
کلان جو جست کرتا ہی سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے
پیچھے ڈالدیا آہو جست کرتا ہوا جاتا ہی نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ ڈالے ہوے
آہو کے پیچھے جاتے ہین تین چار کوس اُسکے تعاقب مین گئے ایک نخل کے سایے
مین پہونچکر آہو چوکڑی بھولا نور الدہر نے تیر مارا اُس آہو کے دوسار ہوا
آہو تلملا کر گرا نور الدہر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا چاہتے ہین
کہ شکاربند سے اسکو باندھکر پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار لعیم و
شمیم بارہ ہزار جوان لپٹت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے نور الدہر کو دیکھا عیار
سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی ہماری عملداری مین شکار کر رہا ہی کچھ اسکو
خوف نہ آیا عیار آیا نام نشان دریافت کر کے گیا مسروق تاجدار گھوڑا بڑھا کر
سامنے نور الدہر کے آیا کہا اے جوان تو شاید ناواقف ہی منم مسروق تاجدار ہمیشہ
سے شکار کا عادی ہون مناسب یہ ہی کہ اِس ہرن کو چھوڑ دے اور اِس صحرا سے
چلا جا نور الدہر نے کہا اگر ہم آگاہ ہوتے بھی اور آہو ہمارے سامنے آتا ضرور شکار
کرتے مسروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
سوار و پیدل چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
جب مسروق نے دیکھا کہ کئی سو جوان مارے جا چکے گینڈا بڑھا کر قریب آیا اور
پکار کر آواز دی کہ تم الگ ہو جاؤ مین اِسکو مارے لیتا ہون قریب آکر تلوار کا

وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا مسروق لپٹ پڑا دونون جوان اُترے کشتی ہونے لگی مسروق زمین پہر برابر
لڑا پہر دن رہے مسروق نے دونون مونڈھے پکڑے ریلا کر لے دوڑا نور الدہر
چند قدم ہٹ کر آئے مسروق نے ہکہ مارا بایان گھٹنا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
مسروق اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ اگر نخل پر زور کرتا تو
اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین نور الدہر کے جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کر اُٹھے ریلکر لے دوڑے سترہ قدم
ریل کر لائے وہان پر آکر ہکہ مارا مسروق کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے
نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ اللہ اکبر زبان سے کھینچا اور اپنے نام
کا نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشتم و بہ قہر بشہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر یلہ زمین تھرا گئی مسروق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون کہ مسروق نے
آواز دی الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان مسروق نے کہا مین مسلمان ہوتا ہون
اب مجھکو ظاہر ہوا کہ آپ نبیرۂ صاحبقران ہین آپ کی ملازمت کرونگا حضور یہ صحراے
زنگار رنگ مشہور ہے آگے بڑھکر میرا قلعہ ہے کہ جسکا قلعۂ رنگین حصار لقب ہے تشریف
لے چلیے ملک کو اسلام آباد کیجیے دو چار روز دعوت کرون نور الدہر نے کہا اے
مسروق لشکر ہمارا مقابلۂ دیدۂ زنگی مین اُترا ہے دادا جان لشکر مین نہین ہین
اب تو تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ وعدہ کرتا ہون کہ پھر تمھارے قلعے مین آؤنگا
مسروق تاجدار ہمراہ ہوا مسروق کو لیے ہوئے آتے ہین کہ تندک نے آسمان
سے دیکھا فوراً تڑپ کے گرا کمر مین نور الدہر کی پنجہ دیا اُٹھا لیگیا مسروق حیران
حیران دیکھ رہا ہے کہ آقا کو کون لے گیا کہ طہماس سامنے سے آیا شبرنگ بھی ساتھ
تھا مسروق نے اپنا زیر ہونا اطاعت شاہزادہ کرنا طہماس سے بیان کیا شبرنگ نے
کہا اب اِسی مقام پر اُترئیے شاہزادہ آئے گا یقین ہے ملکہ آسمان پری نے بلوایا ہو
دیو تندک لے گیا ہو سب اسی مقام پر اُتر پڑے انتظار مین شاہزادے کے ہین

لشکر مین عرضی لکھہ بھیجی کہ جب نور الدہر آئین گے تو ہم لوگ بھی حاضر ہونگے بادشاہ
کو عرضی دیکھکر بڑا تردد ہوا فرمایا کہ انقلاب فلکی دیکھو کہ دو راجان خانہ کعبہ کو گئے ہین
نور الدہر صحرا مین جاکر غائب ہوے اگر دو دہ زنگی نے طبل جنگی بجوایا تو تردد ہوگا
ہمرداروں نے عرض کی غلامان جانباز براے جانبازی حاضر ہین بادشاہ خاموش ہورہے
مگر دیو تندک نور الدہر کو لیے ہوے سامنے آسمان پری کے آیا نور الدہر کو
ہوشیار کیا نور الدہر نے دیکھا آسمان پری تخت پر ہین اور فرلیشہ سلطان زخمدار
پلنگ پر آسمان کو سلام کیا آسمان نے کہا ای نور نظر کریت نے آکر گھیرا ہی کل بلوہ
کریگا مین قلعہ بند ہون نور الدہر نے کہا مین صبح کو نکلکر اُس سے مقابلہ کرونگا یہ فرماکر
آرام فرمایا وہان کریت نے رات بھر تیاری کی صبح کو قصد ہوا بلوہ کرون کہ پھاٹک
قلعے کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری تیغ بکف
برآمد ہوے کریت نور الدہر کو دیکھکر کانپ گیا مگر چونکہ میدان مین آچکا ہی جھپٹ کے
ہاتھ وار کا مارا نور الدہر نے وار کو قلم کیا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا کہ
کریت زخمی ہوا سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا آسمان پری
نے فوج کو حکم دیا کہ ہمراہ شاہزادے کے جاؤ نور الدہر تعاقب کرتے ہوے بارہ
کوس تک آئے کریت بھاگ کر پردۂ ظلمات مین گیا نور الدہر پلٹے تھوڑی دور چلے
تھے دیکھا چند دیوزادے زخمدار بیقرار سامنے سے آئے نور الدہر نے اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ رہنے والے جزیرۂ صندل کے ہین دیو افلاک ملکہ
جواہر پری کا خواہان ہوکر آیا ہم لوگ نکلکر لڑے شکست کھائی جواہر پری اور
صندل پری والدہ اُنکی شکست کھاکر قلعہ بند ہوئی ہین نور الدہر نے فوج فرلیشہ
کو رخصت کیا اور فرمایا مین طرف جزیرۂ صندل کے جاتا ہون اگر خدانخواستہ
کوئی فتور ہوا تو ملکہ صندل پری کیا فرماینگی کہ نور الدہر نے سُنا اور مدد نہ کی
ملکہ آسمان پری و فرلیشہ سلطان و خواجہ عبد الرحمٰن وغیرہ بیٹھے نور الدہر کا ذکر
تو کیا جاوے گا مگر آسمان پری و فرلیشہ سلطان آکر ایک صحراے سبزہ زار مین پہنچین

بارگاہ استادہ ہوئی مردمان فوج جابجا اُتر پڑے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی مگر جمشید یاد مین محبوب کی بیقرار رہ و اشکبار تھا یہ اشعار عاشقانہ زبان پہ جاری تھے

نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو — زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو

دشمن و دوست ہین نظر و ہین مری دونون یک — آئینے ہو دار و مدار ایسے مروت مجھکو

یاد ہین زلف پریشان کی پریشان ہو ہمین — روے جانان کے تصور مین ہی حیرت مجھکو

حسن کے رعب سے اوسان اُڑے جاتے ہین — یہ عجب طور کے شعلے سے ہی دہشت مجھکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم — کوے جانان سے نظر آتی ہی رحلت مجھکو

دل پھنسا زلف مین یاد رُخ پر نور کہان — لیگئی رنگ حلب سے مری قسمت مجھکو

سر جھکاے درِ جانان پہ پڑا رہتا ہون — دخل اغیار سے آتی ہی ندامت مجھکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجاے دم — ہوش اُڑ جاتے ہین غالب ہی یہ وحشت مجھکو

چھوڑکر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون — کھینچ لائی ہی یہان بھی تری اُلفت مجھکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہی خیال — دیکھکر جوے روان آتی ہی رقت مجھکو

خاکساری ہی مرے حق مین مقرر اکسیر — ہاتھ آئی ہی مقدر سے یہ دولت مجھکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہی شکل — ایسے غنچہ و گل سے ہی محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ ای رعنا — عمر گذری ہی کہ ہی صدمۂ فرقت مجھکو

اِسی بیقراری مین شب کو اُٹھا پہاڑ پر چڑھگیا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار مین لشکر دیوان اُترا ہی اور ایک بارگاہ عالی اِستادہ ہی دربارگاہ پر ملکہ آسمان پری کھڑی تھین صورت زیبا دیکھکر مرگیا پہاڑ سے اُترا سحر کیا کہ سب دیوزاد بیہوش ہو گئے جمشید ثانی اندر بارگاہ کے آیا آسمان پری و قربیشہ سلطان بھی بیہوش پڑی تھین خواجہ عبد الرحمٰن جنّی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک یہ کیا ہوا کہ سب بیہوش ہو گئے کہ دیکھا ایک ساحر تنتنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا خواجہ عبد الرحمٰن زیر تخت چھپ گئے یہ سمجھ گئے کہ اِسی کے سحر سے انقلاب ہوا ہی مگر جمشید ثانی نے آسمان پری و قربیشہ کو اُٹھا لیا اور چالیس افسرون کو لیا کل فوج کو وہین پڑا رہنے دیا مگر آپ

روانہ ہوگیا لاکر سب کو قید کیا لیکن عبد الرحمن جنی صبح کو زیر تخت سے نکلے آسمان و قریشہ کو دیکھا ندارد دل میں خیال کیا معلوم ہوا کہ جمشید ثانی گرفتار کر کے لے گیا اب سوچنے لگے کہ کیا تدبیر کروں دیو زاد کوئی ہوش میں نہیں سب بیہوش پڑے ہیں کوئی اس لایق نہیں کہ خواجہ عبد الرحمن کو پردہ دنیا میں لیجاے ناچار ہو کے بارگاہ سے نکلے شکارگاہ سلیمانی میں آئے دیو ہوبان کو خبر ہوئی کہ عبد الرحمن جنی تشریف لاے ہیں آکر استقبال کیا احوال پوچھا خواجہ عبد الرحمن نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ ملکہ آسمان پری و قریشہ طلسم نوخیز میں گرفتار ہوگئیں اے ہوبان مجھکو پردہ دنیا میں پہونچاؤ میں جاکر صاحبقران سے فریاد کرون بے اُنکی اطلاع یہ مشکل حل نہوگی ہوبان نے ایک تخت منگوایا اُسپر خواجہ کو سوار کیا اور چار دیو زادون سے کہا کہ خواجہ کو طرف پردہ دنیا کے لیجاؤ جو حکم کرین وہ بجا لانا دیو زاد خواجہ کو لیکر اُڑے یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سردار بیٹھے ہین ذکر نور الدہر صاحبقران ہو رہا ہے کہ خواجہ عبد الرحمن آکر پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی پوچھا یا خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے سب حال گرفتاری ملکہ آسمان پری و قریشہ کا بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جمشید ثانی فرزند جمشید ہے اُسنے آسمان پری و قریشہ کو قید کر لیا سارا لشکر سحر میں اُس ملعون کے مبتلا صحرا مین پڑا ہے کسی پر قبضہ نہیں ہو سکتا بادشاہ نے فرمایا خواجہ صاحب ملاحظہ تو فرمایئے کہ اس طلسم کا کون فتاح ہے اور اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے خواجہ نے قرعہ پھینکا جو بیس شکلین خیال کر کے ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی بلا تکلف عرض کرتا ہون فتاحی تو اس طلسم کی حضور ہی کے نام ہے بادشاہ نے فرمایا مین چلنے کو موجود ہون مقام تعجب یہ ہے کہ جدہ قید ہو جائین اور مین کوئی کوشش اُٹھا رکھون لیکن افسوس ہے کہ دادا جان بھی لشکر مین نہین ہین نور الدہر بھی گئے خواجہ نے فرمایا گلستان ارم سے کربیت کو شکست دیکر طرف جزیرہ صندل کے گئے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بادشاہ نے فیروزہ سے کہا

مرکب تیار کردیں خواجہ کے ساتھ جاؤنگا فیروزہ نے کہا میں ضرور ساتھ چلونگا
ظل اللہ کو تنہا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سر جھکا لیا اور ہمراہ خواجہ عبدالرحمن روانہ
ہوئے سرداروں نے ہرچند کہا کہ غلاموں کو ساتھ لیکر چلیے بادشاہ نے کسی کو ساتھ
نہ لیا اور جواب دیا کہ مقدمۂ طلسم میں کسی کی ضرورت نہیں پروردگار معین و مددگار
ہو سردار خاموش ہو رہے بادشاہ ہمراہ خواجہ روانہ ہوئے جب پردۂ دنیا سے
گذر کر سرحد قاف میں پہونچے دور سے ایک قلعہ دیکھا کہ ہزارہا انسان بالائے
قلعہ فریاد کر رہے ہیں اور ایک دیو خونخوار بلوہ کیے ہوئے جاتا ہے سعد شہریار
کو بہت ناگوار ہوا دیوزادوں سے فرمایا کہ ہمکو اسی مقام پر اُتار دو دیوزادوں
نے عرض کی کہ اب حضور سرحد قاف میں آ چکے سعد نے نہ مانا اُتر پڑے دیو بلغر کیے
ہوئے جاتا تھا سعد نے للکارا اور نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم اُس دیو نے پلٹ کر جو سعد شہریار کو دیکھا ایک قہقہہ
مارا اور ساتھ والوں سے کہا آج خداوند راس الشیا طین مہربان ہیں کہ حلوہ کا
سامنا ہوا ایک لقمۂ چرب تو معقول ہے یہ کہتا ہوا بڑھا قریب سعد کے آکر ہاتھ
بڑھایا کہ گولی بنا کر کھا جاؤں سعد نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے
بھل آیا سعد نے ایک گھونسہ مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا کہ اے آدم زاد چھوڑ دے
اب میں تجھسے نہ لڑونگا سعد نے دو چار گھونسے اور لپٹ کر دے مارا اور سب
دیوزاد وہ بڑے غلغلا کرتے ہوے کہ اپنے افسر دیو زلزال کو رہا کر لیں سعد
نے سر اُسکا کھینچ لیا تلوار کھینچکر جا پڑے قلعے سے سب نکل آئے دیوزادوں سے
لڑنے لگے آخر دیو شکست کھا کر بھاگے بادشاہ جو قلعے سے نکلا تھا اُسنے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی نام نامی سے آگاہ ہوا امیدوار ہوں کہ دعوت قبول فرمائیے
سعد اُسکے ساتھ ہوے پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہے شاہ نے کہا میں راشد حبشی کا
بھتیجا ہوں فولاد حبشی میرا نام ہے یہ دیو طرف سے پردۂ تاریک کے آیا تھا کہ ممالک
تسخیر کرے اس قلعے پر آیا ہمنے مقابلہ کیا آخر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوے حضور نے عین

وقت پر مدد کی آپ ہی کے دادا جان اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑے خارستان
مٹائے گلزار اسلام کی بہار ہوئی حضور کہان جاتے ہین سعد نے کہا ملکہ آسمان پری
و قمر لقیتہ سلطان طلسم نوخیز جمشیدی مین قید ہو گئی ہین انکی رہائی کو جاتا ہون فولاد
نام طلسم سنکر کانپ گیا کہا اے شہریار وہ طلسم بہت سخت ہی اسطرف تشریف نہ لیجائیے
وہ مقام آپ کے جانے کے لایق نہین سعد نے فرمایا اسمین قصد کر چکا اس مقام
تک آیا اب بدون انکی رہائی کے واپس نہ ہونگا فولاد جنی ناچار سعد کو قلعے مین لایا
سامان دعوت کیا شاہ دعوت مین مصروف ہوے کہ فولاد جنی روتا ہوا سامنے
آیا شاہ نے حال پوچھا فولاد نے کہا دختر میری سہیل جنیہ واسطے شکار کے گئی تھی
دیو نژاد جو بھاگے تھے ان مین کوئی دیو چھپ کر بیٹھ رہا وہ سہیل کو اٹھا لیگیا سعد
نے فرمایا مین براے رہائی سہیل جاؤنگا ہرچند فولاد نے منع کیا مگر سعد نے نہ مانا
براے تلاش سہیل روانہ ہوے مگر فیروزہ بن عمرو کہ شہریار کے ساتھ ہی وہ ہمراہ
چلا سعد نے فرمایا بھی کہ تم یہان ٹھہرو ہم پلٹ کر آتے ہین فیروزہ نے نہ مانا اور
سعد کے ہمراہ ہوا جب صحرا مین پہونچے سامنے ایک دیو کو دیکھا کہ دست و پا شکستہ
پڑا ہوا رو رہا ہی سعد نے فرمایا تیرے ہاتھ پانؤن کسنے توڑے اس دیو نے کہا
میرا نام دیو قیصر ہی اس صحرا کا حاکم ہون صبح کو دیو ہلال ایک معشوقہ کو ساتھ لیے
جاتا تھا مگر وہ نازنین بہت بیقرار تھی دمبدم کہتی تھی کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر میری
عصمت کا خیال نہ کر مین فولاد جنی کی دختر ہون بلکنا اسکا مجھکو ناپسند ہوا مین نے
برہم ہوکر دیو ہلال سے کہا کہ اس معشوقہ کو چھوڑ دے کیون ظلم کرتا ہی میرے اسکے
مقابلہ ہوا وہ ہاتھ پانؤن میرے توڑ کر ڈال گیا کل سے پڑا تڑپ رہا ہون سامنے باغ
ہی اسی مین دیو ہلال کا مسکن ہی یہ سنکر سعد شہریار طرف باغ کے چلے دروازے پر
باغ کے چند دیو نگہبان تھے اول اُنسے لڑائی پڑی انکو مار کر بادشاہ اندر آئے دیکھا
دیو ہلال سہیل کو زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہی چاہتا ہی بوسہ لون مگر وہ اپنے کو بچاتی
ہی چہرہ زرد ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر کہتی ہی کہ او دیو ہلال کیون انگشت نما ہوتا ہی مجھکو

چھوڑ دے دیو ہنستا ہی اور کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھکو ایک
بوسہ دے کہ سعد کا نعرہ ہوا دیو ہلال اُٹھا چاہا چنگل مار کر سعد کو کھا لون سعد نے
دیو کو قتل کیا سہیل جنتیہ دوڑکر قدمون پہ گری کہا ای شہریار بڑے ظالم کے پنجے سے
مجھکو بچایا اب آپ قلعے مین چلین بادشاہ نے فرمایا مین تلاش مین طلسم نوخیز کی جاؤنگا
سہیل نے کہا پہلو پر اِس باغ کے کوہ زبرجدی ہی اُس کوہ سے قلعہ معلوم ہوگا
سعد فیروزہ کو ہمراہ لیکر باغ سے نکلے سہیل طرف قلعے کے روانہ ہوئی جب کوہ
زبرجدی پہ چڑھے دیکھا سامنے قلعہ ہی سر بہ فلک کشیدہ دروازہ قلعے کا کھلا ہوا ہی
برج وغیرہ آراستہ ہزار ہا دیوزاد واربن ہاتھ مین لیے ہوے بالاے قلعہ کھڑے
ہین بعض ٹہل رہے ہین چند زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے دہن سے لگاے ہوے کھڑے
ہین اُس کوہ پر ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سبز رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہی کہ اُسکے
زمزمے سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین **نظم**

حضور آج تو تمسے دوچار ہم بھی ہین — تمھارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین
کبھی ہمین بھی ہو شغل رقیب وصل نصیب — تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین
جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہی مہر — تو مرتضیٰ کی گلی کے غبار ہم بھی ہین
سمند ناز کو کر اِسقدر نہ گرم عنان — تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین
صفات چشم مین جادونگاریان کی ہین — جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین
چمن مین آمد فصل بہار ہی گلچین — صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین
تمھارے گیسوے مشکین و روے روشن پر — نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین
وصال ہجر بین رعنا کا ہوگیا آخر — لبوں پہ جان ہی اور بیقرار ہم بھی ہین

بادشاہ آواز طائر کی سُنکر جھومنے لگے کہ فیروزہ نے آواز دی غلام کو بچائیے
بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو بچہ کمر مین فیروزہ کی دیکر لے اُڑا بادشاہ تنہا
رہگئے اب پہاڑ سے دیکھ رہے ہین فیروزہ کے اُٹھ جانے کا بڑا افسوس ہی کہ ایک
یار وفادار ہمراہ تھا وہ بھی جدا ہوا آخر سوچے کہ اِسی قلعے مین چلین مگر جدائی کا

فیروزہ کی بڑا انتشار ہے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
فیروزہ سے ملادے یہ سوچتے ہوے پہاڑ سے اترے جب ریگستان مین آئے قلعہ
پر جو زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے کھڑے تھے اُنھون نے قرنائون کو دم دیا دیوزاد
غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا کہ اے اہالی طلسم ہوشیار ہو جاؤ کہ
طلسم کشا آپہونچا یکایک کان مین نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک برات
بہت عمدہ آراستہ اور ایک تخت زبرجدی چند شخص کاندھے پر رکھے ہوے نمایان
ہوے اور اُس برات کے آگے فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے بس شہریار سے
آنکھ ملا کر آواز دی کہ اے شہریار مبارک ہو تمام اہالی جلسہ آپ کے مشتاق ہین یہ
کہتا ہوا قریب آیا بادشاہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ نے جو اپنے یار وفادار
کو پایا خوش ہو کر گلے لگایا فرمایا اے فیروزہ کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے عرض کی
اِس قلعے مین سب اہل اسلام رہتے ہین مجھکو رہا کر کے حکم دیا کہ اپنے شہریار کو لاؤ
بادشاہ اپنی بیٹی کی آپ کے ساتھ شادی کریگا سعد نے سر جھکا لیا فرمایا اے فیروزہ
رہنے والے اِس قلعے کے مجھکو کیا جانین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران نے
آکر اِس قلعے کو فتح کیا تھا اِسوجہ سے سب مسلمان ہین چند شخص اور بھی تھے اُنھون
نے بھی شاہ کو سلام کیا اور کہا تشریف لے چلیے طالب شاہ آپ کا مشتاق ہے یہ کہکے
ایک تصویر بادشاہ کے ہاتھ مین دی بادشاہ نے جو تصویر کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا
ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن فخر گلزار چمن نقاش نے کس حسن سے یہ
تصویر کھینچی ہے کہ غنچۂ دہن سے پھول جھڑ رہے ہین نازک اندام گلفام شیرین عذار
کبک رفتار بقول شاعر فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ٭ تصویر بول اُٹھی
مرے حاضر جواب کی ٭ بادشاہ تصویر کو دیکھکر مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل

گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اُس گل سے
باغبان بھی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
نکلا پھر ایکے برس قرعہ بنام صیاد
باغ مین اُس سے مزاحم نہ ہو گلچین سے کہو
کبھی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہی سنگ اسود
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
گلشن دہر مین رعنا شعرا دبتے ہین

ہمصفیرو مجھے آتا ہی خیال بلبل
سب یہ پڑجائے گا گلشن مین وبال بلبل
نہ ہوا کسکو یس مرگ ملال بلبل
ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل
مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہی خیال بلبل
کعبہ گلشن ہی یہ ہو خام خیال بلبل
باغبان پڑتا ہی یون دیکھ دبال بلبل
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

سب نے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا دولھا بناکر لے چلے قلعے مین جو داخل ہوے ہزارہا دوکاندار صراف و بزاز دوکانین آراستہ کیے بیٹھے تھے جوہری پیچ پگڑیان سر پر باندھے ہوے اپنی دوکانون سے اُٹھ اُٹھکر مبارک مبارک کہنے لگے سعد ایک ایک کا سلام لیتے ہوے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہی گرد اگرد وزرا اُمرا بادشاہ دولھا کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا تخت بادشاہ کا اپنے تخت کے برابر بچھوایا حکم دیا قاضی صاحب کو لاؤ بادشاہ تصویر کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے اُس بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا کہ حضور تصویر دیجیے اب صاحب تصویر کا سامنا ہوگا وہ بھی آپ کی مشتاق ہی سعد نے تصویر نہ دی سینے پر رکھے ہوے ہین دمبدم فرماتے ہین فرد دل کے آئینے مین ہی تصویر یار ✤ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ✤ ایک مرد ضعیف سامنے آیا آہستہ ایجاب قبول کرایا سعد سے کہا یہ دختر بلند اختر مہران تاجدار ہی یہ قلعہ مہر مین مقرر کیجیے سعد نے کہا مین اِس قلعے کا مالک نہین ہون بادشاہ اپنے مقام سے ہاتھ باندھکر اُٹھا کہا ای شہریار یہ قلعہ مین نے آپ کے نام لکھدیا آپ اِسکو مہر مین دیجیے بادشاہ نے

سر جھکا لیا اُس بادشاہ پیر نے کہا کہ صاحبو یہ فرزند صاحبقران ہی میری دختر کو بہت
آرام دیگا ایک فخر اور اُسکو حاصل ہی کہ وہ اِنپر عاشق ہی خوشی مین شادی کی کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہی کہ رہی ہی کہ مین کنیزی مین شہریار کی جاتی ہون مین اِس
لایق نہین ہون کہ اُنکے پہلو مین بیٹھون نگ خدمت گزاری کرونگی کہ مجھسے راضی
رہین ہرچند انیسین جلیسین سمجھاتی ہین کہ خاصہ نوش فرمایئے ملکہ جواب دیتی ہی کہ
اب شہریار کے ساتھ کھانا کھاؤنگی قاضی صاحب زیادہ تکرار نہ کیجیے عقد واجبی کو
پڑھدیجیے قاضی نے بیٹھکر عقد پڑھا جانبین سے ایجاب و قبول ہوا بعد عقد کے اُس
تاجدار نے کہا محل مین تشریف لیجایئے اپنی مشتاق کو جمال دکھایئے وہ ہجران دیدہ
آفت کشیدہ نہایت بیقرار ہی ہزاروں دعائین دیگی بلائین بھی لیگی بادشاہ اُٹھکر
محل مین آئے دیکھا ہزارہا عورتین بھری ہوئی ہین سینے اُبھار کر سامنے آئین
مگر بادشاہ ایسے مبہوت ہین کہ کسی پر نگاہ نہ ڈالی تگڑ ومنیان طبلے سارنگی بجاکر
یہ اشعار گا رہی ہین نظم

سلامت رہین با جلال وحشم — فلک پر ہین جبتک کہ انجم عیان
عدو اُنکے پامال ہون شاد دوست — رعیت خوش اور منفق خاندان
خوشی سے نہ ہو فرش کیونکر زمین — کہ پھولا سماتا نہین آسمان
قمر ہی جو صرف صفیر دعا — ہما ہی کہ طوطی ہندوستان

بادشاہ نے بلاکر مسند پر بٹھایا عروس بھی آکر بیٹھی ایک دوشالہ اوپر ڈالدیا آرسی
مصحف دکھانے لگے بادشاہ نے آئینے مین جو خیال کیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بڑھیا نہ
منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت گالون مین گڑھے پڑے ہوے سر جھکاے ہوے
بیٹھی ہی بادشاہ نے جو یہ صورت ناشایستہ دیکھی کمال قلق ہوا بڑھیا نے دامن
پکڑ لیا کہا پیارے کیون آزردہ ہوے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا منھ مثل غار کے کھولا
چاہا بوسہ لیلون وہ بوے بدآئی معلوم ہوا بدر و مُہری کھل گئی بادشاہ نے جھلاکر
ادل ہاتھ سے ہٹایا مگر اُسنے نہ مانا چاہا لپٹ جاؤن اور ہنس ہنس کے کہتی ہی کیون

اوشہر یار ہم تو مدت سے مشتاق تھے اب جو یہ شادی ہوئی تو یہ انکار قاضی اب عقد
پڑھ چکا اب میرے ساتھ عیش کرو بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا بڑھیا نے دوشالہ
الٹ دیا غل مچانے لگی کہ اوبی بیبو دوڑو دولہا بڑا ظالم ہو تمام محل کی عورتین آکے
جمع ہوگئین بادشاہ کو گھیر لیا غلغلہ کر رہی ہین اور کہتی ہین واہ رے مردوے ایسی
حسین پر توجہ نہین ہوتی یہ تو بہت کمسن ہو صرف دوسو چالیس برس کا سن ہو اسنے
ابھی دنیا کا کیا دیکھا چہار جانب سے عورتون نے غلغلہ کیا اور دلھن تو یہی چاہتی ہو
کہ لپٹ جاؤن ہرچند کہ سعد کو شرم آتی ہو کہ عورتون پر کیا تلوار کھینچون مگر چہار
جانب سے عورتون نے گھیرا تب بادشاہ نے تلوار کھینچی عورتون کو قتل کرنے
لگے جب کئی سو عورتون کو قتل کیا دلھن سامنے سے بھاگی سعد نے بڑھکر ہاتھ مارا
کہ دلھن کے دو ٹکڑے ہوے عورتین غل مچانے لگین کہ دولہا نے غضب کیا دلھن
کو مار ڈالا اس بادشاہ پیر نے آواز دی یارو اب دولہا کو مار لو کئی ہزار آدمی محل مین
گھس آیا بادشاہ سے سب آکر لڑنے لگے بادشاہ لڑ رہے ہین مگر لاشے نہین معلوم
ہوتے تھوڑے عرصے تک بادشاہ لڑے آخر چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین
اور کمندون رسنون مین بادشاہ کو گرفتار کیا وہین آہنگر آئے سعد شہریار کو
اسی مقام پر مسلسل و مطوق کیا کشان کشان لے چلے اسی دربار مین لائے
اسی بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہو اور وہ قاضی کہ جسنے عقد پڑھا تھا کرسی پر
بیٹھا ہو لاشہ عروس کا بھی ساتھ لاے ہین عورتون نے آکر فریاد کی کہ او شاہ
عادل دلھن کو اس نامنصف نے مارا قاضی نے پوچھا کیون او شخص اس دعوی
طلسم کشائی پر یہ نامنصفی کہ عروس کو مار ڈالا شاہ نے فرمایا او قاضی بے وقوف تو مکار
و غدار ہو او شاہ تجھکو کیا منظور رہو خون کے بدلے خون لیگا بحکم قاضی بادشاہ نے
وزیر سے کہا کہ تم کوٹھا کھولو کتاب طلسمی نکالکر لاؤ دیکھو جمشید اول کیا لکھ گئے
ہین اس شخص کو لوگ طلسم کشا کہتے ہین اگر حقیقت مین یہ طلسم کشا ہو تو اسمین تصویر
ضرور رہوگی احکام بھی مرقوم ہونگے یہ کہنا تھا کہ وزیر اٹھا کوٹھا کھولکر کتاب لا یادہ

لاکر قاضی کے سامنے رکھی قاضی نے کتاب کو بوسہ دیا اور باخداوند کہکر کتاب کو کھولا
صفحۂ اول مین یہ لکھا تھا کہ فلان دن طلسم کشا آئیگا عدس کو مار ڈالیگا اے مہران تاجدار
مناسب یہ ہی کہ فوراً اُس شخص کو قتل کرنا یہ وہ سال ہی کہ گھر سے آگ لگیگی اور طلسم برباد
ہوگا قاضی نے یہ مضمون سامنے شاہ کے پڑھا شاہ نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ قاضی نے
کہا ابھی قتل مناسب نہین صحراے ویران مین لیجاکر اِسکو چھوڑ دو اور طلسم مین اشتہار
دو یہ تین دن وہان بے آب ودانہ رہے چوتھے دن قتل کرنا سب اہل طلسم جمع ہون
اُس مجمع مین یہ قتل ہو غرضکہ شاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ اِس شخص کو صحراے ویران مین
لیجاؤ وہان جاکر چھوڑ دو تین دن آب ودانہ نہ ملے اُسکے بعد لانا مین مشتہر کرتا ہون
کل اہل طلسم جمع ہونگے اُسی مجمع مین قتل کرونگا وزیر اُٹھا کمر مین سعد شہریار کی پنجہ
دیا سعد شہریار کو لے اُڑا سعد شہریار متموج ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا کہ چہار جانب سناٹا درخت خشک بونڈرے گرد کے
اُٹھ رہے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا تو شدت تشنگی سے گرا پر جل گئے پڑا ہوا تڑپ
رہا ہی صدہا طائر جابجا پڑے ہین سعد شہریار حیران وپریشان اُس صحراے ویران
مین دوڑ دھوپ کرنے لگے کہین پانی کا نشان نہین ملتا اگر کسی مقام پر کوئی چھپڑ
بھرا ہی تو اُسکا پانی کھول رہا ہی اگر ہاتھ ڈالدیا تو آبلہ پڑجاتا ہی اُس پانی کو کون
پی سکتا ہی حیران وپریشان دوڑتے پھرتے ہین دھوپ وہ سخت پڑ رہی ہی کہ زمین
تپ رہی ہی جو قطرہ بدن پر پڑتا ہی آبلہ پڑجاتا ہی اِس حال زار مین سعد شہریار کسی
مقام پر گر پڑتے ہین پھر اُٹھتے ہین ایک طرف روانہ ہوجاتے ہین کبھی دست دعا
اُٹھاکر دعائین مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس آفت سے نجات
دے اور اِس سختی سے بچالے رباعی اے آنکہ بہ ملک خویشتن پایندہ توئی + ورزاهن
شب صبح نمایندہ توئی + دست من بیچارہ وفتوحی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ گشایندہ
توئی + چشمۂ چشم سے آنسو جاری ہین بادشاہ نوبت بجان وکار دبر استخوان ہو رہے
ہین بادشاہ تو اِس حال زار مین ہین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ یاسمن رنگین پوش کہ دختر مہران تاجدار ہی خواب مین سعد شہریار کو دیکھنا اور بیقرار اُٹھنا اور براے مدد سعد شہریار آنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل ‏ کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل

تری بے رُخی نے پریشان کیا ‏ کہ سوداے زلف معنبر ہوا

پلا مجھکو اِک جام حیرت فزا ‏ کہ معشوق کا حال لکھون ذرا

تری شکل ہر دل سے شیدا ہو نہین ‏ کبھی مثل سبزہ ہویدا ہو نہین

تری شکل کا کیا سراپا لکھون ‏ لکھون رُخ کو آئینہ حیران ہون

رُخ خوب کی کس سے توصیف ہو ‏ سراپا کی کیا یار تعریف ہو

جو رخسار ہین پھول سے بیمثال ‏ تو ابرو ہین تیرے مثال ہلال

ترا قد جو سرو لب جو ہوا ‏ تو قمری کے نالے مین کو کو ہوا

نہال گلستان بھی ہین سبز پوش ‏ کہ ہی نہر کو بحر الفت کا جوش

فسانہ وہ دلچسپ و رنگین لکھون ‏ کہ مشتاق ہون سامعین بے سکون

چہرہ عاشقان بیقرار و مشتاقان زار و خوار اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا ٭ چنین می نگارد ز کلک وقائع مہران تاجدار سعد شہریار کو صحراے ویران مین بھجوا کر خوشی خوشی محل مین آیا بیٹی اِسکی یاسمن رنگین پوش کہ جسپر جمشید ثانی عاشق ہوا تھا اُسنے پوچھا کیون باوا جان آج محل مین کیا ہنگامہ تھا مہران نے کہا ای نور نظر آج طلسم کشا نے داخلہ کیا اُسکی برات ہوئی خبیثہ مردار خوار کے ساتھ شادی کی قاعدے سے اُسنے اُسکو قتل کیا بڑا ہنگامہ ہوا مین نے اُسے گرفتار کرالیا اب وہ شخص صحراے ویران مین بے آب و دانہ تین دن جفا اُٹھاے گا پھر اُسکے قتل کی تدبیر ہو گی مگر خداوند مردہ لکھ گئے ہین کہ ہرگز طلسم کشا کو موت نہین ہی ضرور بربادی ہو گی مین حیران ہون کہ

اب اُسکو کون بچائیگا کیونکر رہائی پائیگا لایق تصویر کھینچنے کے ہو جرمی بہادر صف شکن غنچہ دہن تیغ زن کس مایوسی سے صحراے ویران مین گیا ہو وزیر نے مجھکو خبر دی اُسی صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہو نوبت یہان ہو رہی ہو جابجا یہی ہنگامہ ہو کہ طلسم کشا آگیا یاسمن یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر بڑا صدمہ پہونچا کہ افسوس ہو ایسا شخص قتل ہوگا اسی سوچ مین وہ سو رہی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بے کنارہ ویران اُجاڑ ہو اُس مین سعد شہریار پھر رہے ہین یاسمن نے سامنے جاکر پوچھا کہ اے شہریار کس حال پر ملال مین ہو بادشاہ نے بیقرار ہو کر فرمایا **نظم**

شاہان نہ دل زلف گرہ گیر چاہیے
فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو حکم
میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر ہین شنوا گوش گل مگر
نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے
آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایک دن بھی میسر ہوا نہ وصل
تدبیر محض ہیچ ہو تقدیر چاہیے

دل نے مہم کاکل پیچان کو سر کیا
ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہو تصور مین یار کے
کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

یاسمن نے جو یہ اشعار زبان سے سعد شہریار کی سنے چاہا کہ لپٹ جاؤن خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن سعد سامنے سے ہٹے یاسمن دوڑی لڑکھڑا کر گری آنکھ کھلگئی **نظم**

غزل

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ہو کے حیران ہر طرف دیکھا

رو کے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا
ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا

ستیاناس ہو اِن آنکھون کا
مجھکو جی بھر کے دیکھنا نہ ملا

کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا
پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا

ہاے کیون سو گئی تھی مین اسدم
خواب غفلت نے یہ کیا ہو ستم

زندگی اب محال ہو واللہ
اِس بلا مین پھنسی ہون خاطر خواہ

اے فلک کیا قصور میرا ہو
دربدر مجھکو کیون پھراتا ہو

کیون نہ آنکھون مین ہو جہان تاریک ۔ زلف جانان کا مجھکو سودا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے ۔ کیا ہی پہ خوف میرا صحرا ہی

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہو جان کھو رہی ہو کہ چند کنیزین آئین اُنھون نے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا مین نے طلسم کشا کو خواب مین دیکھا بہت بیقرار ہون گل اندام ایک کنیز پاس بیٹھ گئی کہا واری آپ کا قصر جو ویرانے مین ہی اُسی صحرا مین وہ قید ہی ایک دن اور ایک رات بھوک پیاس مین اُسکو گذر چکا ہی اپنے قصر مین تشریف لے چلیے وہان پہ لاکر آب و دانہ دیجیے یہ مژدہ سُنکر ملکہ یاسمن کو تسکین ہوئی دل ذرا اٹھہرا کنیزون سے حکم دیا کہ تخت تیار کرو مین طرف صحراے ویران کے چلونگی اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا حال مین دیکھونگی ایسا شہریار کہ اپنے لشکر کا بادشاہ وہ اسطرح تباہ ہو جو ہوسکے وہ اِسوقت مین مدد کرون اجر عظیم ہوگا ہر چند کہ مان باپ دشمن ہونگے وزرا اُمرا بھی راہزن ہونگے مگر جو کچھ ہو سو ہو بہ قول شاعر فرد درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ٭ یہ شعر پڑھ کے فوراً تخت پر سوار ہوئی چند کنیزان باوفا ورانہ دان کو ساتھ لیا طرف صحراے ویران کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی قصر صحراے ویران مین آکر اُتری بام پہ آکر دیکھا کہ سعد شہریار دیوانہ وار وحشی مثال آبلے پائون مین پڑے ہوے سر برہنہ پھر رہے ہین اور چلا چلا کر فرماتے ہین اے محبوب مطلوب تیرا داغ لیکر چلے اِس صحرا مین زندگی دشوار ہی تیری جدائی مین جینا بیکار ہی یاسمن نے اُسی گل اندام کو حکم دیا کہ جاکر شہریار کو بلا لا میرا نام لینا اور کہدینا کہ جو تصویر تمھارے پاس ہی صاحب تصویر نے تمکو یاد کیا ہی گل اندام یہ سُنکر چلی دور سے دیکھا کہ سعد ریگ گرم پر بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو بھی نہین نکلتے کف افسوس مل رہے ہین گل اندام گرتی پڑتی قریب آئی شاہ کو سلام کیا دیکھا کہ ہر چند یہ آفت اُٹھائی مگر وہ تصویر ہاتھ سے نہین چھوٹی ہی اُسی کو دیکھ دیکھکر زار و نزار رو رہے ہین کہ گل اندام نے قریب آکر کہا آپ کیون اِسقدر بیقرار ہین صاحب

تصویر نے آپ کو یاد کیا ہی وہ شادی شعبدۂ طلسم تھی اب اصل مین معشوقہ نے یاد کیا ہی وہ خود تمھارے واسطے بیقرار ہی میرے ساتھ چلیے سعد گل اندام کے ہمراہ ہوے رفتہ رفتہ قریب قصر کے پہونچے ملکہ بالاے قصر کھڑی تھی شہریار کی جو نگاہ شوق پڑی دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے اشارہ کیا سعد سیڑھیون کو طی کر کے بالاے قصر آئے ملکہ نے جوش محبت مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کیسے مزاج کیسا ہی سعد نے آہ کی کہا صاحب غریبون کا کیا حال پوچھتی ہو غربت مین ہم گرفتار مجبور رونا چار بادشاہ نے عجب مکر کیا کہ تصویر تمھاری دکھائی اور ایک زنگن ضعیفہ کو دُلھن بناکر بٹھایا جب منھ بھیلائی تھی تو بوے بد دہن سے آتی تھی آخر مین نے اُسے قتل کیا اِس صحراے ویران کی سیر تقدیر مین لکھی تھی ایک رات ایکدن اِسی صحرا مین گذر اکیا اپنا حال بیان کرین بہ قول شاعر اب یہ کیفیت ہو رہی ہی **نظم**

کھینچا ہی عکس قلب کے فوٹوگراف مین ۔۔۔ شیشے مین ہی شبیہ پری کوہ قاف مین
وہ مہر وہ مہرات کو سویا لپٹ کے خوب ۔۔۔ دونا مذاق وصل کا اُٹھا لحاف مین
گھونگھوٹ مین مجھکو ابروِ قاتل نظر پڑا ۔۔۔ شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین
ای بحر حُسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہی ۔۔۔ ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین
ہنسی نہین ہی آج جب اُس شوخ و شنگ سے ۔۔۔ عاشق سے کیا عجب ہی جو بگڑے زفاف مین
رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو ۔۔۔ پڑ کفر اور دین کے نہ تو اختلاف مین

اِس تکلف سے شہریار نے یہ اشعار پڑھے کہ یاسمن بلائین لینے لگی کنیزون سے اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ دسترخوان آکر بچھاؤ کنیزون نے اُسیوقت دسترخوان بچھایا کھانا لاکر چنا یاسمن نے کہا نوش فرمائیے سعد نے ہاتھ کھینچ لیا فرمایا کہ ای یاسمن جبتک دین اسلام نہ قبول کروگی یہ کھانا ہمپر حلال نہ ہوگا یاسمن نے کہا ای شہریار مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اِس طلسم مین جہانتک ہو سکیگا کد و کوشش کرونگی یہ کہکے اطاعت اسلام قبول کی سعد نے خاصہ نوش فرمایا ملکہ کے ساتھ شراب نوش کی سپر و شمشیر سامنے رکھی تھی وہ اُٹھا کر اُٹھے فرمایا لو ملکہ جاتے ہین

انشاء اللہ اگر اِس مکارہ مہران کو جاکر نہ مارا تو نام اپنا نہ پایا یاسمن رونے لگی کہا
ای شہریار پھر بلا مین مبتلا ہوجیے گا ہرچند کہ جمشید اول لکھ گیا ہی کہ طلسم کشا کی موت
اِس طلسم مین نہین ہی مگر کنیز کو وہ قتل کرے گا زندہ نہ چھوڑے گا گل اندام نے اِشارہ
کیا کہ ای ملکۂ عالم کیون تکرار کرتی ہو سحر سے انکو بیہوش کرو اور طلسم سے نکال لیچلو
اگر یہان رہین گے تو ہزارہا آفتین ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلین گے
جہان پاوینگے پکڑ لیجاوینگے ملکہ نے سحر کرکے سعد کو بیہوش کیا جب تخت پر سعد کو
ڈالا تو سب کنیزین بھاگ گئین صرف گل اندام ساتھ رہی کہ اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی
ملکہ نے تخت اُڑایا اِس خیال سے کہ سرحد طلسم سے نکلجاؤن ورنہ شہریار نہ مانینگے
سرحد طلسم مین جاوینگے گرفتار ہونگے ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہی اُنکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی سعد کو تخت پر ڈالا گل اندام نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا
ملکہ تخت پر آبین سعد کا سر زانو پر رکھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا دوپہر برابر اُڑا کی
کی مگر یہ طلسم ہزار کوس کے گرد سے مین ہی ہر ابر کوہ و بیران کے پہونچین سعد کو
ہوشیار کیا سعد کی آنکھ کُھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا یاسمن حیران چہار طرف
دیکھ رہی ہی گل اندام کہتی ہی واری ابھی تو تاف طلسم ہی آگے بڑھیے یاسمن نے
کہا کئی پہر گذرے تخت کو اُڑاتے ہوے ابھی تک سرحد طلسم طی نہین ہوئی دیکھو اِ
گل اندام دھوکا کھاتی ہو ہم سرحد طلسم سے نکل آئے سعد نے جو یہ ماجرا دیکھا تو
پوچھا کہ ای ملکہ مجھے کہان لائین یاسمن نے کہا آپ کو طلسم سے نکال لائی سعد نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنے کو ہلاک کرونگا یا طلسم مین جاؤنگا ملکہ سوچو
تو کہ ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور پھر واپس جاؤن مین خاص طلسم مین جاؤن گا
اور جدہ کو چھڑاؤنگا یا اپنی جان دونگا ملکہ ناچار ہوئین کہا ای شہریار اِسی پہاڑ
پر ٹھہریے مین تو یہ چاہتی ہون کہ آپ کو اِس بلا سے نکالون اور میری تو یہ کیفیت
ہی دل کی عجب حالت ہی

نظم

داغون سے باغ دل مین ہی عالم بہار کا
کیا عشق گل کھلاتا ہی اُس گلعذار کا

حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے
نقشہ کسی سے کھنچ نہ سکا اُس نگار کا

سیماب ہو خیال رُخ آتشین مین یہ
ممکن نہین قرار دل بیقرار کا

نیرنگی جہان سے ہر گہ وصل گہ فراق
کیا رنگ ہو دو رنگی لیل و نہار کا

عاشق یہ عشق سرو قد یار مین ہو محو
سیدھا لیا ہو رستہ مجرم نے دار کا

شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دل مین آگئی
رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا

ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ
ہے اِسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا

دنیا سے بیخبر عشق گیا کون میرے ساتھ
ممنون ہون مزار مین اِس یار غار کا

پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اِس لیے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دل کو صاف
دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا

تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا
ساکن ہون خاکسار ہون مین کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

سعد نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ انشاءاللہ تعالی اِس طلسم کو فتح کر کے تمکو بادشاہ کرینگے ملکہ نے کہا اے شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آٹھ پہر سامنا فراق کا اختتام اشتیاق کا آج کچھ ہے کل کچھ ہے زمانہ انقلاب مین ہے زندگی کا اعتبار نہین ہے نظم

حسرت نظارۂ موے کمر داریم ما
بہتر از عنقا شکاری در نظر داریم ما

وقت گریہ جسم صافش در نظر داریم ما
وہ چہ در رفتار نظر یکتا گہر داریم ما

نیست پروایم بجنگ آمد اگر ترک سپہر
ہمچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما

باعث رسوائی قاتل بعالم نیستم
کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست مارا احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

عاشق و معشوق مل رہے ہین کلمات حسرت ہو رہے ہین کہ ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا اے گل اندام تھوڑا پانی تو لاؤ گل اندام پہاڑ سے اُتری تلاش آب مین گئی جب اُسکو دیر ہوئی تو ملکہ نے کہا ذرا آپ اُتر کر دیکھیے تو کہ گل اندام کہان گئی سعد جو اُترے دیکھا کہ سامنے سے ایک اژدہا آتا ہے اژدہے نے سعد پر حملہ کیا

سعد نے تلوار سے اُسکو قلم کیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر جادو بود سعد نے اپنے کو کنارے دریا کے پایا ایک کشتی سامنے سے نمایان ہوئی اُسپر ایک نازنین نہایت جمیل و حسین چند خواصین اُس کشتی کو روان کر رہی ہین اور ماہجبین قوم کی بنگالنین کشتی کو کھے رہی ہین وہ کشتی کنارے آئی اُس نازنین کی سعد پر نظر پڑی کلیجہ تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا کنیزون سے اشارہ کیا اِس جوان کو لاؤ ہمارے پہلو مین لا کر بٹھاؤ کنیزون نے آکر سعد کو بلایا پہلو مین لاکر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے اشارہ کیا کہ کشتی روانہ کرو جب کشتی روانہ ہوئی اور وسط دریا مین پہونچی تو اُس نازنین نے ایک بنگالن کو اشارہ کیا اُسنے ڈانڈ کشتی مین ماری کشتی چرخ مار کر غرق ہو گئی سعد کشتی سے کود ے مگر تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے جب بعد چند ساعت کے آنکھ کھلی نہ دریا تھا نہ کشتی تھی صرف ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا تھا ہر گل و غنچہ آنکھ کھولے ہوے ہین سبز سبز درختون مین پھل مثل پستان معشوق عروسان بہار اکڑ رہی ہین عندلیبان خوشنوا محو زمزمہ سرائی ہین مگر یہ رعنائی و زیبائی دیکھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہوائے سرد آرہی ہی بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے روش پٹری کو طے کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک مسند بچھی ہی اُسپر ایک شاہزادی تاج سر پر چہرہ رشک قمر چند کنیزین گرد سامنے ایک گائن بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی مالک کا دل لبھا رہی ہی

نظم

داغون سے باغ باغ ہی بستان سرا دل | کیا بیخزان بہار ہی گلچین فضائے دل
مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل | یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل | سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
سُنیے گا آپ مجھسے اگر ماجرائے دل | جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھائے دل
بوسہ دہان یار کا لے منھ کی کھائے دل | اور فرط شوق سے نہ کہین منھ کو آئے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل | جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسوقت جائے دل

وسعت یہ ہی نہ کون ومکان تک سمائے دل ‏ ‏ حسرت ہی تنگ جاے نزا تنگ نائے دل

دل مین ندائے غم ہی تو غم مین صدائے دل ‏ ‏ دل غم پکارتا ہی تو غم ہائے ہائے دل

دلدارہ کام کرتی ہی آہ رسائے دل ‏ ‏ نادان نہ دل شکستہ تو نکلی لے بد دعائے دل

آنکھین بھی روکے پھوٹ گئین دیکھ لاعلاج ‏ ‏ شامل رہا نہ ورہ دین کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے جو سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی استقبال
کرکے لائی مسند پر بٹھایا کہا اے سعد شہریار میرا نام جیجون جادو ہی مین تمھاری ہی
تلاش مین نکلی تھی مگر آپ کو دیکھکر مائل ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یاسمن کو کیا کیا تمام طلسم
مین ہنگامہ ہی کہ یاسمن بھاگ گئی قیدی کو بھی لے گئی اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو
تو مجھکو قبول کرو میرا دل نہ ملول کرو ورنہ پچھتاؤ گے یہان سے نکلنے نہ پاؤگے سعد
نے کہا مین تجھکو نہ قبول کرونگا جو ہوسکے وہ کر خواہ قتل کرڈال خواہ بخشدے مگر
مین تجھ ایسی فاحشہ کو نہ قبول کرونگا مرد کے نام پہ ٹوٹی پڑتی ہی اپنی غرض کے
واسطے لڑتی ہی مین نہین جانتا کہ یاسمن کہان ہی یاسمن اور گل اندام میرے ساتھ
نہین آئین مجھکو ایک ساحرہ اُٹھالائی جیجون نے ہنسکر کہا اے سعد شہریار میرے
پنجۂ ظلم سے رہائی نہ پاؤگے تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے مجھکو ترس نہ آئیگا مین تمھاری
قید روانہ کرونگی عہدۂ جلیل پاؤنگی بادشاہ کا یہی حکم ہی کہ جو قیدی کو گرفتار کرکے
لاے انعام واکرام پاے مگر تیری محبت مین یہ سختی گوارا کی کہ بادشاہ طلسم کی دشمن
بنی اگر ابھی وہ سُن پاے تو آفت برپا کرے سعد نے کہا جو تجھسے ہوسکے تصور نکر
خداے ما بزرگ است وہ کریم ورحیم ہی کوئی سبب پیدا کریگا کہ رہا ہوجاؤن گا
جیجون نے کہا میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہی کہو تو ابھی اسی باغ کو ویران
کرکے دکھادون صحرا وکوہستان بنادون سب طرح کا مجھکو اختیار ہی تو مجبور و
ناچار ہی اے سعد شہریار انکار بیکار ہی بیٹھکر عیش کرو گانا سنو شراب پیو کیفیت
حاصل ہو اور انکار تمکو پریشان کریگا سعد انکار کر رہے ہین اور جیجون جادو
وصل پر آمادہ ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر سیاہ فام آکر پہونچا کہا کہ کیون

جیجون رات بھر ہمکو گذری انتظار کرتے کرتے اور تم نہ آئین جیجون نے کہا کہ او ملعون سامنے سے جا دور ہو مین نے اب یہ معشوق پیدا کیا کہ آفتاب عالمتاب ہی اب مین تیرے پاس نہ آؤنگی حسکاک جادو نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا طرف جیجون کے چلا جیجون نے ایک دو تھپڑ مارا زمین سے پانی پیدا ہوا ایک دریا ہوگیا دیکھا سعد نے کہ حسکاک جادو شناوری کرتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی کہ او جیجون دیکھا تو نے کہ تیرے سحر کو دفع کیا دیکھو اب بھی وصل قبول کر یہ کہکے تڑپا جیجون پر گرا پنجے مین دبا لیا اڑتا ہوا روانہ ہوگیا کنیزین سب بھاگ گئین سعد نے جو اپنے کو تنہا پایا باغ سے نکلے صحرا سبزہ زار کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہ کان مین آواز توپ کی آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی ایک بادشاہ نوجوان فریاد کر رہا ہی اور ایک پہلوان زبردست بلغر کیے ہوے جاتا ہی سعد نے للکارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
شجاع و جوانمرد و رستم نشان	بہار گلستان صاحبقران

اس پہلوان نے سعد کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او سعد مین تمھاری تلاش مین تھا منم قمار دریانشین یہ کہکے گینڈے سے کود سعد پر حملہ کیا سعد نے تلوار اس کی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اہل فوج جو سامنے کھڑے تھے لینا لینا کہکے دوڑے ایک سوار نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا سعد نے قمار کو اسپر کھینچ مارا سوار و قمار دونون پراٹھا ہو گئے تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑے دو چار جوان مارے تھے کہ وہ بادشاہ نوجوان قلعہ کھولکر نکل پڑا شریک جنگ ہوا قمار کی فوج کو شکست دی ہمراہیان قمار لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے اس نوجوان نے آکے سعد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا فیروز تاجدار میرا نام ہی اس پہلوان نے آکر شکست دی مین قلعہ بند ہوا اب طالب تھا کہ قلعہ خالی کر دو آپ نے عین وقت پہ آکر مدد کی مین آپ کا ممنون احسان ہوا سعد نے فیروز تاجدار کو کلمہ پڑھایا بس

فیروزہ مع فوج مسلمان ہوا سعد کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا جل و
جان اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزتا جد ار مین یہ چاہتا ہون کہ یاسمن کو
تلاش کرون نہین معلوم اُسپر کیا گذری مگر یاسمن پر یہ حال گذرا کہ یاسمن نے
جب دیکھا کہ عرصہ گذرا اور شہریار پلٹ کر نہ آئے اور نہ گل اندام پلٹی روتی ہوئی
پہاڑ سے اُتری کہ سامنے سے ایک ساحر آیا دیوانہ صحرا نشین نام ہی یاسمن کو دیکھکر
بہت ہنسا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم قیدی کو کیا کیا یاسمن نے کہا مین قیدی سے
واقف نہین مین برا ے سیر آئی تھی اب پلٹ کر جاتی ہون دیوانہ نے کہا مین
تمکو گرفتار کر کے پہلونگا یاسمن نے کہا تیری کیا مجال ہی ساحر نے گولہ مارا ملکہ نے
کاٹا اُسی صحرا سے ایک زنگی پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی
یاسمن نے پکار کر کہا کہ اِس دیوانے کو ہوشیار کر دے زنگی قریب ساحر آیا ساحر
نے ہاتھہ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے اُسکو چیر ڈالا ساحر کو مار کر زنگی طرف
صحرا کے چلا گیا عقاب جادو فرستادہ والیان طلسم نے جسکو براے تلاش بھیجا
تھا اُسنے آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھا تڑپ کے گرا یاسمن کو پنجے مین دبا لیا اِس
زور سے جھٹکا دیا کہ یاسمن بیہوش ہو گئی عقاب جادو لیے ہوے ملکہ کو جاتا ہی
صبح کا وقت ہی سعد شہریار بالاے قلعہ بیٹھے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
ایک ساحر یاسمن کو لیے جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینے کو عقاب کے توڑ کر پار گذرا ملکہ چھوٹین بالاے
قلعہ غلطک کھاتی ہوئی آئین مگر سعد نے ہاتھون پر روکا ملکہ ہوشیار ہوئین
سعد کو دیکھکر رونے لگین کہا ای شہریار آپ اتنے عرصے کہان رہے سعد نے
سب ذکر کیا کہ جیجون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر اُسکو اُسکا آشنا لے گیا مین نے
اِس قلعے کو آکر تسخیر کیا ملکہ کو لیکر دار الامارہ مین آئے ملکہ نے کہا ای شہریار اب
کیا قصد ہی فرمایا طلسم مین جاؤنگا بدون فتح طلسم آرام نہ آئیگا مقام افسوس ہی
کہ جدہ ہماری تو قید ہون اور ہم یہ آرام سے بیٹھین اِس قلعے کے لینے کو غنیمت جانین

جب بادشاہ طلسم قتل ہو جدہ رہا ہون تب دل کو آرام آئے ورنہ اس قلعے مین مین
نہ رہونگا مین ضرور برابر اے فتاحی طلسم جاؤنگا اے ملکہ عالم اولاد صاحبقران کو بڑی
مشکل ہو حریف ہمسے پا بہ گل ہے کسی امر کا ارادہ کرنا اور اسکا نہ ہونا دربارہ و اسے
جشمک کرتے ہین اور رہین تو بادشاہ لشکر اسلام ہون ضرور سرب مضحکہ کرینگے اور
فرزندان خواجہ بزرجمہر کا احکام کبھی خالی نہین جاتا انھون نے اور دوسرے
خواجہ عبدالرحمن جنّی نے فرمایا ہے کہ آپ اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
وغرائب کے سیاح ہین مگر سختی ہے وہ سختی جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ خاموش
ہو رہین مگر سعد شہریار شب کو جو آکر سوئے دیکھا کہ یکایک آسمان پہ فراٹا ہوا
سر اٹھاکر سعد نے دیکھا کہ ایک جادوگر فیروزہ کو لیے ہوے جاتا ہے سعد فیروزہ
کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تلوار سنبھال کر اٹھے آخر سوچتے سوچتے کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تین بھال کا تیر مارا سیسر جو کڑکا ساحر الگ ہو گیا تیر اسکے پانؤن پر
پڑا خون کے جو قطرے ٹپکے ہر قطرے سے ایک طائر پیدا ہوا ساحر نے نعرہ کیا
کہ باش اد شخص تو نے بڑا ستم کیا کہ میرا پانؤن زخمی ہوا ایک سحر مین سب کو مٹادونگا
یہ کہکے اترا زمین پر قایم ہوا سعد نے دوسرا تیر جوڑا ساحر چاہتا تھا کہ سحر کرون
مگر تیر آکر سینہ پر کینہ پر پڑا توڑکر پشت کے پار گذرا وہ طائر جو پیدا ہوے تھے
جلنے لگے آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا ے جادو بود بادشاہ نے
دوڑکر فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ نے جو سعد شہریار کو دیکھا نہال ہو گیا اور
قدمون سے لپٹ کر رونے لگا عرض کی اے شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے
سعد نے سب حال اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ دختر بادشاہ دربند مجھپر عاشق ہے اور
لیکر نکل آئی وہ بھی اسی قلعے مین ہے فیروزہ بہت خوش ہوا سعد فیروزہ کو ساتھ
لیے ہوے محل مین آئے ملکہ نے جو فیروزہ کو دیکھا حیران ہو گئی پوچھا اے شہریار یہ
کون ہے سعد نے بیان کیا کہ یہ ہمارا عیار طرار بچپن کا رفیق ہے نہایت شفیق ہے
اب یقین ہے کہ ہمارا ضرور جانا ہوگا فیروزہ بیرون بارگاہ آیا لشکر دیکھا فیروزہ تا حد

سے ملاقات کی سب خوش ہوے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جیسا سعد وارد ہوا ایسا عیار تین دن گے
ابھی شہر یار رسلاح سنجوگ لگا کر آمادہ ہوے ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار کنیز بھی ساتھ چلیگی
ہر مقام پر شرکت کریگی اگر کوئی ساحر سرکشی کریگا تو اُسپر ٹوٹ پڑیگی سعد نے کہا مین یہ
نہ منظور کرونگا ایک کنیز نے اشارہ کیا کہ آپ کیون تکرار کرتی ہین جب یہ جالبین تو آپ
بھی جائیے کبوتر یا شہباز بنکر قریب سر کے رہیے گا ملکہ خاموش ہو رہین سعد پشت
مرکب پر سوار ہوے جب بارگاہ مین آئے تو فیروز تاجدار نے دامن تھام لیا کہا
ای شہر یار مین ضرور ساتھ چلونگا ایسے وقت مین ہمراہ نہ ہون سعد نے قبول کیا
فیروز تاجدار نے بارہ ہزار سوار تیار کیے سعد آگے ہوے تخت پر فیروز نشستہ
فوج ظفر موج جب شاہزادہ نکل گیا تو ملکہ تڑپ کر گری ایک باز کی شکل بنکر یہ بھی
چلی جیسے ہی قلعے سے سعد نکلے احکام جادو فرستادہ مہران تاجدار ڈھونڈھتا
پھرتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ لشکر لیے سعد جاتے ہین تو اُسنے آسمان سے عمل کیا کہ
سعد کا گھوڑا چلنے سے رکا تخت فیروز بھی رک گیا اہل فوج کے مرکب بدلگامی
کرنے لگے جب لشکر رک گیا تو سعد نے پلٹ کر فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی فیروزہ
بن عمرو کہ ہمراہ سفارہ کاب چھوڑ کر الگ ہوا ایک نخل کے سایے مین جا بیٹھا اور
رنگ و روغن عیاری کا لگا کہ ایک نازنین کی شکل بنا بیٹھکر رونے لگا احکام نے
جب آسمان سے دیکھا کہ سحر بیرا تا ثیر کر چکا تو بہ شکل اصلی آسمان سے اُترا چاہا کہ مین
سعد کو گرفتار کر لون کہ کان مین رونے کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوا
کہ دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک مہ جبین غنچہ دہن بیٹھی ہوئی رو رہی ہی جو
صدف چشم سے مروارید بے بہا نکل رہے ہین اُنکو تار اشک مین پرو رہی ہی
ہچکی لگی ہوئی ہی احکام نے بیقرار ہو کر قریب آکر پوچھا ای نازنین تو کسواسطے
روتی ہی فیروزہ نے جواب دیا کہ مین دیہات کی رہنے والی ہون یہ لشکر جو میرے
گانوان سے گذرا مین تماشہ دیکھنے نکلی اِس فوج کے رسالدار نے مجھکو گود مین
اُٹھا لیا اپنے لشکر مین لایا آج کئی دن گذرے کہ شب کو مجھپر ظلم کرتا تھا مگر مین نے

دامن عصمت بچایا آج یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا مین بھی خیمے سے نکل آئی مجھکو کسی نے
نہ روکا ناچار ہوکر یہان آبیٹھی اب حیران ہون کہ تین منزلون کا بعد ہی اپنے گھر تک
کیونکر جاؤن مان باپ ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے احکام نے کہا میرے ہی سحر سے
یہ ہنگامہ ہوا مہران تاجدار نے مجھکو بھیجا تھا کہ سعد کو ڈھونڈھکر لاؤ مین نے
یہان پایا سحر کیا کہ سعد کا گھوڑہ اڑک گیا لشکر والے بھی سب بیکار ہین اب مین
سعد کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا تجھکو تیرے گھر پہونچا دونگا مگر مجھسے وعدہ کر کہ میرے
ساتھ شادی کرنا فیروزہ نے شرماکر جواب دیا کہ جب تم یہ مصیبت میری کاٹوگے تو
وہ میرے مان باپ کیسے خوش ہونگے بہ خوشی قبول کرینگے لیکن تم سوال نہ کرنا
مین ترکیب سے کہدونگی کہ اِس شخص نے مجھکو ظالم سے بچایا اب مجھکو اِسی کے ساتھ
کردو جو میری تقدیر مین ہوگا وہ ہونگی یہ میرا وارث ہی جو جو مصیبت گذری ہی
اُسکو بیان کرونگی شرم سے تمسے نہین کہتی مان باپ سے پوست کندہ کہون گی
احکام بیٹھ گیا ہاتھ بڑھانے لگا فیروزہ نے کہا دیکھو دست درازی نہ کرو
فقط تین منزلین طی کرنا ہین احکام نے کہا مین اِن قیدیون کو بھی لیلون شاہ
جو پوچھے گا تو اُس سے کیا کہونگا فیروزہ نے کہا فقط گنہگار کو لیلو احکام نے
کہا مجھکو بڑا تردد ہی کہ گل اندام کنیز و ملکہ یاسمن رنگین پوش کو ہمراہ لیکر یہ بھاگا تھا
وہ دونون کہان ہین مگر خیر یہ گنہگار تو ملا وہ بھی ملجاوینگی اب مین جاتا ہون سعد
کو گرفتار کر لاؤن لشکر کو اِسی مقام پر چھوڑدون مہران تاجدار سب کو گرفتار
کرامنگا ے گا بہت ساحر ہین کئی سو ساحر تلاش مین نکلا ہی بین لبسبب تیرے
ایک ہی قیدی کو لیے چلتا ہون فیروزہ نے کہا جاؤ صاحب گرفتار کر لاؤ احکام
نے ایک تخت سحر بنایا کہا اِسپر بٹھاکر تمکو لے چلونگا کچھ قریے کا نام یاد ہی فیروزہ
نے تتلاکر کہا مجھے نام نہین یاد فقط اِتنا خیال ہی کہ میرا باپ محمہند ارہ ہی دروازے
پر درخت بہت سے لگے ہین گانؤن بڑا ہی کھیتی تیار جا بجا غلہ کٹ رہا ہی یہ نشان
کیا کم ہی احکام ہنس پڑا جی مین کہتا ہی بالکل بے وقوف ہی یہ جو اِسنے پتہ بتایا

ہر ایک گانوٗن مین یہی ہوتا ہی مگر مین تلاش کر لونگا یہ کہکے چاہا چلدون نازنین نے
کہا بیٹھ جاوٗ بہت نہ گھبراوٗ کیا جلدی ہی سب تمھارے قبضے مین ہین سحر تمھارا غالب
ہوچکا بھاگ نہین سکتے احکام نے کہا جبتک مین زندہ ہون کسی کا قدم ہرگز
نہ اُٹھیگا اگر مجھکو منظور رہو تو آپس مین تلوار چلنے لگے ایک زندہ نہ بچے آپس مین
لڑ بھڑ کر مر جاوین مگر مجھکو منظور یہ ہی کہ یہ سب سامنے بادشاہ کے پہونچین پھر شاہ
کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے مین تو تمھارے فراق مین رہونگا گانوٗن
مین تمھارے سکونت اختیار کرونگا مین بھی کچھ نہ کچھ ڈھچر پھیلاوٗنگا کہ تمھارے
باپ راضی رہین میرے رہنے سے یہ نفع ہوگا کہ کوئی اُنسے بول نہ سکیگا جسقدر
اُنکے دشمن وغیرہ ہونگے سب اطاعت کرینگے جو کوئی سرکشی کریگا اُسکو جلا دونگا
کسکی مجال ہی کہ اُنسے آنکھ ملا سکے فیروزہ نے کہا لو اور تماشہ دیکھو سعد نے
گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہی احکام جادو پلٹا فیروزہ نے حلقے
کمند کے گلے مین ڈالدیے چاہا جھٹکا مارون مگر احکام کے منھ سے اُف نکلگئی
کمند جلی فیروزہ نے چاہا جست کرکے بھاگون احکام نے زمین پر دو ٹھوکر مارا
فیروزہ گرا رنگ و روغن چہرے سے اُڑگیا احکام نے فیروزہ کو گرفتار کیا
پوچھا کہ ارے تو کون ہی اگر مین ہوشیار نہ ہوتا تو مجھکو مار لیا تھا احکام فیروزہ
کو گرفتار کرکے قریب سعد آیا سعد چاہتے ہین تلوار کھینچون مگر ہاتھ قابو مین
نہین تلوار نیام سے نہ نکلی احکام نے آکے گرفتار کیا فیروزہ و سعد کو تخت پر
سوار کیا آپ کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا کہ تخت اُڑتا ہوا چلے مگر ملکہ یاسمن نے
کہ بانر بنی ہوئی آتی تھین دور سے دیکھا کہ لشکر ایک مقام پر رکا ہوا کھڑا ہی
گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین حیران و پریشان ہوئین کہ یہ کیا معرکہ ہی اچھو
خیال کرکے دیکھا تو ایک ساحر نے سعد اور فیروزہ کو گرفتار کیا ہی چاہتا ہی تخت
اُڑا کر لیجاوٗن ملکہ نے سوچا کہ اِسی ساحر نے گرفتار کیا ہی آسمان سے سحر کرکے
کارد سحر پھینکی اور للکارا کہ او نابکار ہشیار یاسمن رنگین پوش اپنی جان بچا احکام

نے سر اٹھایا کارد قریب پہونچ چکی تھی سینے پر پڑی توڑ کر پشت سے پار گذری
احکام کا مرنا کہ سعد اور فیروزہ نے رہائی پائی سعد نے فیروزہ سے پوچھا فیروزہ
نے کہا غلام نے عیاری کی تھی لیکن گرفتار ہوا یہ مدد غیبی کیونکر ہوئی ملکہ احکام
کو مار کر آگے بڑھ گئین سعد سوار ہوئے سب سوار اپنے ہوش مین آئے لشکر چلا
چوتھے دن لشکر ایک صحرا مین آکر پہونچا وہان ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ بوتیمار اُسکا نام
ہی بوتیمار جادو اُس قلعے کا حاکم بالائے قلعہ بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک
لشکر صحرا مین آکر اُترا ہی بوتیمار نے حکم دیا کہ دریافت کرو افسر لشکر کون ہی ہرکارون
نے آکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ فتاح طلسم مہران تاجدار پر جاتے ہین احکام نے
راہ مین روکا تھا مگر وہ مارا گیا اُس لشکر مین کوئی ساحر نہین ہی یہ سُنکر بوتیمار اُٹھا
کہا میرے پاس تو نامہ پہونچا کہ تم بھی آنا طلسم کشا قتل ہوگا یہ کیا معرکہ گذرا ذرا
دریافت کرو کسقدر ساحر ہین سب تیار ہوون چوبیس ہزار ساحر اسباب سحر سے
آراستہ ہوکر سامنے آئے چوبیس ہزار ساحرونکو ساتھ لیکر برائے مقابلۂ سعد
شہریار چلا یہان سعد شہریار بعد اُترنے لشکر کے بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے
تھے فیروز تاجدار و افسران فوج گرد بیٹھے ہین لشکر اُتر رہا ہی نوبت نقارے
بج رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تخت سحر پر
سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر آکر مقابلے مین اُترا ایک ساحر کو حکم دیا کہ خدمت
مین شاہ کی جاؤ ہماری جانب سے عرض کرو کہ آپ سے شاہ طلسم کو بہت ملال ہی
کہ آپ قید سے بھاگے اب مہران تاجدار کو اختیار ہی مگر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو
بچا لین گے خداوند حال کو سجدہ کرنا جان بخشی ہو جائے گی ساحر نے آکر سعد سے
کہا سعد نے جواب دیا کہ بوتیمار سے کہنا کہ ہم مہران تاجدار کو سزا دینے جاتے ہین
جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو ساحر نے پلٹ کر جواب دیا بوتیمار بہت جھلایا حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے کل سب کو گرفتار کرونگا ایک رسی مین باندھکر بھیجونگا نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی ہرکارے کہ لشکر سعد کے حاضر تھے خبر لیکر بھاگے خدمت سعد مین

آئے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✤ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✤ ہوئیں سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے ابوتیمار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے غرض یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب کہ جمشید ماہ تابان سیہ خانہ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش سحر ضیا و شعاع تیار کرکے بالائے چرخ زبرجدی آیا تمام دنیا روشن ہوئی اُدھر سے ابوتیمار جادو خرس پر سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچا اِدھر سے لشکر سعد پرے باندھے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس کر و فر سے میدان مین آکے پہونچا صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرد گیت کرکے کاکہکر ہٹے ابوتیمار نے اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو کائون کائون کرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے گھوڑا بڑھایا مگر کمان کو کاندھے سے اُتارا زاغ نے چاہا سحر کرون مگر بادشاہ نے جلدی کرکے تیر مار دیا کہ سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ساحر نکلے اسیطرح ہاتھ سے سعد کے مارے گئے آخر ابوتیمار نے خود اپنا خرس بڑھایا سعد نے تیر مارا ابوتیمار نے جلا دیا کئی تیر مارے ابوتیمار نے جلا جلا دیے ایک گولہ مارا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سعد خاموش ہوکر کھڑے ہو رہے کمان ہاتھ سے چھوٹ کر گری گھوڑا ابد لگامی کرنے لگا تمام لشکر مین تہلکہ پڑ گیا مگر یاسمن رنگین پوش بشکل کبوتر جو آئی تھین صحرا مین ایک نخل پر بیٹھکر سو گئین آنکھ جو کھلی دیکھا لشکر جا چکا صحرا مین سناٹا پڑا ہے خیمے اُکھڑ جانے کے نشان معلوم ہوتے ہین اُڑتی ہوئی چلین اُسوقت پہونچین کہ ابوتیمار سحر کرکے بڑھا ہے کہ سعد کو گرفتار کرون آسمان سے جو یاسمن نے دیکھا بیقرار ہوگئین اور ابوتیمار کو پہچانا کہ مصاحبون مین مہران کے ہے فوراً ایک دستک دی اور آسمان سے

چند پھول پھینکے صحرا پر بہار ہونے لگا طائران زمزمہ سرا یہ اشعار گانے لگے نظم

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین — رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین
دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین — اپنے ویرانے کو آباد کیا کرتے ہین
تیغ ابرو کی ہی جانباز کو جنبش کافی — قتل بیرحمی سے جلاد کیا کرتے ہین
وہ تو انسان ہین پر انسان بہ دیوانے ہین — انکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین
مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے — روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین
لیکے دل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین — جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین
انکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین مضمون — اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین
سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر — موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین
کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سنکر شور — قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین
انکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین مذکور — شاد ہون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین
ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا — وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین
غنچہ و گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین — دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شاہباز نگہ ناز پری پیرہ عنا — طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

بوتیمار نے جو دیکھا کہ صحرا پر بہار ہوا اور طائرون نے غل مچائی سمجھا کہ یہ سحر ملکہ یاسمن رنگین پوش کا ہی مگر حیران ہی کہ کہان ہی سر اٹھا کر دیکھا آسمان پر ایک کبوتر اڑ رہا ہی فورا جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب بنا با طرف آسمان کے پھینکا وہ عقاب طرف کبوتر کے چلا یاسمن نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ عقاب جل گیا اب بوتیمار حیران ہی ملکہ نے کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھکے پھینک ماری بوتیمار کے سینے پر آکر وہ کارد ہڈی توڑ کر پشت کے پار گذری بوتیمار کا مرنا معد نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا ای ملکہ عالم مین بہ مدد نہین چاہتا مدد پروردگار کا مشتاق ہون ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا آپس مین اشارہ کیا کہ ملکہ سحر سے سب کو جلا دیگی لاشۂ بوتیمار اٹھا لیا روتے پیٹتے

چلے قضاے کار سرحد طلسم مین جو پہونچے خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا خبر سُنی کہ کچھ ساحر ایک لاش لیے ہوے آتے ہین باہر نکل آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار کو یاسمن نے مارا اور طلسم کشا آتا ہے پلٹ کر جنجال جادو کو حکم دیا کہ جا اور یاسمن و سعد کو گرفتار کر لا جنجال جادو پچاس ہزار ساحر لیکر روانہ ہوا کہ ذکر اِسکا وقت پر تحریر ہوگا مگر سعد شہریار لشکر کشی کیے ہوے چلے آتے ہین

دو کلمۂ داستان شوکت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ طرف جزیرۂ صندل کے چلے ہین اور اِنکا بھی داخلہ بعنوان شائستہ طلسم مین ہوگا ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن کلک فیروزہ بخت — کہ درپیش ہے تجھکو منزل یہ سخت
قلم نے یہ سُنکر طرارے بھرے — کہ نالون سے روشن ستارے ہوے
عجب چست و چالاک ہے یہ قلم — دکھاتا ہے برق سبک کا قدم
کبھی برق ہے اور کبھی باد ہے — طرارون کی صورت اِسے یاد ہے
لکھے ہین مضامین جلالت شعار — برستا ہے مانند ابر بہار
حقیقت مین کیا چست و چالاک ہے — یہ ہے وہ زبان اور بے باک ہے
یہ رنگین بیانی پہ جب آئے گا — تو رنگ گلستان بھی شرمائے گا
اگر غنچۂ گل پہ رکھے قدم — خبر ہو نہ چٹنے کو بھی ایک دم
کبھی سوے دریا روان ہو گیا — ہزارون طرح امتحان ہو گیا
لکھ اب داستان مرصع بیان — کہ مشتاق ہین ناظرین اب یہان

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت وطے کنندگان مسافت رنج و مصیبت اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا ✤ چنین می نگارد زر کلک وفا ✤ شاہزادہ نور الدہر طرف جزیرہ صندل کے روانہ ہوے تھے مگر دیو افلاک نے جب دیکھا کہ جواہر پری و صندل پری داخل قلعہ ہوگئین چہار جانب سے قلعہ گھیر لیا آب و دانہ بند کیا جواہر پری فرماتی ہین کہ

صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر مہرے وارث کو لاے انکو خبر کرے کہ دیو افلاک نے آکر گھیرا ہی دیو خوف سے افلاک کے نہین نکلتے کہ اگر باہر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوینگے مگر افلاک نے رات کو طبل یورش بجوایا صبح کو یلغار کر کے چلا چوبدست گران ہاتھ مین سنگین لگاتا ہوا جاتا ہی تین لاکھ دیو پشت پر ہمدگر و فریب خندق پہونچا اہل قلعہ نے پتھر مارے مگر افلاک نے دفع کر دیے خندق پر آکر آواز دی کہ ای صندل پری بہتر اسی مین ہی کہ جواہر پری کو میرے حوالے کر دو مین عشق مین اسکے بیقرار ہون

نظم

یاد آن روز کہ در کوے تو گریان رفتم — بگلستان صفت ابر بہاران رفتم
سجدہ کردم بر محراب در میخانہ — از خرابات جہان صاحب ایمان رفتم
قشقۂ ناصیہ گردید نشان سجدہ — آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم
سر بکف آہ بدل بار ندامت بر دوش — بر در جان جہان وہ چہ لبسامان رفتم
داد از رنج و غم و غصہ کہ دیدم در ہجر — یاد آن روز کہ در بزم تو خندان رفتم
وحشتم برد سوے دشت ز کویش رعنا — یار در خانہ و من سوے بیابان رفتم

صندل پری نے جواب دیا کہ او مردود جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جواہر پری نے جو دیکھا کہ دیو افلاک قریب خندق آگیا تاج سر سے اُتار محتاج بدرگاہ باری تعالی ہو کر دست دعا اُٹھا دیے کہ ای رحیم و کریم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

توئی کافریدی ز یک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر پدید — بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو بردی جوہر کشی رنگ را
نبامد وہوا تا نگوئی ببار — زمین نادر دتا نہ گوئی بیار

ای کریم تیرے حکم مین ہی فرشتون کو بہ اے مدد بھیج کہ مشکل آسان ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس مردود کے ساتھ نہ جاؤنگی پشت پر کئی ہزار پریزاد آمین آمین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ موت آجاے مگر اس ظالم کے ہاتھ سے

جان

خدا بچائے ایسا نہو کہ قلعے مین گھس آئے تو اِس جلاد سے کون مقابلہ کریگا افلاک ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ ایک ایک پریزاد تم لوگ لینا چلکر قلعہ فتح کرتا ہون بھلا کسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر زمانۂ عفریت مین ہوتا تو حمزہ کو مار لیتا عفریت کو بچاتا جو ارادہ کیا وہی ہوا جواہر پری کو لیلون تو گلستان اِرم پر جاؤن بلکہ آسمان پری کو لون یہ کہکر اُسنے قصد کیا کہ خندق فرآؤن جواہر پری نے تاج دے مارا کہ ای پروردگار ابتو خاتمہ ہوتا ہی جیسے ہی جواہر پری نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ طرف سے صحرا کے آواز آئی باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شاهباز عرصهٔ مردی
پناه لشکر اسلام نور الدهر کز همتش
زطفلی به جرأت هنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

گر شاهانش جهانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزم گاهش صد هزاران الامان خوانده
لقارا به یک دست بر داشتم
شه نوجوانان لقب یافتم

جواہر پری نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا صندل پری سے کہا کہ لو ای والدۂ ماجدہ وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت آپہونچا اب دیو افلاک کو معلوم ہوگا ہان یارو قلعہ کھولدو قلعے کا پھاٹک کھلا نور الدہر جست کرکے برابر دیو افلاک کے آئے افلاک کے ہاتھ مین چوبدست تھی چرخ دیکر چوبدست لگائی نور الدہر نے چوبدست کو قلم کیا تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا وار کیا افلاک نے سپر سنگین چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ بیدریغ چمک کر اسپر کو کاٹ کر جو تڑپ کر گرا دیو افلاک کے دو ٹکڑے ہوے دیو زاد آپڑے بلا زمان جواہر پری بھی لڑنے لگے نور الدہر نے سب کو شکست دی آخر لاشۂ دیو افلاک لیکر سب بھاگ گئے جواہر پری نے نور الدہر کو ساتھ لیا نوبت نقارہ بجاتی ہوئی داخل قلعہ ہوئین قلعے مین جتنے لوگ جمع تھے نور الدہر کو دعائین دیتے تھے اور کہتے تھے خدا اِس شہریار کو سلامت رکھے عین وقت پر آکر مدد کی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ

سب کو قتل کرتا اب دیر کیا تھی مگر خدا نگہبان ہی نور الدہر سب کا مجرا اسلام لینتے ہوئے دار الامارہ مین آئے پریزادان ڈرد زرگوش مرصع پوش سامنے آکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگین نظم

دہ پریرو بشر ہی حور نہین	پر ذرا حور سے قصور نہین
تیری تیغ نظر ہی آفت جان	قتل عشاق تجھسے دور نہین
ہمکو واعظ عذاب سے نہ ڈرا	نام خالق کا کیا غفور نہین
پر یہان قدسیون کے جلتے ہین	قصر جانان ہی کوہ طور نہین
نہ اٹھو خفتگان خواب عدم	میرا نالہ ہی نفخ صور نہین
عشق گیسو کا ہون مین سودائی	سر مین سرسام ہی سرور نہین
اُسکا کوچہ ہی گلشن جنت	کون کہتا ہی اُسکو حور نہین
بار ھر پر ہی شباب کا عالم	نشے مین چشم مست چور نہین
بار ھر پر رکھ لیا ہی غیرون نے	قتل مین آپ کا قصور نہین
ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم	روے جانان ہی شمع طور نہین
ترک نخوت ضرور ہی رعنا	نشۂ کبر مین سرور نہین

پھر رات گئے تک جلسہ رہا نور الدہر نے جا کر جواہر پری سے گوہر مراد حاصل کیا جواہر پری حاملہ ہوتی ہین اُنھین کے بطن سے نور الدہر ثانی پیدا ہونگے جلد سوم مین انکا ذکر ہوگا صبح کو نور الدہر اُٹھے غسل کر کے بارگاہ مین آئے کہا ملکہ مجھے روانہ کرو لشکر دادا جان کا غروبیہ باختر پہ فروکش ہی اور روز دکہ نہ لگی بلاے روزگار ہی ایسا نہو کہ بختیارک کوئی فتور کرے جواہر پری نے چار دیو زاد بلواے نور الدہر تخت پر سوار ہوے اور چلے جیسے ہی قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش مع بارہ ہزار کے آکر پہونچا نور الدہر سے قدمبوس ہوا پوچھا ای شہریار آپ کہان سے آتے ہین نور الدہر نے ذکر کیا کہ مین جزیرہ صندل سے آتا ہون تم کہان جاتے ہو نقابدار نے

عرض کی کہ مین نے خبر پائی ہی کہ سعد شہریار طلسم نوخیز جمشیدی مین آئے ہین بادشاہ طلسمی خبر پا گیا شہریار پر لشکر کشی ہی مین اُنکی مدد کو جاتا ہون اب پردۂ قاف مین نہ جاؤنگا یہ کہکے نقابدار تو ایک طرف روانہ ہوا نور الدہر اب سوچ رہے ہین کہ اگر مین طرف طلسم مذکور نہ گیا اور کوئی خرابی ہوئی تو دادا جان شکایت کرینگے افسوس ہی کہ مین نے نقابدار سے حال نہ پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ سعد شہریار طلسم مین تشریف لائے کہ دیو تنذرک سے ملاقات ہوئی تنذرک سے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ آپ کی جدہ و قرلیشہ سلطان گرفتار ہو گئی ہین اور سعد کے نام فتاحی طلسم نکلی ہی نور الدہر نے زانو پر ہاتھ مارا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ قرلیشہ بھی گرفتار ہو گئین دیوزادون سے کہا مجھکو طلسم نوخیز مین اب لے چلو مین اپنی جان دونگا مگر جدہ کو رہا کرونگا تنذرک تو رخصت ہو گیا دیوزاد تخت کو لے چلے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ہزارون ساحر ٹہل رہے ہین نور الدہر سمجھے یہی مقام طلسم ہی دیوزادون سے کہا مجھکو اِسی مقام پر اُتار دو مین اِنکو قتل کرون کہ سعد کا پتہ ملے دیوزادون نے نور الدہر کو اُتار دیا نور الدہر نے اُن ساحرون پر نعرہ کیا وہ ساحر ملازمان جنجال جادو تھے دو چار تو مارے گئے باقی نے سحر کرکے اِنکو قید کر لیا اور اپنے پر ڈال لیا پاس جنجال کے لیکر آئے جنجال جادو نے حکم دیا کہ انکی قید پاس مہران تاجدار کے لیجاؤ ایک سردار کو اِشارہ کیا وہ قید لیکر چلا کئی منزلین طی کی تھین کہ اُدھر سے نقابدار زمرد پوش آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ نور الدہر کو اپنے پر سوار کیے ہوے چند ساحر لیے جاتے ہین نعرہ کرکے گرا ساحرون پر تیر مارنا شروع کیے جب سردار اُنکا مارا گیا تو نور الدہر نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوے ساحرون کو مار کر بھگا دیا کچھ بھاگ گئے کچھ قتل ہوے اب نور الدہر حیران ہین کہ مین کیونکر طلسم نوخیز مین پہونچونگا نقابدار سے باتین کر رہے ہین نقابدار کہتا ہی میرے ساتھ چلیے ہم اور آپ مل کر طلسم مین داخلہ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش راستے کو طی کیے ہوے

جاتا تھا زمرد پوش کو دیکھکر آپہ اڑنے لگا ہرچند نور الدہر نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا
لڑائی مین مصروف رہا آخر دونون لڑتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر
اکیلے رہگئے ناچار ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ سامنے ایک
باغ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی نور الدہر کو دیکھکر
اُسنے طلب کیا پہلو مین بٹھایا کہا ای فرزند صاحبقران مناسب یہ ہی کہ میرا وصل تم
اختیار کرو بہت آرام سے رہوگے نور الدہر نے انکار کیا اور پوچھا کہ تمھارا
نام کیا ہی اُسنے کہا کہ میرا نام گلرنگ جادو ہی ملازم مہران تاجدار ہون تمھین
لوگون کی تلاش مین نکلی تھی حکم تھا کہ یاسمن رنگین پوش سعد شہریار کو اپنے
ہمراہ لیکر بھاگ گئی ہی اُسکو تلاش کرو کئی سو ساحر نکلے ہین اور ہنجال جادو براے
مقابلۂ شہریار گیا ہی نور الدہر نے کہا ای گلرنگ وصل تو ہم لوگون سے بہت
دشوار ہی مگر اپنے ہمراہ رکھونگا مجھکو مہران کے یہان پہونچادو یا دریافت کراؤ
کہ لوح طلسمی کہان ہی کیونکر دستیاب ہو مین چاہتا ہون کہ سعد شہریار کو تکلیف
نہ پہونچے اور مین جاکر قرلیشہ وغیرہ کو رہا کرون قرلیشہ میری پھوپھی ہین اور ملکہ
آسمان پری جدۂ معظمہ ہین گلرنگ خوش ہوگئی اِسنے کہا ای شہریار مین جستجوے
لوح کرونگی فقط کنیزون مین ہمراہ رہونگی جال دیکھ لیا کرونگی مین ابھی جاتی ہون
اور جاکر شاہ سے پوچھونگی نور الدہر کو باغ مین چھوڑا کنیزون سے کہدیا خبردار
اِنکو کوئی تکلیف نہ پہونچے اور دروازہ باغ کا بند رکھنا ای شہریار بارہ دری
مین رہیے گا باغ مین نہ نکلیے گا یہ کہکے گلرنگ روانہ ہوئی نور الدہر بارہ دری
مین بیٹھے ہین کنیزین خدمت مین مصروف ہین مگر گلرنگ قلعۂ مہرانیہ مین آئی شہر
مین غدر رہی جابجا یہی تذکرہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہی بی یاسمن نے یہ آگ لگائی گلرنگ
سنتی ہوئی بخدمت مہران آئی مہران نے کہا ای گلرنگ کچھ پتہ یاسمن کا ملا
ہمراہ سعد شہریار ہی یا الگ ہوگئی گلرنگ تو گھبرائی ہوئی تھی اِسنے کہا ای بادشاہ
در بند اول سے یاسمن کو تلاش کرلاؤنگی مگر کیون حضور لوح طلسمی کہان ہی خونخوار

نے کہان رکھی ہی مجھکو بھی معلوم ہو تو مین انتظام کرون مہران تاجدار یہ سُنکر بہت
گھبرایا شک ہوا کہ گلرنگ کو لوح پوچھنے سے کیا کام تھا شاید سعد شہریار سے اسنے
میل کیا یاسمن اِسکے پاس آئی ہوگی گلرنگ کو جواب دیا کہ اب مین خونخوار کے
پاس جاؤنگا وہان دریافت کرکے تمسے ذکر کرونگا اب تم تلاش مین یاسمن کی جاؤ
گلرنگ تو چلی گئی مہران نے بعد جانے گلرنگ کے وزرا سے صلاح کی کہ مجھکو تو
طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلرنگ سعد شہریار سے ملگئی ایک جادوگر جائے
اور جاکر دریافت کرے کہ گلرنگ کیا کر رہی ہی آج حال لوح پوچھنے آئی تھی لوح
ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا کئی ہزار جادوگر وہان نگہبان ہین کیا مجال
کہ پرندہ پر مار سکے اور درندہ کی تو کیا لیاقت ہی کہ اُس حوالی مین جائے ایک ساحرہ
جستجوے جادو اُٹھہ کھڑی ہوئی کہ اِسکو گلرنگ کی ذلت کا خیال ہی چاہتی ہی کہ
یہ گرفتار ہو بادشاہ کی نظرون سے گرے تو مین اِسکا عہدہ لون برائے تلاش
چلی ایک زاغ کی شکل بنکر باغ گلرنگ مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو
مسند پر بیٹھا ہی اور گلرنگ کہہ رہی ہی کہ مہران تاجدار نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ
مین خونخوار سے پوچھکر تجھسے حال بیان کرونگا بس وہان سے اُڑی خدمت مہران
مین آئی کہا اے شہریار غضب ہوا کہ ایک اور جوان ہمشبیہ سعد شہریار باغ مین
گلرنگ کے بیٹھا تھا اور لوح کا ذکر ہو رہا تھا کہتی تھی کہ مین لوح آپ کو دلوا دونگی
مہران تاجدار خود اُٹھا کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیا طرف باغ گلرنگ کے چلا
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یقین ہو سب مسلمان اِس طلسم مین آوینگے دیکھیے دوسرا
شخص بھی آ پہونچا مسلمانون مین بڑا میل ہی جہان ایک نے قصد کیا وہین پر سب
جاتے ہین کیونکر خرابی نہ ہو ہم مین میل نہین ہی بی یاسمن یہ حرکت خراب کر بیٹھین
کہ قیدی کو نکال لے گئین ساتھ والے کہتے ہین کہ ہر ایک طلسم مین یون ہی
اِنقلاب ہوا کہ شاہزادیان ناکتخدا شاہزادون پہ عاشق ہوئین مہران نے
کہا مین اب اِسکا انتظام کرونگا جسکو پاؤنگا فوراً قتل کر ڈالونگا اول تو اُس

جوان کو دیکھون کہ وہ کون ہی اور کیونکر آیا یہان نور الدہر پاس گلرنگ کے بیٹھے تھے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ مہران تاجدار بالشکر گران آپہونچا ہی۔ نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے گلرنگ نے اسباب سحر جھولی مین ڈالا باغ سے نکلے دیکھا ساحرون کے پرے جمے ہوے آگے آگے سب کے مہران تاجدار تخت پر سوار اسنے دور سے دیکھا کہ اندر سے باغ کے ایک آفتاب طالع ہوا پیچھے پیچھے گلرنگ اسباب سحر ہاتھ مین کہتی ہوئی آتی ہی اوشہر یار لڑ بھڑ کر نکل چلیے کسی صحرا مین چلکر بیٹھیے مین لوح کا پتہ لگا دونگی مہران تاجدار نے جو نور الدہر کو دیکھا ساحرون کو اشارہ کیا کہ گلرنگ اور اس جوان کو گرفتار کرو نور الدہر نے تیر سے دو چار کو مارا آخر مہران نے سحر کیا کہ نور الدہر گر کر بیہوش ہوے مہران تاجدار نے گرفتار کر لیا گلرنگ بیقرار لڑنے لگی جی مین کہتی ہی ہاے افسوس کہ یہ شہر یار گرفتار ہو گیا مہران تاجدار نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نور الدہر کو آراے پر ڈالکر لے چلا لیکن افسوس کرتا تھا کہ گلرنگ نے مفت اپنی جان دی مین کیا جانتا تھا کہ گلرنگ بیخطا ہی کلیجہ تو دیکھو کہ مجھسے لڑنے کو نکلے تھے اُسکا انجام پایا نور الدہر کی قید لیے ہوے آتا ہی راہ مین جو قلعہ ملا اُسکو حکم پہونچا یا کہ جلسے مین آکر جمع ہو مین اس جوان کو قتل کرونگا راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کی حاکم مینوش شیرین کلام ہی خبر آمد مہران سُنکر قلعے سے نکلی اول مہران سے ملاقات کی بعد اُسکے قریب قیدی کے آئی جمال بیمثال نور الدہر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئی مگر کچھ کہہ نہ سکی مہران سے پوچھا کہ اس جوان کو کب قتل کیجیے گا مہران نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ تم لوگون کو خبر دے چلا اور شاہان در بند کو نامے لکھونگا کل تک سب آجاوینگے جب مجمع عام ہو لیگا تو پس فردا اسکو قتل کرونگا مینوش خاموش ہو رہی مہران قیدی کو لیکر نکلگیا مینوش جو قلعے مین آئی سر جھکا کر بیٹھی حیران تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ہاے مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان بے مثال یون قتل ہو

ہائے افسوس صد ہزار افسوس نظم

ای اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا	ایک دم کے لیئے تکلیف اُٹھانا ہوگا
کس ستمگر سے پڑے دیکھیے پالا دل کو	طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا
دیکھنا مصر کے بازار مین پڑجائیگی دھوم	گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا
سرخروئی ہی جو اغیار سے منظور دلا	سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا
پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی	یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا
نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن	زلف اِک ہاتھ مین اِک ہاتھ مین شانا ہوگا
وعدۂ وصل کیا ہی وہ نہ آئین گے مگر	کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا
ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا	دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

رات بھر اسی سوچ مین بیٹھی رہی ہرچند کنیزدون نے پوچھا داری فراج کیسا ہی
مینوش نے کچھ نہ بیان کیا آنکھون سے آنسو جاری ہین صبح کو تخت سے اُٹھی
دوسرے تخت پر سوار ہوکر فوراً طرف مہرانیہ کے چلی یہان مہران تاجدار نے
اُس شب بھر مین سب کو اطلاع دی کئی لاکھ جادوگر آکر جمع ہوے مہران تاجدار
میدان خونی کی تیاری کرا کے خود بھی میدان مین آیا حکم دیا نور الدہر کو ابھی
قید خانے سے لاؤ کہ مینوش آکر پہونچی آنکھین اُبلی ہوئی چہرہ اُترا اس عالم یاس
بادشاہ نے کہا ای مینوش مزاج کیسا ہی مینوش نے عرض کی دیکھیے پنڈا اچھیکا ہی
سر مین خلل ہی جی بے کل ہی مگر حکم شہنشاہی پہونچ چکا تھا اسوجہ سے مین آئی
ورنہ نہ حاضر ہوتی خیال مین آیا کہ غیر حاضری خلاف مزاج ہوگی اسوجہ سے حاضر
ہوئی اگرچہ میرے آنے کا کام کیا تھا مہران نے کہا جاکر قیدی کو قید خانے سے
لاؤ مینوش چند ساحرون کو ساتھ لیکر چلی مگر حیران ہی کہ ہائے کیا تدبیر کرون
کیونکر اس جوان کو لے نکلون جب قریب قید خانے کے پہونچی ساحرون سے کہا
تم ٹھہرو مین اندر جاکر قیدی کو لاؤن سب کو باہر چھوڑا آپ اندر آئی دیکھا
نور الدہر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھے ہین خبرین آرہی ہین

کہ میدان خونی کی تیاری ہو چکی مہنوش اندر قید خانے کے پہونچ چکی ہی بہ نگاہ
حسرت نور الدہر کو دیکھ رہی ہی نور الدہر نے جو سراپا مہنوش کا دیکھا ہرچند
کہ مغموم و مہموم ہو رہے تھے لیکن جمال مہنوش پسند کیا مہنوش نے کہا کیون
شہر یار آپ کس بھروسے پر آئے تھے سحر نہین جانتے اور ملک ساحران مین
قدم رکھا یہ نہ سمجھے کہ یہ لوگ بلاے روزگار ہین گرفتار کرلین گے تو ہم کیونکر
بچین گے نور الدہر نے جواب دیا اے محبوب مطلوب ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے
ہین جسوقت مدد کریگا سب سامان مہیا ہو جائیگا ہمارے بادشاہ کے نام فتاحی
طلسم نکلی ہی ضرور طلسم فتح کرینگے پروردگار انکی مدد کریگا مہنوش نے کہا اب
دوسرے کا ذکر نہ کیجیے اپنا حال فرمائیے کون سی صورت ہی کہ جان بچے اور قتل
آپ کا موقوف رہے نور الدہر نے کہا وہ رحیم و کریم ہی اے ملکۂ عالم اگر موت
میری دامنگیر ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور جو موت نہین ہی تو اگر تمام عالم
دشمن ہو جاے تو ایک موے جسم نہ کم کر سکے پروردگار سامان پیدا کریگا
مہنوش نے کہا آپ کے کلمات دلپذیر تاثیر کرتے ہین ہم آپ پر مرتے ہین نہین
گوارا کہ آپ کو تکلیف پہونچے ہرچند کہ دشمنی شہنشاہ طلسم سے باعث خرابی
ہی کہان جا کر چھپونگی کیونکر جان بچاؤنگی مگر اپنی جان کا خیال نہین یہ فکر ہی کہ آپکو
بچاؤن پس اب کیا کرون بادشاہ آمادۂ قتل ہی کئی لاکھ ساحر جمع ہین بڑے
بڑے تاجدار آئے ہین کس کس سے لڑونگی اب یہ ارادہ ہی کہ آپکو پنجے مین دبا کر
اندر ہی اندر زمین کے لیکر نکلجاؤن قلعۂ سرمستان پر پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
نور الدہر نے سر جھکا لیا مہنوش نے گاتی باندھی اور زمین پر سحر کیا ایک غار
پیدا ہوا نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اندر ہی اندر لے چلی جو ساحر کہ باہر کھڑے
تھے جب انھون نے دیکھا کہ عرصہ ہو گیا مہنوش باہر نہین نکلین کئی آوازین
دین جب آواز نہ آئی دروازہ کھولدیا دیکھا ایک غار پڑا ہوا ہی نہ قیدی ہی نہ
مہنوش روتے ہوے سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا یارو کیا ہوا

سب نے بیان کیا کہ مینوش اندر قید خانے کے گئین قیدی کو لیکر غائب ہو گئین ہم لوگ ناچار پلٹ آئے یہ سُنکر مہران بہت جھلایا حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہی کہ فوج لیکر جائے اور قلعۂ سہر مستان کو ویران کرے اور مینوش کو گرفتار کرکے لائے یہ سُنکر گیا ہور جادو کہ مدت سے مینوش پر عاشق ہی گینڈے سے کود کر سامنے مہران کے آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی مین جاکر مینوش کو لاؤن خیال مین ہی کہ دباؤ ڈالونگا شاید مجھکو قبول کرے کہ یہ وقت سختی ہی یقین ہی کہ اِس حیلے سے وصل حاصل ہو مہران نے کہا اے گیا ہور مین خبر سُن چکا ہون کہ تم مینوش پر عاشق ہو لہذا اُسکا پاس نکرنا گیا ہور نے کہا جو حکم شہنشاہی ہی وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہان مینوش قلعے پر پہونچی نور الدہر کو ساتھ لیے ہوے لاکر تخت پر بٹھایا عرض کی اب کیا انتظام کرون نور الدہر نے کہا لشکر تمھارے پاس کسقدر ہی مینوش نے کہا سب مجموع دس بارہ ہزار ساحر ہین یہ قلعہ مختصر ہی فوج اِسمین کم رہتی ہی یقین ہی کہ مہران تاجدار سے مقابلہ پڑے کیا عجب ہی کہ یہ کنیز غالب آئے لوح کی فکر کرونگی جبتک لوح طلسمی نہ ملیگی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہی آجتک کسی سے نہین سُنا کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہی کسی سے شاہ ذکر نہین کرتا کہ لوح کہان ہی مہران تاجدار کی زبان سے بھی نہین سُنا کہ لوح طلسم کسکے پاس ہی یہ کہکر افسران فوج کو بلایا سب سے کہا مین نے اطاعت دین اسلام کی ہی جسکو اطاعت منظور ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس مہران کے جائے سب نے عرض کی ہم آپ کے نمکخوار ہین ہمین مہران سے کیا کام جب فوج کو اِسنے آمادہ پایا تو نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا آپ تخت پر سوار ہوئی اور بارہ ہزار فوج لیکر بیرون قلعہ نکلی لشکر کو اُتارا آپ بارگاہ مین داخل ہوئی اور نور الدہر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی گیا ہور جادو ساٹھ ستر ہزار فوج کی جمعیت سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے مین اُتار رات کو تنہا اُٹھا بارگاہ مینوش مین آیا مینوش نے دیکھا کہ گیا ہور جادو پسینے پسینے چلا آتا ہی کہ گیا ہور نے آکر کہا اے

ملکۂ عالم حکم مہران تاجدار ہی کہ ملکہ کو گرفتار کر لاؤ مین نے حکم لیا کہ مین جاؤن لہذا حاضر ہون آپ کو کیا منظور ہی مینوش نے کہا مین نہ قیدی کو ونگی اور نہ خود ہی جلونگی جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو اور سابق کی باتون کا خیال دفع کرو گیاہور نے کہا آپ خود آگاہ ہونگی کہ مین آپ سے محبت قلبی رکھتا ہون مجھے کیونکر گوارا ہوگا کہ مین آپ کو گرفتار کر کے لیجاؤن یقین کیجیے کہ میرے دل پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون بڑے افسوس کی بات ہی کہ معشوق سے مقابلہ کرون یہ سُنکر مینوش نے کہا اِن باتون کو دفع کر دگیاہور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اٹھا چلتے وقت ناچار ہو کر کہا ای ملکۂ عالم مین نہین چاہتا ہون کہ آپ کو تکلیف پہونچے مینوش نے جواب دیا کہ اگر تکلیف کا وقت آگیا تو اُسے سوا ے خدا کے کون دفع کریگا جب وقت راحت آئیگا تو سمجھا جائیگا تم کوئی کوتاہی نکرنا گیاہور بمجبوری پلٹا اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون حضور کچھ اصلاح ہوگئی گیاہور نے کہا بڑی مشکل ہی میری تو اُسپر جان جاتی ہی اور وہ کہتی ہی جو چاہو سو کرو خیر میدان مین سمجھ لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی شہزادہ نورالدہر نے ملکہ سے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مین نے سُنا کہ گیاہور تمہارے پاس آیا تھا اُس سے کیا ٹھہری ملکہ نے کہا ای شہریار وہ اپنی قدامت جتاتا تھا مجھے رغبت طرف اپنے وصل کے دلاتا تھا مین نے جواب صاف دیا کہ جو ہوسکے وہ قصور نہ کرے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آگے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

اے ہمسر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد
وہی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارے ولم یولد ہمہ جا دستگیر
لم یکن حامی ترا ہونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو گیاہور نے طبل جنگی بجوادیا سب ساحر تیاریان کر رہے ہین قضائے کار شبرنگ بن عمر و جب نورالدہر شکارگاہ سے طرف پردۂ قاف کے گئے تھے بہ صحرا مین پھر رہا تھا تندک اُڑتا ہوا پہونچا اُسنے جو شبرنگ کو دیکھا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا ایک پہاڑ پر لا کر اُتارا سب کیفیت کہی

کہ نور الدہر پردۂ قاف مین ہین مین تمکو اسواسطے اُٹھا لایا کہ پاس تمھارے
آقا کے پہونچاؤن شبرنگ نے تندک کو دعائین دین کہا مجھے خود انتظار تھا
کہ آقا کو گئے ہوے عرصہ گذرا کیا سبب ہوا کہ آقا ے نامدار نہین آئے اب کس
مقام پر ہین تندک نے کہا مین نے قلعۂ بیہوش پر چھوڑا تھا شبرنگ نے کہا
مجھکو میرے آقا پاس پہونچاؤ تندک شبرنگ کو لیکر چلا قلعۂ بیہوش پر آیا شہزادہ
نور الدہر منتشر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ملکۂ عالم مقام افسوس ہے کہ ہم کس
کام کو آئے تھے اور کس کام مین پھنسے شبرنگ بھی ہمارے پاس نہ آیا کہ تندک نے
شبرنگ کو لاکر لشکر مین نور الدہر کے اُتارا نور الدہر بھی ذکر رہے تھے کہ
شبرنگ سامنے آیا نور الدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے یار وفادار عجب
وقت پر آئے ہو ساحر سے مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہو ابھی ہرکارون نے خبر دی ہے
ملکہ بیہوش آمادہ ہین کہ مین لڑ بھڑ کر جان دونگی گیا ہور جادو مصاحبان مہران
سے براے جنگ آیا ہے اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہے مین نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوادیا
شبرنگ نے کہا ابھی جاکر اُسکو مارتا ہون یہ کہکے فتنو رُو زربفتی لگاے بانہا
عیاری سے آراستہ ہوکر صحرا مین آیا سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک عیاری
ذہن مین آئی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک نازنین کی شکل بناکر بال
پریشان کر لیے کپڑے پھاڑ ڈالے روتا پیٹتا ہوا لشکر گیا ہور مین آیا ایک ایک
سے پوچھتا تھا کہ مالک اِس لشکر کے کہان ہین لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین لیکن وہ صورت زیبا بنائی ہے کہ جو دیکھتا ہے حیران جمال
محو دیدار ہوتا ہے نشان سنکر شبرنگ روتا پیٹتا ہوا در بارگاہ گیا ہور پر آیا
گیا ہور نے خبر سُنی کہ ایک نازنین فریادی آئی ہے بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک
شعلۂ جوالہ غنچہ دہن سیمتن نہایت حسین و جمیل کھڑی ہوئی رو رہی ہے دوڑ کے
گیا ہور کا دامن تھام لیا گوری گوری اُنگلیان جو دامن پر پڑین گیا ہور
بیقرار ہو گیا کہا صاحب بیان کرو کسنے تمپر ستم کیا بتاؤ کوئی ظالم تھا جسنے تمھارے

ساتھ یہ آفت برپا کی اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر کہا میرا حال موافق اِن اشعار کے ہی ذرا غور سے سماعت فرمائیے نظم

طرفہ شوریست کہ در دورِ فلک می بینم / فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک می بینم
حال محتاج بد و نیک بہ آخر پیداست / سنگ اسود بہ خدا سنگ محک می بینم
شورشی نیست چو در ذات نمک پروردہ / ہر نمکخوار چرا کور نمک می بینم
گشت برگشتہ و فاسد چو عقاید در دین / قلب ارباب یقین قالب شک می بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور / روی آوارہ و محتاج کمک می بینم
بی خرد مست مئے عیش و خردمندان را / بادہ خون جگر و دل چو گزک می بینم
تختۂ باغ شد از لشکر صرصر تاراج / عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم
سبب برہمی عالم و آدم رعنا / ہمہ از شعبدہ بازی فلک می بینم

اے شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ مین ایک زن بازاری ہون آپ کے لشکر کے رسالہ دار آئے مجھکو دس روپے پان کھانے کو دیے مین نے لے لیے جب میرے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگے میرا سونے کا توڑا گلے سے اُتار لیا مین اُنکو کب پاسکتی تھی نوکرون نے جا بار روکین وہ تلوار چمکانے لگے نوکر پلٹ آئے لیکن رسالہ دار صاحب بھاگ گئے میرا توڑا دلوا دیجیے ورنہ آپ کے سامنے جان دونگی گیاہور نے حکم دیا کہ مین سمجھ گیا زنگیون کا جو رسالہ دار ہی وہی سرکشی کرتا ہی کئی نالشین اُسکی آچکین آج سزاے معقول دونگا اور عہدہ لے لونگا ایک ملازم سے اشارہ کیا کہ زنگی جو رسالہ دار ہی ہزار زنگی اُسکے سپرد ہین اُسکو بُلا کر لاؤ مین پرسش کرونگا کہ اپنے لشکر مین ڈکیتی کرتے ہو ملازم نے جاکر رسالہ دار کو خبر کی کہ آپ کو افسر اعلیٰ بلاتے ہین اسلم زنگی ہاتھ باندھکر آیا دیکھا کہ گیاہور دربارگاہ پر بیٹھا ہی اور وہ مہ جبین سامنے کرسی کے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور کہتی ہی صاحبو مین نے کئی برس مین یہ توڑا بنوایا تھا اب مجھکو کیونکر ممکن ہوگا اپنی آبرو دیتے ہین دوسرے کی اطاعت کرتے ہین تب پیسہ ممکن ہوتا ہی لوگ

کہ رہے ہین ہان یہی سچ کہتی ہو تمھارا پیشہ بہت نازک ہی کہ اسلم زنگی سامنے گیا ہورہ
کے آیا گیا ہورہ نے کہا کیون او ظالم اب تو نے لشکر مین بھی دست درازی کرنا
شروع کی اسلم نے کہا حضور مین نے لشکر مین کسی کو نہین ستایا نازنین نے دوڑکر
دامن پکڑا کہا رسالدار صاحب وہ توڑا میرا لائیے گیا ہورہ بھی بدمزاج ہوا
کلمات سخت و سست کہے اسلم نے دیکھا کہ اگر انکار کیے جاتا ہون تو آبروریزی
ہوگی اپنے رسالے تک تو پہونچون اور اپنے ساتھ والون سے ذکر کرون
کہ گیا ہورہ زبردستی میری آبرو لیتا ہی اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو مین اُس سے
مقابلہ کرون سراسر مجھپر تہمت ہی گیا ہورہ سے کہا مجھکو اتنی مہلت دیجیے کہ رسالے
مین جاؤن اور توڑا اِسکا لے آؤن گیا ہورہ نے کہا جاؤ مگر جلد آنا اسلم زنگی
گھبرایا ہوا رسالے مین آیا سب نے پوچھا کیون حضور افسر اعلیٰ نے کیون
طلب کیا تھا اسلم نے کہا مجھپر سراسر بدعت ہی مین اُس رنڈی کو پہچانتا بھی
نہین وہ کہتی ہی میرا توڑا اُتار لیا افسر صاحب بھی بدزبانی کرتے ہین تم لوگ
جانتے ہو کہ مین شام سے کہین نہین نکلا اور گیا ہورہ صاحب کہتے ہین کہ اِسکا
توڑا ادو مین کہان سے لا کر دون سب نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین میان
گیا ہورہ بڑے مغرور ہو گئے ہین افسر جو ہوکر آئے ہین تو اُنکو بڑا گھمنڈ ہی
آپ چلیے ہم سب لوگ گواہی دینگے کہ افسر ہمارا کہین نہین گیا اور یہ طریقہ اِنکا
نہین کہ بازاری عورتون کے پاس جاوین ہزار جوان تیار ہوے یہان
گیا ہورہ اُس رنڈی سے لگاؤ کی باتین کر رہا ہی وہ نازنین جواب دیتی ہی
کہ میری یہ تقدیر کہان کہ آپ مجھے قبول کرین میرا توڑا دلوا دیجیے مین آپ سے
اِنکار نہ کرونگی گیا ہورہ خوش بیٹھا ہی کہ اسلم زنگی رسالے کو ساتھ لیکر آیا سب
بڑھکر گواہی دینے لگے کہ حضور نے کیا جُرم بہ نسبت ہمارے رسالدار کے
قرار دیا ہی رسالدار صاحب لشکر سے نہین گئے سامنے ہمارے اپنی بارگاہ
مین رہے کوئی کلمہ سخت اِنکو نہ کہیے گا اُس رنڈی کی طرف دیکھکر سوارون نے

کہا کہ حرام زادی تو نے یہ فتنہ برپا کیا ہی ہم تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے وہ نازنین گیا ہور سے لپٹ گئی کہا حضور مال تو گیا اب جان بھی میری جائیگی مین مال سے باز آئی بھاگی جاتی ہون اور اشارہ کرکے کہا کہ رات کو آپ کے پاس آؤنگی آپ بہت خوش ہونگے یہ کنیز جہان گئی خوب مرد کو راضی کیا جب تو ان لوگون سے پیدا کیا مگر آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہو گیا ہور نے کہا کہ کیون اسلم زنگی تم تو توڑا لینے گئے تھے اب رسالے کو لیکر آئے ہو آمادہ بہ فساد ہو تم جانتے ہو کہ مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ہزار دن پر جا پڑون ایک سحر مین لشکر کا توڑا اگر دونگا زمین ہلا دونگا اسلم زنگی نے عرض کی آپ مالک ہین مگر مین سراسر بیخطا ہون رنڈی تو روتی ہوئی بھاگی یہ کہ گئی کہ مین آؤنگی توڑا میرا منگوا دیجیے یہ کہکر شبرنگ بھاگا ہر چند گیا ہور نے روکا کہا حضور سب سوار مجھے ڈراتے ہین بعد جانے شبرنگ کے گیا ہور سے اور اسلم سے تکرار ہونے لگی اسلم تو کہتا ہی مین نہین جانتا اور گیا ہور کہتا ہی توڑا لاؤ ورنہ تمکو دار پر کھینچونگا اسلم نے کہا آپ کی کیا مجال ہی کہ مجھپر بدعت کرسکین یہ ہزار جوان اپنی جان دینگے تب مجھپر قابو پایئے گا گیا ہور جھلا کر اُٹھا کہا او بے حیا ابھی تو مجھسے اقرار کر گیا تھا کہ توڑا لاتا ہون اسلم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا ہزار جوانون نے نیزے اُٹھائے بلڑ ہوا کہ گیا ہور کو مار لو ہم مہران تاجدار کو جواب دے لینگے شاہ سے عرض کرینگے کہ ایسا افسر آپ نے ہمارے ساتھ کیا کہ بیوجہ مجرم کرتا ہی آخر کیا کرتے اپنی آبرو بچائی جان دی گیا ہور نے جو دیکھا کہ سارا رسالہ آمادۂ فساد ہی سوچا کہ اِسوقت تکرار مناسب نہین اور بیشک اسلم نے اُسکا توڑا لیا کہ یہ اقرار کرکے گیا تھا مین ضرور دلواؤنگا یا اپنے پاس سے دونگا پلٹ کے دیکھا کہا وہ رنڈی کہان گئی سب نے کہا وہ تو بھاگ گئی گیا ہور نے کہا ای اسلم اپنے مقام پر جاؤ جا کر آرام کرو ہم اِس مقدمے کو تحقیق کرینگے اگر اُسکی خطا نکلے گی تو سزا دینگے اسلم رسالے کو لیکر پلٹا

بعد جانے اسلم کے گیا ہور نے افسران فوج کو بُلایا کہا بارہ و جاؤ اور اسلم کو
سمجھاؤ کہ توتڑا اُسکا دبدبے اگر نہ مانے تو گرفتار کر لاؤ کہ سامنے سے پھر رونے کی
آواز آئی دیکھا وہی رنڈی روتی پیٹتی آتی ہو آتے ہی کہا او عادل تجھسے فریاد کرتی
ہون کہ رسالہ جو یہان سے گیا میرا مکان لوٹ لیا مین توجان بچا کر بھاگی ورنہ
مجھکو بھی سب قتل کرتے گیا ہور نے کہا تم بیٹھو مین نے افسرون کو بھیجا ہی مگر افسران
فوج پاس اسلم کے آئے کہا او اسلم توتڑا اور دبدبہ واسلم نے کہا مین اِس مقدمے سے
بالکل آگاہ نہین مجھپر سراسر بہتان ہو افسرون نے کہا پھر تمنے اقبال کیون کیا تھا
اسلم نے کہا جب مین نے دیکھا کہ آبرو ریزی ہوتی ہو تو یہ کہکر چلا آیا کہ توتڑا لاتا
ہون اب تو مرنے پر آمادہ ہوکر بیٹھا ہون افسرون نے کہا اب سرکشی نہ کرو ہمارے
ساتھ سامنے گیا ہور کے چلو اسلم نے کہا مین تو نہ جاؤنگا افسر بگڑے کہا او
اسلم اِنھین باتون سے ثابت ہوتا ہو کہ بیشک تمنے توتڑا لیا اب دینے مین کیا
عذر ہو ہمارے ساتھ چلو کہ ایک ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہی رنڈی فریاد
کر رہی ہو کہ میرا مکان سوارون نے لوٹ لیا مین جان بچا کر چلی آئی اسلم نے
کہا یارو دیکھو مین سبدھا اِسی مقام پر آیا اُسکا گھر کسنے لوٹا نہین معلوم یہ رنڈی
کون ہو افسرون مین تکرار ہونے لگی اسلم بھی اُٹھا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر
گیا ہور کو خبر ہوئی کہ اسلم بگڑ گیا اُسکا سارا رسالہ آمادہ فساد ہو چند افسر مارے گئے
گیا ہور سحر کرتا ہوا چلا اُسوقت بہو بجا کہ چند افسرون کو سوارون نے مار لیا
اور چند بھاگے ہوے آتے ہین آکر لشکر کو تیار کیا اتنو خوب تلوار چلنے لگی ہزار
زنگی ساحر سحر کر رہے ہین گیا ہور نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا کیون او
اسلم تمنے لشکر مین بڑا غدر کیا سارا لشکر بگڑ گیا ہرچند گیا ہور نے منع کیا کسی نے
نہ مانا شہر زنگ بھاگا بخدمت مہنوش آیا کہا او ملکۂ عالم مین لشکر مین تو غدر کر آیا
اب گیا ہور اکیلا ہو سارا لشکر آپس مین لڑ رہا ہو آپ بھی بلوہ کر دیجیے نورالدہر
سوار ہوے مہنوش سحر کرکے بلند ہوئی گیا ہور سحر کر رہا ہی ہی جانتا ہو کہ اسلم کو

گرفتار کرلوں لیکن گھمسان کا سحر ہورہا ہے کہ نعرۂ نورالدہر کی آواز آئی زمین
تھرائی نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ✣ شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر ✣ آسمان سے ملکہ مینوش نے آکر گولہ مارا گیا ہورنے جو لشکر دشمن
کو دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ کسکو حکم دوں کہ انکو روکو مینوش کا گولہ جو آسمان
سے آکر پھٹا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلکر رہگیا گیا ہورہ چاہتا ہے میں سحر کو
روکوں مگر ہمراہیان اسلم چاہتے ہیں کہ گیا ہورہ کو مارلیں گیا ہور اپنے کو سحر
سے بچا رہا ہے عین گرمی جنگ ہے کہ گیا ہور نے نورالدہر کو دیکھا چاہا جھپٹ کر
گرفتار کرلوں نورالدہر نے تیر مارا آتیں بھال کا تیر سینے پر گیا ہورہ کے پڑا چاہتا
تھا ہٹ جاؤں مگر مینوش نے سحر کر کے گیا ہور کو سامنے کر دیا تیر آکر سینۂ پرکینہ
پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گیا ہور جادو ادہر
مینوش نے لشکر پر سحر کرنا شروع کیا لشکروالوں نے دیکھا کہ یہ نازنین سب کو
جلا دیگی لاشۂ گیا ہورہ اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف مہرانیہ کے بھاگے سامنے
مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور گیا ہور نے اپنی
جان دی عدالت نہ کی ظلم پر کمر باندھی جسکا یہ انجام ہوا کہ شکست فاش کھائی
مہران تاجدار نے حکم دیا کہ اور فوج جائے کئی ہزار جوان افسروں کو ساتھ
لیکر روانہ ہوئے یہاں نورالدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر قلعۂ مینوش میں
داخل ہوئے مینوش نے کہا اب میں تلاش لوح میں نکلتی ہوں جبتک لوح
نہ ملیگی مدعائے دلی حاصل نہ ہوگا اِس طلسم میں سات دربند ہیں جب چھ دربند
فتح ہوں تب خونخوار کے مقابلے میں پہونچیے نورالدہر نے کہا بسم اللہ ملکہ
تو فکر لوح میں نکلتی ہے اور نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ مینوش میں ہیں اور
عیار شبرنگ حاضر خدمت ہے اِس قلعے کا نام قلعۂ سرمستان ہے جو حاکم ہوتا ہے
اُسکا نام شراب کی مناسبت پر رکھا جاتا ہے گرظہیر جادو کہ سب فوج پر افسر اعلیٰ
ہوکر چلا ہے سات دن کوچ کرکے بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعۂ مینوش

پہونچا تو ظہیر کو خبر ملی کہ ملکہ بیہوش قلعے مین نہین ہین اس یہ رات کو اُٹھا پر پروانہ پیدا
کر کے قریب بارگاہ نور الدہر آیا آتے ہی سحر کیا کہ نگہبان سو گئے شبرنگ نے کہا اے
شہریار نامدار معلوم ہوتی ہے کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے نور الدہر نے کہا شب کا وقت
ہے اسوقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے نیند کا غلبہ ہے شبرنگ نے کہا خدا خیر کرے مجھکو
رنگ بے طور معلوم ہوتا ہے یہ کہکے شبرنگ گرا بیہوش ہو گیا نور الدہر بھی غافل
ہوے ظہیر نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو گرفتار کیا لشکر پہ سحر کر گیا کہ سب غافل
ہو گئے ظہیر نور الدہر و شبرنگ کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آیا مسلسل کر کے انکو
ہوشیار کیا انکی جب آنکھ کھلی اپنے کو اِس بلا مین مبتلا پایا ظہیر نے کہا اے نور الدہر
ہمین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا نور الدہر نے کہا او مکار غفلت مین گرفتار کر لایا
اُسپر ناز کرتا ہے یہ طرف شبرنگ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کیا کہنا آپنے
وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مین چاہتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرون ظہیر
خوش ہو گیا شبرنگ کو قید سے رہا کیا مگر شبرنگ نے چھوٹتے ہی کہا اے شہنشاہ
ساحران نور الدہر کو جلد قتل کیجیے مجھکو اپنی جان کا خوف ہے اگر یہ جوان رہائی پائیگا
تو مجھکو قتل کر ڈالے گا ظہیر نے کہا ہم جسکے ملازم ہین یعنی مہران تاجدار اُسنے حکم
قتل نہین دیا ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرینگے یہ جوان شیرہ حمزہ ہے بدون حکم شاہ کیونکر
اِسکو قتل کرون مہران تاجدار کو اختیار ہے شبرنگ نے کہا آپ بڑی غفلت کرتے
ہین اِن مسلمانون کو جہان پایئے فوراً قتل کیجیے جب انکو قید کیا تو کوئی نہ کوئی
معین پیدا ہوتا ہے وہ انکو رہا کر لیتا ہے ظہیر نے کہا اب رہائی انکی دشوار ہے موت
اِنکے سر پر سوار ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرونگا شبرنگ خاموش ہو رہا خدمت مین
مصروف ہوا جب رات کو ظہیر بارگاہ مین آکر بیٹھا جلسہ جما کہا اے افسر مین گاتا ہون
ذرا سماعت فرمایئے یہ کہکے بایان بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صبح محفل تھا جو ذکر گیسوِ جانانہ تھا — پنجہ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا
سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما — ہر بشر دیوان خانے مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین نیرنگی عالم نظر آئی سبھی — شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک مسو سبزہ تھا اک طرف آب روان — میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین تبخانہ تھا
جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب — جو مہیا اُس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
دختر رز کا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور — جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا
مجھکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا — کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا
جوش مستی سے گرا جسدم زمین پر یک بیک — ہوگیا نشہ ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
ہدہد ہو گیا پوچھتے ہو تم بہ قول اوستاد — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا
جان پر کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا — شمع ہمت پر تصدّق اِک عمر سے پروانہ تھا

ظہیر نے جو گانا سُنا کہا اے شبرنگ تم تو اِس فن مین کامل ہو شبرنگ نے کہا ابھی حضور نے کیا کمال دیکھا ہو آپ کو خوب راضی کرونگا سر سے شراب پلاتا ہون تب آپ کو ظاہر ہوگا کہ اِس کمال کو کوئی نہین کرسکتا پانؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ پر کمال ظاہر ہو ظہیر نے کہا اے شبرنگ یہ تو بہت مشکل ہو شبرنگ نے کہا حضور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو - ابھی امتحان کیجیے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے کنجی لی میخانے مین آکر اپنے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر کئی گلابیان محفل مین لایا ظہیر نے کہا دیکھو صاحب کس طریقے سے شراب لایا ہو کہ بے اختیار پینے کو جی چاہتا ہو کہ شراب پیجیے اب شبرنگ نے گھنگرو باندھکر اول گت ناچی بعد اُسکے جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا سامنے ظہیر کے آیا ظہیر نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا تعریفین کرکے پی گیا شبرنگ نے دَورہ باندھا ساری محفل کو شراب پلائی اب کھڑا ہو کر گانے لگا تانین مارنے لگا اور یہ اشعار اونچے سرون مین گانے لگا نظم

نرگس کی بھی ہو میری نظر مین نظری آنکھ — ہو صاد کے قابل تری اے رشک پری آنکھ
آتی ہو نظر باغ مین جب نرگس شہلا — پھر جاتی ہو آنکھون مین تری ناز بھری آنکھ
رخنے سے جو جھانکون تو پڑے دین مین رخنہ — پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ

ناوک ہی نگہ ترک کی اور تیغ ہی ابرو
دنبالہ ہی سرمے کا جو گنتگہ تو پھری آنکھ

آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان
دیکھا ہی کہ کرتی ہی بہت بد نظری آنکھ

نظرون مین سمایا ہی مری وہ رُخ روشن
کچھ طور کے شعلے سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ

خوب اُنکے کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارے
کر دیتی ہی جب بند نسیم سحری آنکھ

کیا اُس بُت خوش چشم کی اُلفت مین رہے ہوش
دیتی ہی مجھے جام مے بیخبری آنکھ

ہی موت کا یہ نیند میسر کو سمو نہ
دیتی ہی ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

ہی جرم تو آنکھون کا اگر دیکھیے رعنا
آفت مین گرفتار ہی دل اور بری آنکھ

بعد تھوڑی دیر کے محفل مین دست درازیان ہونے لگین بلڑ جو ہوا ظہیر نے کہا ارے یارو کیا میری محفل کو بازار بنایا ہی ہر چند پیچا پیتا مگر نشے مین کون سنتا ہی ایک کمبدان نے کہا چپکے بیٹھے رہو تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی ظہیر نے کہا کیا اُس کوے نے اڈا سمجھا ہی کمبدان نے کہا بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون ہاتھ بڑھا کر مونچھ ظہیر کی تھامی ایک جھٹکا مارا ظہیر نے جھلا کر کہا ارے یہ کیا تو نے کیا کمبدان و ظہیر لڑتے لڑتے بیہوش ہوے شبرنگ نے سب کو بیہوش پڑا رہنے دیا اول بشکل ظہیر باہر آیا نور الدہر کو بلا کر رہا کیا اشارہ کر دیا کہ آپ کہدیجیے کہ مین جمشید پرستی اختیار کرتا ہون نور الدہر نے بصلاح شبرنگ کہا شبرنگ نے کہا اے شہریار مین مطلب پورا کر چکا ظہیر بیہوش پڑا ہی اب جا کر قتل کرتا ہون نور الدہر نے کہا اے شبرنگ سوتے مین قتل نہ کرو لیکن شبرنگ نے نہ مانا بڑھکر ہاتھ مارا کہ ظہیر کے دو ٹکڑے ہوے اب نور الدہر اور شبرنگ نے کل اہل دربار کو قتل کیا شبرنگ نے فوراً اپنے کو بشکل ظہیر بنایا فوج کو بلا کر حکم دیا کہ نور الدہر سے مجھسے میل ہو گیا تم بھی چل کے اطاعت کرو بادشاہ نے بھی لکھا ہی کہ نور الدہر کی اطاعت کرو اِس فقرے سے شبرنگ سب کو لایا سب مطیع اسلام ہوے مگر چند ساحران سیاہ دل نکلکر بھاگے پاس مہران کے آئے سب کیفیت بیان کی کہ اے شہریار افسر کا ہمارے

پتہ نہین کل فوج مطیع ہوگئی ہم نہین سمجھے کہ یہ کیا سحر کہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ جوان نہایت صاحب اقبال ہی آپ تک آئےگا نہین معلوم پری جبینش کہان گئین اُنکے نہ ہونے سے ظہیر گرفتار کر لایا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹے فوج کو کیا ہوا کہ سبنے اطاعت کرلی ہم تو کچھ نہین سمجھے مہران نے سرتاب جادو کو بلایا کہا اے سرتاب جسطرح بنے نورالدہر کو گرفتار کر لاؤ سرتاب جادو تیس ہزار فوج لیکر چلا یہان جو پلٹ کر بیہوش نہ آئی نورالدہر نے فرمایا تیاری کوچ کی کرو بیس ہزار ساحر تیار ہوے کوچ کرکے چلے ایک صحراے دلکشا مین پہونچے دیکھا تمام صحرا سر سبز و شاداب ہی سبزہ بیدار بخت ہی یا فرش کمخاب ایک جانب نہرین سلسبیل آسا پانی با آبرو فخر کوثر و تسنیم حباب شناوری کر رہے ہین جانور ان ہوائی آکر گرتے ہین پانی پی کر اُڑ جاتے ہین ایک طرف نخل پر عندلیبان خوشنوا عشق گل مین یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان پڑھ رہی ہین نظم

پیدا ہی لچک بار جو سوبات زری ہی
اُس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہی

ساغر مین جھلکتی ہی شراب اسلیے ساقی
شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہی

چلنے مین چھلاوہ ہی تو تسخیر مین جادو
یہ مردمک چشم ہی پتلی کہ پری ہی

اِک جلوہ دکھا جاتی ہی پھر کر نہین آتی
ثابت نہین سایہ ہی جوانی کہ پری ہی

خلقت مین ہر اِک چیز کو بھی فرد ہی پایا
خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہی

دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین
رفتار سے پامال اگر کبک دری ہی

ہرچند ہی وہ چشم سیہ صورت آہو
چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہی

ہر جوش مین پھر خم سے نکالا ہی جو ساقی
کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہی

درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات
بے شبہہ تعین سے تری ذات بری ہی

رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے
پردرد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہی

دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر بار
آنے مین وہ بجلی ہی تو جانے مین پری ہی

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگی دور فلک نیلوفری ہی

کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین — معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم — رخسار مین اِک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہی وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار — ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہی
کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا نہ خنجر — مجبور ہی بندہ ہی خطاے بشری ہی

نور الدہر نے جو صحرا کا یہ حال دیکھا ظاہر ہوا کہ بہار خود یہان کی باغبان ہی ہر دم اِسی مقام پر رہتی ستی ہی کبھی یہان سے نہین نکلتی صحرا کو پسند کر کے فرمایا کہ آج لشکر اِسی مقام پر اُترے لشکر اُتر پڑا چونکہ سویرے سے نور الدہر اُتر پڑے پہر دن پچھلا باقی ہی کہ مرکب منگوایا فرمایا یارو ہم شکار کھیل آوین سردارون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین نور الدہر بالغ ہوے شبرنگ قدمون سے لپٹ گیا عرض کی غلام ضرور ساتھ چلیگا نور الدہر نے کہا تھک جاؤ گے مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مگر شبرنگ نے نہ مانا ہمراہ ہوا نور الدہر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہا اے شبرنگ کوئی آہو ابھی تک نہین ملا شبرنگ نے کہا وہ سامنے ملاحظہ فرمایئے دھانون کے کھیت مین آہو چر رہا ہی نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا آہو نے جو مرکب کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی سامنے ایک قلعے کے پہونچا جیسے ہی برابر دیوار کے آہو آیا نور الدہر نے تیر مارا آہو گرا آپ نے قریب آکر اُسکو بہ قربانی پہونچایا آواز آئی کہ او جوان یہ کیا ستم کیا میرے فرزند کو مار ڈالا ہاے مجکو کیسا قلق دیا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست آہنی کاندھے پر رکھے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کمر مین زنجیر بندھی ہوئی لنگر پانؤن مین پڑے ہوے چیخین مار مار کر روتا ہوا آتا ہی یہی زبان پر ہی کہ ارے میرے فرزند کو مارا اسم دیوانۂ فیل زور نور الدہر پلٹے پیدل ہو کر سامنے دیوانے کے آئے دیوانے نے چوبدست لگائی نور الدہر نے خالی دی چوبدست اِس زور سے زمین پر پڑی کہ پانی نکل آیا آواز دی ہاے یہ آفاے سرخ مار اگیا ہڈیان تک سرمہ ہوگئی ہونگی

نورالدہر نے پہلو پر سے نعرہ کیا کہ ارے دیکھ اس حافظ حقیقی نے مجھے بچالیا
حقیقت مین یہ ضرب ایسی تھی کہ اگر پہاڑ پہ پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا مگر حافظ
حقیقی کے نزدیک بچالینا کچھ بات نہ تھی دیوانہ جو بدست پھینک کر لڑنے لگا کشتی
ہونے لگی مگر دیوانے نے عین گرمی جنگ مین نورالدہر کا شانہ کاٹ کھایا بوٹا
کا بوٹا نوچ لے گیا نورالدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیوانہ
تھرا گیا ہاتھ چھوڑتا تھا کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اندر سے
بارہ ہزار دیوانے غلغلہ کرتے ہوے بیرون قلعہ آئے اپنے افسر کو دیکھا کہ
لڑ رہا ہے مگر عاجز ہو رہا ہے دمبدم کہتا ہے کہ آقائے نامدار و مولائے قدرشناس
ایک زور آخر کرلون تو حوصلہ نکلجائے پھر مین تجھسے نہ لڑونگا نورالدہر سامنے
کھڑے ہوے فرمایا بسم اللہ زور آخر بھی کر بیجیے دیوانہ ریلکر لے دوڑا پانچ
سات قدم نورالدہر کو لایا وہان پہ لاکر ٹکہ مارا کہ بایان گھٹنا نورالدہر کا
آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا کہ زانو تک غرق زمین ہوگئے اوپر آکر دیوانہ
چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا مگر لنگر مین شاہزادہ کوہ وقار
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای آقائے نامدار اب آپ کے
زور کا مشتاق ہون نورالدہر تڑپ کر اٹھے جیسے شیر انگڑائی لیکر اٹھتا ہے اور
دونون مونڈھے تھام کر سر سینہ مین اڑایا ریلکر لے دوڑے چودہ قدم لاکے
ٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر
نعرہ کرکے اٹھا لیا جیسے ہی نورالدہر نے اسکو اٹھایا گرد سر کے چرخ دیکر زمین
پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانہ کانپ گیا ہاتھ
باندھنے لگا کہتا ہے ای آقا سے سرخ مین اطاعت کرتا ہون وہ خدمتگزاری کرونگا
کہ بہت راضی ہوگے نورالدہر نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے الجھ الجھ کے کلمہ پڑھا
بصدق مسلمان ہوا سب دیوانون سے پکار کر کہا کہ ہان یارو اس آقا کی
اطاعت کرو تمکو یاد ہوگا کئی دن گذرے ہین کہ مین نے خواب مین بڑے آقا کو

دیکھا تھا وہ فرما گئے تھے کہ اِس شکل کے شہریار کی اطاعت کرنا سب نے کہا ہم غلامون کو بھی یاد ہی اِس شہریار کی اطاعت کرنا ہم سب کو فرض ہی ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھے تھے بلکہ آپ سے عرض بھی کیا تھا یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے دائرۂ اسلام مین آئے نورالدہر نے اِشارہ کیا کہ لشکر مین چلو دیوانے نے کہا اول قلعے مین تشریف لے چلیے نورالدہر ناچار و مجبور راضی ہوے ساتھ دیوانۂ بلند قامت کے قلعے مین آئے قلعہ خوب آباد تھا رعایا دلشاد نہ کسی کے لب پر فریاد نہ بیداد دیوانہ نے نورالدہر کو لاکر تخت پہ بٹھایا شراب و کباب حاضر کیا ناچ ہونے لگا کسبیان کوٹھری مین بند ہین کسبیون کو نکالا اُنھون نے رقص شروع کیا مگر دیوانہ جب سامنے آجاتا ہی تو نورالدہر کو دیکھکر گھبرا جاتا ہی اور ہاتھ جوڑنے لگتا ہو کہتا ہی اے شہریار آپ کو میرے سر کی قسم ہی آرام سے بیٹھیے اور کسبیون سے کہتا ہی کہ اچھی طرح سے گاؤ آقا کو راضی کرو جو آقا راضی ہونگے تو مین بھی خوش ہونگا شب کا وقت ہی اور وہ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ خوش الحانی یہ اشعار گا رہی ہین نظم

بلبلو آگئی چمن مین بہار	لائی باد صبا وطن مین بہار
پھول اُنکی ہنسی مین جھڑتے ہین	نظر آتی ہی کیا سخن مین بہار
یہ تو گلشن ہی یاد رکھ گلچین	جائے وہ گل تو آئے بن مین بہار
بن گیا صاف غنچہ سوسن	ہی مسی کی عجب دہن مین بہار
چشم بد دور سبزۂ خط سے	تازہ تر ہی چہ ذقن مین بہار
رُخ چمکتا ہی شکل آئینہ	ہی عجب زلف پُرشکن مین بہار
شجر شمع سے گرے یہ گل	شب کو رعنا رہی لگن مین بہار

اُسوقت کا سناٹا محفل کی کیفیت کمیدان رسالدار کرسیون پر بیٹھے ہین لیکن دیوانے کو چین نہین ہر مرتبہ اُٹھتا ہی اور کسبیون کو ڈانٹتا ہی کہ اچھی طرح گاؤ کہ ایک تخت اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا شہرنگ جادو تخت پہ سوار سیر شب

مہتاب دیکھتا ہوا جاتا تھا اِس محفل پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو کر اُتر آیا شاہزادہ
نورالدہر کو مقام صدر پر پایا اور افسر گردن بیٹھے ہین کسبی سامنے ناچ رہی ہو خوب
خوب بنا رہی ہو شبرنگ نے جو یہ ہنگامہ محفل دیکھا نورالدہر سے کہا ای شہریار
صاحب جلسہ کہان ہی نورالدہر نے کہا صاحب جلسہ کون شبرنگ جادو نے کہا
علینوش شیرین کلام کو پوچھتا ہون دیوانۂ بلند قامت نے جو دیکھا تو قریب
شبرنگ کے آیا کہا ای شبرنگ آقا سے کیا کلام کرتے ہو شبرنگ نے کہا مین
جانتا ہون کہ تمنے اطاعت کی دیوانے نے چوبدست کو جنبش دیکر مارا کہ شبرنگ
بیہ اٹھا ہو گیا نورالدہر نے کہا او دیوانے یہ تو نے کیا کیا دیوانہ غصے مین تھا
ایک چوبدست نورالدہر کو بھی ماردی نورالدہر نے چوبدست تھام لی
دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف کیجیے مجھے خیال یہ تھا کہ ایسا نہ ہو شبرنگ
آپ کو گرفتار کر لیجاے اِسوجہ سے مین نے اُسکو مار ڈالا ساحر بڑے مکار ہوتے
ہین یہ سب ملازمان مہران تاجدار آپ کی فکر مین نکلے ہین نورالدہر نے دیوانے
کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ لاشہ شبرنگ کا بیرون بارگاہ پھینک دو شبرنگ کا
لاشہ باہر پھینک دیا مگر ملازمان شبرنگ جو عقب سے آتے تھے اُنھون نے
جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا اُتر پڑے لاشہ اُٹھایا اور دریافت کیا کہ اِسکو کسنے
مارا معلوم ہوا کہ دیوانۂ بلند قامت کے ہاتھ سے مارا گیا لاشہ شبرنگ کا لیکر
سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے حکم دیا اب تو بڑی بدعت شروع ہوئی
اِس جوان نے بڑا ہنگامہ ڈالدیا ایک نامہ دیوانۂ بلند قامت کو لکھو دہ مشکین
باندھکر نورالدہر کی بھجدیگا ملازمان شبرنگ نے کہا کہ دیوانہ مسلمان ہو گیا ہی
اُسی نے اپنے آقا کی محبت مین شبرنگ کو مارا اُسکو نامہ لکھنے سے کیا نفع ہوگا وہ
بدل وجان اطاعت کر چکا یہ سُنکر مہران تاجدار کو سناٹا آگیا کہا یارو مین خود
طلسم سے نکلون ایک جوان کے واسطے تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ اُس جوان
کو گرفتار کر کے لائے فگار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار کیا حکم ہی

غلام جائیگا غیر ساحر کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی پچاس ساحر لیکر کامگار مکار چلا
راہ مین آکر ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ منزل بمنزل آؤ مین جاکر اُسکو گرفتار کرکے
لاؤن اپنے لشکر مین پہونچاؤن یہ کہکر پرواز پیدا کرکے چلا یہان نورالدہر اُس منزل
کو طی کرکے منزل قحطان پر آکر اُترے قحطان فیلزور کہ یہان کا حاکم ہو اُسنے جو خبر
سُنی کہ نبیرۂ حمزہ طرف طلسم کے جاتا ہی پچاس ہزار فوج لیکر مقابلے مین آیا کہلا بھیجا کہ
اے شہریار اِدھر سے پلٹ جائیے نورالدہر نے جواب دیا کہ ہم اِسی طرف سے جاوینگے
ہم نہ پلٹینگے قحطان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان
ہوئین فراش ماہ تابان نے جب کہ خیمہ اپنا میدان فلک سے اُٹھایا اور کاشانۂ
مغرب مین مع فوج سیارگان گیا اور شہنشاہ آفتاب تابان قلعۂ مشرق سے نکلا فوج
ضیاء وشعاع ہمراہ بصد شوکت وجاہ میدان چرخ زبرجدی مین آیا تخت نور پر بیٹھا
تمام دنیا کو منور کیا دھوپ پھیلنے لگی دونون لشکر میدان مین آئے قحطان گینڈا
بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان تم لوگ بڑے سرکش
ہو غیر ساحر ہوکر ساحرون پر بلوہ کل ساکنان طلسم تمھاری شکایت کرتے ہین اب
مابدولت میدان مین آئے ہین بدون فتح وظفر نہ پلٹینگے نورالدہر نے گھوڑا
بڑھایا فیروز تاجدار سے رخصت ہوے مقابلہ قحطان مین آئے بعد کلام نیزہ بازی
ہونے لگی نورالدہر نے نیزہ قحطان کا نکالا قحطان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مار دیا نورالدہر نے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدون کلائی
پر تو ہاتھ نہ پڑا دم شمشیر پر جا پڑا اشنا ہزادہ زخمی ہوا قحطان نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ سر بھی زخمی ہوا دیوانہ مع فوج کے جا پڑا قحطان کی فوج سے جنگ شروع کردی
نورالدہر اُس زخمداری مین خوب لڑے جب غش آنے لگا تو ہاتھ گردن مین
مرکب کی ڈالدیے گھوڑے نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان اُچھالتا
ہوا نورالدہر کو لے نکلا یہان قحطان بھی زخمی ہوا اُسکی فوج والے اُسکو لیگئے
دیوانہ خوب خوب لڑا ہزارون کو چوبدست سے مارا آخرش وہ لوگ طبل امان بجوا کر

پلٹ گئے مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا سامنے فیروز تاجدار کے آیا بیان کیا کہ آقا
کو مرکب نکال لیگیا ہر چند کہ آج دیوانہ خوب لڑا لیکن اُس صاحب اقبال کا نہ ہونا
باعث خرابی ہوگا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکے شبرنگ چلا مگر گھوڑہ شاہزادے
کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا کمیت چابک خرام نامے عیارہ اُسطرف سے نکلا
دیکھا اُسنے ایک جوان خوبصورت سر سے خون بہ رہا ہی مرکب لیے لیے پھر رہا ہی
عیارہ نے آکر نورالدہر کو پہچانا خیال مین گذرا اِس جوان کو لے چلون شاہ طلسم
خوش ہوگا شاہزادہ زخمدار غش مین تھا اُسنے چاہا کہ بیہوشی دون نورالدہر کی
آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک عیارہ مجھکو گرفتار کیا چاہتا ہی کلائی تھام کے ایک تمانچہ
مار دیا کمیت لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا نورالدہر گھوڑے سے اُترے اپنے
زخمون مین ٹانکے دیئے کمر سے چادرہ کھولا اُسکو سر پر باندھا پھر مرکب پر سوار
ہوکر ایک جانب چلے بعد جانے نورالدہر کے ہوا جو چلی کمیت ہوشیار ہوا
اور اِسنے دور سے دیکھا کہ وہی جوان مرکب پر سوار ایک جانب چلا جاتا ہی
شفقتل بن شفتال کوہ بازو کا یہ عیارہ ہی آکے اطلاع کی کہ ای شہریار نبیرۂ حمزہ
اِس دشت مین زخمی ہوکر آیا تھا مین نے چاہا گرفتار کرون اُسنے مجھکو تمانچہ مارا
مین بیہوش ہوگیا مگر کیا جلیل تھا کہ اُسنے مجھے نہ مارا اور چلا گیا اگر مناسب ہو تو چلکر
گرفتار کر لیجیے کہ وہ جوان زخمدار ہی شفقتل بن شفتال نے کہا میرا یہ طریقہ نہین
کہ مجبور و ناچار کو گرفتار کرون اگر شاہ مجھکو نامہ لکھے گا جس مقام پر اُسکی فوج
ہی جاکر گرفتار کر لاؤنگا مگر کمیت کہ اِسکو بڑا خیال ہی اور سُنا بھی ہی کہ یہ جوان
لشکر اسلام کی جان ہی اِس سوچ مین باہر نکلا ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا
دختر شفقتل مادیان مشکین پر سوار ہتھیار لگائے ہوے مادیان اُڑاے ہوے
آتی ہی کمیت دیکھکر بیقرار ہوگیا مگر مجال نہین کہ قریب جاسکے ایک مقام پر
بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

نہ دیا شربت وصلت مجھے ترسا ہو کر
خوب بیمار کو اچھا کیا عیسےٰ ہو کر

کھوکے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب
قہر ہی عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام
ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید اے دل
شعلۂ آہ مرادود جگر کے ہمراہ
رات کو اُس دُرِ دندان کا تصور جو بندھا
اُسکے ہکلانے مین جو منھ سے نکلتا ہی سخن
بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال
شوخ چشمی تری اللہ ری چشم بد دور
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہی
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہین
ہی تعجب کہ مرے پانؤن کو لغزش ہو تھا
یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط

پہونچے ہم منزل مقصود کو رُسوا ہوکر
دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہی دریا ہوکر
چھوڑ دے دامن یوسفؑ کو زلیخا ہوکر
لامکان پہونچا ہی وہ گنبد مینا ہوکر
اپنے سینے سے نکلتا ہی غبارا ہوکر
چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر
چیرتا ہی دل عشاق کو آرا ہوکر
خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر
پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر
فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہوکر
دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہوکر
دستگیری نہ کرے آپ سا مولا ہوکر
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

اشعار پڑھتے پڑھتے یہ سوچا کہ اے کمبخت بڑی مشکل درپیش ہی ہر چند کہ چست وچالاک ہون مگر جبتک مسلمان نہ ہونگا یہ دولت نہ ہاتھ آئیگی یہ سوچکر سمجھا کا خیال مین تھا کہ جاکر نورالدہر سے ملاقات کرون اور قدمون پر سر رکھون یہ مشکل اپنی پیش کرون کہ دختر شقتیل پر عاشق ہون مجھے دلوا دیجیے وہ شیر بیشۂ جرأت ضرور قبول کریگا یہان نورالدہر اسی حال مین جاتے تھے کہ تبلیغ صحرانشین قزاق لوٹ مار کیے ہوے آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار اور جگر زخم سے بیقرار ہی تبلیغ نے قریب آکر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی نورالدہر کی آنکھین بند دل دردمند کچھ جواب دیا مگر غش آنے لگا نہین معلوم کہ اُسکے موافق جواب دیا یا مخالف کلمہ نکلا جب تبلیغ نے دیکھا کہ یہ جوان بیہوش ہوا ساتھ والون سے کہا کہ اِسے گھوڑے سے اُتارو اور اس جوان کو لیکر

قید کر وہین یہ مرکب لونگا مرکب بے مثل و بے نظیر ہی اور جواہرات بھی ذات پر بہت کچھ ہی بیشہ قزاقان سے آکر نکلجایئے حیف کی بات ہی ہم آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین کہ جو کوئی نکلے اُسے لوٹ لین یہ مفت کا سودا ہی نور الدہر کو عالم غش مین اُتار لیا مرکب بہت پسند ہی مرکب کو چمکارتا ہوا لاتا ہی قضاے کار کمیت جو جستجو و خبر کرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ اُس جوان کو قزاقون نے گرفتار کر لیا حیران ہو گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کچھ سوچکر دوڑا سامنے تبلیغ کے آیا جُھک کر سلام کیا تبلیغ نے پوچھا ای عیار تو کون ہی کمیت نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہ کون شخص ہی طلسم نوخیز پر آجکل بلوے ہین آپ اگر اسپر غالب آوین تو خواہ قید کرین خواہ قتل کرین لیکن بدون غالب ہوے یہ جوان نہ مانے گا آپنے کیون گرفتار کیا تبلیغ نے کہا مجھکو یہ گھوڑا بہت پسند ہی کمیت نے کہا یہ گھوڑا طلسمی ہی یہ کسیکی اطاعت نہ کریگا تبلیغ نے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ اس عالم مین اس سے مقابلہ کرون کہ زخمدار و بیقرار ہی کمیت کو بھی ساتھ لیا کمیت نے کہا مین سمجھاؤنگا یہ کہکر قریب نور الدہر کے ہو لیا تبلیغ قلعے مین لیکر آیا کہ قلعہ بالاے کوہ تھا نور الدہر کی زخمدوزی کی مرہم کی پٹی چڑھا دی کمیت سے کہا تم اسکے پاس رہو جب یہ ہوشیار ہو تو سمجھانا کہ مرکب تبلیغ کو دیدو ورنہ وہ بُری طرح پیش آئیگا کمیت نے قریب پلنگ کے بیٹھکر تلوے سہلاے نور الدہر کی جو آنکھ کھلی عیار کو اپنے قریب پایا کمیت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا ای شہریار غلام کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دختر شفقتل پہ عاشق ہون چاہتا ہون کہ غلام سے وعدہ کیجیے اگر شفقتل مسلمان ہو تو نرگس شہلا کا عقد میرے ساتھ کرا دیجیے گا مین بہ صدق دل مسلمان ہوتا ہون اور تبلیغ قزاق نے آپکا مرکب پسند کیا ہی کہتا ہی بعد صحت مقابلہ کرونگا نور الدہر نے کہا تیری آرزو قبول کی کہ تبلیغ قزاق آیا اسنے کہا ای جوان گذر تیرا میرے بیشے مین ہوا مین نے لوٹ نہ اسپر اپسند کیا اپنا مرکب مجھکو دیدے تو مین تجھکو رہا کر دون نور الدہر نے

کہا یہ مرکب طلسمی ہی کسی کی اطاعت نہ کریگا اکھاڑہ اختیار کرا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب ہوگا
تو بیشک مرکب دونگا اگر شاید مین غالب ہوا تو تم اطاعت کروگے تبلیغ نے کہا مین
جان و مال سے حاضر ہون نورالدہر نے کہا بسم اللہ اکھاڑہ اختیار کرو ہم سے تم سے
مقابلہ ہو جنگ مین حال معلوم ہو جائیگا تبلیغ نے آکر اکھاڑہ اختیار کیا اور اپنے فرزندون
سے کہا کہ آکر تماشہ دیکھو نورالدہر بھی اُسی مرکب پر سوار ہو کر آئے اور اکھاڑے
مین اُترے نعرہ کیا کہ ای تبلیغ آؤ امتحان ہو جاے تبلیغ جانگیا اور لنگوٹ باندھ کے
اکھاڑے مین آیا ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا پیچ باندھا نورالدہر نے توڑ کیا آپس
مین توڑ جوڑ ہونے لگے دو پہر تبلیغ لڑا جب پہلوان آفتاب تابان چرخ کے
اکھاڑہ سے اپنی پہلوانی کی تیزی دکھا کر نکلا جانب مغرب جا کر ڈنڈ پیلنے لگا تب
اِسنے کہا ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون نورالدہر نے کہا بسم اللہ ای تبلیغ تم
کوئی بات اُٹھا نہ رکھو جس پیچ پر نازہ ہو وہی باندھو تبلیغ ریلکر لے دوڑا اسات
آٹھ قدم پر ریلکر لایا وہان پر آکر بکہ مارا بایان گھٹنا نورالدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
نورالدہر نے تڑپ کے لنگر مارا تبلیغ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر
کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا نورالدہر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے
تبلیغ کے تھام کر لے دوڑے پندرہ قدم تک ریلکر لائے وہان پر آکر بکہ مارا
لنگر اُسکا اُکھڑ کر تبلیغ کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا تبلیغ نے آواز دی الامان فرمایا
امان بہ شرط ایمان تبلیغ نے کہا قبول ہی مگر ایک شرط رکھتا ہون اگر قبول فرمایئے
تو بہ صدق دل مسلمان ہون شفنل بن شفتال ایک پہلوان ہی اُس کی بیٹی
نرگس شہلا پر مدت سے عاشق ہون جب مقابلے کو گیا زخمی ہوا اُسپر غالب
نہ آیا پیغام جو دیا اُسنے منظور نہ کیا کہتا ہی جو مجھپر غالب ہو وہ میری بیٹی کے ساتھ
شادی کرے نورالدہر نے کہا ای تبلیغ اگر اژدر ہفت سر ہوتا تو مین اُس سے
مقابلہ کرتا اور تمھاری شرط پوری کرتا مگر کمیت چابک خرام بھی اُسی پر عاشق
ہی اِسی شرط پر مسلمان ہوا ہی اور مین پہلے قول اُسی کو دے چکا ہون سو چو تو

کہ یک انار و دو بیمار آخر کسکو دون اُسنے بھی اسی شرط پر اطاعت کی اور تم بھی اُسیکے
خواہان ہو لیس کیونکر اسکا انجام ہوگا تبلیغ نے کہا غلام کی تو یہ کیفیت ہی عجب حالت
ہی کہ جسکو عرض نہین کر سکتا لیکن ان اشعار سے مدعاے دلی ظاہر ہوگا نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن پہ زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطاسے جائین ختن کو تو تم ہو چین جبین
تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہی اے ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اُڑیگی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمھاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہی تسلیم
ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

جب نور الدہر نے دیکھا کہ تبلیغ بہت بیقرار ہی سمجھے کہ یہ حقیقت مین عاشق زار
ہی فرمایا کہ انشاءاللہ ضرور تمھارے ساتھ نکاح کردینگے تبلیغ کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا پھر ایک قزاق صاحب ایمان ہوا کمیت نے جو دیکھا کہ اب
تبلیغ زیر ہوکر مسلمان ہوا خوشی خوشی قریب نور الدہر کے آیا کہا اے شہریار اب
غلام کو تسکین ہوئی قحطان آپ کا انتظار کرتا ہوگا لشکر کو آپ کے پامال نہ کیا
ہو نور الدہر فورًا سوار ہوے تبلیغ کو ساتھ لیکر چلے یہان قحطان کو جسوقت
معلوم ہوا کہ افسر اعلی لشکر مین نہین ہی طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا دیوانے
نے نکلکر مقابلہ کیا مگر زخمی ہوا کئی سردار قحطان نے زخمی کیے اب کوئی مقابلے
مین نہین آتا قحطان پکار رہا ہی کہ او فیروز تو مقابلے مین آ اُس جوان کو کہان
بھگا دیا فیروز دعائین مانگ رہا ہی تاج سر سے اُتار اُپکار اُٹھا کہ اے خالق بیچون
و اے رب کارساز نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعاے کند من کنم
مستجاب + چہ عاجز رہا شد و دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + سب
افسر آمین کہ رہے ہین قحطان ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہی کہ اے فیروز اب کوئی مقابلے
مین نہ آئیگا مین وہین آتا ہون سب کو آکر قتل کرونگا نہین تو آکر اطاعت کرو

فیروزہ تاجدار دست پاچہ سب سرداران بیقرار آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ای شاہ اگر قحطان ہم پر آپڑا تو ایسے لڑینگے کہ اِن سرکشون کے دانت کھٹے کردینگے اُسوقت صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان بپشت مرکب پر سوار تبلیغ قزاق مثل چاکران کمترین ہمراہ قزاق کو دیکھکر قحطان گھبرایا سوچا کہ جب تبلیغ کو زیر کرلیا تو میری کیا حقیقت ہی گیندڑا سپہر اپنے لشکر مین آیا کہتا ہی یارو وہ جوان آپہونچا اب مین اُس سے مقابلہ نہ کرونگا کسی اور پہلوان کو بلواؤن کہ وہ آکر مقابلہ کرے اُسیوقت طبل امان بجواکر اپنی بارگاہ مین آیا فیروزہ تاجدار نے نور الدہر کا استقبال کیا شاہزادہ لشکر مین آیا نور الدہر آکر بیٹھے کمیت و تبلیغ خدمت مین ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ مقابلہ قحطان سے فراغت پاوین تو شفتل پر چڑھائی ہو اِدھر کمیت بھی سوچ رہا ہی کہ معشوق ملیگی یہ وہ شہر ہی کہ شفتل کو جان بچانا دشوار ہوگی دونون اِسی خیال مین بیٹھے ہین کہ تبلیغ نے عرض کی حضور قحطان تو آپ کے خوف سے بھاگا اب مقابلہ کو نہ آئیگا طرف شفتل کے چلیے کہ ہماری بھی آرزو پوری ہو کہ یکایک ہرکارہ دون نے خبر دی کہ کوئی پہلوان ہی شفتل بن شفتال اُسکا نام ہو بڑا بہادر ہی قحطان نے اُسکو نامہ لکھا ہی کہ بھائی میری مدد کو آؤ ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ ایسا نہو کہ مجھسے مقابلہ پڑے یقین ہی کہ وہ پہلوان مدد قحطان کو آئے یہ سُنکر کمیت اپنے مقام سے اُٹھا شاہزادے کے گرد پھرنے لگا کہا ای شہریار میری آرزو پوری ہوئی کہ شفتل اِسی مقام پر آتا ہی تبلیغ نے کہا ای عیار طرار تجھکو شفتل سے کیا کام ہی عیار نے کہا ای تبلیغ مین اُسی کا عیار ہون ہوس وصل نرگس شہلا مین مسلمان ہوا اب مین خواہش رکھتا ہون کہ وصل سے کامیاب ہونگا تبلیغ نے کہا او مکار خاموش رہ مین مدت سے عاشق ہون مین شاہزادے سے اقرار لے چکا شاہزادے نے مجھسے وعدہ فرمایا ہی دونون مین تکرار ہونے لگی نور الدہر مانع ہوے مگر تبلیغ کو اپنی جرأت پر دعویٰ ہی اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا او عیار مکار تیری کیا

مجال ہی کہ میری معشوق کا نام لے کمبیت نے کہا ای تبلیغ مین اپنی معشوق آقا سے
لونگا نورالدہر نے دونون کو تسکین دی دونون کے کان مین یہ کہا کہ تمہارے
ساتھ عقد کرینگے دونون خاموش ہوکر بیٹھے مگر کمیبت دوسرے دن برا ے
بالا دوہی نکلا تھا کہ دیکھا ایک پہلوان بارگاہ شفتل لیے ہوے جاتا ہی یہ اپنے
جی مین کہتا ہی کہ اے کمبیت امید تو پوری ہوئی لیکن شہر یار ہمارہ اُس سے بھی
وعدہ کرچکا ہی دیکھیے اسکا کیا انجام ہو اِس فکر مین پلٹا اپنے مقام پر آکر سوچنے
لگا کہ جاکر شفتل کو پکڑ لاؤن یہ تو سُن چکا ہی کہ شفتل یہان سے دس کوس پر ہی
اگر شفتل کو گرفتار کر لایا تو معشوق پر میرا حق ہوگا شاہزادہ انکار نہ کرسکیگا
ضرور میرے ساتھ عقد ہوگا یہ سوچ کے اسباب عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرا کے
چلا آتے آتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا لشکر شفتل اُترا ہوا ہی پہاڑ سے اُترکر لشکر
شفتل مین آیا دیکھتا بھالتا سامنے شفتل کے پہونچا سلام کیا شفتل نے پوچھا ای
کمبیت کئی دن سے کہان تھے کمبیت نے عرض کی غلام اِس فکر مین تھا کہ آپ جسکے
مقابلے کو جاتے ہین اُسکو گرفتار کر لاؤن مین گیا تھا مگر موقع نہ پایا اب حضور کے
ہمراہ چلونگا چلکر گرفتار کر لاؤنگا وہ جوان شیر بیشۂ جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت
ہی اگر سر میدان مقابلہ پڑیگا تو بہ مشکل زیر ہوگا تبلیغ قزاق اُسکا مطیع ہوگیا زخمی
ہوکر گیا تھا وہان جاکر تبلیغ کو زیر کیا اب اُسکا عظم و شان بڑھتا جاتا ہی مین اُسکو
گرفتار کر لاؤنگا شفتل کا تو قدیم عیار ہی اِسنے سنبھال لیا انتظام شراب کرنے لگا
شراب مین بیہوشی ملائی جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین بیٹھکر یہ اشعار
عاشقانہ بناز و ادا گانے لگی

نظم

خزان چمن سے گئی فصل گل کے آئے دن
خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہی
فراق یار مین دن ہوگیا ہی روز قیام
دعا سے کبھی نہین ہوتی شب وصال نصیب

خدا نے پھر یہ ہمین باغبان دکھائے دن
خدا کیسے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
بقا سے عمر گھٹے پر خدا گھٹائے دن
فراق یار کے آئے ہین جن بلا سے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی اپنو نصیب	فلک نے کیسے آہ ہمین دکھائے دن
نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا	بلا کا سامنا رہتا ہو مجھکو آئے دن

کمیت نے اُسی ہنگامے مین شفتل کو جام دیا شفتل جام پی گیا کوئی شک اسکی طرف سے نہ تھا سب سردار مشتاق بیٹھے تھے سب نے اشارہ کیا ایک ایک جام اُسنے سب کو دیا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازبان ہونے لگین کسی نے کسی کی کلاہ اُتار لی کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کوئی تلوار کھینچ کر اُٹھا کوئی اکڑنے لگا کہا آئے کوئی مقابلہ کرے دوسرے جوان نے اُٹھکر آواز دی لو مین آیا مجھسے مقابلہ کر شفتل نے جو یہ ہنگامہ بارگاہ مین دیکھا جھلا کے اُٹھا اُٹھتے ہی پانوٗن لڑکھڑائے گر کر بیہوش ہوا کمیت نے شفتل کا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا صحرا کو طے کرتا ہوا جاتا ہو قضائے کار ملکہ نرگس شہلا شکار کھیلکر آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور نعرہ کیا کہ او جانے والے ٹھہر جا یہ پشتارہ رکھدے کس غریب پر دست انداز ہوا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا کمیت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش کمان کاندھے سے اُتار چکا ہو تیر جوڑ رہا ہو سہم گیا سمجھا کہ کوئی گوشہ بھی نہین جو اُسمین چھپون گھبرا کر پشتارہ ڈالدیا جان بچا کر بھاگا جب کمیت نکل گیا تو نرگس شہلا نے قریب آکر پشتارہ کھولا دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو بدخو ہو آخر پہچانا کہ یہ تو میرا باپ ہو وہ عیار معلوم ہوتا ہو کہ کمیت تھا مگر مقام تعجب ہو کہ بُرا نا عیار ہو اس لیجانے مین کوئی راز تھا مین نے ناحق دخل دیا مگر گوشے سے کمیت دیکھ رہا تھا پہچان گیا کہ بیٹی نے باپ کو دیکھا اسکو بھی فقرہ دون گوشے سے نکلکر سامنے آیا کہا حضور آپ نے کیون دخل دیا مین انکو مطلب سے لیے جاتا تھا ایسے مقام پر پہچاتا کہ نام ہوتا نرگس شہلا نے پوچھا آخر کہان لیجائے گا کمیت نے کہا بارگاہ نور الدہر مین لیجاؤنگا یہ اُسکو گرفتار کرین گے لڑائی موقوف ہو جائیگی ورنہ اُس شخص کا گرفتار ہونا دشوار ہو

نرگس سمجھی کہ سچ کہتا ہی کہا اچھا لیجیا سامنے نرگس کے کمیت نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ
ہو گیا مگر بیقرار ہی کہ آج معشوق سے باتین کین ہنستا ہوا آتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
قحطان اُدھر سے آتا تھا اسنے دور سے کمیت کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش جاتا ہی نیزہ ہلاتا ہوا
جھپٹا کہ او عیار مکار یہ کسکو لیے جاتا ہی کمیت نے دیکھا کہ اگر یہ دیکھ لیگا تو مار ڈالے گا
پشتارہ پھینک کر بھاگا قحطان نے عیار کا پیچھا نہ کیا قریب پشتارے کے آیا پشتارہ
کھولکر شفتل کو دیکھا باغ باغ ہو گیا جی مین کہتا ہی اے قحطان یہ عیار تو اسی کا ملازم تھا
پھر کیا باعث ہوا کہ اپنے مالک کو لیے جاتا تھا پشتارہ اُٹھا کے اپنے مرکب پر رکھ لیا
شکار کھیلتا ہوا لشکر مین آیا شفتل کو ہوشیار کیا تمام کیفیت بیان کی کہ اتالہ بارگاہ
کا کئی روز ہوے آیا اور ہمین آپ کا انتظار کر رہا تھا میرا اسے شکار گیا تھا راہ مین دیکھا
کہ عیار آپ کا کمیت چابک خرام آپ کو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے پشتارہ آپکا
چھین لیا نہین معلوم کیا سبب تھا اور آپ کو کہان لیے جاتا تھا شفتل نے کہا مین
خود حیران ہون مگر تم اب اپنا حال کہو قحطان نے کہا اے دوست صادق و اے حبیب
واثق اول جو نورالدہر سے مقابلہ پڑا میرے ہاتھ سے وہ جوان زخمی ہوا مگر گھوڑا
اُسکو نکال لے گیا ایسا صاحب اقبال ہی کہ وہان سے جو آیا تو تبلیغ ایسا قزاق قتل جاکر ان
کمترین ہمراہ تھا اور یہ بھی خبر مین نے سُنی کہ تبلیغ کو زیر کر کے لایا مین سمجھ گیا کہ اب غالب
نہ ہونگا تب مین نے آپ کو نامہ لکھا شکر ہی لات و منات کا کہ آپ میرے پاس آگئے
اب طبل جنگی بجوائیے مین آپ چلکر مقابلہ کرون شفتل نے کہا اے برادر مجھکو یاد ہی مین
ایک مرتبہ شکار کھیلتا ہوا گیا تھا تو تبلیغ کے قزاقون نے مجھکو لوٹ لیا چند سوار
میرے ساتھ تھے مین ناچار ہو کے پلٹ آیا جس شخص نے کہ تبلیغ کو زیر کیا ہی مین اُس
سے نہ لڑ سکونگا تمھاری خوشی ہی کہ امتحان ہو جاے تو طبل جنگی بجواؤ مین سر میدان
سمجھ لونگا مہلت بھی نہ دونگا ہرچند کہ فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہون
مگر زور سے مجبور ہون جب قزاقان تبلیغ نے گھیرا تھا ایسا عاجز ہوا کہ تلوار نہ کھینچ سکا
گھوڑا وغیرہ دیدیا اکثر فکر کی کہ تبلیغ سے مقابلہ پڑے مگر اُسکا قلعہ بالاے کوہ ہی پہنچنے

لشکر کشی نہ کی پہلے اُسی کو ٹوکونگا قحطان نے کہا مین سر لشکر پر رہونگا آپ اُسکو باتون مین لگائیے گا مین تیر مارونگا شفتل یہ مضمون سنکر بہت خوش ہوا کہا اس مکر سے تم غالب آئوگے اول تبلیغ کو مارنا پھر نورالدہر کو للکارنا اُسکے ساتھ بھی سامان ہو غرض آپسمین صلاح کرکے شفتل نے طبل جنگی بجوایا مگر کمیت چابک خرام بلول و خزین سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے پوچھا ای برادر کہان تھے کمیت نے سب حال بیان کیا کہ مین شفتل کو لاتا تھا قحطان نے پشتارہ چھین لیا نورالدہر نے کہا تمنے کیون تکلیف کی میدان مین سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی کہ شفتل بن شفتال نے طبل جنگی بجوایا ہی مگر ایک حضور کو خیال رہے کہ دونون وزیر تاک صلاحین کیا کیے تخلیے سے ہنستے ہوے نکلے فیروز تاجدار سے نورالدہر نے حکم دیا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا مگر دیوانہ بلند قامت اکڑ رہا ہی دمبدم کہتا ہی اگر حکم ہو تو جاکر شفتل کو پکڑ لاؤن نورالدہر منع کرتے ہین کہ ای بلند قامت یہ سرکشی بہتر نہین دیکھو خبردار لشکر سے نکلنے کا ارادہ نہ کرنا دیوانہ خاموش ہو رہا تبلیغ قزاق کہ پہلو مین بیٹھا ہی دمبدم عرض کررہا ہی کہ حضور کل غلام کے واسطے روز عید ہی کل شفتل زیر ہو گا خدا وہ دن دکھائے کہ غلام کو حضور لیکر چلین اور نرگس شہلا سے عقد ہو تو آرزو پوری ہو کمیت کو بڑا انتظار وہ ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بقول شاعر فرد غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو عملے مین ہمارہ آشیان ہی + وہ رفیق سرکار ہین عیار دیکھیے کسپر توجہ ہو نورالدہر یہ سوچے کہ اگر خدا فضل کرے تو ان دونون کی تصویرین سامنے اُس نازنین کے پیش کیجاوینگی جسکی تصویر پسند کرے اُسکے ساتھ عقد ہوگا چار پہر رات اسی تیاری مین گذر رہی وہ وقت آیا کہ

نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج مسلح ہوکر طرف میدان کارزار کے چلی فیروز تاجدار و تبلیغ قزاق آراستہ
ہوکر در دولت شاہزادہ نور الدہر پر آئے کمیت خدمت مین حاضر ہی کہ بارگاہ کا پردہ
اُٹھا سب نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان سلاح سے آراستہ ایک طرف
کمیت دوسری طرف شبرنگ بن عمرو مگر نور الدہر شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ای
شبرنگ نہین معلوم مہنوش پر کیا گذری عرصہ ہوا پلٹ کر نہین آئین لوح کی فکر مین
گئی تھین اور سُنتا ہون کہ لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا گیا اور
گرفتار ہو گیا نہین معلوم کہ پہونچین یا نہین پہونچین شبرنگ عرض کرتا ہی انشاءاللہ
وہ پتہ لوح کا لگا کر آوینگی اُنھین کی وجہ سے لوح پائیے گا مگر کب سامنے آیا اُسپر
سوار ہوے مگر تبلیغ خدمت مین حاضر ہی کہتا ہی آج غلام کو رخصت ملے کہ شفقل
سے مقابلہ کرون مشکین باندھکر لاؤن تب میری مشکل آسان ہو نور الدہر
فرماتے ہین میدان کارزار مین سمجھا جائیگا اگر اُسنے تمکو پکارا تو بیشک اجازت
دونگا تبلیغ کہتا ہی ایسے ایسے پہلوانون کو جھکائیان دیکر مار لونگا ابھی جرأت اِس
غلام کی حضور نے ملاحظہ نہین فرمائی سواے حضور کے کسی نے میری پشت زمین
سے نہین لگائی مگر نور الدہر نے خیال کرکے دیکھا کہ چہرہ تبلیغ کا اُداس پریشانی
چہرے سے ظاہر ہی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی پھر سوچے کہ اُسی کی بیٹی پر عاشق ہی اُسکی
یاد مین بیقراری کر رہا ہی اسی خیال مین میدان مین آئے کہ شفقل نے گینڈا اپنا
نکالا مگر قحطان سے کہہ آیا کہ ہوشیار رہنا قحطان ایک پہلو پر آکر کھڑا ہوا جیسے ہی
شفقل میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای تبلیغ میرے مقابلے مین آؤ تمنے بڑی
خطا کی ہی کہ مسلمان کی اطاعت کی بادشاہ طلسم کے دشمن ہوے تبلیغ تو منتظر دھڑا تھا
گھوڑے کو پھیرا خدمت نور الدہر مین آیا عرض کی آقاے نامدار مجھکو پکارتا ہی
نور الدہر نے کہا بسم اللہ تبلیغ سامنے فیروز تاجدار کے آیا اُس سے بھی رخصت
لی طرف میدان کے چلا تھا کہ گھوڑے کو ٹھوکر لگی خود سر سے گرا نور الدہر نے
منع بھی کیا کہ ای تبلیغ تم میدان مین نہ جاؤ شگون بد ہوا ہی مگر تبلیغ نے نہ مانا شفقل کے

مقابلے مین آیا شفتل نے کہا کیون ای تبلیغ تو نے بڑی خطا کی کہ شاہ طلسم سے پھر گیا بادشاہ طلسم نے کیا تیرے ساتھہ برائی کی تھی تبلیغ نے جواب دیا کہ مذہب اہل اسلام حق ہی تبلیغ شفتل سے باتین کرنے لگا قحطان نے پشت پر سے تیر مارا اتنین پھال کا تیر پشت پر تبلیغ کی پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر ا تبلیغ لڑکھڑایا شفتل نے اوپر سے ہاتھہ مارا کہ سر کٹکر تبلیغ کا گرا نورالدہر نے جو تبلیغ کو کشتہ دیکھا آگ لگ گئی نہایت غصہ آیا گھوڑا بڑھا کر چہار جانب دیکھتے ہوے مقابلہ شفتل مین پہونچے فرمایا کہ او مکارہ یہ کیا حرکت کی کہ قحطان نے تیر مارا اور تو نے ہاتھہ تلوار کا مار دیا لاو ار کر قحطان نے نورالدہر پر بھی تیر مارا نورالدہر نے جو سپر کمان کا کرکٹتے سنا گھوڑا اپنا ہٹا لیا تیر گینڈے پر شفتل کے پڑا گینڈے نے طرارہ بھرا نورالدہر نے ہاتھہ تلوار کا مارا دیا سر کٹکر شفتل کا گرا شفتل کو مار کے قحطان پر جا پڑے کہا او مکار مکر کا انجام دیکھا اب وار کر مین تیرے سامنے آیا ہون قحطان کانپنے لگا طرف فوج کے اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو تمام فوج یلدہ کر کے نورالدہر پر آئی نورالدہر نے تلوار چمکائی اور نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم بہ قہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + فیروز تاجدار نے جو دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا فوج کو لیکر آپڑا دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی نورالدہر لڑ رہے ہین مگر ہر مرتبہ قحطان پر جاتے ہین قحطان ہٹ جاتا ہی ایک مقام پر قحطان لڑ رہا تھا کہ نورالدہر گھوڑا بڑھا کر قریب پہونچے قحطان نے ہاتھہ تلوار کا مارا نورالدہر نے خالی دیکر وار کیا قحطان نے سپر پہ رد کا مگر تیغہ سلیمانی تڑپ کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو قحطان کی کاٹ کر جو تیغہ گرا قحطان کے دو ٹکڑے ہوے قحطان کو مار کر فوج کو شکست دی پانون فوج کے اٹھہ گئے فوج شکست کھا کے بھاگی نورالدہر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر فرماتے ہوے کہ کیون ای شبرنگ عینوش کا کیونکر پتہ ملے عرصہ دراز گذرا انکو گئے ہوے شبرنگ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام تلاش مین جائے نورالدہر نے فرمایا کہ ای شبرنگ بے نشان کہان جاؤ گے فیروز تاجدار نے عرض کی کہ ای

شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ جزیرہ کمیاب مین گئین اگر حکم ہو تو اُسی طرف چلنا چاہیے شاید پتہ ملے مگر مینوش کا یہ معرکہ ہوا کہ تلاش مین لوح کی خبر پائی کہ جزیرہ کمیاب مین لوح ہی کمیاب جادو ساحرہ زبردست نگہبان لوح ہی فوج بھی وہان زیادہ ہی ملکہ مینوش بڑی جستجو سے اُس جزیرے مین پہونچین اہل لشکر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین حسین وجمیل پرپروانہ پیدا کیے آتی ہی بارگاہ مین جاکر کمیاب جادو سے اطلاع کی کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل اُڑتی ہوئی آتی ہی معلوم ہوتا ہی آپ کی ملاقات کی شایق ہی کمیاب ہنس پڑی کہا صاحبو کتاب طلسمی میرے پاس ہی جمشید اول سب حال لکھ گئے ہین صاف صاف تحریر ہی کہ فلان مہینے سے انقلاب شروع ہوگا مسلمان اِس طلسم مین بلوہ کرینگے ساحر ناچار ہو جاوینگے مین انتظام سمجھے بیٹھی ہون بی مینوش دختر مہران ناجدار آتی ہونگی مین اُنکی فکر کر چکی ہون کہ جابجا منبرون پر جو طائران سیاہ رنگ بیٹھے تھے اُن سب نے منقارین اپنی کھولین چہکارنے لگے اُنکی صداؤن سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے نظم

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہی	غضب کا ماجرا ہی اور قیامت کا یہ ماتم ہی
چمن کا رنگ ہی بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے	بتا دے باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہی
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہی ایسا	سمندر سامنے جسکے بہ قدر اشک شبنم ہی
تمنائے در فردوس کیا ہو مجھکو ای زاہد	در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہی
تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجا نو نہین جان آئے	تری ٹھوکر نہین ہی معجز عیسیٰ مریم ہی
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ ای رعنا	اُسے غیرون نے بھڑکایا ہی ظالم کل سے برہم ہی

کمیاب ہنسنے لگی کہا دیکھو صاحبو ظاہر ہوتا ہی کہ مینوش کسی پر عاشق ہو کر آتی ہی ظالم کو آنے تو دو یہ ذکر تھا کہ ملکہ مینوش آسمان سے اُترین جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا کمیاب اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا ای ملکۂ عالم آج کہان سرفراز فرمایا ہم تو آپ کے مشتاق تھے خوش نصیبی ہماری کہ آپ نے سرفراز کیا ہمنے آپ کی اِس عنایت پر ناز کیا یہ کہکر ہاتھ تھام لیا مینوش خوش ہی کہ اب اِس سے حال لوح پوچھونگی

کمیاب نے مینوش کو لاکر مسند پر بٹھایا اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگی کنیزون کو آواز دی اوری گل اندام وغیرہ حاضر ہو مگر یہ خیال رہے کہ سامان سے آنا کئی سو کنیزین پشت قصر سے آئین عمدے ہاتھون مین آپس مین خوش فعلیان کرتی ہوئین سبکے آگے گل اندام نامے نہایت شوخ وشنگ اُسکے پہلو مین زعفران اور گلرنگ حاضر حاضر کرتی ہوئین پشت پر آکر مینوش کی کھڑی ہوئین جو سب کے آگے تھی اُسنے گلابی بغل سے نکالی جام بلورین لبریز کیا ساتھ قاعدے کے سامنے مینوش کے آکر عرض کی نوش فرمایئے مینوش غافل از گردش فلکی مراد نہ سمجھی جام پی گئی کنیزون نے ہلڑ کیا کہ بی کمیاب سبارک ہو جام پی کر مینوش نے کہا اے کمیاب تمنے خبر سُنی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا ایک شاہزادہ موسوم بہ نورالدہر طرف مہرانیہ کے جاتا ہے مین نے دل مین خیال کیا کہ جاکے کمیاب کو ہوشیار کر دون یہ بتاؤ کہ لوح کہان ہے لوح پر خوب حفاظت کرو نگہبان مقرر کر دو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح حاصل ہوجائے تو باعث خرابی ہے کمیاب نے کہا اے مینوش اگر طلسم کشا کے ہزارون مددگار ہون اور سالہا سال پھرین تو لوح کا پتہ نہ پائین مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھا کرتی ہون ساری کتاب کی حافظ ہون بی مینوش صاف صاف بتاؤ کہ کس پر عاشق ہوئین کسکی محبت مین جان سے بیزار ہو جزیرۂ کمیاب مین بے خوف چلے آنا یہ تمھارا ہی کام تھا تمکو کچھ خوف نہ آیا تمام طلسم مین مشہور ہے کہ کمیاب جادو کے پاس لوح ہے مین نے آجتک لوح نہ دیکھی اور نہ جانتی ہون کہ کہان ہے اپنے جزیرے کی حفاظت کرتی ہون آپ کی تشریف آوری کے قبل مجھکو معلوم ہوگیا کہ آپ فکر لوح مین آئی ہین یہ طائر جو منبرون پر بیٹھے ہین جمشید اول نے انپر بڑی مشقت کی ہے یہی سب راز بتاتے ہین ہان اے طائران جمشیدی جلد اپنی ذہانت ظاہر کرو طائرون نے دوبارہ پر کھولے اور یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط	ہوگئی وصل کی تدبیر سے تقدیر غلط
خود غلط ہے جو کہے ہوتی ہے تقدیر غلط	کہین قسمت کی بھی ہوسکتی ہے تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آنا تھا مرے نالون سے — اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہی — سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہ ہو تیر نظر کیون انکا — قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اس سے — کجروی سے جو رہ راست کرے پیر غلط

ماہ و انجم کے عوض مصر کا زندان دیکھا — خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین انکے گھر مین — ہون رقیبون سے کہین وہ شکر و شیر غلط

حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو — دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا — پھر ہو کس راہ سے راہ در شبگیر غلط

جذب الفت کا تماشہ اسے دکھلا دیتا — کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط

چھوڑ کر سجدے کے کوچے کو پھرا آوارہ — ہوئی مجنون سے رہ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے رندون کو ہی بیعت زاہد — افترا ہی جو انھین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر مین بات بھی مجھسے نکیرین نے کی — دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط

سحر ہی یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی — یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط

محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا — آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے کنیزون نے اشارہ کیا کہ ملکۂ عالم اٹھیے اب قیدخانہ مین چلیے آواز طائرون کی سنکر مینوش ایسی مبہوت ہو گئی تھی کہ کچھ جواب نہ دیا جام پی چکی طائرون کی آواز سنی کنیزون کے ساتھ ہو لی کنیزین مینوش کو کمرے مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین زبان مین جب سوزن دی تب مینوش نے کہا صاحبو مین نے کیا خطا کی جو مجھکو قید کر لیا مین تو براے حفاظت آئی تھی کنیزون نے کہا اے مینوش اب تک غافل تھین اب ہوشیار ہوئین اب تمھارا اجینا دشوار ہی اسی کمرے مین مینوش کو قید کیا کمیاب سے آکر کہا حضور مینوش قید ہو گئین کمیاب نے کہا اے گل اندام تو انکو خدمت مین مہران تاجدار کی لیجا میری طرف سے آداب اور تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ گنہگار حاضر ہی فکر لوح مین جزیرۂ کمیاب

ہین گئی تھین وہان جاکر قید ہوئین آپکی خدمت مین بھیجا ہی اب سزا و جزا کا آپ کو اختیار ہی مین تو اسکا سر کاٹ کر روانہ کرتی کہ اسنے صحراے فاش کی بادشاہ طلسم کی دشمن ہوئی لیکن یہ خیال آیا کہ حضور کی خراج گزار ہی اسوجہ سے مین نے نہین قتل کیا لہذا آپ ہی قتل کرین خواہ بخشین مگر آگاہ کرتی ہون کہ اسی کی ذات سے فتنہ برپا ہوگا یہ طلسم کشا کو لائیگی اور آفت برپا کریگی گل اندام کو بخوبی سمجھا کر حکم دیا کہ قیدی کو لے جاؤ اور یہ کہنا کہ اب زمانہ انقلاب کا ہی جمشید اول لکھ گئے ہین جابجا بھی کتاب مین لکھا ہی کہ اب طلسم نہ بچے گا عملداری مسلمانون کی ہوجائیگی مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا اور درندہ کی کیا لیاقت ہی کہ میرے جزیرے مین آئے جو آئیگا گرفتار ہوجائیگا گل اندام قیدی کو لیکر بیہوش کی روانہ ہوئی جاتی ہو کئی سو کوس جانا ہی جابجا ٹھہرتی جاتی ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا کہ پہاڑ سے دھوان نکل رہا ہی شعلہ ہاے آتش پہاڑ کو گھیرے ہوے ہین اُسی آگ مین طائر بھی اُڑ رہے ہین مگر پر نہین جلتے منقارین کھولے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُنکے زمزمے سے یہ آواز آتی ہی نظم

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین
نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اسپر بھی وہ منھ ہم پر آتے ہین
سوال بوسہ پر ہر بار اُلٹے منھ کی کھاتے ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتے ہین غصے کو
در آتے ہین اُنھین کو نزد نہین اور دریا سماتے ہین

حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین

کیا ہو ذبح مرغ نامہ بر کو اُسنے کہتے ہین
رقیبون سے خدا سمجھے جو بے پر کی اُڑاتے ہین

مریض عشق پر وہ دم سر اعجاز کیا معنی
بھلا اے حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتے ہین

لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین
یہ گیسو بل کی لیتے ہین حسین جب سر چڑھاتے ہین

کسی کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائین گے
جو دام زلف مشکین تل کے دانے پر بچھاتے ہین

بگولے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مگر ہان قافلے ارواح کے دنیا سے جاتے ہین

مسی ہی لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ
خدارا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا ابھر استقبال جلد اے جان باہر آ — عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتے ہین
زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری — جوانان چمن اب خوب گل چھرّے اُڑاتے ہین
گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین — جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین
نظر پھر جاتی ہے جیسونت اُس خوش چشم کی رعنا — تو پھر مجھسے مرے ہمچشم بھی آنکھین چراتے ہین

گل اندام نے جو آسمان سے کوہ کا یہ حال دیکھا مشتاق ہوئی کہ اس پہاڑ کی سیر کرون پہلوے کوہ مین دیکھا کہ ایک گنبد ہے کہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے منبر جا بجا لگے ہین اُنپر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کھانا سب طرح کا چنا ہوا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ جلیل کے کھانے کا وقت ہے جب تو یہ دستر خوان چنا گیا ہے گل اندام سوچی کہ اس گنبد مین چلکر ٹھہرون دم بھر آرام لون دیکھون یہ کسکا مقام ہے یہ سوچکر آسمان سے اُتری اُس گنبد مین آئی ایک کرسی پر آکر بیٹھی کہ ایکطرف سے گرد اُٹھی دیکھا جمشید ثانی عقاب پر سوار فوج بے شمار پشت پر اِسی جانب آتا ہے جب قریب گنبد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے کوہان سنگ بار ہم آدین کل سامان تیار رہے گل اندام یہ آواز سنکر گھبرا گئی مگر کرسی پر بیٹھی رہی مینوش کو سامنے بٹھالیا ہے زبان مین اُسکی سوزن لباس آہنی پہنے ہوے سرنگون بیٹھی ہے کہ پہلوے گنبد سے ایک ساحر آیا نعرہ کرتا ہوا کہ منم کوہان سنگ بار گنبد مین جو آیا گل اندام کو دیکھا پوچھا نیک بخت تو کون ہے یہ مقام ذرود خداوند ہے میرا نام لیکر پکارتے ہین مینوش پر جو نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا پوچھا او نازنین بتلا کہ تو کون ہے اور یہ کون ہے اِس قیدی کو کہان لیے جاتی ہے اِسنے کیا خطا کی گل اندام چاہتی ہے جواب دے کہ جمشید ثانی اندر آیا مینوش کو دیکھکر عاشق ہوا کہا کیون اے کوہان آج یہ غیر شخص کا یہان آنا کیسا میری تو عجب کیفیت ہے

نظم

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ — نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی اُمنگ
ہے آخرت کا سفر سر پہ اور یہ اُسپہ درنگ — نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہے اب آہنگ
حیا کا پاس ہے جبتک تو عشق ہے بس خام — مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام کو ننگ

نگاہ و ابروئے قاتل نے اک اشارے مین / اڑا دیے تن و جان و جگر کے ہین جو رنگ
تپاک آپ کا مجھسے فقط لفافہ ہی / کہ پیڈ غیر کو آئے مجھے خط بیرنگ
بڑا ہی طالع منحوس مین مرے مریخ / ہین اُس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے برسر جنگ
قضا کی طرحسے کیا جلد آتی ہی شب ہجر / شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ
پتہ یہ ہی مرے جان جہان کا اے قاصد / کشادہ سینہ ہی پتلی کمر دہن ہی تنگ
وہ سنگدل نہ ہو عاشق مزاج کیا معنی / نہان ہی رہتی ہی آتش درون سینۂ سنگ
نہ چھوٹا زلف چلیپاسے یہ دل وحشی / ہوئی محبت گیسوے یار قید فرنگ
بڑھے گا رشتۂ الفت کٹین گے رشک سے غیر / نظام روز لڑاتا ہی اُس پری سے پتنگ

کوہان نے عرض کی قدرت کیون بیقرار ہوتے ہین یہ قیدی عاجز اور درماندہ ہی اسکو قید سے رہا کر لیجیے یہ جان و دل سے قدرت کو قبول کریگی جمشید نے کہا او نازنین تو کون ہی اسکو کہان لیے جاتی ہی گل اندام نے گھبرا کر کہا یا خداوند یہ گنہگار ہی ملکہ کمیاب نے اسکو گرفتار کر کے بخدمت مہران تاجدار روانہ کیا ہی مین تھک کر یہان ٹھہر گئی جمشید نے کہا جادو رہو یہ کیا خطا کریگی کمیاب جادو کی شامتین آئی ہین اے کوہان اسکے سر پر رنگا منیر طائر کو بٹھا دو کہ یہ جزیرہ کمیاب مین جائے جا کر کمیاب جادو کو سزا دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ مین نے بیخطا کسیکو گرفتار کیا تھا اُسکی یہ سزا ہوئی کوہان سنگ بار ایک طائر بنانے لگا گل اندام نے رو کر کہا کہ یا خداوند مین بیخطا ہون جو کچھ کیا کمیاب جادو نے کیا سامری نامے مین انقلاب لکھا ہی جمشید ثانی نے کہا اُس کتاب کا کیا اعتبار وہ بے حیا نشے مین بیٹھا رہتا تھا جو چاہا لکھ گیا اب اُس کتاب کو منسوخ کرونگا کوہان سنگ بار نے طائر رنگا منیر تیار کیا سر پر گل اندام کے بٹھایا جیسے ہی طائر رنگا منیر سر پر آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا کہ برابر اُس زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا / آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا
لاکھ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا / کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عالم اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا — پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا — تجھسا بے رحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتون کا جو کرتا مین خیال — اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو — کیون ترے حسن کا ندکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی — موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اسکا نہ جمال — شش جہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
کوچہ اس شوخ کا ہر چند ہے کانٹے کو سون — نامہ بر اڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا
مر گیا ہون شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات — سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا
مثل گل پھولی نہ جامے مین سماتی بلبل — صحن گلشن مین جو پھولون کا بستر ہوتا
تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر — کیون یہ مرتا جو غم درد کا خوگر ہوتا
کوہکن کوہکنی جاکے نہ کرتا ہرگز — حق مین اسکے دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا
موتیون کا ہے جبین پر تری جھپکا اسطرح — جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا
کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرلیتے نظام — عمر بھر بھی نہ اگر وصل میسر ہوتا

اس طائر نے جو یہ اشعار پڑھے گل اندام کرسی سے اٹھی اور وجد کرتی ہوئی چلی باہر آکے پر پرواز پیدا کیے طرف جزیرۂ کمیاب کے چلی یہان کمیاب جادو قصر مین بیٹھی ہے کتاب دیکھ رہی ہے بیٹھے بیٹھے اٹھی کنیزون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا جمشید ثانی مینوش پر عاشق ہو گیا گل اندام مبہوت آتی ہے مینوش کو اسنے روک لیا ضرور انقلاب ہوگا عقلون پر پتھر پڑے ہین خداوند ہو کر ایسے مغرور ہین انکی فراست سے یہ دور ہے کہ ایسی گنہگار کو روک لیا کچھ خیال نہ آیا ہر چند کہ گل اندام میرا کیا کر سکیگی مگر گل اندام کی قضا آئی ہے اسی آتش جمشیدی مین جلا دونگی خاک مین ملا دونگی دیکھون وہ طائر میرا کیا کرتا ہے ہر چند کہ وہ سحر قدرت کا ہے مگر مین خانۂ آتش مین رہتی ہون یہ کہکے باہر نکلی آگ مین آکر کھڑی ہوئی سب کنیزین دیکھ رہی ہین کہ دیکھا گل اندام نیچہ کھینچے ہوے آتی ہے جیسے ہی کمیاب

کو دیکھا وہین سے للکارا کہ او نالایق تو نے غضب کیا مین تجھکو قتل کرونگی اب میرے
ہاتھہ سے کیونکر بچیگی کمیاب نے جواب دیا آؤ مجھے قتل کرو دیکھون کیسا سحر ہی گل اندام
تو مبہوت ہو رہی تھی کمیاب کو دیکھکر کڑکی اور تڑک کر گری کہ کمیاب کو اٹھالون
لیکن جیسے ہی آگ مین گری مثل ہیزم خشک جلنے لگی کمیاب نے طائر کو الگ کرلیا
اور پھر کر اسی آگ مین پھینکا وہ بھی جلکر خاک ہوا انکو جلاکر کمیاب نکلی قصر مین
آکر بیٹھی کہا صاحبو انتظام کرو اب انقلاب بخوبی ہوگا جو قدرت سمجھے ہین وہ ہرگز
نہ ہوگا دیکھون تو کیا کرتے ہین یہان جمشید ثانی بعد جانے گل اندام کے قریب
مینوش آیا سوزن زبان سے نکالی ٹھکڑیان بیڑیان دور کین کہا ای جان جہان
دای آرام دل مشتاقان مین نے تجھکو قید سے رہا کیا اب معشوقہ قدرت نبی سب
تجھکو سجدہ کرینگے مینوش نے جواب دیا کہ او خر بیدم کیا بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور
نہ کر مین جسکی عاشق ہون وہ تیرا قاتل ہی یہ سُنکر جمشید بہت جھلایا کہا ای کوہان
اسکو لیجاکر پہلو مین آسمان پری و قریشہ کے قید کر دو چار دن تکلیف اٹھالے تو
پھر راہ پر آئے کوہان نے مینوش کی پھر زبان مین سوزن دی کھینچتا ہوا لیچلا
ایک قصر مین لایا کہ آسمان پری و قریشہ وہان قید تھین اُسی مکان مین اسکو بھی بند
کیا آسمان پری نے اُس نازنین کو دیکھا کہ مسلسل و مطوق آکر بیٹھی آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے خیال مین نور الدہر کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی ہونٹون پر
جان زار ہی فرقت سے دل بیقرار ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہی جس سے یہ
اشارہ ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کس بلا مین پھنسایا کیا رنگ دکھایا
کہ مجھکو اُس شہریار سے جدا کردیا کہ جسکی فرقت مین میرا زندہ رہنا محال ہی رو رو کر
درگاہ باری مین عرض کرتی ہی کہ ای کریم و رحیم جلد اپنا فضل شریک کر کہ مین اُس
شہریار سے ملون ملکہ آسمان پری نے جو مینوش کو اس حال زار مین دیکھا پوچھا
کیون بی بی تم کون ہو اور ہم گنہگارون کے پاس آکر کیون قید ہوئین مینوش
کی زبان مین سوزن ہی بول نہین سکتی اشارے سے کہا مین عاشق جمال نور الدہر

ہون فکر لوح مین آئی تھی گرفتار ہوگئی تمہ لوگون کے پاس مجھکو قید کیا یقین ہو کہ مجھکو قتل کرے مگر میری لاکھ جان اُس شہریار کے نام پر نثار ہو اگر اسی جستجو مین جان جائے تو مجھکو گوارا ہو یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ آسمان پری نے خوش ہوکر کہا کہ ہمارے فرزند طلسم کے ٹکڑے اُڑا دینگے کیون مہنوش کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتاحی طلسم کی کسکے نام نکلی مہنوش نے سر پر تاج کا اشارہ بتایا کہ بادشاہ لشکر اسلام برائے فتاحی طلسم آئے ہین ایک طرف نورالدہر ہین اور دوسری جانب بادشاہ جہجاہ ہین کئی ملک تسخیر کر چکے ہین آسمان پری و قمر لیشہ نے مہنوش کی بڑی خاطر کی اور دعائین مانگنے لگین کہ پروردگار تمکو قید سے چھڑائے کہ نورالدہر کی مدد کرو تم کیا سمجھ کے کمیاب جادو کے پاس آئی تھین مہنوش نے کہا مین نے سُنا تھا کہ لوح طلسمی کمیاب کے قبضے مین ہو اور کمیاب کہتی ہو کہ مین نے آجتک لوح کی صورت نہین دیکھی قمر لیشہ نے کہا پروردگار پتہ لگا دیگا اگر سعد شہریار فتاح ہین تو لوح اُنھین کو ملیگی آسمان پری نے ہنسکر کہا اپنے فرزندون کا حال سُنکر ہمارا رعب بیوفا بھی آئیگا وہ جسطرت سے گذریگا ملک کے ملک ویران کر دیگا جب تک ہماری تقدیر مین تکلیف ہو تب تک قید رہینگے پھر اس طلسم کا خراج بھی ادا کریگا اس کی حکومت بھی ہمارے متعلق ہوگی جب بدیع الزمان زیر ہوے ہین تو صاحبقران زمان نے طلسم حیران سلیمانی کو فتح کیا تھا وہان کا باج و خراج بھی آتا ہو جو طلسم مین ملازم ہین اُنکی تنخواہ پہونچتی ہو ہر سال وقایع گذرتا ہو مہنوش کے قیدخانے مین آنے سے آسمان پری و قمر لیشہ کو بڑی فرحت ہوئی باتین ہو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ خدا آبرو اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچائے روز شب کو محفل مین بلواتا ہو اور سوال وصل کرتا ہو آسمان پری فرماتی ہین کہ مین نے اکثر کلمات سخت کہے مگر وہ بیحیا ایسا بے غیرت ہو کہ دعوی خدائی کرتا ہو اور یکتائی پر مرتا ہو کلمات سخت سُنکر سر جھکا لیتا ہو اور کہتا ہو انکو قیدخانے مین لیجاؤ پرپزادون سے کہتا ہو انکو سمجھاؤ سو آج بھی انھین باتون مین شام ہوئی چادر ظلمت نے پردہ پوشی کی مجنون

رہ دشت نجد مغرب مین جاکر چھپا لیلی لیل نے زلف عنبر فام کھولی کہ دیو نہنکال کھانا لیکر آیا آسمان پری وقرلیشہ کے سامنے رکھا چالیسون سرداردن کو دیا پوچھتا پھرتا ہی کہ آج کا قیدی کہان ہی آسمان پری نے تبلایا کہ وہ سامنے بیٹھی ہین نہنکال سامنے مینوش کے آیا نگاہ اٹھاکر دیکھا کہ چہرہ مثل آفتاب روشن غنچہ دہن رشک چمن نازنین حور مثال پری تمثال چشم جادو فخر غزال رشک نرگس شہلا ہی دیکھکر بیقرار ہوگیا اسی مقام پر بیٹھا اور نام پوچھنے لگا سبب پوچھتا ہی کہ قید خانے مین قید ہونے کا کیا سبب ہوا مینوش نے جواب دیا کہ یہی جمال ہمارا دشمن ہی خداوند تمھارے دیو آبرو ریزی ہین نہنکال نے چپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر مجھکو غلامی مین قبول کرو تو مین تمکو نکال لے چلون میرا حال بہت ابتر ہی جسوقت سے تمکو دیکھا ہی دل قابو مین نہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کانٹا کھٹک رہا ہی قلب مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی کیونکر دل کو تسکین دون اس کمبخت کو کیا کہکر سمجھاؤن یہ نہ سمجھا تھا کہ عاشق زار ہوکر یہ صدمات اٹھانا پڑتے ہین دل وچشم آپس مین لڑتے ہین آنکھین کہتی ہین او دل خانہ خراب تو نے ہمین دین و دنیا سے کھویا دل مضمحل جواب دیتا ہی کہ گناہ تو تمھارا ہی پہلے تمنے دیکھا پھر مین مائل ہوا انجام نہ سمجھا اب سر تمہیر نثار ہی زندگی بیکار ہی اِسوقت مین غلام کو خدمت مین قبول کیجیے تو آرام آئیگا ورنہ یقین ہی کہ پہلو توڑکر دل نکلجایے گا مینوش نے اِشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لے تو مین جواب دون نہنکال نے بے سمجھے ہوے زبان سے سوزن نکال لی سوزن کا نکلنا تھا کہ مینوش نے سحر کیا کہ قید سب ٹوٹ کر گری اور آواز دی کہ لو ملکۂ عالم ہم تو جاتے ہین نہنکال نے کہا مین فراق مین مرونگا دوڑا چاہا کہ ہاتھ پکڑون ملکہ نے چٹکی خاک کی اسپر ڈالدی کہ وہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا نہنکال کو جلاکر مینوش نے کہا کہیے تو آپ سب صاحبون کو رہا کردون نکل چلیے آسمان پری نے کہا بسم اللہ مینوش نے سب کی قید دور کی چالیسون افسرون کو رہا کیا اور سب کو ساتھ لیکر نکلی مگر جمشید ثانی سوتے سوتے اٹھا گھبراکر کہا کہ یارو ذرا

قید خانے کی خبر لو دیکھو نہنکال نے کیا کیا مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مفت مین
نہنکال مارا گیا چند ساحر گئے دیکھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ہی اور قید خانے
مین سناٹا پڑا ہی روتے پیٹتے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند قید خانہ تو خالی
پڑا ہی اور نہنکال جلا ہوا پڑا ہی فقط ہڈیان باقی ہین گوشت و پوست جل گیا ہی
جمشید اُٹھا باہر نکلکر دیکھا کہ مینوش تو سحر کرکے نکل گئی مگر آسمان پری و قرلیشہ مع اپنے
چالیسون سرداروں کے جاتی ہین وہین سے سحر کیا کہ سب کے پانؤن زمین نے
تھام لیے جمشید نے آکر سب کو پھر گرفتار کیا اُسی قید خانے مین لاکر قید کر دیا کئی
سو ساحر نگہبان مقرر کیے اور حکم دیا کہ جو کوئی کھانا اور پانی دینے جائے قیدیون سے
بات نہ کرے ورنہ اُسے قتل کرونگا نہنکال کی ذات سے یہ معرکہ ہوا ورنہ مینوش
کی کیا مجال تھی کہ میری قید سے نکلجاتی جمشید نے اِس تردد مین خونخوار تنگ پیشانی
کو نامہ لکھا کہ ای بندۂ خاص الخاص ساحرون کو تلاش مین مینوش کی روانہ کرو
جو مینوش کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال کردونگا جو مانگے گا وہی
پائیگا خونخوار کو جو نامہ پہونچا بہت پریشان ہوا مصاحبون سے کہنے لگا کیون
صاحبو یہ مینوش وہان کیونکر پہونچی قدرت نے کیونکر جانا مصاحب خاموش
ہو رہے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ قدرت نے بھی سُنا ہوگا یہان تو یہ ذکر ہی مگر
خونخوار نے کئی سو ساحرون کو براے تلاش مینوش روانہ کیا کہ جہان پاؤ گرفتار
کر لاؤ مگر وہ ساحر کہ زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ اُسپر غالب نہ ہو ساحر تلاش مین روانہ
ہوے مگر مینوش واسطے نور الدہر کے بیتاب و بیقرار ہر مقام پر ٹھہرتی ہی اور
بیقرار ہو ہو کر کہتی ہی

نظم

زمانے مین کوئی ایسا نہ ہوگا — جو تیرے حسن کا شیدا نہ ہوگا
ازل سے جو رہی ہی پردہ پوشی — کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کس لیے تو — یہ دردا ای چارہ گر اچھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا — کوئی تجھسا بھی بے پروا نہ ہوگا

کہے دیتی ہیں یہ نیچی نگاہیں ۔ کہ بالائے زمیں کیا کیا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا ۔ کہ اُس رستے میں پھر رستا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہیں وہ ہی ہجر ۔ کنار قبر میں فردا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت میں پہونچا ۔ وہاں کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور ۔ نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم ۔ نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا
تبسم اب اُنکی باتوں پر نہ جاؤ ۔ بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

یہ اشعار پڑھتی تھی اور روتی تھی ایک نخل پر بہ شکل عقاب بیٹھی تھی کہ آسمان پر دیکھا زاغ و زغن لڑ رہے ہیں مگر زغن ہر مرتبہ جب زاغ پر پنجہ مارتی ہی تو پر زاغ کے ٹوٹتے ہیں اور وہ پر مینوش پر آکر گرتے ہیں مینوش نے دیکھا میرے ہاتھ پانؤن بیکار ہوے جاتے ہیں ایسا نہ ہو بیہوش ہو کے درخت سے گر پڑون یہ مقدمہ بھی کچھ شعبدے کا ہی کیا عجب ہی کہ جمشید کے ساحر ہون یہ سوچکر اُڑی دن بھر پھری کہیں پتہ لشکر نور الدہر کا نہ ملا مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ایک نخل پر آکر پھر بیٹھی جنگل کا سناٹا کسی طرف اژدر پھر رہے ہیں کسی طرف ماران سیاہ اوس چاٹتے پھرتے ہیں مینوش خاموش بیٹھی ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خیال کر کے جو دیکھا تو کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یہ اشعار پڑھتا ہی

نظم

عاشقوں میں کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا ۔ نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا ۔ یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی ۔ ہر دہانِ زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد میں دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا ۔ جب بہار آئی ہمیں خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اِسکا بھی مثلِ یار ناممکن رہا ۔ شوق اپنے دل کا آنکھوں سے نہان پیدا ہوا
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مُردہ پسند ۔ اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہی ضرور ۔ دیکھ لو سر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال — جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اُٹھی نگاہوں مین دھُوان پیدا ہوا
روز اک آفت ہی سر پر اِسکے شاید ای نسیم — خاک کا پُتلا برائے امتحان پیدا ہوا

یہ آواز سُنکر مہنوش بیقرار ہوگئی حیران تھی کہ یہ کون آفت رسیدہ ہی کہ جو بیدردہ شب مین بیقراری کر رہا ہی شاید اِسکا درد لادوا ہی یہ سوچتی ہوئی درخت سے اُتری بہ صورت اصلی ہوکر نشان پہ آواز کے چلی قریب ایک درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک تاجدار گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا حیران و پریشان ایک گوشے مین بیٹھا ہی اور ہاتھ مین ایک تصویر ہی اُس تصویر کو دیکھ دیکھکر روتا ہی مہنوش نے قریب آکر کہا کہ ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق کس بلا مین مبتلا ہی چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین کا بادشاہزادہ ہی کہ تاج زمین پر پڑا ہی یہ ہوش نہین کہ اُسکو اُٹھا کر سر پر رکھے مہنوش کا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی اُس نوجوان نے سر اُٹھایا آفتاب جمال دیکھکر آنکھین جھپک گئین ملکہ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہی اُس تاجدار نے کہا نیر تاجدار میرا نام ہی اور قلعۂ خورشید نگار جو مشہور ہی وہ میرا مقام ہی باپ میرا مہران تاجدار بادشاہ ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا یہان سے قریب ایک کوہ ہی کہ اُسے کوہ سیاہ کہتے ہین کوہ پہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہی ایک قزاق اُس مین رہتا ہی اُسکی دختر بلند اختر انجم گیسو کشا واسطے شکار کے اُتری تھی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی تھی ماہ تابان پر لکۂ سحاب نہ تھا جمال دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ نعرہ کرکے بیہوش ہوگیا وہ مغرور حسن و جمال مہربان ہوئی گھوڑے سے اُترکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سر میرا زانو پر رکھا لخلخۂ زلف معنبر سنگھایا مین ہوشیار ہوا نہ پر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا سر کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا چاہا یون ہی لیٹا رہون وہ مجھکو ہوشیار دیکھکر شرمائی زانو اپنا کھینچ لیا جست کرکے اپنی بادپا پر سوار ہوئی بالائے قلعہ چلی گئی مین نے اپنے ملک مین جا کر باپ سے ذکر کیا باپ نے قزاق کو پیغام دیا اُسنے جواب دیا کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میری بیٹی بیا

فائض ہو کوئی پہلوان ایسا نہ نکلا کہ جاکر اُس سے مقابلہ کرتا اُسکی یاد مین بیمار ہو گیا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ شب کو پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین اُس محبوب کو دیکھا مین سامنے جاکر رونے لگا اور ہاتھ باندھکر کہتا تھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اتنو یہ کیفیت ہی

نظم

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبون کو جلایا آئنے کی دیدہ بازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے
وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اتراؤ
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہی رہنا پاکدامن لوث دنیا سے
الجھکر رہگیا جو دامن پر خار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو
نکلکر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر لٹائی حسن کی دولت
خبر پہونچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار دنکا
خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بدمشرب
بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گڑے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

جب مین نے رو رو کر یہ اشعار خواب مین سامنے اُسکے پڑھے اور چاہا قدمون پر گردن تو اُسنے گلے لگا لیا کہا صاحب جستجو نہین کرتے اور یہہ شکایت کرتے ہو اس مکان سے نکلو صحرا نوردی کرکے تلاش کرو ہم ضرور ملین گے ہم بھی تمھارے واسطے بیقرار ہین مگر مجبور و ناچار ہین باپ ہمارا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اُدھر کا راستہ بند ہو گیا ہی جو نکلا اُسے لوٹ لیا کوئی قافلہ صحیح و سالم نہین جانے پاتا اے ملکہ عالم اُس دن سے نکل آیا ہون آج تیسرا دن ہی کہ اس پہاڑ مین سختی اُٹھا رہا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے مینوش نے یہ سنکر کہا کہ اے شاہزادہ والاقدر میرے

ساتھ چلو اگر مین پاس شاہزادے کے پہونچی تو وہ ایسا شیر بیشۂ جرأت ہی کہ قزاق
کو فوراً زیر کریگا یہ مژدہ سُنکر نیر تاجدار اُٹھا اور گرد پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای مسیحای
زمان آپ نے اسوقت وہ مژدہ دیا کہ دل باغ باغ ہوگیا مین آپ کے ساتھ ہون
مینوش نیر تاجدار کو لیکر درۂ کوہ سے نکلین صحرا مین آکر ٹھہری ہین کہ ایک طرف سے
گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر
چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہی ناگاہ نیر پر نگاہ پڑی دیکھا ایک حسین وجمیل ساتھ ہی
تاجدار نے پکار کر کہا یارو وہ شاہزادہ ہمارا سامنے کھڑا ہی چہار طرف سے لوگ
دوڑے نیر تاجدار کا گرد وغبار پاک کرنے لگے باپ نے آکر گلے سے لگایا کہا ای
نور نظر آج تین دن سے مجہپر آب ودانہ حرام ہوا تم اِس ویرانے مین کیون نکل
آئے مین نے تدبیر کی ہی کہنگ بیشہ نشین کہ پہلوان زبردست ہی وہ اقرار
کر چکا ہی کہ مین قزاق کو زیر کرکے دختر دلوادونگا مجھسے کہا شاہزادے کو تلاش
کرکے لاؤ مگر یہ محبوب کون ہی نیر تاجدار نے کہا ای باپ ہرچند کہ تم کہنگ کا نام
لیتے ہو مگر میرے دل کو خوشی نہین ہوئی اِنکے کلام سے دل باغ باغ ہوگیا باپ نے
بیٹے کو تخت پر سوار کیا مینوش کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف اپنے قلعے کے چلا قلعۂ
خورشید نگار مین آیا کہنگ کو خبر ہوئی کہ باپ بیٹے کو تلاش کر لایا مُہری تلوار
باندھے ٹہلتا ہوا نشۂ جرأت مین چور مگر نہایت مغرور براے ملاقات نیر آیا
ملکہ مینوش شیرین کلام کو دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہی عزت بے پردگی ہمین کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
اب تک ہوئی ہین ہمسے تری کج ادائیان ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
ہوتی نہین ہی کم مری ویرانہ دوستی جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبانِ تیغ کھولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرو بھی ہوے نفس سرد کھینچکر — گرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہی ترے شوق دید مین — پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہاے دل — ای رشک گل وہی ہی ہواے چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان — نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ای جان اضطراب نہ کر رات ہی ابھی — باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اُٹھین گے کیا سوال نکیرین کے لیے — باقی ہی قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم — بھولا نہین ہی یار کا وہ نور تن ہنوز

مالک نے سر جھکا لیا کہا ای پہلوان سمجھکر کلام کر مین اِن باتون کے سننے کے لایق نہین ہون کھنگ قدمون پر گر پڑا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجھکو غلامی مین قبول کرو ورنہ تڑپ تڑپ کے جان دونگا مجھسے صبر نہین ہوتا دیر تک کھنگ منتین کرتا رہا مینوش نے کہا کیون ای نیر تاجدار اسیواسطے ہمکو لاے تھے کہ یہ سیاہ رو ہمکو تنگ کرتا ہی ابھی کھو تو اسکو دیوانہ کردون تنکے چُننے لگے اپنے ہوش مین نہ رہے مگر تمھارا پاس ہی تم کھوگے میری مشکل آسان ہوتی تھی مالک نے مجھکو پریشان کیا وہ قزاق پھر نہ یہ ہوگا تو ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے زیر ہوگا عیار مہران تاجدار ریحان دوندہ ہی اِسنے کھنگ کو الگ بلایا اور کان مین کہا کہ ای پہلوان دوران آپ کیون خوشامد کرتے ہین یہ سحر جانتی ہی ایسا نہ ہو دیوانہ کردے جب یہ سو جائے تو زبان مین سوزن دیجیے اور زبردستی وصل حاصل کیجیے مجبور ہو جائیگی یہ اُس جوان پر عاشق ہی کہ جسکا حُسن مین کوئی مثل نہین وہ تمکو کیونکر قبول کرے کھنگ خاموش ہو رہا مگر مینوش کو بیقراری ہی کہ عیار شاہ نے اِسکو کیا سمجھا دیا کہ یہ خاموش ہوگیا یقین ہی کہ کوئی فکر کرے اِسی سوچ مین رات کو سوئین مگر دمبدم آنکھین کھولدیتی ہین دو پہر سے شب گذر رہی تھی مینوش بیدار ہی دیکھ رہی ہی کہ دیکھا کھنگ ایک گوشے سے نکلا ہوا آتا ہی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہی مینوش سمجھ گئی کہ یہ

یہ ارادہ فاسد آتا ہی ضرور دست اندازی کریگا اگر اسنے مجھکو ہاتھ لگادیا تو باعث
خرابی ہی مین اُس شہریار کو کیا جواب دونگی یہ سوچکر کہ وٹ لی چٹکی خاک کی اٹھالی
جیسے ہی کھنگ سامنے آیا اسم سحر پڑھکر خاک پھینک ماری اور آواز دی کہ
طرف صحرا کے جاؤ جنگل کی خاک اُڑاؤ کھنگ کانپا چہرہ زرد ہو گیا گریبان چاک
کیا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا لشکر والے اِسکے ہر چند پوچھتے ہین کہ آقائے نامدار
کیسا مزاج ہی یہ کچھ جواب نہین دیتا افسرون نے چاہا دوڑکر پکڑین کھنگ نے
تلوار کھینچی افسر ہٹ گئے اُسی طرح روتا ہوا کھنگ طرف صحرا کے چلا قضائے کار
دختر قزاق واسطے شکار کے جنگل مین آئی تھی مقدمہ صحرا کا نقاب اُلٹ دی تھی
آئینہ رخسار پر کھنگ کی نگاہ پڑی مبہوت تو ہو رہا تھا ہائے جان جہان
کہکر دوڑا ملکہ نے مادیان کو بھگایا آگے مادیان جاتی ہی پیچھے پیچھے کھنگ ہائے
وائے کرتا ہوا جاتا ہی وہ نازنین جب قریب پہاڑ کے پہونچی تو اُسنے اپنے
باپ کو آواز دی کہ اے والد نامدار مجھکو اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سالم
قزاق بارگاہ مین آیا تھا کہ بیٹی کی آواز سُنکر دوڑا بیرون قلعہ آکر دیکھا کہ
بیٹی تو بھاگی ہوئی آتی ہی ایک جوان بدخو صاحب تن و توش پکارتا ہوا
آتا ہی سالم نے للکارا کہ او خانہ خراب خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا مگر کھنگ نے
نہ سُنا چاہا گھاٹیون پر چڑھ جاؤن سالم کوہ سے کود پڑا کھنگ سے کشتی ہونے
لگی دونون آپس مین سر ٹکرا رہے ہین پہر بھر کامل گذرا کہ دونون لڑ رہے
ہین ریحان دوندہ نے شاہ کو خبر کی کہ کھنگ نے اِرادہ کیا تھا کہ مینوش پر
دست انداز ہو مینوش نے ایسا سحر کیا کہ وہ ایک نازنین کے تعاقب مین گیا
ہی دیکھیے کیا ہو اور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ دختر سالم قزاق ہی یقین
ہی اِسکے اُسکے مقابلہ پڑے مہران تاجدار یہ خبر سُنکر سوار ہوا مینوش نے خبر
سُنی کہ بادشاہ فلک کھنگ مین جاتا ہی یہ بھی چلی مگر پریزاد پیدا کرکے آسمان
مین ڈوبی مہران اُسوقت پہونچا کہ کھنگ و سالم لڑ رہے ہین ایک پر ایک

غالب نہین ہوتا کہنگ بلا رو رہا ہے روز گار رہی سحر مین مینوش کے مبہوت ہو رہا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ سالم کو زیر کرون مگر سالم اپنے کو بچاتا ہی مہران تاجدار بھی اکر ٹھہر اتیر تاجدار بھی ہمراہ ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان آگے آگے تخت پر فیروز تاجدار و دیوانۂ بلند قامت مع بارہ ہزار دیو النون کے پشت پر پچاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ مگر گمیت چابک خرام رکاب سے لپٹا ہوا دور سے دیکھا کہ دو جوان آپس مین لڑ رہے ہین نور الدہر نے نعرہ کیا کہ اے جوانو تم آپس مین کیون جنگ کرتے ہو وہ ایسے گرم جنگ تھے کہ کچھ جواب نہ دیا نور الدہر گھوڑے سے اُتر پڑے قریب اُن دونون کے آئے ریل پیل کے زور ہو رہے ہین نور الدہر نے بیچ مین آکر داہنا ہاتھ کمر مین سالم کی دیا اور بایان ہاتھ کمر مین کہنگ کی ڈالکر بزور صاحبقرانی دونون کو اُٹھا لیا سالم تو پکار اُٹھا کہ اے شہریار مین مسلمان ہوتا ہون کہنگ نے آواز دی اے جوان مجھکو زندگی منظور نہین کہنگ کو نور الدہر نے دے مارا چھاتی پہ چڑھ کے سر کھینچ لیا سالم بصدق دل مسلمان ہوا مینوش نے جو آسمان سے نور الدہر کو دیکھا خوشی خوشی اُتر پڑی قریب نور الدہر کے آئی کہا اے شہریار آپ کی جدائی مین یہ حال تھا نظم

کسی سے کہتے نہین دل کی بیکلی کا حال — چھپائے رکھتے ہین غنچے کیطرح جی کا حال
وہ اور ہوے جو کہتے دشمن کی دشمنی کا حال — یہ مدعا ہی سنین مجھسے مدعی کا حال
کہون فرشتون سے جو تمسے درد دل اکثر — کہ آدمی ہی تو سنتا ہی آدمی کا حال
کہا جو حال دل اُسنے تو ہنسکے دل بولا — بیان کر نہین سکتا کوئی کسی کا حال
یہ قاصد اُسنے نہ کہنا کہ آپ مین نہین ہم — وہ بدگمان نہ ہون سُنکے بیخودی کا حال
مذاق رہتے ہین اکثر دل حزین سے مرے — مین جانتا ہون ترے غم کی دل لگی کا حال
بہت فسانۂ لیلی سنا ہی مجنون سے — سُنائے اب کوئی دیوانہ اس پری کا حال
کبھی خیال کبھی اسکا ادھر نہ آ نکلا — کہ دیکھتا غضب فرقت کی بیکسی کا حال

عبث ہی آنسوؤن سے سوز عشق کا اظہار
بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلال

سمجھائے کوئی تو اُس سے کہین لگی کا حال
وہ پوچھتے نہین دل سے ہمارے جی کا حال

نورالدہر نے بینوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بڑے بڑے مصائب اُٹھائے کمیت نے عرض کی ای شہریار اِسی مقام پر لشکر اُتار دیجے ہرچند کہ نورالدہر کو تبلیغ کا بڑا قلق تھا مگر کمیت نے عرض کی ای شہریار سالم قزاق مسلمان ہوا اگر مناسب ہو تو قلعۂ شفقل مین ایک نامہ لکھیے کہ تمھارا عقد ہمکو ساتھ فلان کے کرنا منظور ہی جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ تاکہ عقد نیر تاجدار دختر سالم سے اور دختر شفقل کا غلام سے ہوجائے نورالدہر نے اِس راے کو پسند کر کے سالم قزاق سے سوال کیا کہ ہمارا ہمردار نیر تاجدار پسر مہران تاجدار تمھاری دختر بلند اختر پر عاشق ہی اگر خلاف نہ ہو تو اُسکے ساتھ عقد کردو سالم نے کہا بسر و چشم نورالدہر نے نامہ اپنا دیکر کمیت ہی کو طرف قلعۂ شفقل کے روانہ کیا کمیت نامہ لیکر قلعۂ شفقل مین آیا یہان قلعے مین سب حیران و پریشان تھے کہ کمیت نے نامہ محل مین روانہ کیا نازک اندام نے جو نامہ دیکھا کہ آقاے نامدار نے لکھا ہی نامے کو سر پر رکھ لیا اور حکم دیا کہ محافہ تیار کرو کنیزون نے پوچھا واری کیا قصد ہی یہ سنکر نازک اندام نے کہا کہ آقاے نامدار نے یہ نامہ تحریر کیا ہی مین اُنکے حکم سے گردن تابی نہین کرسکتی فورًا محافے مین سوار ہو کر مع چند کنیزون کے روانہ ہوئی لشکر نورالدہر مین پہونچی نورالدہر نے الگ بارگاہ استادہ کرادی بینوش نے نیر تاجدار کی سفارش کی نورالدہر نے کہا انشاء اللہ مین سالم سے کہہ چکا ہون وہ تدبیر کر رہا ہی غرض نورالدہر نے بہ شوکت تمام دونون کا عقد کیا نہ یہ کہ وہ عجب ہنگامہ ہی خوب روشنی ہوئی طائفے ناچے کئی دن ہنگامہ رہا کمیت کو شاہزادے سے بڑی اُلفت ہوئی جی مین کہتا ہی اگر آقاے نامدار کوشش نہ کرتے تو یہ وصل کبھی میسر نہ ہوتا شاہزادے کی کوشش سے یہ دن نصیب ہوا نورالدہر فرماتے ہین ای ملکۂ عالم لوح کی کیا فکر کی بینوش نے سر جھکا کر

جواب دیا کہ کنیز نے پتہ لگایا ہی جزیرہ کمیاب مین لوح ہی اُسی نے مجھکو گرفتار کیا
اور گرفتار کرکے روانہ کیا تھا قید خانے مین جاکر دیکھا ملکہ قرلیشہ و آسمان پری
نہایت پریشان ہو رہی ہین مگر یہ بھی فرماتی ہین کہ میرے فرزند طلسم کو درہم و برہم
کرینگے مین وہانسے سب کو لے نکلی تھی مگر جمشید ثانی کو معلوم ہوگیا بڑی خیر یہ ہوئی
کہ مجھسے مقابلہ نہین پڑا اُن سب کو گرفتار کرکے لے گیا ملکہ آسمان پری فرماتی
تھین کہ ای قرلیشہ اِسکا محبت نام ہی کہ سعد بن قباد برای فتاحی طلسم تشریف
لاے ہین نور الدہر نے زمین ہلادی اب یہ فرزند میرے اِس طلسم کو شکست
کرینگے اگر عمر طلسم آخر نہ ہوئی ہوتی تو ہم کیون گرفتار ہوتے نور الدہر نے کہا
مجھکو بھی بڑا قلق ہی کہ یہ شاہزادیان پروردۂ نازو نعم اُنپر یہ رنج و الم کہ کافر کے
قبضے مین ہین ملکہ کل ہم کوچ کرینگے مہران تاجدار کو تسخیر کرکے آگے بڑھین گے
کوئی صورت پیدا ہوگی لوح کا بھی پتہ ملجائیگا مینوش نے کہا بدون فتح جزیرۂ کمیاب
پتہ لوح کا نہ ملیگا نور الدہر نے کہا اب کل تو کوچ کرینگے وقت پر جو سردارونکی
صلاح ہو جیسا کہین گے ویسا کرینگے رات بھر تیاری رہی فیروزہ تاجدار و دیوانم
بلند قامت و نیر تاجدار و سالم قزاق اِن سب نے لشکر تیار کیے کمبخت بھی انتظام
مین ہی پلٹن رسالے تیار کھڑے ہین کہ شاہزادہ برآمد ہوا مینوش نے فیروزہ
تاجدار کو سمجھایا کہ طرف مہرانیہ کے نہ چلنا ہو جزیرۂ کمیاب پر لشکر کشی ہونا بہت
مناسب ہی جیسے ہی شاہزادہ آیا فیروزہ نے دست بستہ عرض کی حضور طرف
جزیرۂ کمیاب کے چلیے جبتک لوح کا پتہ نہ ملیگا یہی آوارگی رہیگی نور الدہر نے
کہا لشکر کو پھیرو نیر تاجدار نے بھی یہی عرض کی کہ غلام بھی سُن چکا ہی کہ لوح جزیرۂ
کمیاب مین ہی جیسے ہی نور الدہر نے قصد کیا کہ گھوڑا بڑھاؤن کوس پہیبۃ قرق
زنجیر کو پھیرا اِرادہ ہوا کہ طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُٹھی
نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ ای شبرنگ خبر تو لاؤ شبرنگ نے قصد کیا کہ جاؤن
مگر کمبخت چابک خرام آگے بڑھگیا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا کہ دامن گرد کا

لشکر فتنہ ہوا دیکھا ججنال جادو بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران غدار بڑے کر و فر سے آکے پہونچا مقابلے مین آکر لشکر اُتارا نورالدہر نے ججنال جادو کو دیکھا اور مینوش نے بیان کیا کہ یہ ساحر ہمارا ہی اور آپ کی فکر مین آیا ہو کہ کمیت آکر حاضر ہوا بیان کیا کہ ججنال جادو فرستادہ مہران تاجدار آیا ہو اُسکا اِرادہ یہ ہو کہ مینوش اور حضور پر دست انداز ہو نورالدہر نے فرمایا کیا مجال ہو کہ ملکہ پر نگاہ ڈالے دریا خون کے بہادونگا کھڑے کھڑے اُسکو شکست دونگا کمیت وشبرنگ آمادہ ہوے کہ ہم جا کر گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکے باہمارے عیاری سے آراستہ ہو کر آپس مین صلاح کر کے چلے اول شبرنگ لشکر ججنال مین آیا پھرتا ہوا دربارگاہ ججنال پر پہونچا ایک ہرکارے کی شکل بنا کر سامنے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران وہ خبر لایا ہون کہ منھ ہیرا موتیون سے بھر دیجیے ججنال نے پوچھا ارے کیا خبر لایا ہو شبرنگ نے عرض کی نورالدہر و مینوش برائے شکار گئے ہین صحرا مین چلکر گرفتار کر لیجیے فوج بھی ہمراہ نہین ہو ججنال جادو اُٹھا ہرکارے کو انعام دیا کہا چلکر مجھے بتادے مین دونون کو گرفتار کر لیجاؤن گا مہران تاجدار بہت خوش ہوگا اُسنے دمبدم فرمایا ہو کہ مینوش کو نورالدہر سے جدا کرو اُسکے ہمراہ ہونے سے زور نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہو شبرنگ اِس فقرے سے ججنال کو لگا کر لیچلا مگر دیکھا کہ ججنال بہت چست و چالاک ہو ہر مرتبہ طرف ہرکارے کے دیکھتا ہو شبرنگ حیران ہوا اِسکو کیونکر گرفتار کرون یہ تو بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہو مگر صحرا مین لگائے ہوے لیے جاتا ہو کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ کوئی بیقرار ہو کر رو رہا ہو اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین — دیکھو پری نہاتی ہو دریاے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہو — ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین

یہ سر و مہربان شب تنہائی کی ہین آہ — کاٹی ہین کانپ کانپ کے راتین سمور مین

غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون — سُن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین

مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو — سو بالیٹ وہ نشئہ مے کے سرور مین

رو بابین کبھی جمال سے محروم ہی رکھا
پاس انکو میرا صحبت اغیار مین کہان
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین
آمد شند نفوس بین کسطرح چین آئے
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور اب نظام

یہ لن ترانیاں ہون فقط بزم طور مین
ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور مین
جان ہی حرم کعبہ مین تن چودھویں مین

جنجال نے کہا ارے بڈھے خبر تو لے کہ یہ کون رو رہا ہی شبرنگ طرف صدا کے چلا آکر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین مگر زخمدار و بیقرار سایۂ نخل مین بیٹھی ہی اور بلک بلک کے رو رہی ہی شبرنگ نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی اس نازنین نے قدمون کو بوسہ دیکر کہا آپ میرا حال نہ پوچھیے جنجال کو بھیجیے شبرنگ مطلب اصلی اسکو سمجھ گیا دل مین تعریف کرتا ہوا پاس جنجال کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران ایک نازنین نہایت حسین و جمیل کہ غلام کی نگاہ سے ایسی صورت نہین گذری یکہ و تنہا بیٹھی رو رہی ہی مین نے بہت پوچھا اسنے کچھ جواب ندیا سمجھی کہ یہ کوئی حقیر غریب آدمی ہی آپ کا رعب و دبدبہ دیکھکر عاشق ہو جائیگی یہ سنکر جنجال چلا مگر دل مین شک ہی کہ یہ کیا بات ہر کارے نے کہی کہ تمکو دیکھکر عاشق ہو جائیگی ای جنجال کچھ فریب نہو تم اکیلے اسکے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کچھ فتور کرے تو مشکل پڑے دل سے یہ باتین کرتا ہوا سامنے نخل کے آیا اس نازنین پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سر جھکائے بیٹھی ہی آنسو آنکھوں سے جاری دیکھتے کے ساتھ ہی بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ ای نازنین ماہ وش اس صحرا مین تنہا بیٹھی ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا نظم

جگر پھنکے ہی تو ہی دل مرا کباب جدا
ملال دیتا ہی وہ روے بے نقاب جدا
ہماری آہ جگر سوز و چشم پر نم سے
مزے مین ہمکو برابر ہی گو تجھے ساقی

پڑی ہی دل پہ مصیبت جدا عذاب جدا
ستا رہا ہی نیا عالم شباب جدا
خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
یہ آب کوزہ جدا ہی شراب ناب جدا

فراق یار مین درد جگر یہی کافی تھا
ستا رہا ہی اب اس دل کو اضطراب جدا

ملا کے ساتھ نہ غیرون کے ہمکو تم بوا ئو
پکارا کیجیے ہمارے کوا ہو جناب جدا

مزہ اُٹھے تری صحبت کا کسطرح جانی
حجاب رنج جدا دے ہی یہ نقاب جدا

یہ روز ہجر ہو کیونکہ نہ اب شب دیجور
جو اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا

تمھارے گیسوِ شبرنگ رخ سے یون سرکے
فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا

جلا رہی تھی یہ فرقت کی آگ مدت سے
اُٹھا جنون کا پھر اب دل مین التہاب جدا

ق

ہوا تھا یار مرا کل جو گرم بینوشی
دھرا تھا چنگ جدا اِک طرف رباب جدا

شراب ناب تھی ساغرین تشتری مین کباب
چھلک رہے تھے کئی جام آفتاب جدا

اُس نازنین نے مسکرا کے یہ جواب دیا کہ ای تاجدار مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار قزاقون نے لوٹ لیا تین دن سے یہان پڑی ہون میرے ساتھ کیا عشق و محبت کی باتین کرتے ہو مجھے جسکا دل چاہے کنیز بنائے مین خدمتگزاری کرونگی مان اور باپ اور شوہر کو قزاق گرفتار کر لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی کسی شیر اور بھیڑیے نے بھی آکر نہ کھایا مسکرا مسکرا کر جو اُس نازنین نے باتین کین جنجال کا شک اور بڑھ گیا کہا ای نازنین تیرا نام کیا ہی کہا گیسو دراز میرا نام ہی اِسیوجہ سے بلاے گیسو مین گرفتار ہون جنجال نے چپکے چپکے سحر کیا کہ بانؤن اُس نازنین کے زمین نے تھام لیے اور سحر کیا کہ رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پہچان گیا کہ کمبت نے عیاری کی تھی اور خوب وقت پر آیا مگر اُسکے دل مین شک تھا مین سوچ رہا تھا کہ یہ عیاری پوری نہوگی بھاگ کر ایک غار مین چھپا جنجال نے جب دیکھا کہ یہ تو عیار کمبت چالاک حرام عیار شفتل ہی اُسنے ہنسکر کہا کہ ای کمبت یہ کیا معرکہ ہی کہ تم ساحرون کے دشمن ہوے تم تو شفتل کے ساتھ تھے یہ جو جنجال نے کہا کمبت بہت عقیل تھا چیخین مارکے رونے لگا جنجال نے کہا ای کمبت کیون روتا ہی کمبت نے کہا ای شہنشاہ ساحران اصل معرکہ یہ گذرا کہ مین براے عیاری لشکر نور الدہر مین گیا وہان جا کر گرفتار ہوا

شبرنگ بن عمرو بلائے روزگار ہی اُسنے گرفتار کرلیا آخر مین ناچار ہو اُسکی شہر گشت
کی اُسنے یہ مکر تعلیم کیا کہ جادوگرون کو مارو تب مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی کہ ساحرون کو
قتل کرنے لگا یہ کہکے منھ پیٹا ہاتھ زمین پر دے مارے خنجر کمر سے نکالا کہا اے شہنشاہ
ساحران میرے ہاتھ قلم کیجیے کہ مین نے اِن ہاتھون سے ساحرون کو قتل کیا لہذا
میرے ہاتھ کاٹیے مین خود شرمندہ ہون شبرنگ نے مجھکو سمجھا کر بھیجا تھا کہ مین
ہرکارہ بنکے جنجال کو صحرا مین لاؤنگا تو عورت بنکر عیاری کرنا کوئی معین و مددگار
باقی نہ رہا آقا ہمارا مارا گیا ناچار ہوکر یہی قبول کیا کہ پاس مسلمانونکے رہیے مگر مذہب
کو خوب سمجھتا ہون مین نے اکثر باتون مین نورالدہر سے مناظرہ بھی کیا اور مین نے
پوچھا یہ بتائیے پونے دوسیر زیادہ ہوتے ہین کہ ایک زیادہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ
مسلمان بھی سمجھتے ہین کہ دین ہمارا کمزور ہی مگر جری و بہادر ہین جو کہا اُسی کی پیروی
کی دیکھیے یہ طلسم کیونکر بچتا ہی اگر آپ میری سرپرستی کرین تو مین نورالدہر کو جاکر
پکڑ لاؤن بی مینونش بڑے جوش مین ہین دھگڑے پر مرتی ہین آٹھ پہر پہلو مین بیٹھی
رہتی ہین اور کہتی ہین کہ مین لوح کی جستجو کرونگی جنجال نے کمیت کو ساتھ لیا کمیت
باتین کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ کہتا ہی کہ مین آپ کو مثل شفقتل کے جانتا ہون ویسی ہی پرورش
آپ بھی فرمائیے دو دن مین لشکر نورالدہر کا خاتمہ کرونگا جنجال ہان ہان کرتا ہوا
آتا ہی اور کہتا ہی اے کمیت چابک خرام مین تمکو اپنے لشکر کا شاطر کرونگا وہ مرتبہ
دون کہ عالم رشک کرے کمیت نے کہا آپکو بھی ایسا راضی کرون کہ آپ
خوش ہوجاوین یہ کہتا ہوا لشکر مین پہونچا افسرون نے پوچھا حضور کہان گئے
تھے کہا یارو اقبال میرا یاور تھا اور طالع مددگار ورنہ دو عیارون نے گھیرا تھا مین
اُنکے مکر سے نکلا یہ عیار ملا ہی مین نے اِسکو سرہنگ لشکر کیا افسرون نے کہا بہت
مناسب کیا جو لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا اے کمیت تم تو شفقتل کے ہمراہ تھے
مسلمانون مین کیونکر پہونچے کمیت نے روکر کہا یہی میری تقدیر مین لکھا تھا کہ
ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہون وہ نوشتۂ تقدیر پورا ہوا آج ساحری و جمشید نے

بڑی خیر کی ورنہ جنجال کو قتل کرتا تو سامری وجمشید بہت آزردہ ہوتے مگر افسر
تمہارا بڑا صاحب اقبال ہی ایسا مجھکو پہچان لیا کہ مین مجبور ہو گیا مگر کیا پرورش
فرمائی ہی میرے کلام کو سچا جانا اب مین بھی وہ کرون کہ یہ راضی ہو جاوین جنجال
کمیت کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا کرسی پر جگہ دی کمیت تنکر بیٹھا خدمتگارون کو
سر اُٹھاکر دیکھا اُن مین شبرنگ کھڑا ہوا ہی پکارکر کہا اِسکو گرفتار کرلو فرزند عمرو
آیا ہی شبرنگ کود کر بھاگا ایک خدمتگار کو مار گیا کمیت لینا لینا کہتا ہوا اُٹھا کہ
جنجال نے پکار کر کہا اے کمیت اُسکے پیچھے نہ جاؤ ایسا نہو تمھین گرفتار کرلے تو مجھکو بڑا
قلق ہوگا کمیت پلٹ آیا کہا اے شہریار آپ نے مجھکو پھیر لیا ناچار ہو کر پلٹ آیا مگر
میری دشمنی ظاہر ہو گئی اب شبرنگ جاکر ذکر کریگا نور الدہر بھی دشمن ہوئے سب
راہبر میرے راوزن ہوے دن بھر یہی باتین کرتا رہا کئی مرتبہ شبرنگ آیا کمیت
نے پہچان کر بھگا دیا اب جنجال کو اعتقاد کامل ہوا کہ بیشک کمیت ہمارا دوست
ہی اسکی وجہ سے لشکر مین بڑی آبادی ہوگی اتنی دیر مین کئی مرتبہ عیار آیا اور کمیت
نے پہچان لیا اگر کمیت نہ پہچانتا تو شبرنگ ضرور عیاری کرتا اِسی کی وجہ سے عیاری
سے بچا حقیقت مین خوب پہچانتا ہی شبرنگ جو مرتبہ آیا کبھی خدمتگار بنا اور کبھی چوبدار
بنا حقیقت مین کمیت بڑا عقیل ہی کہ ہر صورت مین پہچان لیا اب مین عیاری سے تو
محفوظ رہونگا اگر شبرنگ آئیگا کمیت للکارے گا ایک نہ ایک مرتبہ موقع پاکے
گرفتار بھی کرلیگا فورًا قتل کرونگا یہ دل سے باتین کر رہا ہی کمیت نے جو جنجال کو
زیادہ مہربان پایا دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ آراستہ کیجیے
مین حضور کے سامنے کچھ گاؤن مین نے عمرو کے بیٹے سے سیکھا ہی اسی فن پر اُنکی
ساری عیاری ہی جنجال نے حکم دیا جلسہ آراستہ ہو کمیت نے کہا کنجی میخانے کی مجھے
عنایت فرمائیے کہ مین شراب کو آراستہ کرکے لاؤن سازندے وغیرہ حاضر خدمت
ہوے کمیت چابک خرام نے گلابیان لاکر رکھین اول بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ
بتا بتا کر گانا شروع کیے

نظم

اِس ابر مین یار سے جدا ہون
بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون

گلبن ہون اگر تو ہون مین بے برگ
بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون

دن رات تصور پری ہے
دیوانہ مین اندنون بنا ہون

اُفتادۂ خاک ہون ولیکن
مین سایۂ شہپر ہما ہون

ای ابر شب فراق دے ساتھ
رونے پر مستعد ہوا ہون

تو رنگ چمن مین ہوش بلبل
تو نکہت گل تو مین صبا ہون

سر رکھکے کبھی وہ سو گیا تھا
ابتک زانو کو سونگھتا ہون

وحشت نے نکالا اُس گلی سے
کانٹون پہ اُسکو کھینچتا ہون

ممکن نہین اجتماع ضدین
تو بُت ہی مین بندۂ خدا ہون

ہی مہر و وفا سراسر اُس مین
ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہا ہون

یہ اشعار گا کر گھنگرو پانؤن مین باندھے اور گت ناچنا شروع کی اسطرح گت ناچا کہ جنجال تعریفین کر رہا ہی کہتا ہی ای کمیت حقیقت مین خوب کمال تمنے حاصل کیا کمیت کھول کھول کر کہ رہا ہی کہ جب ناچ گانے کا رنگ بندھے تو جانیے کہ عیاری ہونے کو ہی اِسی پہلو مین عیاری ہوتی ہی یہ کہکے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے جنجال کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سرسے شراب پلانا چاہیے جنجال نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گیا اب تو کمیت نے دورہ باندھا اور سب کو شراب پلانے لگا جسکے سامنے گیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی دی کسی نے روپیہ اشرفی کمیت نہال ہو گیا سب کو پلا کر سامنے بیٹھا محفل مین دست درازی ہونے لگی ایک پہلو سے شبرنگ بھی آیا گوشے مین چھپا کھڑا تھا جب سب بیہوش ہو چکے تو خنجر کھینچے ہوے نکلا چاہا جنجال کو قتل کرون کمیت نے کہا اُستاد اسکو لیچلیے سامنے نور الدہر کے دربار سمجھا جائیگا مگر جلدی مین زبان مین سوزن ندی کمیت نے پشتارہ باندھ لیا کہا بس اُستاد نکل چلیے شبرنگ نے ایک وزیر کا پشتارہ باندھ لیا دونون اُستاد شاگرد جست وخیز کرتے

ہوئے چلے صحرا مین جو پہونچے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے آپس مین باتین کرنے
لگے مگر سپہ سالار لشکر جنجال بھونچال نامے واسطے شکار کے آیا تھا کبوتر بنا ہوا درخت
پر بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ دو عیار جنجال جادو وسوہان وزیر کو لیے جاتے ہین
پکار اُٹھا کہ او نا عیار و خبردار آگے نہ بڑھنا منم بھونچال جادو شبرنگ نے سوہان
کو زمین پر رکھکر ایک خنجر مار دیا ساحر کے مرنے کا جو اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین
کمیت بھاگا مگر پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہی تھوڑی دور جاکر کمیت نے کہا اُستاد
عجب سحر کہ ہی پشتارہ بھاری ہوا جاتا ہی شبرنگ نے کہا پشتارہ چھوڑ دو آخر ناچار
ہوکر کمیت نے پشتارہ ڈالدیا جیسے ہی پشتارہ زمین پر رکھا جنجال جادو ہوشیار
ہوگیا زبان مین اُسکی سوزن نہ تھی اُٹھتے ہی للکارا کہ او کمیت کہان جاتا ہی مین
تیرے مکر کو سمجھ گیا یہ دونون بھاگے جنجال نے جب دیکھا کہ دونون بھاگ کر نکلگئے
ناچار ہوکر پلٹا بھونچال سے ملاقات ہوئی بھونچال نے پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا
ماجرا تھا اگر مین نہ پہونچتا تو وہ آپ کو لیچلا تھا جنجال نے کہا کمیت بڑا جعلساز
ہی ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین اُسمین پھنسا یہ باتین کرتے ہوے دونون جاتے
ہین کہ دیکھا ایک طرف سے دو ڈولیان کہار لیے ہوے جاتے ہین دونون
عورتین پردے سے جھانکتی ہوئی جاتی ہین ایک نازنین پہ نگاہ بھونچال کی پڑی
دوسری پر جنجال کی دونون کی وہ نگاہین مست پڑین کہ دونون بیقرار ہوگئے
یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

ہی رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا　　رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ　　آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
ہی دل خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق　　لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد　　دام رگ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا
تقصیر شب وصل ہی شکوہ بھی تمھارا　　شرم آتی ہی تا نوک زبان لا نہین سکتا
رُکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت　　جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں		کھوئے ہوئے آرام لشبر پا نہیں سکتا

جنجال نے پکارا کہ ٹھہر ذرا ٹھہر جاؤ جب کہار ٹھہرے تو یہ دونوں قریب پہونچے پکارکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو دونوں عورتیں ڈولی مین رونے لگین کہا ہمپر بڑی بدعت ہوئی سواران لشکر اسلام ہمارے گانؤن مین گھس پڑے کئی ہزار سوار تھے گانؤن لوٹنے لگا ہم دونوں بہنین زمیندار کی بیٹیان ہین اِن کہارون کو زیور دیا اور کہا ہمکو نکال لے چلو یہ کہار ہمکو نکال لائے جنجال نے کہا مسلمان بڑے ظالم ہین اُن دونوں نے ہاتھ باندھکر کہا ہم اُنکی بدعت کیا بیان کرین ہمکو کہین چھپادو تمھارا احسان ہوگا اگر باپ بچ گیا تو ہم وہان جائینگے ورنہ تمھارے ہی پاس رہینگے بھوبنچال نے کہا ای ملکۂ عالم یہ جو تمسے باتین کررہے ہین جنجال جادو نام ہو تیس ہزار فوج کے افسر ہین برائے قتل اُنھین مسلمانون کے مامور ہوئے ہین اگر تم اِنھین کے پاس رہوگی تو بڑا آرام پاؤگی اور مین اِنکا وزیر اعظم ہون تیس ہزار فوج پر میرا اختیار ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم لوگوں مین کوئی مجبور و ناچار ہو صد ہا لونڈیان خدمت مین رہینگی آٹھ پہر سیر و شکار کرو دونوں ڈولی سے نکل آئین جنجال و بھوبنچال نے دیکھا کہ دونوں کمسن نازک ادا دلفریب جنکے دیکھنے سے دل ناشکیب فریفتہ ہوئی آنکھین خوف سے چہرے زرد کہار تو یہ کہکر بھاگے کہ ہم گانؤن کی تو خبر لادین جب کہار جاچکے جنجال لپٹنے لگا دوسری نے کہا بوا ہماری تمھاری زندگی ڈولی مین رہگئی جھپٹ کے ایک گلابی نکالی کہا اِسی سے زندگی ہوئی اگر یہ نہ پیتے تو خوف سے سوارون کے مرجاتے یہ کہکر جام اونڈیلا کہا لو صاحب تم بھی پیو گے جنجال کو جام دیا گورے گورے ہاتھ اُنپر جام رکھا ہوا بہ ناز آگے بڑھایا جنجال جام لیکر پیگیا بھوبنچال نے کہا ہمین بھی دو بھوبنچال کو بھی جام پلایا دونوں پی کر لڑکھڑائے آنکھین سرخ ہوئین چاہا زمین پر بیٹھ جائین کہ لڑکھڑا کر گرے ایک نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو اور ایک نے نعرہ کیا کہ منم کمبت چابک خرام دونوں کے پشتارے باندھے طرف لشکر کے چلے مگر خائف و ترسان چہار جانب دیکھتے ہوے

قریب لشکر کے پہونچے شاگردان شبرنگ سے ملے اُنھون نے پوچھا اُستاد کہان سے آتے ہو شبرنگ نے کہا جنجال اور بھونچال کو لائے شاگرد بھی ساتھ ہوئے ہردو عیار بارگاہ نور الدہر مین پہونچے مینوش کو خبر ہوئی کہ مہتر شبرنگ جنجال کو لایا مینوش نے آتے ہی حکم دیا کہ ستون سے انکو جلد باندھدو دونون نے دونون کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا جنجال کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ نور الدہر مین پایا مگر خیال کیا کہ زبان مین سوزن نہین ہو مینوش نے پکار کر کہا کیون او جنجال تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ کسطرح گرفتار ہوا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام قبول کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگی دونون کو معلوم ہوچکا کہ ہماری زبانون مین سوزن نہین ہو جواب دیا کہ ای مینوش کیون دیوانی ہوئی ہو ان عیارون کے بھروسے پر شاہ طلسم سے بگڑی ہو حقیقت مین بڑے مکار ہین مگر اب ہمپر عیاری نہ کرسکین گے جب سامنے آوینگے ہم فوراً گرفتار کرلین گے یہ کہکے دونون نے سحر کیا کہ بارگاہ مین پتھر برسنے لگے مینوش روکنے لگی اُسپر کئی سو جوالون کے سر پھٹے کچھ لوگ مرکر گرے یہ دونون جست کرکے اُڑتے ہوئے نکل گئے مینوش نے چاہا روکون مگر ایسے پتھر برس رہے تھے کہ اُنکو نہ روک سکی مگر جنجال جو لشکر مین آیا غصے مین آکر مسند پر بیٹھا آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے نور الدہر کو خبر پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذرکر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور — اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرم تھا اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ بیٹھے کیا زاغ شب کو شکار

جانبین کے لشکر میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین جب صفین آراستہ ہوچکین نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش

اس چمن کی ہوا سے بہمن ودی
آستین زن چراغ عقل پہ ہی

خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آیا گیسوے سنبل

مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم مین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہر تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کر و جو قیاس
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر بہار جھومنے لگے قیلاب جادو طرف سے جنجال کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ مینوش نے اپنا طاؤس بڑھایا کہا ای شہریار یہ ساحر مکار و غدار ہی آپ اِسکے مقابلے مین نہ جائیے کنیز جا کر سمجھاوے گی نور الدہر نے سر جھکا لیا مینوش طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی قیلاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا مینوش مسکرائین غنچہ دہن جو وا ہوا گولہ پھٹ کر گرا پھول آسمان سے برسنے لگے پھولون کی بو جو پھیلی قیلاب مست ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای

سرو باغ محبوبی ہین تمھارا تابعدار ہون جوش محبت مین مجبور و ناچار ہون امیدوار
ہون کہ مجھکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا صحراے آتش بہار مین
جاؤ وہان تمھارا علاج ہوجائے گا قیلاب جادو جھومتا ہوا طرف صحرا کے روانہ
ہوگیا کہ اسکا حال تحریر ہوگا مگر جنجال جادو نے جب دیکھا کہ قیلاب روانہ ہوگیا
اُسکا نشان نہین معلوم ہوتا اب طرف لشکر کے پلٹا آواز دی کہ یارو مین خود جاؤن
مگر تمھارے واسطے باعث بدنامی ہو لوگ کہین گے اتنے بڑے افسر کھڑے تھے اور
کوئی میدان مین نہ نکلا افسر اعلیٰ میدان مین آیا سحاب جادو اسکا مطیع ہو بعض نے
لکھا ہو کہ جنجال کا بھائی ہو بل کرتا ہوا صف سے نکلا سامنے آتے ہی طرف آسمان کے
دیکھا ایک لکۂ ابر گھر کر آیا بوندیان پڑنے لگین بہنوش کے جسم پر جتنی بوندیان
پڑین اُنتنے ہی آبلے پڑ گئے بہنوش نے کاغذ نکالا چند طاؤس کاٹے ہاتھ پر رکھکر
جو سحر کیا بہ شکل طاؤس اصلی ہوکر وہ اُڑے قریب ابر آکر رقص کرنے لگے اور
منقارین کھولکر آوازین دیتے تھے کہ ابر ہٹا آوازین موقوف ہوئین ایک طاؤس
اُن مین سے قریب سر سحاب جادو آیا مثل انسان کے آواز دی کہ ای سحاب
منم طاؤس بہنوش بہتر یہ ہو کہ طرف صحراے آتش بہار کے جا قیلاب جادو سے
ملاقات ہوگی دونون ملکر اُسی مقام پر رہنا طاؤس نے جو یہ آواز دی سحاب
کا چہرہ زرد ہوا ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑ گیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم جو حکم
ہو وہ بجا لاؤن مین تو مدت سے تمھارا مشتاق ہون تمھارے حکم سے انکار
نہین کرسکتا میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

نظم

دل چھٹکے جان سے گور کی منزل مین رہگیا | کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہگیا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوے | مین جا ہی دیکھتا تری محفل مین رہگیا
ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہو تو | دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہگیا
قاتل سنبھل کے تیغ لگا جاے شرم ہو | تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہو | دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا　ای خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے　لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
کافر ہی منکر اُسکی کریمی کی شان کا　خالی پیالہ کب کف سائل مین رہگیا
آتش کو دست تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم　بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہگیا

جب سحاب نے یہ اشعار پڑھے مینوش نے قصد کیا کہ جواب دون کہ جنجال جادو نے آواز دی کہ ای صاحب کہان جاتے ہو سحاب نے کچھ جواب نہ دیا قصد کیا کہ طرف صحرا کے روانہ ہون جنجال نے گولہ جھولی سے نکالا سحاب کی طرف پھینک مارا گولہ آکر پھٹا سحاب پر قطرے گرنے لگے چند قطرے پانی کے جو سحاب پر گرے ہوش آگیا پلٹا چاہا جنجال کے پاس جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ سحاب کو ہوش آگیا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گجرہ سوکھا ہوا نکالا پھینک مارا جنجال نے سحاب کو پشت پر لیا آپ آگے بڑھا مگر وہ گجرہ جو ٹوٹا پھول برسنے لگے جنجال کی آنکھین سرخ ہوئین جھومنے لگا پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مشتاق جمال ہون قضائے کار جمشید ثانی ہو محافے مین بیٹھا تھا سحر تیار کر رہا تھا کتاب پر جو نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ جنجال فرستادۂ مہران تاجدار بیہوش ہوا چاہتا ہی اگیاری پر ہاتھ ڈالا ایک طائر ہاتھ مین لیکر اُڑا دیا وہ طائر اُسوقت پہونچا کہ جنجال طرف صحرا کے چلا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ شعلۂ آتش منھ سے نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک جنجال پر گری بس خاک کے گرتے ہی جنجال ہوشیار ہوا اور پکار اُٹھا کہ یا خداوند آپ کے نثار کیونکر تیری پرستش نہ کرین یہ کہکے جھولی سے چند دانے ماش کے نکالے جمشید ثانی کا نام لیکر پھینک مارے وہ دانے جو مینوش پر گرے چرخ مار کر بیہوش ہو کر گری جنجال نے جو مینوش کو بیہوش دیکھا بڑھکے گرفتار کرلیا نور الدہر نے گھوڑا اُٹھا دیا جنجال نے ایک گولہ مارا کہ مرکب نور الدہر کا رہ ہی سے ٹھہر گیا جنجال نے سارے لشکر کو ساکت کیا سب کو گرفتار کیا سردارون کو لیا لشکر کو اسی حال مین چھوڑا طرف مہران کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر ہوگا

نگر بیہوشی کی زبان مین سوزن نہی ہی اور را ابے پرسپ کو ڈال لیا جلدی ہی کر
بخدمت مہران بہد پنچون اور پھر جاکر سعد کی خبر لون قضاے کار ایرج نوجوان
کہ براے شکار گئے تھے پلٹ کر جو لشکر مین آئے نور الدہر اور سعد کو نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ دونون صاحب کہان گئے سردارون نے بیان کیا کہ سعد طرف
پردۂ قاف کے گئے ہین ایرج گھبراے کہ ای ایرج ایسا نہ ہو کہ نور الدہر جاکر
کوئی کام کرین تو بڑے بلبلائین گے پردۂ قاف مین ایک بادشاہ ہی قوم جنات
سے فغفور جنی اُسکا نام ہی بیٹی اُسکی ملکہ سہیل غزال چشم ہی دیو دیوث اُسپر عاشق
ہوکر آیا فغفور کو پیغام دیا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دے فغفور نے
انکار کیا دیو دیوث نے طبل جنگی بجوا کر چند سردار قتل کیے فغفور کو زخمی کیا فغفور
بھاگ کر قلعہ بند ہوا مگر اب تردد ہی فغفور کو کہ دیوث بلوہ کر کے قلعہ لے لیگا
سہیل بہت تڑپتی ہی کہ ہاے تقدیر میری کہ مین دیو کی تقدیر مین ہون یہ بیجیا مجھکو
لیجاے گا فغفور نے چند دیوزادون کو بلایا اور کہا کہ مجھکو یاد ہی کہ جب سلطنت
آسمان پری کو زوال ہوا تو پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلوایا حمزۂ عرب نے آکر عفریت
کو قتل کیا سلطنت آسمان پری بچ گئی تم دیوزاد طرف پردۂ دنیا کے جاؤ اگر کوئی فرزند
صاحبقران ملے تو اُسے لاؤ علم ستارہ شناسی سے خبر ملتی ہی کہ وہ شیر آکر قیامتین
برپا کریگا دیو دیوث کا قاتل ہی نگہ اُس جوان کی یہ قطع ہی بڑی پہچان تو یہ ہی کہ
مرکب سہ چشمی پر سوار ہوتا ہی لباس نیلم نگار زیب جسم ہی نہایت حسین وجمیل اُسکو جاکر
اُٹھا لاؤ تب یہ مشکل آسان ہوگی دیوزاد نقشہ لیکر چلے ایرج حیران وپریشان
مع شاپور کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا کہ اُنکو دیوزادون نے آسمان سے دیکھا
ایک دیو نے ایرج کو اُٹھایا اور دوسرے نے گھوڑا لیا تیسرے نے شاپور
کو اُٹھایا آپس مین اشارہ کر کے کہا کہ سردار جاے تو شاطر ضرور ساتھ ہو
اسوجہ سے شاپور کو بھی اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوے قلعۂ فغفور مین آئے فغفور
تخت پر بیٹھا تھا دیو دیوث قلعے کو گھیرے ہوے ہی جیسے ہی فغفور نے ایرج کو

دیکھا جوش محبت مین تخت سے اُٹھا ایرج کو گلے سے لگا لیا ایرج کی آنکھ کھلی اُس بادشاہ کو دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین فغفور نے کہا مین نے آپ کو تکلیف دی ہی کہ دیو دیوث نے مجھکو آکر گھیرا ہی میری بیٹی کا خواہان ہی مین نے آپ کو بلوایا کہ اُس دشمن خدا کے ہاتھ سے مجھے بچایئے ایرج نے کہا وہ کہان ہی کہا قلعے کو گھیرے ہوے ہی شاپور بھی ہوشیار ہوا کہا اے شہریار عجب مقام پر آئے یقین ہی کہ اب خبر نور الدہر کی بھی ملے مگر سہیل غزال چشم رو رہی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک فرزند صاحبقران آپ کی مدد کو آئے ہین آپ کے والد خاطر کر رہے ہین سہیل مشتاق جمال ہوکر محل سے نکلی دربار مین آئی اپنے والد کو سلام کیا دنگل زرین پر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان جلوہ فرما ہین مگر آفتاب جمال خورشید مثال جری بہادر صف شکن فرزند حمزۂ تیغ زن فغفور سے فرما رہے ہین کہ دیو دیوث کہان ہی ہمین اُسکے مقابلے مین لے چلو اور چند دیو واسطے خبر کے روانہ کرو کہ سعد شہریار و نور الدہر نامدار کس مقام پر ہین اُن لوگون نے یہان آکر کیا کیا فغفور نے چند دیوزاد واسطے خبر کے روانہ کیے ہین ایرج کی خاطر کر رہا ہی کہتا ہی حضور صبح کو مقابلہ پڑے گا سہیل رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال و محو دیدار سامنے کھڑی ہی بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی ایرج نے سر اُٹھاکر سہیل کو جو دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل غنچہ دہن رشک چمن شمشاد قد خورشید خد حیران کھڑی ہی ایرج بھی جمال دیکھکر مائل ہوے اِشارہ کیا کہ صاحب آؤ بیٹھ جاؤ سہیل کرسی پر بیٹھی فغفور نے کہا اے شہریار اِسی کنیز کو آپ کی دیو دیوث مانگتا ہی مین جان دونگا مگر ہم بستری اِسکی دیو سے قبول نہ کرونگا ایرج نے کہا انشاء اللہ صبح کو سمجھ لونگا فغفور نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک نازنین خوش آوازنہ بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہمیشہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھُلجائے گا	بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا — کسکو رحم آئیگا مجھپر کون انھین سمجھائیگا
فاتحہ پڑھیے کہ رہ گئے کامنہین تیر نگاہ — انکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مرجائیگا
پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین — رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا
صدقے اُس دشنام کے جواب کے منھ مین رہے — ایسی جائے مختصر کوئی کہان سے پائیگا
جان جائیگی بلاسے ذبح پر راضی ہوئے ہین — انکا ز انو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا
گو تقاضاے اجل سے جان لب پر ہو مگر — اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا
تار تک رکھتے نہین دامن کہان ہے اے نسیم — اشک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا فغفور نے جو دیکھا کہ سہیل ایرج سے مانوس ہے اور ایرج بھی بہ محبت باتین کر رہے ہین دل مین خوش ہوا کہ اب میری بھی صاحبقران سے عزیز داری ہو جائیگی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیوث واسطے فتح کرنے قلعے کے چلا یلغر کیے ہوے آتا ہے مگر حیران ہے کہ آج کیا معرکہ ہے کہ قلعے پر سناٹا ہے کوئی مجھکو روکتا نہین کہ یکایک قلعے کا پھاٹک کھلا دیکھا ایک جوان مرکب سہ چشمی پر سوار نہایت حسین و جمیل اندر سے آتا ہے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او مغرور آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ✤ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✤ نعرۂ ایرج سے زمین تھرا گئی دیو دیوث بڑھا کہ چنگل مار کر کھا جاؤن جیسے ہی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے کلائی پکڑکے ایک جھٹکا دیا کہ دیوث جھکا ایرج نے ایک گھونسہ مارا کہ سر دیوث کا پھٹ گیا مارا جانا دیوث کا ایرج تلوار کھینچکر دیونزادون پر جا پڑا فغفور نے جنات کو اشارہ کیا آخر دیوزاد شکست کھاکے بھاگے ایرج نوجوان بہ فتح و فیروزی ادھر پلٹے فغفور نے بڑی تعریفین کین کہا شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ آپ کو فتح عطا کی ایرج نوجوان خوشی خوشی قلعے مین آئے سہیل نے اشارہ کیا کہ براے شکار چلیے راہ مین میرا باغ ہے وہان ملاقات ہوگی یہ کہکے اُٹھ گئی ایرج نے فغفور سے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو واسطے شکار کے جاؤن فغفور نے کہا بسم اللہ مگر ایسا

نہ ہو کہ راہ میں فراری ملجا وین ایرج نے کہا اگر ایسا ہین گے تو شکست کھائین گے مین
اُسنے خوف نہین کرتا یہ کہکے سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیا قلعے سے کئی سو کوس پر
وہ باغ تھا سہیل انتظار کر رہی تھی ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ایرج کا استقبال
کیا باغ مین لائی لاکر مسند پر بٹھایا ایرج باتین کر رہے ہین فرماتے ہین ای ملکۂ عالم
مین باپ سے تمھارے خواہش کرون سہیل نے کہا وہ خود خواستگار ہین کہ آپ سے
پیوند ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای شہریار ابھی صحرا سے گرد اُڑی ہی اور
ایک لشکر ساحران چند قیدیون کو ساتھ لیے ہوے اِدھر سے جا رہا ہی کنیز نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادۂ نور الدہر جنجال جادو کے سحر مین گرفتار ہوے ہین
مینوش شیرین کلام ایک ساحرۂ زبردست بھی قیدیون مین ہی ایرج نور الدہر
کا نام سُنکر تیغہ ٹیک کر اُٹھا سہیل نے پوچھا ای شہریار کہان چلے فرمایا نور الدہر میرا
ہمچشم ہی اُسکو جاکر قید سے رہا کرون کہ میرا احسان ہو بلکہ خاموش ہو رہین ایرج
سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا لشکر اُتر رہا ہی جنجال جادو نے خبر پائی ہی کہ فغفور چینی نے
کسی فرزند صاحبقران کو طلب کیا ہی اُسنے آکر دیو دیوث کو مارا سہیل غزال چشم
پر دیو دیوث عاشق تھا وہ چاہتا تھا کہ سہیل کو طلب کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی
ایک جوان کو دیکھا کہ ہمشبیہ نور الدہر نعرے کرتا ہوا آتا ہی مگر شاپور نے جو دیکھا
کہ لشکر ساحران ہی رکاب چھوڑ کر الگ ہوا طرف آرا بے کے چلا ایرج جیسے ہی لشکر
ساحران پر گرے جنجال نے سحر کیا کہ گھوڑا راہروی سے رُک گیا ہاتھ دستگیری نہین
کرتے ساحرون نے قصد کیا کہ ایرج کو گرفتار کرلین شاپور قریب آرا بے کے پہونچا
کہتا ہوا مینوش کو قتل کرو نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ شاپور نے زبان سے
مینوش کی سوزن نکالی مینوش نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ نور الدہر کی قید دور ہوئی
جنجال نے قصد کیا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرلون کہ مینوش نے سحر کیا کہ آسمان سے
پھول گرنے لگے چند پھول جو جنجال پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا لشکر ساحران
نے شکست کھائی نور الدہر رہا ہوتے ہی مینوش کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے

جنجال چونکہ مارا گیا لشکر نے بھی سحر سے نجات پائی اپنے آقا کی تلاش مین چلے تھے کہ
سامنے سے آقا کو آتے ہوے دیکھا مگر بیہوش سے کہتے ہوے کہ یہ تاجر زادہ کیونکر
پہونچا مجھے یقین تھا کہ مین یہان آیا ہون یہ بھی ضرور آئیگا سہیل نے دیکھا کہ شاہزادہ
دریاے خون مین نہایا ہوا آیا بیقرار ہوگئی دوپٹے سے خون پونچھنے لگی یہ خبر جو
فغفور کو پہونچی کہ اُس شیر نے جنجال جادو کو شکست دی نور الدہر کو رہا کیا یہ
واسطے خوشخبری دینے کے آیا راہ مین خبر سُنی کہ شاہزادہ باغ سہیل مین ہی اپنے وزیر
نیک راے کو بھیجا کہ جاکر شاہزادے کو خبر دو کہ فغفور مبارکباد دینے آئے
ہین وزیر نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج شرماکر اُٹھے آکر فغفور سے ملاقات کی مگر
فغفور نے دست بستہ عرض کی کہ وہ باغ اور کنیز آپ ہی کا مال ہی آپ کیون وہانسے
چلے آئے مگر آپ نے ساحران طلسم نوخیز سے بگڑی اُلجھائی مین چاہتا ہون کہ آپکا
عقد شہزادی سہیل کے کرون ایرج نے سر جھکا لیا فغفور نے اُسی شب کو عقد ایرج
نوجوان شہزادی سہیل غزال چشم دھوم سے کیا اور شاپور کا عقد وزیرزادی سے
بہ نازک ادا کے ساتھ ہوا دونون جوانون نے گوہر مراد حاصل کیا سہیل حاملہ
ہوئی اور نازک ادا کو بھی حمل رہا کہ ذکر اِنکا تیسری جلد مین کرونگا صبح کو ایرج
غسل کرکے بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک بادشاہ تاجدار در
دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ایرج نے کہا بلالو دیکھا ایک بادشاہ پیر لباس
سیاہ پہنے ہوے وزیر ہمراہ ساتھ سامنے آیا آکر ایرج کو سلام کیا اور قدمون سے
لپٹ کر رونے لگا کہا ای شہریار اقتباس مردار خوار یہان سے پانچ کوس پر ایک
صحرا ہی کہ وہان کا حاکم ہی ایرج نے اسکا نام پوچھا اُسنے ظہیر تاجدار اپنا نام بتایا کہا
بیٹا میرا کہ جری و بہادر تھا موسوم بہ گلزار تاجدار صحرا مین جاکر جو پہونچا اقتباس
بھی واسطے شکار کے آیا تھا ایک آہو پر تکرار بڑھی میرے بیٹے کو گرفتار کرکے لیگیا
ہرچند تاوان لکھے مگر قید سے نہین چھوڑتا ہی چاہتا ہی کہ قید مین اسکو ہلاک کرون
دوسری خرابی یہ گذری کہ بیٹی اُسکی غنچہ گلبدن میرے بیٹے پر عاشق ہی بلکہ لیجاگی

تھی راہ مین آکر افتتاس نے پھر گرفتار کرلیا ایسا سخت مزاج ہی کہ اُسنے اپنی بیٹی کو
بھی ساتھ گلزار کے قید کیا ہی مین نے بہت کچھ عذر کیا مگر وہ نہین مانتا مین نے خبر
سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے اور دیو دیوث ایسے شخص کو مارا تو غلام
فریادی آیا ہی کہ حضور میری مدد فرمائین اور افتتاس سے میرے بیٹے کو دلوادین وہ
مردار خوار ہی اور اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ اگر رستم اور اسفندیار ہون
تو مین اُنسے بھی خوب جنگ کرون اگر میرے زمانے مین اسفندیار رُوئین تن
ہوتا تو اُسکو بھی زیر کرتا ایرج نے کہا بڑا مغرور ہی اور یہ فرما کر شاپور کو ساتھ لیا
ظہیر تاجدار کے ساتھ چلے افتتاس اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ ظہیر تاجدار نبیرہ صاحبقران کو لیکر آتا ہی بہت ہنسا کہا قضا اُسکو لاتی
ہی ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدونگا ان لوگون نے بڑے بڑے کام کیے مگر کسی بہادر
سے مقابلہ نہین پڑا لشکر تیار کرو لشکر تیار کرکے صحرا مین آکر اُترا دوسرے دن
صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان مع ظہیر تاجدار آکر پہونچے مقابلے مین افتتاس
کے اُترے ایک نامہ روانہ کیا کہ جسکا یہ مضمون تھا کہ ای افتتاس اگر اپنی خیر و خوبی
چاہتے ہو تو گلزار تاجدار کو روانہ کرو وہ کہ باپ اُسکا مردپیر زمین گیر آٹھ پہر روتا ہی
لہذا تمھاری جرأت کے سراسر خلاف ہی پیر زمین گیر کو ستانا مناسب نہین آیندہ
تمکو اختیار ہی جب نامہ تیار ہوا تو ایرج نے کہا ایک جوان کو چاہتا ہون کہ میرا نامہ
لیکر جاے کہ شاپور دنگل سے اُٹھا کہا ای آقا ے نامدار و ای مولاے قدرشناس یہ غلام
نامہ لیکر جائے اور جواب باصواب لائے ایرج نے کہا ای شاپور تم لوگ مکار و
غدار ہو ایسا نہو وہان جا کر کچھ فتور برپا کرو ہم ایک سوار کے ہاتھ روانہ کردینگے
مگر شاپور نے نہ مانا نامہ لیکر چلا راہ مین آکر صورت تبدیل کی بشکل ہرکارے کے
چلا لشکر مین افتتاس کے آیا در بارگاہ پر آکر دربان سالار سے عرض کی کہ پہلوان
دوران سے اطلاع کرو کہ دروازے پہ ہرکارہ حاضر ہی کچھ خبر لایا ہی چاہتا ہی کہ خدمت
مین حاضر ہون افتتاس نے کہا بلا لو شاپور بشکل مبدل سامنے آیا ہاتھ اُٹھا کر

دعا دی عرض کی غلام واسطے خبر کے طرف لشکر ایرج کے جاتا تھا اوھر سے ایک سوار ایرج کا آتا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کے پاس نامہ بھیجا ہی مین نے دھوکا دیکر اُس سے نامہ لے لیا اور سوار کو مارکر وہین ڈالدیا مین نے کہا نامہ لیکر سرکار کے پاس جاؤن دیکھون کیا فرماتے ہین لہذا یہ نامہ حاضر ہی مگر وہ سوار کہتا تھا کہ نامے پر زر نثار کرین تب نامے کو ملاحظہ فرمائین اقتباس نے کہا نبیرہ کوچک سلیمان کا نامہ ہو اسپر زر کیون نہ نثار کرونگا یہ کہکے نامہ شاپور نے نکالا اقتباس نے اُسپر زر نثار کیا پھر شاپور نے کہا ہاتھ بڑھایئے تو مین نامہ دون اقتباس نے ہاتھ بڑھایا نامہ لیا اور پڑھا مضمون مذکور نامے مین پایا ہنسا اور کہا کہ اِس طفل کی قضا لیکر آئی ہی اُسکے دادا جان کے واسطے یہ شرف ہو گیا کہ کل پردۂ قاف تسخیر کر گئے اور کسی کی کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے مین اِس شخص کو مار کر آسمان پری پر چڑھ جاؤنگا ایسا پامال کرون کہ سلطنت اُنکی مٹجائے لو یہ نامہ اُنکو جواب جنگ دینا لیکن اگر وہ اپنے سوار کو پوچھین تو اپنا مارنا ظاہر نہ کرنا شاپور نے نامہ لیا اور رخصت کر کے باہر آیا پکار کر آواز دی کہ او اقتباس منم شاپور شیر دل کسطرح تجھسے جواب لیا اب میدان مین سمجھا جائیگا اقتباس نے حکم دیا اِسکو گرفتار کر لو چہار طرف سے لوگ دوڑے مگر شاپور کئی جوانون کو مار کر نکلگیا باقی لوگ پلٹ آئے اقتباس نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ وہان طبل جنگی بجا ہی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو آفتاب زرین پوش بہ صد جوش و خروش چرخ زبرجدی پہ آیا تمام میدان منور و روشن ہو گیا فوج ستارگان بھاگی نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آوازہ برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ایرج کے ساتھ جمعیت بہت کم ہی اقتباس

بارہ ہزار جوانون سے میدان مین آیا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئی نقیب
نقابت کرکے ہٹے اقتباس نے گینڈا انکا لا پکارکر آواز دی او جوان نبیرۂ حمزہ میرے
مقابلے مین آ ایرج نے مرکب اڑایا اقتباس نے جو جمال بے مثال ایرج دیکھا
کہا اے شہریار آپ کو کچھ جان کا خوف نہ ہوا او رمیرے مقابلے مین چلے آئے آپ نے
خبر سُنی ہوگی کہ جو میرے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا آپ کیونکر بچین گے ایرج نے جواب دیا
کہ اے جوان اسقدر غرور زیبندہ نہین وارکر یہ میدان کارزار ہے مین تیری جُرأت کا
مشتاق ہون اقتباس گینڈے سے کود پڑا کہا مین آپ سے کیا مقابلہ کرونگا یہ تو
سُن چکا ہون کہ آپ نے زمانۂ جہالت مین اٹھارہ ہو ملک باختر کی سیر کی اور قلعۂ
ذوالامان پر جاکر لڑے اکثر مسلمان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے لہذا مین عاشق
جمال ہون اور چاہتا ہون آپ کی قدمبوسی کرون ایرج گھوڑے سے اُترے
اقتباس کو گلے سے لگا لیا اقتباس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اقتباس کو ساتھ
لیا قلعۂ اقتباس مین داخل ہوے اُن دونونکو قید سے رہا کیا ظہیر تاجدار کے فرزند
گلزار تاجدار و نازک اندام کا عقد کیا ایرج اُترے ہوے ہین کہ ایک روز
اقتباس گھبرایا ہوا آیا کہا اے شہریار میلان سرکش ایک پہلوان ہے کہ اُسکو اپنی
جرأت پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے لشکر لیکر آیا ہے
میری بیٹی کو مانگتا ہے ہر چند کہ مین نے جواب کہلا بھیجا ہے مگر وہ نہین مانتا آمادۂ حرب و
پیکار ہے آپ چلکر سمجھا دیجیے ایرج نے کہا کیون سمجھاؤن طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آنے دو تم جاکر یہ جواب دو کہ میدان کارزار مین طبل جنگی بجوا کر آ مین وقت پر
ضرور آجاؤنگا آکر مقابلہ کرونگا یہ فرما کر طرف صحرا کے واسطے شکار کے روانہ ہوے
اقتباس پہاڑ سے اُترا میلان سے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر
مجھکو زیر کروگے تو بیٹی دونگا میلان نے طبل جنگی بجوایا جا شبین مین طبل جنگی بجے
صبح کو خوشی خوشی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے اقتباس میرے مقابلے
مین آؤ اقتباس نے قصد کیا کہ مقابلۂ میلان مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھی

دیکھا کہ ایک نقابدار نیلم پوش مقابلہ میلان مین پہونچا میلان نے کہا کہ او نقابدار
تو کون ہی نقابدار نے کہا تیری جان کا ملک الموت ہون او دشمن خدا اسُن چکا کہ
نازک ادا کا عقد ہوگیا اور پھر اُسکو مانگتا ہی وہ کیونکر دے سکتا ہی اگر مجھپر غالب آ
تو البتہ ساتھ نازک ادا کے عقد ہو جائیگا میلان نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
میلان کے نکلگیا میلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کئی ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے
ایرج نے وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا میلان لپٹ پڑا گھوڑے سے اُترے
آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر میلان لڑا دوپہر بجے ایرج کو ریلکر لے دوڑا
ساتوین قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا ایرج کا جھکا میلان آکر اوپر چھایا مگر
اقتباس حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی کہ جو میلان سے لڑ رہا ہی افسوس معلوم
نہین کہ آقا پر کیا گذری کہ مدد کو نہ آئے میلان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر کئی زور کیے
مگر لنگر کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اور کہا اے جوان اب تیرے زور کا
مشتاق ہون نقابدار نے اپنے مقام سے اُٹھکر دونون مونڈھے میلان کے
تھامے ریلکر لے دوڑا چند قدم لاکر ہکا مارا میلان کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوے چاہا لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا میلان نے
پکارکر آواز دی کہ اے نوجوان الامان تیری اطاعت کرتا ہون مگر امیدوار ہون
کہ تیرا جمال جہان آرا دیکھون تو دل سے اطاعت کرون نقابدار نے نقاب
چہرے سے ہٹائی اقتباس نے دیکھا کہ آفتاب جمال طالع ہوا نگاہ پڑی ایرج نوجوان
کو دیکھا میلان قدمون پر گر پڑا کہا مین دل سے اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون حضور
کے ساتھ رہون ایرج نے گلے سے لگایا میلان بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
اُن جوانون کو ساتھ لیا اقتباس و میلان و ظہیر تاجدار و گلزار تاجدار وغیرہ
ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ ہوا ایرج نے کہا مقابلہ مین مہران تاجدار کے چلونگا جسے
گوارا ہو وہ میرے ساتھ چلے یا تو طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرونگا او ریا پھر اپنی

جان دونگا سرداروں نے عرض کی غلام سرکار کے ساتھ ہین لیکن مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ حضور گرفتار ہو جاوین میلان نے عرض کی کہ غلام یہ تو نہین جانتا ہی کہ لوح کہان ہی اور طلسم کہان ہی مگر میرے ملک کے قریب صحراے سبزہ زار ہی لوگ بیان کرتے ہین کہ اس صحرا سے ابتداے طلسم ہی لہذا اکثر جو صحرا مین گذر ہوا تو شب کو گانے کی آواز آتی ہی پریزادون کا جھرمٹ ہوتا ہی اکثر غلام کے بزرگ اس جلسے مین شریک ہوے مگر مین بہ سبب خوف کبھی نہین گیا کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤن اسی خیال سے غلام آیا تھا کہ سرکار کو ہمراہ لے چلیگا ایرج نے کہا ای میلان مین یہ آرزو رکھتا ہون کہ جان جاے مگر طلسم فتح ہو میرا ہمچشم آیا ہوا ہی دربندون کو فتح کرتا پھرتا ہی اگر مین قید سے نہ رہا کرتا تو قتل ہوتے مین نے کس دھوم سے رہا کیا مجھسے ملاقات بھی نہ کی احسان بھی نہ مانا مگر وقایع نگار اس معرکے کو لکھین گے تب لوگون کو ظاہر ہوگا کیون ای مہتر شاپور صحراے میلان مین چلون شاپور نے کہا تکیہ پروردگار پر رکھیے آپ ہمیشہ انپر غالب رہین گے آپ کے والد نامدار ہمیشہ بدیع الزمان پر غالب رہے آپ انپر غالب رہین گے ایرج نوجوان نے سرداران نامور کو لیکر کوچ کیا چوتھے دن صحرا مین آکر لشکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی اس مین ایرج نوجوان پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند نئے انداز سے گا رہا ہی نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ... سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر ... ہمارے اسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو ... دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

چنی افشان جو پیشانی پر اسنے چاندنی چھٹکی ... ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا ... شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

ڈراتا ہی کسے ای شیخ تو نار جہنم سے ... سمندر موج مارے گر پچھوڑون پاٹ دامن کا

سمجھتے تھے نہ ہم اتنا در انداز ای جنون تجھکو ... گریبان سے تعلق ہوگیا موقوف دامن کا

در فردوس پر رضوانسے رخصت کون لیتا ہی
یقین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی
نہین ہمسا گنہگار ای فلک کوئی زمانہ مین
ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے مجھکو
مجھے بھی گر کسی نے مجلسے مین حشر کے پوچھا
کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے

سمجھتا ہون مین گھیل اک پچھاندنا دیوار گلشن کا
دل صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا
ہمارے مُردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
نوشن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا
گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش پنے جوشن کا

ایرج نے جو یہ اشعار عبرت آمیز سُنے گھبراکر اُٹھے ہتھیار لگاکر باہر نکلے دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہو رہا ہی ہر خیمے سے آواز گانے کی آرہی ہی ایک خیمہ جو سامنے تھا اُسکا پردہ اُٹھا ایک نازنین گلپوش خیمے سے نکلی ایرج کو آکر سلام کیا کہا ای شہریار آپکو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین دیر سے آپ کی مشتاق ہین مین آپ کو لینے آئی ہون ایرج اُس نازنین کے ساتھ خیمے مین آئے دیکھا ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اور کئی ہزار پریزادان دُر در گوش مرصع پوش جمع ہین اور مسند پر ایک شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ خاموش بیٹھی ہی جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اُس نازنین نے پُکار کر کہا تشریف لائیے مین کئی دن سے آپ کی مشتاق ہون ایرج پہلو مین آکر بیٹھے اُس نازنین نے جام لبریز کیا ایرج کو اُسکا جام دینا ایسا پسند آیا کہ جام پی گئے جام پیتے ہی اُس نازنین نے پوچھا کہ کیونکر آپکا اتفاق اس صحرا مین ہوا ایرج نے کہا مین فکر فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی مین نکلا ہون چاہتا ہون کہ لوح حاصل کرون یہ سُنکر اُس نازنین کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا ای شہریار تصور فرمائیے بقول شاعر ؎ مثل آپ پر صادق ہی۔ ایاس حد خود را بشناس ؎ اس طلسم مین ہزارون آفتین ہین خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم بلاے روزگار ہی کیا ممکن ہی کہ اُسکے ملک مین غیر کا گذر ہو نہ کہ آپ کیون اپنی جان دینے کا ارادہ کرتے ہین ابھی تک خیر ہی پلٹ جائیے ایرج نے کہا جان سے جانا قبول ہی مگر فکر فتاحی طلسم سے منھ نہ پھیرون گا انشاء اللہ اُس تنگ پیشانی کو جاکر قتل کرونگا وہ نازنین جھلّا کر اُٹھی کہا

اب مین تو جاتی ہون آپ کو اختیار ہی ایرج نے اُٹھکر ہاتھ تھامنا چاہا کہ نہ جانے دون وہ دوڑ کر چلی ایرج جیسے ہی جھپٹے مہر فرش کی ٹھوکر لگی کہ گر کر بیہوش ہوے جب نسیم سحری چلی تو ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو چھپر کھٹ پہ پایا شاپور رہ اسکے جگانے کو آیا دیکھا شاہزادہ جوڑا بھاری پہنے ہوے عطر سہاگ ملا ہوا شاپور حیران ہو گیا کہ یہ سامان کہانسے آیا اسنے شاہزادے کو جگایا جب شاہزادہ اُٹھا تو لباس کو دیکھکر یہ بھی حیران ہو گیا شاپور نے پوچھا کیون آقاے نامدار یہ لباس کہان سے آیا شاہزادے نے کہا اے شاپور رات کو ایک جلسے مین شریک تھا اُس جلسے کی تعریف نہین کر سکتا میری بیہوشی مین شاید ملکہ نے یہ لباس پہنایا اور عطر وغیرہ لگایا مگر بڑی شوخ تھی جب وہ چلی تو مین اُسکے پیچھے چلا مہر فرش کی ٹھوکر جو لگی گر کر بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا مقدمات طلسمی شروع ہو گئے خدا انجام بخیر کرے شاپور نے کہا اب ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ آپ کی گرفتاری کی تدبیر ہو تو غلام کیا فکر کرے گا خدا کرے بندگان عالی پر کوئی تکلیف ایسی نہ پڑے کہ جس سے حضور عاجز ہون ایرج نے کہا اے شاپور شب کو وہ سامان دیکھا ہی کہ جسکی یاد مین دل تڑپ رہا ہی بقول آتش

نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا | بلبل مست سے سوداے گلستان نہ گیا
حُسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق | زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا
ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی | ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے | رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
مُرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاؤس | چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا میکش | شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
خاک پا تونے نہ اُس عیسیٰ نفس کی جھڑکی | باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
مجھسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دُنیا مین | کونسی مجلس ماتم ہین مین مہمان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین تر کین | تمسے شرمندہ مین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش	بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

دن بھر ایرج اسی طرح پریشان رہے شام کو شاپور نے اپنے ہاتھ سے شراب وغیرہ پلائی اور کہا چلکر آرام فرمائیے آخر شاپور بھی اُسی مقام پر لیٹا اور سو گیا اب جو ایرج نے دیکھا کہ شاپور سو گیا دبے پانوں اُٹھے باہر بارگاہ کے آئے نکلکر دیکھا کہ صحرا مین وہی روشنی ہی خیمون سے آواز گانے کی آرہی ہی ایرج چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ وہی ایک کنیز بُلانے کو آئی کہا چلیے آپ کو جلسے والون نے بُلایا ہی ایرج اُسکے ساتھ گئے ایک خیمۂ اطلس مین پہونچے اندر جا کر جلسہ دیکھا کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال مسند پر بیٹھی ہی اُس نازنین نے استقبال کیا ایرج کو لا کر مسند پر بٹھایا باتین میل کی کرنے لگی ایرج نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھاری محبت سے افسوس ہوتا ہی کہ تم ہمکو تڑپتا چھوڑ کر چلی جاؤ گی اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا مین مطیع ہون مجھے آپ کی بے رُخی کا خیال ہی کل آپ جس جلسے مین رہے آج اُسکو فراموش کیا مجھکو خوف آتا ہی کہ آپ اسی طرح مجھکو بھی فراموش کرینگے ایرج نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہم بیوفا نہین ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت نہایت سجا ہوا اُسپر ایک نازنین جلوہ فرما تھی نہایت حسین وجمیل آکر پہونچی اور آتے ہی ایرج کو سلام کیا ایرج اُسکا جمال دیکھکر بیہوش ہو گئے نازنین اوّل کو بھول گئے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ مجھکو گل اندام کہتے ہین مین آپ کو سمجھانے آئی ہون کہ آپ پلٹ جائیے طلسم کے جھگڑے مین نہ پھنسیے ایسا نہو کہ شاہان طلسم آپ کے دشمن ہو جاوین ایرج نے تامل کر کے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی آپ نے سمجھایا مگر مین عہد کر چکا ہون کہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگا میرا ہمچشم اس طلسم مین آیا ہی مین اُس سے چشمک رکھتا ہون اُس نازنین نے زانو پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار اگر میرا کہنا نہ مانیے گا تو بہت پریشان ہو جیے گا ایرج نے پھر وہی جواب دیا بس وہ نازنین اُٹھی اور کہا صاحب مین گشت کو آئی تھی تمکو اسکر اس آفت مین دیکھا اِسوجہ سے سمجھایا نہین مانتے تو رنج اُٹھاؤ گے اب مین تو

رخصت ہوتی ہون ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم ہین ابھی نہ جانے دونگا ایک کنیز پہلو سے آئی اُسنے ایرج سے اِشارہ کیا کہ اِنکو اپنے مقام پر لے چلیے ایرج نے کہنے سے کنیز کے ہاتھ اُسکا نہ چھوڑا کہا ہمارے مقام پر چلیے وہان بلاتکلف کی صحبت ہوگی وہ نازنین ایرج کے ساتھ ہوئی وہ نازنین جو مسند پر بیٹھی تھی اُسنے کہا اے گل اندام کہان جاتی ہو ایسا نہ ہو کہ تم پر کوئی اُفتاد پڑے اور جسکے ساتھ چلی ہو یہ بھی پھنس جاوین اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے دلدار پریزاد اِنکا کہنا کیونکر رد کرون ایسا نہ ہو اِنکے دل نازک پر صدمہ پہونچے مین بعد تھوڑی دیر کے چلی آئونگی ایرج اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیرون بارگاہ آئے پلٹ کر دیکھا وہ خیمۂ اطلسی ندارد اُس نازنین نے کہا اے شہریار دیکھیے خرابی شروع ہوگئی ایسا نہ ہو کہ عفریت طلسم آجائے تو کچھ نہ بن پڑے گا ایرج نے کہا مین دیو بند دیوکش ہون وہ کنیز جسنے اِشارہ کیا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے ہے اِشارہ کر رہی ہے کہ اپنی بارگاہ مین چلیے اب ٹھہریے نہین ایرج اُس نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے مسند پر لا کے بٹھایا وہ کنیز بھی سامنے بیٹھی ہے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

غم سوا عشق کا مآل نہین — کون دل ہے جو پائمال نہین
حُسن پر آپ ہین عبث مغرور — کون شے ہے جسے زوال نہین
حُسن مین بال کا نہین ہے فرق — کمر یار دیکھ بھال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے — اُنکو مطلق مرا خیال نہین
زخم کے مُنھ سے بات کیا نکلے — لال ہے طاقت مقال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یانتک — آرزوے شب وصال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے — وصل کا آپ سے سوال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال نظام — ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کہ ایک آواز ہیبت ناک آئی وہ نازنین جو گا رہی تھی یہ کہکر بھاگی کہ اے شہریار

ہوشیار ہو جائیے ایرج نے دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا کر ایک دیو مہیب صورت آیا
اور للکار کر کہا کیون گل اندام تو پاس دشمن خداوند کے بیٹھی ہی تجھکو کچھ خوف نہین
شاہ طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے اُس دیو نے کچھ اشارہ کیا کہ تلوار
ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی ایک پنجہ کمر مین اُس نازنین کی دیا اور دوسرا کمر مین
ایرج کی دیا اور اس زور سے چیخ ماری کہ زمین ہلگئی ایرج اور نازنین کو لے اُڑا
تموج ہوا سے آنکھین بند ہو گئین دیو لے چلا وہ گائن کی صورت بنا ہوا شاپور
تھا اسنے بہت جستجو کی اور چاہا پیچھے جاؤن مگر تھوڑے عرصے مین وہ دیو نظر و نسے
غائب ہو گیا شاپور ناچار صبح کو بہ خدمت میلان آیا سب سردار جمع ہوے
شاپور نے سب معرکہ بیان کیا میلان نے کہا مین تو منع کرتا تھا مگر شاہزادے نے
نہ مانا اب سوا ے طلسم کشا کے کوئی انکو رہا نہین کر سکتا اور بادشاہ طلسم کو بڑی
کوشش ہی کہ یہ لوگ بھی طلسم مین آئے ہین انکو گرفتار کر کے قتل کر دون دیکھیے کیا ہو
شاپور نے کہا آپ لوگون کو اختیار ہی مین جاتا ہون جا کر سعد شہریار سے اطلاع
کرون کہ وہ انکی رہائی مین کوشش کرین سب سردارون نے کہا ہم اسی مقام پر
ٹھہرے ہین جیسا کچھ اتفاق ہوگا اُسکو دیکھین گے شاپور سب کو ٹھہرا کر اسباب
عیاری سے آراستہ ہو اسعد شہریار کی تلاش مین چلا ایک مقام پر پہونچا دیکھا
لشکر اُترا ہی فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان
اِس مقام پر فروکش ہین اور مینوش شیرین کلام منتظم لشکر ہین شاپور بلا تکلف
بہ صورت اصلی سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے شاپور کو گلے سے لگا لیا
پوچھا کہ ہمارا برادر کہان ہی شاپور نے کہا وہ گرفتار طلسم ہو گئے سب معرکہ بیان
کر کے کہا مین بہ خدمت سعد شہریار جاتا ہون کہ جا کر اُنسے اطلاع کرون کہ وہ فکر
رہائی مین مصروف ہون ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کوئی معرکہ گذر جائے نور الدہر
نے کہا مین تو برا ے مقابلۂ مہران شعبدہ باز جاتا ہون مینوش بھی قریب نور الدہر
بیٹھی ہی کہ وہی صدا ے مہیب آئی شاپور ایک جانب بھاگا مینوش کانپ رہی تھی

شاپور نے دور سے دیکھا کہ وہی عفریت آکر پہونچا اور چاہا نور الدہر کو گرفتار کرے مینوش نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ سینے پر دیو کے پڑا اور توڑ کر پشت کے پار گذرا مگر وہ دیو نہ گرا پھر طرف مینوش کے جھپٹا مینوش نے جھپٹ کر دوسرا گولہ مارا سات گولے دیو پر مارے جسم مین دیو کے سوراخ پڑ گئے مگر زور دیو کا نہین کم ہوتا بھی قصد کرتا ہے کہ مینوش کو گرفتار کرلون جب آٹھوان گولہ مینوش نے نکالا دیو نے اُن سوراخون پہ ہاتھ پھیرا ہر سوراخ سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو آنکھ مین نور الدہر اور مینوش کی لگا دونون لڑکھڑا کر گرے دیو نے دونونکو اُٹھا لیا اور کل سرداران نور الدہر کو لیا شاپور یہ سب معرکہ دیکھا کیا غرض وہ دیو سب کو لیکر اُڑ گیا شاپور نے چاہا پیچھا کرون مگر وہ غائب ہوگیا شاپور شیر دل مجبور و ناچار افسوس کرتا ہوا تلاش سعد شہریار مین چلا کہ ذکر اسکا وقت پہ تحریر کیا جاویگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان سعد شہریار کہ مع سرداران نامی طرف مہرانیہ کے چلے مین مہران سے مقابلہ پڑنا و فیروزہ کی عیاری و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغرِ بے عدیل — کہ مجبور رکھین گے مُوکی سبیل
سُن اے ساقی بیخبر بادہ نوش — کہ رندون کو ہے جوش مین خروش
تری مہر و اُلفت کا خواہان ہون مین — سمجھنا نہ تو آج بیجان ہون مین
مرا کلک ہے رُستمِ داستان — کہ ہے آج یہ بر سرِ امتحان
اگر زور دکھلائے میرا قلم — تہور شعاری پہ مارے قدم
کہان رُستم و زال و افراسیاب — ہوے دہر کی بے رُخی سے خراب
کبھی آجتک یہ نہ سامان ہوا — کہ رُستم کو ہو کلک سے بھی دغا
اگر دشتِ ہیجا مین آئے قلم — تو ہو شور اُسکا بیانِ عدم

سعد اشہب کلک جولان رہا	کہ فتح وظفر کا بھی سامان رہا
کبھی اپنے پیچھے نہ پھیرا قدم	قلم ہی قلم ہی قلم ہی قلم
اُٹھا ابر تاریک با شاد و بد	کرین آکے ہیجوار ہیری مدد
یہ جھُرمٹ جو انونکے بیجا نہین	کسی نے یہ سامان دیکھا نہین
کہ ہون جمع ہیجوار فرخ نژاد	کہ ہو ذکر مواد رہ ہو وین نشاد
اسی فکر مین چست وچالاک ہین	کہ ہیجوار ہین اور بیباک ہین
چل اے کلک شیرین زبان بیدریغ	قمر کی زبان ہی کہ چلتی ہی تیغ

چہرہ رائمان اخبار طلسمات ونیرنگ سازو ساحران مکارہ وغدارہ وشعبدہ بازاس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور کردن محفل داستان ✦ کہ ہی طبع موزون کا پھر امتحان ✦ سعد شہریار مع یاسمن رنگین پوش منزل بہ منزل آتے آتے سامنے مہر انیہ کے پہونچے مہران شعبدہ باز بالاے قلعہ بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک لشکر جرّار و سردارہ ان نامدار اور سعد شہریار قریب صحرا آکر پہونچے مہران نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلّایا بکبلا کر قلعے سے اترا بارگاہ مین آیا سرداروں سے صلاح کرنے لگا کہ یہ مسلمان اپنے دل مین کیا سمجھے ہین کہ لشکر لیکے آئے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا بھاگنے کا بھی راستہ نہ دونگا وہ سحر کرون کہ سعد شہریار کا ہاتھ نہ اُٹھ سکے سرداروں نے کہا اگر آپ حکم دین توسب کو گرفتار کرلا دین مہران نے کہا بیشک جاؤ سب کو گرفتار کرلاؤ وہ قیدی تو روانہ ہو گئے یقین ہی کہ شاہ طلسم نے اُنکو قید کیا ہو طومار جادو اپنے مقام سے اُٹھا ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر بیرون قلعہ آیا سعد نے دیکھا کہ لشکر ساحران مقابلے مین آگیا فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار مین فکر مین اُس مردود کی جاتا ہون اگر بنتا ہی تو گرفتار کرکے لاتا ہون سعد نے فرمایا اے فیروزہ عملداری ساحرون کی ہی جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا اگر خدا نخواستہ تم گرفتار ہو گئے تو بابت خرابی ہوگا پھر کون ہماری خبر لیگا اور زیادہ ساحر دباؤ ڈالین گے ظلم وبدعت سے

مطلب نکالینگے فیروزہ نے عرض کی غلام آپ کا خوب سمجھے ہوے ہی خدا قبلہ وکعبہ
کو سلامت رکھے سب کچھ تعلیم کیا ہی آیندہ خدا کے اختیار ہی یہ کہکے بانہاے عیاری
سے آراستہ ہوا طرف لشکر طومار کے چلا مگر طومار لشکر کو اُتار کر خود تنہا چلا صحرا مین
پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک مالن آتی ہی چنگیر پھولون کا ہاتھو مین اور گلنار
ساری آدھی باندھے آدھی اوڑھے گجرے پھولون کے ہاتھون مین لپٹے ہوے
طومار کو دیکھکر چاہا راہ کترا کر نکلجاؤن کمر کو لچکاتی ہوئی چلی تھی کہ طومار کے دل کو
بیکلی ہوئی آخر پکار اُٹھا کہ اے بی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ ہمین کچھ بات کرنا ہی
مالن نے پلٹ کر دیکھا غنچۂ دہن وا ہوا کہا کیون صاحب کیا ہی راہ گیر کو کیون ٹوکا
کیا اس طلسم مین لوٹ ہی مین اپنے کار ضروری کو جاتی ہون مجھے ٹھہرنے کی مہلت
نہین طومار جھپٹ کر قریب آیا مالن بھی ٹھہر گئی پھول کر بولی کہو کیا کہتے ہو طومار
نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی مالن نے کہا سکھ دیا میرا نام ہی میری دیورانی کو دردزہ
لگا ہی مین دعا کرنے جاتی ہون کہ جا کر خداوندون سے عرض کرون کہ مشکل آسان
ہو آج تیسرا دن ہی کہ درد کے مارے تڑپ رہی ہی بس اب جاؤ مجھسے بات نہ کرو
مجھے زیادہ فرصت نہین ہی طومار نے کہا ذرا درہ کوہ مین چلو مین تمسے دو باتین
کرونگا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا مالن نے کہا چلو کیا مجھے کھا جاؤگے مین ڈرتی نہین یہ
کہکر ساتھ طومار کے درہ کوہ مین آئی ہاتھ مین جو تھال تھا وہ رکھدیا طومار نے
ایک ہار اُٹھایا اُسے سونگھنے لگا جیسے ہی سونگھا بوجو دماغ مین پہونچی چرخ مار کر
گرا بیہوش ہوگیا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو تھال وغیرہ پھینک کر طومار جادو
کا پشتارہ باندھا جلدی مین سوزن دینا بھول گیا یہان دربار مین سعد شہریار
بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی اُستاد ایک پشتارہ لیے ہوے آتے ہین باہمن نے
کہا معلوم ہوتا ہی کہ طومار بر پنجہ قابض ہوگیا یہ ذکر تھا کہ فیروزہ طومار کو لیے ہوے
بارگاہ مین آیا طومار کو لاکر ستونون سے باندھا سعد شہریار نے کہا کہ ای فیروزہ
اسکو ہوشیار کرو فیروزہ نے ہوشیار کر دیا طومار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ مین تو

دربار مین سعد شہریار کے ہون یاسمن نے پکار کر کہا کہ ای طومار قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم گرفتار ہوگئے بہتر یہ ہی کہ اطاعت کر و طومار نے دیکھا کہ میری زبان مین سوزن نہین ہی جھلا کر جواب دیا او جعلساز د ھگڑے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی یاسمن نے چاہا اپنے مقام سے طومار پر سحر کرے فیروزہ نے دیکھکر کہا افسوس سوزن وینا مین نے فراموش کیا طومار پھند لیسے نکلگیا جھپٹ کر سعد پر گرا پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑا یاسمن نے للکارا کہ او دشمن خدا اِس شہریار کو تو کہان لیے جاتا ہی یہ کہکے جھولی سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طائر اُسکا بنا کر کچھ سحر کیا کہ وہ طائر اُڑتا ہوا سر پر طومار کے آیا مثل انسان کے آوازین دینے لگا اور گرد سر چرخ مارتا تھا اور چہکارتا تھا کہ اُسکی آواز سے یہ اشعار پیدا ہوتے تھے نظم

خون فشان چھالے ہین مثلِ چشمِ گریان پانؤن مین
خارِ صحرا نکلے چبھ چبھ کے مژگان پانؤن مین

جھک گیا ہون ضعف سے راہِ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خارِ مژگان پانؤن مین

ہون وہ وحشی وحشت آبادِ جہان مین آجکل
آبلونکے بدلے ہین چشمِ غزالان پانؤن مین

ضعف مین بار قبا اُترا پر ای دستِ جنون
بنگئی بیڑی مری طوقِ گریبان پانؤن مین

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے طومار جادو جھومنے لگا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپکو دیکھنے آیا تھا یاسمن نے کہا اگر ہمارے خواہان ہو تو مہران تاجدار کا سر لادو یہ سنکر طومار جادو نے سعد شہریار کو چھوڑ دیا جھومتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مرگ سے بدتر تر بس احوال مجھ مجنونکا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اِک شیون رہا

باغِ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محوِ گلِ سوسن رہا

صورتِ عاشق سے دربردہ اُسے بھی عشق ہی
غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

چہرے کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغِ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑ کر آنکھین اُسکی بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اِک پری کا دستِ نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جبتک رہا تیرے جلو مین الجھون ۔۔۔ مین گریبان چاک بھی باندھے ہوے دامن رہا
سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی ۔۔۔ موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اُس ماہ رو کو غش رہا دو دو پہر ۔۔۔ حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے ۔۔۔ دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

مہران شعبدہ باز اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور یہی ذکر کر رہا ہی کہ طومار نے آفت برپا کی ہوگی سب کو گرفتار کر کے لاتا ہوگا کہ در بارگاہ پر غل ہوا ہر کارون نے بڑہکے عرض کی کہ ای شہنشاہ طومار جادو دیوانہ وار وحشی مثال تلوار کھینچے ہوے غصّہ مین چہرہ سرخ ہو رہا ہی آپ کو گالیان دے رہا ہی صدہا ملازم اُسنے قتل کیے ملازم روک رہے ہین مگر وہ نہین رُکتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مہران اُٹھا در بارگاہ پر آیا طومار نے جو مہران کو کھڑے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او نالایق کیا دیکھ رہا ہی تو میری معشوقہ کا دشمن ہی تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا وہ دُلھن بنی بیٹھی ہوگی اُسنے تیرا سر مانگا ہی مین خاص اِسی واسطے آیا ہون کہ تیرا سر لیجاؤن کہ وصل سے کامیاب ہولے مہران نے ہنسکر کہا کہ یہ دیوانہ بے سبب ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کسی نازنین کے سحر مین ہی پکار کر پوچھا کہ ارے تیری معشوقہ کا کیا نام ہی طومار نے کہا کہ او بیحیا تو نہین جانتا ملکہ یاسمن رنگین پوش تیری دختر اُسنے تیرا سر مانگا ہی مین سر لیکر جاؤنگا مہران بڑھا قریب طومار کے آیا طومار نے ہاتھ تلوار کا مارا مہران نے کلائی پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہ سر طومار کا اُڑ گیا مار کر طومار کو بڑا افسوس کیا کہتا تھا بڑا سردار مارا گیا اب اور کوئی سردار جائے شہپال آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام جاتا ہی مہران نے خلعت دیا شہپال چلا جب لشکر مین آیا غل ہوا کہ شہپال آسمان سیر افسر قرار پایا فیروزہ نے جو خبر سُنی اُٹھا کہا غلام جاتا ہی ملکہ یاسمن نے کہا کہ ای فیروزہ بڑی جنگ پڑیگی مہران بڑی فوج رکھتا ہی دمبدم سردار آوینگے کس کس پہ عیاری کروگے یہ سُنکر فیروزہ نے کہا مین اُسکا فرزند ہون جسنے طلسم ہوشربا کو فتح کیا افراسیاب کو عاجز کر دیا انشاء اللہ یہ شاہزادہ اپنے زمانے کا صاحبقران ہی ویسا ہی معرکہ یہان

بھی پہونچیگا سہران کو عاجز کرونگا ساحر شہور نے نہ پائیگا یہ کہکے چلا کہتا ہو کہ نئی بات یہ ہو کہ
ہمارے شہریار نے کوئی طلسم آجتک فتح نہین کیا پہلے پہل طلسم پر ہاتھ ڈالا ہو خدا انکو
مظفر و منصور کرے اور یہان سے طلسم فتح کرکے پلٹین اور لشکر مین اپنے داخل ہون
آخر فیروزہ لشکر سے نکلا لشکر شہپال مین پھرنے لگا دیکھا ایک سردار پھر رہا ہو اُسکے
سامنے آیا جھک کر سلام کیا اُس افسر نے پوچھا تیرا کیا نام ہو فیروزہ نے کہا میرا نام
جہان گشت جادو ہو حضور کے پاس حاضر ہوا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے
ساتھ رکھیے اُس افسر کا نام گلفام جادو ہو اُسنے کہا اے جہان گشت کسکے یہان تم
ملازم رہے کہان کہان نوکری کی فیروزہ نے کہا اول بادشاہ طلسم ہوشربا کا ملازم
تھا بربادی ہوشربا دیکھی وہان سے بھاگ کر نور افشان مین آیا اُسکو بھی تباہ ہوتے
دیکھا پھر وہان سے طلسم ہفت پیکر مین آیا مسلمانون نے اُسکو بھی برباد کیا وہانسے
خیال سکندری مین پہونچا القراط ثانی مالک طلسم تھا وہ بھی اِن خداپرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا اب مدت سے آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار رہون ہرچند
کہ میرے ملازم کرنے سے کوئی نفع نہین مگر اِتنا فائدہ ہو کہ اگر مین حاضر رہونگا تو
کوئی عیار نہ آسکیگا عیار کو خوب پہچانتا ہون گلفام نے کہا چلو تمھارا نام لکھوا دین
ساتھ لیکر کچہری مین آیا نام لکھوایا خال وخط بھی لکھوا دیا رات کو گلفام نے کہا میری
بارگاہ مین رہنا جہان مین سوؤن وہان سونا عیارون کا انتظام تمھارے سپرد ہو
فیروزہ نے کہا رات بھر جاگونگا مگر ملازمون کو حکم ہوجائے کہ جسپر اِشارہ کرون
اُسکا فوراً اسر کاٹ لین زندہ نہ چھوڑین گلفام نے ملازمون کو حکم دیا کہ جہان گشت
جسکو اِشارہ کرے اُسکو فوراً قتل کرنا عیارون کا انتظام ہوجائے تو کل سے
جنگ آغاز کرون دیکھون تو بی بی باسمن کیا کرتی ہین یقین ہو کہ عاجز ہوکر بھاگین
صورت نہ دکھاوین فیروزہ پہرے پر بیٹھا جو ساحر نکلا ساحرون سے اِشارہ کردیا
کہ اِسکو مار لو ساحرون نے اُسے گولے مار کر مار لیا جب دس بارہ جادوگر مارے گئے
اور صورت تبدیل نہ ہوئی تو ایک خدمتگار نے گلفام کو جگایا اور تمام کیفیت یہ

بیان کی کہا حضور ہمارے لشکر کے ساحر قتل ہورہے ہین کوئی عیار تو ان مین نہ تھا
بعض سحر سے لڑے بھی ہمکو حال کھلگیا کہ ہمارے ہی ہمراہی تھے فیروزہ نے جو دیکھا
کہ گلفام کو سمجھا رہا ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا او خدمتگار کیون افسر کو ستاتا ہی انکی نیند
مین فرق آتا ہی اپنو لاشے پھکوا دیے صبح کو دیکھ لینا حال کھلجائیگا گلفام بھی نیند مین تھا
یہ کہکر لیٹ رہا کہ صبح کو سمجھا جائیگا جہان گشت نے خدمتگارون سے کہا باہر ٹھہرو ایسا
نہ ہو کہ کوئی عیار نقب دیکر آئے خدمتگار باہر گئے فیروزہ نے گلفام کو بیہوش کیا اور
چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا آپ بشکل گلفام پلنگ پر سویا جب
صبح ہوئی تو افسرون نے آکر کہا ہمارے رسالے کے تین جوان مارے گئے کسی نے
کہا ہماری پلٹن کے دو جوان مارے گئے فیروزہ نے کہا بارہ سمجھا جائیگا ان بارہ
ساحرون مین کوئی تو عیار ہوگا دیکھو آخر جہان گشت چلا گیا لباس لاؤ مین برائے
سلام شہپال جاؤنگا آج صلاح کرکے طبل جنگی بجوائین مقابلہ پڑے خیر خواہی ظاہر
ہو افسر اعلیٰ بھی ہماری جانبازی سے ماہر ہو جھولی بائین ہاتھ پر ڈالکر شہپال کی
بارگاہ مین آیا شہپال نے پوچھا کہ ای گلفام شب کو تمھاری بارگاہ پر کیا تلاطم تھا یہ سنکر
گلفام نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران کچھ جادوگر باغی ہوگئے تھے
انکو شب کو قتل کیا مین آٹھ پہر انتظام مین رہتا ہون کہ کوئی ساحر میل نہ کرنے پائے
دیکھیے دختر شاہ جاکر ملگئین طومار جادو کو کیونکر قتل کرایا اب مجھکو حکم ہو کہ جاکے
لشکر دشمن کو تباہ کرون کوئی زندہ نہ بچنے پائے شہپال نے کہا مین اسی فکر مین ہون
کہ مسلمانون کو مٹاؤن مگر کوئی بات نہین نکلتی پی یاسمن رنگین پوش وہ شہزادی
ہی کہ جسپر قدرت عاشق ہین اور ہر روز پوچھا کرتے ہین کہ یاسمن گرفتار ہوئی مین
جانتا ہون جسدن گرفتار ہوگی اپنے سامنے بلوائین گے اور سمجھائین گے یقین ہی
یاسمن بھی قدرت کو قبول کرے اسی فکر مین ہون کہ اول یاسمن کو گرفتار کرون
تو دل کو آرام ہو پھر گلفام نے کہا آج جلسہ آراستہ کیا جائے صحبت عیش و نشاط
ہو شہپال نے کہا اختیار ہو گلفام نے جلسہ آراستہ کیا تمام سردار آکر بیٹھے پایان

بجانے لگا شہپال نے پوچھا اِسکا شوق کب سے ہوا گلفام نے ہنسکر کہا اِسکا حال نہ پوچھیے شب کو جمشید اول کو خواب مین دیکھا بہ کمال عنایت فرما گئے مین نے سرکار سے ذکر نہین کیا ورنہ مجھکو بائین سے کیا کام دیکھیے کیا ہاتھ مین تاثیر ہی اب گانا سنیے یہ کہکر سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانا شروع کیے **نظم**

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بُت و زنار توڑ کر
جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے +
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ چُست کی
سچ ہی یہ بات کرتی ہی ورزش بدن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹیے گلا
آراستہ ہی گور ہماری کفن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہی وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہی باغ مین
تا حال ہی دماغ ہوا ے چمن درست

اِس رنگ مین فیروزہ نے یہ اشعار گائے کہ شہپال خوش ہو گیا کہا ای گلفام قدرت تمکو بڑا کمال دے گئے گلفام نے کہا کیا بیان کرون کہ کیا کیا باتین قدرت نے بتائین آخر مین یہ کمال مرحمت ہوا آج سب رنگ حضور کے سامنے ظاہر کرونگا اور آپ کو خوب راضی کرونگا کلید میخانہ مجکو دیجیے شہپال جانتا ہی کہ پُرانا سردار ہی کلید حوالے کر دی فیروزہ نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا بیہوشی بخوبی ملا دی کئی سو گلابیان لیکر بارگاہ مین آیا سب تعریفین کرتے تھے کہ گلفام بڑا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا جی چاہتا ہی کہ شراب پیجیے گلفام نقلی نے کہا کہ صاحبو

کیون گھبراتے ہو سب کو پلاؤنگا لشکر والون کو بھی تقسیم کرونگا جب مین ساقی ہون
تو کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکے جام لبریز کیا اول سامنے شہپال کے آیا اور جام بھرا ہوا
شہپال کو دیا شہپال جام پی گیا اورونکو بھی جام دے رہا ہی سب خوش ہو رہے ہین
اور کہتے ہین کہ ای گلفام تمنے خوب کمال حاصل کیا آج تو تمنے سب کو محظوظ کر دیا کہ
تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوسے فیروزہ نے قصد کیا کہ شہپال کو لے بھاگون
کہ پہلو سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی فیروزہ نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے بارگاہ
سے شیر آتا ہی فیروزہ نے بہ تعجیل تمام شہپال کا پشتارہ باندھا اور جست کرکے بھاگا
شیر جست کرکے رہگیا جب صحرا مین فیروزہ پہونچا تو دیکھا طرف سے درہ کوہ کے
وہی شیر آتا ہی فیروزہ حیران ہی کہ اس شیر نے خوب پیچھا لیا آخر ایک غار مین چھپ رہا
شیر ڈھونڈھکر پلٹا فیروزہ سوچا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ مین کچھ فتور ہو اُسی غار مین
شہپال کا سر کاٹ کے ڈالدیا جست و خیز کرتا ہوا لشکر مین آیا یاسمن رنگین پوش
کو اطلاع کی کہ مین نے شہپال کو مارا یاسمن نے کہا اب تم بیٹھو یہی وقت بربادی
فوج ہی مین جاکر سحر کرتی ہون یہ کہکے طاؤس پہ سوار ہوئین برسر لشکر شہپال آکر
آگ برسادی کئی ہزار ساحر جلے جو بیہوشی سے ہوشیار ہوا یا خداوند یا خداوند
کہتا ہوا بھاگا دیکھتے ہین کہ آگ برس رہی ہی خیمے جل رہے ہین آخر بھاگ کر اپنی جان
بچائی یاسمن خیمے وغیرہ جلاکر پلٹین لشکر مین آئین سعد شہریار کو اطلاع کی سعد نے
فرمایا یہ جنگ ہمکو ناگوار ہی آیندہ ایسا نہ کرنا فیروزہ نے عرض کی ساحرون سے تو
یہی معرکہ ہوگا یہی تدبیرین ہونگی اسی طرح یہ دربند فتح ہوگا یاسمن نے فیروزہ سے
کہا اگر ہو سکے تو اپنے کو تا بہ مہران پہونچاؤ فیروزہ نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے
اُسی وقت بھاگا مگر یاسمن سے کہ گیا کہ میرا خیال رکھنا یاسمن نے کہا شہریار کو تو
پروردگار پر تکیہ ہی مگر تدبیر ضرور ہی ای فیروزہ تم جاؤ مین بھی وقت پر آؤنگی ادھر
سے فیروزہ چلا اُدھر مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا سب سردار جمع ہین یہی ذکر
ہو رہا ہی کہ شہپال سب کو لیکر آتا ہوگا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شہپال

جادو و بود مہران نے کہا غضب ہوا شہپال بھی مارا گیا کہ ہمراہیان شہپال بھاگے
ہوے پہونچے عرض کی ای شہنشاہ شہپال عجب رنگ سے مارا گیا ہمکو نہ ثابت ہوا
کہ کیونکر قتل ہوا گلفام جادو سپہ سالار نے محفل مین جلسہ کیا ناچ گایا سب کو شراب
پلائی پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی سوا ے بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا
مہران تاجدار نے کہا ای طیران جادو تم جاؤ جاتے ہی طبل جنگی بجواؤ وقت پر مین
خود آؤنگا ایک سحر مین سب کو گرفتار کرونگا طیران جادو اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر چلا
فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا ایک ساحر بنکر طیران سے ملاقات کی طیران نے
پوچھا تو کون ہی کہا ویران جادو میرا نام ہی ایک عیار شہپال کو لے گیا تھا اسکا جاکر
صحرا مین مارا مین جو کوہ سے نکلا مین نے اسکو گرفتار کر لیا وہین درہ کوہ مین ڈالدیا
ہی آپ چلیے تو مین آپ کے سپرد کرون اور مجھکو انعام ملے طیران جادو خوش ہوگیا
کہا ای ویران تمنے بڑا کام کیا مین تمھارے ساتھ چلتا ہون ادھر بعد روانہ کرنے طیران کے
مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا ہی انتظار کر رہا ہی کہ جب جنگ وہان آغاز ہو تو مین بھی
جاؤن مگر فیروزہ طیران کو ساتھ لیے ہوے صحرا مین آیا یہی فکر کر رہا ہی کہ اسکو مار ڈالن
مگر ملکہ یاسمن آسمان سے دیکھ رہی تھین کہ فیروزہ طیران کو لایا قتل نہین کر سکتا
ہمراہ لیے پھر رہا ہی کارد سحر جھولی سے نکالی تاک کر طیران پر پھینک ماری طیران
کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری فیروزہ حیران ہی کہ اسکو کسنے مارا کہ ملکہ
یاسمن آسمان سے اترین کہا کیون منہ والا کہ عین وقت پر اسکو مار امین آسمان
سے دیکھ رہی تھی کہ تم اسکو لیے لیے پھر رہے تھے قتل نہ کر سکتے تھے مین نے عین وقت
پر اسکو مارا مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا طیران کے ہاتھ کا گلدستہ بندھا ہوا
سامنے رکھا تھا وہ دفعۃً جلنے لگا مہران تاجدار گھبرا گیا کہ یکایک اسکے کان مین
آواز آئی کہ طیران مارا گیا بس جھلا کر اٹھا کہتا تھا یار و غضب کی بات ہی کہ جو جاتا ہی
وہ مارا جاتا ہی ساحر کا تھمنا دشوار ہی ہمارا انتظام بیکار ہوا بس کیا تدبیر کرون مین
جاکر دیکھون تو کہ طیران کو کسنے مارا غصے مین اٹھا اڑتا ہوا چلا اسوقت پہونچا کہ

یاسمن اور فیروزہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین لاشۂ طیران زمین پر پڑا ہی مہران
نے للکارا کہ او گیسو بُریدہ مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے ہی ہاتھ سے طیران مارا گیا بربادی
ہماری چاہتی ہی یاسمن نے چاہا کہ بھاگون مہران نے سحر کیا کہ دونون گرے اِسنے
زمین پر آکے دونون کو گرفتار کیا لشکر مین آکر آواز دی ہان یارو بلوہ کرو سب
فوج تیار ہوئی ستر اسّی ہزار جوان آگے آگے مہران شعبدہ باز یہان سعد شہریار
بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ یاسمن و فیروزہ دونون گرفتار ہوگئے ہین
مہران شعبدہ باز آتا ہی ارادہ ہی کہ مغلوبہ کرے سعد شہریار اُٹھے فوج مین نقارہ
ہوا آپ مرکب پر سوار ہوکے بیرون لشکر نکلے کنارے پر کھڑے دیکھ رہے ہین
کہ دیکھا آگے مہران تاج کو سنبھالتا ہوا پشت پر اسّی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار منم
شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + منم شیردل صف شکن نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + کل فوج نے بھی بلوہ کیا مگر ساحرون نے بڑھکر سحر کیے
کہ سوار و پیدل گرنے لگے اہل اسلام نے جب دیکھا کہ ہمارا زور نہین چلتا بیہوش
ہوکر گرتے ہین اور ساحر قتل کرتے ہین کمانین کاندھے سے اُتارین مگر جبس ساحر کو
خیال آگیا اُسنے تیر جلا دیے تیر اندازی سے مطلب نہین نکلتا سعد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
تاج کو سر سے اُتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای
والی بیکسان و ای رب دوجہان فرد شاہا زکرم بر من درویش نگر + بر حال من
خستہ و دلریش نگر + تو ہی اِس بلوے سے نجات دیگا اُن ظالمون سے سامنا ہی
کہ جو نگاہ ملتے حریف کو بیکار کرتے ہین فیروزہ و یاسمن ایک تخت پر بیہوش
پڑے ہین بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار دیوزادون سے برائے شکار
جاتا ہی نقابدار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین
ساتھ والون سے اِشارہ کیا کہ اِن سب ساحرون کو کھا لو دیوزاد جھوم کر آگرے

جب چنگل مارا دس دس کوسے کے بھنکا مارنا شروع کیا مہران شعبدہ باز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا ہی ان دیوزادون کو بھی بیکار کرون کہ نقابدار نے کمان کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مہران کو مارا مہران کی آنکھ پر تیر پڑا کہ توڑ کر قفا کے پار گذرا پرنالہ خون کا آنکھ سے جاری ہوا اگر ملکہ یاسمن کو جو ہوش آیا دیکھا سعد شہریار گھرے ہین اور مہران کی آنکھ سے دریا خون کا جاری ہی چاہتا ہی بھاگون یہ تو یقین کامل ہی کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھ بھی بیکار ہوئی مگر بجرأت لڑ رہا ہی وہی قطرات خون لیکر پھینک رہا ہی ملکہ نے چاہا اُٹھون مگر سحر بین مہران کے ہی ہاتھ پانون مین طاقت نہین ہی کہ اُٹھ سکے فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین بھی بیکار ہون ہاتھ پانون اعانت نہین کرتے کہ اُٹھ سکون نقابدار نے دوسرا تیر مارا مہران شعبدہ باز کہ آنکھ بند کیے کھڑا تھا جب چلو خون سے بھر جاتا تھا تو پھینک مارتا تھا کہ تیر نقابدار کا چل گیا دوسری آنکھ بھی گئی سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ نقابدار نے کمال کیا کہ مہران کو اندھا کردیا گھوڑا بڑھا کر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار چلی تو مہران نے آہٹ پائی سپر پشت سے اُتار کر چہرہ کی پناہ کی مگر تیغہ بارِ آبدار برق مثال اسطرح سے تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سراسر سر کو قلم کرتی ہوئی زمین کو بوسہ دیا مہران کا مارے جانا کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین یاسمن اپنے مقام سے اُٹھین سحر مہران اُترا فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جلکر مرے سعد نے پکارا کہ اے نقابدار تمنے کیا کار نمایان کیا ورنہ یہ جنگ فتح نہ ہوتی چاہتا ہون تمھارا جمال بے مثال دیکھون نام نامی سے آگاہ ہون کہ گل کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب آیا رکاب کو بوسہ دیکر عرض کی حضور کے ہوا خواہون مین ہون اور کسکی مجال ہی کہ حضور کے ساتھ شریک جنگ ہو جبتک حضور اس طلسم مین ہین غلام ہمیشہ برا خدمتگزاری آئیگا سینہ سپر کریگا اگر خدا فضل کرے اور حضور یہانسے بر فتح و فیروزی پلٹین تو شاہزادہ بدیع الزمان سے میرا آداب و تسلیمات فرما دیجیے گا بعد اسکے

شاہزادہ قاسم سے کہیے گا کہ ہوا خواہ آپ کا نام کرتا ہی میان زمرد پوش میرے خوف
سے بہ اسے شکار نہین آتے اب حضور سمجھے کہ مین کون ہون یہ کہکے گوشۂ نقاب ہٹایا
اور چہرۂ بے نظیر دکھایا بادشاہ نے پہچانا کہ قمر زادہ بن صاحبقران ہین گلے سے لگا لیا اور
فرمایا ای عم نامدار آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا بادشاہ نے لڑائی کو فتح کیا مہران
کا لاشہ لیکر اہل فوج بھاگے طرف دربند ثانی کے چلے دوسرے دربند پر حاکم ہی
کہ نام اُسکا قحطاس اژدر ور ہو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی بہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو تمنے
سنا اُسکے مرتبہ واعظ طلسمی نے کیا گستاخی کی سر ممبر اچھر پڑھا اُسکا یہ ترجمہ کیا کہ امسال
طلسم برباد ہو جائیگا مذہب اسلام رونق پائیگا سراسر خلاف ہی خداوند کے ہاتھ
مین کاغذ تھا جو چاہا وہ لکھدیا کسکی مجال ہی کہ ہم لوگون سے مقابلہ کرے غیر ساحر کی
بھی یہ مجال ہی کہ ہم لوگون سے لڑے ہم لوگ وہ ہین کہ زمین و آسمان کے طبقے
ملا دین کہ رونے کی صدا کان مین آئی سر اُٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ
ہرکارون نے آکر بدعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خران بچرند * شکمت طبل تا
سگان بدرند * گرزہ آتش ہزار رنگار تنگ * بر سر تو موکلان بزنند * اہل دربار
نے عرض کی بیش باد یارو کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کہ دربند اول
تباہ ہوا مہران شعبدہ باز ایسا جادوگر مارا گیا اہل فوج اُسکے روتے پیٹتے
آتے ہین قحطاس اپنے مقام سے اُٹھا روتا ہوا باہر آیا لاشۂ مہران کو جلوا دیا
فوج والون کو صحرا مین اُتارا کہا یارو تم یہان رہو مین ساحر روانہ کرتا ہون
سب کو گرفتار کر کے لائیگا مگر سعد شہریار لڑائی کو فتح کر کے بخوشی پلٹے بارگاہ مین
آ کر بیٹھے ناچ ہو رہا ہی محبوبان نازک ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
بہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانۂ آب بقا پیکر اُسے سجنے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان ای دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہی اس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے
وہ نادان ہی جسے خوف کراما کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
جگہ ہر بین نے کی پہلوے یار رنیک طینت مین
بجا ہی عرش کے او پر دماغ اُس شاہ خوبانکا
دکھائے جوہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے
نہ ہوگا حسن کا مجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
صباحت پر تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو
نہ دیکھین گی کبھی جسکو بھر آنکھین وہ تماشا ہی
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے

فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
الٰہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا
دل اپنا نذر لیکر سبکے دن کرسی نشین آیا
مقرمنکر ہوے باطل گمانون کو یقین آیا
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
زبان پر میری صدقے ہونے یار یاسمین آیا
غنیمت جان جو پیش نگاہ دا ببین آیا
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

محفل مین عجب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بادشاہ جمجاہ بھی خوش بیٹھے ہین پہلو مین یاسمن رنگین پوش ایسی معشوقہ بیٹھی ہی فیروزہ بن عمرو نگس رانی کر رہا ہی تمام سرداران نامی وپہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ دربارگاہ سے زنگ کی آوازہ آئی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مہتر شاپور شیر دل سامنے دربارگاہ سے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار مین آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہون نورالدہر وایرج قید ہو گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ کس مقام پر قید گئی تا زمانیکہ طلسم نہ باطل ہوگا رہائی اُنکی غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ تم اِسی لشکر مین رہو مین پتہ لگاؤنگا یاسمن نے کہا اے شہریار یہ سب قیدی پاس جمشید ثانی کے جاوینگے کہ وہ خداوند طلسم ہی یقین ہی کہ جہان پر ملکہ آسمان پری وقرلیتہ وغیرہ قید ہین اُسی مقام پر اُنکو بھی قید کیا ہو سعد نے فرمایا ای شاپور ابھی تو ہم نے دربند اول فتح کیا ہی ابھی تک سرحد طلسم مین داخل بھی نہین ہوے دیکھیے فلک کیا دکھائے شاپور نے عرض کی کہ جب تک آقاے نامدار رہا ہون مین چاہتا ہون زیر سایۂ دامن دولت رہون مگر اتنا دریافت ہو جاے کہ آقاے نامدار کہان قید ہین کون مار اجائیگا جب آقا رہائی پاوینگے سعد نے فرمایا کیا فیروزہ کسی مقام پر کمی کریگا تسخیر مین اِس دربند اول کی اُسنے بڑی کوشش

کی اُسی کی جستجو سے یہ دربند فتح ہوا کہ بی یاسمن بول اُٹھین کہ اے مغرورِ الاگہر عفریت طلسمی قید یہین لایا تھا مگر ہمارے باپ نے قیدیون کو طرف خونخوار کے روانہ کر دیا خونخوار تنگ پیشانی کہ بادشاہ طلسم ہے اُسنے سب کو قید کیا جبتک خونخوار نہ قتل ہوگا وہ لوگ رہائی نہ پاوینگے مگر قضائے کار ایک ساحر فرستادہ جمشید ثانی دربار مین بادشاہ کے حاضر تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ معشوقۂ خداوند نجد منت خونخوار گئی یہ خبر سُنکر بھاگا یہان جمشید عشق مین بیقرار یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے نظم

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا — کہ ہے میرا تولد حضرتِ ماہ محرم کا

گیا جو اُسکے کوچے مین وہ با چشم پُر آب آیا — حرم سے جسطرح لاتے ہین پانی چاہ زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اُس پری کو ملک خوبی مین — تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا

جواب اُسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اِتنے — کہ مُہرین کرتے کرتے مٹگیا نقش اپنی خاتم کا

نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے — ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

برنگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین — ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سپر غم کا

رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو — غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیلِ سُلّم کا

پریزادون نے منھ اپنا چھپایا مارے غیرت کے — اِسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا

ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا مین — دلیل اِسپر جدا ہونا ہے بان طفلان توام کا

سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین — بخیلون کی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا

مری آنکھون مین پڑجائین نہ کیونکر اِسقدر حلقے — تصور رات دِن رہتا ہے مجھکو زلف پُر خم کا

مسی آلودہ لب کو تو نے جس کپڑے سے پونچھا ہے — وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا

ق

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین — عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا

کہین آئینۂ زانو سکندر کا شکستہ تھا — کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا

محب مین سایۂ رہ اور عدو مین خار رہ ناسخ — مسافر وادی امکان مین ہون گویا کوئی دم کا

جمشید ثانی اِس حال مین بیٹھا تھا کہ وہی ساحر آکر پہونچا عرض کی یا خداوند ملکہ مینوش شیرین کلام گرفتار ہوگئین مگر قید اُنکی پاس بادشاہ طلسمی کے گئی یہ سُنکر

جمشید ثانی اپنے مقام سے اُٹھا کہا وزیر پایۂ تخت اول کو بلاؤ بیثاق کوہ گردان
حاضر ہوا کہا ای بیثاق پاس خونخوار کے جاؤ کہنا خداوند نے اِرشاد فرمایا ہی کہ مینوش
منظور نظر بادولت ہی سُنتا ہون کہ اُسکی قید تمھارے پاس پہونچی ہی خبردار اُسکو
کوئی تکلیف نہ ہونے پائے بہ احتیاط اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو بیثاق کوہ گردان
اُسی وقت روانہ ہوا صحراؤن کو دیکھتا بھالتا اول دربند ثانی پر آیا قحطاس سے
ملاقات ہوئی قحطاس نے پوچھا ای وزیر اعظم کہان جاتے ہو بیثاق نے کہا مین
پاس بادشاہ طلسم کے جاتا ہون دختر مہران کو طلب فرمایا ہی مین جاکر انتظام کرون
اگر خونخوار نے کچھ تامل فرمایا تو تبدیل سلطنت ہوگی مین فوراً قبضہ کرلونگا
قحطاس نے کہا ضرور یہ فتور پڑیگا مینوش بانی فساد ہی دوسرے یہ کہ مسلمانونکے
ساتھ قید ہی وہ کبھی مینوش کو نہ دیگا بیثاق باتین کرکے قحطاس سے روانہ ہوا
سب دربندون کو طی کرکے اُسوقت دربار مین خونخوار کے پہونچا کہ خونخوار
نے سب قیدیون کو بلوایا ہی مینوش حیران و پریشان ہونٹھ سوکھے ہوے چہرہ
زرد لب پر آہ سرد ایک طرف نورالدہر دوسری جانب ایرج جملہ سردارانِ
مسلسل و مطوق جو دربار مین پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی
اور مینوش نے جواب سلام دیا خونخوار جل گیا کہا کیون بی مینوش تم بربادی طلسم
پر آمادہ ہوئین دشمنون کو زور دیا مینوش نے کچھ جواب نہ دیا خونخوار نے نورالدہر
و ایرج سے کہا تم لوگ خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو ایرج شعلہ مزاج ہین برہم
ہوکے کہنے لگے او بیحیا جمشید ثانی کون کُتّا ہی جسکو ہم سجدہ کرین ہم لعنت کرتے ہین یہ
سُنکر خونخوار نے حکم دیا کہ اِنکو لیجاکر قید کرو بیثاق نے یہ حال دیکھکر نوشتۂ جمشید دیا
خونخوار نے نامے کو آنکھون پر رکھ لیا مگر پڑھکر بہت برہم ہوا کہا ای بیثاق ذرا
سوچو تو ایسے گنہگار کو مین کیونکر دیدون کہ قدرت اُسپر رحم کرین یا رہا کردین
بیثاق نے کہا ای خونخوار اگر قیدی کے دینے مین اِنکار ہی تو تاج و تخت ترک
کرو خونخوار نے کہا کسکی مجال ہی کہ مجھکو تخت سے اُٹھائے بیثاق نے اُسی وقت

حکم دیا ہنگام بردبارہ کو بلاؤ ہنگام حاضر جو ہوا میثاق نے کہا اے ہنگام تمکو سلطنت
طلسم مبارک ہو ہنگام اُٹھا کہا اے خونخوار تخت سے اُتر آؤ خونخوار بگڑا کہا کسکی
مجال ہی کہ مجھکو تخت سے اُتارے آپس مین تکرار ہونے لگی ہنگام نے گولہ مارا
خونخوار کے پاس تحفہ جات طلسمی تھے گولے کو موم کردیا اب دربار مین ہنگامہ
ہوا خونخوار نے افسران فوج کو حکم دیا کہ ہنگام کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
افسر ٹوٹ پڑے ہنگام انتہا کا زخمی ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ ایسا نہ ہو ہنگام
مارا جائے جھپٹ کے کمر مین پنجہ دیا اور لے بھاگا یہان جمشید ثانی منتظر بیٹھا ہی کہ
معشوقہ آتی ہوگی وزیر اعظم گیا ہی کہ میثاق بدحواس ہنگام کو پنجے مین دبائے
ہوئے آکر پہونچا جمشید نے پوچھا کہ کیا ہوا میثاق نے بغاوت خونخوار کی بیان
کی کہا یا خداوند خونخوار ترک سلطنت نہین قبول کرتا یقین تھا کہ ہنگام مارا جاتا
مین لے بھاگا اسکو بچالیا وہ مینوش کو نہین دیتا بلکہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ
وہ خود مینوش پر عاشق ہوا ہی جمشید نے کہا قدرت تقدیر کرکے اُسکو غارت
کرونگے لاشون سے میدان بھردینگے تینون وزیر حاضر ہون میثاق تو حاضر تھا
دوسرا اکلاق خارہ شکن تیسرا شبدیز چابک خرام چوتھا بلند پرواز جب یہ
چارون وزیر حاضر ہوئے جمشید نے حکم دیا کہ تم چارون جاؤ خونخوار کو تخت
سے اُتار دو اور ہنگام بردبارہ کو تخت پر بٹھادو چارون وزیر تخت پر سوار ہوئے
اور ہنگام کو ساتھ لیا دربار خونخوار مین پہونچے اِن وزیرون کو دیکھکر خونخوار
گھبرایا میثاق نے کہا اے خونخوار اب جو تکرار کروگے تو خود قدرت تشریف لائینگے
خونخوار نے کہا آج شب کی مجھکو مہلت ملے کل جواب صاف دونگا اور ملازمونکو
حکم دیا کہ اِن وزراکو اُتارو سامان دعوت مہیا کرو وزرا ایک کمرے مین اُترے
خاطر مدارات ہونے لگی ہنگام کی زخمدوزی کی لیکن خونخوار نے شب کو تخلیہ
کیا اپنے صلاح کارون کو جمع کرکے تمام جھگڑا بیان کیا کہا یارو کیا کہتے ہو سلطنت
تو نچھوڑونگا سب نے کہا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ طلسم کشا دربند ثانی پر

فرو کش ہی چلکر اُس سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اگر طلسم فتح کرادون اور اطاعت اسلام کرون تو سلطنت مجھکو ملے یہ راے خونخوار کو لپسند آئی چند وزیر امیر اپنے ساتھ لیے سب قیدیون کو تخت پر سوار کیا طرف سعد کے چلا مگر ایک ساحر ملازمون مین اسکے نہایت مکار وجعلساز سنحار رشک جادو نام جب تیسرے دربند پر خونخوار پہونچا وہان کا بادشاہ سرداب گرم خوہی اُسنے بڑی دھوم سے دعوت کی اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین خونخوار نے کہا اِن قیدیونکو ایک شب باحتیاط رکھو مین برای گرفتاری سعد جاتا ہون سرداب خاموش ہو رہا جب خونخوار الگ ہوا تو رشک جادو حاضر ہوا کہا ای سرداب جادونکو کچھ خبر ہی کہ خونخوار کہان جاتا ہی قدرت سے باغی ہوا اب قیدیون کو ساتھ لیے جاتا ہی طلسم کشا سے میل کرے گا قیدیون کو روک لو اور خونخوار سے کہو کہ آپ تشریف لیجائیے قیدی یہین رہین گے قدرت آپ سے خوش ہونگے سرداب نے کہا یہ سب کا دشمن ہی جب طلسم ٹوٹے گا تو ہم سب طلسم مین قتل ہونگے مین خونخوار کو اپنے ملک سے نکال دونگا قیدیون کو نہ جانے دونگا رشک جادو نے کہا مین نے سب سمجھا دیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی صبح کو خونخوار تیار ہوا سرداب سے کہا قیدی ہمارے دو تو ہم جاوین جا کر سعد کو گرفتار کر لاوین سرداب نے کہا ای خونخوار سب حال تمھارا ہمکو معلوم ہوا طلسم کشا سے میل کرنے جاتے ہو ہم قیدیون کو نہ دینگے خونخوار نے کہا ای سرداب تجھے کیا دخل ہی ہم جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے سرداب نے کہا قیدی نہ جاوینگے خونخوار پریشان ہوا سرداب سے تکرار ہونے لگی آخر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای سرداب تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے حکم کے خلاف کرے وہ آفت برپا کرونگا کہ تجھکو جان بچانا دشوار ہوگی سرداب نے کہا مین ایسا حلوا نہین ہون کہ مجھکو کھا جاؤ گے خونخوار نے چاہا سرداب کو قتل کرون سرداب نے افسرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو گرفتار کرو خونخوار کی جانب افسران سرداب بڑھے خونخوار نے بقہر وغضب افسرون پر حملہ کیا اور

خوب لڑا کئی افسرون کو مارا جب دیکھا اُسنے کہ بلوہ بڑھتا جاتا ہی تو پر پرواز پیدا کر نکلا مگر قیدیون کو نہ پایا آخر اُڑتا ہوا تلاش مین سعد شہریار کی چلا اس خیال مین کہ وہ طلسم کشا ہین قیدیون کو رہا کر لین گے یہ بھی مشہور رہی کہ جب طلسم کشائی کرینگا اُسکو سب سامان مہیا ہو جاوینگے ابھی تو معرکۂ عظیم باقی ہین وہان صبح کو میثاق وغیرہ نے دیکھا کہ خونخوار غائب ہو گیا ہنگام بر دبار کو تخت پر بٹھایا سامان سلطنت درست کر کے وزرا پلٹے بخدمت جمشید ثانی آئے سب کیفیت بیان کی کہ خونخوار قیدیونکو لیکر بھاگ گیا ہنگام کو تخت نشین کر آئے جمشید نے کہا طلسم سے نکلکر کہان جاویگا جہان جائیگا گرفتار کرا کے منگالونگا میری تو عجب نوبت ہی یا رمین معشوق گلفام یعنی مینوش شیرین کلام کی یہ صورت ہی نظم

کعبے گئے مدینے گئے کربلا گئے ✢ اِک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے
رہوار تھا براق ملک تھے جلو مین ساتھ ✢ اِس شان سے فلک پہ رسولؐ خدا گئے
نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا ✢ کب روبرو مسیح کے بیہودہ آگئے
سینہ سپر مدام رہے وقت اِمتحان ✢ خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے
دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ ✢ اور کیجیے بیان سے حضرت دل لیکے کیا گئے
آئے تھے مثل باد بہاری کے ہم صفیر ✢ باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے
پھڑکے بس آشیانے مین پر بام یار تک ✢ اُڑکر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے
رعنا سرائے دہر سے شکر خدا کرو ✢ ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

مین اِسکی تدبیر کرونگا فراق مینوش مین بہت بیقرار ہون جمشید ثانی تو اِس فکر مین ہی نامے جابجا روانہ کیے کہ خونخوار تنگ پیشانی بھاگ گیا ہی قدرت سے بغاوت کی ہی وہ جسکے یہان آئے گرفتار کر کے بھیجدے کہ قدرت اُسکو سزا دینگے مگر خونخوار سرداب کے پاس سے بھاگ کر جو چھٹے دربند پر آیا کہ وہان کا حاکم کمخواب جادو ہی جمشید کا نامہ اُسکے پاس پہونچ چکا اُسنے آتے ہی سامان دعوت مہیا کیا دیکھا کہ خونخوار گھبرایا ہوا ہی چاہتا ہی کہ اِن دربندون سے نکل جاؤن کمخواب جادو نے

شب کو جلسہ کیا دعوت مین خونخوار کو بیہوشی دی جیسے ہی ہاتھ دھوئے خونخوار
اُٹھا لڑکھڑا کر گرا کمخواب نے حکم دیا اِسے گرفتار کر لو زبان مین سوزن دیکر
گرفتار کیا صبح کو جو خونخوار بیدار ہوا کمخواب سے اِشارے سے کہا کہ ای کمخواب
یہ کیا حرکت کی کمخواب نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا کہ خداوند سے باغی
ہوے اب آپ کی نجات کیونکر ہوگی مناسب یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کیجیے مین آپکو
پاس جمشید ثانی کے روانہ کرون قدرت کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
ہرچند خونخوار نے عذر کیا مگر کمخواب نے کچھ نہ مانا اور مسلسل و مطوق کر کے طرف
جمشید ثانی کے روانہ کیا قتال جادو قید خونخوار لیکر چلا قضائے کار پانچوین دربند
پر ملکہ سحاب برف بارہ حاکم ہین نہایت حسین و جمیل جب قتال دربند سحاب پر
پہونچا تو سحاب نے پوچھا کہ ای قتال تم تو خونخوار کے خراج گزار ہو کیا ایسی
خطا ہوئی کہ تمنے اسکو گرفتار کیا قتال نے سب معرکہ بیان کیا اور کہا خدمت مین
جمشید ثانی کی جاتا ہون قدرت کو اختیار ہی خواہ سزا دین خواہ بخشین یہ اِس
فکر مین تھے کہ قضائے کار سرداب جادو قید یون کو لیے ہوے آکر پہونچا
سحاب نے اِسکی بھی خاطر کی اور حال پوچھا کہ بی مینوش نے کیا خطا کی کہ یون
گرفتار ہوئین مینوش دیکھ دیکھکر نور الدہر کو بہت بیقرار ہو آنکھون سے دریاے
اشک روان ہی اِسطرف جمال بیمثال ایرج دیکھکر سحاب کو پسینہ آگیا ہرچند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر مینوش کے پاس بہ محبت جا کر بیٹھی اور کہا کیون حضور
یہ جفا آپنے کیون اختیار کی مینوش نے طرف نور الدہر کے اِشارہ کیا کہ اِس
شہریار کی محبت مین یہ مصیبت مجھپر پڑی اگر یہ شہریار چھوٹے گا تو مین بھی رہائی
پاؤنگی ورنہ اسی قید مین تڑپ تڑپ کے جاندونگی سحاب نے افسوس کر کے
سرداب سے کہا کیون ای سرداب مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ تمنے یہ آفت کیون
گوارا کی ای سرداب اگر مناسب ہو تو مینوش کو قید سے چھوڑ دو اِسکا حال
دیکھکر مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ اِسکا معشوق بھی آفت مین ہی سرداب نے کہا ای

ملکۂ عالم ایسا کلمہ نہ کہو ایسا نہ ہو قدرت سن لیں تو تمکو بھی گرفتار کر لیں سحاب نے
کہا سچ ہو کہ عورت تو ناراض ہی اور قدرت دست انداز ہوتے ہیں نہ کبھی غضبناک
نہ کرنگی قید میں مار ڈالیں اور جو چاہے جفا کریں کمخواب اشارے کر رہا ہی کہ ای
ملکہ سحاب جادو تم اس مقدمے میں دخل نہ دو خونخوار نے اشارہ کیا کہ ای ملکہ
کیوں تکرار کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت کو خبر پہونچ جائے بس تم میری زبان سے
سوزن نکال لو میں سرداب و کمخواب کو مار لونگا قیدی تمھارے پاس رہینگے
قیدیوں کا حال سُنکر سحاب نہال ہوگئی ایرج نوجوان کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی
ہی اور دل سے باتیں کر رہی ہی کہ ای سحاب مقام افسوس ہی کہ ایسا غیر بیشہ جرأت
کر جسنے کچھ جان کا خوف نکیا اور ان ساحروں پر چڑھ آیا یہ نہ جانتے تھے کہ طلسم میں
عجائب و غرائب ہوتے ہیں کمخواب اور سرداب سے کہا کہ آج شب کو تم اور
رہجاؤ کل کا تمکو اختیار ہی اس حیلے سے مہمان آئے ہو ورنہ امورات انتظام سے تمکو
مہلت کہاں کہ تمھارا آنا ہوتا سرداب خاموش ہو رہا قیدیوں کو لیکر ایک کمرے
میں آ بیٹھا ایرج نوجوان اور نور الدہر سے تکرار ہو رہی ہی دونوں جوان زنجیروں
ہلا رہے ہیں ایرج کہتے ہیں او کشتی گیر زادے تو طلسم میں کیا سمجھ کے آیا ہی نور الدہر
نے جواب دیا او تاجر بچے کے پاس فروش بازاری تجھکو بھی یہ لیاقت ممکن ہوئی آخر
طلسم میں آکر کیا کر لیا اکیلے میں چھوٹا اور میں نے طلسم فتح کیا مجھکو یہی قلق ہی کہ
سعد شہریار بادشاہ لشکر ہو کر تکلیف اٹھائیں اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے خدا انکو
جلد مظفر و منصور کرے کبھی انھوں نے طلسم نہیں توڑا ہیں تو برائے خدمتگاری
آیا تھا تم کیا سمجھکر آئے آخر گرفتار ہوے ایرج نوجوان نے کہا بادشاہ جمجاہ
کسیکی مدد کے محتاج نہیں ہیں دونوں جوانوں میں ایسی تکرار ہوئی کہ زنجیریں
ہلانے لگے خانۂ زنجیر میں غل ہوا ملکہ سحاب جادو نے جو ہنگامہ سنا گھبرا کے
آئی دیکھا دونوں جوان بگڑے ہوے زنجیریں ہلا رہے ہیں ایرج کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا ای شہریار کیوں اسقدر غصہ کرتے ہو ایرج کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای

ملکۂ عالم تمھین کیا معلوم کہ کیا تکرار ہی یہ کشتی گیر زادہ ہو کہ میرا ہمچشم بنا ہی مین فرزند شاہزادہ خاور سپاہ ہون ہمیشہ میرے باپ کے ہاتھ سے بدیع الزمان بھاگے بھاگے پھرے اب مین انکو رولتا پھرتا ہون نقابدار گلگون پوش کہ ہمارے خاندان کا ہواخواہ ہی پردہ قاف مین کیا کیا شمشیر زنی کر رہا ہی اور اِنکے ہواخواہ ہیان زمرد پوش ہرچند چاہتے ہین کہ برابری کرین مگر گلگون پوش کی جرأت کو نہین پہونچتے اگر کہین پا جائیگا تو قتل کر ڈالیگا اِسطرح ایرج نے ملکہ سحاب سے کلام کیے کہ سحاب کا جوش اور بڑھ گیا بول اُٹھی کہ ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

ہون وہ واماندہ نشانِ ہمرہان ملتا نہین — کاروان کیسا غبارِ کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین — جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو شبخون غارتِ دل کے لیے — جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان — عذر ہی معقول مین ای مہربان ملتا نہین
جان شیشہ بن کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر — ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوشِ گل سے دل ہین کیا گلشن مین جا باقی نہین — عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری — بو الہوس کیا تمکو بہرِ امتحان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب — اب مزاج حضرتِ پیرِ مغان ملتا نہین
واہ رے قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل — کھکے سچتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

سرزاب نے کہا ای ملکۂ عالم تم کھلی کھلی بغاوت کی باتین کرتی ہو سحاب نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ ای سرزاب مجھکو انکے حال پر رحم آتا ہی کہ ایسے شیر دلیر یون گرفتار مصیبت ہون مین تمسے صاف صاف کہتی ہون کہ اگر تمنے میرا کہنا نہ مانا تو ضرور فسانہ کرونگی خواہ میرے لیے بہتر ہو یا بدتر مین جانتی ہون کہ خداوند کا دشمن ہوکر اِس طلسم مین رہنا دشوار ہی مگر دل سے انسان مجبور و ناچار ہی مین کیا کرون مجھسے ضبط نہین ہو سکتا مین ضرور خونخوار کو رہا کرونگی اور ملکہ مینوش کو تو ضرور رہا کر دونگی تمکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا سرزاب نے کہا

اے ملکۂ عالم جسوقت قدرت کو خبر پہونچے گی زمین ہلا دینگے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے
ایرج بول اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم مقام افسوس ہے کہ ایک ساحر زبردست کو اپنا خدا
جانتی ہو اصل مالک کو نہین پہچانتی ہو کہ جسنے اتنا بڑا آسمان بے ستون بنایا
پانی کہ مٹی کا دشمن ہے اُسی پر زمین کو بچھایا جمشید ثانی کہ سحر مین لاثانی ہے سوائے
سحر کے کچھ نہین جانتا وہ مردود پروردگار ہے ہر طرح مجبور رہنا چاہیے ہم لوگون کا
قدم آیا ہے اب یہ طلسم نہ بچیگا بادشاہ عالیجاہ سعد بن قباد اِسکی فتاحی کو آئے ہین
دادا جان بھی ضرور پہونچین گے جسوقت صاحبقران زمان آگئے ساری سحر
ساحری بھول جائیگا وہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین مورد فیوض نامتناہی ہین ہر چند
کہ کئی پنڈت بیٹھے تھے کوئی جواب نہ دے سکا سحاب نے کہا ہان صاحبو تم سب
لوگ بیٹھے ہو مقدمۂ مذہب ہے اِسکا جواب نہین دیتے پنڈتون نے کہا کیا جواب
دین بس سحاب جادو اُٹھی اور قریب خونخوار کے آئی کہا اے بادشاہ آپنے
مدتون ہمیں سلطنت کی ہم آپ کو قید مین نہین دیکھ سکتے قریب خونخوار آکر کہا
اے شہنشاہ سنبھلکر بیٹھیے کہ مین زبان سے سوزن نکال لون خونخوار سنبھلکر بیٹھا
سہرداب ہان ہان کرتا رہا مگر سحاب نے نہ مانا زبان سے خونخوار کی سوزن
نکالی اور بیہوش کو بھی رہا کیا یہ دونون جو اُٹھے سہرداب اور کمخواب تھرا گئے
چاہا بھاگین مگر خونخوار کب جانے دیتا ہے چند سنگ ریزے اُٹھا کر مار دیے
کہ دونون کے سر پھٹ گئے اِنکا مرنا کہ سحاب جادو نے خونخوار کے قدمونکو
بوسہ دیا مگر ایک ساحر نکل بھاگا خدمت جمشید مین پہونچا تمام کیفیت بیان
کی کہ بی سحاب نے یہ آفت برپا کی خونخوار اور بیہوش کو رہا کر لیا ایرج و نورالدہر
نے جو رہائی پائی بل کرکے قید کو توڑ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھے بیہوش نے
قریب نورالدہر آکر کہا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن کہیے تو ایرج کو دیوانہ کردون
سحاب نے بڑھکر کہا اے بیہوش یہ ارادہ نہ کرنا ورنہ تمکے جنوا دونگی کبھی ہوش
نہ آئیگا دونون جوان باہر نکلے مرکبون پر سوار ہوے سحاب فوج لیکر ایرج کے

ہمراہ ہوئی مگر گل اندام بلوے سے الگ نکل گئی کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا اور خوشخوا
نے کہا مین خدمت سعد مین جاتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان مع ہمراہیان
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہ حال مصیبت مآل سنکر جمشید بہت گھبرایا کہتا ہو کہ
یاروان مسلمانون کا مقدمہ عجیب وغریب ہو سحاب نے کچہ جان کا خوف نکیا جس
مقام پر پاجاؤنگا خاک مین ملادونگا جہان رہین گے وہان رہنے نہ دونگا لیکن
خاموش کیا کرے فہر درویش بجان درویش خوشخوار ادہر جاتا ہو وہان قحطاس
نے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکر دن مین
تیار بان ہونے لگین یاسمن نے کہا اے شہریار قحطاس جادو بلاے روزگار ہو
مقام تاسف ہو کہ دیکھین کل میدان مین کیا ہو شاہ نے فرمایا پروردگار مالک ہو
وہی سامان پیدا کریگا یاسمن خاموش ہو رہی لشکر مین تیار یان ہونے لگین
رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیب
نقابت کرکے ہٹے قحطاس یہ خبرین سنکر برہم ہو رہا تھا خود میدان مین نکلا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہر چند کہ ملکہ یاسمن کا قصد نہ تھا
مگر سوچی کہ مقام افسوس ہو اگر مین نہ نکلونگی تو شاہزادہ عالم خود نکلین گے قحطاس
کا کیا کرسکین گے گو کہ بہادر دو جرار ہین مگر وہ ساحر غدار ہو زور بازو کیا کرتا ہو
سعد سے اجازت لیکر میدان مین آئی قحطاس نے جو یاسمن کو دیکھا جلکر رہگیا
پکار کر کہا اے یاسمن بدولت کے مقابلے مین آئی ہو کچھ تمکو جان کا خوف ہو
یا نہین یاسمن نے کہا ہزار جان نام پر سعد شہریار کے نثار ہو جو تجھسے ہوسکے قصور
نہ کر خدا اے بازرگ است فرد سرنمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤
قحطاس نے کہا سحر تو کرلو کہ حوصلہ نہ رہجائے یاسمن نے جواب دیا ہم جنگلے تا بعد ازین
انکا یہ دستور رہی کہ پہلے حملہ نہین کرتے تیرے حملے کے بعد ہم بھی حربہ کرین گے
اگر خدا مظفر کرے گا تو غالب آوین گے ورنہ جان دینا نہین دل کی آرزو ہو
قحطاس نے مٹھی خاک کی زمین سے اٹھائی اور خاک اڑا دی جیسے ہی وہ

خاک اُڑی تمام صحرا پُر غبار ہوگیا یاسمن گرد مین پوشیدہ ہوگئی مگر یاسمن نے سحر کر کے ابر غبار کو توڑا چمک کر نکلی قحطاس پر گولہ مارا قحطاس نے خالی دیا دوچار سحر آپسمین ہوے قحطاس نے پکار کر آواز دی کہ اے شگوفۂ رنگین ادا جلد آؤ کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نازنین مرکب پر سوار پھولون کا گہنا پہنے ہوے یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئی اور پکار کر آواز دی ہان بی یاسمن یہ اشعار سُن لو نظم

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے
جتنے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے
بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جبتک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے
ایدل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہرجائیون کے عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے مخبر صادق کے اُمتی
اس غم مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہی کس عذاب سے ہمنے شب فراق
کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مرگیا
کیا کیا نہ کوے یار مین کل شور و شر رہے

کسطرح جاے طائر جان کوے یار تک
جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کے کچھ ایسی ہوا چلی
گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی
ایفاے عہد آپ کو مد نظر رہے

اُس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر
دامن نہ کسطرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رُخ نظر آجائین خواب مین
رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے یاسمن کے گائے یاسمن جھومنے لگی مگر اُس نازنین نے کہا چلو تمھین قحطاس بلاتے ہین یاسمن نے سر جھکا لیا اُسی نازنین کے ساتھ چلی سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئے گھوڑا اُبڑھایا وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا آگاہ ہو نعرہ سعد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلبستان کاؤس وجم + منم صف شکن شیر دل نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + جیسے ہی قحطاس نے دیکھا کہ سعد آتے ہین اور کاندھے سے کمان اُتاری وہین سے

سحر کیا کہ کمان ہاتھ سے سعد کے چھوٹ پڑی جملہ سردار چلے تھے کہ قحطاس پر جا پڑین قحطاس نے وہ سحر کیا کہ سب کے گھوڑے رُک گئے اور مرکب سعد بدلگامی کرنے لگا اب ہر چند سعد چاہتے ہین کہ ہین اپنے کو قریب قحطاس کے پہونچاؤن لیکن گھوڑا نہین مانتا اپنی ہی کرتا ہی قحطاس بڑھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون اُسوقت بادشاہ کی بیقراری ملکہ یاسمن کہ ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے جاتی تھی کھڑے ہوکر تماشہ دیکھنے لگی مگر بادشاہ نے یہ حال زار دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ ای رحیم وکریم و ای سمیع وعلیم اس مشکل کو آسان کر مگر قحطاس آستین چڑھاتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای سعد اب کیونکر بچوگے میرے سحر مین مبتلا ہوے یہ سحر وہ ہی کہ کسی کے روکے سے نہ رُکیگا سعد نے فرمایا وہ رحیم وکریم ہی اگر اُسکا رحم ہو تو ابھی مشکل آسان ہوتی ہی کیون اِسقدر غرور کرتا ہی جیسے ہی قحطاس نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون گھوڑے سے اُتار لون پھر کل لشکر پر سحر کرون گا سب یون ہی رہین گے اُنکو کون رہا کریگا ہاتھ بڑھایا کہ سعد کو گرفتار کرون سعد نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اِس خیال سے کہ ساحر کے جسم سے جسم مس نہ ہو اور پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز وقت مدد ہی اِس دشمن سے مجھکو بچا لے مصیبت سے نجات دے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک برق کڑک کر گری کہ قحطاس کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین جو یاسمن کو لیے جاتی تھی وہ بھی جل گئی لشکر والے دوڑ پڑے اتنے میں یاسمن نے مشت خاک اُٹھا کر پھینک ماری کہ سب ساحر جلنے لگے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کئی ہزار ساحر جل گئے آخر افسران فوج آکر قدمون سے لپٹ گئے مطیع اسلام ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجا لاوین نوبت نقارہ بجاتے ہوے طرف قلعے کے چلے مگر سعد نے فرمایا کہ کیون ای یاسمن تم تو اپنے ہوش مین نہ تھین پھر قحطاس پر برق کسنے گرائی یاسمن نے کہا کسی ایسے ساحر زبردست کا سحر تھا کہ قحطاس نہ روک سکا یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک

ساحرہ تاجدار اُترتا ہوا آتا ہے یاسمن نے پہچانا کہا اے شہریار شہنشاہ طلسم یہی ہین معلوم ہوتا ہے کہ جمشید ثانی سے اِسنے بگاڑ ہوا چاہتا ہے خونخوار تنگ پیشانی آکے سعد سے ملے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ زمزمون سے اُنکے یہ آواز آتی تھی نظم

فرقت مین مری آکے دل آزار خبر لے — ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا — ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین ترے ہجر مین دن رات — دکھلا کے رُخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سُن سُن کے تری گرمی صحبت — جی جلتا ہے اے غیرت گلزار خبر لے
دکھلادے مجھے خواب مین اُس ماہ کی صورت — بیچین ہون اے طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہے نزع مین رعنا — یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

یاسمن نے دیکھا کہ جمشید ثانی ایک تخت پر سوار ہاتھ ہلاتا ہوا پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او خونخوار غضب کیا اب کیونکر بچیگا یہ کہکے سر سے ایک بال توڑا اُسکو جھٹکا دیا وہ زنجیر بنکر گلے مین خونخوار کے پڑا ارادہ ہوا کہ سعد پر بھی سحر کرون مگر کچھ سوچکر خونخوار کو تخت پر ڈال لیا یاسمن نو بھاگ کر ایک غار مین چھپی سعد شہریار نے گھوڑا بڑھا کر اپنے کو قلعے مین پہونچایا مگر فوج جو پس پشت تھی اُن سبکے پانؤن زمین نے تھام لیے جمشید نے جو دیکھا کہ سعد اندر قلعے کے بھاگ گئے یاسمن کا نشان نہین ملتا خونخوار کو لیکر پلٹ گیا بعد جانے جمشید کے یاسمن نے نکلکر پانی برسایا سب کے پانؤن کھل گئے آکر داخل قلعہ ہوے کہا اے شہریار اب جمشید کو فکر پڑی کہ خود آنے لگا اب مشکل ہوگی وہ بند ون کا فتح ہونا بہت دشوار ہو جائیگا مگر افسوس ہے کہ خونخوار ایسا مددگار گرفتار ہو گیا اگر وہ ساتھ رہتا تو پھر لوح ملجاتی لوح کا پتہ لگاتا اُسکی شرکت سے بڑا مطلب نکلتا سعد نے فرمایا پروردگار مالک ہے اُسکی رہائی کا سبب نکل آئیگا مگر جمشید ثانی خونخوار کو لیکر پلٹا اُسی قیدخانے مین لایا جہان ملکہ قریشہ و آسمان پری قید تھین وہان لا کے خونخوار کو بھی قید کیا

آسمان پری نے پوچھا ای بادشاہ تمنے کیا خطا کی کہ جو اِس قید خانے مین قید ہوے
خونخوار نے اِشارون سے سب حال بیان کیا کہ مین طرفدار شہریار ہون اُسی
جرم مین جمشید نے گرفتار کیا ہی پروردگار مالک ہی صورت رہائی پیدا کریگا
انشاء اللہ تابہ سعد پہونچ جاؤنگا طلسم فتح کرادونگا مگر یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز
ہو اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی جانتا ہی کہ میرا کوئی ہمعصر نہین ہی خدا اُسکے زور کو ڈھائے
اِس غرور کا انجام دکھائے ملکہ آسمان پری افسوس کرنے لگین فرماتی ہین کہ ای
خونخوار اب تمھارے واسطے بھی دعا کرینگے پروردگار صورت رہائی پیدا کریگا
ہمارے قید ہونے پر بڑے بڑے بلوے ہونگے سب فرزند ہمارے آوین گے
شوہر بھی میرا ضرور آئیگا وہ صاحب اسم اعظم ہو محترم و محتشم ہو سحر اُسپر تاثیر نہین
کرتا ساحر بظاہر اُسکا کیا کرسکتے ہین زور بازو مین بھی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتے
طلسم حیران سلیمانی کہ عجائب وغرائب سے معمور تھا اُسکو کس لطف سے فتح کیا
سب ساحر ہارے گئے مگر جمشید ثانی نے چند ساحر روانہ کیے ہین کہ خبر لاکر دو کہ
سعد شہریار کیا کرتے ہین زاغ جادو و زغن جادو حکم پاکر روانہ ہوے لیکن
زاغ جادو اُڑتا ہوا شہر قحطاس مین پہونچا قبہ بارگاہ پر بیٹھا یاسمن کی جونگاہ
پڑی سینگ کا تیر و کمان جھولی سے نکالا تاک کر مارا کہ زاغ کے دو سار ہوا بس
زاغ کا لاشہ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے تمام ہوا زغن جادو کہ آسمان سے دیکھ
رہا تھا مرنا زاغ کا دیکھکر گھبرا گیا اُلٹا پلٹا سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند زاغ
جادو مارا گیا جمشید ثانی نے کہا اب ہم اُسکو اور جگہ پیدا کرینگے جوان ہوکر خدمت
مین آئیگا دیکھو سعد کی بھی فکر کرتا ہون چند ساحر روانہ کیے کہ سعد کی خبر لیکر آؤ
ساحر چلے شہر قحطاس مین پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے گرد تمام ساحر بیٹھے
ہین کہ استنہان جادو اُڑتا ہوا آسمان پر آیا سعد کو دیکھکر کڑک کر گرا سعد کو
نیچے مین دبالیا یاسمن نے جو دیکھا کہ کوئی ساحر شہریار کو لیے جاتا ہی للکارا کہ
او مکار کہان جاتا ہی استنہان پلٹا یاسمن نے گولہ مارا کہ استنہان کے سینے کو

توڑکر پار گذرا اسعد کو روک لیا لاکر تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا سب سرداروں نے
نذرین دین اور کہتے تھے کہ حقیقت مین یاسمن کو بڑا خیال ہی بادشاہ نے فرمایا تحقیق
سلطنت تو خونخوار ننگ پیشانی ہی مگر ملکہ یاسمن نائب قرار پائین گی انھین سب کا
دخل ہوگا ہرچند کہ جمشید ثانی اُسکو پکڑلے گیا مگر صورت رہائی خدا نکالے گا اُسکا قید
ہونا مجھپر شاق ہوا افسوس ملاقات بھی نہ کرنے پائے اب اُسکی رہائی کی بھی جستجو ضرور ہی
یاسمن نے کہا اُسکی رہائی دشوار ہی مگر آپ فکر مین مصروف ہون اب یہان سے کوچ
فرمایئے طرف دربند ثالث کے چلیے کاش کہ یہ دربند فتح ہون بادشاہ طلسم سے مقابلہ
پڑے بادشاہ نے کہا دو چار روز اور اِس مقام پر رہین پھر کوچ کرینگے سعد شہریار
تو اِس فکر مین ہین دوسرا دربند قبضے مین آگیا ہی مشیران سلطنت آمادہ ہین کہ کوچ
کیجیے بادشاہ آمادۂ سفر ہین کہ ذکر اِنکا تحریر ہوگا تخت پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے بڑھکر
سلام کیا عرض کی کہ ایک شاہ سیاہ پوش در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی
بادشاہ نے فرمایا بلاؤ کہ ایک بادشاہ اندر آیا اُسنے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سعد نے
کرسی مرحمت فرمائی پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ کس فکر مین تشریف لائے ہو بادشاہ نے
کہا ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی مسکن غولان اُس صحرا کا لقب ہی
ہزارہا غول وہان رہتا ہی اگر حضور عنایت فرمائین تو درد اپنا عرض کرون بادشاہ
نے فرمایا مین مشتاق ہون کہ کیفیت اپنی بیان کرو وہ تاجدار پہلے زار زار رویا
عرض کی کہ ایک فرزند مجھکو پروردگار نے دیا تھا کہ نام اُسکا اشمار دیوکش تھا
بچپن مین اپنے اُسنے دیو کو مارا جرأت مین اُسکا مثل نہ تھا ایک دن صحرائے مسکن
غولان مین برائے شکار گیا چہار طرف سے غولون نے گھیر لیا وہ خوب لڑا کئی سو
غول قتل کیے مگر غول اِسقدر تھے کہ دمبدم زیادہ ہوتے جاتے تھے سب ساتھ والے
تو بھاگ گئے اور وہ اکیلا بیکس و بے بس رسیون سے گرفتار ہوا امیدوار ہون
کہ اُسکو رہا کردیجیے مجھکو خواب مین آکر ایک بزرگ نے مسلمان کیا اور ہدایت کی
کہ بخدمت سعد شہریار جاؤ وہ تمھارے فرزند کو رہا کردینگے ملک و مال قبضے مین دونگا

ہمیشہ ہمراہ حاضر رہونگا فرزند میرا آپ ہی کی رفاقت کے لایق ہو آپ اُسکی رفاقت سے بہت خوش ہونگے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ یاسمن تم تو اِسی مقام پر رہو ہم ہمراہ اشجار تاجدار جاتے ہین یہ فرماکر بادشاہ فوراً ہمراہ اشجار روانہ ہوے اشجار ہمراہیون سے اپنے وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حقیقت مین ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے ہرچند کہ مین نے بیان کر دیا کہ وہ صحرا مقام مسکن غولان ہو لیکن وہ تیار ہوگئے اور ہمارے ساتھ ہوے خدا اُنکو مظفر و منصور کرے کئی دنین منزلین طے کرکے قریب صحراے مسکن غولان پہونچے اشجار نے بیان کیا کہ حضور لشکر کو الگ اُتار دیے ایسا نہو شب کو غول بہ طور شبخون آپڑین بادشاہ نے کہا مین خود چاہتا ہون کہ وہ آپڑین فیروزہ نے عرض کی لشکر اُتار دیے اول غلام جاے جاکر وہانکا نقشہ دیکھے اگر بن پڑے تو اِنکے فرزند کو رہا کر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ فیروزہ باتہاے عیاری لگاکر روانہ ہوا صحرا مین جو گھسا دیکھا کہ ہزارہا نخل ہین شاخ سے شاخ ملی ہوئی آوازین ہیبت ناک آرہی ہین فیروزہ ایک نخل پر چڑھکے بیٹھا کہ رات اُسی جنگل مین ہوئی دیکھا ہزارہا غول پھر رہے ہین چیخین مارتے پھرتے ہین جب فیروزہ نے دیکھا کہ غول ایک طرف نکل گئے تو درخت سے اُترا درختون کی آڑ پکڑتا جاتا ہو قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا آواز آہ آہ کی آرہی تھی فیروزہ خوف کرتا ہوا درۂ کوہ مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان زنجیرون مین جکڑا ہوا پڑا ہو ایک سنگ کلان چھاتی پر رکھا ہو فیروزہ نے اول پتھر ہٹایا بیٹھکر قید کاٹی اُس جوان کو ہوش آیا پوچھا کہ اے مونس و ہمدم تو کون ہو فیروزہ نے بیان کیا کہ مین سعد شہریار کا عیار ہون تمھاری رہائی کو آیا ہون اشمار اُٹھا ایک طرف سپر و شمشیر رکھی تھی وہ اُٹھالی ہمراہ فیروزہ نکلا شب تیرہ و تار جیسے ہی درۂ کوہ سے نکلے غولون نے دور سے دیکھا کہ ہمارا قیدی جاتا ہو آپڑے اشمار لڑنے لگا فیروزہ نے کمر سے سوینز نکالے مٹھی بھر بھر کے پھینکنا شروع کیے جس غول نے سوینز کھایا وہ بیہوش ہوکر گرا کئی سو غول بیہوش ہوگئے

مگر ہزار ہا چلے آتے ہین چاہتے ہین فیروزہ کو گرفتار کرین فیروزہ نے کمر کھولدی
مویزون کا جو انبار ہوا غول تو مویزون پر گرے اشمار اور فیروزہ چلے مگر بادشاہ
جمجاہ پڑے ہوے سو رہے تھے کہ عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرما رہے
ہین ای سعد شہریار تم پڑے سو رہے ہو اور ہم تمھارے مشتاق ہین لہذا ہمارے
پاس آؤ کلید فتح طلسم ہمارے پاس ہی سعد شہریار اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ایک طرف
چراغ جل رہا ہی اُس چراغ کی طرف چلے سوچے کہ ہوا چل رہی ہی مگر چراغ گل نہین
ہوتا یہ مقدمہ کرامت سے خالی نہین ہی صحرا مین جو آئے دیکھا اشمار دیوکش اور
فیروزہ لڑ رہے ہین بادشاہ بھی مصروف جنگ ہوے بادشاہ نے آکر نعرہ کیا چنانچہ
کہ اشمار لڑ رہا تھا اور غول گھیرے ہوے تھے مگر نعرہ شاہ سنکر جان آگئی نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	بزلزل فتد در رمیلان مصاف
گر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

بادشاہ شمشیر زنی کرنے لگے تمام غول مویز کھا چکے تھے بیہوش ہو ہو کے گر رہے
ہین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے ایک غول کلان نعرہ کرتا ہوا آیا
چوبدست آکر لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا اُس غول نے ایک چیخ ماری
کہ منم بیتالک غول بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا بیتالک کے دو ٹکڑے ہوے
اُس غول کلان کا مارے جانا کہ جو غول باقی تھے وہ بھاگے بادشاہ نے فیروزہ سے
کہا تم انکو لیکر لشکر مین چلو مین آتا ہون اشمار و فیروزہ طرف لشکر کے گئے بادشاہ
طرف روشنی کے چلے پہاڑ پر چڑھ کے جب بلندی پر پہونچے تسبیح خوانی کی آواز
آئی دیکھا وہ مرد بزرگ جو خواب مین تشریف لائے تھے بیٹھے ہوے ذکر خدا
کر رہے ہین سعد اُنکے قریب پہونچے جھک کر با ادب سلام کیا اُنھون نے اُٹھکر
سعد کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے اشتیاق مین تھے مناسب یہ ہی

کہ ہمسے تحفہ لو اور فتح طلسم کا ارادہ کرو شاید طلسم فتح ہو جاے یہ طلسم نہایت سخت و صعب ہی اول ہمنے اشجار تاجدار کو ہدایت کی اور تمھارے پاس بھیجا جب دیکھا کہ تم یہان نہین آتے خواب مین جاکر اطلاع کی یہ فرماکر زیر سجادہ سے ایک تختی نکالی فرمایا یہ لوح محفوظ ہی کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے اُس لوح کو اپنی آنکھون سے لگایا اور گلے مین ڈالا اُن بزرگ سے رخصت ہوے اُن بزرگ نے بروقت رخصت فرمایا کہ اِسکو بہ حفاظت رکھنا مکر سے ساحرون کے بچنا ایسا نہ ہو دم دیکر تمسے لے لین بادشاہ پہاڑ سے اُترے صحرا مین آکر دیکھا کہ فیروزہ کھڑا ہوا رو رہا ہی پوچھا سعد نے کہ ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے عرض کی کہ آپکے جانے کے بعد ایک ساحر آیا اشجار دیوکش کو اُٹھالے گیا غلام ایک غار مین چھپ گیا تھا ورنہ مجھکو بھی لیجاتا نہایت بدصورت تھا بادشاہ جمجاہ ہمراہ فیروزہ ایک جانب چلے دیکھا ہوا زور سے چل رہی ہی کہ قدم نہین جمتے تختی کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس اسم کو ورد زبان رکھو تب مقام پر بادانگیز کے پہونچوگے بادشاہ اسم پڑھتے ہوے چلے چند روز کو طی کیا ایک درے سے دیکھا کہ ہوا نکل رہی ہی قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت اشجار دیوکش کو ذبح کیا چاہتا ہی بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعون بندۂ خدا کو ذبح کرتا ہی خبردار ہاتھ ہٹالے وہ ساحر اپنے مقام سے اُٹھا اشجار دیوکش کہ اُسکے سحر مین پھنسا ہی اُسی طرح بیہوش پڑا ہی جسم کو جنبش نہین اُس ساحر نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو سامنے کیا سحر اُسکا باطل ہوا اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ او نوجوان تو بھی کسی گروہ کا مونڈا ہوا ہی کہ میرا سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ قریب پہونچے بادانگیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر اپنا وار کیا بادانگیز نے سر آگے کر دیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُسکا کہ پہاڑ گر پڑا بادشاہ جمجاہ اشجار کو ساتھ لیکر درۂ کوہ سے نکلے اشجار نے ہاتھون کو بوسہ دیا چونکہ خود بہادر ہی جرأت کی تعریفین کرتا تھا بادشاہ اُسکو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیکھا لشکر پہ ایک دھوان

چھایا ہوا ہی بادشاہ نے قریب آکر لوح کو چمکایا وہ دھوان برطرف ہوا دیکھا ایک
درخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مکار مخفی ہو کر سحر کرتا
ہی اگر دعوی سحر ہی تو ظاہر ہو کر آ وہ ساحر شاخ سے کود پڑا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالکر لے اڑون
بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا ساحر منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک تمانچہ
مار دیا کہ سر دخان جادو کا اڑ گیا دخان کو مار کر باپ بیٹے کو ملوایا اشجار تاجدار
تعریفین کرتا تھا کہ آپ نے بڑی مشکل آسان کی بادشاہ اسی مقام پر اترے کہ دوسرے
دن صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر مقابل
سعد مین آکر اترا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ نے غضب کیا کہ دخان جادو کو مارا بہتر یہی
کہ آکر اطاعت کیجیے سعد نے جواب دیا ای عیوق مردم ور جو تجھسے ہو سکے قصور نکر
عیوق نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے عیوق نکلا اشمار دیوکش نے جا کر مقابلہ کیا مگر کسی
وجہ مین زخمی ہوا عیوق نے پکارا کہ اس شکار زبون کو لیجائیے اور آپ نبرد سے
مقابلے مین تشریف لائیے مین مشتاق ہون سعد شہر یار گھوڑا بڑھا کر مقابلے
مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا
جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار اس مقام تک آنا کیونکر ہوا بادشاہ نے فرمایا بیٹا ایک
غول نے اشمار دیوکش کو گرفتار کیا تھا مین اسکی رہائی کو آیا تھا شکر کرتا ہون اس
پروردگار کا کہ وہ رہا ہوا دخان و بادانگیز قتل ہوئے عیوق نے عرض کی ایک
عرض غلام کی ہی کہ سامنے کوہ پر شبوخ قزاق رہتا ہی اسکی دختر رعنا بانو پہ عاشق
ہون مگر وہ نہین قبول کرتا امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے معشوقہ میری مجھکو
دلوا دیجیے اور گینڈے سے کود کر قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ نے سنکر فرمایا مین
ضرور چلونگا عیوق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے عیوق کی دھوم سے دعوت کی
محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی عیوق پہلوان خدمت مین حاضر ہی ناچ ہو رہا ہی
مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

دَیر سے مین حرم مین جا نکلا — بتکدہ خانۂ خدا نکلا
سُلگے بیمار آ ملا وہ مسیح — دردِ حق مین مرے دوا نکلا
دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت — جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا
دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا — نارسا گیسوِ رسا نکلا
عندلیبو فسردہ رنگ چمن — اثر معجزۂ صبا نکلا
خضر رہ ہو گیا دل وحشی — راہ گم کردہ رہنما نکلا
جام کو جم بنا کے پچھتایا — دل جو جام جہان نما نکلا
شام سے صبح تک نہین سلجھا — گیسوِ یار اِک بلا نکلا
نہر لا یا غریق رحمت ہو — ق — بحر الفت کا آشنا نکلا
واہ کیا پاکباز تھا فرہاد — پارسی شخص پارسا نکلا
حُسن دلکش مین دلربا کے نظام — اثر جذب کہربا نکلا

شبیوخ قزاق بالا سے کوہ بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ عیبوق پہلوان مسلمان ہو اسعد شہریار کو لیکر آتا ہی محفل مین اپنی صلاح کی کہ کیون یارو کیا تدبیر کرون عیار اِسکا شبخواب تیز رو اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین اُسے گرفتار کر کے لاتا ہون یہ کہکے شبخواب چلا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تحقیق کرتا پھرتا ہو کہ سعد شہریار کسوقت بر آمد ہوتے ہین قضائے کار اُدھر سے فیروزہ آتا تھا اُسنے فیروزہ سے پوچھا کہ سعد شہریار کب بر آمد ہوتے ہین فیروزہ نے چشم و ابرو دیکھے سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی کہا وہ دیکھو سامنے سعد کھڑے ہین جیسے ہی شبخواب پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہائے کمند مارے شبخواب گرفتار ہوا فیروزہ نے مشکین باندھین کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا صاف صاف بتا کہ تو کون ہی شبخواب کانپنے لگا کہا مین شبیوخ قزاق کا عیار ہون برائے گرفتاری آیا تھا مگر خود گرفتار ہوا مین آپ کی اطاعت کرتا ہون فیروزہ نے کہا او مکار مین عمرو کا فرزند ہون تیور پہچانتا ہون صاف صاف کہ شبخواب قدمون پر گر پڑا کہا آپ مجھکو رہا کرین مین کہیے تو رعنا بانو کو لادون

اور اگر حکم دیجیے تو شیبورخ کو پکڑ لاؤن فیروزہ نے کہا اب صاف صاف کہتے ہو تمہارا کہنا لایق اعتبار ہی شبخواب فیروزہ کا شاگرد ہوا کہا اب جاکے رعنا بانو کو خبر کرتا ہون شاید میرے ساتھ چلی آئے یہ کہکے شبخواب روانہ ہوا بالاے کوہ آیا شیبورخ نے پوچھا ای مہتر کیا کیا شبخواب نے کہا تدبیر کر آیا ہون مقام نشست و برخاست دیکھ آیا اب گرفتار کر لاؤنگا شیبورخ سے یہ کہکر اندر محل مین آیا رعنا نے پوچھا کہ ای شبخواب کہو کیا انجام ہوا شبخواب نے کہا کنارے چلیے تو مین عرض کرون رعنا جب کنارے آئی تو شبخواب نے کل کیفیت اصلی بیان کی کہ مین لشکر مین گیا تھا فیروزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوا اُسکا شاگرد ہوکر آیا ہون رعنا نے کہا ای شبخواب تو نے عجب مژدہ سُنایا اگر تو مجھکو لے چلے تو مین نکل چلون سعد شہریار کے ساتھ عبوق آیا ہی باپ کو میرے بڑا اندوہ ہی جب مین نکلجاؤنگی تب خاموش ہو رہے گا مین چاہتی ہون آپس مین فساد نہ ہو اور یہ بھی سنا ہی کہ سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین جو اُنسے مقابلہ کرتا ہی وہ زیر ہوتا ہی پھر شیبورخ مین کیا شاخ ہی کہ سعد سے مقابلہ کرینگے شبخواب نے رعنا بانو سے اقرار کیا کہ مین شب کو زیر کوہ کھڑا رہونگا آپ اُتر آیئے گا مین آپ کو لے چلونگا یہ وعدہ کر کے باہر نکلا شب کو زیر کوہ آکر ٹھہرا رعنا بانو بموجب وعدہ اُٹھی کمند لٹکا کر اُتری شبخواب نے کہا ای ملکہ وعدہ تو پختہ کیا اب میرا اعتبار ہوگا فیروزہ کو یقین نہ تھا کہ مین خیرخواہی کرونگا رعنا کو ساتھ لیکر چلا شیبورخ پڑا سو رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر شیبورخ کو خبر دی کہ حضور صاحبزادی آپ کی نکل گئین شیبورخ جھلا کر اُٹھا تیغہ کھینچے ہوے پہاڑ سے پھاند پڑا دیکھا سامنے رعنا بانو جاتی ہی للکارا کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بُریدہ ننگ خاندان تجھکو کب جانے دیتا ہون رعنا نے کمان کاندھے سے اُتاری شبخواب نے بھی تیر جوڑا یہ دونون تیر مار رہے ہین شیبورخ چاہتا ہی آگے بڑھون مگر خوف سے آگے نہین بڑھ سکتا قزاقون نے جو سُنا کہ افسر ہمارا اکیلا گیا ہی کئی ہزار قزاق پہاڑ سے اُترے اُسوقت پہونچے

کہ رعنا وشبخواب ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے تیر مار رہے ہین سب نے کہا ای آقاے نامدار آپ تامل فرمائیے ہم گرفتار کیے لاتے ہین شبوخ کا قزاقون نے گھوڑے بڑھاے رعنا نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کس بیکسان مین نے تیرا دین اختیار کیا ہی ان ظالمون کی بدعت سے بچالے صبح ہو چکی تھی کہ صحراے گرد اڑی دیہیم تاجدار نے کہ براے شکار نکلا تھا دیکھا کہ ایک مہ جبین اور ایک عیار لرزان وترسان حیران وپریشان ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین وہین سے للکارا کہ او سوار وخبردار قریب اس غریب کے نہ آنا او نازنین نہ گھبرانا یہ کہکے سوارون پر جا پڑا شبوخ نے دیکھا کہ دیہیم تاجدار مصروف جنگ ہی آپ بھی لڑنے لگا دیہیم تاجدار کے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا دیہیم نے روک کر جواب مین ہاتھ مارا کہ شبوخ کے دو ٹکڑے ہوے قزاقون کو مار کر بھگایا جب سب بھاگ گئے تو گھوڑا اڑا کر قریب رعنا کے آیا کہا ای محبوب مرغوب مین بادشاہ قلعۂ دیہیم ہون اس قزاق کو ایک ہاتھ مین مارا تو میرے ساتھ چل خاتون محل بناؤ نگار رعنا نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل کانپ گیا بیقراری مین زبان سے یہ نکلا کہ ای تاجدار ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پُرنور سے
ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے

زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے
مے ٹپکتی ہی مرے ہر زخم کے انگور سے

کب ہوا مار سیہ کے سامنے روشن چراغ
بھاگتا ہی آفتاب اپنی شب دیجور سے

فصل گل کرتی ہو بالیدہ برنگ گل مجھے
جامۂ وحشت زیادہ ہو ذرا دستور سے

اُسمین ہی آب بقا اور اِسمین ہی زہر فنا
کیا ہی ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سے

پیرزن نے کوہ کن کا کام آخر کر دیا
زور کا کچھ بس نہین چلتا ہی ہرگز زور سے

نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی
مے چھلک پڑتی ہی ہر دم کاسۂ طنبور سے

پاشکستہ جو ہو کرتا ہو جہان مین سلطنت
یہ صدا آتی ہی ہر دم تربت تیمور سے

وصف لب کرتا ہون اک برق تجلی کا رقم
بھر خامہ شاخ منگوائی ہی نخل طور سے

دیہیم نے یہ اشعار سنکر ملازموں کو اشارہ کیا کہ محافہ لاؤ شبخواب نے کہا صبا ان عیار
تھم کہو شبخواب تو بہت تیز و طرار ہے یہ قدموں پر گر پڑا کہا میں ملازم پیشہ ہوں حضور
کے ساتھ رہونگا اگر حکم ہو تو یا تمہارے عیاری لے آؤں دیہیم نے کہا اچھا جاؤ رعنا
روتی ہوئی جاتی ہے کہتی ہوای تاجدار تو ناحق مجھپر ظلم کرتا ہے میں جسکی خواہاں ہوں اُسکے
پاس جاؤنگی دیہیم جواب دیتا ہے کہ او سرکش تجھکو جلد قید کرونگا آخر مجھکو قبول کریگی مگر
شبخواب جو بھاگا لشکر سعد میں آ فیروزہ سے خبر کی کہ استاد میں رعنا بانو کو لاتا
تھا راہ میں دیہیم تاجدار ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اور شیوخ مار آگیا سعد فوراً
سوار ہوے اشمار دیوکش و اشجار تاجدار ہمراہ ہیں اثنائے راہ میں آگے روکا
عیوق بھی روتا ہوا ہمراہ ہے سعد فرماتے ہیں کیوں گھبراتے ہو میں دیہیم کو نہ جانے
دونگا عیوق کو سمجھا کر گھوڑا بڑھایا سامنے آکر نعرہ کیا کہ او دیہیم تاجدار ناراض
عورت کو لیے جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو ٹھہر جا دیہیم تاجدار کو اپنے زور پر بڑا ناز ہے گھوڑا
بڑھا کر مقابلہ سعد میں آیا بعد گفتگو ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دونوں جوان گھوڑے سے اترے کشتی ہونے لگی دوپہر میں سعد نے دیہیم
کو اٹھا لیا دیہیم نے آواز دی الامان اسی کا امیدوار تھا کہ جو مجھکو زیر کرے اُسکی
اطاعت کروں سعد نے چھوڑ دیا عیوق نے آکر محافے پر قبضہ کیا ان سب کو لیکر
لشکر میں آئے عیوق کا عقد ساتھ رعنا بانو کے کیا اب کل لشکر تیار کرکے طرف
دربند چہارم کے چلے لیکن دربند چہارم والے بے وارث ہو رہے تھے آکے
سعد کی اطاعت کی چاروں دربند سعد کے قبضے میں آئے اب سعد طرف دربند پنجم کے
چلے لشکر گران ساتھ ہے عیوق پہلوان و اشجار تاجدار و اشمار دیوکش وغیرہ ہمراہ
ہیں کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کہ طرف خانہ کعبہ گئے تھے مقابلہ ہونا اسلم زنگی سے اور اسلم کا بھاگنا صاحبقران کا

تعاقب کرنا اور رراہ سے ایک جادوگرنی کا صاحبقران کو اٹھالیجانا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - وساقی نامۂ مصنف

ای سحر قلم روان ہو جلدی
سلطان سریر لامکان ہین
پہونچا دے امیر کو برابر
اسلم زنگی جو بھیجا ہو
پہونچین جو امیر با لیاقت
بھاگے اسلم بہ نامرادی
اک دشت مین جاکے آخرکار
اُس گرد نے بڑھکے اُسکو روکا
اک ساحرہ فکر مین لگی تھی
لیکر وہ امیر کو بہ صد جاہ
اس ذکر سے فائدہ قلم کو

ہو اب تو طلسم پر لڑائی
کعبہ پہ یورش مین کافران ہین
ہو جوش مین بحر طبع احقر
کعبے پہ وہی تو آگیا ہو
ظاہر ہو جری کا نہ وہ طاقت
ہو مالک کعبہ کو بھی شادی
اسلم جو ہوا وہان نمودار
ہنگامۂ جنگ تھا مہیا
گویا کہ پہاڑ پہ گھڑی تھی
لے پہونچی وہ اپنے گھر پہ ناگاہ
لکھتا ہون مین حالت سفر کو

چہرہ بادیہ پیمایان منازل صعوبت وجادونگاران صحائف مشقت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ہوا خواہان بازار معانی + چنین آرند جنس نکتہ دانی + کہ اسلم زنگی نے آکر قلعے کو گھیرا ہو خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نامہ لکھا اور اسلم سے مہلت لی جب اسلم نے دیکھا کہ دن مہلت کے گذر گئے تو کہلا بھیجا کہ کل مین قلعے مین آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ جو اُس سے ہو سکے وہ کرے جسکا گھر ہو وہی حفاظت کریگا وہ سب بات پر قادر ہو ہر مقام پر حاضر و ناظر ہو اسلم نے طبل یورش بجوایا خواجہ عبدالمطلب کے بموجب حکم سب عرب قلعے کے اندر چھپے ہوے ہین مگر خواجہ عبدالمطلب قریب سنگ اسود تشریف لائے بوسہ دیکر دعا کی کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز

اِس دشمن کے ہاتھ سے بچائے یہ دعا کرکے آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا
کہ عین وقت پر صاحبقران آئے ہین اسلم یا تو قلعے مین آتا تھا یا طرف صحرا کے
بھاگا اور صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے خواجہ عبدالمطلب خوشی خوشی
اُٹھے سب کو مژدہ دیا کہ کل میرا فرزند آئیگا سب کو بالائے قلعہ لیکر بیٹھے مگر اسلم صبحکو
سوار ہوا فوج لیکر چلا قلعے سے گولہ پڑنے لگا کئی ہزار زنگی مارے گئے اسلم نے
جھلا کر گرز اُٹھایا اکیلا طرف قلعے کے چلا کہتا ہوا کہ مین فوج کے بھروسے پر نہین
ہون تنہا قلعہ فتح کرونگا سب عربون کو شکست دونگا گولون کو رد کرتا ہوا چلا
قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اُترا خواجہ عبدالمطلب نے دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز وقت مدد ہے رباعی

ای خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ای رحیم و کریم اِس دشمن کے ہاتھ سے بچائے اسلم نے قصد کیا کہ خندق فراندن
کہ صحرا سے گرد اُڑی سب اُسی طرف دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا نزلزلۂ قاف ثانی سلیمان آئے امیر نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال بیہر
خندق جھوم رہا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے قدم نہ بڑھانا خانۂ
خدا مین نہ جانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا اور نعرہ کرکے جیتے نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

منم ہزبر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان یہ فرما کر طرف اسلم کے چلے اسلم نے
بھی صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا امیر نے فوج کو اشارہ کیا فوج اسلم پر جا پڑی
عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے زنگی جلنے لگے مقبل تیر و کمان سے لڑنے لگا
مگر اسلم زنگی مقابلۂ صاحبقران مین آیا نیزہ مارا امیر نے نیزہ اسلم کا توڑ ڈالا اسلم

نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار اسکی روک کر تیغہ عقرب
کا ہاتھ مارا کہ شانہ اسلم کا جھول پڑا امیر نے فرمایا تیرے وار کا مشتاق ہون مگر
اسلم نے کہا مین شانہ اپنا باندھ آؤن یہ کہکے گینڈا اپنا پھیر ابھاگا ہوا لشکر مین آیا
کہا بار رو فتح ہوتے مجھے معلوم نہین ہوتی لہذا بھاگ چلو یہ کہکے فوج کو پیچھے لیا آپ
آگے ہوا گینڈا بھگاتا ہوا چلا امیر نے پیچھا کیا سب فوج والے پیچھے رہگئے مگر عمرو
رکاب سے لپٹا ہوا ہے صاحبقران تعاقب مین اسلم کے جاتے ہین ایک صحرا مین
پہونچکے امیر نے اشقر تیز کیا سامنے آکر اسلم کو روکا اسلم پلٹا کہ صاحبقران سے
مقابلہ کرون قضائے کار ماہ جادو کہ مدت سے صاحبقران پر عاشق ہے ایک پہاڑ
پر کھڑی دیکھ رہی تھی امیر کو جو دیکھا شگفتہ ہوگئی تڑپ کے گری صاحبقران کی کمر
مین پنجہ دیا عمرو کو بھی اٹھا لیا اس زور سے ہکہ مارا کہ تموج ہوا سے دونون کی
آنکھین بند ہوگئین ماہ جادو امیر کو بہ محبت دیکھ رہی ہے اور عمرو کو دیکھکر کہا کہ اسے
بن مانس کہون یا جلمانس یا کسی جزیرے کا جانور ہے غرضکہ دنیا کو طے کرکے قریب
جبل اعلیٰ پہونچی جبل اعلیٰ سے گذر کر باغ مین اپنے کہ عین طلسم نوخیز مین ہے امیر و عمرو کو
لاکر اُتارا امیر کو ہوشیار کیا خواجہ بھی ہوشیار ہوے ماہ جادو نے ہنسکر کہا یا
صاحبقران مین تمپر عاشق ہون مدت سے تلاش مین تھی آج صحرا مین پایا آپ کو
اٹھا لائی لیکن یہ دوسرا کون جانور ہے امیر نے مسکرا کے فرمایا ہمارے لشکر کا قاضی
ہے سب کا عقد پڑھتا ہے ماہ جادو نے خوش ہوکر کہا کہ اچھا ہوا مین اسکو بھی لائی
امیر نے فرمایا ہان خواجہ سر تا بھرتا کر و خواجہ نے کہا اے ماہ جادو تم دلہن بنکے
بیٹھو اور حمزہ کو دولہا بناؤ تو مین نکاح پڑھون لیکن کشتی منگواؤ شربت بنواؤ
ماہ جادو اٹھی ایک کشتی مین قند کے کوزے اور نقل اور کئی توڑے اشرفیونکے
لاکر رکھے عمرو نے شربت بنایا بیہوشی ملاکر ماہ جادو کو پلایا ماہ جادو پیتے ہی
گھبرا گئی گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری عمرو نے ماہ جادو کا سر کاٹا مال وہان کا سب
لوٹ لیا امیر و عمرو باغ سے نکلے جیسے ہی باغ سے نکلے دیکھا ایک دیو آتا ہے امیر نے

گھبرا کر کہا خواجہ پردۂ قاف مین آ گئے ہم یہ نہ سمجھے تھے اُس دیو نے جھپٹ کر ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو کھاوے امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا مار کر دیو کو آگے بڑھے ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اُسنے جو دور سے صاحبقران کو دیکھا پکار کر کہا یارو کوچک سلیمان آگیا اِسکو گرفتار کر لو ورنہ بہ سعدی مدد کریگا فوج آپڑی صاحبقران تلوار کھینچکر لڑنے لگے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

ہنم ماہتاب سپہر کمال	ہنم اختر برج عزّو جلال
سمندون ز پیشم فراری شدہ	ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس بادشاہ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اُسکو اُٹھا لیا اِس تاجدار کا مہلیل خارہ شکن نام ہی بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یا صاحبقران مجھکو ایک مہم درپیش ہو میری مدد کیجیے صاحبقران نے فرمایا جو تو کہیگا وہ قبول کرونگا صاحبقران کو مرکب پر سوار کیا اپنے قلعۂ مہمانیہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جمع ہوے بہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگے نظم

مسیحا تجھکو درد عشق کو تیرے دوا سمجھے	تری خاک قدم کو ای صنم خاک شفا سمجھے
ہمین تم بیوفا اغیار کو تم باوفا سمجھے	سمجھ پر آفرین تیرا اگر سمجھے تو کیا سمجھے
تمھارے غم کو شادی جانتے ہین رنج کو راحت	شہید ناز کوچے کو تمھارے کربلا سمجھے
جفا سے باز آ غم سے لبون پر جان آئی ہی	ارے او نا سمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے
ہوئی گر جان صدقے عاشقونکی تیرے صدقے سے	تغافل کیش کیا پروا اگر تجھے تیری بلا سمجھے
فراق یار مین اوقات کاٹی اِس مصیبت سے	و نون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جوای بلبل	تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے	مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رُخ و زلف صنم ہمکو نظر آئے جو اے رعنا		اِسے والّلیل سمجھے اور اُسے بدر الدجیٰ سمجھے

امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ مہلیل خارہ شکن بیقرار زار زار رو رہا ہی امیر نے اشارہ
کیا کہ گانا موقوف رکھو کیون ای شاہ باعث بیقراری کیا ہی مہلیل ہاتھ باندھکر اپنے
مقام سے اُٹھا عرض کی کیا گذارش کرون کس زبان سے اپنا حال زار کہون دختر
میری موسوم بہ نازچہر فسون سیاہ گری مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق بیشے مین شکار
کھیلتی تھی اکثر گنوارون نے چاہا کہ اُسپر دست انداز ہون مگر اُسنے جرأت سے کام لیا
اُنکو اپنے قریب نہ آنے دیا کئی گنوار اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہو گیا کہ یہ
عورت بدکار نہین ہی ایک دن شکار کھیلتی ہوئی صحراے عجائب نگار مین پہونچی
اخفش جادو کہ اُسی صحرا کا حاکم ہی اخفش کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی پسینے
پسینے ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کوہ سے اُترا آواز دی ای بہادر ٹھہر جا اُسنے
مرکب اپنا روک لیا اخفش قریب آیا سوال وصل کیا اُس پاک دامن نے جوابدیا
کہ او سیاہ رو کیا بیہودہ بکتا ہی کیا تو نے بازاری کسبی سمجھا ہی مین واسطے شکار کے
چلی آئی تو ایسے کلمات نادرست کہتا ہی بس اخفش نے غصے مین نازچہر کی کمر مین
پنجہ دیا لے اُڑا ہر چند کہ تڑپی پھڑکی مگر اخفش نے نہ چھوڑا لیکر اپنے باغ مین آیا اکر
کنیزون کو بلایا کہا اسکی خاطر و خاطر ہونے لگی کنیزون نے کہا ای ملکۂ عالم یہ ساحر
زبردست ہی ایسا نہ ہو ظلم کرے لہذا اِسکا کہنا قبول کر لیجیے تشنۂ شربت وصل ہی ایسا
نہ ہو کہ آپ پر سحر کر دے تو آپ اپنے آپ سے باہر ہو جائیے گا نازچہر مردانہ مزاج ہی
غصے مین جواب دیا کہ اخفش سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر میرا پروردگار مجھکو
بچائیگا اُسکی کیا مجال ہی کہ مجھپر جبر کرے کنیزون نے اخفش کو اطلاع کی کہ وہ ظالم
نہین مانتی اُس ظالم نے نازچہر کو ایک قفس آہنی مین بند کیا اور شب کو ہر روز
بلواتا ہی کنیزین سمجھاتی ہین مگر اُسنے ابتک قبول نہین کیا امیدوار ہون کہ اُسکو
قید سے رہا کرا دیجیے غلام بہ صدق دل مسلمان ہوا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا
ای تاجدار جلیل اِسقدر بیقرار نہ ہو مہلیل نے کہا ای شہریار وہ دختر مجھکو فرزندون سے

بہتر تھی دیکھیے کیا جفا اُٹھا رہی ہو مگر کہنا اُسکا نہین مانتی صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تمھاری دختر کو تمسے ملاؤنگا یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے فرمایا اے مہلیل تم وہ
مقام چلکر مجھکو بتادو انشاء اللہ اخفش کو قتل کرونگا اور تمھاری صاحبزادی کو رہا
کرونگا دوسرے دن صاحبقران مہلیل کو ساتھ لیکر طرف صحراے عجائب نگار
کے چلے بعد کئی دن کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا سبزہ نایاب درخت لاجواب
پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا ہو طائران زمزمہ سرا بہ صد رعنائی زمزمہ سرائی کررہے
ہین صاحبقران صحرا کو دیکھتے ہوے قریب درِ باغ پہونچے مہلیل و عمرو کو باہر چھوڑا
آپ اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا عجب طرحکا باغ ہو درخت سوکھے ہوے سبزہ
سر ڈالے ہوے زاغ و زغن سر اُٹھا اُٹھا کر غل مچارہے ہین صاحبقران قریب
بارہ دری کے پہونچے قفس سے نازچہر کی نگاہ جو جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی
پکار کر آواز دی کہ او نوجوان اِسطرف نہ آنا یہ مقام سحر سے معمور ہو اخفش جادو
حاکم یہان کا برائے شکار گیا ہو ایسا نہ ہو آجاے صاحبقران نے بہ نگاہ محبت
نازچہر کو دیکھا اُدھر سے تیور نازچہر نے ڈالے تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے صاحبقران نے کلیجہ اپنا
تھام لیا نازچہر پسینے پسینے رنگت زرد لب پر آہ سرد دل مین درد و مگر صاحبقران
قریب قفس پہونچے ہر چند نازچہر نے منع کیا کہ قفس کو ہاتھ نہ لگائیے صاحبقران
نے جوش محبت مین قفس توڑ ڈالا نازچہر نے نکلتے ہی عرض کی اے شہریار آپ نے
غضب کیا اخفش نہ جانے دیگا اگر ہزار کوس جائیے گا تو روکیگا صاحبقران نے
فرمایا اے نازچہر تو مجھسے واقف نہین ہی منم کوچک سلیمان مالک اسم اعظم الٰہی مورد
فیوض نامتناہی کل پردۂ قاف کو تسخیر کیا بہ عنایت پروردگار عفریت میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور آسمان پری میری زوجہ و قریشہ سلطان دختر ہو پردۂ دنیا
مین داماد نوشیروان مشہور ہون دو بیٹیان شاہ کی میرے عقد مین آئین ساحر
کی کیا حقیقت ہی عنایت پروردگار چاہیے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی نازچہر نے

کہا ای شہر یار ہوشیار ہو جائیے یکایک باغ پر آکر وہ آندھی اسطرح چھائی کہ رعد کی
گرج برق کی چمک تمام باغ سیاہ ہوگیا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر دم
کیا ابر پھٹا ایک ساحر سیاہ رو بدخو اُستخوان انسان کے مالے گلے مین پہنے ہوئے
بال تا بہ کمر لٹکتے ہوئے بہ جوش و خروش پیدا ہوا اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ بیرون
قفس کھڑی ہی ایک جوان حسین و جمیل تیغہ ہاتھہ مین سامنے کھڑا ہی کچھہ پڑھ رہا ہی
اخفش نے جو یہ معرکہ دیکھا جلگیا وہین سے آواز دی کہ او جوان تو کون ہی میری
معشوقہ کو رہا کیا دیکھہ تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے کود اجھوم کر صاحبقران
پر آپڑا چاہا گردن پکڑکے مڑوڑ دون صاحبقران نے کلائی پہ ہاتھہ ڈالکر ایک
ہکہ مارا کہ مُنھہ کے بھل جھکا امیر نے گردن پکڑلی مگر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین امیر
نے اخفش کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا کہ اب کہ کیا کہتا ہی مگر پروردگار کو پہچان
سامری و جمشید پر لعنت کر اخفش قدمون پر گر پڑا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی
سے آگاہ ہون آپ کون بزرگ ہین کہ میرے سحر نے جواب دیا بالکل زور نہ چلا
صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان زلزلۂ قاف حمزۂ صاحبقران نام سُنکر
اخفش حیران ہوگیا سوا اطاعت کے کچھہ جواب نہ نکلا قدمون پر گر کے
مطیع اسلام ہوا عرض کی حضور یہان کسوجہ سے تشریف لائے صاحبقران نے
فرمایا مین عقب مین اسلم زنگی کے جاتا تھا کہ ماہ جادو ساحرہ مجھکو یہان اُٹھا کر
لائی اخفش نے کہا سعد شہر یار آپ کا پوتا اِس طلسم مین آیا ہی آپکی زوجہ اور دختر
قید ہین مگر غلام آپ کو تا بہ طلسم مذکور لے چلیگا ماہ جادو ملازم سلطان طلسم
تھی اگر وہ کوشش کرتی تو بڑا مطلب نکلتا صاحبقران نے فرمایا وہ تو میرے ہاتھ
سے قتل ہوئی اخفش نے کہا چھٹا دربند کہ وہانکا حاکم امکان فیل زور ہی وہانتک
پہونچاؤنگا کیا عجب ہی کہ سعد شہر یار سے ملاقات ہو جائے صاحبقران یہ باتین
سُنکر اخفش سے بہت خوش ہوئے اخفش امیر کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا
چند غلام بلائے امیر کو مسند پر بٹھایا نازچہر پہلو مین امیر کے بیٹھی مگر اخفش اِس

فکر مین مصروف ہی کہ فوج جمع کرکے امیر کا ساتھہ دون طرف دربند ششم کے لے چلون
امیر نے مہلیل خارہ شکن کو بلوایا ناز چہر سے ملوایا مگر مہلیل خارہ شکن نے جو
امیر کو طرف ناز چہر کے متوجہ دیکھا ساعت سعید دریافت کرکے عقد کر دیا امیر نے
فرمایا ای ناز چہر مین فی الحال مصیبت مین گرفتار ہون کہ شاہزادی پریزادہ قاف قید
ہی انشاءاللہ بعد انکی رہائی کے تجھسے ضرور وصل ہوگا ناز چہر خاموش ہو رہی مگر
دل مین کہتی ہی اس انتظام کو زمانہ چاہیے خدا انکو مظفر و منصور کرے کہ آرزوے
دلی پوری ہو مگر اخفش جادو بارہ ہزار ساحر جمع کرکے گرد باغ کے چھوڑ کر طرف
امکان جادو کے روانہ ہوا جب دربار مین امکان کے پہونچا دیکھا امکان
مصروف تیاری جنگ ہی اخفش نے پوچھا ای شہنشاہ کس سے جنگ درپیش ہی
امکان نے بیان کیا کہ پوتا حمزہ کا طرف دربند پنجم کے آتا ہی اُس شاہ نے مجھکو
نامہ لکھا ہی مین تدبیر فراہمی لشکر کر رہا ہون تم بھی جاؤ اور جمعیت فوج کرکے آؤ اخفش
بہت خوب کہکر پلٹا بخدمت صاحبقران آیا تمام کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا
ای اخفش جلد کوچ کرو ایسا نہ ہو سعد شہریار پر کوئی اُفتاد پڑے اخفش نے عرض
کی جسقدر میری قوت تھی اُسقدر فوج جمع کر چکا مہلیل خارہ شکن کو تخت پر
بٹھایا اخفش منتظم لشکر ہوا صاحبقران طرف دربند ششم کے چلے امکان کو خبر
پہونچی کہ اخفش صاحبقران کے ساتھہ ہو گیا بہ لشکر ساحران آتے ہین گھبرا کے
ساحرون سے کہا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران زمان کو جا کے لائے
ہفت جوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی جا کر صاحبقران کو
لایا امکان نے کہا ای ہفت جوش اگر تمنے یہ کام کیا تو بادشاہ طلسم تمکو عزیز
رکھیگا ہفت جوش پر پرواز پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا امیر کو تیسری منزل ہی اخفش
نے انتظام کیا ہی ہفت جوش نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے پہ
سوار جاتے ہین تڑپ کر گرا امیر کو اُٹھا لے گیا امیر اسم اعظم نہ پڑھ سکے سامنے
ایک کوہ حد ادستھا اُسپر آ کے اُتارا منظور ہوا کہ مشکین وغیرہ باندھ لون

ابجو امیر کی آنکھ کھلی ایک ساحر کو دیکھا کہ رسن وغیرہ درست کر رہا ہو چاہتا ہو
آکے مشکین باندھون کہ امیر نے اُٹھکر للکارا کہ او ہیجیا تو کون ہو ہفت جوش
نے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اُسکا پھٹ کر گر اکئی سحر کیے مگر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی ہفت جوش ناچار ہو تلوار کھینچکر دوڑا قریب امیر آکر ہاتھ مارا
امیر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر ہفت جوش کا اُڑ گیا کوہ سے اُترے
طرف لشکر کے چلے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے کہ رونے کی آواز کان
مین آئی طرف صدا کے متوجہ ہوے اندر درے کے آکر دیکھا کہ ایک نوجوان
حسین وجمیل بندھا ہوا پڑا ہو مار ان سیاہ گرد ہین اور اپنے کپنجے کھولے ہین چاہتے
ہین اُس جوان کو ہلاک کرین وہ جوان اپنے کو بچاتا ہو بلک بلک کر رو رہا ہو
امیر نے قریب آکر فرمایا ای جوان تو کون ہو اُس جوان نے آہ کر کے کہا ای مونس
تنہائی وباعث صبر وشکیبائی کیا حال پوچھتا ہو وہ مصیبت زدہ ہون کہ کوئی معین
و مددگار نہین جب امیر نے حال پوچھا تو اُس جوان نے طرف ماران سیاہ کے
اشارہ کیا کہ انکے خوف سے حال نہین کہ سکتا امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ
وہ ماران سیاہ جل گئے امیر قریب جوان کے بیٹھے حال پُرسی کرنے لگے اُس
جوان نے روکر کہا القاس مردم آزار میرا نام ہو سامنے کوہ پر قلعہ ہو وہان کا
حاکم ہون پیشۂ قزاقی کرتا تھا مگر سلطان جادو کہ اِس درے کی حاکم ہو مجھکو
اُٹھا لائی لاکر یہان قید کیا برا ے شکار گئی ہو جب آتی ہو ہزار طرح کے صدمے
پہونچاتی ہو مجبور و ناچار صدمات سہتا ہون کچھ کر نہین سکتا مگر ابتک تو ثابت
قدم ہون کہ اُسکے دام مین نہین پھنسا اور اُسکے ظلم سے بچا یقین ہو کہ آتی ہو
صاحبقران نے فرمایا ای القاس مردم آزار تمہارا نام کیسا القاس نے کہا
جو کاروان نکلا اُسکو بہ ظلم لوٹ لیا غربا قتل ہوے اسی وجہ سے مردم آزار
لقب ہوا صاحبقران نے فرمایا قزاقی سے توبہ کرو القاس راہ دار نام رکھو
اور جو اِدھر سے گذرے اُسکی ضیافت کرو اپنی عملداری سے بخیر وعافیت نکالدو

جہانتک ہوسکے نیکی کرو پروردگار سب مشکلین آسان کریگا القاس کلمہ پڑھکر
بہ صدق دل مسلمان ہوا کہ تھوڑے عرصے مین آگ آسمان سے برسنے لگی القاس
نے کانپ کر کہا ای شہریار وہی مکارہ آتی ہی امیر نے اسم اعظم ورد کیا سنبھلکر بیٹھے
کہ سلطان جادو پیدا ہوئی اپنے قیدی کو جو آزاد دیکھا پکارکر آواز دی کہ او
جوان تو کون ہی مجھے بہت پسند آیا اگر میرا وصل اختیار کرے تو القاس کو مین
چھوڑدون تجھکو قبول کرون صاحبقران نے فرمایا او لکاتہ اپنی صورت دیکھ
کیا سمجھکر پسند کرتی ہی جو ہوسکے قصور نہ کر سلطان جادو نے سحر کیا کہ آگ برسنے
لگی مگر امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ نے اُنپر تاثیر نہ کی سلطان جھلاکر بڑھی
کہ چیر پھاڑکر اِس جوان کو کھا جاؤن جیسے ہی قریب پہونچی امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب
کا اُٹھایا سلطان نے جو دیکھا کہ تیغۂ برق مثال چمکا تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا
ای شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون امیر نے فرمایا کوچک سلیمان
قاتل عفریت و سمندون فتاح پردۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف شہر
آسمان پری پدر قریشہ اتفاق سے یہان گذر ہوا سلطان جادو نے کہا ای
کوچک سلیمان مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر کیا قصد ہی امیر نے فرمایا میرا
ارادہ ہی کہ چھٹے دربند پر جاکر امکان جادو سے لڑون واسطے آنے سعد شہریار
کے راستہ پاک کرون اپنے کو تا بہ قید آسمان پری پہونچاؤن سلطان نے کہا
کہ کنیز بھی ساتھ چلیگی راہ وغیرہ بتائیگی میرے ساتھ ہونے سے بہت جلد پہونچیےگا
امیر نے فرمایا محبت تمھاری سلطان جادو بھی ہمراہ ہوئی امیر نے القاس و
سلطان کو ساتھ لیا درے سے باہر نکلے ملازمان القاس ڈھونڈھتے پھرتے
تھے اپنے آقا کو دیکھکر گرد پھرنے لگے کہتے تھے ای آقاے نامدار آپ کہان تھے
القاس نے کہا اِن شہریار کے قدمون کو بوسہ دو کہ جنکے عقب سے رہائی پائی
ورنہ عمر بھر اِسی مقام پر تڑپتے اور رہائی نہ پاتے تم لوگون کی کیا مجال تھی کہ مجھ تک
پہونچتے القاس نے عرض کی میرے قلعے مین چلیے مین سامان دعوت مہیا کرون

امیر مع سلطان قلعۂ القاس مین آئے القاس نے سامان دعوت مہیا کیا
بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی ایک نازنین
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

پیا جام مئے چشم بتان آج	ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کرے گا	کہ ہی مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہان تک	مخل ہی چشم بازِ پاسبان آج
اشارون نے خبر دی مدعا کی	ہوے باہم کلام بے زبان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے	کہ تھا مطلوب اِک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باری کے دعوے	بڑے بل پر ہی تیرا ناتوان آج
کھنچی شمشیر ہان خالی نہ جائے	یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہی زخمی	لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہی	بہار گلشن ہندوستان آج

القاس خدمت کر رہا ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوے آئے القاس کے کان مین
کچھ کہا القاس نے پریشان ہو کر صاحبقران سے عرض کی ای شہریار آپ تو رخصت
ہو جائیے مجھپر جو گذریگی وہ جھیلونگا اب کیا زندہ بچونگا امیر نے فرمایا کیا معرکہ ہی
کہا بادشاہ فیروز بخت تین لاکھ کی فوج سے مجھپر چڑھ آیا ہی چہار جانب سے آکر
گھیرا ہی مین نے اسکی ارسال لوٹ لی تھی فیروز بخت نہایت زبردست ہی امیر
نے فرمایا ای القاس ایسے وقت مین ہم تمسے جدا ہونگے ہم خود مقابلہ کرین گے
تمنے ہمپر احسان کیا اُس احسان کا یہ بدلہ ہی کہ ہم وقت پہ چلے جاوین القاس نے
کہا آپ میرے مہمان ہین مین چاہتا ہون آپ کو تکلیف نہ پہونچے صاحبقران نے
فرمایا جنگ تو ہمارا آٹھ پہر کام ہی اسی لڑائی مین نام ہی القاس نے کہا ای
شہریار اُسکے ساتھ فوج بہت ہی امیر نے فرمایا دولھا دُلھن سے مقابلہ پڑتا ہی
براتی سب الگ ہو جاتے ہین انشاء اللہ دیکھنا کیسی جنگ پڑیگی القاس کو سمجھا کر

صاحبقران نے بٹھایا مگر فیروز بخت نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نقارے بجے صبح کو لشکر آکر میدان مین جمے فیروز بخت نے دور سے دیکھا کر سب کے آگے ایک جوان آفتاب جمال مرکب پر سوار کھڑا ہی مگر شیر صولت رستم جلالت چہرے سے آثار فتح جنگ ہویدا و ظاہر گینڈا ابڑھاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے او القاس قزاق تو نے غضب کیا کہ مابدولت کی ارسال سب لوٹ لی آج مین نے تجھکو زیر کوہ پایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا القاس نے ارادہ کیا کہ مقابلۂ فیروز بخت مین نکلون مگر امیر نے القاس کو روکا فرمایا مناسب نہین ہی کہ ہمارے سامنے تم جنگ کرو القاس مجبور و ناچار رہا مگر سوچتا ہی کہ اگر مغلوب ہوگی تو بڑی خرابی ہوگی ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ایسا لڑین کہ اِن سب کو مجبور کر دین ہٹیے نہ دیکھا جائیگا کہ یہان ہمارا قتل ہو یہان امیر مقابلۂ فیروز بخت مین پہونچے فیروز بخت نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی آپ کو اِن قزاقون سے کیا مطلب میرے تو یہ سب گنہگار ہین اِن سب کو قتل کرونگا آج بدلہ لونگا امیر نے فرمایا ای فیروز بخت شاید تجھنے میرا نام سنا ہوگا کو چک سلیمان سرفتنۂ بلک قاف اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا تمام جزائر تسخیر کیے عفریت میرے ہاتھ سے مارا گیا کوئی بہادر نہ نکلا کہ عفریت کو بچاتا کب ہو سکتا ہی کہ ہمارے ہوتے مین تم القاس زادہ ارکو قتل کرو اور ہم دیکھین فیروز بخت نام صاحبقران سنکر تھرا گیا جی مین کہتا ہی کہ قاتل عفریت سے کیونکر مقابلہ ہو اِس جوان نے وہ وہ دیو زاد مارے کہ جنکا نظیر نہ تھا سب سردار زادے اِسی کے ہاتھ سے قتل ہوے کیا کوئی ایسا نہ تھا کہ اِنپر غالب آتا لیکن حقیقت مین اِنسے مقابلہ دشوار ہی گھوڑے سے کود پڑا کہا ای شہریار میری کیا مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرون مین اطاعت اسلام کرتا ہون صاحبقران نے فیروز بخت کو گلے سے لگالیا اور فرمایا تم ہمارے برادر دینی ہو اب کسکی مجال ہی کہ تمسے جنگ کرے چلکر القاس سے ملجاؤ جو رنج ہی وہ دفع کرو اب وہ قزاقی نہ کریگا فیروز بخت بہت خوب بہت خوب

گر رہا ہی امیر نے فیروز بخت کو لاکر القاس سے بغل گیر کرایا القاس نہال ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کیا صاحب اقبال ہین کہ ایسا حریف یون اطاعت کرے اگر ایسے نہ تھے توکل یہ وہ قاف کیونکر تسخیر کیا مثل مشہور ہی کہ نام مرد بہ از مرد انکا نام سُنکر فیروز بخت مطیع ہوا سب کہتے ہین یہ آپ کی اقبال مندی کہ شیر بیشۂ عالستان آپ کا مہمان ہوا اور آپ کے حریف کو یون لاکر ملا دے جس سے جان کا خوف تھا اب کوئی خوف نہین القاس کہتا ہی ہین اب اِنھین کے ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی بندگان خدا امیر کے ہاتھ سے عاجز تھے راستہ بند ہوگیا تھا اب اشتہار دونگا کہ جسکا دل چاہے اِس راہ سے گذرے اب کسی کو تکلیف نہ پہونچیگی امیر فیروز بخت کو ہمراہ لیکر بارگاہ القاس مین آئے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے محو عیش و عشرت ہین یہ اشعار عاشقانہ گارہے ہین نظم

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا ۔ اشارہ ہو کے رہجاتا ہی ہمپر مہربانی کا
نہین سنتا اُسے اب دل لگاکر کوئی رغبت سے ۔ مزہ محفل مین تیری ہٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہوا ای مرگ آنکھین بند کیا ہونگی ۔ نچائیگا نگاہون سے تعلق پاسبانی کا
نگاہون مین سبک ہون اُسکی پیچا انکھیون خمار ۔ لہو ہلکا ہوا ایسا مزہ دیتا ہی پانی کا
خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہی لیکن ۔ تسنیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا

صاحبقران خوش بیٹھے ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک ساحر اور ایک بن مالس حاضر ہی امیدوار باریابی ہی امیر نے مسکرا کر جوابدیا کہ بلالو القاس نے پوچھا کہ ای شہریار یہ بن مالس کون ہی امیر نے فرمایا میرا عیار وفادار عمرو نامدار ہی کہ اخفش اور خواجہ عمرو سامنے آئے عمرو نے جو امیر کو بہ نگاہ غور دیکھا سلام نہ کیا القاس کے سامنے آکر سر جُھکایا کہا ای پہلوان دوران مین ایک تاجر جلیل ہون میرا غلام مال لیکر بھاگا ہی وہ تمھاری بارگاہ مین آکر چھپا ہی القاس نے کہا میری بارگاہ مین دیکھ لیجیے خواجہ نے کہا وہ تو افسر بنا ہوا بیٹھا ہی مین کیونکر گرفتار کرون القاس نے پوچھا غلام آپ کا کہان ہی عمرو نے

طرف امیر کے اشارہ کیا القاس نے سر جھکالیا کہا ای خواجہ بازرگان یہ تمہارے
افسر ہین کوچک سلیمان انکی ذات سے جنگ سے فراغت پائی عمرو نے کہا
تمسے فریاد بیکار ہی ہین تو آیا تھا کہ تمسے اپنی داد پاؤنگا امیر نے فرمایا خواجہ بس
مسخرہ پن ہوچکا آکر بیٹھو فیروز بخت سے ملو کہ یہ تازے مسلمان ہین فیروز بخت
نے اُٹھکر عمرو کو گلے لگایا موتیون کا مالا فیروز بخت پہنے تھا عمرو نے ترکیب سے
اُتار لیا جب خواجہ آکر بیٹھے تو فیروز بخت نے خیال کیا کہ موتیون کا مالا کیا ہوا
طرف عمرو کے دیکھنے لگا امیر نے پوچھا ای تاجدار کیا ہوا فیروز بخت نے کہا
ای شہریار میرا موتیون کا مالا غائب ہوگیا امیر نے فرمایا خواجہ مالا انکا دیدو
عمرو نے کہا آپ کے دربار مین آکر چور کہلاے مقام افسوس ہی کہ ہمارا مال
آپ نے نہ دیا یہان کوچک سلیمان بن بیٹھے اسطرح کے مسخرے ہو رہے ہین اور
اخفش جادو بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ کیا صاحب اقبال ہین اکیلے آئے اور یہان آکر
اتنی فوج کے مالک بن بیٹھے عین گرمی صحبت ہی کہ اپنے مقام سے فیروز بخت
اُٹھا کہا ای شہریار کچھ آرزو رکھتا ہون صاحبقران نے فرمایا بیان کرو فیروز بخت
نے کہا یہ سامنے جو صحرا ہی اسی جنگل کی پشت پر غلام کا قلعہ ہی مگر سامنے صحراے
آدم خوارہ ان ہی شریر آدم خوار ساحر زبردست و بے نظیر ہی میرے قلعے پر
چڑھ آیا عجب طور سے مقابلہ کرتا ہی کہ ایک چنگل مار دیتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے
مقابلے مین ٹھہر سکے غلام زخمی ہوکر بھاگا اُسنے قلعۂ فیروز زنگار پر قبضہ کرلیا ہی
امیدوار ہون کہ میرا قلعہ دلوا دیجیے صاحبقران اسی وقت اُٹھے کہ مین برائے
مقابلۂ شریر آدم خوار چلتا ہون فیروز بخت نے عرض کی ابھی تو وقت شب ہی
صبح کو چلیے گا صاحبقران نے رات اسی مقام پر بسر کی اور صبح کو فیروز بخت کو
ساتھ لیکر طرف قلعۂ فیروز زنگار کے چلے القاس راہ دار بھی ساتھ ہوا جب
قریب قلعہ پہونچے شریر آدم خوارہ کو دیکھا کہ قلعے مین بدعت کر رہا ہی اہل قلعہ
ناچار ہو رہے ہین خبر جو سنی کہ فیروز بخت کوچک سلیمان کو ساتھ لیکر آئے ہین

شہریر نے اپنے مقام پر کہا کہ یارو کوچک سلیمان کو کیا سمجھتا ہون چیر پھاڑ کر
کھا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ چہار جانب سے اِس جوان کو گھیر لو خون اِسکا تمپر حلال
ہی چہار طرف سے آدمخوارون نے بلوہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا
و ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زہیبتم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر آدمخوار اِسطور سے لڑ رہے ہین کہ بڑھ بڑھ کے جنگل مارے
ہین امیر تیغۂ عقرب سے ہاتھ اُنکے سر دست قلم کر دیتے ہین جسکا ہاتھ کٹا وہ چیخ
مار کر بھاگا شہریر آدم خوار سے آکر کہنے لگا کہ حضور جا کر مقابلہ کرین ہم لوگ
عاجز ہین ہرچند چاہتے ہین گرفتار کر لین مگر اُنپر قبضہ نہین ہوتا دو پہر برابر تلوار
چلی وہ جنگلی آدمی کئی سو ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے آخر کار امیر لڑتے
بھڑتے قریب شہریر آدم خوار کے پہونچے شہریر نے جنگل مارا امیر نے کلائی
تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ شہریر جھکا امیر گھوڑے سے کود پڑے کمر مین ہاتھ ڈالکر
شہریر کو اُٹھا لیا پھر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے
اور خنجر نکالا شہریر ہاتھ باندھنے لگا کہنے لگا ای کوچک سلیمان مین تابعدار ہون
صاحبقران نے چھوڑ دیا شہریر آدم خوار کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا
امیر شہریر کو ہمراہ لیکر سامنے فیروز بخت کے آئے فرمایا ای شہریر یہ تمہارے
بادشاہ ہین اِنکے قدمون کو بوسہ دو شہریر جھکا فیروز بخت نے گلے سے لگا لیا
پیشانی پر بوسہ دیا صاحبقران نے قلعہ فیروز بخت کو دلوا دیا مگر شہریر آدم خوار
صاحبقران کا عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار مین ہمراہ رکاب رہونگا امیر نے
شب کو جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہین جام ہو گردش مین بے پاؤن چل رہا ہی

مطربان خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہے ہین **نظم**

حکم نظارہ ورز گذشتہ ہین کہ ہم آتے ہین آج ۔ جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج
حال دل کیونکر کہین ہٹ پر انھین پاتے ہین آج ۔ میرے بوسونکی لب نازک قسم کھاتے ہین آج
رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا ۔ دیدۂ بیدار انکے ہمسے شرماتے ہین آج
مژدہ ای دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا ۔ پانون آغوش اجل مین چلکے پھیلاتے ہین آج
ابتو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو ۔ جا چکے عیسی احبا دیکھنے آتے ہین آج
منزل مقصود تک جانیکی طاقت جو نہین ۔ جابجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج
آرزومند تعلق ہو مری دیوانگی ۔ دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج
غفلت قاتل سے حاصل ہو ہمین پژمردگی ۔ زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج
دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے ۔ ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج
کی ہو تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے ۔ اسلیے منھ کھولتے مین زخم شرماتے ہین آج
خندۂ دزدیدہ ہو ہر ہر دہان زخم مین ۔ شادی و اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج
شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال ۔ ای فلک ہشیار رہ پھر نالے مرے آتے ہین آج
آؤ قبل از حشر ملکر فیصلہ کر لین بہم + ۔ زندہ کر لینا ہمین لو ہم پہ مرجاتے ہین آج
ہین خیالی نامہ و پیغام ان سے ای نسیم ۔ متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی سب سردار خوش بیٹھے ہین کہ آسمان پر سے آکر سیاہ پوش جادو فرستادۂ شاہ دربند ششم تھرآیا عمرو کو جو دیکھا تڑپ کر گرا اور اٹھا لیا اخفش نے جو دیکھا کہ آسمان سے ایک ساحر آیا عمرو کو لیے جاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکالکر مارا سیاہ پوش جادو نے گولہ کاٹا اخفش سوچا ایسا نہ ہو سیاہ پوش نکلجاے خود بلند ہوا جا کر کارد سحر ماری شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہوا خون بہنے لگا مگر عمرو کو نہین چھوڑتا صاحبقران نے جو دیکھا کہ اخفش بڑی جانبازی کر رہا ہو لیکن سیاہ پوش عمرو کو نہین چھوڑتا ہی چاہتا ہی نکلجاؤن اور اخفش پر سحر کیا کہ آسمان سے تلوار گری سر اخفش کا زخمی ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے آتاری ناک کر

تبر مارا سینے پر سیاہ پوش کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سیاہ پوش مر کر گرا خواجہ کو
دوڑ کر امیر نے روک لیا عمرو بیہوش ہو گیا جب ہوشیار ہوا تو اُچکنے لگا کہا اے شہریار
آپنے کیون تکلیف فرمائی مجھکو جہان لیجاتا ہین رہا ہو جاتا کیا کسی بات مین باہر تھا
امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا پکارکر آوازدی صاحبو خواجہ کو کچھ دو کہ انکو ساحر
لیچلا تھا خدا نے انکو بچایا عمرو نے کہا ہان امیر یہ بات خوب تجویز کی چادر اپنی
پھیلادی دوانیان چوانیان روپیا اشرفیان گرنے لگین تھوڑے عرصے مین چادر مال سے
بھر گئی خواجہ نے سب اُٹھاکر نذر زنبیل کیا کہا آقاے نامدار آپ کی عنایت سے
اس مہینے کا سود ادا ہو جاے گا مگر سرخ پوش معرکۂ سیاہ پوش دیکھ رہا تھا جب
سیاہ پوش مارا گیا سوچا کہ ساتھی میرا قتل ہوا مین جاکر کیا منھ دکھاؤن گا تڑپکر
گرا چاہا اخفش کو لیجاؤن اخفش کو اُٹھا لیا ہوا پر آکر اخفش نے ایک تمانچہ
مارا دونون لڑنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ اخفش کمزور رہا ایسا نہ ہو سرخ پوش
مارلے پھر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سرخ پوش بھی مارا گیا
رات بھر مین اسیطرح چھ جادوگر آئے امیر کے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے
باہر پڑے ہین جنسے لاشہ ساحر کا دیکھا آپس مین کہا یارو طلسم مین ہنگامہ ہے اب
چھٹے دربند پر صاحبقران جاوین گے یقین ہے کہ اُسکو فتح کرکے ساتوین دربند پر
چلین گے امیر نے صبح کو حکم دیا سرداران نامور جمع ہوے لشکر کا شمار کیا تو معلوم
ہوا کہ چار لاکھ لشکر و سولہ سرداران خرد و کلان ہین سب کو ساتھ لیکر طرف دربند
ششم کے چلے امکان برف بار کہ حاکم دربند ششم ہے انتظار مین تھا کہ ساحر براے
گرفتاری صاحبقران گئے ہین لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
کافر کو کافرون نے ہاتھ اُٹھاکر بد دعا دی قطعہ اے سرت سبز تا خزان برچند ٭ شکمت
طبل تا سگان بدرند ٭ گرز آتش ہزار رنگارنگ ٭ بر سر تو موکلان بزنند ٭
سردارون نے عرض کی بیش یاد کیا خوشخبری لاے ہرکارون نے عرض کی کہ امیر
بجمعیت کثیر آپہونچے یہ خبر سنکر امکان اپنے مقام سے اُٹھا دو ساحر بُلاے ایک کا

نام باران قطرہ زن دوسرے کا نام ابر بار جادو ہوا انکو کچھ تحفے دیئے اور رکھا جاکر
کوہ بوقلمون پر دونون ساحر بہ پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے صاحبقران زمان
منزل در منزل آتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا کوہ پر گلہائے رنگارنگ
و شگوفہائے بوقلمون ہین جابجا سے پانی گر رہا ہو یہ رنگ دیکھکر صاحبقران گھوڑے
سے اترے فیروز بخت سے فرمایا تم لشکر اتارو ہم سیر دیکھکر آتے ہین فیروز بخت
نے منع بھی کیا کہ اندر درے کے جانا بہتر نہین مگر امیر نے نہ مانا اخفش کو اور
جملہ سردارون کو ساتھ لیا خواجہ سب سے آگے بڑھ گئے اندر درے کے آکر دیکھا
کہ ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہین سبزۂ بیدار بخت لہلہا رہا ہی اسپر گل خودرو مزہ
دیتے ہین کوڑیالا سبزے پر اسطرح کھلا ہوا ہی کہ فرش زمردنگار پر موتیون کا فرش
معلوم ہوتا ہی خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ٹھہری اکھڑ کے سانس برا وقت ٹل گیا — منت کچھ اور رہان کہ ہین ہم سنبھل گیا
شانے کی راستی یہ کبھی کیا مٹائیگی — ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا
دوڑو خدا کے واسطے دیکھو یہ کیا ہوا — کہتا ہی کوئی ہائے کلیجہ نکل گیا
کیون لائے دوست اسکو عیادت کے واسطے — دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر لگائیگا پھائے کہان کہان — ای چارہ گر تمام بدن میرا چھل گیا
افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین — اس حال پہ تتارہ ہین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہین ہی دل — زاہد بہ شکل شیشۂ مے کیون ابل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے — لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو آنکھ جھپکی کچھ نہ کہ سکا — واعظ کا بھی قدم نہ جما لو پھسل گیا
سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت ای نسیم — کیا خاک اس جہان مین میرا دل بہل گیا

خواجہ عمرو مبہوت بیٹھے گا رہے ہین کہ صاحبقران زمان پہونچے جملہ سردار
ساتھ ہین فرمایا خواجہ مقام افسوس ہی کہ فیروز بخت یہ تماشہ نہ دیکھے اب تم
جاکر فیروز بخت کو بھی بلا لاؤ کہ وہ بادشاہ لشکر ہی عمرو نے کہا ابھی ای شہریار چلیے

زیادہ وہ اِس مقام پر نہ ٹھہریے امیر نے نہ مانا عمرو تو واسطے بلانے فیروز بخت کے گیا
صاحبقران نخلستان کے سائے مین آکر بیٹھے سیر صحرا دیکھ رہے ہین فرماتے ہین کہ
مین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہا مگر ایسا صحرا ے فرح افزا نگاہ سے نہین گذرا
حقیقت مین نمونۂ جنت ہی کیا کیفیت ہی اِس خیال مین بیٹھے تھے کہ لکہ ہاے ابر آسمان
پر آئے امیر نے چاہا نکلجاوین مگر تھوڑی دیر مین ابر محیط عالم ہوا یا تو بوندیان پڑتی
تھین یا برف پڑنے لگی جو سردار اُٹھا کہ اپنے کو بچاؤن نکلجاؤن برف کی سل گری
کہ وہ جوان اُسکے نیچے دب گیا بہت سی سلین صاحبقران پر گرین سپر سے روکین
آخر کو صاحبقران بھی دب گئے جملہ سردار مع صاحبقران برف کے نیچے دبے
برف کے انبار ہوگئے خواجہ عمرو پاس فیروز بخت کے پہونچے کہا ای فیروز بخت
صاحبقران زمان نے بلایا ہی فرماتے ہین تم بھی آکر تماشہ دیکھو اب فیروز بخت
وخواجہ وجملہ لشکر جو قریب آیا دیکھا کہ پہاڑ پر دوسرا پہاڑ برف کا ہی برف کی
سلون نے درۂ کوہ بند کردیا عمرو رونے لگا فیروز بخت نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ
مین ابھی مزدورون کو حکم دیتا ہون برف کاٹکر درہ صاف کردینگے کئی سو بیلدارون
کو حکم دیا بیلدار کمر کوہ کاٹنے لگے کہ پہاڑ پھٹ پڑا کئی سو مزدور بھی دب گئے اتنی
فیروز بخت بہت گھبرایا کہ خواجہ اب کیا کرون خواجہ نے کہا غضب ہوا امیر مع
سردارون کے اِس درے مین رہے مین کمبخت کیون چلا آیا لیکن باران قطرہ زن
اور ابر بار جادو پاس بادشاہ دربند ششم کے پہونچے کہا ای شہنشاہ ہمنے حمزہ کو
گرفتار کرلیا تین دن مین خاتمہ ہوجائیگا امکان جادو نے حکم دیا اُسی باغ مین
جاؤ جاکر سحر کو زور دو کہ وہ سب ہلاک ہوجائین تو پھر مین آگے بڑھون اور اپنے کو
دربند پنجم پر پہونچاؤن طلسم کشا کا بھی خاتمہ کرون دونون پھر روانہ ہوے اور
ایک نامہ لکھا قطران ابلق سوار کو کہ وہ لشکر لیکر بر سر لشکر خدا پرستان جاے
اُن سب کو گرفتار کرکے لائے غرض نامہ پاس قطران کے پہونچا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر قطران روانہ ہوا یہان فیروز بخت وخواجہ سامنے درے کے اُترے

ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام صحرا سیاہ
ہوگیا فیروز بخت نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر
سوار نئین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے ہین اُتر پڑا طبل جنگی بجوایا فیروز بخت نے
جواب ہین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین مگر فیروز بخت کہتا ہو کیون خواجہ اس دیو
سے کون مقابلہ کریگا جو سردار لایق جنگ تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ پہنچے
مگر ہین مقابلہ کرونگا خدا انجام بخیر کرے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست واقع ہو پہلوان
بڑا مغرور رہی خدا اِسکے شر سے بچائے صبح کو دونون لشکر میدان ہین آئے قطران
نے جب دیکھا کہ صف بندی ہوچکی گینڈا بڑھا کر میدان ہین آیا پکار کر آواز دی کہ
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز بخت نے چہار جانب دیکھا جو سردار موجود
تھے اُنھون نے سر جھکا لیے یعنی مراد یہ تھی کہ ہم اِسکے مقابلے کے لایق نہین ہین
فیروز بخت نے جب دیکھا کہ کوئی اِسکے مقابلے مین نہین جاتا تو تخت سے اُتر کر
گھوڑے پر سوار ہو امقابلہ قطران ہین آیا اول نیزہ چلا فیروز بخت نے نیزہ
قطران کا ٹکالا مگر قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر فیروز بخت کا زخمی ہوا چاہا
سر کاٹ لون اہل فوج نے دیکھا کہ ہمارا تاجدار قتل ہوتا ہی لینا لینا کہکے آپڑے
دونون لشکر ملگئے مگر قطران شیرانہ لڑرہا ہو جس صف پر پہونچا اُسے درہم برہم
کردیا ساتھ والے اِسکے بہ اطمینان لڑرہے ہین کہ افسر سر پر ہی یہان فوج بھی
بے سردار جب دیکھا کہ شکست ہونے لگی تو خواجہ نے طبل امان بجوادیا دونون
لشکر پلٹے مگر قطران کہتا ہو کہ ہرکارے جائین آکر خبر دین کہ مسلمان اب کیا کرینگے
یہان فیروز بخت جو زخمی آیا اور خواجہ نے دیکھا کہ اب کل کون مقابلہ کریگا
فیروز بخت سے صلاح کی کہ لشکر یہان سے ہٹا لیچلو ایسا نہ ہو کہ دشمن شبخون مارے
رات ہی رات بارگاہین وغیرہ لدوائین طرف صحرا کے بھاگے ہرکارون نے
قطران کو خبر دی کہ مسلمان بھاگ گئے قطران اُسی وقت سوار ہو بالتعاقب
ہین چلا یہ لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین جس مقام پر پہنچتے ہین نشان آمد

فوج قطران ظاہر ہوتے ہین پھر اُسی طرح بھاگتے ہین عمرو نے دیکھا کہ کوئی گڑھی
وغیرہ قریب نہین ہی کہانتک بھاگین سامنے ایک پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گئے کہ قطران
آکر پہونچا چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اب خواجہ گھبرائے فرمانے لگے کہ بڑی
غلطی ہوئی اِس پہاڑ پر نہ آنا تھا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی قطران نے اُترتے ہی
طبل یورش بجوادیا خواجہ نے ہرچند چاہا کہ اگر کسی طرف سے راستہ ملے تو نکلجاوین
لیکن چہار طرف سے پہاڑ گھرا ہوا ہی چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری جب
گریبان سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا قطران سوار ہوا طرف پہاڑ کے چلا
خواجہ نے گھاٹیان درست کی ہین تیر انداز بٹھائے ہین جب فوج کو آتے ہوے
دیکھا اسقدر تیر مارے کہ کئی ہزار کافر مارے گئے قطران نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوجائیگا سب کو روکا کہا مین تنہا جاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر منہ پر کھینچی تیر و تلوار
قلم کرتا ہوا چلا اہل کوہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب دوجہان اے
مالک زمین و زمان اِس ظالم کے ظلم سے بچائے قطران چلا آتا ہی آتے آتے قریب
کوہ کے پہونچا چاہتا ہی پہاڑ پر چڑھون خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کریم کارساز
و اے رب بے نیاز مقام افسوس ہی کہ افسر ہمارا سر پر نہین اور اِس بیحیا نے ہمارے
قتل پر کمر باندھی ہی تو رحیم و کریم ہی مگر قطران گینڈے سے اُتر گھاٹیان طی کرتا ہوا طرف
بلندی کے چلا جس گھاٹی پر پہونچتا ہی صدہا سپاہیون کو قتل کرتا ہی کئی گھاٹیان طی
کرچکا اب جو خواجہ نے دیکھا کہ قطران آپہونچا بلک کر دعا کی کہ اے رحیم و کریم فضل اپنا
شریک کر قطران نے چاہا کہ چند گھاٹیان جو باقی ہین اُنکو بھی طی کرکے بالاے کوہ
جاؤن فیروز بجنت کو گرفتار کرلون فوج والے بھاگ جاوینگے میرے مقابلے
مین کون ٹھہر سکتا ہی مگر عمرو نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ
صحراسے گرد اُڑی عمرو حیران دیکھ رہا ہی کہ دامنہٴ گرد شگافتہ ہوا اب جو دیکھا
تو نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار بہ صد زور و شور آتے ہین
فوج پشت پر دوڑ سے جو نور الدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال بالاے

کوہ جاتا ہی اہل اسلام تڑپ رہے ہین نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا وہین سے نعرہ
کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر
او مغرور عقل و فراست سے دور ان دست و پا شکستون پر کہان جاتا ہی عمرو نے
جو بالاے کوہ سے نور الدہر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای نور نظر و ای جان تمھارے
ورثہ کوہ مین برف مین دبے ہین اِس مردود نے آکر گھیرا ہی نور الدہر قریب پہاڑ کے پہونچے
فوج کو روک دیا پلٹ کر بہ بنوش شیرین کلام کو منع کیا کہ ملکہ خبردار سحر نہ کرنا مین
اِس مغرور سے سمجھ لونگا یہ فرما کر قریب کوہ آئے قطران کو للکارا کہ بالاے کوہ
کہان جاتا ہی قطران نے کہا اہل کوہ کو قتل کر لون تو پلٹ کر آتا ہون نور الدہر نے
جھاڑی کو تھاما اور نعرۂ تکبیر کر کے جست کی دو جستون مین بالاے کوہ پہونچے
قطران نے جو دیکھا کہ یہ جوان قریب آگیا چاہا او چھڑ سپر کی مار کے پہاڑ سے گرا دون
نور الدہر نے خم ہو کر سپر چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا زور کر کے اٹھالیا اور
ہاتھ پر تولکر قطران کو ایک غار مین پھینک دیا پہاڑ سے اُتر کر فوج پر جا پڑے
فوج قطران نے فرار پر قرار کیا نور الدہر اُنکے تعاقب مین چلے جب لشکر سامنے
سے بھاگ گیا تو خواجہ اپنا لشکر پہاڑ سے لیکر اُترے فیروز بخت سے کہا تم اِسی صحرا
مین اُترو مین تلاش مین صاحبقران کی جاتا ہون مگر تم یہان سے آگے نہ بڑھنا غرض
فیروز بخت اُسی مقام پر اُترا مگر خواجہ عمرو تلاش مین چلے ایک صحرا مین پہونچے کہ
زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کچھ اونٹ اُنپر روٹیان و سالن وغیرہ
لدا ہی چند شتربان ساتھ طرف صحرا کے جاتے ہین عمرو نے فقیر کی شکل بنا کر سوال
کیا شتربانون نے جواب دیا کہ شاہ صاحب یہ مال ایسا نہین ہی کہ جس مین سے
ہم کچھ دین عمرو نے کہا بابا فقیر کی ہر مذہب مین خدمت کرتے ہین ایک روٹی
مین بابا کیا نقصان ہو جائیگا شتربانون نے کہا دو جادوگر زبردست بحکم امکان
باغ مین آکر اُترے ہین حمزہ کو سحر کر کے برف مین دبا چکے اب یہ فکر ہی کہ اُنکا خاتمہ
کرین ہم شاہ کے حکم سے ہر روز اُنکو کھانا پہونچاتے ہین آج دیر ہو گئی ہمکو شعود

خوف ہی کہ دیکھیے وہ کسطرح ہمسے پیش آتے ہین ایسون کے کھانے مین سے ہم کیونکر
ویسکتے ہین وہ جادوگر آفت برپا کرینگے عمرو یہ حال سنکر رونے لگا کہا بابا تو فقیر
بھوک سے بیقرار ہی مگر تارک لذات ہی ایک سخی داتا نے قند کا کوزہ دیا ہی وہ لیلو
اور ایک روٹی دیدو شتربان بہت خوش ہوے اپنے کھانے کی روٹی بغل سے
نکالکر عمرو کو دی عمرو نے وہ قند پاس سے نکالا اور شتربانون کو دیدیا سب نے
آپس مین تقسیم کر کے کھایا اُس مین بیہوشی ملی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو
نے سب کھانے مین بیہوشی ملائی اس خیال سے کہ جادوگر کھانا کھاکر بیہوش ہونگے
مین قتل کرونگا جب ہوا چلی شتربان ہوشیار ہوے آپس مین کہتے تھے یارو آج
وہ لوگ بہت خفا ہونگے عمرو گلیم اوڑھے الگ سے دیکھ رہا ہی کہ شتربان چلے
کھانا سب مقام پر پایا کہتے ہوے کہ بڑی خیر ہوئی اُس فقیر نے کسی شی کو ہاتھ نہین لگایا
یہان یاران قطرہ زن و برف بار جادو بیقرار بیٹھے ہین سحر کر رہے ہین آپس مین
کہ رہے ہین کہ کیا باعث ہی کہ آج کھانے کو دیر ہوئی کہ شتربانون نے آکر سلام کیا
یاران و برف بار نے پوچھا ارے آج کہان دیر لگی تمھارے ہاتھ ہماری
زندگی ہی کہ کھانا لاتے ہو شتربانون نے کہا حضور صاف صاف آپ سے بیان
کرین راہ مین ایک فقیر ملا اُسنے ہمکو قند کا کوزہ دیا ہم اُسکو کھاکر سو گئے تھے
یاران نے کہا اب ہمکو خوف ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو وہ فقیر سارہ بان زادہ ہو ورنہ
امکان جادو نے کہدیا تھا کہ بہت احتیاط سے رہنا ایسا نہ ہو عمرو عیار آکر
تمکو مار ڈالے اور ضرور آئیگا یہ کہکے شراب کی گلابی اُتاری اُسکو جو سونگھا
بیہوشی کی بو آئی سب کھانے کو اُٹھاکر حوض مین پھینکدیا اور شتربانون کو قتل
کیا عمرو نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ کیا کرون یہ تو بڑے ہوشیار ہین
کھانا نہ کھایا سب پھینکدیا ایسے بدگمان ہین کہ شتربانون کو بھی قتل کیا یاران
نے برف بار سے کہا اب دو تین دن بے کھانے پینے بسر کرینگے کہین اور سے
کھانا کھا آیا کرینگے اب وقت سخت ہی سارہ بان زادہ ہمارا پتہ پا گیا جھٹ پٹ بیہوشی

کھانے ہین ملائی اگر ہم کھا لیتے تو موت تھی بادشاہ سے پھر انعام واکرام کون لیتا اگر
امیر کو قتل کیا تو طلسم مین بڑا نام ہوگا پھر طلسم کشا کی گرفتاری کتنی بڑی بات ہی اسیطرح
غفلت مین اُنپر بھی سحر کرینگے سب کو ہمین مارلین گے کوئی ہمارے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
یہ باتین آپس مین کر رہے ہین پانی اور برف سامنے رکھا ہوا ہی چرخے اُستخوان انسان
کے بنے ہوے اُنکو چرخ دے رہے ہین لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین جو ابر آسمان پر چھایا ہی
اُسمین جا کر ملجاتے ہین برف کی بارش کو انتہا کا زور ہی برف برس رہی ہی کہ ایکطرف
سے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہی اُس تخت پر ایک ساحر مہیب ایک کتاب ہاتھ مین
لئے نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ ای باران برف باز ہنر جمشید ثانی مجھکو معلوم ہوا کہ فکر
مین تمھاری ساربان زادہ نکلا ہی اور لات و منات ملک الموت کو روانہ کر چکے
ہین نے راہ ہین اگر اُسکو روکا کہ خبردار ابھی نہ جانا ورنہ ساری دنیا کو ابھی غارت
کر دونگا ملک الموت تو پلٹ گئے مگر لات و منات اِسی فکر مین ہین کہ تمکو قتل کرائین
دونون جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یا خداوند آپ نے تکلیف فرمائی مگر
یہ بڑا کام کیا کہ ملک الموت کو روک دیا مگر ہم شراب کے واسطے بہت بیقرار ہین اگر
آپ حکم دیجیے تو جا کر پی آوین پھر بیٹھکر سحر کرین اب تو مسلمان نوبت بجان و کارہ دبر
اُستخوان ہونگے آجکی رات اور اُنکے خاتمے مین باقی ہی صبح کو میدان صاف
ہو جائیگا ہم پلٹ جاوینگے جمشید ثانی نے کہا ہم تمکو گلابی دیتے ہین مگر یہ شراب
شباب ہی ہمیشہ جوان رہوگے ضعیفی تم تک نہ آئیگی دونون خوش ہو گئے جمشید
نے کمر سے گلابی نکالی دونون کو ایک ایک جام پلایا پیتے ہی دونون گھبرا گئے اپنے
مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند ہم آسمان پر جاتے ہین ہمکو فرشتے بلاتے ہین جمشید ثانی
نقلی نے کہا جلد جاؤ یہ شراب شباب کی تاخیر ہی کہ تمھاری آنکھون سے پردے
اُٹھ گئے فرشتے دکھائی دینے لگے دونون اُٹھے لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو
ذبح کیا اِدھر تو یہ مرے اُودھر لکہ ہاے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سب برف پانی ہو کے
بہ گئی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سب سرداروں کو ساتھ لیا فرمایا یارو

یہ مقدمہ سحر تھا معلوم ہوتا ہی میرا یار وفادار پہونچا اُسنے ساحرون کو قتل کیا دَرہ
کوہ سے نکلے فیروز بخت نے ہرکارے مقرر کیے تھے وہ جھپٹتے ہوے سامنے
آئے کہا ای بادشاہ عالیجاہ صاحبقران مع سردارون کے آتے ہین فیروز بخت
نے آکر استقبال کیا صاحبقران لشکر مین آئے پوچھا خواجہ کہان ہین سب نے
عرض کی حضور کی تلاش مین گئے ہین یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی خواجہ
نے لاکر دونون سر سامنے ڈالدیے اور کہا حمزہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا اتنے
یہ مار لیگئے امیر نے دس ہزار روپیہ منگواکر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا میرا روپیہ
بہت خرچ ہوا ہی امیدوار ہون کہ جلسہ جمائیے سب سردارون کو حکم دیجیے اپنا
اپنا خون بہا دیوین تب شاید میرا مطلب ہو صاحبقران نے حکم دیا جلسہ آراستہ
ہوا خواجہ نے چادر بچھادیا اور نی بجاکر نئے طور سے یہ اشعار گانے لگے نظم

نازک حباب سے ہی مرا دل مرا مزاج
بہ جائے پانی ہوکے جو بدلے ذرا مزاج

اکدم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رہ کا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

اکدن رہا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پاگئی ہی کیا قبا مزاج

مشق ستم ہی اسلیے اُس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہین نوشتہ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہی غذا نہین پاتی دوا مزاج

کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہی یہ بیسوا مزاج

تمام اہل دربار جمع ہین خواجہ کو روپیہ اشرفی دے رہے ہین تھوڑے عرصے
مین چادر معمور ہوگیا دو دن تک اُسی صحرا مین لشکر رہا بعد دو دن کے امیر نے
کوچ کیا لیکن امکان جادو کہ تخت پر بیٹھا ہی جملہ ساحر حاضر ہین کہ پیرون نے لاکر
لاشہ باران قطرہ زن و سر فبار کا پہونچایا امکان نے کہا یار وہ وہ ساحر مارے گئے

کہ جنگی وجہ سے دربند ششم ویران ہوگیا مگر پکار کر پوچھا کہ کیا دھوکا کھایا بیرون سے آواز دی کہ ای بادشاہ عالیجاہ سارہان نژاد جمشید ثانی بنکر آیا تھا اصفین کی شکل پر دونون کو قتل کیا یہ سنکر امکان جادو نے زانو پیٹ لیا کہا لو یارو مذہب سامری و جمشید کا خاتمہ ہوا کیا باعث ہوا کہ قدرت کی شکل بنکر عمرو آیا اور قدرت نے اپنے بندون کو نہ بچایا یارو ہر چند کہ ایک دربند کا حاکم ہون اگر میری شکل بنکے عمرو عیاری کرے تو بھی آگاہ ہوجاؤن گا اور قدرت کو اپنے بندون سے یہ دشمنی کہ آگاہ نہ کیا دونون ساحر قتل ہوگئے اب اس طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ مسلمان سچ کہتے ہین اور انسان ہوکر دعوی خداوندی کرے اور اس سے کوئی اظہار قدرت نہ ہو سب نے کہا ای شاہ خاموش رہیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے ایسا نہ ہو قدرت آگاہ ہوجاوین تو باعث خرابی ہو امکان نے کہا قدرت کو خبر بھی نہین ہوتی قدرت آٹھ پہر قصر مروارید مین رہتے ہین اسی وجہ سے کسی بات کی انکو خبر نہین سب نیک و بد مروارید گوہر افشان کے سپرد کر دیا ہو جو اسکے مزاج مین آتا ہو وہ کرتی ہو یقین ہو چند سے مین طلسم کشا بھی لڑتا بھڑتا تا بہ لوح پہونچ جائیگا ایک ساحر اٹھا اسنے کہا مین ابھی جاتا ہون صاحبقران کو پکڑے لاتا ہون وہ یہی ساحر پلنگ نیک راے نام اٹھکر باہر آیا ایک نازنین کی شکل بنکر چلا لشکر امیر مین داخل ہوا بعد اسکے جانے کے امکان نے کہا لو یارو پلنگ کے جانے پر خاتمہ ہو اگر پلنگ جاکر حمزہ کو پکڑ لایا تو فورًا قتل کرونگا اگر پلنگ گرفتار ہوا یا مارا گیا تو مین جاکر حمزہ کا شریک ہوجاؤنگا دل کو یقین ہو گا کہ جمشید ثانی خداوند نہین ہین مگر پلنگ نیک راے بشکل محبوب پریچہرہ پھرتا ہوا لشکر اسلام مین آیا بازار مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

کیا دیکھتا ہو طائر بسمل کا اضطراب
بڑھکر ہو اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا
اب کون لیگیا مرے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر
دیکھا کیے وہ صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہو کوئی لحظہ بیٹھ کر
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
قاتل یہ کوئی دم کا تماشہ ہو دیکھ لے
اُسکو قرار ہو اِسے پروانہ دمبدم
تدبیر کچھ ضرور ہو بیٹھے ہو کیا نسیم

تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
لیکن نہان ہو صاحب محمل کا اضطراب
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب
سیماب سے فزون ہو مرے دل کا اضطراب
جاتا نہین ہو آج مرے دل کا اضطراب

القاس راہ دار اپنی بارگاہ سے آتا تھا اُسنے جو اِس مہ جبین کو دیکھا تڑپتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار انقلاب فلکی ہو کہ ایک نازنین جبین وجمیل خوبصورت نیک طینت بازار مین بیٹھی گا رہی ہو اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو بلوائین صاحبقران نے حکم دیا عمرو نے کہا مین جاکر بلالاؤن امیر نے کہا بسم اللہ خواجہ باہر نکلے ایک خدمتگار کی شکل بنکر بازار مین آئے قریب اُس نازنین کے بیٹھ گئے ایک روپیہ پھینکا اور کہا اے مہ جبین چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہو عمرو کا دل کھٹک رہا ہو یہی دمبدم خیال ہو کہ کوئی ساحر نہ ہو جب وہ نازنین اُٹھی تو عمرو نے کان مین کہا اے ملکہ مین تمکو خدمت مین آقاے نامدار کی لیے چلتا ہون اگر رنگ جمے اور آقا تمکو تخلیے مین لیجاوین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ بدل شریک ہونگا میرا ارادہ ہو کہ جاکر امکان جادو سے ملاقات کرون اور اپنی خرابی کا باعث کھون حمزہ وہ ظالم ہو کہ کوئی ملازم راضی نہین پلنگ نے کہا اے خدمتگار ہر چند کہ مین قتل صاحبقران نہین چاہتا مگر تیری زبان سے سنکر دل کو ہوس ہوئی جو حمزہ کو قتل کریگا اِسقدر مال دنیا پائیگا کہ بے نیاز ہو جائیگا سب اہل دربند اطاعت کرینگے مگر بادشاہ طلسم ساحر سخت ہو یقین ہو کہ وہ زندہ نچھوڑے مین عورت نہین ہون پلنگ نیک راے جادو میرا نام ہو مین حمزہ کو گرفتار کرلیجاؤنگا جسوقت مجھکو تخلیے مین لیجاوینگے شراب پلاکر بیہوش کرونگا اور گرفتار کرکے لیجاؤنگا اگر تو شرکت کریگا تو اپنے انعام مین تجھکو بھی شریک کرونگا اور میرا مطلب بھی ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ لے چلے ایک مقام پر آکر کہا

وہ دیکھو حمزہ کھڑا ہی تمھارا انتظار کر رہا ہی پلنگ جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے
کمند مارکر حباب مارا پلنگ کو بیہوش کرکے زبان مین سوزن دی اور لپشتارہ
باندھکر لے بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے القاس نے کہا خواجہ یہ کیا کیا
عمرو نے کہا یہ عورت نہین ہی پلنگ نیک رای ہی بصورت عورت آیا تھا کہ
صاحبقران کو گرفتار کرے مین نے پوچھکر اسکو پکڑ لیا صاحبقران نے حکم دیا
ستون سے باندھکر اسکو ہوشیار کرو عمرو نے ستون سے باندھکر جو ہوشیار کیا
پلنگ کی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران مقام صدر پر ہین گرداگرد سردار بیٹھے ہین
ناچ ہو رہا ہی سب سردار مصروف عیش و فرحت ہین صاحبقران نے پکار کے
آواز دی کہ ای پلنگ نیک رای تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب بہتر یہ
ہی کہ لات و منات پر لعنت کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر پلنگ تھرا گیا اور
منتین کرنے لگا کہا مین مطیع اسلام ہوتا ہون ای شہریار مین کلمہ پڑھتا ہون لیکن اس
طلسم مین ہنگامہ ہی ہر طرف سے شاہزادے آتے ہین اہالی طلسم بھی آمادۂ خونریزی
ہین شاید میرے ہاتھ سے بھی کوئی کام بن پڑے کہ میرا بھی نام ہو صاحبقران نے
حکم دیا زبان سے پلنگ کی سوزن نکالی پلنگ قدمبوس ہو کر بصدق دل مسلمان ہوا
امیر نے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر لشکر مین رہنے لگا امکان جادو کو خبر ہوئی کہ پلنگ
جاکر گرفتار ہوا اسنے کہا یارو مین نے مقدمۂ پلنگ مین عہد کیا تھا کہ مین خدمت
صاحبقران مین جاؤنگا سب نے کہا حضور آپ اتنے بڑے ساحر ہو کر ایسا گھبراتے
ہین امکان نے کہا ایہا الحاضرین مین تو جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو میرا
ساتھ دے اور چلکر اطاعت اسلام کرے ورنہ مارا جائیگا ساٹھ ہزار فوج سولہ افسران
نامی امکان کے ساتھ ہوے امکان ان سب کو لیکر قلعے سے نکلا قصد ہوا کہ اب
خدمت صاحبقران مین چلون دیکھون کہ صاحبقران کیا کہتے ہین اس جمعیت سے
قریب لشکر پہونچا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ امکان جادو بہ ارادۂ
اطاعت آتا ہی یہ سنکر امیر نے سردارون کو حکم دیا کہ اسکو بہ اعزاز لاؤ پلنگ کو بھی

ساتھ کر دیا پلنگ نے آکر ملاقات کی کہا اے شاہ دربند ششم تمکو معلوم ہوگا کہ مین اگر گرفتار ہوا اگر اطاعت نہ کرتا تو کیا کرتا امکان نے کہا تمھارے اعتقاد پر تو مین بھی آیا پلنگ امکان کو ساتھ لیکر بہ خدمت صاحبقران آیا امکان نے سلام کیا امیر نے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی امکان نے عرض کی اب حضور یہان کیون اترے ہین قلعے مین تشریف لے چلیے سب آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اٹھے اسیوقت سوار ہوے امکان نے آکر قلعے کو آراستہ کیا تمام قلعے مین خبر اڑگئی کہ امکان مسلمان ہوا اب امیر مع لشکر آتے ہین دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنکر بیٹھے نقارے پر چوب پڑی سب کو معلوم ہوا کہ امکان جادو بہ اعزاز امیر کو لاتا ہی سب دوکاندار مشتاق بیٹھے ہین کہ دیکھا امکان تاجدار چوب وچماق ہاتھ مین لیے ہوے اہتمام کرتا ہوا آتا ہی صاحبقران کو لایا دوکاندار سلام کر رہے ہین صاحبقران دونون ہاتھون سے سب کو جواب دیتے ہوے دار الامارہ مین آئے فیروزی بخت تخت پر تمام سردار جمع ہین کہ عرض ہوئی در دولت پر شتر سوار حاضر ہوا امیر نے فرمایا بلا لو مگر امکان کی رنگت متغیر ہوگئی شتر سوار نے آکر نامہ ہاتھ مین امکان کے دیا بادشاہ دربند ہفتم قیلاب عقاب سوار نے لکھا تھا کہ اے امکان ہمکو معلوم ہوا کہ تمنے سامری وجمشید کو چھوڑا اور اطاعت حمزہ اختیار کی بہتر اسی مین ہی کہ حاضر خدمت مابدولت ہو ورنہ مابدولت خود آتے ہین اسقدر فوج ساتھ آئیگی کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی بھاگتے تمکو راستہ نہ ملیگا امیر نے فرمایا اے امکان مناسب یہ ہی کہ اسکو جواب صاف دو اسی نامے پر لکھدو کہ جو تجھسے ہوسکے کر داور مین تو ضرور اپنے کو تا بہ طلسم پہونچاؤنگا ہر چند کہ فتاح اسکے ہمارے بادشاہ جمجاہ ہین لیکن کوئی مطلب تو ہمسے بھی نکلیگا ایک طرف سے نور الدہر وایرج لڑتے آتے ہین امکان نے جواب لکھا کہ او مغرور قیلاب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس قیلاب کے پہونچا قیلاب نے جو جواب صاف پایا افسرون کو حکم دیا کہ تیاری کرو مابدولت کوچ کرینگے وردیان تقسیم ہونے لگین

بارگاہ مین کلبین قبلاب کا توارادہ ہے کہ بر سر دربند ششم جاؤن اور امکان کو قتل کرون مگر صاحبقران زمان دوسرے دن جو بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ اے امکان جسقدر لشکر امکان مین ہو تیار کرو ہم طرف دربند ہفتم کے جاوینگے امکان نے دو دن مین تیاری کی ساٹھہ ستر ہزار ساحران نامی کہ افسر انکا امکان جادو ہے چار لاکھ فوج غیر ساحر انکا افسر فیروز بخت جملہ سرداران نامی کو لیکر امیر طرف دربند ہفتم کے چلے

دو کلمۂ داستان جرأت بیان رستم پیلتن کے گذارش ہوتے ہین پہونچنا رستم کا سرحد طلسم نوخیز مین و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ۔۔۔ کہ ہے رنگ پر اب نئی داستان
مرے ساقیِ ماہ وش خوشخرام ۔۔۔ پلا مجھکو صہباے اُلفت کا جام
محبت مین تیری سبک بار ہون ۔۔۔ بہت جان سے اپنی بیزار ہون
اُدھر سے جو ساقی کی آمد ہوئی ۔۔۔ تو پیرِ مغان کو بڑی کد ہوئی
گلابی اُٹھا ساقیِ سیمبر ۔۔۔ کہ لینا ہے میخانے کی بھی خبر
اُٹھا ابر تاریک بازور وشور ۔۔۔ ہوا سرو چلتی ہے رقصان ہین مور
بہار مضامین بھی ہے جوش مین ۔۔۔ ہوا فرق رندون کے بھی ہوش مین
پیا جام ایسا بہکنے لگے ۔۔۔ چمن کے بھی طائر چہکنے لگے
کیا قمریون نے سرِ سرو شور ۔۔۔ کیا نشۂ مے نے رندون کو کور
یہی خواہش طبع بیباک ہے ۔۔۔ کہ مضمون یہان چست وچالاک ہے
کرون ذکر رستم بصد شد ومد ۔۔۔ کریگا خدا انکی ہر دم مدد
یہ ہین پوُرِ صاحبقران ذیحشم ۔۔۔ کیے سیکڑون نخل بدعت قلم
کیا شہر مرزوق مین خوب کام ۔۔۔ ہر اک شہر مین ہے بڑا انکا نام
چل اے توسنِ کلکِ رنگین خیال ۔۔۔ کہ ہے منشیِ ذکر کو قیل وقال
قدم زیر افلاک جمتا نہین ۔۔۔ تری پشت پر پانون تھمتا نہین

طرازے دکھا سب کو شبدیز کے
لکھوں داستان عجائب بیان

اشارے یہ ہین طبع گلریز کے
قمر طبع روشن کا ہو امتحان

چہرہ جرایان جرأت مثال و نہور شعاران جلالت شعار اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہر مصنف تہور شعار خجستہ مقال ہہ چنین بینگارد زرنکلک خیال ہہ رستم پلتن که داخل لشکر ہین دل مین خیال کیا که بادشاہ جمجاہ کو عرصہ ہوا قبلہ و کعبہ کبھی نہ اٹھے نہین معلوم جنگ خانۂ کعبہ مین کیا ہوا اسلم زنگی بڑا زبردست تھا پروردگار اُن شہریار سے پھر ملاے اور نور الدہر و ایرج کا بھی پتہ نہین یقین ہو وہ شیر بیشۂ جرأت تعاقب مین بادشاہ کے پہونچے فتاحی طلسم نوخیز مین ہونگے سمک بلداقی سے یہ سب باتین کین سمک بہت پریشان ہوا لیکن عرض کی که غلام فکر کریگا که حضور کا بھی داخلہ ہو یہ کہکے براے خبر چلا جنگل مین پھرتا ہوا جاتا تھا که ایک درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی سمک درۂ کوہ مین آیا دیکھا دیو تندک پڑا تڑپ رہا ہی سمک نے پوچھا ای دیو تندک خیر تو ہی کس بلا مین مبتلا ہو تندک نے کہا ای مہتر والا گہر خشخاش جادو ایک دیونی ہی مدت سے مجھپر عاشق تھی آج تیسرا دن ہی پا گئی اُسنے اُسکے یہان قید کیا ہی وہ جبر کرتی ہی که اُسکا ذکر نہین کرسکتا مگر مین غلام صاحبقران زمان ہون مین نے ابتک قبول نہین کیا اسوجہ سے مجھپر جبر کرتی ہی سمک نے کہا ای تندک اگر بن پڑتا ہی تو آج اُسکو مارتا ہون یہ کہکے سمک بلداقی گوشے مین چھپا شام ہوئی ایک جھونکا ہوا کا چلا درختون کے پتے مثل کنول روشن ہوگئے سامنے درے کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی آسمان سے ایک ساحرہ بال زمین مین لوٹتے ہوے دھوتی نیلی باندھے ہوے آکے پہونچی تندک کو درے سے نکالا خیمے مین اپنے لیکر بیٹھی سوال وصل کرنے لگی مگر تندک انکار ہی کر رہا ہی سمک غار سے نکلکر ایک گوشے مین آیا چند بانس کاٹے ایک خول بنایا ایک دیو کی شکل بنکر اُس خول مین چھپا جست کرتا ہوا دروازے پر آیا پکار کر آواز دی که ای ملکۂ عالم یہ عاشق زار حاضر ہی خشخاش جادو نے جو آواز

سُنی بیقرار ہو کر نکل آئی دیکھا ایک دیو کھڑا ہی ایک تصویر ہاتھ مین جیسے ہی خشخاش
سامنے آئی دیو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا خشخاش نے قریب آکر سر اُسکا زانو پر رکھا
تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی بلائین لینے لگی پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار
کیا کہا ای عاشق صادق میرے تصویر کیونکر پائی دیو نقلی رونے لگا کہا ایک تاجر ایک
صندوقچے مین لایا تھا کئی ہزار روپے دیکر یہ سودا خریدا ہی خشخاش نے کہا چلو بارگاہ مین
بیٹھو ایک دیو لنگوٹر ادیوانہ ہی ہمین نے اُسکو قید کیا ہی ہمارے تمھارے وصل ہوا سکے
کباب لگا کر کھائین تب کیفیت ہو سمک نے پوچھا کیا اُس دیو پر آپ عاشق ہین یہ
سُنکر خشخاش نے کہا مین تو مرد کے نام سے بھاگتی ہون مگر تمھاری عاشق صادق ہون
اِسواسطے قبول کرتی ہون سمک نے کہا قلعۂ دربند پنجم قاف کا بادشاہ ہون میری
عملداری مین کوئی دیو نہین آتا آسمان پری سے جنگ رہتی ہی کئی مرتبہ مین شکست
دے چکا ہون آخر وہ بھاگ جاتی ہین خشخاش نے کہا اب مین تمھاری عملداری
کرا دونگی وہ سحر کرون کہ سب مسلمان پابہ گل ہو جاوین جسکو چاہو قتل کرلو سمک نے
کہا ای ملکۂ عالم اگر اِتنا سہارا ہو تو ایک دن مین گلستان ارم مین عملداری کرلون
قریلیشہ کو قتل کرون اب خشخاش بہت خوش ہی دیو تندک سے اِشارے کرتی ہی
کہ لنگوٹرے دیکھ تو مجھسے اِنکار کرتا تھا کیسا عاشق صادق ملا اسکو خان قاف بناؤنگی
تمام رئیسان پردۂ قاف اِسکی اطاعت کرینگے اٹھارہ پردے تسخیر کرا دونگی سرکشان
قاف مین کوئی باقی نہین جسکو آسمان پری نے شکست ندی ہو کل پردون پر قبضہ کرلیا
اب کوئی لایق مقابلے کے نہین رہا تندک اِشارہ کرتا ہی کہ او جھلو تو لاکھ فتور کرے
مگر مین نہ تھوکونگا سمک نے کہا ملکہ شراب لاؤ کہ مطلب حاصل ہو خشخاش دوڑکر
گلابی شراب کی لائی سمک نے جام لبریز کیا کئی مثقال بیہوشی ملائی خشخاش نے پوچھا
کہ او دیو سلیمان تاجدار کمر سے کیا نکالکر ملایا سمک نے کہا یہ پڑیا رنگ شباب کی ہی
خوب رنگ لائیگی مجھکو اور تمکو لطف شباب حاصل ہوگا صبح تک عیش وعشرت
مین مصروف رہونگا آج میرے واسطے روزعید ہی مگر وہ لولاجوانی لعبید ہی کیا جانتا تھا

کہ آج سامنا ہوگا ورنہ سب طرح کے نسخے لاتا یہ نسخہ ہر وقت موجود رہتا ہی جلدی
پی جاؤ ایسا نہو ہوا لگ کر تاثیر مٹجاے خشخاش نے خوشی خوشی جام پیا سمک نے
جام پر جام دیا جب دو تین جام پلاے خشخاش نے گھبرا کر کہا صاحب میرا دل گھبراتا
کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہو سمک نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ فرحت
حاصل ہو تسکین دل ہو خشخاش گھبرا کر اُٹھی جیسے ہی دو چار قدم چلی لڑکھڑا کر گری
سمک نے کہا اے تندک مین اب اِسکو قتل کرتا ہون لیکن ایک اقرار کرو کہ
مجھکو اور میرے آقا رستم کو پردہ قاف مین لے چلو تندک نے کہا اچھا شاہزادے
وہان جنگ کر رہے ہین صاحبقران بھی پہونچے ہین لیکن ابھی تک لوح کا پتہ
نہین ملا شاید آپ کی مدد سے لوح دستیاب ہو تو رفع اضطراب ہو سمک یلداقی نے
خشخاش جادو کو قتل کیا مرنے سے خشخاش کے بڑا ہلڑ ہوا پہاڑ تھرایا زمین بھی
ہل رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من خشخاش جادو بود سمک نے
تندک سے کہا آقاے نامدار آج دن کو گھبراتے تھے اُنکو بھی یقین ہو گیا کہ ایرج
اور نور الدہر وہین گئے تندک نے کہا تم جاکر رستم کو لاؤ مین پھر آکر بدیع الزمان
اور قاسم کو بھی لیجاؤنگا سمک نے کہا اُن دونون کے مقدمے مین تمکو اختیار ہی
مگر مین اپنے آقا کو لاتا ہون رات بہت قلیل باقی ہی سمک تندک کو ٹھہرا کر بھاگا
یہان رستم فرش خاک پر پڑے تڑپ رہے ہین اور یہی خیال ہی کہ ایسا نہو کہ
ایرج اور نور الدہر سے جنگ ہو جائے تو باعث خرابی ہی ایرج کے مزاج مین
جہالت ہی ہرچند کہ نور الدہر بہت سلیس ہین مگر طعن و تشنیع کہانتک اُٹھا سکتے ہین
اگر کہین دونون آپس مین مصروف جنگ ہو گئے تو پردہ قاف مین کون ایسا ہی کہ ان
دونون کے بیچ مین جائے اِس خیال مین نیند اُڑ گئی ہی کبھی گھبرا کے یہ اشعار
زبان پر لاتے ہین **نظم**

ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین	اِسطرح اب دل ناشاد کو بھی شاد کرین
پھر ہی ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین	ہاے وہ بزم مین اغیار کے دل شاد کرین

اسلیے مین اسے پہلو مین نہان رکھتا ہون ۔ چھین کر دل نہ مرا وہ کہین برباد کرین
جھک کے یون زیست مین ہر ایک سے دل ہو نالان ۔ دوست تو کیا ہین عدو بعد فنا یاد کرین
فرد عشاق کی وہ دیکھ رہے ہین یارب ۔ کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
ہم ادھر صبر و تحمل مین ہوے ہین مشتاق ۔ وہ اُدھر روز ہزارون ستم ایجاد کرین
رحم آیا ہی انکھین اپنے گنہگارون پر ۔ سان پر تیز نہ تلوارون کو جلاد کرین
اپنے عشاق پہ ای بت نہ کر اسدرجہ ستم ۔ تنگ آکر نہ خدا سے تری فریاد کرین
ضبط عشاق پہ تاکید کیب کرتا ہی ۔ دل سے کھینچین نہ کبھی آہ نہ فریاد کرین
حسرتین آرزوئین دلین ہمارے ہون مقیم ۔ گھر یہ مدت سے ہی اُجڑا ہوا آباد کرین
سیکڑون دوست گئے ملک عدم ای سطوت ۔ کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

رستم اِس حال مین بیٹھے تھے کہ سمک پردہ اُٹھاکر آیا عرض کی ای شہریار تا بہ طلسم نوخیز چلیے گا غلام نے تدبیر نکالی رستم نے تیغہ کپیتان اُٹھایا سپر پشت پر ڈالی فرمایا ای سمک یہ بڑا احسان کیا کیون برادر کیا تدبیر ہی سمک نے سب حال بیان کیا رستم باہر نکلکر اشتر بالا کبود فرنگی پر سوار ہوے اُسی اندھیری رات مین ساتھ سمک کے روانہ ہو گئے جب صحرا مین پہونچے تو تندک کو دیکھا ٹہل رہا ہی رستم کو دیکھکر سلام کیا کہا ای شہریار حقیقت مین جبتک آپ لوگ نہ پہونچین گے اور رود بند نہ تسخیر ہونگے تو طلسم کیونکر شکست ہوگا جیسے ملکۂ عالم قید ہوئین ہین گلستان ارم مین نہین گیا اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہون خشخاش جادو نے قید کر لیا تھا لیکن سمک نے بڑا کام کیا اب مرکب یہین چھوڑیے رستم نے کہا مرکب ضرور لیچلو پر وہ قاف مین مرکب ممکن نہ ہوگا تندک نے سمک کو کاندھے پر سوار کیا رستم گھوڑے پر سوار ہوے تندک نے گھوڑے سمیت رستم کو اُٹھا لیا اور لیکر بلند ہوا جبل اعلیٰ سے گذر کر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچے رستم نے اُس صحرا کو بہت پسند کیا فرمایا ای تندک ہمکو اسی مقام پر اُتار دو تندک نے کہا بھی کہ ابھی طلسم نوخیز دور ہی رستم نے نہ مانا آخر تندک نے اُسی مقام پر اُتارا رستم سمک کو ساتھ

لیکر ایک جانب چلے تندک تو چلا گیا مگر رستم کئی کوس چلے تھے کہ غریو دیوان کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک صحرا ے وسیع مین کئی سو تیرہ ہاے دیو جمع ہین اور ایک دیو بلند قد کو زنجیرون مین باندھا ہو آگ روشن کی ہو سب ملکر چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کر کے کباب لگائین وہ دیو تڑپ رہا ہو رستم نے کہا ای سمک یہ بھی کار ثواب ہو کہ یہ سب ملکر چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کرین اگر کہو تو اسکو بچاؤن سمک نے منع بھی کیا مگر رستم گھوڑا اُڑھا کر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ۔ کیست علمشاہ جو رستم لقب ۔ دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور ۔ کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور ۔ تیغہ کیتان کو کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب رستم نے دو چار دیو زاد قتل کیے وہ سب بھاگے رستم نے آکر اُس دیو کو کھولا پوچھا کہ ای بہ اور یہ کیا معرکہ تھا دیو نے کہا دیو صمصام میرا نام ہی مین شکار کھیلنے آیا تھا ان سب نے مجھے گرفتار کر لیا آپ نے بڑا احسان کیا کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لیا مگر آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا نام میرا علمشاہ ہو فرزند کوچک سلیمان ہون براے مدد سعد بن قباد آیا ہون کہ بادشاہ ہمارے براے فتح طلسم نوخیز آئے ہین دیو صمصام نے عرض کی آپ نے میری جان بخشی کی اسکا بدلہ تو غیر ممکن لیکن بادشاہ طلسم جو ہنگام تاجدار ہی اُسکی دختر بلند اختر عنبر افشان نازک اندام ہین نے اُسکو پرورش کیا ہی سحر مین یگانۂ آفاق حُسن مین طاق ہو اکثر ہنگام کہا کرتا ہی کہ میری بیٹی مین وہ کمال ہو کہ طلسم مین کوئی اُسکا مثل نہین اگر آپ فرمائین تو مین جاکر عنبر افشان سے ذکر کرون چونکہ مجھکو بہت مانتی ہی اگر میری قید کا حال سُنتی تو آکر ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دیتی رستم نے کہا ای صمصام یہ کچھ ضرورت نہین ہے وہ دگار معین و مددگار ہی ہمکو تا بہ طلسم پہونچائیگا ہمارا آنا بیکار نہ ہوگا اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور ہونا چاہئین اب تم رخصت ہو ہم راہی منزل مقصد ہوتے ہین کسی راہ پر پہونچ جاوینگے دیو صمصام نہ جاتا تھا مگر رستم نے بگڑ کر کہا کہ میرے ساتھ کہان جاوٴگے صمصام چلا مگر دل مین سوچتا ہوا کہ ای صمصام انسان کہ

ضعیف البنیان کہ ہماری خوراک ہی وہ جان بخشی کرے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے جستجو تو
کرو آیندہ پروردگار کو اختیار ہی یہ سوچتا ہوا چلا صحراے مینوسواد مین پہونچا
اُسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ ملکہ عنبر افشان نازک ادا اکثر اُس باغ مین آتی
ہین دو دو چار چار دن قیام رہتا ہی قضاے کار ملکہ باغ مین تھین چند کنیزدن نے
جو دیو صمصام کو دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای صمصام کہان تھے ملکۂ عالم روز تمکو پوچھا
کرتی تھین کہ ہمارا صمصام کہان ہی کئی دن سے نہین آیا صمصام نے کہا صاحبو مین
عجب مصیبت مین تھا مگر خداے نادیدہ نے بچا لیا کنیزین حیران ہنستی ہوئی
بھاگین آپس مین کہتی ہوئین کہ آج تو صمصام نے نئی بات کہی خداے نادیدہ
کا نام لیتا ہی ایک کہتی ہی دیوانہ ہوگیا ہی دوسری کہتی ہی کہ چہرہ بھی اُسکا اُداس
ہو رہا ہی آپس مین کھسر پھسر جو ہوئی عنبر افشان نے پوچھا اری شغل کیا آپہمین
اِشارے کنا ے ہو رہے ہین کسکو برا کہہ رہی ہو کہا حضور دیو صمصام کئی دن سے
غائب تھا آج آیا ہی مگر عجب حال مین ہی خداے نادیدہ کا نام لیکر تعریفین کرتا ہوا
آتا ہی ملکہ نے کہا ذرا بلاؤ تو مین تو اُس سے پوچھون کہ تو نے خداے نادیدہ کی
کیا صفت دیکھی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیزون نے صمصام کو بلایا صمصام ہنستا
ہوا سامنے ملکہ کے آیا عنبر افشان نازک ادا نے پوچھا کہ ای صمصام تم کئی
دن سے کہان تھے آج تو بہت خوشی خوشی آئے ہو صمصام نے کہا او ملکۂ عالم
ساکنان صحراے مینوسواد ہمیشہ سے میرے دشمن تھے آج کئی دن ہوے کہ
مین براے شکار گیا مجھکو بلوہ کرکے گرفتار کر لیا چاہتے تھے قتل کرین مین نے
لات و منات کو پکارا کوئی نہ آیا سامری و جمشید کو پکارا اُنسے بھی کچھ نفع نہ ہوا
پھر خداوند راس الشیاطین کو پکارا وہ بھی مدد کو نہ آئے جب مین نے دیکھا
وہ کئی سو دیو آگ روشن کر چکے اب آمادہ ہین کہ مجھکو ذبح کرین تب مین نے
مایوس ہوکر خداے نادیدہ کو پکارا کہ ای کریم و رحیم ان ظالمون کے ہاتھ سے
بچالے یہ نام لیتے ہی صحراسے گرد اُڑی ایک جوان آفتاب جمال حسین و جمیل

مرکب باد رفتار پر سوار صرف ایک عیار ہمراہ نعرہ کر کے اُن دیوزادون پر آپڑا اور پانچ دیو قتل کیے آخر وہ سب بھاگ گئے اُسنے مجھکو کھولا نام و نشان میرا پوچھا کلمہ تعلیم کیا مین بہ صدق دل مسلمان ہوا اسی وجہ سے خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہون مین نے دریافت کیا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اُس جوان نے نام اپنا علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران بتایا اب طرف طلسم نوخیز کے تشریف لے گئے طلسم نوخیز پر آفت ہی کئی فرزند صاحبقران کے اُسکی شکست کی فکر مین لڑ رہے ہین کئی دربند تسخیر کیے صاحبقران بھی اُسی حوالی مین ہین اُسی جوان کی زبان سے یہ سب حال معلوم ہوا مین دیوانہ نہین ہون خدا کی تعریف کر رہا ہون عنبر افشان دمبدم پوچھتی ہی اور کہتی ہی دیوزادون سے کیونکر لڑے کہ دیوزادونکا قد بڑا ہوتا ہی صمصام نے طرز جنگ رستم بیان کیا عنبر افشان طریقہ جنگ سُنکر گھبرا گئی کہا ای صمصام تو اُنکے ساتھ نہ رہا صمصام نے کہا مین نے قصد کیا تھا مگر اُنھون نے فرمایا دیو کو ہم ہمراہ نہین رکھتے ایسے جری بے پروا میری نگاہ سے نہین گذرے یا تو والد اُنکے اگر دیوزادون سے لڑے یا اب یہ آئے ہین غرض عنبر افشان یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل سے کہتی ہی اُس جوان کو کیونکر دیکھون ایسے بے خوف کہ دیوزادون کے ملک مین آئے ہین پوچھا کیون صمصام لوح طلسم کا کچھ ذکر کرتے تھے صمصام نے کہا فتاح طلسم اُنکا بھتیجا ہی وہ الگ کد و کوشش کر رہا ہی ایک پوتا اُنکا اور ایک بھتیجا اور قبلہ و کعبہ اُنکے قاتل عفریت یہ سب جوان آئے ہوے ہین بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے عنبر افشان اُسوقت تو خاموش ہو رہی مگر رات کو جو بیٹھی تو نیند نہین آتی تارے گن رہی ہی زبان پر یہ اشعار بیقراری مین جاری ہین رستم کی یاد ہی نظم

غم نہین گو ای فلک رُتبہ ہی مجھکو خار کا	آفتاب اِک زرد پتہ ہو مرے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزۂ گوش یار کا	ہو گیا سنگِ زمرد خال چشم مار کا
ناخدا سے موت جو دم ہر سو ہو بار صرار	عزم ہی کشتی تن کو بجھے ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہون اب
جوش گریہ نے کیا ہی ناتوان اتنا مجھے
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین
پھول جو ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی
خط روے یار سے ایذا اُٹھائی ہی زبس
گرد پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
ای صنم تیری کجی آنکھ سے ثابت ہوا
یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
اُس پریرو کے جو کوچے کا گذرتا ہی خیال
اُٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
ای صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
بوے گل آتش کہین ہوتی ہی محسوس نظر

یاد آتا ہی کف پا مین کھٹکنا خار کا
ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا
اور فرط شوق ہی یان زخم دامن دار کا
ہر شجر اِس باغ مین لاتا ہی پھل تلوار کا
سبزے سے ہوتا ہی صدمہ میرے دل کو خار کا
کعبے پر نرغہ ہوا ہی لشکر کفار کا
رنگ اُڑ جاتا ہی روے مردم بیمار کا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا
بن کے جن سایہ لپٹتا ہی مجھے دیوار کا
اِک قیامت ہی صنم عالم تری رفتار کا
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا
افترا ہی روز محشر یار کے دیدار کا

رات بھر ملکہ تڑپی صبح کو جو اُٹھی چہرہ زرد لب پر آہ سرد کنیزون نے جو آکر دیکھا کہا ای ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو جو دلپر گذر رہی ہی کیا حال بیان کرون نگوڑے صمصام نے عجب حال بیان کیا کہ دل جسنے ٹکڑے کر دیا مین والد کی ملاقات کو جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی اُڑاتی ہوئی طاؤس کو جاتی ہی راہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین اُس کوہ کو دیکھا کہ نہایت پُرفضا مقام ہی ہر سمت درخت سرسبز و شاداب ہر طرف نہرین جاری پانی گر رہا ہی طائران ہوائی آکر بیٹھتے ہین زمزمہ سرائی کرکے اُڑ جاتے ہین ملکہ کو وہ مقام پسند آیا طاؤس اُتارا پہاڑ پر ٹہلنے لگین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان آفتاب عالمتاب تاج شہریاری برسر و چارقب شہنشاہی دربر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تخت پر سوار چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی

گرد تخت ہالہ پڑا ہوا ہی پشت پر فوج ظفر موج مردان نامی و پہلوانان گرامی
گرد گھیرے ہوئے اٹالہ بارگاہ کا لدا ہوا اِس دھوم سے لشکر جا رہا ہی نگاہ جو
جمال بے مثال پر پڑی پروانۂ شمع جمال ہوئی پسینے پسینے ہو گئی جی مین کہتی ہی یہ
وہی جوان ہی جسکا کہ صمصام نے ذکر کیا تھا مگر کیونکر ردکون کیا کرون فوج
و لشکر سامنے سے گذر گیا تصویر جو آنکھون سے ہٹی دل کو تھام لیا اور ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگی مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہو کر اُٹھی باغ مین آئی باغ پر نگاہ
ڈالی باغ خارہ خار معلوم ہوتا ہی تیغ خنجر بُران شاخون کا خم گلے پر گویا تلوار
پھر رہی ہی ہر طرف عندلیبان خوشنوا کی پکار قمریون کی کوکو سے سر پھرنے لگا
سر جھکا کر بیٹھی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کنیزون نے عرض کی واری خاصہ تیار
ہی ملکہ نے کہا دل غم و الم سے بھرا ہی کھانے کو جی نہین چاہتا یہان تو ملکۂ عالم
باغ مین بیقرار ہین مگر بادشاہ سعد بن قباد کی یہ منزل آخر تھی قریب دربند
پنجم پہونچے سرخاب فراق نصیب تخت پہ بیٹھا ہی ذکر طلسم کشا ہو رہا ہی مگر
سرخاب نے کہا مین تو خبر سُن چکا ہون کہ چھٹا دربند بھی تسخیر ہو گیا وہان کے
حاکم نے خوف جان سے اطاعت کی مگر مین وہ جنگ کرونگا کہ مسلمانون کو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے کافرکو
کافرون نے بددعا دی قطعہ ای فخر جہانبانی وفا ساقط از وجہ گوہر بہ دہن داری و
ر اساقط از وجہ روزان و شبان زحق تعالیٰ خواہم ہمہ مرکب دہشت خادبا
ساقط از وجہ مصاحبون نے کہا بیش باد تو کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون
نے کہا غلام واسطے بالادوی کے نکلے تھے سعد بن قباد و شہریار مع فوج ظفر
موج آ پہونچے سامنے آپ کے قلعے کے اُترے ہین اور یہ بھی خبر مشہور ہی کہ
صاحبقران زمان اُنکے دادا جان لڑتے بھڑتے دربند ششم کو فتح کر کے طرف
دربند ہفتم کے جاتے ہین اب جابجا مقابلے پڑینگے یہ سُنکر سرخاب جادو نے
حکم دیا لشکر تیار ہو مین مقابلے مین جاؤنگا اور سب کو گرفتار کر کے لاؤنگا

یہ کہکے لشکر لیکر نکلا لشکر کو آراستہ کیا اپنے عیار سیماب تیز رفتار کو بلا کر حکم دیا
کہ مین نے خبر سنی ہی کہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین کسی طرح ایسی تدبیر کر کہ وہ
اپنے لشکر سے نکلجاوین تو لشکر کو گرفتار کرلون اور یہی تدبیر واسطے سعد شہریار کے
ہو عیار نے کہا مین تدبیر کرونگا سرخاب بیرون بارگاہ کھڑا ہوا یہ کلام کر رہا ہی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نشان لشکر کھلے ہوے بادشاہ جمجاہ بہ صد کر و فر آکے
پہونچے ایک طرف سے ابر سرخ اُٹھا یاسمن رنگین پوش مع کنیزون کے آکر
پہونچی اہتمام کرنے لگی سرخاب یاسمن کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو دیکھو
گھروالے بادشاہ کے شریک ہوگئے کیونکر خرابی نہ ہو دیکھو اہتمام کر رہے
ہین مگر ایسا سحر کرون کہ یہ لشکر سے نکلجاے تو مین لشکر کا خاتمہ کردون یہ کہکے
طبل جنگی بجوایا سعد بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب
مقابلہ حضور مین آگیا اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی
بجا یاسمن نے کہا اے شہریار آج کی شب بڑی حفاظت چاہیے صبح کو مقابلہ ہی اگر
حکم ہو تو مین طلایہ دون بادشاہ نے فرمایا جو مناسب وقت ہو وہ اہتمام کرو
ملکہ یاسمن چند کنیزون کو ساتھ لیکر طلاے بہ آئین بازارون کا انتظام کیا پھر
بارگاہ سعد پر آکر ٹھہرین اگر کوئی طائر بھی نکلتا ہی تو اُسکو سحر کر کے مار لیتی ہین
کہتی ہین کہ مجھکو تردد یہ ہی کہ سرخاب نے کیا سمجھکر طبل جنگی بجوایا ہی کوئی تو انتظام
ایسا کیا ہی جسکے سبب سے مطمئن ہی دو پہر رات گذر چکی ہی ملکہ یاسمن بیٹھی ہین
اہتمام کر رہی ہین کہ کان مین رونے کی آواز آئی بیقرار ہو کر کہا یہ کون ایسا
دردرسیدہ رو رہا ہی جا کر خبر لون یہ کہکے نشان صدا پر چلین صحرا مین آکر دیکھا
ایک نخل کے سایے مین ایک نازنین بیٹھی رو رہی ہی یاسمن نے آکر پوچھا کہ
کیون نیکبخت خیر تو ہی باعث گریہ کا کیا ہی وہ نازنین قدمون سے لپٹ گئی اور
کہا حضور شکر ہی کہ آپ نے میرا حال تو پوچھا دو دن سے یہان پڑی ہوئی بلک
رہی ہون کسی نے آکر حال بھی نہ پوچھا یاسمن نے کہا تمھارا نام کیا ہی نازنین نے

جواب دیا کہ میرا نام گلشن نازک ادا ہی یہان سامنے قریہ ہی میرا باپ زمیندار
ہی مین اُسکی دختر ہون قضاے کار مسلمانون کا جو گذر ہوا قریہ لوٹ لیا میری
تلاش مین تھے مین نکل بھاگی لیکن ایک رسالہ وار میرے تعاقب مین چلا تھا
مین آکر یہان بیٹھ رہی اگر حضور اتنی عنایت کرین کہ میرے ساتھ چلکر میرے
باغ مین مجھکو پہنچا آوین تو مین مطمئن ہو جاؤن یاسمن نے کہا چلو وہ نازنین اُٹھی
یاسمن کو ساتھ لیکر چلی تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ دکھائی دیا کہا یہی کنیز کا
باغ ہی ملکہ ہمراہ اُس نازنین کے جو باغ مین آئین دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی
ہر طرف نہرین بھری ہوئی ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بہار پیراے
عالم کو پکار رہے ہین جوانان باغ لباس سبز زیب جسم کیے اکڑ رہے ہین کسی
جانب چمن زعفران زار کہ جسکو دیکھکر ہنسی آتی ہی ملکہ یاسمن ساتھ اُس نازنین
کے مصروف سیر باغ ہوئین کنیزون سے کہا جاؤ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو کہ
یہان تشریف لائیے ایسی سیر ہی کہ بہت خوش ہو جیے گا کنیزین روانہ ہوئین
وہ نازنین ہمراہ یاسمن سیر کر رہی ہی چمن دکھاتی پھرتی ہی یہان سعد جو بیدار ہوے
فرمانے لگے کہ صاحبو ملکہ یاسمن نے کیا انتظام کیا ہرکارون نے عرض کی کہ ملکہ
یاسمن دروازے پر نہین ہین بادشاہ بیقرار ہو کر نکل آئے ایک ایک سے
پوچھ رہے ہین کہ ملکہ یاسمن کہان ہین ملازم عرض کر رہے ہین کہ وہ پہر رات گئے
طرف صحرا کے گئی تھین پھر پلٹ کر نہین آئین یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے آکر عرض کی
کہ حضور آپ کو ملکہ یاسمن نے بُلایا ہی یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ہی
اُسکو ملاحظہ فرما رہی ہین حضور تشریف لے چلین بادشاہ نے افسرونکو حکم
دیا کہ طرف میدان کارزار کے چلو مین ملکہ یاسمن کو بلا لاؤن ایسا نہ ہو کہ
اُنکے خلاف گذرے اور فرمائین کہ ہمنے بُلایا تو تشریف نہ لائے یہ فرماکر سوار
ہوے فیروزہ نے کہا بھی کہ حضور لشکر میدان کارزار مین جا رہا ہی جب
آپ نہ ہونگے تو کون مقابلہ کریگا حریف کو کون جواب دیگا بادشاہ نے فرمایا

تم لوگ چلو مین ابھی آتا ہون یہ فرما کر ہمراہ کنیزون کے روانہ ہوے کل لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا مگر بادشاہ جمجاہ ہمراہ کنیزون کے جاتے ہین جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہی بادشاہ نے جو اُس دردرسیدہ کو دیکھا حال پوچھا اُسنے کہا میرے فرزند پر کسی نے سحر کردیا ہی کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہی تو ایک حکیم نے بتایا ہی کہ پاس سعد شہریار کے جاؤ لوح محفوظ اگر چند ساعت کو ملے تو اگر اُسکا پانی دھو کر پلاؤ تو اُسکی وحشت جاتی رہے حضور فرزند کی محبت آج تین دنسے اُس شہریار کو ڈھونڈ رہا ہون اور سنتا ہون کہ وہ سخی ابن سخی ہین ہر چند کہ لوح محفوظ اُنکی حفاظت ہو مگر ضرور رحمت کرینگے بادشاہ جمجاہ کو بڑا افسوس آیا فورًا الوح گلے سے اُتاری فرمایا یہ لیجاؤ پانی پلا کر لاؤ وہ شخص لوح محفوظ لیکر ایک طرف چلا بادشاہ ساتھ کنیزون کے باغ مین جو آئے تو دیکھا ملکہ یاسمن شگفتہ اُسی باغ مین پھر رہی ہین بادشاہ کو دیکھکر بُلایا بادشاہ ساتھ یاسمن کے مصروف سیر ہوے لیکن لشکر جو میدان کارزار مین پہونچا تھا اُدھر سے سرخاب جادو بھی فوج لیکر آیا دیکھا لشکر آکر پہونچا صفین آراستہ کرکے نقیبون کو اشارہ کیا نقیب میدان مین آکے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار … تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو … ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار

اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا … جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن جھلیین رہا کرتی تھین سردار یہین … عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام … ارغنون وار صدا گو نجتی تھی صوت ہزار

بار تھا دآن تو خزان کو نہ کسی موسم مین … کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ … واہ ری نیری تنگ ظرفی یہ این عز و وقار

جسنپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس … آجکل وہ لب جو چغد کا ہی آئینہ دار

قصر کو جا نید و باشند و نکو وانکے دیکھو … تکیہ گور و گور زنان آج ہی ہراک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت		نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ جیلین نہ تر نگبین نہ خود آرائی ہی		کنج تاریک ہی اور یہ عالم تنہائی ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے مگر سرخاب فراق نصیب تخت سے اُترا میدان مین آیا ایک گولہ جھولی سے نکالا اُٹھاکر مارا کہ آسمان پر جاکر پھٹا اِسقدر دھوان پیدا ہوا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا تمام لشکر والے اُسی دھوئین مین مبتلا ہوے لشکر کا یہ حال کر کے ایک دیوارِ دود اُس سر دود نے گرد لشکر بنا دی کہ کوئی نکل نسکے بارگاہ خیمہ وغیرہ اُسی دُھوین کے اندر رہی اہل لشکر فریاد کر رہے ہین سرخاب جادو یہ سامان کر کے پلٹا وہان بادشاہ ہمراہ یاسمن مصروف سیر باغ ہین یہان سرخاب نے یہ آفت برپا کی مگر سرخاب جو پلٹا قلعے مین آیا اہل لشکر سے کہا صاحبو تمنے دیکھا مین نے کیا انتظام کیا اب بادشاہ اور یاسمن بھی گرفتار ہوکر آجاوینگے میرے سحر نے لوح محفوظ لے لی اب بادشاہ بیکار ہین یہ باتین کہتا ہوا بارگاہ سے اُٹھا محل مین آیا عنبر افشان نازک ادا کو خبر ہوئی کہ سرخاب فراق نصیب آتے ہین براے استقبال اُٹھی سرخاب نے کہا اے نور نظر اب کیون گھبراتی ہو مین نے انتظام کر دیا سارا لشکر سعدیہ کا مبتلاے سحر کر دیا بادشاہ و یاسمن فلان باغ مین سیر کر رہے ہین جبتک مین نہ چاہونگا نہ پلٹین گے عنبر افشان نے جو یہ باتین سنین یاد مین بادشاہ کی بیقرار ہو رہی تھی سوچی کہ اِسوقت مین انکی مدد کرنا از جملۂ واجبات ہی باپ سے کہا آپ نے سب کو پھنسا دیا مین بھی چلکر تماشہ دیکھونگی پھر سرخاب سے کہا اے والد نامدار مجھکو بھی ہمراہ لے چلیے کہ اُن لوگون کو مین بھی دیکھ لون کہ آپ نے کیا سحر کیا ہی سرخاب عنبر افشان کو ساتھ لیکر میدان مین آیا دکھایا کہ دیکھ لو دیوار دھوئین کی گرد لشکر ہی عنبر افشان نے کہا مین سحر کرون کہ یہ سب جلنے لگین اِنکا زندہ رہنا بہتر نہین ہی سرخاب نے کہا بیٹا تم تو جانتی ہو کہ سحر تین دن کا ہوتا ہی آج کے تیسرے دن آسمان سے آگ برسے گی یہ خود جل جاوینگے تمھارے سحر کی کون ضرورت ہی عنبر افشان خاموش

ہو رہی سرخاب جادو پلٹا عنبر افشان یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگئی جب دیکھا کہ اب
سرخاب چلا گیا تو عنبر افشان ایک پہاڑ پر آئی وہان آکر مٹھی جھولی سے ماش
کے دانے نکالے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دُھوان شق ہوا جب دھوان شق
ہوا تو اہل اسلام کو آرام ملا ملکہ عنبر افشان وہان سے پھر طاؤس پر سوار ہوئی یہان
سعد شہر یار و یاسمن اور دوسری وہ نازنین جو لگاکر لائی ہو معروف سیر باغ ہین کہ آسمان
سے آکر ایک برق گری کہ اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُسکے آواز
آئی کشتی مرا نام ہمن مکارہ جادو بود ملکہ یاسمن نے گھبرا کر کہا او شہر یار یہ ہین اور آپکو
یہان کون لایا نہین معلوم لشکر پر کیا گذری بُرے وقت پر آپ چلے آئے بادشاہ
نے فرمایا مین تو تمھارے نام سے آیا ورنہ مین جانتا تھا کہ سرخاب سے مقابلہ ہے
دیکھیے لشکر پر کیا آفت برپا کی ہو سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین آفت جان نے کہ ایک
طاؤس پر سوار ہے عرض کرکے اُس نازنین کو مارا ہی کہ اُسنے پکار کر کہا وہ بی بی یاسمن اس مکار
کے سحر مین ایسی مبہوت ہوئین کہ لوح محفوظ شہر یار سے نکلوا دی اب طرف لشکر کے
چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر طاؤس بڑھایا ایک طرف نکل گئی ملکہ یاسمن و سعد
باتین کرتے ہوے پہنچے لشکر ہرکارون نے سرخاب کو خبر دی کہ آپ کے آنے کے
بعد دُھوان وغیرہ غائب ہوگیا لشکر مسلمانان مین خوشی ہو رہی ہے یہ سنکر سرخاب
اُٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر سوار ہوا میدان مین پہونچا دیکھا لشکر بہ آرام اُترا ہوا ہے
دُھوان وغیرہ ندارد ساحرون سے اشارہ کیا ان سب کو بار نو ساحر جو ہمراہ تھے
سحر لیکر بڑھے سحر کرنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی جسم شعلہ گر اور جلگیا ہر طرف سے
فریاد کی صدا بلند ہوئی ہلڑ ہو کہ ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز اس آفت سے
بچالے چند کنیزان یاسمن جو یہان موجود ہین وہ سحر کو روک رہی ہین مگر اُنکے
سحر کو یہ کیا لیاقت ہے کہ سرخاب کے سحر کو روکے بڑے بڑے سحر کر رہی ہین لیکن
آسمان سے آگ کا گرنا موقوف نہین ہوتا کئی ہزار آدمی فوج کے جلکر خاک ہوے
بعض گھوڑون سے گر پڑے ہین چاہتے ہین اُٹھین ہاتھ پانوُن مین اُٹھنے کی طاقت

نہین دعائین مانگ رہے ہین کہ اوکریم ورحیم اس آفت سے نجات دے خود کھڑا ہوا سرخاب سحر کر رہا ہو جب گولہ مارتا ہو آگ کو ترقی ہوتی ہو مگر اہل اسلام نے جو بانگ کہ دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا سعد شہریارو ملکہ یاسمن رنگین پوش غصے مین آتے ہین ہرکارے لشکر اسلام کے صحرا مین کھڑے خاک اڑا رہے ہین بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہو گئے کہا او شہریار آپ کے بعد یہان بڑی آفتین برپا ہوئین ایک سرنہ دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا پھر وہ دھوان جاتا رہا اب سرخاب آپڑا ہو تمام لشکر پامال ہو رہا ہو بادشاہ نے طرف یاسمن کے دیکھا یاسمن نے طاوس بڑھایا اور جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے چند سپرین فولادی پیدا ہوئین لشکر اسلام پر تھرانے لگین جو شعلہ گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا گویا سینہ سپر ہین پھول سپرون کے شگفتہ جدھر سے شعلہ گرتا ہو سپرین بڑھکے شعلے کو اپنے اوپر روکتی ہین سرخاب نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو اٹھا لا بادشاہ گھوڑے پر سوار چاہتے ہین تلوار کھینچکر جاپڑون کہ بلند جادو فرستادہ سرخاب تڑپ کر آسمان سے گرا اور بادشاہ کو لیچلا یاسمن نے ہر چند سحر کیے مگر وہ ساحر نہ رکا حیران دیکھ رہی ہو اور کہتی ہو صاحبو ہم سے بڑی غفلت ہوئی سرخاب نے اپنا رنگ جما لیا افسوس ہو بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا ای فیروزہ بڑھکر خبر تو لو کہ وہ نازنین جو مدد کو آئی ہو وہ کہان گئی مگر ملکہ عنبر افشان جو بادشاہ کو باغ سے باہر کر کے چلی ایک صحرا مین دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب لوح محفوظ لیے ہوے جاتا ہو دوسرا ساحر اُسکے ساتھ ہو اُس سے کہتا جاتا ہو کہ مین نے ایسا نقرہ دیا کہ بادشاہ نے تختی مجھکو دیدی اب مین بخدمت سرخاب فراق نصیب جاتا ہون عنبر افشان نے آسمان سے سحر کیا وہ ساحر چاہتا ہو درہ کوہ مین ہوکر نکلجاؤن کہ درہ کوہ سے آواز آئی ای پلنگ جادو کہان جاتا ہو ذرا پلٹ کر مجھ تک تو آ پلنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مسکراتی ہوئی آتی ہو پلنگ نے کہا ای آفت جان

کہان سے آتی ہو نازنین نے کہا تمھارا شوق لایا ہی خواب مین تمکو دیکھا تھا صبح
تمنے خواب مین لوٹ لی کچھ بن نہ پڑا آخر تلاش مین نکلی شکر ہی خداوند جمشید ثانی
کا کہ تم اس مقام پر ملگئے اب میرے ساتھ چلو باغ مین چلکر صحبت آرا ہو مین وہ
انتظام کرون کہ تمکو اٹھہ پہر خوش رکھون پلنگ جادو ساتھ اُس نازنین کے
چلا تھوڑی دور جاکر وہ نازنین بیٹھ گئی کہا ای پلنگ جادو اصل یہ ہی کہ باپ میرا
بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو حال میرے عشق کا معلوم ہوگیا اُسنے وہ سحر کیا ہی کہ
پانؤن جلے جاتے ہین اب کچھ ایسی تدبیر کرو کہ میرے اوپر سے سحر اُترے پلنگ
نے کہا میرے پاس وہ شی ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس نازنین نے پوچھا وہ کیا شی
ہی پلنگ جادو نے لوح محفوظ جھولی سے نکالی کہا لو اِسکو گلے مین ڈال لو تاثیر
سحر جاتی رہیگی اُس نازنین نے لوح محفوظ لی عنبر افشان نے جو آسمان سے دیکھا
کہ مطلب ہوگیا لوح محفوظ میری فرستادہ کے قبضے مین آئی آسمان سے برق چمکائی
کہ پلنگ جادو کے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے اُترکر لوح محفوظ لی اور تخت
پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان وہ وقت ہی کہ سعد کو وہ ساحر سامنے سرخاب کے
لایا ہی سرخاب کہ رہا ہی کیون سعد شہریار آپ نے بڑی بدعت پہ کمر باندھی ہی میری
اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا سعد اگرچہ سحر مین ہین مگر جواب دیا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر سرخاب نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ تمام افسران فوج کہ رہے ہین اگر
آپ نے اِسکو قتل کیا تو مسلمانون کے زور لوٹ جاوینگے یہی جوان طلسم کشا ہی
جلاد نے آکر سعد کا بازو تھاما زیر تیغ بٹھایا آوازین دے رہے ہین فرد سلطنت
سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؎ گردنپر
کوے کا خط کھینچا منتظر ہی کہ دوسرا حکم ملے تو قتل کرون فیروزہ بن عمرو ایک ساحر
کی شکل بنا ہوا کھڑا ہی ساتھ والون سے کہ رہا ہی بادشاہ یہ کمر کرتے ہین کہ اِس جوان
کے قتل کا ارادہ ہی کہ جسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی خداوند سابق لکھ گئے
ہین کہ کوئی طلسم کشا کو قتل نہین کرسکتا مگر مین حیران ہون کہ اب یہ کیونکر بچین گے

لیکن سرخاب چاہتا ہو دوسرا حکم دون کہ آسمان سے ابر سنہرا پیدا ہوا رعد کی
گرج برق کی چمک سرخاب نے کہا لو صاحب ملکہ عنبر افشان آتی ہین اسکو بھی
افسوس ہو کہ ملک تباہ ہوتا ہو ماری ماری پھر رہی ہو دیکھو تو اسکا حال کیا ہو گیا
ہو چہرہ زرد لب پر آہ سرد گویا دل مین درد کئی دن سے کھانا ترک ہی اب جو آئے
تو مین کہون کہ اے نور نظر کیون اتنی بیقرار ہو طلسم کشا قتل ہوتا ہو اب کسی کی مجال نہین
ہو کہ طلسم پر دست انداز ہو خداوند سابق لکھ گئے ہین کہ اگر کسی نے کوشش کرکے
سعد کو قتل کیا تو کئی ہزار برس طلسم قایم رہیگا اور عزیز و اقارب صرف کوشش
کرینگے مگر طلسم مین نہ آسکینگے اور جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ابر سنہرا
آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ملکہ عنبر افشان قطرے پسینے کے چہرے سے ٹپک رہے
ہین صاف ظاہر ہو کہ آسمان سے بارش مروارید ہو رہی ہو مگر انتہا کا انتشار دل
بیقرار معشوق کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیداد خنجر کھینچے کھڑا ہی
عنبر افشان اتری سرخاب نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند کیون اسقدر بیقرار
ہو طلسم کشا کو گرفتار کرا منگایا اب قتل کرتا ہون عنبر افشان نے کہا اس شخص
کے مقدمے مین کیا کیا حکم ہین خداوند لکھ گئے ہین کہ آجتک ایسا جلیل طلسم مین
نہین آیا ساکنان طلسم کو مناسب ہو کہ اپنی حفاظت کرین اس جوان سے ڈرین
اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین قتل کرون پہلے ہاتھ کاٹونگی پھر پانون قلم
کرونگی سرخاب کیا جانے کہ اسکے دل مین کیا ہو بیساختہ حکم دیا کہ اے عنبر افشان
خوشی تمھاری عنبر افشان نے کہا مجھکو ڈر ہو کہ جلاد میل نہ کرے اور مین میل نکرونگی
ایک ہاتھ مین سر تن سے جدا کردونگی اس سحر سے مارون کہ تڑپ تڑپ کر جان
دے اور کچھ نہ ہوسکے یہ کہکے نیمچہ تولتی ہوئی بڑھی اول نیمچہ ہلایا کہ نیچے سے برق
گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے جلاد کو مار کر پکارکر کہا اے شہریار یہ لوح محفوظ
موجود ہو اسکو گلے مین پہنے سعد نے لوح محفوظ لیکر گلے مین پہنی تمام قید ٹوٹ کر
گری سرخاب نے نعرہ کیا ارے اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو لوح

محفوظ پہونچا دی اب طلسم کشا کو کون قتل کر سکیگا سعد نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن شیر دل نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

تلوار کھینچکر لڑنے لگے عنبر افشان نے بھی سحر کیا ملکہ یاسمن نے لشکر بڑھایا سرخاب نے خیال کر کے دیکھا کہ چہار طرف سے سحر کا گھیرا پڑا ہوا ہو لشکر ساحران قتل ہو رہا ہو حیران تھا کہ کیا کرون مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے جب غول پر پہونچے اُسکو درہم و برہم کر دیا کئی صفین اُلٹ کر مقابلہ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا پیچھے ہٹا چاہتا تھا نکل جاؤن مگر دیکھا ہر طرف سے دیوارین کھینچی ہین کسی طرف نکلنے کا راستہ نہین عنبر افشان اور یاسمن کے سحر سے دیوارین گھری ہوئی ہین جدھر جاتا ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ مجھکو شیر گھیرے ہوے ہین آخر سعد کے سامنے آیا کئی سحر کیے مگر سحر نے تاثیر نہ کی ناچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا عنبر افشان ایسے سحر کر رہی ہو کہ ایسا نہ ہو سرخاب بھاگ جائے بادشاہ نے تلوار روک کر ہاتھ مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سر سرخاب کا زخمی ہوا سرخاب زخمی ہوکے پیچھے ہٹا سعد نے گھوڑا بڑھایا بیچ مین کئی جادوگر آپڑے مگر ہاتھ سے سعد کے مارے گئے جو بڑھکر آیا علت شمشیر آبدار ہوا آخر قریب سرخاب کے پہونچے سر سے اُسکے خون بہ رہا ہو چاہتا ہو غرق زمین ہو جاؤن مگر عنبر افشان نے زمین کو سنگ لاخ کر دیا ہو چہار طرف شیر پھر رہے ہین سرخاب کو کچھ نہ بن پڑا بادشاہ کے سامنے آیا کہا اے شہریار اطاعت کرتا ہون اگر میری جان بخشی ہو بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کر تو تیری جان بخشی ہو ورنہ تجھکو اختیار ہو بدون قتل نہ چھوڑونگا تو نے اپنے نزدیک تو خاتمہ کر دیا تھا مگر خدا نے مدد کی کہ تجھ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرخاب قدمون سے لپٹ گیا کہا میری خطا معاف کیجیے ہم خطاوار ہین آپ صاحب خلق و فتاح طلسم ہین جو مناسب ہو اس

غلام کے حق مین کیجیے جب سرخاب نے یہ کہا تو بادشاہ نے اُسکو مطیع اسلام کیا بعدہٗ
سرخاب نے فوج کو منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت کی یارو ظاہر رہے
کہ جو اِنکی اطاعت کریگا اُسکی جان بچیگی اور جو اطاعت سے گردن ہٹائیگا وہ مارا جائیگا
عمر طلسم تمام ہو چکی خداوند کا کہنا تخت نشین ہوا ہی کتاب مین لکھا ہی کہ فلان سنہ
مین اور فلان مہینے مین مسلمان بلوہ کرینگے پھر طلسم نہ بچیگا بانی اِسکے لوح بناگئے ہین
جسدن وہ لوح طلسم کشا کو ملیگی اُسی دن خاتمہ ہی خداوند اپنی جان بچاوین ہم لوگ
تو مطیع ہو کر بچ بھی جاوینگے لیکن خداوند کیونکر امان پاوینگے مسلمانون کو بہت ہی
ناگوار ہی کہ انسان خدائی کرے اور یہ لوگ سجدہ کرین مسلمانون کا اعتقاد ہی کہ
ہمارا پروردگار ہر مقام پر حاضر و ناظر ہی اُسی کی قدرت کا ظہور ہی سب افسر آکر
قدمون پر گرے بادشاہ نے سب کے عہدے قایم رکھے چارون دربندون کے
حاکم پانچوان سرخاب فراق نصیب بادشاہ کے ہمراہ ہین مگر عنبر افشان جادو
علیحدہ علیحدہ آتی ہی عنبر افشان نے جو یاسمن کو دیکھا کہ بادشاہ سے باتین کرتی
ہوئی خوش اور بحال آتی ہی بہت ناگوار ہوا مگر کچھ چارہ نہ تھا سعد بھی بہ نگاہ محبت
ملکہ عنبر افشان کو دیکھ رہے ہین عنبر افشان نے عرض کی ای شہریار دار الامارہ مین
چلیے بادشاہ دار الامارۂ شاہی مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مگر سرخاب کو بمقدمۂ ملکہ
عنبر افشان بڑا انتشار ہی ساتھ والون سے کہا ہی کہ یارو کیا سبب ہوا کہ یہ مطیع
ہو گئی دونون جادوگرون کو اِسی نے مارا مصاحب کہتے ہین ای شہنشاہ آج کئی
دن سے ملکہ بہت بیقرار تھین جسکا یہ انجام ہوا کہ لوح محفوظ آکر وقت پر پہونچائی
دونون جادوگرون کو مار لیا سرخاب نے کہا یارو میرا اِرادہ ہی کہ آج شب کو
عنبر افشان کو لیجاؤن بخدمت بادشاہ طلسم پہونچاؤن ہنگام کو اختیار ہی چاہے
قتل کرے چاہے بخشے مین اپنا کام کرون اگر میری کوشش سے طلسم بچ گیا تو قدرت
پر احسان ہوگا قدرت بہت مانین گے اور فرماوینگے کہ ای سرخاب تمنے بہت
بڑا کارنمایان کیا کہ اہل طلسم کو بچالیا ودن پھر ایسی ایسی فکرین کیا کیا شب کو سب نے

آرام کیا سرخاب فراق نصیب شب کو جاگتا رہا آخر اپنے مقام سے اُٹھا جس کمرے
مین ملکہ عنبر افشان سو رہی تھین آکے سحر کیا سوتے مین بیہوش ہوگئین سرخاب نے
عنبر افشان کو اُٹھایا کاندھے پر ڈالکر لے چلا مگر حیران ہو کہ کہان لے جاؤن خدمت
بادشاہ طلسم مین لیجاؤن یا خدمت مین خداوندی پہونچون جاکر حال کہون مگر قدرت
دعوی عشق کرینگے پاس ہنگام کے لے چلو یہ سوچکر اُڑا عنبر افشان کو لے چلا لیکن
چونکہ راستہ دور ہو خیال مین گذرا کہ راہ مین کسی مقام پر ٹھہر جاؤ ایک دن بسر کرو
دوسرے دن شہر سلطانیہ مین چلون کہ ہنگام تاجدار کو تخت پر پاؤن راہ مین
قریہ ہو کہ اُسکو قریہ سیماب کہتے ہین سیماب جادو وہان کا حاکم و ناظم ہو جاکر سیماب کے
پاس ٹھہرا سیماب نے حال پوچھا تمام کیفیت سرخاب نے ظاہر کی کہ اسطرح شکست
ہوئی کچھ بن نہ پڑا آخر بھاگ آیا سیماب نے ایک قصر مین سرخاب کو اُتارا لیکن
باہر سے دیکھتا ہو کہ اُس مکان مین روشنی ہوگئی حیران ہو کہ آفتاب کہان سے آیا
کہ خانۂ تاریک روشن ہوگیا جھانک کر دیکھا کہ سرخاب مسند پر بیٹھا ہو سامنے
ایک آفتاب عالمتاب زبان مین سوزن بال چہرے کے بکھرے ہوے معلوم
ہوتا ہو کہ شب و روز ملتے ہین اور جو گیسو ملجاتے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ شام
ہجر عاشقان ہو یا نمونۂ ظلمات ہو بوے خوش آرہی ہو سیماب نے جو اُس معشوقہ
کو دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ میان سرخاب ذرا باہر آئیے
مجھے کچھ عرض کرنا ہو سرخاب تھرتھراتا ہوا سامنے آیا دیکھا کہ سیماب آنکھون مین آنسو
آنسو بھرے کھڑا ہو پوچھا کیون خیر تو ہو سیماب نے کہا اے شہنشاہ یہ نازنین کون ہو
سرخاب نے جوابدیا یہ میری بیٹی ہو اس سے خطا ہوئی ہین اسکو مشکین باندھکر
لایا ہون اب خدمت شاہ طلسم مین لیے جاتا ہون سیماب نے کہا مین نہ لیجانے
دونگا مناسب یہ ہو کہ اسکو میرے پاس چھوڑ دیے آپ بخدمت ہنگام جائیے
سرخاب نے کہا مین ایسا نہ کرونگا سیماب خاموش ہو رہا مگر دل مین برابر آگ
جل رہی ہو سوچتا ہو کہ بڑے غضب کی بات ہو کہ باپ بیٹی کو قتل کرانے لیے جاتا ہو

رات کو چرا لونگا جب رات کو بہرخاب سو یا تو سیماب اپنے مقام سے اُٹھا دبے
پانوٗن خیمے مین آیا آکر عنبر افشان سے اِشارہ کیا کہ مین تمکو لیے چلتا ہون مگر مجھکو
قبول کرنا عنبر افشان نے دیکھا کہ یہ وقت سختی ہر اِس سے اِقرار کر لو یہ سوچکر سیماب
کو سہارا دیا سیماب نے عنبر افشان کو اُٹھا یا کاندھے پر ڈالکر لے چلا باہر آکر پشتارہ
درست کیا پر پرواز پیدا کرکے چلا راہ مین کوہ نیلی ہر اُس پہاڑ پر آکے ٹھہرا جیسے
بیٹھا قصد کیا کہ اِس معشوقہ سے باتین کرون اگر مان لے تو وصل حاصل کرون تو
مالا مال ہو جاؤنگا ورنہ اگر نہ مانیگی تو لیکر بھاگ جاؤنگا یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا لو ملکۂ عالم
مین تمکو نکال لایا اب وعدہ اپنا پورا کرو ملکہ نے اِشارہ کیا کہ زبان سے ہماری سوزن
نکالو سیماب نے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی تڑپ کر عنبر افشان الگ ہوئی
کہا او گنوار ایسا خیال محال دل مین لایا خبردار الگ رہنا سیماب نے گولہ مارا
عنبر افشان نے کاٹا باہم سحر ہو رہے ہین اور لڑ رہے ہین مگر عنبر افشان عاجز ہو رہی ہی
کہ کیونکر نکلون یکایک کوہ نیلی پھٹا ایک ساحر زبردست پیدا ہوا آواز دی ارے
تم کون ہو کہ میرے پہاڑ پر میرے سامنے لڑ رہے ہو عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا
پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مین اِسکو مار لون مگر مجھکو قبول کرنا ملکہ نے سر ہلا دیا نیلی پوش
نے کارد سحر نکالکر پھینک ماری ہر چند سیماب نے اِرادہ کیا کہ بچون مگر سیماب نہ بچا
کشتہ ہو گیا یہان آتا اُسکے واسطے اکسیر نہ ہوا مارکر سیماب کو نیلی پوش نے کہا اے
ملکۂ عالم الکریم اذا وعد وفی ملکہ عنبر افشان نے کہا او بیحیا حلوا خوردن را روئے
باید ذرا سوچ تو مین عاشق جمال سعد شہریار ہون تو ایک ساحر صحرائی ایسا اِرادہ
کرتا ہی میرے ساتھ چل مین انعام دلوا دونگی کہ تو نے خیر خواہی کی یہ سُنکر نیلی پوش نے
کہا مین کیا دیوانہ ہون جو تجھکو جانے دونگا یہ کہکے اِرادہ کیا کہ دست انداز ہون
ملکہ نے اسپر بھی سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے پہاڑ جو پھٹ گیا ہی اُسمین سے شعلے
نکل رہے ہین ہزارہا طائرون نے آکر عنبر افشان کو گھیرا ہی مگر عنبر افشان اپنے کو
بچا رہی ہی کبھی طائرون پر حملہ کرتی ہی کبھی نیلی پوش پر جا پڑتی ہی مگر نیلی پوش ایسے ایسے

سحر کرتا ہی کہ عنبر افشان بمشکل پہنچی ہی یہان صبح کو جو بادشاہ اُٹھے فرمایا بارگاہ مین سب آئے مگر سحر خاب اور عنبر افشان نہین آئے فیروزہ بیقرار ہوکر براے تلاش گیا کمرے مین آکر دیکھا ملکہ کو نہ پایا فیروزہ سامنے سعد شہریار کے آیا سعد نے پوچھا کیون ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے سب کیفیت بیان کی کہ اِسطرح باپ اُسکا اُسکو لے گیا نہین معلوم کہان گیا سعد نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای یارو وفادار جاکر تلاش کرو فیروزہ نکلا پھرتا ہوا سامنے کوہ نیلی کے آیا دیکھا شعلے بھڑک رہے ہین عنبر افشان سے ایک ساحر لڑ رہا ہی فیروزہ کنارے ہوا مگر نیلی پوش نے طائرون کو آواز دی کہ ہان یارو اگر ہو سکے تو اِسکو گرفتار کرلو فلان مقام پہ خاک قبر جمشید کی ڈبیہ رکھی ہی وہ اٹھا لاؤ ایک طائر گیا ڈبیہ لاکر نیلی پوش کو دی نیلی پوش لڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے پنجہ کھینچا چاہا ہاتھ مارون لیکن پہلے آواز دی کہ خبردار ہوشیار رہنا نیلی پوش نے سر زخمی کراکے ڈبیہ کھولدی خاک جو اڑی عنبر افشان گری نیلی پوش نے زبان مین سوزن دی بر سر کوہ لایا اور ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا بیقرار ہی مین یہ کیفیت تھی کچھ دل کی عجیب حالت تھی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
پہلو مرا خالی ہو گیا یار کدھر آج
اُٹھو اُٹھکے غبار اپنا جو ہوتا ہی تصدق
کیا خانۂ دل مین مری حسرت ہوئی ہر دہ
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
خورشید جہان تاب مین سوزش بہ نہ ہوگی
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالون نے کیا ہی
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید

شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
قابو مین نہ دل ہی نہ سنبھلتا ہی جگر آج
کیا گور غریبان مین ہوا اُسکا گذر آج
کیون پیک نفس نے مجھے دی آکے خبر آج
زانو پہ رہا اُنکے جو شب بھر مرا سر آج
ہی حور کی خواہش جو عدم کا ہی سفر آج
جلتے ہین کچھ اِسطرح سے داغ جگر آج
بتلایئے ای مشفق من آئے کدھر آج
سطوت نہین ہوتی شب فرقت کی سحر آج

نیلی پوش نے یہ اشعار سنکر کہا اے ملکۂ عالم بدون حصول وصل نہ چھوڑونگا کہ پہلو سے آواز
آئی زمین تھرّا گئی نیلی پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لاتے ہین
جمشید ثانی کو دیکھکر اُٹھا مگر کانپنے لگا جمشید نے کہا کہ او نیلی پوش بڑے مغرور ہوگئے
ہو ہماری خاص بندی پر ہاتھ ڈالتے ہو بہتر اسی مین ہے کہ سامنے آؤ ہم تمکو ایک جام
پلادین جسکے اوصاف قدرت اول لکھ گئے ہین کہ اِس شراب کا پینے والا ہزار سال
زندہ رہے گا نیلی پوش خوش ہو گیا کہا یا خداوند تشریف لائیے مگر ڈر سے کانپ
رہا ہے زبان سے کچھ نہین نکلتا دل مین تاؤ پیچ کھا رہا ہے کہ مقام افسوس ہے کہ قدرت
اب اسکو لیجاوینگے ایسا نہ ہو اگر مین روکون تو مجھے جلادین منتین کرنے لگا کہتا تھا
یا خداوند جو آپ فرمائین وہ کرون اگر حکم ہو تو مین عنبر افشان کو چھوڑ دون جہان
دل چاہے وہان جائے کسیکو اُسپر کیا اختیار ہے یہ سعد شہریار کی عاشق زار ہے
یہ کہکے سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند شراب مرحمت فرمائیے جمشید نے ہنسکر
کہا کہ سوچ تو یہ شاہزادی تیرے لایق ہے زبان سے اِسکی سوزن نکال نیلی پوش
نے کانپتے ہوے ہاتھون سے سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن نکلی عنبر افشان
اُٹھی مگر جمشید نے للکارا کہ عنبر افشان خبردار سرکشی نہ کرو با دولت کے ساتھ
چلو تمھارا مرتبہ بڑھاوینگے وہ مرتبہ عطا کرینگے کہ بہت راضی ہوگی عنبر افشان بہت
ڈرتی ہے کہ ایسا نہ ہو سحر کرکے مجھکو قابو مین کرے مگر سر جھکا لیا سوچی کہ اِس ظالم کے
قبضے سے نکلنا دشوار ہے ہاتھ اُٹھائے ہوے دعا مانگ رہی ہے کہ اے پروردگار مین
تو عاشق سعد شہریار ہون دوسرے کو دل کیونکر قبول کرے جمشید ثانی نے کمر سے
گلابی نکالی جام لبریز کرکے نیلی پوش کو دیا کہا اے نیلی پوش میرا نام لیکر پی جا یہ سنکر
نیلی پوش نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا جام پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا
کہتا ہے یا خداوند آپ کی چار آنکھین ہین اور دو سر ہین لیکن ناک بہت چھوٹی ہے
امیدوار ہون اگر حکم ہو تو ناک درست کر دون جمشید نے ہنسکر کہا تمھارا دماغ
درست نہین جو چاہتے ہو بکے جاتے ہو شراب نے نشہ کیا ہے اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو

ایسا نہ ہو کچھ اور ہو جائے بہتر اسی مین ہی کہ ذرا کھڑے ہو کے ہوا کھاؤ تا کہ خون بڑھے بعد دو چار دن کے تمھاری صورت بھی تبدیل ہو جائیگی از سر نو جوان ہو جاؤ گے آخر نیلی پوش اٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عنبر افشان نے کہا کہ یہ کیا سحر کہ ہوا فیروزہ خنجر لیکر چھاتی پر سوار ہوا عنبر افشان نے کہا کہ حضور اسنے کیا خطا کی فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو عیار سعد بن قباد فیروزہ نے نیلی پوش کو جو قتل کیا ایک دناٹا ہوا پہاڑ تھرایا آواز آئی کہ اے عنبر افشان ایسی دشمن ہوئین کہ نیلی پوش کو قتل کرایا اول سیماب تمھاری وجہ سے کشتہ ہوا اب بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو ورنہ جلا کر خاک سیاہ کرونگا سامنے بادشاہ کے لے چلون ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ سرخاب آسمان سے چاہتا ہی کڑک کر گرے فیروزہ تو جھپٹ کر ایک غار مین چھپا فکر مین ہی کہ سرخاب کی بھی گردن لون ایسا نہ ہو کہ عنبر افشان کو اٹھا لیجائے یہ سوچکر غار مین چھپ گیا مگر سرخاب نعرہ کر کے گرا عنبر افشان سے سحر ہونے لگا دناٹے بلند ہین کبھی سرخاب زمین پر آتا ہی کبھی بلند ہو کر آسمان پر جاتا ہی مگر عنبر افشان اپنے کو بچا رہی ہی سحر مین ہنگامے ہو جاتے ہین کہ سرخاب فراق نصیب کڑک کر گرا عنبر افشان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پرچے کاغذ کے نکالے اُنپر سحر کیا طرف صحرا کے پھینک دیا آواز دی کہ اے وسواس جادو جلد آؤ اِس بیحیا کی خدمت کرو جیسے ہی یہ آواز دی کہ ایک پہلو سے جواب آیا کہ اے ملکۂ عالم کیا مین تمھارے حکم سے باہر ہون جو حکم کرو وہ بجا لاؤن عنبر افشان نے کہا جلد آؤ اِسکو طرف باغ ویران کے لیجاؤ کہ اِسکو معلوم ہو کہ عنبر افشان کے ساتھ لڑنے سے یہ نفع ہوا وہان تڑپ تڑپ کے رہیگا آخر کار جان بجہنم تسلیم ہوگا یہ جو عنبر افشان نے کہا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نازنین نہایت حسین و جمیل پکارتی ہوئی آتی ہی کہ اے سرخاب باغ ویران تمھارا مشتاق ہی میرے ساتھ چلو اسی مین خیر ہی ورنہ ابھی ایسا سحر کرونگی کہ دیوانے ہو جاؤ گے سرخاب نے جو اُس مہ جبین کے جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا اُس نازنین

قریب آکر سرخاب کا ہاتھ تھام لیا سرخاب بھی خوشی خوشی اُسکے ساتھ روانہ ہوا
وہ نازنین باتین کرتی ہوئی سرخاب کو لے گئی فیروزہ نے غار سے نکلکر آواز دی
کہ اے ملکۂ عالم اب جلد نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی عنبر افشان نے کہا اے فیروزہ
تمکو پنجے ہین و بالون اُڑا کر لے چلون فیروزہ نے کہا اصل یہ ہی کہ ہم جادوگر کے
قبضے مین نہین جاتے آپ چلیے یقین ہی کہ آپ سے چند قدم پیشتر پہونچونگا میری تو
تیز رفتاری مین فرق نہین ہی عنبر افشان طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر سعد کے
روانہ ہوئی فیروزہ بن عمرو صحراؤن کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ چند
زنگبیان صحرائی بیٹھے شراب پی رہے ہین فیروزہ ایک مالن کی شکل بنکر اُس جلسے مین
آیا سامنے بیٹھکر خوب گایا اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلانے لگا جنگلی آدمی عورت
جو خوبصورت دیکھی بلبلا رہے ہین ہر ایک کہتا ہی پہلے ہمکو پلاؤ فیروزہ اشارہ
کرتا ہی مین تم سب کے کام آؤنگی بہت خوش ہوگے شراب تو پیلو پھر باتین بنانا مگر
افسوس ہی کہ تم لوگون نے مجھپر خیال نہ کیا مین تمھاری مشتاق آئی ہون سب نے کہا
ہم سب آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین فیروزہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو
درختون مین جو پھل لگے ہین وہ توڑکر میرے سامنے لاؤ سب کے سب نعرے کرتے
ہوے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ نے
سب کو قتل کیا اِن لوگون کے مرنے کے بعد درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ
کوئی رو رہا ہی فیروزہ اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک جوان خوشرو زنجیرون مین
بندھا ہوا پڑا تڑپ رہا ہی فیروزہ نے قریب آکر پوچھا اے جوان تو کون ہی اُسنے روکر
کہا آفت زدہ و مصیبت کا مارا چند جنگلی آدمی یہان رہتے ہین مین براے شکار
یہان آیا تھا اُن سب نے مجھکو گرفتار کر لیا مین آج چار دن سے یہان قید ہون
مگر اِسوقت بدن مین طاقت آگئی چاہتا ہون اُٹھون تمھارے گرد پھرون کہ تمنے
آکر حال پوچھا مگر قوت کہان سے آگئی فیروزہ نے کہا نام تمھارا کیا ہی کہا سیمین
تاجدار یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ سیمین نگار کہتے ہین اکثر قدرت

بھی آتے ہین میرے قلعے مین ایک شاہزادی رہتی ہو کہ نام اُسکا مہگونہ شیرین کلام ہو قدرت اُسپر عاشق ہین مہینے مین دو مرتبہ تشریف لاتے ہین میرے مکان مین جلسہ رہتا ہو مین خدمت کرتا ہون فیروزہ نے ہیٹھکر ہتھکڑ یان بیڑیان کاٹین جب زنجیرین کٹ چکین اور سیمین تاجدار کے ہوش درست ہوے تو پوچھا کہ ای مہربان اپنے نام نامی سے آگاہ کرو تو دل کو تقویت ہو فیروزہ نے اُسی وقت سب اپنا حال بیان کیا کہ مین سعد کا عیار ہون جن لوگون نے تمکو قید کیا تھا اُنکو مارا جب تمکو رہا کیا سیمین تاجدار نے کہا میرے قلعے مین چلیے آپ نے آبرو بچائی آپ تو جان بخش ہین آپ کی دعوت و ضیافت کرون فیروزہ نے کہا اِسکی کیا ضرورت ہی پھر کبھی آوینگے مگر سیمین تاجدار نے نہ مانا ہمراہ سیمین تاجدار قلعہ سیمین نگار مین آیا ملازمون نے جو اپنے آقا کو دیکھا ہر طرف سے دوڑ پڑے بہ اعزاز و اکرام دار الامارہ مین لایا پکارکر آواز دی کہ یارو آگاہ ہو جاؤ کہ پیر الحسن آتا ہی جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا ہر ایک کا یہی مقولہ ہو کہ تمھاری وجہ سے ہمارا ملک پھر آباد ہوا زنگل زرین پر فیروزہ کو جگہ دی اور ملازمون سے کہا کہ اِس مہمان عزیز کی خاطر کرو بادشاہی جلسہ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

پہونچا دے کوے یار تلک آسرا تو ہی — ای ضعف تار اشک بجاے عصا تو ہی
ہمسے نہ اُٹھ سکے یہ اُٹھائین گے کوہ عشق — دل مین ہزار شکر کہ یہ حوصلا تو ہی
اُلفت مین خوف ہی مجھے کیونکر بچیگی جان — کوہ غم و الم مرے دلپر گرا تو ہی
رکھیے گا اپنے پاس حفاظت سے ای صنم — مکر و دغا سے تمنے مرا دل لیا تو ہی
وہ شوخ رفتہ رفتہ یون ہی ہوگا مہربان — رستے مین شکل دیکھ کے میری ہنسا تو ہی
ہونے کا میرے اُنکے کسی نے کیا جو ذکر — وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سُنا تو ہی
ہم آج قسمین دیکے اُسے گھر مین لاوینگے — جائیگا کس طرف سے بھی راستا تو ہی
شکر خدا البشر کو بہر حال چاہیے — قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی

سمجھین گے ایک دن فلک کج مدار سے	اگر آہین کارگر نہین تیری دعا تو ہی
گو اِسقدر مفید نہین حُسن کا خیال	درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سطوت عدو ہوا ہی جو اُلفت بین وہ صنم	ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو فیروزہ نے دیکھا کہ سیمین تاجدار کف افسوس مل رہا ہی پوچھا ای شاہزادے کیا افسوس کر رہے ہو سیمین تاجدار نے کہا ای مہتر والاگہر کیا بیان کرون باپ میرا اسکندرن تاجدار نہایت جری و بہادر ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی اُسکو صحراے ویران کہتے ہین درۂ کوہ مین لاکھون روپے کا مال رکھا ہی شب کو خود بخود روشنی ہو جاتی ہی والد کو جو مال کی ہوس ہوئی ایک دن اُس صحرا مین پہونچے چند زنگی نکلے ہرچند کہ باپ میرا بڑا بہادر تھا مگر اُن زنگیون سے کچھ زور نہ چلا گرفتار کرکے لے گئے اسوقت صحبت کو دیکھکر یاد آیا کہ اگر آج وہ ہوتے تو تمھارے قدمون کے نیچے آنکھین فرش کرتے فیروزہ نے کہا میرے ساتھ چلو خدمت شہریار مین وہ تمھارے باپ کو رہا کرد ینگے سیمین تاجدار خوش ہو گیا کہا والد کی رہائی تو مشکل ہی وہ مال ہی ہاتھ لگے وہ اب کاہے کو زندہ ہونگے ہرچند کہ بہادر ہین مگر سختی قید نہ اُٹھا سکینگی تڑپ تڑپ کے جان دی ہوگی فیروزہ نے کہا یہ بھی ساحرون کا دستور ہی کہ جسکو گرفتار کرتے ہین اُسکو قتل نہین کرتے قید مین رکھتے ہین اگر وہ زندہ ہین تو لاکر تمسے ملا دینگے اگر خدانخواستہ سیار گلشن جنان ہوے تو وہ مال لاکر تمکو دینگے رات بھر تو جلسہ رہا صبح کو سیمین تاجدار سوار ہوا فیروزہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور پیادہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان سعد شہریار بعد روانہ کرنے فیروزہ کے انتظار کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا یار وفادار پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم عنبرافشان کو پایا یا نہین پایا سر دار عرض کر رہے ہین آپ کا عیار بلاے روزگار ہی ملکہ کو لیکر آئیگا اس خیال مین بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر خوک پیکر گرگدن مست پر سوار چالیس ہزار

ساحر لشت پر بڑے زور و شور سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے مین بادشاہ کے اُتارا
کہلا بھیجا کہ ای سعد شہریار یہ زمین مجھسے متعلق ہی یہان سے کوچ کر جاؤ بہت دنون
سے اُترے ہوے ہو اب مجھکو احوال معلوم ہوا کہ تم خداوند کے دشمن ہو لہذا
تمہارا رہنا یہان منظور نہین منم گلخیز جادو بادشاہ نے جواب دیا کہ جاکر کہدینا کہ تمہارے
صحرا کو اُجاڑا نہین کوئی نخل نہین قلم کیا ہین غصے کا کیا باعث بعد دو چار دن کے
چلے جاوینگے مگر تمہارے کہنے سے نہ جاوینگے گلخیز نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی نقارہ
رزمی بجا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو گلخیز میدان مین آیا اُدھر سے سعد پہونچے
دونون لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے گلخیز نے گینڈا اپنا
بڑھایا میدان مین آیا فوج والون سے کہا جب تم لوگ دیکھنا کہ مین مارا گیا
جنگ مغلوبہ کر دینا مین آجاؤنگا ایک چٹکی خاک کی طرف صحرا کے پھینکی کچھ اور بھی
سحر کیے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آئیے سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر میدان مین
آئے بعد گفتگو گلخیز نے سر آگے کر دیا اشارہ کیا کہ ہاتھ لگائیے بادشاہ نے فرمایا
ہمارا یہ دستور نہین ہی جب تمہارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے بہ قول شاعر فرد تو اول بر آور تمنائے خویش ہ کہ من خصم را امید ہم
دست پیش + یہ سنکر گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر تیغۂ تمقام کا وار کیا گلخیز نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغۂ تمقام برق مثال تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
جو تلوار گری تا بہ جگرگاہ پہونچی بادشاہ نے نعرۂ تکبیر کیا اہل فوج نے جو اپنے
افسر کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بادشاہ بھی نعرہ کرکے جا پڑے دونون
لشکر لگے تلوار چلنے لگی اگرچہ سب ساحر ملکر سحر کر رہے ہین مگر اختتام جنگ نہین ہوتا
کہ صحرا سے گرد اُڑی گلخیز ایک عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آپڑا اور آواز دی
کہ ہان یارو بادشاہ کو کمند مین گرفتار کر لو چالیس ہزار ساحر بادشاہ کو
کمندین مارنے لگے بادشاہ ہر مرتبہ حلقے کمند کے قطع کرتے ہین مگر دس حلقے

کاٹے تو بہیں اوپر پڑ گئے آخر کئی ہزار حلقہ کمند کا بادشاہ پر پڑا بادشاہ گرفتار ہو کر گھوڑے
سے گرے اور دوسے بلوہ کے سب نے گرفتار کر لیا گلخیز نے لشکر پر سحر کیا کہ سب مسحور ہو کر
کھڑے ہو گئے تلواریں پھینک دین گلخیز نے لوح محفوظ گلے سے بادشاہ کے اتار لی
گرفتار کر رہا ہی آہنگرون کو بلایا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا یہ شہریار والا
تبار ہین ہتھکڑیان بیڑیان نہ پہنانا گلخیز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی والا قدر
چہرہ رشک بدر آسمان پر ٹھہرا رہی ہی اور نعرے کرتی ہی کڑک کر گری تیغ سحر کے سر
قلم کیے گلخیز ہر چند چاہتا ہی کہ اسکا سحر رد کرے مگر عنبر افشان کا سحر کون روک سکتا ہی
جب ہاتھ ہلا دیا سو دو سو کے سر قلم ہوے دس بیس گرے کچھ گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے لشکر اسلام پر سے بھی سحر اتارا وہ لوگ بھی جا پڑے ہاتھ پاؤن مین قوت
آئی لشکر گلخیز قتل ہونے لگا گلخیز بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی مگر تاثیر نہین کرتا مگر لوح محفوظ
کو چمکا رہا ہی لوح محفوظ کا چمکنا عنبر افشان پر شاق ہوا ایک سحر کیا کہ صحرا سے گرد
اڑی ایک زنگی سیاہ رو تیغہ بکف آکر پہونچا اور للکارا کہ او گلخیز خبردار لوح لیکر نہ
بھاگنا جہان جائیگا وہان تیرا پیچھا کرونگا اور تیرا تعاقب نہ چھوڑونگا یہ کہکر کچھ پھول
سونگھے جھولی سے نکالکر طرف صحرا کے پھینکے بعد تھوڑی دیر کے گانے کی آواز آئی
اور وہ زنگی مقابلے مین گلخیز کے پہونچا گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کر
تلوار چھین لی لوح محفوظ لی آپ طرف صحرا کے چلا گیا اب گلخیز بھاگتا پھرتا ہی عنبر افشان
نے کارد سحر پھینک ماری ہر چند گلخیز بھاگا اور سحر کیا کہ کارد رو کون مگر وہ کارد چمکتی
ہوئی سامنے آئی سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری گلخیز مارا گیا ناگہ فوج نے
شکست کھائی بھاگنے لگی سعد بن قباد لڑتے ہوے چلے آتے ہین کہ عنبر افشان
نے لوح محفوظ لا کر گلے مین ڈالی کہ دوسری گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن
عمرو ایک شاہزادے کے ساتھ تخت پر سوار بڑے زور و شور سے آکے پہونچا
بادشاہ کو دیکھکر تخت سے کود قدمون کو بوسہ دیا حال جنگ سنا اپنی کیفیت کہی
بادشاہ نے خیمے وغیرہ گلخیز کے لٹوا لیے بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل دارالامارہ ہوے

سرداروں نے عرض کی آج خدا نے بڑی بلا ٹالی مناسب ہو کہ سامان خوشی ہو اور صحبت
جشن آراستہ ہو سب سرداروں کو خوشی حاصل ہوئی ہو بادشاہ نے بموجب کہنے سرداروں کے
جلسہ آراستہ کیا فیروزہ و سیمین تاجدار کو بلایا سیمین تاجدار نے سب حال اپنا بیان کیا
بادشاہ نے فرمایا ہرچند کہ ہمکو مہلت نہین ہو مگر پہلے تمھارے ساتھ چلین گے اگر خدا چاہیگا
تو تمھارے باپ کو تمسے ملا دینگے رات بھر جلسہ رہا ناچ گانا ہوا بوقت سحر بادشاہ
آکر تخت پر بیٹھے سیمین تاجدار سے فرمایا ای برادر چلو تمنے ہمارے عیار کا ساتھ دیا
پس اُسکا کہنا ہمپر شاق ہو دل اِسکا مشتاق ہو کہ تمھارے باپ کو رہا کرین اور تمسے
ملوائین کہ خدا ہمپر بھی فضل کرے ہمارے بھی قیدی چھوٹین کہ جنکی وجہ سے یہ کد و کوشش
کر رہے ہین ہماری جدۂ ماجدہ و پھوپھی صاحبہ طلسم مین قید ہین خدا وہ دن کرے
کہ انکو رہا کرین تو عید ہو سب سردار دعائین مانگنے لگے کہ پروردگار ایسا کرے کہ
آپ کی آرزو پوری ہو آخر سیمین تاجدار کو بادشاہ ساتھ لیکر چلے فیروزہ بھی ساتھ
ہو مگر چند ہرکارے جو لشکر اسلام مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے کوہان فیل پیکر کے
سامنے آئے کہ اُس درے کا وہی مالک ہو ہرکاروں نے بیان کیا کہ طلسم کشا آتے
ہین کوہان نے کہا مین کیا کسی سے پا بہ گِل کار گفتنا ہون آئین گے تو مزہ اُٹھائین گے
وہ سحرکرون کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بر سر کوہ آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد
اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر اور ریشت پر کئی ہو ساحر
و غیر ساحر اٹالہ بارگاہ کا لدا ہوا اِس کر و فر سے آکر پہونچے عنبر افشان سنہرے ابر پر
سوار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے زیر ابر آکر ملکہ بھی اُتری درۂ کوہ کو دیکھا کہا ای
شہریار یہ مقام عجائب و غرائب ہو یہ جو مال سامنے رکھا ہو اِسی کی ہوس مین لوگ پھنسے
فیروزہ نے عرض کی اقبال شاہنشاہی پروردگار بڑھائے اِنکے ہاتھ سے باپ کو
سیمین تاجدار کے رہا کرائے غرض بادشاہ بھی اُتر پڑے لشکر صحرا مین اُترا لیکن
بادشاہ نے فرمایا آج طلایہ کون دیگا یاسمن رنگین پوش تڑپ کر سامنے آئین اگر
عرض کی ای شہریار آج طلایہ کنیز دیگی بادشاہ نے منع بھی کیا مگر یاسمن نے کہنا نہ مانا

بادشاہ نے حکم دیا کہ جسقدر فوج کہین اُنکے ساتھ جاے مگر خبردار ملکہ یاسمن کو ہرگز تکلیف نہ ہو یاسمن اُسی وقت تیاری کرکے واسطے طلایہ کے روانہ ہوئین اگر بانار ونکا انتظام کیا یہ انتظام کرکے ٹھہرین طرف لشکر دشمن کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک دامن صحرا مین روشنی ہوئی تمام نخل مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے تمام پتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کنول روشن ہین بعد تھوڑی دیر کے درے مین بھی روشنی ہوئی یاسمن نے جو پہاڑ کیطرف دیکھا کہ یہ روشنی ہوئی خیال مین گذرا کہ یاسمن بڑھکے دیکھو تو شہریار بادشاہ بنیگے شاید کوئی مشکل آسان ہوجاوے دریافت تو کرون کہ اِس درے مین کون ہی یہ سوچکر یاسمن بڑھین سامنے سے نخلستان کے راستہ ہی اُسی راستے سے ہوتی ہوئین جب سامنے درے کے پہونچین تو دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار مسند پر بیٹھا ہی چند قیدی زنجیرین پہنے ہوے سامنے بیٹھے ہین یاسمن نے چاہا اندر جاؤن اِس تاجدار سے ملاقات کرون حال پوچھون کہ یہ قیدی کون ہین آپ کون ہین یہ روشنی کا کیا باعث ہوا دل سے یہ باتین کرتی ہوئین آگے بڑھین جیسے ہی سامنے مین کوہ کے پہونچین اُس مسند نشین نے سر اُٹھا کر دیکھا جو کنیزین کہ پشت پر کھڑی تھین ایک سے اِشارہ کرکے کہا دیکھو یہ کون آتا ہی وہ کنیز درے سے نکلی یاسمن کو آگے سلام کیا یاسمن نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کنیز نے کہا باغ دلفریب مین چلیے سب حال آپ کو معلوم ہوجائیگا یاسمن نے کہا چلو اُس کنیز کے ساتھ ملکہ یاسمن روانہ ہوئین اِنکی کنیزین غل مچاتی ہین کہ ہماری انتظام طلایہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف آپہنچے یاسمن نے پلٹ کر جواب نہ دیا ساتھ اُس کنیز کے روانہ ہوگئین کنیزان یاسمن نے باہر سے دیکھا کہ ملکہ ہماری درے مین گئین اب نشان بھی نہین معلوم ہوتا چند کنیزین مجمع سے جدا ہوئین اُسی درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگئین جو باقی رہین وہ آپس مین کہنے لگین لو اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنسین وہ کھڑی رہین مگر کہتی تھین کہ صبح کو سعد شہریار پوچھین گے کہ ملکہ یاسمن کہان گئین تو ہم کیا اُنکو بتائین گے جو جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا باقی رات کنیزون کو اسی انتظار مین گذری

صبح کو بخدمت سعد شہریار آئین سعد نے پوچھا کہ ملکہ یاسمن کہان ہین کنیزون نے کہا
کہ درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوئین سب حال بیان کیا کہ تیرہ کنیزین بھی گئین جب وہ پلٹکر
نہ آئین تو ہم لوگ رُک گئے سعد نے فرمایا مرکب لاؤ مین خود جاؤنگا یہان کا حاکم بڑا
نامنصف ہی کہ کچھ اسکا بندوبست نہین کرتا مین دریافت کرکے آؤنگا اگر یاسمن کو قید
کیا ہو تو اُنکو بھی قید سے چھڑاؤن سیمین تاجدار نے کہا سرکار کو اختیار ہو لیکن اِس
معاملے کو پہلے دریافت کرلیجیے سعد نے کہا دریافت ہونا بہت دشوار ہی طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہان کا حاکم بڑا ظالم ہی فیروزہ نے عرض کی حضور تشریف رکھین
غلام جاکر دریافت کرتا ہی جبتک واپس نہ آؤن حضور تشریف نہ لیجائین ایسا نہو
کسی بلا مین پھنس جائیے یہ کہکے فیروزہ چلا جب سامنے کوہ کے آیا تو دیکھا کہ جلسہ
جمع ہی تاجدار مسند پر بیٹھا ہی چند قیدی مسلسل ومطوق سر جھکائے ہوے سامنے
بیٹھے ہین اُنسے وہ تاجدار کچھ کلام کررہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن ہین وہ بھی مسلسل
ومطوق سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین فیروزہ تو عیار ہی دبتا ہوا چھپتا ہوا سایے مین
کوہ کے پہونچا کہ اُس تاجدار نے پشت پر دیکھا ایک عیارہ بچی فتنۂ روزگار بلقیس و
بانوۂ سقراطی ذات پر آراستہ چست وچالاک نہایت بے باک کھڑی ہوئی تھی تاجدار
نے اشارہ کیا کہ اے شمیمۂ گوہرپوش ذرا دیکھ تو یہ کون آتا ہی ہرچند کہ وہ چھپتا ہوا آیا
مگر بادولت کو ظاہر ہوا کہ وہ کوئی عیار ہی شمیمہ بڑھی جست کرکے باہر آئی فیروزہ بھی
چھپ گیا تھا مگر اُس عیارہ بچی کو دیکھکر نکل آیا عیارہ نے کہا منفر صاحب برائے دریافت
حال آئے ہو باغ دلفریب مین چلو فیروزہ ایسا عقیل وفہیم عیار پیشہ کچھ نہ بولا ساتھ
اُس عیارہ بچی کے چلا جیسے ہی درے مین پہونچا وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا
دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لپٹین کی لپٹین آرہی ہین اُس عیارہ
نے اشارہ کیا فیروزہ باغ مین آیا دیکھا گلہائے رنگارنگ وشگوفہائے بوقلمون
سے باغ سرسبز وشاداب ہی چمن چمن وہ لاجواب ہی مگر ایک تاجدار نحیف وضعیف
تاج شکستہ پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا

روو رہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن زنجیرین ہلا رہی ہین فیروزہ نے چاہا پلٹون جاکے
سعد شہریار کو اطلاع کرون اُس نازنین نے کہا مہتر صاحب ابھی تمنے کیا دیکھا ہی
میرے ساتھ آؤ یہ کہکے فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے سامنے ایک چمن تھا کہ اُسمین
نخل سنبل آراستہ تھے وہان آئی عیارہ نے پکار کر کہا ای سنبل جادو اِنکو تماشہ دکھادو
ایک جادوگرنی اُس چمن سے نکلی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آکر فیروزہ کو
پہنائین پھر چمن مین جاکر غایب ہوگئی فیروزہ بھی ایک نخل کے نیچے جا بیٹھا اپنے
حال زار پر رو رہا ہی کہ ای فیروزہ اگر ایسا سمجھتے تو نہ آتے وہ عیارہ قید کرا کے
فیروزہ کو چلی گئی فیروزہ جی مین کہتا ہی یقین ہی کہ شہریار بھی آکر اِسی بلا مین پھنسین
کیونکر اُنکو اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ تشریف نہ لیجائیے کیا عقل پر
پتھر پڑے کہ ساتھ اُس عیارہ کے چلے آئے یہ نہ جانتے تھے کہ جاکر بلا مین پھنسین گے
فیروزہ تو اِس حال مین سرگردان ہی انتہا کا گھبرا رہا ہی دمبدم یہی چاہتا ہی کہ اِس
قید سے چھوٹون تو نکلجاؤن مگر رہائی غیر ممکن دن بھر اِسی حال مین گذرا شام کو دیکھا
کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی لالٹینین لٹکائی گئین جھاڑ کنول مردنگیان جابجا رکھے
ہین تمام باغ مین دن ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای قیدیو ہوشیار ہو
شہنشاہ ذی اقتدار آتے ہین دیکھا ایک تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے
ہوے پشت پر کئی خدمتگار وہی عیارہ جست و خیز کرتی ہوتی ہمراہ ہی جب وہ تاجدار
گذر گیا تو عیارہ نے کہا کہ چلو شہریار بلاتے ہین فیروزہ مع یاسمن و مع اُس
تاجدار نحیف و ضعیف کے روانہ ہوا درہ کوہ مین آکر دیکھا کہ وہ تاجدار مسند پر
بیٹھا ہی جیسے ہی فیروزہ سامنے آیا اُس تاجدار نے پوچھا کیون او عیار تو کیون
آیا تھا فیروزہ نے کہا اپنے آقا کے حکم سے حال دریافت کرنے آیا تھا آپنے مجھکو کیون
قید کیا ہی مین نے کیا خطا کی تاجدار نے کہا ہم اِس گوشے مین آکر رہے اِسیواسطے
کہ کوئی غیر نہ آئے مگر آنے والے آتے ہین اور اپنے کو بلا مین پھنساتے ہین اب تمکو
مناسب ہی کہ ہماری اطاعت کرو جمشید ثانی کو سجدہ کرو تو ہم تمکو ملازم کرین فیروزہ نے

کہا یہ خیال محال دل سے نکال ڈالیے ہم کبھی باطل پرستی نہ کرینگے تاجدار کے پہلو مین
جو نازنین بیٹھی تھی اُسنے کہا بھی کہ ای شہنشاہ اسکی کیا خطا ہی اسکو چھوڑ دو اِسکے جانے
سے یہ نفع ہوگا کہ اپنے آقا کو منع کریگا نہین معلوم اِسکے آقا کون ہین اُس تاجدار نے
مُنھہ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا کہا اِن قیدیون کو لیجاؤ چند خادم اُٹھے فیروزہ کو لا کر اُسی
باغ مین پہونچا دیا لیکن سعد شہریار نے دو راتین انتظار کیا جب فیروزہ پلٹ کر
نہ آیا تو صبح کو اُٹھے مگر نہایت برہم تھے فرمایا کہ مین جاؤن جا کر دیکھون آ کیا ماجرا ہی
جو جاتا ہی وہ پلٹ کے نہین آتا کیا راہ جادۂ عدم ہی کہ سیکڑون گئے اور کوئی پلٹ کر
نہین آیا فیروزہ جا کر کسی بلا مین مبتلا ہوا ورنہ وہ ضرور آتا کوئی امر تو مانع ہی کہ
نہین آتا یہ فرما کر لباس پہنا سلاح ذات پر آراستہ کیے تیغۂ قمقام ہاتھہ مین لیا سپر
پشت پر ڈالی جب باہر نکلے مرکب تیار ہو کر سامنے آیا اہل لشکر غل کر رہے تھے کہ
حضور کہان جاتے ہین سیمین تاجدار قدمون پر گر پڑا کہ حضور نہ جاوین ہین تو
رہائی سے باپ کی باز آیا سمجھ چکا کہ وہ جا کر بلا مین مبتلا ہوے صبر کرونگا بادشاہ نے
فرمایا ای شاہزادے ہم لوگون کا یہ دستور نہین ہی کہ جو کہین وہ نہ کرین انشاء اللہ
تمھارے باپ کو رہا کر کے چلین گے یا شاید اِسی سرحد مین ہماری قضا ہو تو
جان دینگے تم بیٹھو چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد چالیس دن کے چلے جانا یہ
بادشاہ نے جو برہم ہو کے کہا سیمین تاجدار کنارے ہوا بادشاہ روانہ ہوے جب
سامنے درۂ کوہ کے پہونچے شہزادہ طائر آ کر سدراہ ہوے مگر بادشاہ نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تو سایہ پہاڑ کا پڑا ہاتھہ پاؤن مین رعشہ
آ گیا قلب کانپنے لگا لوح محفوظ کو چمکایا اور درۂ کوہ سے لوح محفوظ کو مس کیا ایک
دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا دوبارہ جو لوح کو چمکایا پھر روشنی ہوئی دیکھا ایک دروازہ
قلعے کا نہایت تکلف سے آراستہ خلقت کی آمد و رفت ہی کاہ فروش ہیزم فروش
چلے جاتے ہین کچھ لوگ اندر سے آتے ہین بادشاہ بسم اللہ کہکر اُس قلعے مین داخل
ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دل شاد رونق پاکیزہ صرافہ بزازہ آراستہ جوہری بجے

دوکانون پر بیٹھے ہین جواہرات بیش قیمت کا انبار ہی دلالون کی بول چال ہو گاہک کو
لگا رہے ہین مال بکوا رہے ہین جدھر سے بادشاہ نکلتے ہین کوئی اُنکے متوجہ نہین
ہوتا ایک کوچے کے سرے پر پہونچے دیکھا ایک ضعیفہ کمر مین خم عصاے ضعیفی ہاتھہ مین
خاموش کھڑی ہی بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم جھکی اور عرض کی اے شہریار آپ اِس
شہر مین مسافرانہ وارد ہین اگر آرام منظور رہے تو کنیز کو سرفراز فرمایئے غریب خانہ
حاضر ہی اِس فصاحت سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ بادشاہ اُسکے ساتھہ ہوے ضعیفہ
لیکر چلی بادشاہ نے کہا بڑی بی صاحبہ اِس شہر کے لوگ بڑے بیوفا معلوم ہوتے ہین
تمنے بلاغت سے کلام کیا کسی نے سلام بھی نہ کیا بڑھیا نے کہا حضور یہی خدمت میرے
واسطے مقرر ہی کہ جو مسافر آتا ہی اُسکو اپنے مکان مین اُتارتی ہون کہ نان نمک سے
آرام ہو سب کافر اِس قلعے مین رہتے ہین مین مسلمان ہون اِس وجہ سے آپ کا
پاس کیا مقام افسوس ہی کہ آپ ایسا تاجدار آئے اور کوئی کلام نہ کرے صرف
دو چار روز مجھے سرفراز کیجیے نان و نمک جو ممکن ہی وہ نوش فرمایئے بعد آپ کو
اختیار ہی بادشاہ بہت خوش ہوے کہ یہ ضعیفہ مسلمان ہی صاحب ایمان ہی اِسکے
یہان رہنا کبھی خلاف نہ ہوگا تھوڑی دور جاکر وہ ضعیفہ ٹھہر گئی ایک مکان
مقفل تھا اُسے کھولا بادشاہ اندر آئے ایک کمرہ نفیس کہ وہ فرش و فروش سے
آراستہ تھا اُس ضعیفہ نے اِشارہ کیا کہ یہ کنیز کا مکان ہی اِس کمرے مین تشریف رکھیے
سعد شہریار کمرے مین بیٹھے ضعیفہ نے کہا کھانا حاضر ہی بادشاہ نے نوش فرمایا غرض
شام تک وہ ضعیفہ خدمتگذاری مین مصروف رہی چھپرکھٹ جو آراستہ تھا بادشاہ
شب کو خاصہ نوش کرکے پلنگ پر آکر لیٹے دروازے کمرے کے بھیڑ دیے وہ
ضعیفہ ایک پلنگ پر بیٹھی مگر بیرون کمرہ سے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
اے مادر مہربان کیا کرتی ہو ضعیفہ نے اُٹھکر دروازہ کھولا سعد نے دور سے
دیکھا کہ دو عورتین جوان آئین ضعیفہ نے اُنکو اپنے پلنگ پر بٹھایا اور کہا اے
گلریز و اے محفل افروز کچھ باتین کرو کہ رات کٹے دل گھبراتا ہی گلریز نے کہا کہ اے

مادر مہربان آپ کو معلوم ہی کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی ہر شخص کی زبان پر یہی ہی کہ اب
طلسم فتح ہو جائیگا محفل افروز نے کہا ابو اجبتک لوح نملیگی کیونکر طلسم فتح ہوگا یہ
طلسم کوہ بہت سخت ہی بڑے بڑے لوگ آئے قید ہوکر مر گئے کسی نے لوح کو نہ پایا
اُس ضعیفہ نے کہا بیٹا تم اپنے عہدے پر رہو تمھین اِن جھگڑون سے کیا کام ہی جس
جوان کی آمد کا غلغلہ ہی وہ تو میرے گھر مین سو رہا ہی یہ سب باتین بادشاہ سُن رہے
ہین گوش بر آواز ہین ضعیفہ نے کہا ای نور نظر آخر لوح کہان ہی اُسنے کہا لوح پاس
لوحدار جادو کے ہی کیونکہ بانیان طلسم نے اُسکو معتبر جانا لوح اُسکے سپرد کی ضعیفہ
نے کہا اگر ایسا بھی ہوگا تو مین اظہار اسلام کر چکی یقین ہی کہ مجھکو اور تمکو نہ ستائین
بادشاہ طلسم پہ جائین محفل افروز نے کہا آج شاہ فرماتے تھے کہ لوحدار جادو
خود جائیگی اور لوح بادشاہ کو دیگی مگر یارو اگر ہو سکے تو لوحدار کو منع کر دو کہ
اپنے مکان سے نہ نکلے گوشے مین بیٹھی رہے ورنہ باعث خرابی ہی ضعیفہ نے کہا بیٹا
تم تو جوان ہو تمنے ابھی کیا دیکھا ہی جو قاعدہ حکما مقرر کر گئے ہین وہی ہوگا سب
احوال کھلجائیگا دونون خاموش ہو رہین ضعیفہ سے کہا ای مادر مہربان ہم تو اب
جاتے ہین مگر آپ بہت ہوشیار رہیےگا ضعیفہ نے کہا مین نے کئی سلطنتین دیکھین
جب ایک شاہ مرا دوسرا تخت نشین ہوا مگر یہ شاہ جس دن سے تخت پر بیٹھا ہی ظلم و
بدعت کو رواج دیا دیکھین اِسکا انجام کیا ہو دونون وہ جوانین اُٹھکر چلی گئین
بڑھیا نے دروازہ بند کر لیا جب صبح کو بادشاہ اُٹھے منھ ہاتھ دھوکر ضعیفہ کو بُلایا جب
ضعیفہ کمرے مین آئی تو پوچھا کیون ای مہربان رات کو یہ دو جوانین کون آئی تھین
اور تمسے کیا باتین ہوئی تھین ضعیفہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا شاید آپ سنتے تھے
ان باتون کا اعتبار نہ کیجیے میری بٹیان شاہ طلسم کی ملازم ہین وہ ایسے ایسے
جھگڑے بیان کیا کرتی ہین مگر آپ نے اُنکو دیکھا بہت برا کیا مین نہانی سے باز
آئی آپ تشریف لیجائیے اِس بے لطفی سے ضعیفہ نے یہ کہا کہ سعد کو بہت ناگوار
ہوا اپنے مقام سے اُٹھے دروازہ سے باہر نکلے تب ضعیفہ نے پکار کر کہا ای شہریار

خدا حافظ ہی بادشاہ نے کچھ جواب ندیا اور آگے بڑھے دیکھا اہل شہر عمدہ کپڑے پہنے
ہوے ایک جانب دوڑتے ہوے جاتے ہین بادشاہ نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
اے برادر کہان جاتے ہو کیا ضرورت درپیش ہی اُسنے کہا شاید تم نو وارد ہو یہ شہر
سرحد طلسم کوہ ہی یہان کا حاکم الوند جادو بادشاہ طلسم کو خراج دیتا ہی الوند جادو کی
دختر بلند اختر آج بام پر جلوہ فرما ہوتی ہی سب اُسی کے جمال کے مشتاق جاتے ہین
اور مشہور ہی کہ آج طلسم کشا بھی مجمع مین آئیگا بادشاہ نے ہاتھ اُس کا چھوڑ دیا اور
سب کے ہمراہ چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ گھنٹ اور ناقوس کی صدا کان
مین آئی دیکھا ایک دیر کلان ہی کہ اُسمین ہزارہا تصویرین پتھر کی رکھی ہین اور برہمن
پوتھیان پڑھ رہے ہین گھنٹ اور ناقوس بجاتے ہین بادشاہ اُس دیر کو دیکھکر فوراً
ٹھہر گئے کہ ایک طرف سے نقارے پر چوب پڑی آمد فوج ظاہر ہوئی نشان ہوا
مین اُڑتے ہوے ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر وزرا امرا
دست بستہ ہمراہ تاجدار وہ بادشاہ بھی آکر ٹھہرا طرف دیر کے دیکھ رہا ہی کل اہالی
شہر طرف اُسی دیر کے دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آج تو بڑی دیر ہوئی
کہ ایک طرف سے ہٹو بچو کی آواز آئی چند چوبدار آوازین لگاتے ہوے ایک
مرکب باد رفتار پر ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو اڑاتا ہوا آیا در دیر پر کرسی
بچھی تھی اُسی پر آکے بیٹھ گیا تمام شہر والے دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے
نقاب چہرے سے اُلٹی یہ ثابت ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا ماہ تابان یا مہر درخشان نکل آیا
اور سب تو ہاے واے کرنے لگے مگر بادشاہ لوح کو جھپکاتے ہوے سامنے اُس
نازنین کے آے اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی پکار کر آواز دی
اے شہریار آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست یہ خانۂ چشم مین تمھاری جگہ ہی بادشاہ نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا پکار کر آواز دی کہ
صاحب مین خود تمھارا مشتاق ہون چند برہمنون نے بڑھکر منع کیا کہ اے نوجوان

یہان نہ آنگر اُس نازنین نے منع کیا کہ کیون روکتے ہو آنے دو دوسری کرسی منگوا کر بچھوا دی بادشاہ اُس کرسی پر بیٹھے اُس حسین سے باتین کر رہے ہین مگر وہ نازنین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہتی ہی ہم چند ساعت کے مہمان ہین کیونکہ نقابدار نیلی پوش آتا ہوگا وہ آپ کو نہ بیٹھنے دیگا بادشاہ نے فرمایا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ گرانکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش گینڈے پر سوار للکارتا ہوا آتا ہی کہ او جوان اجل گرفتہ تونے بڑا غضب کیا کہ اِس مقام تک آیا اب بھی اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو نکلجا دروازہ شہر کا کھلا ہی سعد نے جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی ہم نہ اُٹھین گے اُس نازنین نے بھی اِشارہ کیا کہ آپ نہ اُٹھیے گا یقین ہی کچھ بہتری ہو نقابدار نیلی پوش نے پکارا کہ ای جوان اگر نہین اُٹھتا تو مجھسے مقابلہ کرین جواب دونگا اور ابھی تجھکو قتل کرتا ہون یہ مجال نہین کہ تو میری معشوقہ کے پاس بیٹھ سکے بادشاہ اُٹھے نیلی پوش نے بڑھکر نیزہ مارا اسعد نے وار اُسکا رد کر کے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا نقابدار نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد بن قباد نے لوح محفوظ کو چمکایا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نیلی پوش گینڈے سے اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی لیکن الوند تاجدار تخت سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی کہتا ہی نیا معاملہ ہوا کہ نقابدار نیلی پوش سے اِسطرح جنگ ہو رہی ہی مین یہ نہین چاہتا کہ مسافر گرفتار مصیبت ہو مگر وہ پھر پڑا جو مجھسے ہو سکے گا کیا قصد کرونگا مگر نیلی پوش ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ سعد کو پکڑ لاؤن مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی پیچ رہے ہین تمام اہالی شہر کہتے ہین آج میان نیلی پوش کو معلوم ہوگا یہ جوان کیا بہادر ہی کس لطف سے جنگ کر رہا ہی سامری و جمشید اسکو غالب کرین پھر بھر کا مل نقابدار نیلی پوش بادشاہ سے لڑا جب بادشاہ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہی لوح محفوظ پر ہاتھ پھیر دیتے ہین پھر قوت آجاتی ہی ایک مقام پر نیلی پوش بادشاہ کو لے دوڑا سات قدم ریلکر لایا وہان لاکر پٹکا مارا اسعد کا جسم خم بھی نہ ہوا وہین سے نیلی پوش کو ریلکرلے دوڑے سترہ قدم ریلکر لاے

وہان پر آکر یکبارگی دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کے
لنگر قایم کرون مگر سعد شہریار نے دونون ہاتھون سے روکا لنگر قایم نہ ہونے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا بقول شاعر نظم ؎ نعرہ زد ہیبر منزل مصاف ٭
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ بیکے نعرہ شد آن زحلقش بدر ٭ کہ آہن دلان را دریدہ
جگر ٭ نیلی پوش کو اُٹھا لیا مگر جب یکبارگی بند نقاب چہرے سے ٹوٹا بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام بڑے بڑے دانت دہن سے نکلے ہوے ہین
ہرچند اسم سحر پڑھتا ہے مگر کچھ تاثیر نہین ہوتی بادشاہ نے اُکھیڑ کر نیلی پوش کو زمین پر مارا
نقابدار نے مونڈھے کی کھا کر چاہا سنبھلون بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماردی کہ
نیلی پوش چت ہوا سینے پر سوار ہوے فرمایا او بیحیا اب شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہے نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ نے سینے سے اُٹھکر ایک
پانوُن دونون پانوُن سے دبایا اور ایک کو تھام کر یکبارگی چیر کر نیلی پوش کو
پھینک دیا نقابدار کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اسکے
آواز آئی کشتی مرا نام من نقابدار نیلی پوش بود بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
اندھیرا برطرف ہوا اب دیکھا کہ وہ قلعہ نہین ہے نہ سامنے کریہ نہ وہ معشوقہ خوبرو
اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین لیکن وہ معشوقہ
کہ الوند کی دختر ہے کرسی سے اُٹھی لڑکھڑاتی ہوئی سعد کی تصویر آنکھون کے نیچے
پھر رہی ہے جی مین کہتی ہے نہین معلوم کہان تشریف لے گئے اُس شہریار پر کیا گذریگی
کہ الوند کوہ پیکر تخت کو قریب لایا کہا آؤ بیٹیا سوار ہو ملکہ حمالہ گیسو کشا تخت پر
سوار ہوئی پوچھا اے والد نامدار آخر وہ جوان کہان گیا الوند نے کہا بیٹا جو مشہور
تھا کہ طلسم کشا آئیگا اِسی جوان کو لوگ و کاہنان طلسم طلسم کشا کہتے ہین اِسکی معشوقہ
یاسمن رنگین پوش بھی آکر قید ہوئی ہے حمالہ نے کہا اے والد نامدار لوح طلسمی تو
پاس لوحدار جادو کے ہے یہ لوح کیونکر پاوینگے کیونکر طلسم توڑینگے الوند نے کہا
خود لوحدار جادو اُنکے پاس جائیگی اور لوح دیدیگی حمالہ گیسو کشا نے کہا اے بابا

اُسکو منع کر دیجیے کہ لوح لیکر نہ جائے الوند نے کہا قاعدہ تو یہی چاہتا ہو حمالہ نے کہا
مین جاکر منع کر آؤن مگر وہ جوان کہان پہونچا ہوگا الوند نے کہا صحراے ویران مین
مارا مارا پھر رہا ہو مگر بیٹا جاؤ جاکر لوحدارکو منع کرو کہ لوح لیکر نہ جائے ورنہ باعث
خرابی ہو اہالی طلسم کے بیے حمالہ گیسوکشا پریشان ہو رہی ہو جی مین کہتی ہو دیکھیے کیا
آفت برپا ہو وہ جوان صحراے ویران مین کیسا گھبراتا ہوگا انتشار مین ہوگا کہ کہان
وہ آبادی اور کہان یہ ویرانہ نہ مقام قیام نہ ٹھہرنے کی جگہ مین جاکر آگاہ کرون کہ اس
صحراے نکل جائیے کسی مقام آباد مین پہونچیے گا یہ باتین باپ سے کرکے اُٹھی یاد
مین سعد کی حیران و پریشان ہو پرپرواز پیدا کرکے چلی یہان سعد شہریار اُس
صحراے ویران مین جسطرف جاتے ہین ویرانہ پاتے ہین جی مین کہتے ہین عجب
صحراے نامعقول ہو کہ جہان درخت کا نام نہین ایک طرف جو بڑھے دیکھا ایک
قصر عالی گوشے مین تعمیر ہو بادشاہ جمجاہ سامنے قصر کے آکر زیر نخل بیٹھ گئے مکان
مین دریچہ تھا وہ کھڑکی کھلی چند کنیزون نے آکر بادشاہ کو دیکھا لوحدار جادوگر
اپنے مقام پر بیٹھی تھی کنیزون نے آکر خبر دی کہ ایک جوان صف شکن تیغ زن نہایت
حسین وجمیل زیر درخت بیٹھا ہو مگر اس ویرانے سے بہت پریشان ہو رہا ہو کہ آپکے
قصر کو دیکھ رہا ہو لوحدار نے آکر جھانک کر دیکھا مگر جمال بے مثال بادشاہ دیکھکر
پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا صندوقچی لوح کی اُٹھالی اور قصر سے نکلی
دور سے دیکھا کہ بادشاہ زیر نخل بیٹھے ہین اُسی طرف چلی صندوقچی کو بغل مین دبائے
ہوے قریب آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار قصر مین تشریف لے چلیے
کنیز کا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اتنو جینا محال ہو نظم

ہجر مین میرے سبھ خانگی رکھو پروانہ شمع — ہاے دیکھون آجکی شب ایک جا پروانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے — رہ گئی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع
روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی — بیگناہی کے لیے پیدا ہوے پروانہ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تھین سب گرمیان — جان پروانے کی نکلی ہوگئی بیگانہ شمع

وائے قسمت نخل گریہ ایک بھی اُگتا نہین
بوتی ہو ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دن کو پنہان رات کو فانوس کی زیرِ نقاب
کسقدر رکھتی ہو پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چھپا دیتا ہو عریانی کا عیب
تن پہ رکھتی ہو ردائے اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہو ہوکے گل معشوق بلبل بنگئے
کچھ نہ آیا تجھکو پاسِ اُلفتِ پروانہ شمع

صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکھتی ہو نہ فکر شانہ شمع

قیدیِ زنجیر گریہ کیون ہو دیوانونکی شکل
مانگ لے پروانہ کرنے کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکے پاسبان معشوق ہین
رات بھر کرتی ہو حفظ لاشۂ پروانہ شمع

اے شہریار آپ اِس مقام پر کیون بیٹھے ہین غریب خانہ مین تشریف لے چلیے مجھکو ہدایت تھی کہ طلسم کشا آوین تو اُنکو مکان مین لاتا جو خاطر ہوسکے وہ کرتا امانت آپ کی میرے پاس ہو یہ کہکے صندوقچی لوح کی بغل سے نکالی اور رکھو لکر سامنے رکھدی بادشاہ نے دیکھا لوح طلسم کو دمثل قمر چمک رہی ہو بادشاہ نے لوح کو اُٹھا لیا اور ساتھ لوحدار کے چلے اُس قصر مین داخل ہوے مصاحبون نے لوحدار کے چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر لیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب پیش کیے بادشاہ نے انکار کیا اور فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کرو تو مجھکو یہ حلال ہو لوحدار نے کہا مین مدت سے مطیع اسلام ہون یہی آرزو رکھتی تھی کہ آپ تشریف لاوین تو لوح حاضر کرون ہرچند کہ کل اہالی طلسم میرے دشمن ہوجاوینگے مگر خدا اسے نادیدہ آپ کو سلامت رکھے میرا کوئی کیا کر سکتا ہو یقین ہو میرے لوح دینے کی خبر پہونچے بادشاہ نے جام نوش فرمایا کہ آسمان پر برق چمکی لوحدار نے کہا لو اور غضب دیکھو دختر الوند آتی ہو یقین ہو فساد برپا کرے بادشاہ نے پوچھا اِس مہ جبین کا کیا نام ہو لوحدار نے کہا حمالہ گیسو کشا اسکا نام ہو خبر یہ آپ پہونچے ہونگے نقابدار نیلی پوش آپکے ہاتھ سے مارا گیا ہوگا یقین ہو کہ حمالہ بہت خوش ہوئی ہو بادشاہ نے فرمایا اِس سے خوف نہ کرو یہ ہماری مشتاق ہو اُسی نے کہکر نقابدار کو قتل کرایا کہ حمالہ آکر اُتری سعد کو مسند پر دیکھا اور لوحدار جادو

مصروف خاطرداری ہی بہت ناگوار ہوا کہا ای لوحدار ہم تمکو حکم پہونچانے آئے ہین کہ
لوح کی بہت حفاظت کرنا لوحدار نے کہا لوح میرے پاس کہان ہی شہریار گلے مین
پہنے بیٹھے ہین تمسے ہوسکے تو اُنسے چھین لو حمالہ نے ہنسکر کہا مین اِسی لیے آئی ہون کہ
لوح دلواؤن سرکشون کو قتل کراؤن باپ نے میرے وہ بدعت کی ہی کہ کل اہل شہر
بیزار ہورہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اس بادشاہ کی بدعت سے پیدا کرنے
والا ہمکو بچاوے مین جاکر شاہ سے اطلاع کرتی ہون کہ مکان پر لوحدار کے طلسم کشا
پہونچ گئے لوحدار نے لوح دیدی مگر ای شہریار ایک خیال رہے کہ جو معرکہ درپیش
ہو لوح کو ضرور ملاحظہ فرمائیے گا بدون حکم لوح قدم نہ اُٹھائیے گا اہالی طلسم بڑے
بڑے مکر کرینگے اب جاکر باغ دلفریب سے قیدیون کو رہا کیجیے باقی اورون سے
مقابلے پڑینگے مگر آپ صاحب اقبال ہین خداے نادیدہ آپ کی مدد کریگا انشاءاللہ
طلسم فتح ہوجائیگا سب ظالم مارے جاوینگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پاوینگے
یہ کہکر حمالہ گیسوکشا اُٹھی بعد جانے حمالہ کے بادشاہ قصر سے نکلے دیکھا سامنے ایک
باغ ہی کہ ملکہ یاسمن رنگین پوش و فیروزہ بن عمرو مسلسل و مطوق دروازے پر
کھڑے ہین بادشاہ کو جو آتے دیکھا نہال ہوگئے یاسمن نے کہا ای معترو الاگہر اب
بادشاہ جمجاہ آتے ہین خدا اُنکو مظفر و منصور کرے بادشاہ در باغ کے قریب آئے
ہزارہا طائر درختون سے اُترے غلطکین مارکر بشکل ساحر بنے بلا ہوا کہ طلسم کشا
کو مارلو کئی ہزار ساحر سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا جسپر عکس پڑا وہ
نابینا ہوگیا بعض جل گئے آخر ساحر سامنے سے ہٹے بادشاہ داخل باغ ہوے یاسمن
سے پوچھا اور کوئی قیدی بھی یہان ہی فیروزہ نے عرض کی ایک تاجدار نحیف و
ضعیف لاغراندام تاج ٹوٹا ہوا سر پر ایک نخل کے نیچے بیٹھا رویا کرتا ہی بیڑ بان
ہلایا ہی بادشاہ نے فرمایا کیا عجب ہی کہ سیمین تاجدار کا باپ ہو یہ فرماکر اندر آئے
اول زبان سے یاسمن کی سوزن لی فیروزہ کی بیڑبان کاٹین ان دونون کو ساتھ
لیکر اُس مقام پر آئے جہان وہ تاجدار ضعیف بیٹھا تھا لوح کو بادشاہ نے ملاحظہ

فرمایا نوشتہ پایا کہ یہی تاجدار بدر سیمین تاجدار ہی بادشاہ نے قریب آکر سلام کیا وہ
تاجدار دعائین دینے لگا کہا زہے نصیب کہ آپ کی زیارت ممکن ہوئی بادشاہ نے
فرمایا تمکو ہمارا احال کیونکر معلوم ہوا سکہ زن تاجدار نے کہا شب کو مین نے دیکھا
خواب مین کہ ایک بزرگ فرمار ہے ہین کہ ای سکہ زن وقت رہائی تمھارا قریب
آیا کل طلسم کشا سے ملاقات ہوگی مین انتظار مین تھا اِسوجہ سے پہچانا قید سے رہا
کرکے سکہ زن تاجدار کو بھی ہمراہ لیا جیسے ہی باغ سے نکلے صحرا سے گرد اُڑی باعث
یہ ہوا کہ حمالہ گیسوکشا جو گئی تو باپ نے پوچھا کہ بٹیا کیا انتظام کرآئین کہا ای والد
مین اُسوقت پہونچی کہ طلسم کشا مکان مین لوحدار کے بیٹھے تھے اور لوحدار خاطر
مین مصروف تھی مین نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے جواب دیا کہ اب تو مین لوح دے چکی
میرے قبضے مین نہین اگر تمکو کچھ دعوی جرأت ہی تو طلسم کشا سے لے لو اور جو تمسے
ہوسکے قصور نہ کرو یہ سُنکر باپ اِسکا سوار ہوا حمالہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی
بلکہ حکم دو تو آگے بڑھکر دیکھون باپ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ دیکھنا کیا کر رہے ہین
حمالہ اُڑتی ہوئی مقام پر لوحدار کے پہونچی دیکھا کہ لوحدار نے تمام مکان مین
آگ لگادی اشیاے ضروری ایک تخت پر رکھکر کنیزون کو ساتھ لیکے باہر نکلی کہ حمالہ
آکر پہونچی حمالہ نے پوچھا طلسم کشا کہان گئے لوحدار نے کہا قید خانے کے باغ
مین گئے ہین یقین ہی کہ قیدیون کو رہا کرلیا ہو حمالہ نے کہا ای لوحدار تمنے بڑی
ہوشیاری کی کہ مکان مین آگ لگادی ورنہ یہی آفتین تھین پھر حمالہ نے کہا اب
ہمارے مددگار والد پہونچ گئے ہونگے مین نے اِسی لیے جاکر اُنسے اطلاع کردی
کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو ہونا ہو وہ ہوجاے ہمسے صبر نہ ہوسکیگا جسوقت
طلسم کشا پر دباؤ ڈالینگے ایک طرف سے مین سحر کرون اور دوسری طرف سے
تم سحر کرنا یون طلسم کشا کو بچانا لوحدار نے حمالہ کی بلائین لین کہا بی بی سبحان اللہ
خوب تدبیر کی مجھکو اطلاع کرچلین ورنہ نہین دیر مین آتی حمالہ تو یہ کہکر چلی یہان
سعد نے جو آمد فوج دیکھی فیروزہ سے فرمایا لو بادشاہ طلسم آپہنچا لوح کو ملاحظہ کیا

نوشتہ پایا کہ اى طلسم کشا خوف نہ کرنا تیرے مددگار بھی آتے ہین جو ہوسکے مصروف
شمشیر زنی ہو مگر سکہ زن ناجدار گھبرایا بادشاہ نے فرمایا تم اپنے کو کسی غار مین مخفی
کرو یاسمن گاؤدی باندھکر تیار ہوئی کہا اى شہریار وہ سحر کرون کہ لشکر کا پانون نہ جمسکے الوند
نے جو دور سے دیکھا کہ باغ مین سے بادشاہ آتے ہین الوند نے فوج کو اشارہ کیا
کچھ طائر صحرا کے درختون کے اُترے لوٹ کر بشکل انسان بنے لاکھ سوا لاکھ ساحر
نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا اور نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان — نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف سے ملکہ یاسمن نے آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر الوند نے ساحرون کو
اشارہ کیا کہ سحر نہ کرو بلوہ کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لو ساحر تلوار سے لڑنے لگے اِدھر
فیروزہ بن عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ہزارون کو جلا دیا بادشاہ نے
لوح کو گردش دی جس پر عکس پڑا وہ جلگیا بعض نابینا ہو کر گرے مگر یہی چاہتے ہین
کہ جسطرح ہوسکے بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قریب آسکے جو سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا یاسمن نے مشت بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکے جتنے
دانے پھینکے اُتنے ہی شعلے گرے الوند حیران ہی کہ کیا کرون کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا حمالہ آتی ہی آتے ہی حمالہ نے زلفون کو گردش دی ایک آندھی سیاہ چلی ساحر
ٹکرانے لگے مثل پر کاہ اُڑ رہے ہین کہ دوسری طرف سے لوحدارہ کا نعرہ ہوا
الوند جانتا ہی کہ بیٹی میری طلسم کشا پر سحر کر رہی ہی جب لوحدارہ آکر پہونچی اُسنے بھی
فوج ساحران پر حملہ کیا سحر کر کے دستک دی صحرا سے صدہا شیر پیدا ہوے اور
ساحرون کو چیر پھاڑ کر کھانے لگے تین جادوگرنیان سحر کر رہی ہین ایک طرف
دناٹا سناٹا حقہ ہاے آتشبازی کا ہی جب فیروزہ حقے مارتا ہی سو دو سو ساحر
جل جاتے ہین آخر ساحر عاجز ہو کر سحر کرتے ہین اور کہتے ہین اى بادشاہ ہم شمشیر زنی
نہین جانتے ہم سحر سے لڑینگے الوند کہ رہا ہی کہ طلسم کشا لوح کو گردش دے رہا ہی

تین جادوگرنیان برابر کی سحر کر رہی ہین حمالہ نے تو آفت برپا کردی کس زور سے
آندھی چل رہی ہی کہ قدم نہین جمتا میرا تو ارادہ یہ ہو کہ بھاگ کر نکلجاؤن جسطرح بنے
اپنی جان بچاؤن ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو تم لوگون سے امید نہین
ہی کہ اس جنگ کو سر کرو سب نے کہا جائیے ہم بھی چلے آوین گے تین جادوگرنیان
کس زور و شور سے سحر کر رہی ہین کہ انپر غالب آنا دشوار ہی یہ کہکے الوند تخت سے
اُتر زمین مین غلطک ماری طرف آسمان کے چلا حمالہ نے پکارا کہ ای شہریار یہ
جاتا ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ حقیقت مین الوند جاتا ہی حمالہ نے کہا کہ اگر
یہ نکلجائیگا تو سبز بخت جادو کو لائیگا کہ جو کوہ مین بیٹھا رہتا ہی اُسکو اپنے سحر کا بڑا
دعوی ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیہ لوح پڑھکے تیر
پر دم کیا تیر بحر کمان مین جوڑا تاک کر مارا کہ الوند کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار کرگذرا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام
سن الوند جادو بود بیر لاشہ اُٹھا کرلے چلے سبز بخت جادو درہ کوہ مین بیٹھا
تھا مصروف عیش و نشاط تھا کہ بیرون نے لاکر لاشہ الوند کا پہونچایا اور پکار کر
کہا کہ پیر و مرشد طلسم کشا نے قیدخانہ فتح کرلیا لوحدارہ نے لوح دیدی حمالہ شریک ہو
الوند مارا گیا اب طلسم کشا آتا ہی جو تدبیر کرتا ہو وہ کرلیجیے سبز بخت نے کہا تمام زمین
کو سحر سے بھردونگا کیا مجھکو بھی الوند جادو جانتا ہی بی حمالہ اور لوحدارہ کو جانتے ہی
خاموش کردونگا کیا تعجب ہی کہ دونون جادوگرنیان میرے قدمونپر گرین یہ کہکے اُٹھا درہ
کوہ سے باہر نکلا ایک دستک دی ہزارہا ساحران صحرا آکر پہونچے کہا صاحبو تمنے
سُنا اب وہ وقت ہی کہ کوئی معین و مددگار نہین طلسم کشا آتا ہی جو تمسے بن پڑے
وہ سحر کرنا کئی لاکھ جادوگر آمادہ ہوے یہان بعد تاریکی جب روشنی ہوئی بادشاہ
نے اپنے کو قریب درہ کوہ پایا اور دیکھا کہ فوج ساحران صف جما رہی ہی اور
سبز بخت آگے صف کے کھڑا ہی جیسے ہی بادشاہ کو دیکھا کلوا بھیرون نار سنگھ کو
پکارنے لگا ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ زمین کانپی غبار اُڑا بادشاہ ہرچند لوح کو

چمکاتے ہین مگر تاریکی دفع نہین ہوتی کہ حمالہ آکر آسمان سے چمکی زلفون کو ہلایا بعد اِسکے لوحدار نے بھی آکر سحر کیا کہ سب تاریکی برطرف ہوئی اب تو بادشاہ سنبر بخت کی جانب چلے سنبر بخت جادو وہ سحر کر رہا ہی کہ زمین تھرا رہی ہی زمین سے دھوان نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہو سنبر بخت تڑپ رہا ہی اہالی فوج کو قتل کرتا ہی جہان شاہ پہونچے جادوگرون کو اشارہ کرتا ہو کہ کمندین مارکر گرفتار کرلو جب وہ کمندین لیکر چلتے ہین بادشاہ اندر رجا پڑتے ہین حمالہ گیسوکشا زلفین اپنی ہلا دیتی ہی کمندین ہاتھ سے ساحرون کے چھوٹ جاتی ہین پھر سب ملکر سحر کرتے ہین یاسمن اور لوحدار سحر دفع کر دیتی ہین سنبر بخت نے حمالہ کو للکارا کہ او گیسو بریدہ مجھکو فقرہ دیکر گئی وہان جاکے بادشاہ سے نہین مٹکا کیا اب کہان جائیگی حمالہ نے پھر زلفون کو جنبش دی سنبر بخت پر شعلہ ہاے آتش گرنے لگے سنبر بخت جادو نے سپرین لوہے کی بناکر اپنے گرد کرلین جو شعلہ آسمان سے گرتا ہی سپرین سینہ سپر کرتی ہین اپنے ہی اوپر روک لیتی ہین یہان سعد بن قباد رستمانہ لڑ رہے ہین کہ حمالہ نے آواز دی اے شہر یار مدد کیجیے بادشاہ نے دیکھا دونون آلبس مین سحر کر رہے ہین اِسوجہ سے سنگ باری ہو رہی ہی سحر سے حمالہ کے آگ گر رہی ہی ہنگامۂ سحر گرم ہی بادشاہ لڑتے ہوے اُسی طرف چلے سنبر بخت نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سحر سے روکنے لگا مگر یہ لوح چمکاتے ہوے آتے ہین اِنپر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سے جادوگرون کو مارکر جب قریبِ سنبر بخت پہونچے تو حمالہ الگ ہوگئی فوج پر سحر کرنے لگی مگر سنبر بخت نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا کہ بادشاہ پر تلوارین برسنے لگین لوحدار نے آکر سینہ سپر کر دیا بادشاہ مقابلۂ سنبر بخت مین پہونچے سنبر بخت نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بجاے سپر کے لوح کو اُٹھا دیا جیسے ہی سنبر بخت نے ہاتھ مارا عکس جو لوح کا پڑ گیا جھولی شانے سے گری سنبر بخت جھکا کہ جھولی اپنی اُٹھالون سعد نے اوپر سے ہاتھ مارا سنبر بخت نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ صمصام دست زبردست بادشاہ

اسلام برقِ جہندہ جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سنبر بخت جادو کے
دو ٹکڑے کیے مرنا سنبر بخت کا آندھیاں سیاہ چلیں سنگ باری برف باری ہوئی
بعد اِس آفت کے آواز آئی کُشتی مرا نام من سنبر بخت جادو بود بادشاہ نے سجدۂ
شکریۂ پروردگار کیا سب ساحر مطیع اسلام ہوئے سکندر ثانی تاجدار کو سیمین تاجدار
سے ملایا اِس اہتمام میں تھے کہ ایک مردِ پیر نے کنجیاں لاکر بادشاہ کو بطور نذر
کے پیش کیں بادشاہ نے پوچھا یہ کیسی کنجیاں ہیں حمالہ گیسو کشا نے عرض کی کہ یہ
کنجیاں خزانۂ طلسم کی ہیں اِسکو لیجیے اور خزانہ نکلوائیے بادشاہ نے کنجیاں لیں اور
درۂ کوہ میں آئے اب جو کوٹھے کھولے مال بے حساب نکلا کئی ہزار سلاح
اور لباس براے جوانان شیر دل وساز و یراق مرکبان یہ سب سامان نکلا صندوقچے
جواہرات کے توڑے اشرفیوں کے سب مال نکلوا کر باہر لائے اور اونٹوں پر لدوایا
جب بادشاہ نے مال طلسمی لیکر قصد کیا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤں کوہان فیلزور
کو ہرکاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا نے طلسم کوہ کو فتح کیا مال طلسمی نکلوا لیا اب
کوچ کر کے جاتے ہیں یہ سنتے جھلا کر کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری عملداری میں
طلسم تھا اور مال غیر شخص لیجائے یہ کہکے اُسی وقت سوار ہوا ارادہ کیا مال لیلوں
کہ سیمین تاجدار نے تلوار کھینچی اور کہا اے کوہان یہ مال بادشاہ اسلام کا ہے ہم آگے
دینے والے کون تم ٹھہرو ہم شاہ کو اطلاع کرتے ہیں جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لاوینگے
تب کوہان رکا سیمین تاجدار نے آکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور کوہان فیلزور آکے
سدراہ ہوا ہے مال طلسمی نہیں بڑھنے دیتا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر اُسوقت آئے
کہ دیکھا کوہان فیلزور تلوار کھینچے کھڑا ہے اور نگہبانوں سے کہ رہا ہے کہ مال اُتار دو
کیوں صاحبو انصاف تو کرو کہ میری عملداری کا خزانہ غیر لیجاوے کہ سعد نے
نعرہ کیا کہ او کوہان اِدھر متوجہ ہو وہ مال دینے کے مجاز نہیں ہیں کوہان نے
جو سعد کو دیکھا گینڈا ایسا پھیرا اور سمجھا کہ اِنکو مروڑ کر مار ڈالونگا مجھسے کیا لڑ سکیں گے
طلسم کا فتح ہونا تو برکت لوح پر موقوف تھا بے زور کے مقابلہ نہ ہو سکیگا یہ سعد بیکر

سامنے سعد کے آیا نعرہ کیا کہ منم کوہان فیلزور ای سعد بن قباد شکست طلسم پر
نازنہ کرنا میرے مقابلے مین جانبازی ہی سیکڑون پہلوان مین نے مارے ہین
مال کے واسطے کیون جان دیتے ہو تمنے مشقت کر کے طلسم توڑا انصف مال لیلو
بادشاہ نے فرمایا ایک خرمہرہ اس مین سے نہ دونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خدا
مابزرگ است یہ سنکر کوہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑڈالا کوہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے تیغہ لنگردار جوہردار لگایا سعد نے سپر کو
چہرے کی پناہ کر کے گردش دی اور بارٹھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر
تلوار چھین لون کوہان نے کہا جب انگلیان کٹ جاوینگی تب تلوار قبضے سے
نکلے گی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون مین کشتی ہونے لگی کوہان کو اپنے زور
پر بڑا ناز ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی سعد کو ریلکر لے دوڑون مگر سعد نے جس مقام پر
قدم گاڑ دیے کیا مجال کہ وہان سے ہٹا سکے سعد ہر مرتبہ ریلکر لے جاتے ہین
اور فرماتے ہین کہ ای کوہان جس پیچ پر ناز ہو اُسے کر لو کہ دل مین حوصلہ نہ رہے
کوہان کیسے کیسے پیچ باندھ رہا ہی مگر جہان کوہان نے ہاتھ بڑھایا کہ مین فلان
پیچ باندھون سعد نے توڑ کو ہاتھ بڑھادیا دونون جوان یون لڑ رہے ہین
گویا بلبلین گتھی ہوئی ہین ہر مرتبہ ٹکرین چلتی ہین ریل پیل کے زور ہو رہے
ہین ایک مقام پر کوہان الجھا اُلجھتے ہی کوہان کے سعد کوہان کو لے دوڑے
اٹھارہ قدم تک لاے وہان پر آ کے ہکہ مارا دونون گھٹنے کوہان کے آشنا
بزمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا اُٹھا لیا پہلے زور مین تابہ زانو
دوسرے زور مین تابہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا اُکھیڑ کر زمین پر
مارون کوہان نے کہا الامان سعد نے فرمایا امان بہ شرط ایمان کوہان کلمہ
پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ میری دعوت
قبول کیجیے بالاے قلعہ تشریف لے چلیے سعد نے قبول کیا سرداران سعد
آکر شریک ہوے بالاے کوہ تشریف لاے اہل قلعہ کو مسلمان کیا قلعہ تمام

اسلام آباد ہوا کوہان نے دھوم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی پریزادان و درگوش و نازنینان مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

وصل کی رات ہے آخر کبھی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مرجاؤنگا تو آکے نہ آؤ ظالم
آج وہ دن ہے کہ مجھ سے مرے احسان ہونگے

غیر کی شکل بنین گے کبھی خود انکے شوق
ہم بھی دیکھین تو کہانتک نہ وہ حیران ہونگے

دل جو روٹھا تو منانے سے کہین منتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجھے ایجان ہونگے

آج پھر وہ عدو کا ہے بنایا مین نے
اینتہ وہ بھی مرے اندر یہ قربان ہونگے

انکو پہنین گے مرے دشت جنون کے کانٹے
یہ وہ دامن ہے کہ آخر کو گریبان ہونگے

پھر بھی دو رہی جانان مین اکھین ہوگی نسیم
میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہونگے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو بادشاہ نے حکم کوچ دیا کوہان نے کہا مین ساتھ رہونگا بادشاہ ناچار ہوے کوہان کو ساتھ لیا بارہ ہزار فوج اُسکی بھی ساتھ ہوئی ارادہ کیا کہ طرف قلعۂ سیمین نگار کے جاوین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان دیو خصال و عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پہ آکے اُسنے راستہ روکا حمالہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو اِس لشکر کو بھگا دون کہین مٹا دون سعد نے فرمایا اے حمالہ خبردار کبھی غیر ساحر پر سحر نہ کرنا ورنہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوگا تمرد نے کہلا بھیجا کہ بہتر اسی مین ہے کہ مال طلسمی بھجبد بیجیے یہ مال لیکر جانے دونگا مال میرے حوالی کا ہے بادشاہ نے فرمایا ایک حبہ نہ دونگا مین نے جانبازی کر کے طلسم کو فتح کیا جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو تمرد نے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے سنکر نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر کوہان بہت گھبرایا دست بستہ عرض کرتا ہے اے شہریار یہ پہلوان بڑا زبردست ہے مین ایک مرتبہ اِسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون ایک کاروان مین نے لوٹا تھا تاجرون نے اِس سے فریاد کی تو اِسنے

کہلا بھیجا کہ مال اِن تاجرون کا دیدو یہ ہمارے رفیق ہین مین نے قطعاً انکار کیا اُسنے آکر طبل جنگی بجوایا مین لڑا تو اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر نصف مال پھیر دیا لہذا اگر مال پر فیصلہ ہو جاے تو جنگ نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای کوہان ہم اپنے پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین اگر پروردگار چاہیگا تو زیر کرلین گے اور اگر قضا ہماری اسکے ہاتھ سے ہو تو ناچاری ہو شب بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے تمرد میدان مین نکلا پکار کر آواز دی بادشاہ اسلام کہان ہین آکر مقابلہ کرین بادشاہ نے مرکب بڑھایا کوہان قدمون سے لپٹ گیا کہ مین شہریار کو نہ جانے دونگا بادشاہ نے فرمایا میرا نام لیکر پکارتا ہو مجھے جانا ضرور ہی یہ فرما کر میدان مین آئے گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے تمرد کے پہونچا تمرد نے جو شوکت و شان دیکھی گھبرا گیا عرض کی مین آپ کو معاف کرتا ہون کہ مال لیجائیے مین آپ سے مقابلہ نہ کرونگا سعد نے فرمایا اب تو میدان مین آچکے جو کچھ گذرے وار کرو تب تمرد نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمرد کے نکلگیا تمرد نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا انیغۂ قمقام جو تڑپ کر گرا سر تمرد کا زخمی ہوا سمجھا کہ اب دوسرا ہاتھ مارینگے سر اُڑ جائیگا گینڈا پیچھے ہٹایا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا ای تمرد پلٹ جاؤ جب صحت پانا تب ہمارے مقابلے مین آنا ہمارا دستور نہین کہ زخمی پر ہاتھ ڈالین صحت پاکر آنا جسطرح چاہنا مقابلہ کرنا تمرد نہال ہوگیا دعا کرتا ہی اور کہتا ہی کہ حقیقت مین جرائت ان لوگون پر ختم ہی کہا ای شہریار مجھکو حکم ہو کہ ہمراہ رکاب رہون بادشاہ نے فرمایا تمھارا گھر ہی میری آنکھون پر رہو ایسا نہ ہوگا کہ کبھی تمکو تکلیف پہونچے انشاءاللہ تمکو با اعزاز رکھین گے تمرد قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے بدل اطاعت کی اب امیدوار ہون کہ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے کہ مین بصدق دل مسلمان ہون بادشاہ نے کلمہ پڑھایا کلمہ بصدق دل پڑھکر تمرد مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج اسکی بھی ساتھ تھی اب بشوکت تمام حضرت ناز نین نگار

آگے روانہ ہوے ایک مقام پر پہونچے راہ مین ملا سامنے ایک قلعہ تھا برج بارہ سے آراستہ
کئی سو توپ قلعے پر چڑھی ہوئی ہر قسم انداز و گولہ انداز قلعے پر ٹہل رہے ہین تمرد نے جو قلعہ
دیکھا بے اختیار رونے لگا ہرکارے نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے قریب آکے
پوچھا اے تمرد باعث گریہ کیا ہی تمرد نے عرض کی حضور یہ قلعہ میرے قبضے مین تھا مگر ایک
پہلوان ہی گیہان گرگدن سوار اُسکا لقب ہی اُس سے مقابلہ پڑا قلعہ مجھسے چھوٹ گیا
امیدوار ہون کہ یہ قلعہ مجھے دلوا دیجیے اسوقت اِس قلعے کو دیکھکر دل بھر آیا جبتک
میرے قبضے مین رہا مین نے کبھی توپین نہین چڑھائین ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا تھا
اِسی وجہ سے قلعہ ہاتھ سے گیا بادشاہ نے فرمایا بارگاہ لے چلو سامنے اِستادہ کرو
کوہان نے بڑھکر عرض کی حضور کیون کانٹون مین اُلجھتے ہین فرمایا اے برادر تمرد ہمارا
سردار ہی جسنے اُسکو ستایا اُسنے گویا ہمکو تکلیف دی اگرچہ لشکر ہمارے ساتھ کم ہی
مگر وہ قادر و توانا جو ہمارا سرپرست ہی سب سے زیادہ زبردست ہی اگر اُسکو منظور
ہو ایک مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمائے انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑیگا کہ تمکو
مزہ ملیگا کوہان نے کہا پہلے تمرد کو لڑوائیے گا بادشاہ نے فرمایا مین کسی کو حکم نہین
دیتا جو جسکو پکارے وہ مقابلے مین نکلے بروقت دیکھا جائیگا مگر گیہان کو خبر پہونچی
کہ تمرد بن تیمارہ ساتھ ہی بادشاہ لشکر اسلام برائے مقابلہ آئے ہین یہ سنکر گیہان نے
حکم دیا لاکھ سوا لاکھ فوج آراستہ کرکے قلعے سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہی موت
اُنکو کھینچ لائی ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کہ گیہان میدان
مین آیا اسقدر لحیم و شحیم ہی کہ گینڈے کی کمر لچکتی ہی زنجیرون سے کمر باندھے ہوے
میدان مین آیا پکارکر آواز دی میان تمرد مقابلے مین آؤ یہ سن تمرد کانپنے لگا بادشاہ
نے فرمایا کیون گھبراتے ہو مین مقابلے مین جاتا ہون یہ فرماکر مرکب سپہر انتاج کو
کج کرتے ہوے سامنے گیہان کے آئے گیہان نے کہا او سعد شہریار زیر کرنے
پر تمرد کے تمکو بڑا گھمنڈ ہی مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو وہ مرتبہ دونگا کہ عالم

عالم رشک کرے تمکو بادشاہ لشکر کرون اور مین تمھارا سپاہ سالار ہون تمام اکناف
کے قلعے تسخیر کرون بادشاہ نے فرمایا اب زیادہ غرور نہ کرو زبان تیغ و سنان سے
سوال و جواب ہو گیہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے پر روکا دو گھڑی کامل آپس
مین نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
گیہان کے نکل گیا زمین پر جاکر گرا بادشاہ نے اپنا نیزہ گاڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ
گیہان نے تلوار کا وار کیا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کو گردش دیکر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ تو رکھا مگر رنگ رو متغیر ہونٹ خشک
کہا اے شہریار اب آپ سے کل مقابلہ کشتی کا کرونگا بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا گیہان
پلٹا بادشاہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے مگر گیہان جب اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کوئی
میرے پاس نہ آئے تنہا بیٹھا رو رہا ہے کہ اے گیہان یہ جوان ایسا صاحب طاقت ہے
اگر اس سے کشتی لڑونگا زیر ہو جاؤنگا عیار اسکا سلیم عیار جو ٹہلتا ہوا آیا دیکھا
کہ مصاحبان گیہان در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین اسنے پوچھا کہ کیون یارو تم اندر
کیون نہین گئے سب نے کہا ہمارے پہلوان نے منع کیا ہے کہ کوئی اندر نہ آئے
اکیلے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین سلیم سمجھ گیا کہ آج میدان سے مکدر پلٹے تھے اُسی کی
فکر مین ہونگے یہ بلا تکلف بارگاہ کے دروازے پر آیا خدمتگار سے کہا عرض کرو
کہ سلیم حاضر ہے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے گیہان تو حیران بیٹھا تھا عیار کو بلوالیا سلیم جو
سامنے آیا دیکھا کہ گیہان کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین سرنگون بیٹھا ہے سلیم نے
پوچھا کیون شہریار خیر تو ہے گیہان نے کہا اے سلیم بڑے سخت حریف سے مقابلہ ہے
اگر کل مقابلے مین جاؤنگا تو زیر ہو جاؤنگا اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اور
وہ بہادر ایسا باانصاف ہے کہ مین عاجز جو ہوا تو ہاتھ روک لیا مہلت مانگی مہلت
دی اب کیا تدبیر کرون سلیم نے کہا آپ نہ گھبرائین مین گرفتار کیے لاتا ہون تمرد
اور کوہان پر تو آپ غالب ہین سعد شہریار کو مین چرائے لاتا ہون اورون سے
آپ سمجھ لیجیے گا گیہان خوش ہو گیا کہا اے سلیم اگر تو گرفتار کر لایا تو اپنی بیٹی کی تیرے

ساتھ شادی کرونگا گلفام زلف آرا کہ نہایت حسین وجمیل ہی شاہان اطراف جسکے
خواستگار ہین ابھی تک مین نے قبول نہین کیا سلیم نہال ہوگیا بانداے عیاری
سے آراستہ ہوکر نکلا بہ صورت مبدل لشکر اسلام مین آیا کوہان برسر طلایہ ہوا اِسنے جو
دور سے دیکھا کہ ایک شخص ضعیف ہانپتا ہوا آتا ہی گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور کہا اے
شخص تو کون ہی کہ رات کو ہمارے لشکر مین آتا ہی ہم نہ جانے دینگے پلٹ جاؤ سلیم نے
کہا گھوڑے سے اُتر یے مین کچھ عرض کرونگا کوہان اُتر پڑا سلیم کو کوہان باتین کرتے
کرتے ایک گوشے مین لایا حباب مارکر بیہوش کیا کوہان کو تو کنارے ڈالدیا اُسکی
شکل بنکر نکلا گھوڑے پر سوار ہوکر انتظام کیا کہا یارو اِسوقت خود بخود دل گھبرایا
مین ذرا آقا کو دیکھ آؤن تو پلٹ کر آتا ہون غیر آنے نہ پائے سب کو چھوڑ کر سلیم
قریب بارگاہ سعد آیا نگہبانون نے پوچھا اے افسر اِسوقت کیا کام تھا سلیم نے کہا
مین ذرا آقا کو دیکھونگا ایسا نہو کہ کوئی نقب دیکر آئے اور اُس شہریار کو چرالیجائے
لہذا گھڑی بھر بیٹھونگا تو اطمینان ہوگا خادمون نے کہا بسم اللہ اے کوہان حقیقت
مین تمکو اُس شہریار سے بڑی محبت ہی سلیم پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا سعد شہریار
پڑے سورہے ہین کفچہ نکالکر بیہوشی دی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اب حیران ہی
کسطرف سے نکلون سب طرف آدمی ہین آخر نقب کھودی نقب سے نکلا دبتا
ہوا چلا قضاے کار فیروزہ بن عمرو ایک دوکان پر سورہا تھا خواب مین خواجہ
کو دیکھا کہ فرماتے ہین ارے کیا سوتا ہی کچھ اپنے آقا کی بھی فکر ہی سلیم نامے عیار لیے
جاتا ہی تو اِسقدر غافل رہتا ہی فیروزہ آنکھین ملتا ہوا چلا در بارگاہ سعد پہ آیا اگر
خدمتگارون سے پوچھا خدمتگارون نے کہا کوہان سردار تھوڑی دیر سے آیا ہی
اندر بیٹھا ہی یہ سُنکر فیروزہ کا دل کھٹکا سوچا کہ کچھ فتنہ رہی اندر آکر دیکھا پلنگ خالی
پڑا ہی برابر پلنگ کے مہرہ نقب کا لگا ہی پیر کا نشان دیکھکر کود انقب سے
باہر نکلا دیکھا سامنے سلیم پشتارہ بدوش جاتا ہی فیروزہ بیقرار ہوا ہاتھا وہین سے
پکارا کہ او سلیم آگے نہ بڑھنا تھم فیروزہ بن عمرو مین آپہونچا سلیم نے جو فیروزہ کو آتے

دیکھا دس قدم آگے بڑھکے ٹھہر گیا جی مین کہتا ہی کہ اِس لونڈرے کی کیا حقیقت ہی اسکا
سر کاٹ لونگا کھڑے کھڑے شکست دونگا یہ سوچکر پشتارہ رکھدیا فیروزہ بھی جلد آ
نیمچہ چلنے لگا فیروزہ بھی چاہتا ہی کہ اِسکو ہٹا کر پہلے پشتارے پر قبضہ کرون پھر اِس سے
سمجھ لونگا خدا چاہیگا تو شکست دونگا یہ سوچکر بیٹھ بیٹھکر نیمچے مارنے لگا سلیم جست
کرکے خالی دیتا ہی مگر پشتارے کے پاس سے نہین ہٹتا رات کم تھی فیروزہ لڑا کیا
اتنی دیر گذری کہ گریبان سحر چاک ہوا جب روشنی ہوئی طائر آشیانون سے نکلنے لگے
گرمی سے آفتاب کی ہر ایک کے پر جلنے لگے مگر فیروزہ سلیم سے لڑ رہا ہی اور سلیم
عاجز ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ یہ لڑکا بڑا آفت روزگار ہی کہ قضائے کار گیہان کہ
اِسنے شب بھر انتظار کیا جب صبح ہوگئی اور اِسکا عیار واپس نہ آیا تو گھبرا کر اپنے
مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب صحرا مین آیا تو نیمچون کے جھنانے
کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نخل کے نیچے پشتارہ رکھا ہی میرے عیار سے ایک
شخص دبلا پتلا مگر چست و چالاک لڑ رہا ہی سوچا کہ شاید میرا عیار آتا ہوگا اس عیار نے
آکر روکا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتارہی آواز دی کہ او عیار بچ فیروزہ نے
جو دیکھا کہ ایک جوان زبردست آتا ہی تیر و کمان کاندھے سے اُتار رہا ہی فیروزہ
خوف جان سے بھاگا گیہان نے آکر عیار سے اپنے حال پوچھا عیار نے کہا
مین سعد کا پشتارہ لاتا تھا اُنکا عیار فرزند عمرو نامدار اُسنے آکر گھیر لیا تھا آپ کو وہ
دیکھکر بھاگ گیا آپ خوب وقت پر آگئے آپ کا اختر اقبال چمکا اب چلکر اِنکو قتل
کیجیے اور سب کو ہٹائیے آپ سے کون مقابلہ کرسکیگا گیہان نے اِشارہ کیا سلیم نے
پشتارہ اُٹھا لیا آگے آگے گیہان پیچھے پیچھے سلیم دونون طرف لشکر کے چلے کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے کو اُڑائے ہوئے آتا ہی جب
قریب پہونچا تو پوچھا کہ اے عیار یہ پشتارہ کسکا ہی عیار نے کہا سعد شہریار جو بادشاہ
لشکر اسلام ہین اُنکو لیے جاتا ہون میرا افسر بھی ساتھ ہی نقابدار نے کہا مین تو
دیکھون کون شخص ہی عیار نے چادر چہرے سے ہٹائی نقابدار کی نگاہ جو چہرہ

بے نظیر پہ پڑی دیکھا ایک جوان یوسف ثانی ہی مگر آنکھین بند دیکھکر اُس نازنین کا کلیجہ
منھ کو آگیا پلٹ کر گیہان نے دیکھا عیار سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا عیار نے
کہا مین نہین جانتا کہا آگے چل اب عیار آگے آگے اور گیہان پیچھے پیچھے جاتا ہی
جب اپنے لشکر مین آیا عیار سے کہا اِسکو تو قید خانے مین قید کر آ پھر مین سمجھ لونگا
سلیم نے سعد کو لیجانیکا قصد کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
مگر غصے مین اُٹھ بیٹھے فرمایا کیون گیہان تمکو اپنی جرائت کا بڑا دعویٰ ہی عیار کے بھروسے
پر کام کرتے ہو یہ تمنے بڑی بزدلی کی گیہان اِسکا کچھ جواب دینے کو تھا کہ عیار نے
کہا اے پہلوان دوران اِسسے زیادہ کلام نہ کیجیے فوراً قتل کا حکم دیجیے گیہان نے
جلاد کو بُلوایا جلاد نے آتے ہی نعرہ کیا کہ تیغہ بار شدادی رکھتا ہون بازو پُر قوت
ہی بس ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم کی دیر ہی گیہان نے کہا جلد اِسکا
سر کاٹ لے جلاد چلا خنجر چمکاتا ہوا اِس خیال مین کہ سُبک ہاتھ مارون کہ سر جدا
ہو جائے قضائے کار گلفام زلف آرا دوسرے خیمے سے دیکھ رہی تھی مگر
جب سے آئی ہی تڑپ رہی ہی اب آنکھون سے یہ دیکھا کہ معشوق زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی
ایک جلاد خرس طینت میمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت خنجر چمکاتا ہوا جاتا ہی چاہتا
ہی کہ لپک کے ہاتھ مارون یہ حال پُر ملال دیکھکر کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتی ہی اگر
یہ شہریار قتل ہوا تو بڑے غضب کی بات ہی کیا مجبور بیٹھا ہی ملکہ گلفام نے کمان اُٹھا کر
اور ترکش سے تیر نکالکر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا جلاد کے سینے پر پڑا
کر پشت سے پار گذر گیا جلاد لڑکھڑا کر گرا گیہان حیران ہی کہ یہ تیر کہانسے آیا کسنے
مارا چہار جانب دیکھتا ہی سعد نے ہنسکر کہا اے گیہان تو نے قدرت خدا کو دیکھا
کہ جلاد کا جلاد آسمان سے پیدا ہو گیا دم بھر مین جلاد کا خاتمہ ہوا بس گیہان جھلا
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا دیکھون اب کون بچاتا ہی غصے مین تیغہ مارا سعد نے ہاتھ
اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کا کٹنا کہ خانۂ زور مین آ کے نعرہ کیا قطعہ شعلۂ شمشیر شان
شمع جگر سوز من ٭ گرمی بازار عشق از تف خون من است ٭ بر سر دار فنا خانۂ

غوغاے من ✤ باک ندارم زدار چوب ستون من است ✤ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر
عشق ✤ بشکنم این بندرا وقت جنون من است ✤ قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے
پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے گیہان نے کہا لینا ایک پہلوان کہ برابر کھڑا تھا اُسنے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے اُسکی تلوار چھینکر اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا تلوار
لیکر لڑنے لگے لڑتے بھڑتے باہر نکلے فیروزہ نے لشکر مین خبر پہونچائی کوہان و تمرد
سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ سعد رستمانہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے فوج کا
بلوہ ہو نیزہ و تلوار مار رہے ہین تمرد و کوہان نعرہ کرکے گزے سعد شہریار کو بیچ
مین لے لیا گھوڑے پر سوار کیا گیہان نے ہرچند کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوسکا آخر
کوہان و تمرد لڑتے ہوے سعد کو لے گئے فیروزہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی
مارے کئی سو کافرون کو جلا کے مارا جب سعد نکل گئے تو گیہان اپنی بارگاہ مین
آیا عیار سے کہا کیون ای سلیم اب کیا کرون دیکھا تو نے کہ نہ مارنے والا نہ ثابت ہوا
سلیم نے کہا ای شہریار جبس طلسم پر یہ جاتے ہین اُس طلسم مین کتاب جمشیدی ہی اگلے
لوگ لکھ گئے ہین کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی جس مقام پر یہ قید ہونگے ایسی اُفتاد پڑیگی
کہ رہا ہو جاوینگے مگر مین آج پھر جاتا ہون اگر بن پڑا تو راہ مین قتل کرونگا زندہ
یہان نہ لاؤنگا یہ کہکے چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ چلا لشکر اسلام مین آیا دریافت
کیا کہ آج پہرہ طلایہ کون ہی دریافت ہوگیا کہ تمرد بن تیمار طلاے پر ہی ایک گوشے
مین بیٹھ رہا رات کو اُسنے نقب لگائی مہرہ نقب کالا کر بارگاہ سعد مین توڑا سعد
سو رہے ہین سلیم نے چاہا بیہوش کرون سعد نے خواب مین دیکھا کہ قباد شہریار کھڑے
ہوے ہین باپ کو سعد نے سلام کیا عرض کی حضور آجکل کہان ہین فرمایا کہ ای فرزند
انشاءاللہ تعالی تمسے ملین گے تمکو تکلیف نہ ہونے پائیگی مگر ہوشیار رہو سعد نے
آنکھ کھولی دیکھا ایک سیاہ پوش کھڑا ہی اُسنے کنجہ بڑھایا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور
اپنی طرف کھینچا سلیم نے جھٹکا مارا کہ لفافۂ عیاری بادشاہ کے ہاتھ مین رہگیا سلیم
جست کرکے بھاگا سعد نے پیچھا کیا سلیم قنات کو فرا گیا سعد نے بھی جست کی برابر

سلیم کے پہونچے سلیم چاہتا ہی جان بچاکر نکلجاؤن سعد نے بڑھکر سلیم کی گردن لی
اِس زور سے ٹیکا کہ اُستخوان اُسکے چور چور ہوگئے سر اُسکا کاٹ لیا اور پلٹے لشکر
مین ہلڑ ہوگیا تھا کوہان و تمرد چلے تھے فیروزہ بن عمرو بدحواس چلا آتا تھا شاہ
کو دیکھکر سب ڑکے دیکھا ایک سر رومال مین باندھے ہین اور جسم پر خون کی چھینٹین
فیروزہ نے بڑھکر پوچھا سعد رونے لگے کہ آج تو قبلہ و کعبہ نے سرفرازہ فرمایا اور
یہ کلمہ کہا کہ ہم تمسے ملین گے اِس کلام سے یہ پایا جاتا ہی کہ ابھی وہ حیات ہین یا میرا
جام عمر لبریز ہوچکا ہی کہ اب مین اُن جناب کی قدمبوسی حاصل کرونگا فیروزہ نے
عرض کی حضور کیا عجب ہی کہ وہ حیات ہون اور آپ اپنے والد ماجد کی زیارت
سے مشرف ہون فیروزہ اِسطرح سعد شہریار کو سمجھاتا ہوا بارگاہ مین لایا سب
افسر بھی موجود ہین جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا مگر گیہان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
اپنے عیار کو یاد کررہا ہی کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ آج سنتا ہی کہ سلیم ہاتھ سے سعد
شہریار کے مارا گیا مسلمانون مین جشن ہورہا ہی بڑے لطف سے وہ پہونچا چاہتا تھا
سعد کو بیہوش کرے سعد بیدار ہوگئے سلیم بھاگا سعد نے تعاقب کیا سنتے ہین
کہ جنگل مین جاکر اُسکو مارا یہ ذکر تھا کہ اور عیار بھی روتے ہوے آئے کہا ای شہریار
غضب ہوا اُستاد کو ساحری و جمشید نے بلا لیا لاش اُنکی جنگل سے لائے ہین سر اُنکا
بالاے قلعہ رکھا ہی گیہان نے منھ پیٹ لیا کہا یار و میرا رفیق و شفیق مارا گیا جب مجھکو
تردد ہوتا تھا تو وہ دستگیری کرتا تھا حقیقت مین اس عیاری مین اُسنے بڑی کدو
کوشش کی مگر موت نے مہلت نہ دی یار و لاشہ اُٹھا کر لاے ہوا ارتھی بنواؤ اور
ناری کو جہنم مین پہونچاؤ بھائی سلیم کا کلیم سامنے ہاتھ باندھکر آیا کہا میری مجال
نہین کہ بھائی صاحب کے موافق عیاری کرون مگر جسطرح ہوگا سعد کو پکڑ لاؤنگا
آپ کا اقبال ہی تو جاکر لاتا ہون یہ کہکے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکے چلا بصورت
مبدل لشکر اسلام مین پہونچا جا بجا پھرنے لگا مگر سعد شہریار خیال مین اپنے والد
کے مغموم بیٹھے ہین سب سردار سمجھا رہے ہین کہ باعث فرط محبت تھا کہ وہ خواب مین

تشریف لاے مقام انتشار نہین ہو انشاءاللہ سب طرح خیریت رہیگی بادشاہ نے فرمایا
آج دل بہت گھبراتا ہی اگر تم سب کی صلاح ہو تو شکار کھیل آؤن دل کو جاکر جنگل مین
بہلاؤن سب نے کہا بہت مناسب ہی مگر فیروزہ نے عرض کی کہ غلام ہر وقت ہمراہ
رہیگا میرا دل دھڑکتا ہی کہ سلیم مارا گیا سنتا ہون کہ اُسکا بھائی کلیم نامے اُسنے دعوی
کیا ہی اور فکر مین حضور کی نکلا ہی کلیم بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا تھا اپنا نام سُنکے
بھاگا جنگل مین آکر انتظار کرنے لگا یہان سعد سوار ہوے فیروزہ ہمراہ ہی اور چند
سردار ہمراہ ہوے بادشاہ براے شکار روانہ ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے
لگے کہ ایک آہو معلوم ہوا اُسپر شاہ نے گھوڑا اڑالا فیروزہ کہتا جاتا ہی کہ حضور زیادہ
گھوڑے کو تیز نہ کرین مگر سعد نے نہ سُنا گھوڑے کو ایسا مہمیز کیا کہ فیروزہ پیچھے رہگیا
مگر گرتا پڑتا چلا جاتا ہی اسکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ راہ مین کلیم عیاری کرے ایک
مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا سعد نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُترکر بہ قربانی
پہونچایا خیال مین گذرا دن چڑھ آیا ہی کباب لگاکر کھالین جبتک فیروزہ بھی آجائیگا
آہو ندبوح کو کھینچکر زیر نخل لائے اچھا اچھا گوشت نکالا سیخین نکالکر کباب لگانے
لگے مگر کبھی اتفاق جو نہین ہوا تو آگ نہین سلگتی کہ صحرا سے ہو حق کی صدا آئی
دیکھا ایک فقیر بے نوا سامنے سے آیا کہا اے شہریار آپ کی آنکھین سرخ ہو رہی
ہین تکلیف پہونچتی ہوگی مین کباب درست کردون خدمت کرون بادشاہ نے فرمایا
تمھارا احسان ہوگا فقیر نے بیٹھکر کباب درست کیے نمک اپنے پاس سے ملایا بادشاہ
کو کباب کھلاے پانی لاکر صحرا سے پلایا بادشاہ ہاتھ دھونے اُٹھے لڑکھڑاکر گرے
بیہوش ہوگئے عیار نے نعرہ کیا منم کلیم صبا رفتار پشتارہ بادشاہ کا باندھا لیکر چلا
مگر حیران ہی کہ گھوڑا کیونکر لے چلون گھوڑے کو ہنکاتا ہوا لے چلا پشتارہ دوش پر
اپنے لگاے ہی مرکب اصیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میری پشت خالی ہی اور میرے
آقا کا پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہی فورًا تھم گیا چلنے مین تامل کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش گھوڑے کو

ہنکاتا ہوا لیے جاتا ہی وہین سے للکارا کہ باش او مکار مین آ پہونچا کلیم نے جو فیروزہ
کو دیکھا گھوڑا اچھوڑا ایک طرف سجھا گا مگر لپشتارہ سعد کا دوش پہ ہی دوڑ نہین سکتا
ہر مقام پہ ٹھہر جاتا ہی فیروزہ قریب پہونچا کہا بس بہتر اسی مین ہی کہ لپشتارہ رکھدے
مین سن چکا تھا کہ تو تلاش مین نکلا ہی کلیم نے لپشتارہ رکھا نیچہ کھینچکر سامنے آیا فیروزہ
سے نیچہ چلنے لگا مگر کلیم کسی مقام پر کمی نہین کرتا برابر لڑ رہا ہی ہر چند فیروزہ چاہتا ہی
کہ اسکو مار لون مگر نیچہ قابض نہین ہوتا کہ صحرا سے گرد اڑی کلیم نے دیکھا کہ شمرد کا
بھائی سرشار قومی ترکیب شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کلیم نے پکارا ای آقاے نامدار
جلد آیئے اس عیار نے مجھکو گھیرا ہی سرشار پلٹا اب فیروزہ گھبرایا کہ مین کیا کرون
کلیم پر تھوک دیا کہ او بیحیا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اپنے مددگار کو بلاتا ہی سرشار
گینڈا بڑھا کر چلا اب فیروزہ کا یہ حال ہی کہ ایک نیچہ تو کلیم کو اور ایک خنجر طرف
سرشار کے پھینکتا ہی کہ سرشار رکتا ہوا آتا ہی خنجر کو خالی دیتا ہی مگر فیروزہ دعائین
مانگ رہا ہی پیچھے ہٹتا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز کسی کو
میری مدد کرنے کو بھیج کلیم نے ارادہ کیا ہی کہ لپشتارہ اٹھا لون کہ صحرا سے گرد اڑی
کوہان نوجوان تلاش مین بادشاہ کی آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ ہٹتا
ہوا آتا ہی اور ایک عیار لپشتارہ اٹھانا چاہتا ہی ایک پہلوان زبردست قریب
عیار کے کھڑا ہی فیروزہ نے جو کوہان کو دیکھا پکار کر کہا ای کوہان خوب وقت پر
آئے دیکھو تمھارے آقا کو عیار لیے جاتا ہی مین لڑ رہا تھا کہ یہ پہلوان آ پہونچا ہی
کوہان گینڈا بڑھا کر جا پڑا کلیم نے چاہا مین نکلجاؤن فیروزہ نے کہا بھلا اب مین
تجھکو جانے دونگا سرشار نے کوہان پر ہاتھ مارا کوہان نے سپر پر روکا الجھا دے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا سرشار نے چاہا لپٹ جاؤن مگر تلوار جو پڑی
ہاتھ سرشار کا اڑ گیا جب ہاتھ سرشار کا کٹا اور تلوار بھی گری تو کوہان نے کہا
ای شخص نکلجا ہم صید زبون کو قتل نہین کرتے ہمارے آقا کی ممانعت ہی سرشار گھوڑے
سے کود پڑا اور پکارے کلیم سے کہا کہ لپشتارہ رکھدے اب مین نہ جانے دونگا

یہ شہریار ایسا انصاف پسند ہی کہ سردار اُسکے زخمی پہ ہاتھ نہین ڈالتے تیرے ساتھ
اتنی نیکی کرتا ہون کہ زندہ نکلجا فیروزہ نے جو دیکھا کہ سرشار بھی مطیع ہوا بیٹھکر ہاتھ
مارا کہ دونون پانٔون کلیم کے کٹ گئے کلیم گرا فیروزہ نے لپشتارہ سعد کا کھولا اور
کوہان بھی شریک ہی بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے عیار اور سردار کو دیکھا کہ کھڑے
ہین ایک لاشۂ عیار سامنے پڑا ہی مگر تڑپ رہا ہی کہتا ہی اے فیروزہ ایک تیغچہ اور
مار دے کہ مین اِس کشاکش سے مہلت پاؤن فیروزہ نے نہ مانا بادشاہ نے فرمایا
اے فیروزہ اِس تکلیف دینے سے کیا نفع جدا سِنے کیا بہت اچھا کیا اپنے آقا کے حکم
کی تعمیل کی کہ مجھکو گرفتار کیا یہ فرما کر فیروزہ سے اشارہ کیا اُسی وقت فیروزہ نے
سر کلیم کا کاٹ لیا سرشار کو ساتھ لیکر بادشاہ پلٹے فیروزہ سب ذکر کرتا ہوا آتا ہی
کہ اے شہریار مین وقت پر پہونچا مگر مرکب آپ کا نہایت وفادار ہی حیران تھا کہ آقا کو
کہان لیے جاتا ہی مین کیا کرون مجھکو دیکھکر شیہے بھرنے لگا جس سے مراد یہ تھی کہ
اِسکو لیبنا کئی مرتبہ ہنہنا کر چاہا کہ کلیم کو مار لون مگر مین نے منع کیا چونکہ اُسکی قضا ہی
تھی سرشار آپہونچا کوہان نے آکر سرشار کا ہاتھ کاٹا سرشار مطیع ہوا کلیم بھی
چہار جانب دیکھ رہا تھا مین نے ایک ہاتھ پالٹ کا مار دیا دونون پیر کلیم کے اُڑ گئے
اب حضور کے حکم سے قتل کیا ورنہ اِرادہ یہ تھا کہ اِسکو یہین پڑا رہنے دون لیکن
حضور بڑے رحم دل ہین سرشار عذر کرتا ہی کہ اے سعد شہریار آپ کے سرداروں نے ہاتھ میرا
کاٹکر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہی کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالو مجھکو محبت
ہوئی کہ ایسے شہریار کی اطاعت کرنا چاہیے بادشاہ نے ہاتھ سرشار کا باندھ دیا
اور سرشار بکدستی نام رکھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر ہرکارون نے یہ سب
خبر بن تمرد کو پہونچائین کہ بھائی صاحب آپ کے ہاتھ کٹوا کر مطیع ہوے اور کلیم عیار
گیہان مارا گیا تمرد خوش ہوا اور کہا شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ بھائی میرا مطیع اسلام
ہوا اگر گیہان اِس فکر مین ہی کہ بادشاہ کو کیونکر گرفتار کرون خبر سُنی کہ بادشاہ جاتے
ہین فوج کو ساتھ لیکر چڑھ دوڑا بادشاہ آتے تھے کوہان و سرشار ساتھ ہین

کہ یہ فوج کو ساتھ لیکر آپڑا بادشاہ فوج کو دیکھکر ٹھہر گئے گیہان نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو پکڑ لو فوج لینا لینا کہکے آپڑی بادشاہ کب رکتے ہین تلوار کھینچکر نعرہ کیا اور
کوہان بھی ہمراہ بادشاہ لڑنے لگا نعرہ بادشاہ

	بہار گلستان کاؤس وجم		منم شاہ شاہان فریدون حشم	
	نہال گلستان صاحبقران		منم شیر دل صف شکن نوجوان	

ایک طرف کوہان بھی لڑرہا ہو مگر فوج نے بہ اشارۂ گیہان بادشاہ پر بلوہ کیا ہو جدھر
کوہان جاتا ہو اُدھر سے ہٹ جاتے ہین مگر بادشاہ پر کمندین پڑنے لگین حتی کہ بادشاہ
انتہا کے زخمی ہوے چہار جانب سے بلوہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کرلیا گیہان گرفتار
کرکے لے گیا کوہان اور سرشار اور فیروزہ اپنے لشکر مین آئے جسنے سنا وہ اِس
فکر مین ہوا کہ اگر سردارون کی صلاح ہو تو جا پڑین بادشاہ کو رہا کرین یا اپنی جان دین
مگر قدم نہ ہٹین آخر یہی صلاح ہوئی کہ بلوہ کرکے چلو یہان گیہان جو بادشاہ کو لایا
مسلسل کرکے زیر تیغ بٹھایا جلاد قصد کرتا ہو کہ قتل کرون بادشاہ دل کو رجوع کرکے
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اِس آفت سے بچالے
گیہان کھڑا ہو سارا لشکر اِسکا انتظار کررہا ہو کہ بادشاہ قتل ہون تو نوبت نقارہ
بجائین کہ سامنے سے دیکھا کہ کوہان و سرداران سعد مع فوج آتے ہین اِسنے جلاد
کو اِشارہ کیا کہ سعد کا سر کاٹ لے جلاد نے بڑھکر جلد ہی مین ہاتھ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کئی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک پہلوان کو مارکر
تلوار لی مصروف جنگ ہوے گیہان گھبرایا چاہتا ہو نکلجاؤن کہ بادشاہ لڑتے ہوے
قریب پہونچے فرمایا او گیہان یہ قد و قامت اور یہ جرأت گیہان کو غیرت آئی
لپک کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ گیہان کا
سر اُڑ گیا مارے جانا گیہان کا اہل فوج نے فریاد کی کہ ای شہریار الامان بادشاہ
نے فرمایا اگر تم لوگ مسلمان ہو تو امان دیتا ہون سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
مال و اسباب گیہان کا لدوا لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر اُترے اِدھر

شمار کیا بارہ چودہ سرداران نامی تین لاکھ کا لشکر جمع ہو گیا بادشاہ بہ جمعیت لیکے طرف دربند
ہفتم کے چلے تین چار منزلین طے کر کے سامنے دربند کے پہونچے مگر یہان دختر گیہان
موسوم بہ گلفام زلف آرا جب اسکو خبر معلوم ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا فوج شریک
ہو گئی تو گھبرائی کہ اب مین کیا کرون آخر کنیزون سے یہ صلاح کی کہ مین نقاب ڈالے لگے
جاتی ہون بادشاہ سے ملاقات کرون بڑے صاحب اقبال ہین کس کسطرح سے بچے
یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون کو ہمراہ لیا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
یہان بادشاہ قریب دربند ہفتم کے پہونچے ہین حاکم وہان کا سکان زمین کن اپنے
مقام پر بیٹھا تھا مگر گھبرا رہا ہے کہتا ہے یارو کیا ستم ہوا کہ سب دربند تسخیر ہو گئے اب
میرے دربند پر آوینگے دیکھیے کیا معرکہ پڑے ہنگام جادو کو عرضی لکھی کہ اے بادشاہ
طلسم بادشاہ اسلام لشکر کشی کر کے میرے ملک کے قریب آئے ہین جو حکم کیجیے وہ
بجا لاؤن سب دربند تسخیر ہو گئے دربند ششم باقی تھا اُسکو صاحبقران نے تسخیر کیا
بادشاہ یہان آ پہونچے فوج اُنکے ہمراہ ساحر و غیر ساحر بہت ہین ہرچند کہ میرے ساتھ
بھی ساحر بہت ہین لیکن لوح محفوظ اُنکو ملگئی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یا اگر
حکم ہو تو دربند کو چھوڑ کر چلا آؤن اور اگر فرمایئے تو مقابلے مین جاؤن ایسے یہ لوگ
تیغ زن و صف شکن ہین کہ جو آیا وہ اکیلا آیا آخر کو یہ جمعیتین پیدا کر لین اب چار لاکھ
فوج سے بادشاہ آئے ہین ہنگام جادو نے جو عرضی حاکم دربند ہفتم کی پڑھی سناٹا
آ گیا مگر کہتا ہے لوح محفوظ طلسم مین نہین لائیگی سر پٹک کر باہر رہین گے طلسم مین ہرگز
نہ آسکین گے حکم دیا جواب لکھ دو کہ بیدار جادو تمھاری مدد کو آتا ہے وہ سب
انتظام کر لیگا یہ کہکے بیدار کو حکم دیا بیدار جادو تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر چلا ہے
جب بادشاہ سامنے دربند کے اُترے اور کئی دن گذر رہے کہ کوئی مقابلے مین نہین
آیا تو واسطے شکار کے سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے
ایک آہو پر مرکب کو بڑھایا تین چار کوس پر آکر اُسکو شکار کیا فیروزہ کباب تیار
کرنے لگا بادشاہ زین پوش بچھا کر بیٹھے بیدار جادو کا ایک بھائی ہے دلدار جادو

اُسکا نام ہی ہزار ہ جوان اِسکے ہمراہ ہین یہ آگے بڑھا ہوا آتا ہی اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان نخل کے نیچے بیٹھا ہی اور عیار کباب لگا رہا ہی دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سوچا کہ ہزارہ جوان میرے ساتھ ہین دو کس کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی اشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کر لو لڑائی کا خاتمہ کردون بادشاہ کو انتشار تھا حاکم دربند ہفتم بھی کسقدر بیقرار تھا انتو چین کرے کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ سوچکے بڑھا سامنے آکر نعرہ کیا کہ ہنم دلدار جادو ہزارہ جوان سحر کرتے ہوے چلے بادشاہ نے جو بلوہ دیکھا تلوار کھینچکر اُٹھے فیروزہ تو اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکا مگر بادشاہ نے لوح محفوظ چمکائی جس ساحر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اِس زور و شور سے بادشاہ لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہی ہزارہ جوان چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا دیکھا تو دست دعا بلند کیے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر بادشاہ جو بیقرار ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش چالیس پچاس جوان ہمراہ اُسنے دور سے جو دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے جنگ کر رہے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ ہنم نقابدار بادلہ پوش پچاس جوان جو بادلہ پوش کی پشت پر تھے یہ معرکہ جو اُنھون نے دیکھا کہ سحر ہو رہے ہین کمانین کاندھے سے اُتارین اِسقدر تیر مارے کہ کئی سو ساحر گرادیے دلدار جادو پلٹا اِسنے دیکھا کہ نقابدار نے ستم برپا کر دیا ہی گولہ اُٹھا کر پھینکا وہ گولہ آکر پھٹا دھوان نکلا دھوان جسکے لگا کمان ہاتھ سے گر پڑی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار بیکار ہوا اول تو فیروزہ پر آکر لوح محفوظ چمکائی فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جلکر گرے بادشاہ اِس ہنگامے مین لڑتے ہوے قریب دلدار کے پہونچے دلدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ پر شعلے گرے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے بے خوف ہاتھ مارا دلدار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر لوح محفوظ جو چمکی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کاٹ کر تلوار جو گری دلدار کا سر اُڑ گیا مرنا دلدار کا کہ نقابدار نے

بھی رہائی پائی وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب ساحر بھاگے بادشاہ اُسی وقت اُسی حال
مین قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے بہادر تو نے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر
آکر شریک ہوا مگر چاہتا ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون ہمیشہ احسان مانونگا
کہ ایک کنیز نے گھوڑا بڑھایا عرض کی اے شہریار آپ نے اِنکو نہین پہچانا گیہان کی دختر
ہین جبرو نہ آپ گرفتار ہوکر آئے جلاد کو اِنھون نے تیر مارا تھا آپ کو بچایا تھا بعد
قتل گیہان یہ قصد ہوا کہ آپ سے ملاقات کرین آپ کے لشکر مین آتی تھین لیکن جب
حضور کو اِس بلا مین مبتلا دیکھا شریک جنگ ہوئین اِنکو ہمیشہ سے آپ کا خیال لگا ہی
بادشاہ خوش ہوگئے گلفام زلف آرا نے گوشے مین آکر چہرہ بے نظیر دکھا دیا
بادشاہ نے بہت پسند کیا حسین و جمیل فنون سپاہ گری سے ماہر سلاح وغیرہ لگائے
ہوئے بادشاہ نے گلفام کو ساتھ لیا اپنے لشکر مین آئے انتظار ہی کہ بادشاہ قلعہ
سے باہر نکلے تو مقابلہ ہو گلفام سے بادشاہ اسلام نے عقد کیا جادوگرنیون سے
وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جب سحر سے توبہ کروگی تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے
وہ شاہزادیان مجبور و ناچار ہین نہین چاہتین کہ شاہ کو تکلیف پہونچے اِسی انتظار
مین ہین کہ خدا وہ دن دکھلائے کہ طلسم فتح ہو لیکن بادشاہ سعد بن قباد سریر شاہی
پر جلوہ فرما ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر
تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار قطار در قطار بجر رنگ بجر نگ کرتے ہوئے
آتے ہین سکان زمین کن کو خبر پہونچی کہ بیدار جادو آگیا مقابلۂ طلسم کشا مین اُترا
فوج ساحران لیکر بیرون قلعہ آیا بیدار کو خبر پہونچی کہ سکان زمین کن براے
استقبال آتا ہی اپنے مقام سے اُٹھا بارگاہ سے نکلکر سکان سے ملاقات کی
دونون آپس مین بغلگیر ہوئے بیدار نے کہا آپ نے کیون تکلیف کی آپ باہر
کیون تشریف لائے مین کل سب کا خاتمہ کرونگا لاشون سے میدان بھردونگا
مین نے سنا ہی کہ چند جادوگرنیان بھی ساتھ ہین ہرکارے نے خبر دی ہی کہ بی ملکہ
یاسمن رنگین پوش دلو حصار جادو بہنے والی طلسم کوہ کی وحمالۂ گیسو کشا

دختر مالک طلسم کوہ و ملکہ عنبرافشان نازک ادا دختر بادشاہ دربند ششم ان
جادوگرنیون کی وجہ سے ساحر ہاتھ نہین ڈال سکتے ہر وقت حفاظت مین مصروف
رہتی ہین جب انکی فکر ہو جاے تو بادشاہ پر سحر تاثیر کرے پھر بیدار نے کہا ان سب
شاہزادیون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردونگا ای شاہ آپ تشریف
لیجائیے سکان نے کہا ای بیدار مین بھی تماشاے جنگ دیکھونگا مقدم یہ ہی کہ اگر
تم کسی فکر سے لوح محفوظ لے لو تو پھر گرفتار کرنا کچھ بات نہین ورنہ فتح پانا دشوار ہی
سحر ساحر کا بیکار ہی بیدار نے کہا پھر ان جادوگرنیون کی تم تدبیر کرو لوح محفوظ مین
منگا لونگا اگر لوح محفوظ نہ لے سکے تو ہم ساحر کیسے ایسی فکر کرین کہ لوح محفوظ مین
یہ صلاحین کرکے چند ساحرون کو روانہ کیا بیدار نے حکم دیا طبل جنگی بجے
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے وہ
دریافت کرکے بھاگے خدمت شاہ مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ بیدار نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین وعناد و
فساد کو بھڑکاوے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور
بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے بجنے لگے تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بفرار

بادشاہ جمجاہ نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے سلاح خانے مین آئے لباس زیب
جسم کیا ہتھیار لگاے لوح محفوظ گلے مین ڈالی باہر برآمد ہوے صاف ثابت
ہوتا تھا کہ پردہ ظلمت کا اٹھا آفتاب عالمتاب کاشانہ مشرق سے نکلا جادوگرنیان
سب دربار سحر مین ڈوبی ہوئین کار رہاے سحر ہاتھو مین دروازے پر ٹہل رہی ہین
بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوئین ایک طرف سے جملہ سردار کہ حاضر تھے براے

تسلیم خم ہوے بادشاہ نے سب کو جواب سلام دیا بیدار جادو کہ سویرے سے غرور
کر رہا ہی پہلے میدان مین پہونچا تھا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی بادشاہ جمجاہ تخت پر
جادوگر بنابان مذکور پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ہمراہ ہین مگر بیدار کی جو نگاہ پڑی
جمال جہان آرائے عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہتا تھا کیا ستم کی بات ہی کہ ایسی
شاہزادیان مسلمانون کے پاس ہین ہمنے اسکے بارے مین اکثر کد و کوشش کی مگر باپ اسکا
چونکہ مالک دربند تھا اُسنے غرور مین نہ قبول کیا یہی کہتا تھا کہ کوئی بادشاہ مثل میری
بیٹی کے حسین وجمیل اگر ہوگا اُسکے ساتھ شادی کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ مسلمانونکے
قبضے مین جائیگی ہرکارون سے پوچھا کچھ جانتے ہو کہ اسکا کیا نام ہی سب نے کہا کہ نام
اسکا مثل آفتاب کے روشن ہی عنبر افشان جادو ساحرۂ زبردست بیدار جادو
نے کہا اسی کو جاکر للکارتا ہون اور گرفتار کرکے لاتا ہون میدان مین آیا عجائب و
غرائب سحر کے دکھائے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عنبر افشان مین تمھارے مقابلے
کا خواہان ہون نام اپنا سنکر عنبر افشان نازک ادا طاؤس بڑھا کر سامنے بادشاہ
کے آئی کہا ای شہریار بیدار جادو مجھے بلاتا ہی امیدوار ہون کہ اجازت میدان ملے
کہ جاکر اس سے مقابلہ کرون دیکھون تو کیا کمال رکھتا ہی بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد
کیا عنبر افشان طاؤس بڑھا کر سامنے بیدار جادو کے آئی بیدار جادو نے کہا
ای ملکۂ عالم آپ آگاہ ہوئین کہ مین مدت سے آپ پر عاشق ہون آپ کے والد کو بھی
پیغام دیا تھا آپ کے والد نے جواب صاف دیدیا کہ مین اپنی دختر کی شادی کسی
ایسے کے ساتھ کرونگا کہ جو میری بیٹی کے موافق خوبصورت ہو اور کوئی بادشاہ
جلیل القدر بھی ہو عنبر افشان نازک ادا نے جواب دیا جب تو والد کا اختیار
تھا اب مین تجھکو جواب صاف دیتی ہون کہ مین خدمت مین طلسم کشا کی ہون خدا
اُنکو مظفر و منصور کرے بیدار نے یہ سنکر گولہ مارا کہ ملکہ عنبر افشان پر آگ برسنے
لگی عنبر افشان ہنسین کہ مینھ برسنے لگا آتش سحر کو بجھا دیا کئی سحر بیدار نے کیے
عنبر افشان نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے آخر مین بیدار نے طرف صحرا کے منھ کرکے

آواز دی کہ ای گلفروش نازک ادا جلد آؤ اِس سرکش کو لیجاؤ سب نے دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین بنازو کرشمہ پائچے سنبھالے ہوے اِسی طرف آتی ہی عنبر افشان نے جو اُس نازنین کو دیکھا دوسری طرف ایک گولہ مارا اور آواز دی کہ ای خرطوم بلند بینی اِس نازنین کو لینا ایک جوان بلند بالا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پیدا ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اُنکو یہ کیفیت ہی نظم

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا
یہ وہ رش پایا کیا جو زیر دامن آگیا
دوریِ امید آخر کھینچ لائی متصل
دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا
گولنا یہ خاکسار آتا ہی دیکھو او شہ سوار
اِک بگولہ سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر
بیہری آنکھونکو لحاظِ خواب مدفن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا دردِ فراق
دوست کے بدلے مرے پہلومین دشمن آگیا
توڑ کر تسبیح میلِ رشتۂ زنار ہی
بعد مدت یاد اِک طفل برہمن آگیا
دشمنون کی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے
گردنون مین خار کے پیراہن تن آگیا
آتش داغِ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بہ شکل بلبل تصویر ہون
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
ای فلک شاید گمانِ خندۂ اسپر بھی ہوا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بد ظن آگیا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ہم تمہارے فراق مین سرگردان ہین مناسب یہ ہی کہ ہمارے ساتھ چلو چلکر باغ کی سیر دیکھو وہ نازنین بلا تکلف اُس جوان کے ہمراہ ہوئی وہ جوان اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اُنکو بیدار ہوشیار ہوا گویا خواب غفلت سے بیدار ہوا زانو پر اپنا ہاتھ مارتا تھا کہ بڑا سحر میرا اٹھایا اُس نازنین کا غائب ہونا مجھپر شاق ہی دل عنبر افشان کا

مشتاق ہی کوئی سحر ابتک ایسا نہین کیا کہ اسکو تکلیف پہونچے ورنہ ابھی عفریت طلسم کو بلاؤن مگر وہ آکر کھا جائیگا اگر ایسی نازنین یون پریشان ہوئی تو مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا مگر عنبر افشان کہ رہی ہی کہ ای بیدار خواب غفلت سے ہوشیار ہو وہ جو نازنین ہماری تسخیر کو آئی تھی وہ تسخیر ہوگئی آخر یہ انجام ہوا اب جو ہوسکے وہ کرو کہ بیدار نے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور کہا کہ عمر بھر تمھاری غلامی کرونگا کیا مجال جو مین گردن تابی کرون ای محبوب مرغوب میرا کہنا قبول کر ایسا نہو کوئی چشم زخم مجھکو پہونچے مگر عنبر افشان نے کہا ہم کو کچھ جان کا خوف نہین اطاعت اسلام کر چکے باطل پرست نہین ہین یہ سنکر بیدار بہت جھلایا چرخ مارنے لگا چرخ مار کر ایک بیخ نخل پر گھونسہ مارا اور آواز دی کہ ای عفریت آدمخوار جلد حاضر ہو لیکن اس نازنین کو صدمہ نہ پہونچانا میرے سامنے لے آنا جیسے ہی بیدار نے وہ گھونسہ مارا اس نخل کا نپا بیخ نخل سے ایک دیو نکلا منھ کھولے طرف ملکہ عنبر افشان کے چلا حمالہ گیسو کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہی ایک گوشے مین آکر دستک دی کہ ایک نازنین درخت سے اُتری سامنے اُس عفریت کے آئی اور پکار کر کہا مین تیری خوراک ہون دیو نے اُس نازنین کو اُٹھا کر جیسے ہی منھ مین ڈالا ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ وہ عفریت جلنے لگا بیدار کو گالیان دیتا تھا کہ او نامرد تو نے مجھکو اسی واسطے بلایا تھا کہ آتش سرکش مجھکو جلائے اب بچتا نہین بیدار نے کئی سحر کیے پانی برسایا مگر پانی کی بوندین جو جسم پر دیو کے پڑین اُٹتے ہی آبلے پڑ گئے چرخ مارتا پھرتا ہی کہ ارے مین جلا برائے سامری مجھے بچا لیکن عنبر افشان حیران ہین کہ یہ سحر کسنے کیا پلٹ کر دیکھا کہ حمالہ گیسو کشا دستکین دے رہی ہین جون جون دستکین دیتی ہین آگ کی ترقی ہوتی ہی کچھ شعلے آسمان سے گرے عفریت کو جلا کر خاک کیا اب تو بیدار گھبرایا کہ اِسی سحر پر ناز تھا وہ یون مٹا معشوقہ بلائے روزگار ہی اس سے جان نہ بچیگی عنبر افشان نے سوکھے ہوئے ہار کر جو گلے مین پڑے تھے ایک ہار کو اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا حمالہ بھی اِس سحر مین شریک ہی کہ دستکین دے رہی ہی دفعۃً

صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ تلوار چمکاتا ہوا سامنے بیدار کے آیا کہا چل
تجھکو بادشاہ طلسم نے بلایا ہی بیدار فورًا اُس جوان کے ساتھ ہوا تھوڑی دیر مین
صحرا مین جا کر غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے وہی جوان جو پہلے آیا تھا سر بیدار کا
لایا آگے ڈالدیا کہا ای عنبر افشان یہ دشمن کا سر ہی تمھارے ساتھ دشمنی کرتا تھا مگر
سکان زمین کن یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کہ بیدار پر یہ سانحہ گذرا طبل امان بجوا کے
پلٹ گیا ساتھ والون سے کہتا تھا اب لشکر طلسم کشا بڑے زور پر ہی وہ جادوگرنیان
شریک ہوئین کہ جنکا مثل نہین بیدار ایسا غافل تھا کہ عنبر افشان کے ساتھ حمالہ
نے سحر کیا اور بیدار کو قتل کرایا آکر داخل بارگاہ ہوا کہتا ہی وہ ساحر کہان گئے
جنکو واسطے لینے لوح محفوظ کے بھیجا تھا وزرا نے عرض کی ای شہنشاہ وہ ساحر مکر
بین گئے ہین اگر اُنکا پنجہ قابض ہوگا تو لوح محفوظ لاوینگے ورنہ واپس آوینگے یہ ذکر
تھا کہ ایک ساحر ہنستا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ آج شب کو لوح محفوظ لے لونگا مین تدبیر
کرکے آیا ہون یہان سعد بن قباد جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے شاہزادیان بھی آکے
بیٹھین عنبر افشان نے عرض کی آج حضور نے ملاحظہ فرمایا حقیقت مین حمالہ نے
کیا سحر کیا ہی بیدار کا اُسی کی وجہ سے خاتمہ ہوا حمالہ نے سر جھکا لیا کہا بی عنبر افشان
ابھی تمنے سحر نہین دیکھا انشاء اللہ پروردگار وہ دن کرے کہ طلسم مین داخلہ ہو پھر
اُسوقت سحر کرینگے ابھی سحر کا کیا کام ہی خدا شہریار کو سلامت رکھے مالک لوح محفوظ
ہین اُنپر کوئی سحر نہین کرسکتا کہ فیروزہ نے لا کر پرچہ سرخ ہاتھ مین دیا سعد نے بڑھکر
فرمایا ای فیروزہ تدبیر کرو ہم پر اسے طلایہ جاوینگے سرداران نے عرض کی حضور کیون
تکلیف فرماوین غلام کس دن کے واسطے ہین بادشاہ نے فرمایا اپنی اپنی باری ہی جب
تمھارا وقت آئیگا تب طلایہ دینا ہمارے لشکر کا یہی دستور ہی سال مین ایک دن
پڑتا ہی تو دادا جان بھی طلایہ دیتے ہین ہم کیونکر عذر کرین تم لوگ سب ہمارے مہربان
ہو وقت پر خدمت موقوف ہی ہم بھی تو تمھاری خدمت کرین سردار خاموش ہو رہے
مگر وجد کرتے تھے کہ ایسے سپاہی دوست سردار نگاہ سے نہین گذرے ایک ایک

مہربان ہین عدالت انکا کام ہی اسیوجہ سے نام ہی بادشاہ سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہو
سو دو سو سوار کے جابجا پھرے کیے بازارون مین جادوگرون کو مقرر کیا لیکن
حمالۂ گیسوکشا کہ عاشق صادق ہی اسکو چین نہ پڑا اپنی بارگاہ سے اُٹھکر ایک نخل کے
اوپر جا بیٹھی بہ شکل طوطی زرین بال زمزمہ سرائی کر رہی ہو کہ دیکھا بادشاہ انتظام کر کے
اُسی نخل کے نیچے آ بیٹھے فیروزہ سے فرمایا رات زیادہ ہی جا کر ایک گلابی لے آؤ
فیروزہ نے کہا مین حضور کے ساتھ ہون آپ کو اکیلا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے
جھلا کر فرمایا یہان کون حریف وظریف ہی مین یہان بیٹھا ہون ناچار فیروزہ چلا
مگر زمین پانؤن پکڑے لیتی ہی بعد جانے فیروزہ کے بادشاہ زیر نخل بیٹھے تھے کہ
ایک طرف سے آواز آئی یا ہادی یا مرشد بادشاہ نے دیکھا ایک درویش بے نوا
کفنی پہنے ہوے ایک تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتا ہوا آتا ہی قریب بادشاہ کے آکر ٹھہرا
جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر کہا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے مین ایک مصیبت
مین ہون اور سن چکا ہون کہ آپ نہایت سخی ہین میرے بیٹے پر ایک ساحر نے سحر
کر دیا ہو کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہی امیدوار ہون کہ راہ خدا مین براے چند ساعت لوح
مجھکو عنایت فرمائیے مین تھوڑی دیر مین لیکر آتا ہون بادشاہ کا دل بیقرار ہو گیا فرمایا
کہ لوح محفوظ موجود ہی مگر اے برادر ساحرون سے مجھسے مقابلہ ہی ہر وقت میری فکر
مین رہتے ہین زیادہ دیر نہ لگانا فقیر نے کہا داتا اپنے مطلب سے کام ہی لیجا کر اسکو
دھوؤنگا پانی پلا کر لے آؤنگا بادشاہ نے لوح محفوظ دیدی جیسے ہی لوح محفوظ اُسکے
ہاتھ مین آئی جھولی مین رکھکر نعرہ کیا کہ اے سعد بن قباد منم ہیکلان جادو فرستادۂ
سکان زمین کن یون لوح لیجاتے ہین اب کیونکر ساحرون سے بچوگے حمالہ کہ
نخل پر بیٹھی تھی یہ آواز سُنکر ہشیار ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر مہیب لوح محفوظ لیے
جاتا ہی بادشاہ خاموش بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین تلوار قبضے مین نہین آتی ہی
ہر مرتبہ تلوار تولکر رہجاتے ہین حمالہ تھرا کر نخل سے کودی للکار کر آواز دی کہ او بچیا
کہان جاتا ہی منم حمالۂ گیسوکشا یہ کہکے ایک دو ہتڑ مارا کہ ساحر کے پانؤن زمین نے

تھام لیے اُسنے لوح محفوظ چمکائی کہ سحر اُتر گیا چاہا بھاگ کر نکلجا ئون جب تو حمالہ نے چند سنگریزے اُٹھا کر پھینکے آسمان سے پتھر برسنے لگے مگر وہ ساحر اپنے کو بچا رہا ہی آخر جب حمالہ نے دیکھا کہ کئی سو پتھر گرے اور ہیکلان پر تاثیر نہ ہوئی شرمندہ ہو کر موتیون کا مالا گلے سے اُتار اللکار کر آواز دی او ہیکلان اس سحر کو تو روک اب احوال کھلیگا ہیکلان سحر کرنے لگا ہر سحر پر خون اپنا کاٹ کر پھینکتا ہی حمالہ پر جو قطرے گرتے ہین تو بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین حمالہ نے سحر کیا کہ آبلے مٹے بڑھکر للکارا کہ او ہیکلان اب کہان جائیگا یہ کہکے دستک دی اور آواز دی کہ اے آتش بہار جلد آؤ اِس جوان کی خدمت کرو یہ کہکے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ہیکلان نے پانی برسا کر آگ کو بجھایا اِسطرح کے دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے اب حمالہ نے ناچار ہو کر زلف عنبرین کو کھولا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ ساحر جھومنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ اے حمالہ گیسو کشا تمھاری یاد مین بیقرار رہتا تھا اب جیسا حکم ہو وہ بجالاؤن حمالہ نے کہا باغ دلچسپ مین جاؤ اور یہ تختی ہمکو دیدو ہیکلان نے تختی جھولی سے نکالی بطور نذر پیش کی اور آپ جھومتا ہوا طرف صحرا کے گیا سعد سے حمالہ نے سب کیفیت بیان کی کہ کنیز کو اسکا خیال تھا کہ آج کوئی ضرور آئیگا مگر خدا نے فضل کیا کہ یہ کنیز حاضر تھی کہ اُسکو روانہ کر دیا اب وہ عمر بھر صحراے ویران مین رہیگا آبادی مین نہ آئیگا انجام سرکشی یہ ہوا بادشاہ نے حمالہ کی بڑی تعریفین کین فرمایا اے حمالہ آج تمنے احسان عظیم کیا ورنہ وہ مجھکو گرفتار کر لیتا مین دیکھتا تھا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ خون جسم سے نکل گیا طاقت ذرا نہ تھی تلوار ہاتھ سے گری پڑتی تھی پنجہ قبضۂ تلوار پر دستگیری نہین کرتا تھا حمالہ نے عرض کی حضور جسدم یہان براے طلا یہ تشریف لائے ہین اُسیوقت میرے سحر نے مجھکو اطلاع دی کہ یہ ملعون واسطے لینے لوح محفوظ کے دربار سکان سے روانہ ہو چکا ہی بدین وجہ قبل سے اِس درخت پر منتظر بیٹھی تھی بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا کہ سکان کو خبر ہو کہ اے سکان آیندہ کیا منظور ہی بہتر یہ ہی کہ آکر اطاعت کرو لوحدار طلسم کوہ نے

عرض کی کہ یہ کنیز جائیگی اور جواب باصواب لائیگی سعد نے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک
نامہ تیار کرو میر منشی نے نامہ تیار کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا بہت قاعدے
سے لکھا ہوا اور اپنے دستخط سے مزین فرما کے حوالے لوحدار کے کیا اور لوحدار
طلسم کو بہ رسم سفارت چلی یہاں وہ وقت ہو کہ سکان زرین کمر تخت پر بیٹھا ہو وزرا
اُمرا حاضر دربار ہین ذکر ہو رہا ہو کہ جنگ اول تو ایسی خراب ہوئی اتنا بڑا ساحر مارا گیا
کہ جسکا جرائت بین مثل نہ تھا خوب خوب لڑا بھائی نے اُسکے چاہا تھا کہ سعد کو گرفتار
کر لے مگر سامری و جمشید نے اُسکو بھی اپنے پاس بلا لیا چار چار جادوگرنیاں عاشق
ہین وہ آٹھ پہر کد و کوشش کر رہی ہین یہ ذکر تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ دروازے
پر ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ بطریق سفارت آئی ہو امیدوار باریابی ہو سکان نے
حکم دیا کہ بلا لو لوحدار ان اندر آئی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سکان
بہت جلا لوحداران نے قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر زبردست دنگل پر بیٹھا ہو کہا میان
ساحر صاحب ذرا دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمہارے شاہ سے کلام کرینگے ساحر نے
کہا مجھکو سب بین حقیر سمجھا لوحداران نے کہا تم سب بین جلیل ہو مگر ذرا اُٹھ جاؤ
ساحر نے کہا مین تو نہ اُٹھونگا اور کہین جا کر بیٹھو لوحداران نے کہا ہم تو اِسی
مقام پر بیٹھین گے ساحر نے سحر کیا کتمان جادو نام ہو لوحداران نے سحر اُسکا
دفع کر کے ہاتھ چمکا دیا کہ برق گری کتمان کے دو ٹکڑے ہوے مار کر کتمان کو
اُسی دنگل پر لوحداران بیٹھی شاہ نے پوچھا اے لوحداران کیا اتفاق ہوا کہ تم
شریک مسلمانان ہو گئین لوحداران نے کہا اے سکان اگر انصاف کرو تو مذہب
اسلام نہایت پختہ ہو اور سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے ساحر تھے آخر
مرے پھر خداوند کیسے سکان نے کہا مرنا تو سب کے واسطے ہو لوحداران نے
وہ کلام کیے کہ سب اہل دربار خاموش ہو رہے لوحداران نے پکار کے کہا
سے منم نامہ دار و منم نامہ دار ۔ اے سکان آگاہ ہو کہ یہ نامہ شہنشاہ کا ہو مہر
بجھوا کر ایک وزیر با امیر کو حکم دیجیے کہ وہ پڑھے اور آپ سنیے اور جواب باصواب

دیکھیے اگر مضمون پر غصہ آئے تو پھیر آتا ہے گا نامے پر زور نہ کیجیے گا سکان نے ممبر
بچھوایا مقرب جادو کو اشارہ کیا کہ اُسنے نامہ لیکر بر سر ممبر پڑھنا شروع کیا اول القاب
بادشاہ حقیقی نامے مین بموجب اشعار تحریر تھی نظم

طغرا ست بنام بادشا ہے		کو راست چو عرش بارگا ہے	
سلطان سریر ملک ہستی		بینا دہ بلند و پستی	

اے سکان ذلیشان آگاہ ہو کہ سنم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کل کی جنگ کو
دیکھ چکے بیدارہ و دلدار واصل جہنم ہوے اور تمنے ایک ساحر کو واسطے لینے
لوح محفوظ کے روانہ کیا تھا وہ بھی دیوانہ وار وحشی مثال کوہ و بیابان مین اپنا
سر ٹکراتا پھرتا ہوگا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار رہوا اب تمکو لازم ہے کہ آگے
تم فوراً اسیری اطاعت کرو ورنہ نظم

دو شعلہ زیک تیغ وارم بجنگ		یکے نور صلح و دوم نار جنگ	
نزاہر چہ بایست کردم پیام		حکایت برین ختم شد والسلام	

سکان نے چاہا نامہ لیکر پھاڑ ڈالون لوحداران نے جست کرکے نامہ لے لیا
اور کہا اے سکان کیا مرضی ہے جو مناسب ہو وہ جواب دو سکان نے کہا اپنے ہاتھ
سے پشت نامے پر لکھو اور لیکر جواب نامہ جنگ جاؤ لوحداران نامہ لیکر جب نکلی
تو سکان نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے کلمات کہہ گئی اور نامہ جست کرکے
لے لیا میرے ہاتھ مین نہ آیا ورنہ نامے کو چاک کرتا پرزے پرزے کرکے دیتا مگر
یاروبہ زندہ نہ جانے پاے لوحداران نصف لشکر طے کر چکی ہے کہ لبنا لبنا کی آواز کان مین
آئی دیکھا کل لشکر کو جنبش ہوئی لوحداران نے فوراً سحر کرنا شروع کیا سکان بھی
نکل آیا سحر کر رہا ہے مگر لوحداران اپنے کو بچاتی ہے ہرکارے جو لشکر اسلام کے
حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد شہریار مین آئے بعد دعا کے عرض کی
کہ لوحداران نے کیا مردانہ وار سفارت کی لیکن اب کل فوج نے گھیر لیا بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا چاہا کہ گیسو کشا و عنبر افشان نازک ادا کو نہ پایا فرمایا یہ دونون

کہان گئین کنیزون نے عرض کی حضور جب ملکہ لوحدار ان برا سے سفارت چلی تھین
تو یہ دولون بہ لکھے اٹھین کہ وہان فساد ضرور ہوگا لہذا ہم شرکت کرینگے بادشاہ
نے فرمایا تو خیر و عافیت ہی مگر مرکب تیار کر کے لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا سعد سوار
ہوے سردار ان نامی ہمراہ ہوے یہان لوحدار ان لڑ رہی تھین سکان نے
حکم دیا کہ کمندین مارکہ اسے گرفتار کر لو کئی سو سوار کمندین سحر کی لیکر چلے جیسے ہی چلے
تھے کہ زمین شق ہوئی عنبر افشان نازک ادا اُن کمند اندازون پر گری دوسری
طرف سے حمالہ کا نعرہ ہوا اب یہ تین جادوگرنیان جب سحر کرتی ہین دو دو چار چار
ہی حیران گریبان پھاڑ ڈالتے ہین اور بھاگتے پھرتے ہین بعض جھیلون مین گرے
بعض نے اپنے کو کنوون مین گرادیا غرق دریاے لعنت ہوے کہ سامنے سے
گرد اُڑی نعرہ شاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران ہر دغا ہر کہ
داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی شہنشاہ گیتی
ستان فرزند صاحبقران تلوار کھینچکر آگرے آتے ہی تہ و بالا کر دیا سکان نے
دیکھا کہ تینون جادوگرنیان کیا کم تھین اب تو طلسم کشا خود بھی آگئے ایسا نہ ہو
شکست فاش ہو اور بھاگنے کی تلاش ہو تو باعث خرابی ہی طبل امان کا بجوا دیا
بادشاہ نے لوحدار ان کو بیچ مین لیا عنبر افشان و حمالہ ساتھ ساتھ خون کی
چھینٹین لباس پر پڑی ہوئین بہ فتح و فیروزی پلٹے اُدھر سکان فوج کو ساتھ لیکر
خستہ و شکستہ پلٹا مگر حیران تھا کہ کیا جرأت ہی اور کیا شوکت ہی کہ لڑ بھڑ کر پلٹ گئے
اور کوئی گرفتار نہ کرسکا بارگاہ مین آیا رفیقون سے صلاح کی کہ یارو میرا ارادہ
ہی کہ کل مین خود میدان مین نکلون دیکھون کیا ہوتا ہی جہانتک بن پڑیگا ان
جادوگرنیون کو ستاؤنگا بادشاہ کے ساتھ سے ہٹاؤنگا کہ یہ عاجز ہوکر نکلجا دین پھر
سعد سے سمجھ لونگا جسوقت یہ نگہبان نہ ہونگی تو گرفتار کر لونگا ساحرون نے کہا
حضور اگر یہ جادوگرنیان نہ ہون تو لوح محفوظ چھین لینا کوئی بات نہین ہی فقرہ
دیکر لین گے سکان نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کر لونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا بادشاہ

کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی مجنون روز بہ صد سوز صحرائے نجد چرخ زبرجدی مین آیا بس تیاریان ہونے لگین دونون لشکر تیار ہوکر میدان کارزار مین آئے صفین جبین سکان پیدل آتا ہی تخت کے پیچھے چھپا ہوا بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ تخت سکان کا خالی ہی حیران ہوے کہ بادشاہ آج کہان گیا عنبر افشان نے کہا کسی فکر مین ہی بوا حمالہ ہوشیار رہنا حمالہ نے کہا ہم ہوشیار ہین تم اپنی فکر رکھو مگر لوحدار ان دور کھڑی ہوئی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک عقاب نکلا اور پنجہ کمر مین لوحداران کی دیکر اُٹھالے گیا بلر جو ہوا عنبر افشان نے دیکھا کہ ایک عقاب بلند پرواز لوحداران کو لیے جاتا ہی کئی سحر کیے مگر عقاب نہ رُکا اب تو عنبر افشان و حمالہ چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کوئی ہمکو نہ اُٹھا لیجائے کہ ایک پنجہ کڑک کر ملکہ عنبر افشان پر گرا اسطرح کا تکہ دیکر لے چلا کہ عنبر افشان بیہوش ہو گئی حمالہ یہ دیکھکر جھپٹی تھی کہ ایک طاؤس گرا اُسنے حمالہ کو لیا اور لیکر غائب ہو گیا کنیزین سب سر پیٹتی رہگئین سعد نے فرمایا خاموش رہو اُنکی رہائی کی تدبیر ہو جائیگی سب خاموش ہوئین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بی بی کو خدا کے سپرد کیا لیکن سکان نے تینون کو قید کیا اِسی کا سحر تھا کہ تینون کو لایا قفس آہنی مین بند کر کے ایک پہلوان ہی سماک اژدر گیر تینون قفس اُسکے یہان بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ اے سماک اِنکو قید کرو جب ہم کہین تو فوراً اسیر روانہ کرنا قفس جو پاس سماک کے پہونچے جمال بیمثال تینون جادوگرنیون کے دیکھکر بیقرار ہو گیا کتا تھا یارو اِن شاہزادیون کو کیا ہوا کہ یہ سعد پر عاشق ہوئین اپنے کو بلا مین پھنسایا مین کیا کرون مجھکو خود اُنپر رحم آتا ہی جاکر باغ مین بیٹھا حکم دیا وہ قفس لاؤ وہ قفس جب آئے تو کنیزون نے سمجھایا کہ بادشاہ کو قبول کرو تمھارے واسطے بڑی راحت ہو گی ورنہ بڑی مصیبت مین رہو گی یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا سیکڑون قیدی یہان آکر مر گئے لوحداران نے اِنکار کیا عنبر افشان نے بہ غصہ جواب دیا مگر حمالہ

کہ نہایت عقیل و فہیم ہی اُسنے کنیزون سے کہا کہ اِنپر تو میرا زور نہین مگر مین اپنی ذات
سے قبول کرتی ہون جو سماک کہیگا مجھے منظور ہی کنیزون نے سماک سے کہا سماک نے
کہا وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہی اُس سے اگر اقرار ہوا تو نہال ہو جاؤنگا یہ کہکر
حمالہ کو قفس سے نکالا حمالہ نے کہا اہ سماک کیسے عاشق صادق ہو کہ زبان سے
ہماری سوزن نہین نکالتے ہمکو تکلیف ہوتی ہی سماک نے انجام نہ سمجھا فورًا اُسکی
زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن حمالہ کی زبان سے نکلی کڑک کر قفسون
پر گری دونون قفس توڑ ڈالے اُنکی بھی زبانون سے سوزنین نکالین انتونتینون
نے ملکر جو سحر کیا سماک اژدرگیر باغ مین ناچنے لگا خدمتگار سر ٹکرانے لگے نخل
کٹ کر گرے چمن ویران ہوے سیکڑون طائر مار اگیا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
یہ تینون شاہزادیان سماک کو دیوانہ کرکے اور خدمتگارون کو مبہوت کرکے
کہ ایک ایک کو مارتا ہی آمادہ ہین کہ آپس مین لڑین اپنی جانین دین باغ سے
نکلین طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کے چلین یہان طبل جنگی بج چکا تھا صبح کو
دونون لشکر میدان مین تھے طرف سے سکان جادو کے تشہیر جادو ایک ساحر
زبردست نکلا میدان مین آکر پکارنے لگا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جسوقت
بادشاہ نے دیکھا کہ کوئی نکلنے والا نہین ہی تو مرکب بادرفتار بڑھایا سب سردار
آکر لپٹ گئے یاسمن نے آکر قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اہ شہریار جس ملازم
کو حکم دیجیے وہ جاے حضور کا دم بدم نکلنا مناسب نہین بادشاہ نے فرمایا اب تو
قصد کر چکا اب رُک رہنا باعث نامردی ہی سردار رو ک رہے ہین بادشاہ فرماتے
ہین مین ضرور جاؤنگا اُدھر تشہیر جادو میدان مین مبارز طلبی کر رہا ہی کہ آسمان پر
برق چمکی تینون شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اُڑاے ہوے آتی
ہین سب سے آگے ملکہ حمالہ گیسو کشا ہی اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام مردود
جملہ خاص و عام میدان مین مبارز طلبی کر رہا ہی لشکر اسلام سے کوئی مقابلے مین
نہین آتا حمالہ نے اپنے کو گرادیا سامنے تشہیر کے پہونچی اور آواز دی کہ او بے حیا

جو ہو سکے وہ کر تشہیر نے گولہ مارا حمالہ نے گولہ اُلٹا پھیرا تشہیر نے گولے کو گرا دیا ورنہ زخمی کرتا وہ چار سحر چلے تھے کہ وہ بھی دونون شاہزادیان اُتر آئین تینون نے ملکر سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین ہنستی ہوئی آئی تشہیر کے سامنے آکر اول یہ اشعار بہ خوش آوازی گائے

نظم

پاک ہی لذت عشرت سے مکان واعظ ۔ جو بلا آئے الٰہی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہگارون کا ۔ ڈھونڈھو دوزخ مین کہین جا کے مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین ہے بے ادبی ۔ جیبین ہی کاٹیے دانتون سے زبان واعظ

خود فراموش ہی کیا اورکو سمجھائے گا ۔ راست بازون سے کجی پر ہی گمان واعظ

کیون نہ ہو تیرا اشارات سے عالم مجروح ۔ قد خم گشتہ ہی گویا کہ کمان واعظ

بعد ان اشعار کے مسکرا کر تشہیر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے عاشق صادق و اے یار موافق سارا باغ تیرا منتظر ہی چشم نرگس شہلا کھلی ہوئی ہی سنبل نے گیسوے عنبرین پریشان کیے ہین لالہ داغ بر دل سرو مضمحل ہر طرف تیرا ذکر ہی سوسن پکارتی ہی کہ تشہیر کو لاؤ لہذا چلو تشہیر نے کہا صاحب اسوقت مین میدان مین آیا ہون کل آؤنگا حمالہ نے ہنستے ہنستے اپنے منھ پر تمانچہ مارا البس اُس نازنین نے تشہیر کا ہاتھ تھام کے ایک تمانچہ مارا کہا او بےحیا ہم تو تجھسے کہتے ہین کہ باغ مین چل اور تو انکار کرتا ہی تمانچہ کھاکر تشہیر نے سر جھکا لیا ہمراہ اُس نازنین کے چلا صحرا مین جاکر دونون غائب ہوگئے حمالہ نے پوچھا کہ اے عنبر افشان یہ سحر تو خاص تمھارا تھا تشہیر کو خوب تمنے تشہیر کیا مگر اب یہ کہان جائیگا عنبر افشان نے کہا اُس صحراے ریگستان مین جا کے چھوڑیگی کہ جہان دانہ نایاب اور پانی ناممکن ہو پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچے گی

نگرسکان نے جو ان تینون شاہزادیون کو دیکھا زانو پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یارو نہین معلوم سماک اژدر گیر پر کیا گذری ان تینون قیدیون نے کیونکر رہائی پائی اور کس طرح یہانتک آئین نہین معلوم انھون نے اُسکو مارڈالا جمال تو انکے عابد کش و زاہد فریب ہین یا کوئی نگہبان ملگیا ساتھ والون نے عرض کی

حضور نامہ لکھیں خبر ملجائیگی سکان میدان سے پلٹا مگر بڑا سوچ ہو کہ کیا تدبیر کرون
مین نے تینون کو قید کیا تھا کیا اُفتاد پڑی کہ تینون رہا ہو کے آئین اور تشہیر کو یون
غارت کیا مگر مین جاتا ہون اگر صحراے ویران مین ملا تو تشہیر کو لاتا ہون سردارون
نے منع بھی کیا کہ آپ نہ جائیے ہم لوگ جاوین سکان نے نہ مانا ایک زاغ پہ سوار
ہو کر چلا زاغ کو اُڑاتا ہوا ہر طرف جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ صحراے ریگستان ہی
ریت کے جا بجا انبار ہین تشہیر جادو ایک مقام پر دبا پڑا ہی کو رہا ہی مین اُٹھ نہین
سکتا سکان نے آکر تشہیر کو ریت سے نکالا تشہیر گھبرایا ہوا تھا کہا ای شہنشاہ
اگر پہر دو پہر آپ اور نہ آتے تو مین تڑپ تڑپ کے تمام ہو جاتا لیکن یہ تو بتلایے
کہ وہ معشوقہ کہان گئی سکان نے کہا ای تشہیر تم ایسے ساحر ہو کر ایسے واہیات
کلام کرتے ہو وہ نمود بے بود سحر تھی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ضعیفہ قوم کی زنگن
بال چھوٹے چھوٹے سر پر سر کھلا ہوا گاڑھے کی چادر یا اوڑھے ہوے سوسی کا
پائجامہ پہنے ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین بانہ بندھے ہوے اِسی طرف آتی ہی
سکان نے کہا ای تشہیر لو تمھاری معشوقہ آتی ہی تشہیر نے جو دیکھا کہا حضور یہ تو
میری نانی کے سنون ہی سکان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی مین تیرے
معشوق کو لیے جاتا ہون بڑھیا جھپٹی یہ کہتی ہوئی کہ او نگوڑے موے مونڈی
کاٹے اِس نگوڑے کو نہ لیجا یہ یہین رہیگا تشہیر بھی کہنے لگا کہ ای سکان مین اُبھی
ابھی مجھکو فرصت نہین سکان نے کارد سحر نکالکر اُس ضعیفہ پر پھینک ماری ضعیفہ نے
ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی کارد سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری جب
بڑھیا مری تب تشہیر کو ہوش آیا سکان تشہیر کو نکال لایا اُس صحرا مین نہ رہنے
دیا لیکر لشکر مین آیا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے یہ خبر لیکر خدمت شاہ
مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ اِسطرح سکان گیا تشہیر کو لایا یہ سُنکر عنبر افشان
نے کہا آج رات کو سحر چلا جائیگا دیکھون کہان کہان سے لاتا ہی کیا کیا نیرنگی
سحر دکھاتا ہی عنبر افشان نے رات کو سوختانہ اِستاد کیا بیٹھکر سحر کرنے لگی تشہیر

پڑا ہوا سو رہا تھا دو پہر شب گذری تھی کسی نے جگایا کہ حضور اُٹھیے آنکھ کھولنے لگے
تشہیر نے دیکھا کہ وہی آفت جان کھڑی مسکرا رہی ہی اور کہتی ہو کہ میرے ساتھ چلو
تشہیر اُٹھکر ہمراہ ہوا وہ نازنین اپنے ساتھ تشہیر کو لیگئی صحرا مین جاکر غائب ہوئی
ہرکارون نے آکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے فرمایا یہ شعبدات سحر ہین اِس مین
مجھے کیا دخل ہو مگر خوب سزا دی اب تشہیر کا پلٹنا دشوار ہو کہ عنبر افشان آئی مگر
ملول و حزین سر خم چشم پر نم بادشاہ نے پوچھا ای عنبر افشان کیسا مزاج ہی ملکہ نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جب تو حمالہ گیسو کشا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کیون بوا
کیسا مزاج ہو آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین یہ کہکے منھ پر ہاتھ پھیرا عنبر افشان
نے ہنسکر کہا ای حمالہ گیسو کشا اِسوقت یہ خیال تھا کہ اِتنا بڑا طلسم کیونکر فتح ہوگا
ہر چند کہ یہ ساتوان در بند ہو کئی مہینے جنگ کو گذر چکے اور خاتمہ نہین ہوا روز
نیا شگوفہ نکلتا ہو اب دیکھو مقدمۂ تشہیر مین کیا ہوتا ہی اِدھر صبح کو سکان کو خبر پہونچی
کہ تشہیر بستر خواب سے غائب ہوگیا نقشۂ جمشیدی نکالکر دیکھا اُس مین مضمون نکلا
کہ تشہیر جادو صحراے گرد آباد مین خاک اُڑا رہا ہو یہ دیکھکر سکان فوراً صحراے
گرد آباد مین پہونچا دیکھا کہ تشہیر جادو پسینے پسینے ہو رہا ہو صحرا مین پھر رہا ہو اور
ایک ضعیفہ ہاتھ پکڑے ہوے راہ بتاتی پھرتی ہو کہ اِدھر چلو اِدھر مگر تشہیر جادو
ہر مرتبہ اُس ضعیفہ کی بلائین لیتا ہو کبھی گرد پھرتا ہو کبھی بوسہ لیتا ہو وہ ضعیفہ کہتی ہو
ای فرزند اب تو مجھکو چھوڑ دے جنگل مین حیران ہوگئی مگر تشہیر کا جوش و خروش
بڑھتا جاتا ہو کہتا ہو تجھکو چھوڑکر کہان جاؤنگا تیرے واسطے گھر بار چھوڑا دوستونکی
محبت سے منھ موڑا سکان نے للکارا کہ ای تشہیر کس حال مین ہو تشہیر نے کہا میرا
حال نہ پوچھیے مین عشق مین اِس نازنین کے دیوانہ ہو رہا ہون سکان نے کہا
ارے یہ معشوقہ ہو کہ تیری نانی ہو تشہیر نے کہا بیہودہ نہ بکو ورنہ تمکو قتل کرونگا سکان
نے ضعیفہ کو للکارا کہ او بلاے روزگار اِسکا ہاتھ چھوڑ دے ضعیفہ نے تشہیر کا
ہاتھ چھوڑا سکان نے کارد سحر لگائی ضعیفہ کو مارا تشہیر نے کہا ای سکان تمنے بڑا

ستم کیا کیسی معشوقہ حسین وجمیل اُسکو اِس حسرت سے قتل کیا میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہائے کیا کرون اب اُسکو کیونکر پاؤن سکان نے ہاتھ پکڑا اور خون اُس ضعیفہ کا ہاتھ مین لیکر منھ پر تشہیر کے ملا تب تشہیر ہوش مین آیا اُس ضعیفہ کا لاشہ دیکھکر افسوس کرنے لگا کہ مین اِس شفقت کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا آپ نے بڑی عنایت کی کہ مجھکو اِس آفت سے نکالا سکان تشہیر کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا کہا اے تشہیر خبردار اب کہین نہ جانا مجھکو بڑی تکلیف ہوتی ہے تشہیر نے کہا اگر حکم دیجیے تو آج عنبر افشان کو پکڑ لاؤن سکان نے کہا وہ بڑی زبردست ہے نہین معلوم تمھارا کیا حال کرے گی مگر تشہیر نے نہ مانا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا قریب بارگاہ عنبر افشان آیا سحر کرتا ہوا اندر پہونچا چاہا کہ عنبر افشان کو بیہوش کرکے لیجاؤن کہ پلنگ کے نیچے سے شیر کے دھڑکے کی آواز آئی ایک شیر ببر جھپٹ کر نکلا تشہیر نے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر شیر نے پناہ نہ دی چیر پھاڑ کر تشہیر کو پھینک دیا آواز سے شیر ببر کی ملکہ عنبر افشان کی آنکھ کھلی دیکھا لاشہ تشہیر پڑا ہے شیر غرش کر رہا ہے عنبر افشان نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شیر زیر پلنگ جاکر غائب ہوا مگر دھماکا جو ہوا اور شیر نے بھی آواز دی تھی چند کنیزین بیقرار ہوکر آئین کہ آج شب کو کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے آکر دیکھا ملکہ کے منھ پر دوشالہ ہے ایک لاش پڑی ہے گوشت و پوست تو شیر کھا گیا صرف ہڈیان باقی ہین حیران ہوکر دیکھنے لگین ایک ایک حیران تھی کہ یہ لاشہ کہان سے آیا نہین معلوم کوئی چور تھا ملکہ نے آنکھین کھولکر دیکھا پوچھا ارے کیون حیران ہو سب نے کہا واری یہ لاشہ کسکا ہے ملکہ نے کہا یہ ہی تشہیر جادو مجھکو گرفتار کرنے آیا تھا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آج شب کو ضرور رفتور کریگا تو مین نے گرفتار کر لیا شیر ببر نے اُسکو چیر پھاڑ ڈالا لاشہ اِسکا باہر پھینکدو لاشہ تشہیر باہر پھینکا گیا مگر صبح کو ہرکارون نے سکان زمین کن کو خبر دی کہ تشہیر جادو مارا گیا لاشہ اُسکا جنگل مین پڑا ہے سکان نے کہا لاشہ اُسکا اُٹھوا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ لاشہ تشہیر کا جلایا گیا مگر سکان نے جمشید ثانی کو عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ کیسا ستم

ہو کہ مسلمانون کے عظم و شان بڑھتے جاتے ہین ساحر تباہ و برباد ہین اب مین طبل جنگی بجواتا ہون وقت پر یا تو کسی کو بھیجیے یا خود تکلیف فرمائیے عرضی روانہ کر کے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سکان خود نکلا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے گھوڑا بڑھایا میدان کارزار مین سامنے سکان کے آئے سکان نے پوچھا ای شہریار آپ کسواسطے آئے ہین فرمایا تیرے مقابلے کو سکان نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے سعد نے خالی دیے کئی وار خالی دیکر ہاتھ تلوار کا ماردیا تیغۂ قہقام جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر سکان کا زخمی ہوا سکان نے اپنے کو زمین پر گرا دیا سعد نے چاہا اسکو مار لون مگر سکان تڑپکر بلند ہوا اچھہ لاکھ فوج جو اسکی صفین جمائے کھڑی تھی اُسکے افسرون کا نام لیکر آواز دی کہ ان سب کو مار لو مغلوبہ ہوئی دونون لشکر آپس مین ملگئے چارون شاہزادیان جو آکر سحر کرنے لگین ہزارون کے قلب اُلٹ گئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بعض کنوئین مین گرتے ہین بعض پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے سکان نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ساحر سر ٹکرا کر مر رہے ہین کبھی آپس مین لڑتے ہین ایک کو ایک طعن و تشنیع کرتا ہی کوئی نام معشوق لیکر غل مچاتا ہی کوئی پکارتا ہی ای جان جہان و ای آرام عاشقان نظم

کیا لکھون حال چاک داماں کا ۔۔ تار باقی نہین گریبان کا

بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل ۔۔ دو نگڑا استغفا یہ ابر مژگان کا

نہ تڑپیو ذرا دل مضطر ۔۔ زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا

کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین ۔۔ حال لکھون جو آہ سوزان کا

خشک ہو کر مرا تن لاغر ۔۔ ہی عصا اپنے دست دربان کا

ای قمر نقد جان عوض مین دون ۔۔ پاؤن چھلا جو دست جانان کا

سکان نے جو دیکھا کہ ساحر اپنی جان دیئے دیتے ہین اور آپس مین کشت و خون ہونے لگا پکارا کہ یا خداوند جمشید میری مدد کیجیے زخمی ہو چکا اب سامنے

طلسم کشا کے نہ جاؤنگا ان شاہزادیون نے وہ قیامت برپا کی ہی کہ جسکا دفع ناممکن ہی
کئی ہزار ساحر جان دینے پر آمادہ ہین کس کسکو رو کون آخر شکست کھا کر پلٹونگا کیونکہ
طلسم کشا صف شکن تیغ زن ہو کھڑے کھڑے قلعہ فتح کر لینگے یہ جو بیقرار ہو کر سکان نے
کہا صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر کوہ پیکر پشت کرگدن پر سوار چند ساحر پشت پر اِس
کر و فر سے آکر پہونچا سکان نے بڑھکر آداب دی اے ثریا ے روشن طبع قدرت
نے کیا ارشاد فرمایا ہی ثریا نے کہا اے بادشاہ دربند ہفتم تمھاری فریاد قدرت نے
سُنی مجھکو حکم دیا تم چلو مین بھی آتا ہون آج اُن شاہزادیون کو سزاے معقول دونگا
مگر میری بندیان ہین پھر اُنکو عہدہ ہاے جلیل دونگا یہ سُنکر سکان لڑنے لگا جکے
سحر کرنے لگا جب گولہ پھینکا دس بیس کے سر بچٹے ثریا بھی سحر کرتا ہوا آیا آکے ایک
دو ہنتھر زمین پر مارا کہ گرد اُڑی اُسطرف ملکہ حمالہ گیسو کشا موجود تھین غبار مین
چھپ گئین دور سے عنبر افشان نے دیکھا کہ حمالہ کا خاتمہ ہوتا ہی تڑپ کر گری
اُس غبار کے ٹکڑے اُڑا دیے غبار کو خاک مین ملا دیا حمالہ نکلی ثریا نے جو یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گیا کہا اے سکان یہ شاہزادیان ہمارا سحر دفع کرتی ہین اب مین کیا کرون
سکان نے کہا اے ثریا یہ وہ شاہزادیان ہین کہ انھون نے کل علم حاصل کیے ہین
کوئی سحر ایسا نہین کہ جو انھون نے نہین سیکھا لیکن اگر خداوند جمشید ثانی آجاتے
تب یہ شاہزادیان عاجز ہوتین عین گرمی جنگ ہی کہ یکایک صحرا پہ بہار ہوا نخل جھومنے
لگے غنچے چٹکنے لگے کلیون کو بے کلی رنگ گل کو تیزی بیخ ہاے نخل سے دھوان نکلنے
لگا طائرون نے آوازین دین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شیطان کی خطا کے بانی یعنی
خداوند جمشید ثانی جو کہ سحر و ساحری مین لاثانی ہین تشریف لاتے ہین یہ صدا سنکر
چارون شاہزادیان یا تو جکر سحر کر رہی تھین یا خاموش ہوئین ایک نے ایک کی
جانب دیکھا اِشارہ یہ تھا کہ بوا غضب ہوا جمشید مردود آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ابر پھٹا
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار چند رسیین ہاتھ مین ہین چارون و زیر چارون
کونون پر سر نگون بیٹھے ہوے ہاتھ ہلاتے جاتے ہین اُسی کی یہ تاثیر ہی کہ جو اوپر تحریر کیا

طائرون کی زمزمہ سرائی صحرا کی رعنائی جمشید نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان سحر کر رہی ہین اول طرف عنبر افشان کے متوجہ ہوا پکارا کہ او ظالم بڑی سرکش ہی ای میثاق اسکو اُٹھالے میثاق کڑک کر گرا عنبر افشان کو اُٹھالے گیا حمالہ نے چاہا بھاگون لیکن دوسرا وزیر کملاف خارہ شکن تڑپ کر گرا حمالہ کو بھی اُٹھالایا تیسرے وزیر سے پھر اشارہ کیا کہ بی لوحدارہ کو بھی لینا ابلیس بلند آواز تڑپ کر گرا لوحدارہ کو بھی اُٹھالے گیا یاسمن نے چاہا بھاگون کہین جاکر چھپون مگر جمشید خود اُٹھا چونکہ اسپر عاشق ہو کسی وزیر کو اشارہ نہ کیا خود ہی یاسمن کو اُٹھالے گیا آپ تو بیٹھا شراب پی رہا ہی چارون شاہزادیان سامنے پڑی ہین مثل مُردے کے بالکل حس وحرکت نہین جب آنکھ کھولتی ہین اور جمشید کو سامنے دیکھتی ہین تو پھر خوف سے آنکھین بند کرلیتی ہین مگر جمشید نے سکان کو آواز دی کہ ای میرے بندۂ خاص الخاص دیکھا تو نے کہ قدرت نے کیا کیا اسی طرح سعد کو بھی گرفتار کرتا ہون مغلوبہ کو زور دے سکان نے فوج کو اشارہ کیا چہار طرف سے سحر ہونے لگا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان گرفتار ہوگئین جگر لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ فیروزہ کو بھی پنجہ اُٹھالے گیا لاکر سامنے جمشید کے ڈالدیا اب جمشید کچھ ہاتھ وغیرہ ہلارہا ہی کبھی اشارہ کرتا ہی بادشاہ چہار طرف جنگ مین سُستی دیکھتے ہین کہ ہمارے فوج والے بہت سُست لڑ رہے ہین بھی ارادہ ہی کہ بھاگ جاوین سکان کے سحر سے بدحواس ہو رہے ہین اگر تلوار اُٹھاتے ہین تو ہاتھ مین رعشہ کمان مین خم خنجر بیدم نیزون کا یہ حال ہی کہ مثل مدقوق کانپ رہے ہین ہر طرف یہی آوازہ ہی کہ ای شہنشاہ غلام کیا کرین سلاح نے جوابدیا تلوار نہین چلتی تیر ترکش مین طائر پر بند ہین خنجر ناپسند ہین گھوڑون کو دیکھیے کیا حال ہی کہ رہروی سے مجبور و ناچار کھڑے ہانپ رہے ہین سوار کانپ رہے ہین علاوہ سحر سکان کے جمشید ثانی سحر کر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا ایک جانب ایک ساحر سیاہ رو فیروزہ کی مشکین باندھ رہا ہی اور فیروزہ پکارتا ہی کہ ای

آقاے نامدار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو دیکھا کہ فیروزہ گرفتار ہوا اُسکو جا کر رہا کرون گھوڑے کو بڑھایا قبضے پہ ہاتھ ڈالکر للکارا کہ او ناہنجار بد کردار خبردار فیروزہ پہ دست انداز ہونا اُس ساحر نے کئی سحر کیے مگر بسبب لوح محفوظ کے سعد محفوظ رہے لڑتے بھڑتے قریب اُس ساحر کے پہونچے ساحر نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد شہریار نے تلوار کو روک کر ہاتھ مارا دیا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مگر فیروزہ ہاے کہکر گرا کہا اے شہریار غلام کے اعضا جلا چاہتے ہین جلد لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالیے کہ مین سحر سے بچون معلوم ہوتا ہی کہ ہڈیان جل رہی ہین بادشاہ نے اپنے عیار کی محبت مین لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین فیروزہ کے پہنا دی فیروزہ نے جو لوح پائی پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ منم سرہنگ جادو یا خداوند لوح محفوظ مین نے لے لی یہ کہکر بھاگا قریب تخت کے آیا ہاتھ بڑھا کر جمشید نے لوح محفوظ لی اور ہاتھ ہلایا کہ رسن سحر گلے مین بادشاہ کے پڑی کھنچتے ہوے سامنے جمشید کے پہونچے جمشید نے اُسی تخت پر بادشاہ کو بھی ڈال لیا خیال مین ہی کہ اے جمشید اب نکل چلو مگر اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو گئے اور سحر کا ہنگامہ ہی کوئی روکنے والا باقی نہ رہا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز اِس مشکل کو آسان کر

نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار	زمین نادرد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گرے خواستی
زگرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بہ اندازہ یکدگر +
چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ ہزاران نیارد خرد در شمار

اے کریم و رحیم سواے تیرے کس سے فریاد کرین اور سواے تیرے کسکو یاد کرین

جمشید ثانی کھڑا دیکھ رہا ہی اہل اسلام کا انتشار ہر خرد و کلان بیقرار چاہتے ہین بھاگین
بھاگ نہین سکتے اگر مقابلے کا قصد کرتے ہین تو اپنے ہتھیار اپنے دشمن جو راہبر تھے
وہ رہزن ہوے ہر مرتبہ منھ طرف آسمان کے کرتے ہین پروردگار کو پکارتے ہین
کہ پروردگار بچالے اس کشاکش سے نجات دے گنہگار تیرے مبتلاے مصیبت ہین
امیدوار رحمت ہین جمشید چاہتا ہی ایک سحر ایسا کرون کہ ان سب پر برق گرے کہ
ایک ہی مقام پر رہجائین لڑنے سے باز آئین دامن سپر سے منھ چھپائین لڑنے سے
عاجز ہوجائین مگر اہل اسلام نے بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا
سے گرد اڑی نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
جنپر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع چند سردارون کے آکر پہونچے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین ہرکارے
لشکر سعد کے صاحبقران کو دیکھکر دوڑے آکر خبر دی کہ اپنے کو جلد پہونچایئے سعد
شہریار قید ہوگئے امکان جادو نے جو کہ صاحبقران زمان کے ساتھ ہی اور
بصدق مطیع ہوچکا ہی اسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا گھوڑے سے اترا طرف جمشید کے
چلا اور پکارکے کہا کہ اے شہریار اگر بنتا ہی تو سعد کو لاتا ہون اور کسی جادوگرنی کو
چھڑاتا ہون یہ کہکے بلند ہوا کڑک کے تخت پر جمشید کے گرا جمشید نے امکان کو
بھی گرفتار کرلیا مگر قیلاب عقاب سوار کہ حاکم دربند ہفتم ہی سکان اسکا نائب
ہی طرف دربند ششم کے گیا تھا اور سکان زمین کن کو اپنا قایم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا
اسوقت آیا قریب تخت جمشید پہونچا آکر سجدہ کیا جمشید نے پوچھا اے قیلاب کہان
تھے قیلاب نے عرض کی کہ برا ے گرفتاری امکان جادو دربند ششم پر گیا تھا
اُس دربند کو بالکل ویران پایا جمشید نے کہا اے قیلاب مین نے اُسکو یہان
گرفتار کرلیا صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ امکان بھی جاکر گرفتار ہوا بیقرار
ہوکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
سمندون زبیشم فراری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ز من دیو عفریت عاری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کر کے تلوار کھینچی مگر عمرو کہ زیر شکم مرکب ہی کہتا جاتا ہو کہ ای شہریار اسم اعظم پڑھیے جمشید کیسے کیسے سحر کر رہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی ہوا ے گرم چلتی ہی مگر صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی اسی طور سے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اور صاحبقران نے اُس سے آنکھ ملائی وہ مسکرائی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

مہربانی ہو دم مرگ یہ ای یار عبث
کم نہ تھے داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم
آپ کے بخل طبیعت سے اب امید نہین
کون سی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
غیر ممکن ہو کہ مسک سے میسر ہو فیض
مین ہون افسردہ ہنسی آئیگی کیونکر لب پر
ہان تو تمسے جو کہتا ہو وہ ای یار نسیم

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث
لوٹنے آئے ہین ہم دولت دیدار عبث
ہمسے بل کرنے لگے گیسوے خمدار عبث
دہن زخم نے چوسے لب سوفار عبث
گدگداتے ہین کف پا کو سر خار عبث
ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث

جیسے ہی اُس نازنین نے براے تسخیر صاحبقران یہ اشعار پڑھے امیر نے اسم اعظم وردِ زبان کیا اُس نازنین پر دم کیا بس وہ جلنے لگی جلکر خاک ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود مارکر اُس کو صاحبقران آگے بڑھے قریب تخت جمشید پہونچے جمشید نے وزرا کو اشارہ کیا چارون وزیرون نے جلکر سحر کیا مگر چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب تخت کے پہونچے جب تو جمشید نے تخت اپنا بلند کیا وزرا سے کہا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ہین کیا کرون آخر ایک روز مقابلہ ہوگا اب تو ٹل چلو قدرت نے یہی تقدیر کی یہ کہکے تخت کو بلند کیا اسکان جادو وسعد شہریار وچارون شہزادیان

اِن سب کو لیکر روانہ ہوا صاحبقران نے کئی تیر مارے مگر جمشید نے تیر جلادیے کوئی تیر قریب اُسکے نہ پہونچا جمشید تو نکل گیا کل فوج نے صاحبقران زمان کو گھیرا سکان و قیلاب طبل امان بجوا کر پلٹے قیلاب نے سکان سے کہا اے سکان تدبیر کرو کہ صاحبقران گرفتار ہون سکان نے کہا آج رات کو جاؤنگا اور حمزہ کو پکڑ لاؤنگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکے سکان ہو مخانے مین آیا سحر تیار کیا رات کو اُڑتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا جا بجا پھر رہا ہے خبر لیتا پھرتا ہے کہ صاحبقران کس بارگاہ مین ہین خواجہ عمرو ایک سپاہی کی شکل بنے ہوے آتے ہین کہ سکان نے پوچھا کیون میان سپاہی صاحبقران کس بارگاہ مین ہین خواجہ کا یہ سُنکر ماتھا ٹھنکا فرمایا اے شخص تو کون ہے کسواسطے پوچھتا ہے سکان چپ ہوا حیران تھا کہ کیا جواب دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی حریف ہے عمرو نے کہا اے برادر مین تو خود حمزہ سے بیزار ہون مین چلکر بتا دون بلکہ گرفتار کرا دون سکان ٹھہرا کہا بڑے میان صاحب تمکو حمزہ سے کیا عداوت ہے عمرو نے کہا کئی مہینے کی تنخواہ میری دبا لی ہے مین چاہتا ہون اُنکو سزا دلوا دون سکان نے کہا تنخواہ تمکو ہم دیوینگے عمرو نے کہا اگر تنخواہ آپ دینگے تو مین بھی جان لگا دونگا سکان نے کہا بہت کچھ تمکو دلواؤن ہرچند کہ حاکم کو اختیار ہے مگر میرے کہنے سے انکار نہین کر سکتے مین کاروبار کل کرتا ہون عمرو نے کہا چلو مین ابھی گرفتار کرا دون سکان خوشی خوشی ساتھ ہوا خواجہ اُسکو لیکر چلے ایک مقام پر آکر کہا وہ دیکھو سامنے صاحبقران آتے ہین جیسے ہی سکان پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مارے اور رحباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا دربار مین سامنے صاحبقران کے لیکر آئے صاحبقران نے پوچھا خواجہ یہ کون ہے عمرو نے کہا سکان فرستادہ قیلاب عقاب سوار امیر نے کہا ہوشیار کرو اول تلقین کرو اگر اطاعت کرے تو جان بخشی ہے ورنہ قتل کرو عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا پھر سکان کو ہوشیار کیا سکان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا تاجدار و سردار بیٹھے ہین امیر نے

پکار کر کہا کہ اے سکان تو نے قدرت خدا کا تماشہ دیکھا میری گرفتاری کو آیا تھا
تو خود گرفتار ہوا بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کر تو نے خود دیکھا کہ میدان مین
میرے سامنے سے بھاگا چونکہ ساحر ہی سحر کر کے بلند ہو گیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا اگر وہ
سعد کو گرفتار کر کے لے گیا ہی مین انشاء اللہ اُسپر لشکر کشی کرونگا اِسطرح امیر نے
سمجھایا چند کلمے مذمت کفر مین کہے اور چند کلمے تعریف پروردگار مین بیان کیے
کہ سکان کے دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا پکار کر کہا مین بصدق
دل مسلمان ہوتا ہون عمرو نے کہا اے سکان اطاعت کرو کہ آقا کے کام آؤ سکان
نے کہا مین سب طرح حاضر ہون صاحبقران نے حکم دیا کہ سوزن زبان سے سکان
کی نکالو سکان کی زبان سے جب سوزن نکلی قدمون پہ صاحبقران کے گر پڑا
اطاعت اسلام اختیار کی زمرۂ سرداران مین آکر بیٹھا صبح کو ہرکارون نے یہ خبر
قیلاب کو پہونچائی کہ سکان شریک صاحبقران ہوا قیلاب بہت گھبرایا کہا
کیا مصیبت ہی کہ اِدھر کے لوگ اُدھر شریک ہو جاتے ہین اب یہ لوگ راز و نیاز
بتا دینگے مین جاتا ہون سکان کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے اُڑا اسکان زمین کن
بارگاہ صاحبقران سے نکلا ہی کہ اپنی بارگاہ مین جاؤن قیلاب نے آسمان سے
دیکھا تڑپ کر گرا اسکان کو اُٹھا لے گیا اور آسمان پہ آکر نعرہ کیا کہ منم قیلاب امیر
نے جو یہ خبر پائی فرمایا خواجہ جاؤ جسطرح بن پڑے اُسکو رہا کر کے لاؤ ورنہ مین
خود جاؤنگا اُسکو رہا کر کے لاؤنگا قیلاب اُسکو کیا سمجھ کے لے گیا ہی مجھپر کد و
کوشش واجب ہی یہ سنکر خواجہ اُسی وقت روانہ ہوے مگر یہان قیلاب
سکان کو لیکر بارگاہ مین آیا ستونون سے بندھوا دیا سحر اپنا اُتار کر ہوشیار کیا اب
سکان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا قیلاب تخت پہ بیٹھا ہوا غرور کر رہا
ہی کہ اے سکان تو نے دیکھا یون ہی حمزہ کو بھی گرفتار کر لاؤنگا مگر خواجہ بہ شکل
خدمتگار ایک طرف ٹھہرے قیلاب نے جو کلمات نادرست کہے سکان نے
بگڑ کر جواب دیا کہ او ہیچیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کیون ڈراتا ہی مین بدل اطاعت

اسلام کی کرچکا یقین ہو کہ صاحبقران زمان میری رہائی مین کوشش کرینگے وہی میرے
آقاے نامدار ہین مین انکا ساتھ نہ چھوڑونگا قیلاب نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ کہ
اسکو قتل کرے جلاد جو حاضر ہوا بھائی سکان زمین کن کا کتمان زمین کن بیٹھا ہوا
تھا اُسنے جو دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہی خون قرابت نے جوش مارا اجی مین کہتا ہو کہ مقام
افسوس ہی بھائی صاحب قتل ہوجائین اور ہین اپنی آنکھون سے دیکھون اپنے مقام
سے اُٹھا سامنے قیلاب عقاب سوار کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران ہرچند کہ یہ
قصور روا رہی مگر پرورش کا امیدوار ہی قیلاب نے جواب دیا اِسنے وہ خطا کی ہی
کہ لایق بخشنے کے نہین ہی کتمان نے عرض کی ملازمون سے ہمیشہ خطا ہوتی رہتی ہی
سرکار معاف فرماتے ہین اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو ملازمان قدیم کو ناامیدی ہوگی
یہ سُنکر کتمان سے قیلاب نے کہا کہ اول جاکر گنہگار سے دریافت کرو اگر وہ عذر
کرے تو مین خطا معاف کردون کتمان اُٹھا پاس سکان کے آیا کہا اے برادر تم
ناحق جان دیتے ہو یہان حمزہ کا گذر ہونا دشوار ہی اِس ملک کا ایسا پاس ہی
کہ خود قدرت تشریف لائے اور چارون شاہزادیون کو گرفتار کرکے لیگئے
قدرت اِس ملک کے مددگار ہین کیا عجب ہی کہ کوئی سحر اپنا چھوڑ گئے ہون کہ وہ
بروقت کام آئے لہذا تم عذر کرو کہ شہنشاہ تمھارے جرم سے درگذر فرمائین
یہ سُنکر سکان ہنسا کہا اے برادر تم کنارے بیٹھو جو ہماری تقدیر مین رہائی ہی تو
فبہا ورنہ بقول شاعر فرد اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ٭ نہ بُرّد رگے تا نخواہد خدا ٭ اور
مین تو اسیر کار بند ہون بیت سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭
یہ ذکر تھا کہ ایک اور جلاد صف سے تڑپ کر نکلا کہا اے شہنشاہ یہ مغرور متکبر یون
نہ مانے گا اگر مجھکو حکم ہو تو فوراً اسر قلم کرون تب یقین ہی کہ اسکو خبر ہوگی سب ملازم
آگاہ ہوجاوینگے کہ خطادار کے واسطے یہ سزا ہوئی کتمان نے کہا اے جلاد تجھے کیا
دخل ہی ہم شہنشاہ سے تقصیر معاف کراتے ہین جلاد نے نہ مانا کہتا ہوا بڑھا فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭

قریب آکر خنجر چمکایا اِشارہ کیا کہ سنبھلکر بیٹھو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
یہ کہکے خواجہ نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سکان نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ
تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا رعد گرجا برق چمکی قیلاب نے کہا لینا یہ نہ جانے پائے
چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا مگر یہ ساحر زبردست ہی جس مقام پر کھڑا ہوکر
سحر کرتا ہی ہزارون ساحرون کے سر اُڑ جاتے ہین کچھ بیہوش ہوکر گرتے ہین کچھ بھاگتے
ہین اِسی طرح سکان لڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی کہ قیلاب نے آکر نعرہ کیا
کہ او سکان تیری کیون قضا آئی ہی ایک گولہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا سکان نے جو
نعرۂ قیلاب کی صدا سُنی پلٹ کر سحر کرنے لگا اور قیلاب کا سحر دفع کردیا قیلاب نے
جو دیکھا کہ سحر کو میرے دفع کررہا ہی اہل فوج سے اِشارہ کیا کہ اسکو مار لو اورے تم
سب چہار طرف سے سحر کرو کسی کا سحر تو تاثیر کریگا کئی لاکھ جادوگر جو بڑھے سکان
اِنکی طرف متوجہ ہوا اور اِنکے سحر روکنے لگا اُس بلوے مین قیلاب نے ہاتھ
ہلایا کہ برق گری اور سر سکان کا زخمی ہوا سر سے خون جو بہا چرخ مار کے گرا
بیہوش ہوگیا سکان کے گرتے ہی قیلاب نے آواز دی اِسکو گرفتار کرلو ایک
ساحر نحیف و ضعیف قریب کھڑا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ہان صاحبو تم لوگ قریب نہ آؤ
مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکے کمر پر ہاتھ ڈالا ایک جال نکالا اِسطرح پر وہ جال مارا
کہ سکان جال مین آگیا کھینچکر اُسکو نعرہ کیا کہ اے قیلاب آگاہ ہو نعرۂ خواجہ عمرو

رنگ از رُخِ نہنگ بداختر ببرم	عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	در محفل خسروان چو گردم ساقی

عمرو جست و خیز کرتا ہوا بھاگا جس ساحر نے منھ کھولا کہ سحر کرون عمرو نے تیر مار دیا
کہ گُدی کو توڑ کر پار گذر جسنے ہاتھ بڑھایا عمرو نے اُسکا ہاتھ قلم کردیا کاندھون پر
ساحرون کے قدم رکھتا ہوا عمرو اُس بلوے سے نکلا ہر چند ساحرون نے تعاقب
کیا مگر خواجہ کو کون پاتا ہی جب قیلاب نے دیکھا کہ عمرو سکان کو لیکر نکل گیا تو
رنجیدہ پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا کہتا ہی یارو کیا تدبیر کرون اِتنا بڑا ساحر زبردست

میرے قبضے سے نکل گیا مجھکو خیال یہ ہی کہ حمزہ کی مدد کریگا لیکن مین اسکا تعاقب ہرگز
نہ چھوڑونگا پھر گرفتار کر لاؤنگا چین سے بیٹھنے نہ دونگا یہان صاحبقران دربار
مین پریشان بیٹھے تھے کہ عمرو سکان کو لیکر آیا کہا اے آقاے نامدار سکان کو لایا
مگر بہت نقصان ہوا کئی صندوقچے میرے پاس تھے وہ گر گئے لیس اُسکی قیمت دیجیے
مہاجنون نے سکان کو چھین لیا ہی روپیہ ملے تو مین اُسے چھڑا لاؤن امیر با توقیر نے
کئی ہزار روپے منگوا کر دیے خواجہ نے سکان کو نکالا سکان ہوشیار ہوا کہا اے
شہریار مین دیکھ رہا تھا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھکو اُٹھا لائے ورنہ زندہ
رہنا دشوار تھا امیر نے فرمایا خواجہ اگر ہو سکے تو قیلاب کو گرفتار کر لاؤ کہ اُسکے
وجہ سے بڑا فتور پڑا ہی اگر یہ دربند فتح ہو تو راستہ طلسم کا کھلے عمرو نے کہا مجھکو کچھ
خرچ ملیگا تو مین جا کر تدبیر کرونگا سکان نے کئی موتیون کے مالے گلے سے اُتارے
عمرو کو دیے عمرو نے کہا اے سکان یہ رقم تو بہت حقیر ہی لیکن جستجو کرونگا اگر بن پڑا
تو قیلاب کو لاؤنگا یہ کہکے عمرو کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل
جمشید ثانی بنا تخت پر سوار ہوا تخت اُڑتا ہوا چلا یہان قیلاب دربار مین بیٹھا
ہی کہ اِسنے دیکھا خداوند تخت پر آتے ہین براے استقبال اُٹھا قدرت آ کر دربار مین
بیٹھے کہا اے قیلاب حکم کتاب سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ تمھاری فکر مین نکلا
ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر ہاتھ ڈالے لہذا شراب منگواؤ اور سب جمع ہوکے
بیٹھو مین ایک ایک جام سب کو پلاؤن عمر بڑھا دون کہ ساربان زادہ کچھ نہ کر سکے
مجھکو اپنے بندون کا بڑا خیال ہی آج کئی دن سے یاسمن کو سمجھا رہا ہون مگر وہ سرکش
نہین مانتی آج ایسی تقدیر کرون کہ وہ مجھپر مائل ہو جو کہون وہ قبول کرے مین نے
پیدا کیا ہی کیا یہ مجھ مین طاقت نہین ہی کہ دل پر قبضہ کرون یقین یہ ہی کہ آج راضی ہو
مگر مجھکو خیال ہوا کہ جا کر اپنے بندون کی عمر بڑھا دون یہ مضمون سُنکر سب خوش ہین
کہ اب قدرت عمر بڑھاتے ہین کسکی مجال ہی کہ پھر ہمکو مار سکے مٹکے شراب کے لا کر
رکھے گئے جمشید ثانی نے کمر سے ایک پڑیا نکالی سب حیران ہین کہ دیکھین قدرت

کیا کرنے ہین حکم دیا کہ یہ پڑیا کل شراب مین ملا دو اِسی کا ایک ایک جام پیو لیکن
ایک سانس مین پینا اگر دم ٹوٹا تو عمر گھٹ جائیگی سبھون نے بڑے بڑے جام چُن
چُنکر لیے اُنکو اپنے ہاتھ سے بھر لبون سے لگا کر بہ کد و کوشش پیا قیبلاب نے دو جام
پیے کہا یا خداوند شراب پیتے ہی عجب پردہ کُھلا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اور عرش
اعلیٰ کا سامان معلوم ہو رہا ہی جمشید ثانی نے اِشارہ کیا کہ اُٹھکر ٹہلو قیبلاب اُٹھکر
ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا اور اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے ناچتے
ہوے اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل بیہوش
ہوے عمرو نے اِرادہ کیا کہ قیبلاب کو اُٹھا لون اور محفل کو لوٹون مگر سالار جادو
سپہ سالار قیبلاب برائے شکار گیا تھا اُسوقت آیا آسمان سے بیرون بارگاہ
دیکھا کہ ہزارہا ساحر ناچ رہے ہین دوڑے دوڑے پھرتے ہین آسمان سے اُترا
ساحر اسکو گالیان دینے لگے کہ او سالار اِسوقت تو کیون آیا سالار نے کسی پر
توجہ نہ کی پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین ایک شخص دُبلا سا
محفل کو لوٹ رہا ہی لاشے پڑے تڑپ رہے ہین للکارا کہ باش او سارہ بان زادے
خبردار شاہ کو نہ اُٹھانا عمرو نے جو دیکھا کہ سالار آگیا جست کر کے بھاگے سالار نے
عمرو کا پہچانا کیا قیبلاب کو ہوشیار کر دیا قیبلاب جو اُٹھا ساری محفل کو بیہوش پایا
پوچھا ای سالار یہ کیا معرکہ ہی خداوند کہان گئے سالار نے کہا میرے سامنے خداوند
نہ تھے قیبلاب نے کہا قدرت نے ہمکو شراب پلائی اور تو کہتا ہی کہ مین نے قدرت
کو نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ قدرت تجھسے ناراض ہین کہ اُنھون نے تیرا سامنا
نہین کیا وہ تجھکو دیکھکر پوشیدہ ہو گئے کہ اِسکو بھی شراب حیاتی دینا ہوگی سالار
نے کہا ای قیبلاب مین نے آپ کو بچایا وہ قدرت نہ تھے بلکہ سارہ بان زادہ عیار
صاحبقران تھا قیبلاب نے کہا او سالار تو مجھکو جھٹلاتا ہی عیار کے پاس یہ تخت و
تاج کہان سے آیا یہ اُسکی مجال ہی کہ قدرت کی صورت بن سکے اِسی طرح سالار
اور قیبلاب سے خوب تکرار ہوئی قیبلاب نے حکم دیا کہ سالار کو نکالدو جیسے

قدرت ناراض ہین اُس سے ہم بھی کشیدہ ہین جب ساحرون نے سالار کو گھبرا کہ اسکو
بارگاہ سے نکالدین سالار بہت غمگین ہوا اور روتا ہوا بارگاہ سے باہر آکر سوچنے
لگا کہ اہل طلسم کی عقل پر فتور پڑا ہی دوست کو دشمن بناتے ہین مسلمان بڑے قدر دان
ہین جب تو سکان جاکر شریک ہوا مرنا گوارا کرتا تھا مگر کہنا اُسکا نہ مانا قیلاب نے
کیسا کیسا دباؤ ڈالا مگر ایسی قدرشناسی صاحبقران نے اُسکی کی ہی کہ مرنا گوارا کرتا
تھا کہ مجھکو قتل کرڈالیے مگر اطاعت صاحبقران سے منھ نہ پھیرونگا پس انھین کی خدمت
مین چلو چلکر حاضر ہو یہ ہائی بادشاہ ہین جو پیروی کروگے تو صاحبقران بہت خوش
ہونگے لہذا سرداروں کو بلایا ستر ہزار جادوگرونکا افسر ہی سب افسر آکر موجود ہوے
اُسنے بیان کیا کہ یارو میرا ارادہ ہی کہ جاکر صاحبقران کا شریک ہوون سب افسران
فوج کہ رہے ہین کہ ای شہریار قیلاب قیامتین برپا کریگا خداوند جمشید ثانی بھی
پیروی کرینگے وہ قدرت ہین سالار نے کہا قول مسلمانان ٹھیک ہی دیکھو یہ مین
پر عاشق ہین اور کچھ نہین کرسکتے بڑے اعتراض کی بات ہی جسکو پیدا کیا اُسی پر مائل
ہوے کیا اُس سے بہتر پیدا نہین کرسکتے معلوم ہوا کہ مجبور و ناچار ہین مگر ہرکارون
نے خبر قیلاب کو پہونچائی کہ سالار جادو کے خیمے مین افسرون کا مجمع ہی صلاح
ہو رہی ہی کہ خدمت مین صاحبقران کی چلین قیلاب یہ خبر سنکر بہت جھلایا اور کہا
کہ ابھی جاکر سزا دیتا ہون یہ کہکر تنتنا ہوا بارگاہ سالار مین آیا دیکھا کہ افسر جمع ہین
کچھ باتین ہو رہی ہین قیلاب کو دیکھکر سب اُٹھے تعظیم کرکے بٹھایا قیلاب نے کہا
کیون سالار تو ہمسے باغی ہوا ایک ایک کو قتل کرونگا زندہ نہ جانے دونگا سالار
نے کہا آپ ایسے افسر کو چھوڑکر کہان جاؤنگا جسنے یہ خبر آپ سے کہی سراسر خلاف ہی
مین یہ صلاح کر رہا ہون کہ جاکر سکان کو لاؤن اور خدمت مین پہونچاؤن مگر
قیلاب نے کہا او بیحیا مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ تو صلاح کر رہا تھا کہ خدمت
صاحبقران مین جاؤن چل دربار مین چل تدبیر بتاؤنگا کہ سکان کو یون گرفتار
کر سالار نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون قیلاب نے کہا مین تجکو

اپنے ساتھ نے چلونگا سالار نے کہا مین تو آپ کے ساتھ نہ جاؤنگا قبیلاب نے کہا مین تجھکو زبردستی لے جاؤنگا مجال ہو کہ میرے حکم سے خلاف کرے تجھکو سر دربار مین جوتیان مارونگا سالار بگڑ کے اُٹھا کہ آپ کلمات نادرست کہتے ہین ہم بھی افسر ہین یہ ذلت ہمسے نہ اُٹھیگی جو دل چاہے وہ کیجیے قبیلاب نے یہ سُنکر گولہ مارا سالار نے گولے کو کاٹا مگر کل سرداران سالار قبیلاب پر سحر کر رہے ہین قبیلاب نے اُسی ہنگامے مین کئی سردارون کو دیوانہ کر دیا اور کئی کو قتل کیا افسرون نے جو اپنے ساتھ والونکے لاشے دیکھے پکار کر کہا کہ اے سالار اب اِس ظالم کا ساتھ نہ دینگے اِسنے ہمارے ساتھ والون کو قتل کیا سالار نے جو اپنے ساتھ والون کو ثابت پایا لڑتا ہوا باہر نکلا جس فوج کا یہ افسر ہو وہ فوج سامنے اُتری ہوئی تھی سب نے دیکھا کہ سالار لڑتا ہوا نکلا مگر قبیلاب بھی چلا آتا ہو فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ہان یارو اِسکو گرفتار کر لو فوج نے کچھ جواب ندیا مگر افسرون نے جو پکار کر آواز دی کہ ہان اے یارو قبیلاب کو مار لو ستر ہزار جوان کھڑے ہوگئے قبیلاب پر سحر کرنے لگے قبیلاب نے پکار کر آواز دی کل فوج تیار ہو اور سالار کو گرفتار کر لو کل فوج مین بلوہ ہوا صاحبقران زمان دربار مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سالار جادو اور قبیلاب سے بگڑ گئی کل فوج مین بلوہ ہو صاحبقران نے حکم دیا کل لشکر تیار رہو بر اے مدد سالار جانا ضرور ہو یہ فرما کر سوار ہوے سکان زمین کن نے جو یہ حکم سُنا اور معلوم ہوا کہ سالار سے بگڑ گئی سب کے آگے چلا اُسوقت پہونچا کہ دیکھا سالار کے ستر ہزار جوان بیچ مین چار پانچ لاکھ کے گھرے ہوے رستمانہ لڑ رہے ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہو قبیلاب حکم دے رہا ہو کہ اِن سب کو گرفتار کر لو مگر سالار ایسا جوانمرد ہو کہ بلوے کو فوج کے جھیل رہا ہو جان پر کھیل رہا ہو کسی کو قریب نہین آنے دیتا دمبدم قبیلاب پر سحر کرتا ہو مگر قبیلاب اُسکے سحر کو کب مانتا ہو جو سحر سالار نے کیا قبیلاب نے دفع کر دیا سکان نے نعرہ کیا کہ اے سالار نہ گھبرانا صاحبقران تمھاری مدد کو آتے ہین ساحرون کے دم بند کر دینگے لاشون سے میدان بھر دینگے سالار نے جو سکان کو دیکھا کسی قدر

مطمئن ہوا جھپٹ جھپٹ کے سحر کرنے لگا سکان نے آسمان سے سحر کیا کہ قیبلاب کا سر زخمی ہوا قیبلاب نے وہی خون چلو مین لیکر فوج پر پھینک مارا کل فوج بیہوش ہوکر گری قیبلاب نے اشارہ کیا کہ اِن سب کو گرفتار کرلو سکان نے ایسا سحر کیا کہ سب ہوشیار ہوگئے پھر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کل افسران صاحبقران بھی آپڑے ہر سردار ہر غول مین پہونچا مگر اخفش جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کر ماش کے دانے نکالے طرف صحرا کے پھینکے دیکھا قیبلاب نے کئی سو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین صحرا سے پیدا ہوئین مگر سب کے آگے ایک نازنین خوبصورت طرحدار کبک رفتار شیرین گفتار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی آتی ہی نظم

کس پریرو کا انتظار ہی آج
دل مرا سخت بیقرار ہی آج

جلوہ گر سبزۂ گلعذار ہی آج
بلبلو باغ مین بہار ہی آج

آہ کی برق کوند جاتی ہی
ابر تر چشم اشکبار ہی آج

شوق سے آ اِدھر کمان ابرو
مرغ روحِ رواں شکار ہی آج

تیرے آتے ہی دیکھ راحت جان
چین ہی صبر ہی قرار ہی آج

وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی
باغبون کو کمال خار ہی آج

کُھرٹتھا کل تو مجھسے ملنے کا
کسلیے تمکو ننگ و عار ہی آج

دھیان ہی کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہی آج

قتل گہ مین جو خاک اُڑتی ہی
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج

لب معشوق دیکھ تیر نظر
تو دہ دل کے صاف پار ہی آج

ہجر گلرو مین سبزہ باغ کہان
نکہتِ گل بھی ناگوار ہی آج

عندلیبو مقام نازہ ہی یہ
غیرتِ گل گلے کا ہار ہی آج

دھیان مین کسکی چشم میگون کے
کھو رعنا تمھین خمار ہی آج

قیبلاب نے جو اُن نازنینون کو آتے دیکھا صحرا کی جانب گولہ پھینکا ایک تاجدار

تخت پر سوار جنتی نازنینان مہ جبین تحسین آنتے ہی سردار پیدا ہوے اُس تاجدار
نے نازنین کو اشارہ کیا جو سب کے آگے تھی اُسنے آکر سلام کیا تاجدار نے ہاتھ
تھام لیا ہر سردار نے ہر نازنین پر قبضہ کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف صحرا کے روانہ
ہو گئے اخفش نے جو دیکھا کہ ہیرا سحریون قیلاب نے مٹایا کہ ایک تاجدار آیا اگر
شاہزادیون کو لے گیا اپنے کو طاؤس سے گرایا سحر کرتا ہوا سامنے قیلاب کے آیا
اور چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون سر میدان اس سے لڑون قیلاب نے للکارا کہ او
بیمیا تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ما بدولت کا سامنا کرے تجھ ایسے بہت سے شاگرد
ہین رومال سے ہاتھ باندھے اور میرے قریب آ شاید خطا معاف کردون
اخفش نے سحر کیا کہ قیلاب پر آگ برسنے لگی قیلاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ
دم بھر مین وہ آگ بجھ گئی دونون مین دیر تک ردوقدح ہوئی اخفش نے ایک
دو پتھر زمین پہ مارا کہ برق گری مگر قیلاب زخمی نہ ہوا دیر تک لشکر مین ہنگامہ رہا
قیلاب سب کے سحر کا جواب دیتا ہو کسی کے سحر کو نہین مانتا کہ صاحبقران لڑتے ہوے
قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے کئی سحر کیے مگر صاحبقران نہ رُکے کہ اسم
اعظم وردزبان تھا جب کئی پہلوانون کو مارکر قریب پہونچے تو قیلاب پر ہاتھ
تلوار کا مارا قیلاب نے ہر چند روکا مگر تیغۂ عقرب کب رُکتا ہو تڑپ کر مثل برق
گرا سپر کو کاٹ کر تا دوابرو پہونچا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون کہ قیلاب نے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مارکر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر قیلاب نے تیر جلادیے
قیلاب نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے
سالار کو ہمراہ لیا سالار نے قدمون کو بوسہ دیا اور بصدق دل مطیع اسلام ہوا
تمام کیفیت بیان کی کہ میری وجہ سے خواجہ رہ گئے اُسکا بدلہ اُسنے یہ کیا کہ کلمات
سخت زبان سے نکالے ہم ہر چند کہ اُسکے نوکر تھے مگر کلمۂ سخت نہین سن سکتے امیر نے
بہ فصاحت و بلاغت کلام کیے اور آپ آپ کہا کیے ہر بات پر سالار وجد کرتا ہو
اور کہتا ہو یا خداوند نعمت ہم اسی کے طالب ہین اور حضور بہادر کے قدردان ہین

اسی وجہ سے سکان بھی شریک ہوا اب ساحرون پر وقت انقلاب ہی صاحبقران نے
فرمایا اب خواجہ کو حکم دیا ہی خواجہ اپنے کو بارگاہ جمشید مین پہونچا وینگے اور صورت
رہائی بادشاہ کی ہوگی خدا انکو سلامت رکھے ای سالار وہ ایسے شبر کے فرزند ہین کہ جنہنے
نو برس کے سن مین جاکر فرنگستان کو فتح کیا ہر چند کہ رستم کی وجہ سے فرنگستان جانا
ہوا کہ یہ قباد سے بگڑ کے گئے تھے مگر دونون بھائیون نے ملک فرنگستان کو فتح کیا تم
دیکھتے ہو سعد و رستم سے چشمک رہتی ہی رستم نے جو سنا کہ بھتیجا طرف طلسم نوخیز کے
گیا فوراً آئے جا بجا لڑ رہے ہین یقین ہو کہ یہ سب دلیر جو وقت فتاحی طلسم شریک
ہون حقیقت مین یہ بڑا طلسم ہی سالار نے عرض کی کہ حضور جمشید ثانی وہ ساحر ہی
کہ سب سے زبردست ہی اسکا قتل ہونا دشوار ہی اول تو اسکے معین و مددگار ہین
جب بیہوش ہوگا کوئی نہ کوئی آکر اٹھا لیجائیگا خواجہ ارادہ تو کرتے ہین پروردگار
انکی مدد کرے امیر نے فرمایا ای سالار افراسیاب سے بڑھکر کوئی ساحر نہ ہوا ہی
اور نہ ہوگا اسکے جی چھڑوا دیئے آخر کو مارا گیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا عمرو نے وہ
وہ کارہاے نمایان کیے کہ ہوشربا کے ملاحظے پر موقوف ہی افراسیاب کو عاجز
کر دیا وہ کہا کرتا تھا کہ ہزار طلسم کشا ہوتے مگر عمرو نہ ہوتا تو میرا کوئی کچھ نہ کر سکتا
قیلاب جو بیٹا اسنے آکر جا بجا نامے لکھے شاہان ملک کو لکھا کہ میرے دربند پہ
مسلمانون نے بلوہ کیا ہی میری آکر مدد کرو صاحبقران تو بارگاہ مین ہین مگر چالاک
بن عمرو بارگاہ قیلاب مین خدمتگار بنا کھڑا ہی خبر لے رہا ہی کہ آسمان سے ایک
طائر آیا اس طائر نے نامہ قیلاب کو دیا قیلاب نے پڑھا اس مین تحریر تھا کہ ای
برادر ہم طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین نام سے میرے آگاہ ہو کہ نام میرا
قبقاب فیلسوار ہی اور زوجہ میری کہ جو بلاے روزگار ہی ملکہ سیمتن غنچہ دہن ہی کہ
جسکے حسن کا تمامی طلسم مین شہرہ ہی ہم زن و شوہر آکر سب کو مار لین گے قیلاب نے
یہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اور اگالدان مین ڈالدیا یہ کیا جانے کہ خدمتگار پڑھا ہوا
ہی چالاک نے سب نامہ پڑھ لیا اور بارگاہ قیلاب سے نکلا طرف لشکر کے پہونچا تھا

کہ دیکھا خواجہ کھڑے ہین پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا اے والد نامدار بارگاہ قیبلاب مین نامہ آیا ہی کوئی ساحر زبردست کہ قبقاب فیلسوار اُسکا نام ہوا ورزوجہ اُسکی سیمتن اُسنے نامہ لکھا ہی کہ ہم دونون طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین اگر حکم ہو تو جاکر روکون خواجہ نے فرمایا یہان آنے دو سمجھا جائیگا اگر جاؤگے تو عیاری خراب ہوگی یہان آئیگا تو مین سمجھ لونگا تم اپنا حال بتاؤ کہ اِس طلسم مین کیونکر آئے چالاک نے کہا مجھکو دیو تندک نے پہونچایا مین تو کئی دن سے یون ہی مارا مارا پھر رہا تھا کہ معلوم ہوا اِس مقام پر لشکر امیر اُترا ہوا ہی اور قیبلاب عقاب سوار سے مقابلہ ہی تو مین بہ شکل خدمتگار بارگاہ قیبلاب مین گیا وہان یہ خبر معلوم ہوئی خواجہ تو یہ خبر سُنکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے مگر چالاک سوچا کہ چلکر قبقاب کو روکون یہ سوچکر چلا جب قریب کوہ بیستون پہونچا ایک گویا بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کو میرے خم خمانہ بنایا ہوتا — کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب — اِس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان — دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجھکو دیا تھا تونے — خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور — تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ وبختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا — کاش خالِ رُخ جانانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی — خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اِس غم آباد سے بہتر ہی کہ اے رب جہان — دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہی انگشت بدندان رعنا — غم نہ تھا حال جو سنتا نہ بنایا ہوتا

قضائے کار لشکر قبقاب کا ایک ساحر فیلقوس جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک گویا گا رہا ہی تمام صحرا مست ہو رہا ہی طائر زمزمہ سرائی بھولے گانے پر گوش برآواز ہین تڑپ کر گرا چالاک کو اُٹھا لے گیا بارگاہ سیمتن مین لایا

کہا اے ملکۂ عالم یہ گویّا ایسا گا رہا تھا کہ دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین اُٹھا لایا ہون
آپ اِسکا گانا سنیئے یقین ہی بہت پسند فرمائیے گا سیمتن نے کہا جنگلی گویا ہی یہ کیا گاتا
ہوگا فیلقوس نے کہا حضور سماعت تو فرماوین تو آپ کو میرے کہنے کا اعتبار ہوگا
یہ کہکے چالاک کو بیدار کیا چالاک نے جو دیکھا کہ ایک بارگاہ آراستہ ہی اور ایک
شاہزادی مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین اُٹھکر سلام کیا اور کہا حضور مین تو جنگل مین بیٹھا
تھا مین یہان کیونکر آیا امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے فیلقوس نے
کہا نوجہٗ قبقاب فیلسوار مالک کوہ مبینتون ای گوّیے اپنا گانا سُنا کہ ملکہ رضامند
ہون تجھکو کتنی ہین کہ جنگلی گویا ہی مین تیرا گانا سُن چکا ہون میرے دل کو یقین ہی
ضرور پسند فرماوینگی سیمتن نے اِشارہ کیا کہ ہان او گوّیے گانا اپنا سُنا چالاک نے
گنگنا کر چند اشعار اِسطرح گائے کہ سیمتن بہت خوش ہوئی کہا ای گوّیے اور کچھ گاؤ
چالاک نے اور ٹھُمریان گائین سیمتن نے کہا ارے تُو تو خوب گاتا ہی چالاک نے
کہا ایک کمال خوب رکھتا ہون ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے سیمتن نے کہا
شراب اُنڈیل کر پلانا کوئی بات ہی چالاک نے کہا حضور ملاحظہ فرماوینگی سیمتن
نے حکم دیا شراب منگواؤ چالاک نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر
گت ناچنے لگا شراب کو خراب کر چکا اور خوب بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے
سیمتن کے لایا سر جھکایا سیمتن نے ہاتھ مین لیکے جام پیا اب تو چالاک نے دورہ باندھا
سب کو شراب پلائی پھر تانین مارنے لگا جا بجا دست درازیان ہو رہی ہین کوئی تو
کسی کی چوٹی پکڑتی ہی کوئی کسی کو گالیان دیتی ہی کوئی اُٹھکر ناچنے لگی سیمتن نے جھلاکر
کہا اری کمبختو ہماری صحبت مین یہ ہنگامہ یہ کہکر اُٹھی چاہا کنیزون کو سزا دون کہ
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ جہان سے اُٹھی تھوڑے
عرصے مین سب بیہوش ہوئین جب سب بیہوش ہوگئین تو چالاک نے سیمتن کو ایک
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا اور آپ اُسی کی شکل بنکر لیٹ رہا قضائے کار
قبقاب فیلسوار جو اپنی بارگاہ سے اُٹھا خیال مین گذرا کہ اپنی نوجہ کو دیکھ لون

جیسے ہی بارگاہ مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین زوجہ کو دیکھا بیہوش پڑی ہی آکر
زوجہ کو ہوشیار کیا کہا کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی سمیتن نے کہا ایک گویا آیا تھا معلوم
ہوتا ہی اُسنے شراب مین بیہوشی پلائی دریافت تو کرو کہ وہ گویا کہان گیا ہرچند تلاش
کیا مگر کسینے گویّے کو نہ پایا قبقاب تو اپنی بارگاہ مین چلا گیا سمیتن نقلی نے سب کو ہوشیار کیا
محفل مین بیٹھی اب چالاک فکر مین ہی کہ قبقاب کو بھی لون بیٹھے بیٹھے کہا جا کر دیکھیون
کہ صاحب کیا کر رہے ہین یہ کہتا ہوا چالاک بشکل سمیتن چلا قبقاب نے خبر سُنی کہ
ملکۂ عالم آتی ہین برائے استقبال اُٹھا استقبال کرکے بارگاہ مین لایا چالاک کو تو
جلدی ہی کہا صاحب سب کو ہٹاو جب سب ہٹ گئے تو چالاک نے گلابی اُٹھائی
اُس مین بیہوشی ملاکر سامنے قبقاب کے پیش کی قبقاب نے چاہا پیون شراب نے
چرخ مارا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی جام ٹوٹا اور شراب نے چرخ مارا قبقاب
نے کہا ارے تو کون ہی چالاک نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن قبقاب نے ایک
دوہتھڑ زمین پر مارا کہ چالاک زمین پر گرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے
اُڑ گیا قبقاب نے جو صورت بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ یہ عیار ہی کہا او ظالم
تو نے میری زوجہ کو کیا کیا تو جو اُسکی شکل بنکر آیا تجھکو کچھ خوف نہ ہوا کہ قبقاب جو
پوچھے گا کہ شب کو کیا باتین ہوئی تھین تو کیا بتائیگا صاف صاف بتا کہ میری معشوقہ
کہان ہی چالاک نے کہا مین نہین جانتا قبقاب تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے دیکھا کہ یہ تیغۂ برہنہ لیے چھاتی پر بیٹھا ہی ضرور
قتل کر ڈالیگا ہنسکر کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا گھبراتے ہین آپ اپنی زوجہ
کو مجھسے لیجیے مین ابھی حاضر کرتا ہون اب جو قبقاب نے اپنی زوجہ کے ملنے کا نام
سُنا خوش ہوگیا سینے سے اُترا کہا اے چالاک جسقدر کہ مین روپیہ صرف کرون تجھکو
نوکر رکھ لون چالاک نے کہا حضور ہم لوگون کی اسی مین بسر ہوتی ہی کہ تنہا ہر دیوان
کو گرفتار کرنے مین کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیتے ہین لشکر مین ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیک بچہ ہی وہ لوگ بھی جابجا سے زنان حسین کو گرفتار کر لاتے

ہین اور فروخت کر لیتے ہین ہمارا اور اُستاد کا حصہ بھی آتا ہو ان باتون مین چالاک نے طول دیا مگر قبقاب گھبراتا ہو ہاتھ باندھ باندھکر کہتا ہو کہ ای چالاک مطلب کی بات کہو مین تمکو نوکر رکھ لونگا چالاک نے کہا جو حضور مجھکو نوکر رکھینگے تو ایسا خوش ہونگے کہ ملک کے ملک تسخیر کرا دونگا وجہ معاش کامل ہو کہ ہماری اوقات بسر ہو تو پھر ہم یہ کام چھوڑ دین بردہ فروشی سے باز آئین سیکڑون بہو بیٹیان اسی طرح سے فروخت کر ڈالین اُنکے مان باپ کیسے کلپتے ہونگے اُنکی بد دعا سے یہ ہمارا حال ہو کہ صد ہا روپے پاتے ہین اور خراب حال ہین اور جسم پر بوٹی نہین چڑھتی دیکھیے کسقدر نحیف و زار ہو رہا ہون خزانہ صاحبقران سے صرف تین روپے ملتے ہین کہ اُنمین سوکھی روٹی بھی نہین ہوتی مگر مجبور و ناچار کیا کرین یون ہی بسر کرتے ہین اگر ہمیشہ کو نوکر رکھ لیجیے گا تو جان لڑا دینگے وہ وہ شاہزادیان لاکر ملادین کہ آپ سیمتن کو بھول جاوین قبقاب کہتا ہو کہ ای چالاک مطلب کی بات کہو کہ میری تسکین ہو ایسا نہو کہ زوجہ میری مجھکو نہ ملے چالاک کہتا ہو کہ مطلب نکلے گا باتین تو کیجیے مجھکو یہ خوف ہو کہ ایسا نہو آج تو آپ کی غرض ہو آپ کہتے ہین نوکر رکھونگا اور کل آپ چھڑا دین تو مین کدھر کا رہا بھائیون سے چھوٹا باپ سے چھوٹا جنکی گود مین پرورش پائی اُنسے چھوٹا جو لفظ مین نے زبان سے نکالا کبھی کسی عیار نے یہ کلمہ نہین کہا کہ ہماری بردہ فروشی مین بسر ہوتی ہو جب قبلہ و کعبہ سنین گے کہ چالاک نے ایسی بات کہی سامنے افسر کے وہ زمرے سے عیارون کے نکالدینگے قبقاب فیلسوار نے کہا بھائی مین دل و جان سے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب عیار رشک کرین چالاک نے کہا مین بھی سب کام کا ہون خدمتگار مصاحب جس محفل مین کہ آپ جاوینگے جوتا لیے سر پر کھڑا رہونگا قبقاب نے کہا ای چالاک اب طول کلام ہو چکا یہ بتاؤ کہ میری زوجہ کہان ہو ورنہ آتش سحر سے جلا دونگا چالاک نے کہا کہ غصہ نہ کیجیے پہلے نوکری کو پختہ کیجیے جواب صاف دیجیے تب مین بتاؤن کہ ملکۂ عالم کہان ہین قبقاب نے کہا ارے اتنا تو کہدے کہ اسی مقام پر میری زوجہ ہو چالاک نے

کہا کہین ہو مگر آپ کو ملجائیگی اول تو کوئی کو فرائیے کرینگے گا اُسکی بخشگی کرونگا یہ کہکے اپنے منھ مین تماچے مارنے لگا کہ ہائے مین نے کیا کلمہ کہدیا اب شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہی بات منھ سے نکلی اور مشہور ہوئی اب یہ راز نہ چھپے گا ہائے سب بھائیون کو خبر ہوگی کہ چالاک ایسا عیار ہی قبلہ و کعبہ کسی کو حکم دینگے کہ چالاک کو قتل کرڈالو مہتر قران ایسا اُنکا شاگرد ہی کہ وہ راہ چلتے ایک لبفدہ ماردیگا ہائے کیونکر جان بچیگی اب مین کدھر جاؤن کہان چھپون ہائے یہ مین نے کیا کیا اپنے بھائیونکا راز کھولا قبقاب نے کہا ای مہتر والاگہر بس اب افسوس کرچکے اب بتاؤ کہ زوجہ میری کہان ہی اُسکو میرے سامنے لاؤ کہ میرے دل کو آرام آئے اندر سے دل کانپ رہا ہی اصل مین یہ کیفیت ہی عجیب صورت ہی

نظم

کیا جلد آج تیر نظر کام کرگیا
اُف تک نہ کرسکے کہ جگر سے گزر گیا

جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان
دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا

اللہ ری سیاہی شام شب فراق
مجھسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا بھی پاس رہنا آگیا مجھے
منکر ہوے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گمشدہ مین مین
ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا
تا جیب طول چاک قبا ہے سحر گیا

اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار
کوئی ذبیح کوئی طپان کوئی مر گیا

اب دست احتیاج اُٹھانے سے فائدہ
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھودیا
افراط نازکی سے گمان کمر گیا

سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

یہ اشعار پڑھکے قبقاب رونے لگا کہا ای چالاک قسم کھاتا ہون سامری و جمشید کی کہ اب کچھ عذر نہ سنونگا اور تمکو قتل کرڈالونگا چالاک سوچا کہ اب یہان سے نکاسی دشوار ہی قبلہ و کعبہ کو بلواؤن وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کسی حیلے سے مجھکو بھی نکالینگے کہا ای قبقاب تلوار کو نیام مین کرو میرا خون خشک ہوا جاتا ہی

قبقاب نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ ورنہ زوجہ سے ہاتھ اُٹھاؤنگا تمکو قتل کر ڈالونگا چالاک نے کہا صاف صاف تو یہ ہو کہ خواجہ مجھکو ساتھ لیکر آئے تھے زوجہ کو تمہاری وہ لے گئے مجھکو اُسکی صورت پر چھوڑ گئے تھے کہ قبقاب کو گرفتار کر لانا اگر آپ سے ہو سکے تو اُنکو بلوا لیجئے پھر آپ کی زوجہ ملجاے ایک تاجر جلیل قوم کا زنگی اُس سے گفتگو ہوئی تھی شاید اگر رہن سبھی رکھا ہوگا تو چھڑا لاوینگے قبقاب نے منھ پیٹ لیا کہا ای چالاک یہ تمنے غضب کا فقرہ کہا مین عمرو کو ابھی بلوا تا ہون اگر اُسکو رہن کیا ہوگا تو اُسکو اور تمکو دونون کو قتل کرونگا لیکن خواجہ عمرو کہان ہونگے چالاک نے کہا بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہونگے قبقاب نے ایک سنہری پُتلی جیب سے نکالی کہا ای ہمشبیہ سامری خواجہ عمرو کو تو جا کر اُٹھا لا وہ پُتلی چلی چالاک بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہو مگر خواجہ عمرو دربارگاہ پٹیل رہے ہین شاگردون سے فرمارہے ہین کہ چالاک غائب ہوا مجھکو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو لشکر قبقاب مین جاے اور وہان جاکر دست اندازی کرے سُنتا ہون کہ وہ بڑا ساحر زبردست ہو کہ پُتلی نے آکر آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو کھڑے ہین تڑپ کر گری اور خواجہ کو اُٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ قبقاب خلیسوار دربارگاہ پر بلڑ ہوا کہ اُستاد کو ایک پُتلی لیے جاتی ہو صاحبقران ہنر سنکر باہر نکل آئے سکان بھی ساتھ ہو سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک سنہری پُتلی خواجہ کو لیے جاتی ہو سکان نے پیچھا کیا مگر پُتلی تیز رو سامنے سے نکل گئی مگر سکان تعاقب کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہو اُس مین آئینے لگے ہین نہایت آراستہ و پیراستہ اُس مین ایک نازنین حسین موسوم بہ زعفران پوش بیٹھی ہوئی ہو سکان نے جو اُس نازنین کو دیکھا اور سراپا پر نگاہ پڑی سکتہ سا ہوگیا چاہتا تھا کہ اِس قصر مین جاؤن لیکن بسبب آئینہ بندی کے نہ جا سکا اُسکے حُسن کو باہر سے دیکھ رہا ہو کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہو بقول شاعر نظم

بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے	دام کہیے کہ دلربا کہیے

دیکھکر جسکو غش ہو آہوے چین
لاکھ تارِ نظر سے بنے مشکین

شوق مین اُسکے مضطر و پیچان
طرۂ تارِ سنبل و ریحان

عرق افشان ہر گیسوے پرخم
پردۂ شب مین جسطرح شبنم

زلف ہی یا کہ ہی شب دیجور
مانگ ہی اُس مین یا کہ ہی رہِ نور

کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا

زلف کا کھولنا بہانا تھا
مدعا ہمسے منہ چھپانا تھا

دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو
عید کا چاند اُسپہ قربان ہو

عارضِ صندل سے رکھتی ہی وہ حور
تا نہ ہو وردِ ہر کسی کا دور

جسکو خالق نے حُسن بخشا ہی
اُسکو پرواے خال و خط کیا ہی

خود نمائی سے ہی جبین کو کام
چین دکھلائے تو جو زیب کا نام

کیا کرون وصف ابروے پرخم
ہی بھی زہر کی یہ تیغ دودم

جنبش اُسکی ہی تیغ کا چلنا
اُس سے بہتر ہی سر جھکا چلنا

بیچ سے سفحانہ یہ ہلال جُدا
معجزِ نور نے دو نیم کیا

ہی یہ شرطِ شراب آب بقا
پیش بینی ہی خضر کو اُس جا

سو تو ان ناک یا الف کہیے
ایسی بینی کو دیکھتے رہیے

گفتگو ہی یہ اُسکے عاشق کی
نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

واہ کیا کہیے گورے گورے گال
قابل بوسہ پر کہان یہ مجال

ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے
عارضۂ دل کا دور ہو جائے

کیا کہون اُس دہن کو مین بیدل
ہی دہن چوم لینے کے قابل

ہو دہن غنچہ پر سخن ور ہو
تنگ مانند تنگِ شکر ہو

اُن لبون کا مسیح دیوانہ
اُن لبون سے فسون ہی افسانہ

ہوتے عاشق مزاج گر معشوق
جان دے آپ کیون نہ ہر مخلوق

دانت بھی ایسے خوبصورت ہین
کر نظیر اُنکی دے سکا نہ ہین

طرفہ ثمر ن ہی کوئی کیا جانے — اِنکے اختر تراش ہین دانے
شفقت آمیز ہر کسی سے کلام — تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام
جس پری کی زبان ایسی ہو — دیکھیے آن بان کیسی ہو

سکان جادوگر قصر سپہر نما ہر چاہتا ہی اندر جاؤن راستہ نہین ملتا قریب آئینے کے آکر سکان نے ایک دو ستھر مارا آئینہ ٹوٹا سکان ٹکر مار کر اندر گھسا جیسے ہی قصر مین آیا چرخ کھا کر گرا بیہوش ہوگیا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی چند کنیزین آگئین قوم کی حبشنین اُنھون نے آکر سکان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ایک قفس آہنی مین بند کیا چھت مین پنجرا لٹکا دیا مگر وہ پتلی خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ قبقاب مین پہونچی کہا او شہنشاہ یہ حاضر ہی پتلی کو اُٹھا کے قبقاب نے جھولی مین رکھا عمرو کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ میان چالاک بیٹھے باتین کر رہے ہین اور ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی چالاک پر غصہ کر رہا ہی خواجہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے جھک کے سلام کیا کہا قبلہ وکعبہ انکی زوجہ کو حوالے کر دیجیے عمرو نے حیران ہوکر کہا کیسی زوجہ اور کیا بیہودہ بکتا ہی چالاک نے کہا اب کچھ نہ فرمائیے معشوقہ انکی دیدیجیے اور مین نے اب آپ کا ساتھ چھوڑا شہنشاہ کا نوکر ہوگیا خواجہ نے ایک تھپڑ چالاک کو مارا چالاک نے کہا بس کنارے بیٹھیے اب نہ ہاتھ اُٹھائیے ورنہ مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا تو آپ کو مشکل پڑیگی مین نے سب حال شہنشاہ سے کہدیا ایسے مالک کہان ملتے ہین بردہ فروشی ہمسے چھوٹی خواجہ نے کہا ابے بردہ فروشی کیسی چالاک نے کہا جو ہمارا پیشہ تھا وہ ہمنے ترک کیا اب نوکری کر کے بیٹھین گے سامری وجمشید کو یاد کرینگے پھر چالاک نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے مطلب پر آئیے خواجہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی میرا دل خود پریشان ہی اور تجھ تمنے بردہ فروشی کا کیا نام لیا یہ شیوہ تو ہمارا نہین ہی چالاک نے کہا اب نہ مکریے صاف صاف کہیے باپ بیٹون مین خوب گتھم گتھا ہوئی قبقاب نے کہا ہم

اب آپس مین لڑ چکے خواجہ میرے مطلب کی کہو کہ میری زوجہ کو کیا کیا چالاک نے اشارہ کیا کہ قبولیے اور مجھکو یہان سے نکالیے میرا یہ پیچھا نہین چھوڑتا خواجہ نے کہا ای قبقاب زوجہ تمھاری رہن ہوگئی بڑا روپیہ صرف کرنا پڑیگا قبقاب نے کہا اوشہنشاہ اوج عیاری اگر اُس مردنے ہاتھ نہ لگایا ہوگا تو جو کہوگے وہ دونگا اگر اُسکی عصمت مین کچھ فرق آیا ہوگا تو تم دونون کو مار ڈالونگا خواجہ نے کہا ایسی جلادی نہ فرمائیے آپ کے غصے سے ہمارا دل کانپتا ہی خون گھٹا جاتا ہی روپیہ لیکر چلیے جنگل مین رکھدیجیے ایک درخت کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھدینگے ہم روپیہ اُٹھالین اور آپ زوجہ لین قبقاب نے کہا مجھے یہ منظور رہی مگر ایسا نہ ہو کہ آپ میری زوجہ کو نہ دین اور روپیہ مفت لے لین عمرو نے کہا آپ تشریف تو لے چلین جب زوجہ کو اپنی دیکھ لیجیے گا تب روپیہ اُٹھانے دیجیے گا چالاک نے کہا دیکھیے قبلہ وکعبہ سمجھ کے فرمائیے گا ایسا نہ ہو میرے آپ کے فساد ہو عمرو نے کہا او نالایق چپ رہ کیون بولے جاتا ہو شرم نہین آتی کہ تم شہنشاہ کے نوکر ہو اور انکی زوجہ نہ دی جاے اور ای شہنشاہ ساحران آپ کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اُسکی عصمت بچی ہوئی ہی جس شخص کے پاس ہمنے رہن رکھا ہو اُس سے اقرار نامہ لکھا لیا ہو کہ خبردار اِسکو ہاتھ نہ لگانا یہ قبقاب فیلسوار جو کہ شہنشاہ ساحران ہین اُنکی زوجہ ہی تمکو سود ملیگا اور یہ ہمارا ہمیشہ سے قاعدہ ہو کہ جسکو رہن کرتے ہین اُس مرتہن سے اقرار کر لیتے ہین کہ خبردار یہ صرف مین نہ آنے پائے ورنہ سوگنی رقم دینا ہوگی لیکن جسکو فروخت کر ڈالتے ہین تو اُس حالت مین مشتری کو اختیار رہی چاہے صرف مین لاے اور چاہے نہ لائے اختیار باقی ہی اور یہ سٹری ہوگیا ہو اِسکو بکنے دیجیے جو مین عرض کرتا ہون اُسے قبول فرمائیے آپ کی زوجہ عصمت بر قرار ملیگی اُسکا شیشۂ ننگ وناموس کیا مجال ہی کہ ٹوٹے اگر اِسکے خلاف ہو تو مین نے اپنا خون سرکار کو بحل کیا قبقاب نے جو یہ تقریر خواجہ کی سُنی خوش ہوگیا کہا مین روپیہ لیکے تمھارے ساتھ چلتا ہون مگر خواجہ اشارے سے پوچھ رہے ہین کہ یہ تو بتا کہ زوجہ

اسکی کہان ہی چالاک نے کہا راہ مین بتادونگا قبقاب کئی لاکھ روپیہ نقد و جواہرات بیش قیمت لیکر اُٹھا خواجہ ساتھ ہوے چالاک بھی ساتھ ہو راہ مین آکر چالاک نے اشارہ کیا کہ زوجہ اسکی اس خیمے مین ہی خواجہ چلتے چلتے گر پڑے ہاے درد ہاے درد و کرنے لگے قبقاب نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ نے کہا یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہی مین تھوڑی دیر کو اس خیمے مین جاؤن اور پھر نکل آؤن ذرا چپٹ باندھ لون تو درد جاتا رہے اسوجہ سے کہ مجھے آنت اُترآنے کا مرض ہی قبقاب نے کہا کیا مضایقہ ہی چالاک نے اشارے سے بتادیا کہ خیمے کے ایک گوشے مین چٹائی مین لپٹی ہوئی گٹھری ہی خواجہ نے اندر جاکر سیمتن کو چٹائی سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور ہنستے ہوے باہر نکل آئے قبقاب کے ہمراہ ہوے چالاک نے اشارے سے پوچھا کہ مطلب ہو گیا خواجہ نے کہا اب صحت کامل ہی اتنی دیر مین درد جاتا رہا اب مین نے خوب کسکر باندھ لیا قبقاب کے ہمراہ چلے کنیزان سیمتن روتی ہوئی ہمراہ ہین کہ ہماری بی بی دیکھیے کیونکر ملین اور خواجہ نے جسوقت سیمتن کو داخل زنبیل کیا تھا تو پکار کر کہدیا تھا کہ خبردار اسکو تکلیف نہ پہونچے راحت سے رہے نگہبانون نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا خواجہ نے صحرا مین آکر چالاک سے اشارہ کیا کہ تم تو بھاگو دور نکلجاؤ چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ آپ دشمنون مین رہین اور مین اپنی جان بچاؤن خواجہ نے کہا بس اب زیادہ خیر اندیشی نہ فرمائیے مین نکل آؤنگا اور مین خوب سمجھتا ہون کہ جسوجہ مین آپ فرماتے ہین مین اس رقم مین سے ایک خرمُہرہ نہ دونگا ساری رقم میری ہی چالاک سر جھکا کر خاموش ہو رہا اور اپنی جان کو غنیمت جانا اور طرف صحرا کے بھاگا خواجہ نے ایک بڑا نا قالین نکالا اُسکو بچھا کر تکیہ رکھا زنبیل سے ایک پتلہ نازنین کا نکالا اُسکو لٹا دیا اور پھٹا سا چادرہ اُڑھا دیا اور چہرہ کھلا رکھا قبقاب نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے میری زوجہ کو نکالا کہا خواجہ مین آؤن عمرو نے کہا مین طرف روپیون کے جاؤن قبقاب نے کہا جائیے خواجہ عمرو نے

جھپٹ کر سب روپیون کے توڑے اُٹھائے اور لیکر بھاگے مگر قبقاب دوڑا ہوا آیا
ہاتھ پکڑ کر نوجہ کو ہلانے لگا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا خواصون نے پکار کر کہا
واری غضب ہوا کہ ملکہ ہماری گل گئین ایک خواص نے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ ہاتھ
پیٹ مین اُتر گیا کہا حضور یہ تو مبدہ اور شہاب کی بنی ہوئی تھین کسی نے چوٹی پکڑی
اُکھڑ آئی بعد عرصہ دراز ثابت ہوا کہ یہ پتلہ بنا کر ڈال گیا قبقاب نے کہا کہ یہ حرامزادہ
سارہ بان زادہ کہان جائیگا قبقاب جھلاتا ہوا پلٹا کہا او یار دیہ عیار بڑا دھوکا
دے گئے مگر دیوانہ کر کے مارونگا سارے لشکر کو پامال کر ڈالونگا غرض یہ کہتا ہوا
قبقاب لشکر مین آیا سارے لشکر کو تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف لشکر
اسلام کے چلا اگر خواجہ بھاگے ہوئے جاتے تھے صحرا مین قریب اُس قصر کے
پہونچے باہر سے دیکھا کہ سکان جادو قفس آہنی مین بند لٹکا ہوا ہے بس عمرو کے
ہوش اُڑ گئے کہ یہ یہان کیونکر پہونچا اب دیکھکر چلے جانا یہان سے مناسب نہین ہے
اسکی فکر رہائی کرنا چاہیے ایک گویے کی شکل بنائی نے ہاتھ مین لیکر سامنے قصر کے
بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

نہین جبدن سے یار پہلو مین	دل کو ہے اضطرار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا	ہے وہ رشک بہار پہلو مین
کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر	دل ہوا ہے شکار پہلو مین
دل مشبک ہے تیر مژگان سے	زخم ہین بے شمار پہلو مین
نہین ممکن کہ اب پتہ بھی ملے	ڈھونڈھ لے دل ہزار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت	ہوئے تیر نثار پہلو مین
دل کو وارون مین جان نثار کرون	آؤ گر ایکبار پہلو مین
جام جم دیدۂ جہان بین ہے	دل ہے آئینہ وار پہلو مین
قبر بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام	آئے گر گلعذار پہلو مین

اُس نازنین یعنی زعفران پوش کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سر نکالکر دیکھا کہ

ایک گویا نحیف و ضعیف مگر انتہا کا گورا ایک مشروع کا پاجامہ اور ایک کرتا عمدہ
چکن کا پہنے ہوئے بیٹھا ہوا بیچارہ ہاہو اور اشعار عاشقانہ گا رہا ہو زعفران پوش بیقرار
ہوگئی ایک کنیز سے کہا اسکو اٹھا تو لا یہ صحرا مین کیونکر آیا یہ تو صحراے آئینہ دار مشہور
ہو یہان کوئی آ نہین سکتا کنیز نکلی خواجہ کو اٹھا لیگئی سامنے زعفران پوش کے
لائی کنیزون نے خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ جو ہوشیار ہوے تو دیکھا کہ اُسی قصر
آئینہ مین بیٹھا ہون وہ نازنین مسکرا کر کہنے لگی کہ میان گوئیے اِس صحرا مین کیونکر
آئے عمرو نے کہا حضور آفت زدہ مصیبت کے مارے صحرا صحرا پھرتے ہین تمام
تاجدار مسلمان ہوتے جاتے ہین ہمکو کوئی پیسا نہین دیتا یہان صحرا مین آکر بیٹھے
کہ شاید عنایت جمشید ثانی ہوا اور طائر ہماری مدد کرین مگر آپ ایسے قدردان اب
کہان ہین ہر ملک مین دیکھتے ہین مسجدین بنی ہین نماز روزے کا سامان ہو رہا ہو
سامری و جمشید کا کوئی نام نہین لیتا جہان دیکھو نام خدا اسے نادیدہ لیا جاتا ہو
زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب اپنا نام تو بتاؤ خواجہ نے کہا مجھکو اُستاد
ہربابی کہتے ہین مگر اِس طلسم مین بھی جابجا بلوہ ہو یہ کون شخص ہو جو قفس مین لٹکا ہو
زعفران پوش نے کہا یہ گنہگار خداوند ہو مجھپر عاشق ہوا تھا اُسی جوش مین آیا یہان
آکر گرفتار ہوا اب مجال نہین ہو کہ اِس قصر سے آکر نکلجائے مین نے اِسکو گرفتار کیا ہو
اب سامنے خداوند کے لیجاؤنگی قدرت کو اختیار ہو خواہ قتل کرین خواہ بخشین
عمرو نے پوچھا قدرت کہان رہتے ہین زعفران پوش نے کہا قصر مروارید نگار
جہان کی حاکم دردانہ گوہر پوش ہو وہان تشریف رکھتے ہین کل جلسہ ہو سب شہزادیان
جمع ہونگی میرا ارادہ ہو کہ مین بھی جاؤن اور اِس گنہگار کو سامنے قدرت کے لیے
جاؤن عمرو نے کہا بلبتان لون مجھکو بھی اپنے ساتھ لے چلیے زعفران پوش نے
کہا مین ضرور تجھکو اپنے ساتھ لے چلونگی اور تیرا گانا مجھکو بہت پسند آیا یقین ہو کہ
قدرت بھی پسند فرمائین اِسکے نام کا تو اشتہار ہو کہ جو سکان کو گرفتار کرکے لاے
منصب اور جاگیر پاسے مین حیران تھی کہ کیونکر تکلیف کرونگی جب دربند ہفتم پر جاؤن

تب سکان کو پاؤن لیکن قدرت خداوند جمشید ثانی کہ یہ خود یہان آکر پہونچا اِس
آفت مین گرفتار ہوا عمرو نے کہا یہ گرفتار بڑا مغرور معلوم ہوتا ہی قفس اُتار دیجیے
کہ مین اِس سے پوچھون کہ تو کیون مسلمان ہوا زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ ارے
قفس سکان کا اُتارو سامنے میان ہر بابی کے رکھو یہ بھی دریافت کرلین کہ کیون
مسلمان ہوا اگر یہ خوبی مذہب اسلام کی کہیگا جب قفس زمین پہ آیا تو عمرو نے قریب آکر
کہا کیون اے سکان مذہب مسلمانان مین کیا بہتری دیکھی کہ جاگتی جوت کے خداوند کو
چھوڑا کہ جنھون نے کس پرورش سے تم لوگون کو پیدا کیا اور کیا مرتبہ عنایت ہوا
سکان نے کہا میان گوتے صاحب تم کیا جانو کہ مذہب کیا چیز ہی خدا اے نادیدہ
خدا اے برحق ہی اور جمشید ثانی ایک ساحر مکار جعلساز شعبدہ باز ہی کہ جس نے
سب کو ورغلا رکھا ہی مین نے خدا اے حقیقی کا مذہب اختیار کیا گوتے نے کہا
اے ملکۂ عالم دیکھیے عقل کی کوتاہی ایک کو مانتے ہین اور پوٗنے دو سو کو چھوڑتے ہین
خداوندون سے منھ موڑتے ہین یہ باتین کرتے کرتے عمرو نے پوچھا اے ملکۂ عالم
یہ زبان مین اِسکی سوئی کیسی لگی ہی اگر حکم ہو تو اِسکو نکال لون زعفران پوش نے
کہا میان گوتے صاحب سوئی نہ نکالنا جادوگر جب قید کرتے ہین تو زبان مین اُسکی
سوئی لگا دیتے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے آنکھ کا تل دکھلا کر کہا کیون میان
سکان سوزن نکال لون سکان نے کہا خواجہ زندگی مین اِس زرد رو کے قفر
سے نکلنا دشوار ہی یہ آئینے چمکین گے ہر طرف سے روکین گے مین کس کس پر سحر کرونگا
اگر ہوسکے تو اِسکو بیہوش کرو خواجہ یہ سُنکے پلٹے اِشارہ کیا کہ ملکۂ عالم یہ جھگڑے
تو رہین گے چند اشعار سن لیجیے وقت جاتا ہی زعفران پوش نے اِشارہ کیا اچھا
میان ہر بابی کچھ گاؤ عمرو نے دوچار ٹھمریان گائین زعفران پوش بہت خوش
ہوئی عمرو نے کہا حضور آج تنبیہ اد وزہی کہ اِس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر
شراب پیون تو طبیعت کُھلے زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ میز پر گلابی رکھی ہوئی
ہی اُٹھا کر پیو کون منع کرسکتا ہی عمرو نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا بیہوشی ملا کر چاہا پیین

پھر خیال کرکے کہا کیا بے ادبی ہو کہ سرکار کے سامنے پیے لیتا ہون یہ کہکے جام لبریز کرکے سامنے کیا زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب آپ پیجیے مجھے ضرورت نہین ہو عمرو نے کہا اگر آپ نہ نوش فرمائینگی تو مین بھی نہ پیونگا جب عمرو نے یہ کہا تب زعفران پوش نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا کہا کیون بڑے میان صاحب مین جام پی جاؤن بڑے میان نے کہا ضرور نوش فرمائیے زعفران پوش نے چاہا کہ جام لبون سے لگاؤن کہ ایک آئینہ چمکا جیسے ہی آئینہ چمکا زعفران پوش نے ہاتھ روکا اور کہا اے آئینہ دار صاف صاف کہو کہ یہ کیا سحر کہ ہو کیون منع کرتی ہو دیکھا کہ جہان سے آئینہ چمکا تھا وہین سے ایک نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ آپ جام پیتے ہی بیہوش ہو جائیے گا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ آپ جام نہ پیجیے زعفران پوش نے وہ جام پٹک دیا جام ٹوٹتے ہی شراب جو زمین پر گری اتنی زمین سیاہ ہوگئی عمرو کانپ گیا جی مین کہتا ہو کہ لو غضب ہوا کہ راز کھلا اب یہان سے نکلنا دشوار ہی جھپٹ کر قریب قفس کے آیا زعفران پوش زمین کو دیکھ رہی ہو کہ زمین کیون سیاہ ہوگئی عمرو نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی سکان تڑپا کہ آئینہ پھر چمکا اسی نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا اے ملکۂ عالم اسکو جانے نہ دیجیے اگر یہ نکلگیا تو قیامت برپا ہوگی یہ عمرو عیار ہو زعفران پوش نے چاہا سحر کرون مگر سکان نے پہلے عمرو ہی کی کمر مین پنجہ مریا چاہا لے نکلون کہ آئینہ چمکا اُس نازنین نے سر نکالکر کہا خواجہ کہان جاتے ہو اے سکان ٹھہر جا سکان قریب آئینے کے جاکر گرا زعفران پوش نے اُٹھکر خواجہ عمرو و سکان کو گرفتار کیا گرفتار کرکے آواز دی کہ اے آئینہ دار خواجہ عمرو کو لیکر اپنے پاس قید کر دین آج صبح سے سوچ رہی تھی کہ سکان کی رہائی کو کوئی آئیگا میری گھبراہٹ کا یہ انجام ہوا اے آئینہ دار اگر اسکو احتیاط سے رکھا اور عمرو قید رہا تو اہل اسلام کے جی چھوٹ جاوینگے یہ وہ شخص ہو کہ جسنے افراسیاب ایسے بادشاہ کو قتل کر ایا کہ جسکا سحر مین مثل و نظیر نہ تھا اسکے مکر سے بچنا آئینہ دار نے کہا حضور آٹھ پہر جاگتی ہون

جسدن سے مسلمان آئے خواب وخور حرام ہوگیا ہر وقت یہی خیال ہو کہ قصر برباد ہوا چاہتا ہو لیکن اگر مناسب ہو تو اسکو قتل کر ڈالیے آئینے چمک رہے ہین ہر ایک کی رائے یہی ہو کہ یہ شخص قید سے نکل جائیگا چالیس کنیزین آپ کی حفاظت قصر کر رہی ہین یہ سنکر زعفران پوش اُٹھی حکم دیا بیرون قصر میدان خونی کی تیاری کر دو مین تم لوگون کی صلاح سے کام کرتی ہون میرا بھی دل دھڑکتا ہو کنیزین باہر نکلین چالیس کنیزین افسر سب کی آئینہ دار زعفران پوش بھی بیرون قصر آئی تخت پر سوار ہوئی عمرو وسکان کو کشان کشان لائی ایک مقام پر بیٹھا دیا ایک حبشی کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار کھینچکر چلی عمرو دعائین مانگنے لگا کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز تو رحیم و کریم ہو اس آفت سے نجات دے رباعی

شاہا زکرم برمن درویش نگر	بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو	برمن منگر بر کرم خویش نگر

سکان نے بھی دعا کی کہ اے پروردگار دعا قبول کر لے اس آفت سے نجات دے قضائے کار صاحبقران زبان خاصہ کھا کر آرام فرما رہے تھے کہ عالم خواب مین دیکھا کہ عمرو وسکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین گھبرا کر اُٹھے فرمایا اشقر کو لاؤ اشقر تیار ہو کر آیا امیر اُسپر سوار ہوئے فرمایا اے اشقر جس مقام پر عمرو قید ہو اُسجگہ مجھکو لے چل زعفران پوش نے یہان گھبرا کر کہا او حبشی جلد اسکو قتل کر کہ حمزہ نے ادھر کا رخ کیا یہ کہکے ہاتھ ہلایا کہا اب مین اُسکو بھی گرفتار کرتی ہون ایک آہو پشت سے نکلکر جست وخیز کرتا ہوا چلا یہان صاحبقران جو صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک آہو صحرا سے آتا ہو مگر بنہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آراستہ و پیراستہ بقول شاعر نظم

چل زر لفت پشت کے اوپر	واہ رے آہو پہ تھی پیکر
زم محبوب اُس سے عاری تھا	دل کے رستے کا وہ شکاری تھا

صاحبقران نے اُسپر گھوڑا اڑالا آہو بھاگتا ہوا جاتا ہو اشقر طرار سے بھر رہا ہو ہر مرتبہ قریب اُسکے پہونچتے ہین چاہتے ہین زندہ گرفتار کر دون مگر آہو چھلاوہ ہو جسوقت

جست کرتا ہو پچیس قدم پر جا کر ٹھہرتا ہو امیر بھی وہین پہونچتے ہین مگر آہو پھر بڑھ جاتا ہو دیر تک صاحبقران اُس آہو کے پیچھے سرگردان رہے آخر نظرون سے غائب ہو گیا ایک طرف روشنی معلوم ہوئی صاحبقران طرف روشنی کے چلے قریب آکر دیکھا کہ ایک قصر آئینہ بنا ہوا ہو داہنے مین اُس قصر کے عمرو و سکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور ایک جادوگرنی زعفران پوش تخت پر سوار اشارے کر رہی ہو کہ اِنکو جلد قتل کرو حبشن تلوار لیکر چلی کہ قتل کرون عمرو نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ اے مالک دوجہان کیا میری موت آگئی کبھی زعفران پوش سے اشارے کرتا ہو کہ ملکۂ عالم اِس سکان کو قتل کیجیے ہین تو آپ لوگون کا کھلونا ہون امیر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا یہ کہکے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری حبشن پر تیر مارا کہ حبشن کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جب حبشن گری تو زعفران پوش نے کہا لو حمزہ آپہونچا چہار طرف سے گھیر کر مارو سب کنیزین و آئینہ دار و زعفران پوش بھی ملکر سحر کرنے لگین صاحبقران کا اشقر رُکا عمرو نے پکار کر کہا کہ اے آقاے نامدار واے مولاے قدرشناس اسم اعظم کو نہ فراموش فرمایئے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا مرکب بڑھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل	کنہ وگشتہ سہراب و رُستم خجل
امیر عرب منیغم رزوگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جو کنیز کہ سامنے آئی وہ علف شمشیر آبدار ہوئی لاشے کنیزون کے زمین پر گرے اور آئینہ دار یہ کہکر بڑھی کہ مین حمزہ کو گرفتار کیے لیتی ہون ایک چھوٹا سا آئینہ ہاتھ مین تھا اُسکو چمکانے لگی صاحبقران ہر مرتبہ رُک جاتے ہین مگر جب اسم اعظم پڑھتے ہین تو مرکب بڑھتا ہو آئینہ دار سحر کرتی ہوئی سامنے پہونچی چاہا نیمچہ مارون اُسی ہاتھ مین آئینہ ہو امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا ایک تراقہ ہوا آئینہ ٹوٹا اُسی سے ایک برق چمکی

آئینہ دار کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر غبار ہو گیا امیر اُس اندھیرے مین قریب عمرو کے پہونچے اول آتے ہی سوزن زبان سے سکان کی نکالی خواجہ گرفتار سحر تھے اُنپر اسم اعظم دم کیا عمرو نے رہائی پائی اُٹھتے اُٹھتے عمرو نے ایک حقہ آتشبازی مار دیا مگر سکان نے چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے کہ زعفران پر پتھر برسنے لگے زعفران پوش نے ایک سپر فولادی بنا کر سر پر پناہ کی جو پتھر گرتا ہو سپر سینہ سپر کرتی ہو دیر تک پتھر برسے مگر زعفران پوش کا کچھ نقصان نہ ہوا پکار کر کہا او سکان ابھی چندے سحر سیکھ مین ایسے سحر کو کب مانتی ہون مگر دیکھتی ہو کہ کنیزین قتل ہوئین آئینہ دار اپنے سحر مین آپ جلی وہ قصر آئینہ بھی گرا زعفران پوش نے چاہا کہ نکلجاؤن کچھ پڑھکر شانون پر پھونکا کہ دو پر پیدا ہوئے جب پر ظاہر ہوئے تو اسنے بازوون کو ہلا دیا تخت سے اُڑی عمرو نے کہا آقائے نامدار یہ جانے نہ پائے اگر نکلجائیگی تو آفتین برپا کریگی یہ اُن سب کی افسرہ ہو امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر زعفران پوش پر مارا لیکن زعفران پوش نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر تیر آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گذرا مارے جانا زعفران پوش کا کہ دیر تک ہنگامہ رہا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی سرانام من زعفران پوش مالک قصر آئینہ بود بعد مارے جانے زعفران کے دیر تک صحرا مین اندھیرا رہا جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا تب اندھیرا دفع ہوا سکان وعمرو کو ساتھ لیکر صاحبقران لشکر مین آئے مگر جمشید ثانی ظلم وجفا کا بانی تخت پر بیٹھا ہو تقدیرین بگھار رہا ہو حکم دیا کہ ملکہ یاسمن کو لاؤ یاسمن کو سامنے بلوایا اور پکار کر کہا ای جان جہان راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آب و دانہ ترک ہو گیا انتظام دنیا مین خلل پڑتا ہو نہین معلوم کتنے پیدا ہوئے اور کتنے مرے یاسمن تو خاموش کھڑی ہو لیکن جمشید ثانی نے قصد کیا کہ اُٹھکر گلے لگا لون یاسمن نے دعا کی کہ ای پروردگار ای مالک لیل ونہار اس ظالم کی بدعت سے بچالے ایسا نہ ہو بیجا ہاتھ لگائے کہ ایک کڑاکا ہوا کنگرہ قصر گرا جمشید ثانی نے کہا آج کوئی رُکن

طلسم گرا لیکن حال نہ کھلا کہ کون مارا گیا کہ سامنے سے دیکھا چند طائر اُڑتے ہوئے آئے
جو سب کے آگے تھا اُسنے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا کہ قصر آئینہ گر گیا آئینہ دار
بالک قصر آئینہ زعفران پوش ماری گئین یہ سُنکر جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو
سامنے سے اس ظالم کو ہٹا دو اسی کے قدم کی نحوست سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہو کہ
قدرت کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ جادوگرنی مری ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا ای
برق بارہ تم اُسی صحرا مین جاؤ جا کر حفاظت کرو ایک جادوگرنی بھاری لنگا پہنے
ہوے اپنے مقام سے اُٹھی اور برا ے انتظام روانہ ہوئی برق بارہ نے جا کر
سب کے لاشے اُٹھوائے قصر آئینہ بنایا برا ے حفاظت بیٹھی اگر کوئی طائر بھی اُڑکر
آتا ہو تو اُسپر بھی دھوکا ہوتا ہو سحر کر کے اُسکو جلا دیتی ہو اگر کوئی ہرن نکلا تو اُسکو
بھی سحر کا شکار کیا جنگل مین کسی کو ٹھہرنے نہین دیتی بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہو لیکن
خواجہ عمرو کو افسوس ہو کہ بڑے تاسف کی بات ہو کہ وہ قصر گیا اور نہ اُسکی تلاشی
نہ لی شاید کچھ مال نکلتا پھر سوچتے ہین کہ اب پھر چلو چلکر دیکھ لو کہ کیا رنگ ہو خواجہ
تو اس فکر مین ہین مگر مالک دربند ہفتم قیلاب عقاب سوارہ بارگاہ مین اپنی
بیٹھا تھا کہ خبر سُنی کہ قبقاب فیلسوارہ آتا ہو کہا آنے دو اُسکا نامہ بھی آچکا ہو یہ
میرا چچیرا بھائی ہو صلاح کر رہا ہو کہ دیکھیے قبقاب آکر کیا کرتا ہو مگر قبقاب اپنی
زوجہ کے غم مین پریشان و مضطر بیقرار و ششدر رہی دور سے جو لشکر اسلام کو دیکھا
جلگیا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای مسلمانان مجھکو بتلاؤ کہ ستارہ بان زادہ کہان ہو
قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے قبقاب نے گولہ مارا کہ لشکر
اسلام پر پتھر برسنے لگے اہل اسلام پامال ہوے جاتے ہین مگر اخفش نے جو
سُنا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہو خیمے سے نکلا دیکھا کہ ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہو ہزارہا
ساحر گرا ہو اہل اسلام کو قتل کر رہا ہو اخفش نے آتے ہی سحر کیا کہ پتھر برسنا موقوف
ہوے صاحبقران زمان دتا تا ہتا تا سنکر بارگاہ سے نکلے اسم اعظم پڑھنے لگے
اسم اعظم جو پڑھکر دم کیا جو لوگ بیہوش پڑے تھے وہ سب ہوشیار ہوے مگر

قیلاب نے جو خبر سنی کہ قبقاب آتے ہی لڑائی مین مصروف ہو گیا اپنے مقام سے
اُٹھا باہر نکلا نکلکر دیکھا کہ ابر آسمان پر چھایا ہو مگر بارش نہین پکار کر آواز دی کہ اے
برادر ریحان برابر قبقاب یہ کیسا ابر بنا ہو کہ جس سے بارش آب بھی نہین یہ سحر کیون
کیا قبقاب نے پکار کر کہا اے شہنشاہ ساحران مجھکو عمرو نے لوٹ لیا میری زوجہ کو
لیکر بھاگا ہو کیا مین دم لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر قیلاب نے گولہ اُٹھا کر
طرف ابر کے پھینکا مراد یہ تھی کہ آگ برساؤن سب کو جلادون مگر ایک ساحر کہ جو
اُس ابر مین چھپا تھا گولہ آکر اُسکے سامنے پھٹا اُسنے پکار کر کہا یہ کون بے ادب ہو کہ
ہمکو ستاتا ہو سب کو قتل کرونگا ہمارے آقا نے سحر کیا ہو جو بنا سب جانین گے وہ
کرینگے اور کوئی اِس مین دخل نہ دے قیلاب مالک دربند نے پکار کر آواز دی کہ
اگر کوئی دخل دے تو تو کیون مانع ہو اُس ساحر نے آسمان پر اشارہ کیا ایک لکہ ابر
کڑک کر قیلاب پر گرا قیلاب کا سر زخمی ہوا اب تو قیلاب بگڑ گیا ایک دو ہتڑ زمین
پر مارا اور خون سر کا لیکر پھینک مارا وہ خون کے قطرے جو ابر پر پڑے ابر لخت لخت
ہو گیا سحاب ابر بار ظاہر ہوا قیلاب نے اُس ساحر کو کھینچا جب وہ قریب آیا تو
کلائی پکڑی کہا کیون بے تو نے مجھکو زخمی کیا تیرا جو افسر اعلیٰ ہو وہ میرا چھوٹا بھائی
ہو تو مجھسے دعویِ برابری رکھتا ہو سحاب ابر بار نے جواب دیا قیلاب نے جھلاکر
تمانچہ مارا کہ سر سحاب کا اُڑ گیا مرتے ہی سحاب کے لشکر قبقاب مین ہنگامہ ہوا
کئی سو ساحر دیوانے ہو گئے پہاڑون سے سر ٹکراتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ
بجوش وخروش زبانون پر جاری تھے نظم

سامنا ہونے نہ پائے اے خدا برسات کا — بے صنم بھاتا ہو کسکو دیکھنا برسات کا
فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین — رہتا ہو بارہ مہینے سامنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے — اشک تر ایسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
بے صنم بھاتی ہو کب اے دل یہ فصل برشکال — قہر ہو آفت ہو ہمکو دیکھنا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہو کسی بیدرد نے — ہو جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

اِسقدر آنسو بہائے ہمنے جل تھل بھر گئے
چشم گریان کو اجازت دے کہ پھر بار ہین
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم
ہوگیا لبریز پھر اگر گئے لاکھون کے گھر
پھر وہی چہلین وہی اٹھکیلیان ہون یار سے
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون نسیم

لوگ کہتے ہین مہینہ تو نہ تھا برسات کا
دیکھ لین گے ایک دن ہم حوصلا برسات کا
ابر تر برسے کسے ہی وعدغا برسات کا
زور اسکی تو نہایت بڑھگیا برسات کا
جلد آجائے مہینہ ای خدا برسات کا
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

قبقاب گینڈا بڑھا کر قریب قیلاب کے گیا اور کہا ای برادر یہ کیا حرکت کی کہ اُس ساحر کو مار ڈالا کہ جسکی ذات پر انتظام لشکر تھا قیلاب نے کہا ای برادر تمھارا مدعا کیا ہی قبقاب نے کہا میری زوجہ کو عمرو لے آیا ہی مین چاہتا ہون عمرو کو گرفتار کردن قبقاب نے کہا اگر سارا لشکر تباہ کر دوگے تو یہ لوگ بخوشی عمرو کو دینگے تم پلٹ چلو مین وعدہ کرتا ہون کہ عمرو کو گرفتار کردونگا غور سے دیکھو جسطرف امیر لڑرہے ہین اُسطرف سحر نہین جاتا پھر ہم کیا کرین تدبیر کر کے لڑین گے کہ شاید اُپر غالب آدین صاحبقران لڑتے ہوے قریب قیلاب پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر علٰحدہ ہوے قبقاب کو ساتھ لیکر قیلاب پلٹا بارگاہ مین لاکر بٹھایا مگر قبقاب کے حواس درست نہین مین زوجہ کی یاد مین بیقرار ہی قیلاب نے کہا مین جاتا ہون اور عمرو کو لاتا ہون اگر اُسنے تمھاری زوجہ کو دیا تو زندہ چھوڑدونگا ورنہ اُسکو قتل کرونگا قبقاب کہتا ہی ای برادر عمرو کے ساتھ سختی نہ کرنا منت وخوشامد سے میری زوجہ کو لے لینا طاؤس تیزرو عیار قیلاب بیٹھا ہی اِسنے کہا آقاے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاکر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے طاؤس تیزرو اُٹھا تلاش مین خواجہ کی نکلا مگر شاگردون نے خواجہ کو خبر پہونچائی کہ آپ کی تلاش مین طاؤس عیار آتا ہی خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ ایک آواز آئی دیکھا کہ طاؤس تیزرو اُڑا ہوا آتا ہی عمرو نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کر دیے اور شاہراہ پر آکر بیٹھے جیسے ہی طاؤس اُدھر سے نکلا

عمرو نے شیر کی آواز دی طاؤس رُکا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب
مار کر بیہوش کیا بیٹھکر طاؤس کو اپنی شکل بنایا آپ طاؤس کی شکل بنے طرف لشکر قیقباب
کے چلے قیقباب فیلسوار کر انتظار مین تھا دیکھا طاؤس آتا ہی بیقرار ہو کر دوڑا
کہا اے طاؤس کسے لایا کہا اُسی دشمن کو کہ جسکا وعدہ کر گیا تھا جنگل مین خوب تلوار
چلی مگر میرے ہاتھہ سے کیا بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کر لیا ایک مقدمہ مین نے
اور دیکھا اُسکو بیان کرتے ڈرتا ہون کہ جنگل مین ایک جھاڑی تھی وہان اِسنے
کچھہ چھپایا ہی مین اِسکی گرفتاری کی خوشی مین تھا خیال نہین کیا مگر اتنا معلوم ہو گیا ہی
کہ کسی عورت کو اِسنے چھپایا ہی قیقباب نے کہا ارے یہ بردہ فروش ہی کسی کی بہو یا
بیٹی کو چرا لایا ہوگا مگر خداوند ایسا کرین کہ میری زوجہ کو چھپایا ہو اے طاؤس تجھے
دولت دنیا سے نہال کر دونگا تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے طاؤس
نے کہا مین جان و مال سے موجود ہون جو مجھسے ہو سکے وہ پیروی کرونگا یہ کہکے لشتارہ
ڈالدیا اور آپ طرف جنگل کے بھاگا جنگل مین آکر سیمتن کو زنبیل سے نکالا زیور
سب اُتار لیا فقط ایک ساری باندھ دی پشتارہ لگا کر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ
عورت ہی مگر پہچانیے کہ یہ کون عورت ہی قیقباب نے جو اپنی زوجہ کو دیکھا کہا اے
طاؤس بڑا کام کیا بڑی خداوند نے خبر کی کہ جنگل مین کوئی شیر بھیڑیا آتا تو اِسکو
کھا جاتا مگر تو نے بڑا احسان کیا کہ ملکہ کو لایا جو تو مانگ وہ دون عمرو نے کہا مین
اِسکا مشتاق ہون کہ خوشی کیجیے اور شراب پلائیے اور پھر مین اپنے ہاتھہ سے سبکو
شراب پلاؤن اور اُس ساربان زادے کو جلاؤن قیقباب عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا طاؤس نقلی نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے قیقباب نے بہ خوشی
کلید دیدی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب کو خراب کیا خوب دل بھر کے
بیہوشی ملائی بیہوشی ملا کر چند گلابیان آراستہ کین مے ارغوانی سے معمور کر کے
سامنے قیقباب کے لائے قیقباب نے اِتنے عرصے مین زوجہ کو اپنی نہایت
عمدہ کپڑے پہنائے مگر دیکھا کہ زیور نہین ہی جی مین کہتا ہی کہ بلا سے زیور گیا یہ تو ملی

نوجہ کو اپنی پہنا اُڑھا کو مسند پہ بٹھایا اور ہوشیار کیا پوچھا صاحب تمکو عمرو کہان لیگیا
تھا اِتنے دنون کہان رہین سیمتن نے کہا صاحب کیا بیان کرون ایک مکان عالی
بنا ہوا تھا اُسمین ہزارہا کنیزین تھین مجھکو دیکھکر دوڑین مین ڈری کہ دیکھیے اب یہ کیا کرین
ایک شاہزادی حسین کوڑا ہاتھ مین لیکر آئی کنیزون کو آکر مارا اور کہا ارے حکم ہو
اِس شفتل کو آرام سے رکھنا تب کنیزین ہٹین اُس شاہزادی نے بہ محبت مجھے ایک
قصر مین لیجا کر بٹھایا تسکین دیتی تھی اور کہتی تھی کہ تھوڑے دنون مین تمھاری مدد
ہوگی کوئی تو مدعا ہی کہ ہمکو حکم ہوا کہ اِسکو صدمہ نہ پہونچانا اِس حال مین رات دن
بیٹھی رہتی تھی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا خواجہ عمرو صاحب آپ کو بلاتے ہین
پھر میری آنکھ بند ہوگئی اب مجھکو نہین معلوم کہ مین کیونکر آئی قبقاب کو یہ حال سُنکر
تعجب ہوا دل مین سوچا کہ عمرو اپنے قول کا سچا تھا جو کہتا تھا وہی نکلا اب خواجہ
نے گھنگرو پانون مین باندھے بہ شکل طاؤس گت ناچنے لگے قبقاب و سیمتین خوب
تعریفین کر رہے ہین کہ ای طاؤس کیا کہنا ہر پلٹے پر انعام دیتے ہین آرزو یہ ہو اسقدر
طاؤس کو دین کہ یہ بے نیاز ہوجاے اور کہتے ہین کہ ای طاؤس ہم تجھکو قبیلا سے
مانگ لینگے ہمارے ہی ملک مین رہنا طاؤس نقلی نے سر جھکا کر جام سامنے
قبقاب کے کیا قبقاب نے بہ خوشی پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا انہون دورہ باندھا
تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی چونکہ سب نے بیہوشی پی آپس مین
دست درازی ہونے لگی کسی نے پکار کر کہا گمبیدان صاحب آپ کی مونچھ پہ کوا بیٹھا
ہو گمبیدان نے جواب دیا کیا اِس جانور نے اڈا مقرر کیا ہو رسالدار نے کہا چپکے
بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑکر جھٹکا مارا گمبیدان
نے کہا بھائی یہ کیا ہوا کہا بھائی کوا اُڑ گیا پونچھ اُسکی ہاتھ مین رہگئی دونون آپس
مین لپٹ گئے کشتی ہوئی ایک نے ایک کو دے مارا دونون بیہوش ہوے
اسیطرح سب لڑ لڑکر بیہوش ہونے لگے کل محفل مین ہنگامہ ہوا جب دربار مین غریو
ہوا قبقاب نے کہا بارہ دہیر سے دربار کو بازار مقرر کیا یہ زن و شوہر ٹہلتے ہوے

اُٹھے کہ سب کو نکالدین بارگاہ تو پاک ہو دونون لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو
نذر زنبیل کیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام نکلتا اب نر و مادہ ایک مقام پر
ہوے بچے بھی ہو نگے غرض بارگاہ کو خوب لوٹا تنکا تک نہ چھوڑا کئی ہزار جوان یونہی
بٹھا دیے کہ منھ اُنکے کالے کیے اور ہاتھون مین جوتیان باندھ دین دروازے پر
آکر چوبدارون کے عصے لے لیے مگر یہ خیال رہا کہ عہدے سے نہ گر جائین لکڑیان لیکر
اُنکے پہلو مین رکھدین جنکے پاس سونٹے تھے وہ اُٹھا لیے جلے ہوے سوختے اُنکے
پہلو مین رکھدیے کہ عہدے اِنکے قایم رہین جب اُٹھین تو اپنے عہدے کو پہلو مین
پائین مگر طاؤس تیز رو کہ بارگاہ مین بندھا ہوا ہے آنکھون سے دیکھ رہا ہے کہ عمرو
نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا منھ سے نہین بولتا کہ ایسا نہ ہو عمرو ایک نیچہ مجھکو
بھی مار دے اسی سوچ مین ہے کہ جو چاہے کرے مگر مجھکو زندہ چھوڑ دے عمرو جب
نکلکر روانہ ہو گیا قیلاب صبح کو جو اُٹھا اِسنے خبر سُنی کہ طاؤس تیز رو میرا عیار عمرو کو
لایا ہے رات سے بارگاہ قبقاب مین جلسہ ہے اور رنگ ناچ ہو رہا ہے خیال گذرا کہ سب چلکے
بھیروین سنین حقیقت مین میرے عیار نے کیا کار نمایان کیا کہ عمرو ایسے شخص کو لایا
مین نے تو طلب نہین کیا کہ اُس سے حال کھلتا اب سب کچھ دریافت کرونگا جیسے ہی
در بارگاہ پر آیا دیکھا خادم و خدمتگار و چوبدار آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک
کلموہا کہتا ہے قیلاب نے جھپٹ کر آواز دی ارے تم سب کلموہے ہو مارکر سب کو
نکالا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا دریاے خون جاری ہے لاشے تڑپ رہے ہین
مگر صاحب جلسہ کو وہان نہ پایا پکار کر کہا ارے کس سے پوچھون کہ مالک جلسہ
کہان گئے کہ طاؤس نے آواز دی اے شہنشاہ یہ غلام آپکا بندھا ہوا ہے پلٹ کر
قیلاب نے دیکھا کہ عمرو عیار بندھا ہوا ہے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا یہ کیا ستم کیا
بتلا کہ قبقاب و سیمتن کہان ہین طاؤس نے کہا مین ہون آپکا غلام طاؤس تیزرو
مجھکو گرفتار کرکے سارہ بان زادہ لایا میری شکل پر یہ ہنگامہ کیا اپنی شکل مجھکو بنا گیا
زن و شوہر کو لے گیا پہلو تک ہاتھ لے گیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام

نکلنا اب نر و مادہ دونون کو لو بچے بھی ہونگے پھر مین نے اُن دونون کو نہ دیکھا کہ وہ دونون کیا ہوگئے اور عمرو نے ساری بارگاہ کو لوٹ لیا نہین معلوم کہ یہ سارا اسباب کیا ہوگیا اور یہان سے وہ خالی ہاتھہ گیا ہی اب میرا منتھ ہاتھہ دھلوائیے تو میرا کہنا ثابت ہو آپ کو ظاہر ہو کہ مین طاؤس ہون قیبلاب نے ڈرتے ڈرتے طاؤس کو کھولا طاؤس نے ہاتھہ منھہ پھیرے رنگ و روغن دفع کیا قیبلاب نے کہا بڑا غضب ہوا کہ زن وشوہر گرفتار ہوگئے قدرت بازپرس کرینگے اے طاؤس جا کر خبر تو لا مگر ذرا ہوشیار رہنا کہ ایسا نہو پھر گرفتار ہو جاؤ میری بارگاہ مین آفت کراؤ تمھارے اعتبار پر قبقاب پکڑا گیا بادشاہ طلسم پرسش کریگا کہ ایسے سردار جنکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہین ہو وہ گرفتار ہوے تو باعث بدنامی ہی طاؤس نے کہا مین جا کر دیکھون کہ اُنپر کیا گذری یقین ہی اول صاحبقران سوال اسلام کرین اگر وہ مان گئے تو شریک ہونگے اگر نہ مانا تو حکم قتل دینگے آپ کو یہ حوصلہ نہین کہ اپنے بھائی کو اُٹھا لائیے اُنکا جو سردار گرفتار ہوتا ہی وہ اُسکو رہا کر لیجاتے ہین قیبلاب نے کہا مین کیا کرون حمزہ تو مالک اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا بہادر بے نظیر صاحب جاہ و توقیر مجھکو بڑی مشکل پڑی ہی کہ ایسا نہو قیدیون پر کوئی اُفتاد پڑے طاؤس اُسی وقت با مہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اُسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے ہین عمرو پہلو مین کرسی پر بیٹھے ہنسکر باتین کر رہا ہی کہ امیر نے فرمایا خواجہ زن و شوہر کو نکالو اُنکا دربار سمجھا جائے یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین عمرو نے دونون کو زنبیل سے نکالا زنانون مین سوزن مبتلاے رنج و محن اب جو آنکھہ کھلی دیکھا دربار صاحبقران ہی سکان جادو و اخفش جادو اپنے اپنے مقام پر دونون بیٹھے ہین وہ دونون گھبرا گئے کہ ہم یہان کہان آئے صاحبقران نے پکار کر کہا اے قبقاب و سیمتن تمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو مذہب حافظ حقیقی و مالک تحقیقی اختیار کرو دیکھو سکان اور اخفش نے کیا آرام پایا وہ ہی قبقاب تو بڑا ہی ساحر زبردست ہی سوچا کہ اگر اِسوقت کچھ دم مارونگا

اور انکار کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا بہتر یہ ہی کہ ظاہر مین انکی اطاعت کرو اور رات کو
عمرو کو گرفتار کرکے لیچلو اگر عمرو کو پاؤن تو اسکی بوٹیان کاٹون یہ سوچ کے زوجہ کو بھی
اشارہ کیا کہ جو مین کہونگا وہ تم بھی کہنا یہ کہکے صاحبقران کو جواب دیا کہ آپ صاحب
اقبال ہین ہم دونون اطاعت کرتے ہین ہمارے شریک ہونے کا نفع آپ کو معلوم
ہوگا بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کرین خواجہ عمرو کو تا بہ بارگاہ جمشید ثانی پہونچائین امیر
نے اُٹھکر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی دونون نے قید کو توڑ ڈالا قدمون پر
صاحبقران کے مکر سے گرے عرض کرتے تھے کہ اے شہریار فرد سر بکف پیش تو اے ظل
اِلٰہ آمدہ ایم ہا سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ہا صاحبقران نے دونون کا سر چھاتی
سے لگا لیا دونون کو کرسیان ملین حکم ہوا بارگاہ انکی استادہ کرو طاؤس نے یہ سب
معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا کہ قیقاب بیٹھا کہ رہا ہی کہ خواجہ تمکو تا بہ بارگاہ جمشید
پہونچاؤنگا اور خواجہ فرماتے ہین کہ یار و مجھے ابھی تمھاری بات کا اعتبار نہین آتا
تمھارا چہرہ سیاہ ہی صاحبقران خواجہ کو منع کرتے ہین کہ خواجہ ایسے کلمات نہ کہو انکے
خلاف گذرے گا عمرو خاموش ہو رہا مگر طاؤس پلٹا بارگاہ قیلاب مین آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ حمزہ نے سوال اسلام کیا وہ دونون مطیع اسلام ہوے قیلاب نے کہا
اے طاؤس ہوسکتا ہی کہ ان دونون کو گرفتار کر لا طاؤس نے کہا غلام ابھی جاتا ہی مگر
دن بھر تدبیر کرونگا رات کو چرا لاؤنگا یہ کہکے با منہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر
صاحبقران مین آیا معلوم ہوا کہ فلان مقام پہ بارگاہ ہی مگر دن بھر قیقاب و سمنین
بارگاہ صاحبقران مین رہے شام کو اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے قیقاب زوجہ سے
کہہ رہا ہی کہ صاحب مین تو عمرو کو لونگا اور تم کسی اور کو لینا تم سکان کو لینا اگر یہ دو شخص
بارگاہ قیلاب مین پہونچ گئے تو بارگاہ صاحبقران مین سناٹا ہو جائیگا اِس فکر
مین زن و شوہر بیٹھے ہین اور کبھی بیرون بارگاہ آتے ہین دریافت کرتے ہین کہ
خواجہ عمرو کہان ہین ہرکارون سے معلوم ہوا کہ خواجہ بازار بزازان مین انتظام
کر رہے ہین مگر طاؤس نے دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو تو بازار بزازان مین ہین

اسطرف نہ آئین گے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا عمرو کی شکل بنکر تیار
ہوا اور وڑا ہوا بارگاہ قبقاب مین آیا قبقاب نے پوچھا کیون ای خواجہ عمرو اسوقت
کہان آئے عمرو نقلی نے کہا تمھاری خبر لینا منظور تھی اور ایک جام شراب بھی پیونگا اسی
وجہ سے چلا آیا قبقاب نے کہا خواجہ گلابی سے جب وہ جام نوش فرمائیے طاؤس نے
ایک جام آپ پیا ایک ایک جام زن و شوہر کو پلایا دونون گر کر بیہوش ہوئے اب
طاؤس نے دونون کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے نکلا طرف اپنے لشکر کے رستہ
لیا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہی کہ کوئی میری فکر مین نہ آتا ہو رات بھر جنگل مین پھرا کیا
صبح ہوتے لشکر مین آیا قیلاب کہ بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ اُستاد
پشتارہ بدوش آتے ہین قیلاب نے کہا جلد بلاؤ طاؤس سامنے آیا پشتارہ سامنے
ڈالدیا قیلاب نے حکم دیا کہ دونون کی زبان مین سوزن دو جب سوزن دی گئی
تب طاؤس نے ہوشیار کیا بارگاہ کو حیران دیکھ رہے ہین کہ ای قبقاب
یہان کیونکر آئے قیلاب نے پکار کر آواز دی کیون ای قبقاب کوئی سختی نہین
پڑی اور مطیع اسلام ہو گئے خداوند جمشید ثانی کو برا کہا جب وہ سنین گے تو کیسے
برہم ہونگے فرمائین گے کہ ہم کیا برے خداوند تھے اِن ساحرون کو کیا کیا مرتبے
دیے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی مگر صبح کو خواجہ واسطے مجرے کے صاحبقران کے
پاس آئے ہرکارون نے پرچہ اخبار صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے
ملاحظہ فرمایا اول یہی مضمون لکھا تھا کہ قبقاب او زوجہ اُسکی اپنی بارگاہ سے
غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ شاگرد تمھارے پرچہ دیتے ہین کہ
زن و شوہر غائب ہو گئے عمرو نے کہا مین نے تو عرض کیا تھا کہ دونون مکار ہین
مگر اُنکی آنتین اُنھین کے گلے مین پڑین کہ خود گرفتار ہوے مین جا کر خبر لاتا ہون
یہ کہکے خواجہ روانہ ہوے اُسوقت پہونچے کہ قیلاب اور قبقاب سے گفتگو ہی
قبقاب کہتا ہی ای قیلاب تمنے ہمارا مطلب دلی نہ ہونے دیا ہم مکر سے مطیع ہوے
تھے یہ سنکر قیلاب بہت جھلایا کہا اب جو گرفتار ہو کر آئے تو یہ باتین بناتے ہو

مین زندہ نہ چھوڑونگا قدرت تمھارا قتل سُنکر بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ خوب
کیا ایسے مکارون کو قتل کرڈالا اُنھون نے مابدولت کو بُرا کہا تھا اُسی کی سزا پائی
ہرچند زن و شوہر کہتے ہین مگر قیلاب نہین مانتا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد اُسی دم
حاضر ہوا کہا زن و شوہر کو قتل کر اور سر اِنکے کنگرۂ قلعہ پر رکھدے کہ لوگ دیکھین اور
عبرت کرین کہ جو قدرت سے باغی ہوگا اُسکا یہ حال ہوگا جلاد جو آیا اب تو زن و شوہر
گھبرائے پکار کر آوازدی یارو جیسا ہمنے مکر کیا اُسکا انجام پایا لیکن اگر کوئی خدمتگزار
خواجہ عمرو یہان حاضر ہو تو اُنسے عرض کردے کہ ہم بصدق مطیع ہوے مگر افسوس
ہو کہ سفر ہمارا قریب ہو اگر ہوسکے تو خواجہ آکر ہماری مدد کرین قیلاب نے کہا دیکھیو
اب اور مضمون پر آئے کہ ایک جلاد مجمع سے نکلا اُس جلاد کا ہاتھ پکڑکر ہٹایا کہا اب
مین قتل کرونگا قیلاب نے پکارکر پوچھا ارے جلاد تو کون ہو تجھکو کیا دشمنی ہو یہ تو
خداوند کا دشمن ہو اِسکا قتل ہونا ہی بہتر ہو وہ بولا مین بعد اب قتل کرونگا پہلے ہاتھ
قلم کرون پھر سر کاٹون کہ یہ بھی یاد کرین یہ کہکے قریب قیقاب آیا اشارے سے
کہا سنم مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون اور صاحبقران بھی آتے ہین جیسا
تمنے کیا ویسا پایا اگر ہم جانتے تو تمکو قید رکھتے لیکن تمنے کچھ خیال نہ کیا اُسکا یہ انجام ہوا
مین زبان سے سوزن نکالتا ہون قیقاب یہ حال معلوم کرکے ہنسنے لگا زوجہ نے
پوچھا صاحب یہ ہنسنے کا وقت ہو قیقاب نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو آگئے اب مین
دم بھر مین قیامتین برپا کرتا ہون قیلاب ہان ہان کرتا رہا کہ او جلاد ذرا ٹھہرجا
مگر عمرو نے جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی قیقاب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی اور
زوجہ کو بھی رہا کیا اب جو زن و شوہر اُٹھے کئی سو ساحرون کے سر اُڑا دیے بارگاہ
مین اندھیرا اُڑالدیا قیلاب ہرچند چاہتا ہو کہ سحر کو دفع کرون مگر تاریکی نہین دفع
ہوتی زن و شوہر سحر کرتے ہوے باہر نکلے تمام لشکر نے گھیر لیا مگر یہ دونون زن و
شوہر سے لڑرہے ہین جب ہاتھ ہلاتے ہین اور سحر کرتے ہین تو آگ برسنے لگتی ہو
قیلاب باہر نکلا ہرچند فوج کو اشارہ کرتا ہو مگر فوج دلِ وہی نہین کرتی یہی ہٹ ہو

کہ انکو گرفتار کرلو مگر جو قریب آیا واصل جہنم ہوا اور عمرو ایک ساحر بنا ہوا انکے تعاقب مین ہی لپنا اپنا کر رہا ہی لیکن جہان کوئی بڑا جادوگر آیا خواجہ جست کرکے اُسکے قریب پہونچے کہا کہ حضور سحر کیجیے اُس ساحر نے سحر کیا عمرو نے پہلو پہ آکر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا زن وشوہر بہت خوش ہوتے ہین آپس مین اشارے ہین کہ دیکھو عمرو کیا جانبازی کر رہا ہو کوئی نامی ساحر نہین بچتا کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرے کی آواز آئی کہ زمین کانپی طائر آشیانون سے اُڑے اُس آواز مین یہ ثابت ہوتا تھا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک طرف سے سکان زمین کن واخفش جادو بازو سے بازو شانے سے شانہ ملا سے ہوے آسمان پر اُڑتے ہوے آکر پہونچے آتے ہی دونون نے سحر کیا کہ دس ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف سے آواز الامان بلند ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ زن وشوہر بیچ مین فوج کے گھرے ہوے ہین فوج کے بلوے سب طرف سے ہو رہے ہین آسمان سے آگ برس رہی ہو کسی نے پانی برسایا ملازمان اخفش وسکان یہ بھی آکر گرے اسطرح کے سحر کیے کہ ہمراہیان قیلاب دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہمارے سامنے بہ آواز بلند یہ اشعار گا رہی ہو نظم

یاد آئینہ رو مین حیران ہین	درمیان مین زلف کے پریشان ہین
اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا ہ	میرے مطلب کے وقت نادان ہین
چشم مخمور و زلف و عارض یار	دشمن جان و دین و ایمان ہین
وجہ گلبانگ ہو یہ اے گلچین	حال بلبل پہ پھول خندان ہین
عشق بازی ہمارا مشرب ہو	ہم نہ ہندو مین نہ مسلمان ہین
باڑھ پر رکھ لیا ہو غیرون نے	قتل عاشق کے آج سامان ہین

	وصل حاصل ہوا اُس پریرو سے		آج رعنا غرض سلیمان ہین	

اِن اشعار کو سُنکر ایسے دیوانے ہوے کہ جاکر کنوؤن مین گرے ہزارہا جادوگر جب اِسطرح دیوانے ہوے کہ اپنے بھائی بند تک کو نہین پہچانتے بلکہ ساتھ والون کو قتل کر رہے ہین اِسطرح جا بجا جو لشکر کا انتشار دیکھا قیلاب دعا مانگنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ ہی اِس آفت سے بچائیے مین کدھر کدھر جاؤن کسکو روکون حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سکان و اخفش آگ و پانی برسا رہے ہین اور قبقاب و سیمتن نے سب کو دیوانہ کردیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ یارو لشکر سے نکل چلو اب جان نہ بچیگی سکان و اخفش نے قیامت برپا کی ہم کس کس کے سحر کو روکین اُنکے برابر نہین جب ہمارا مالک سحر نہین روک سکتا تو ہم کیا کرسکتے ہین یہ حالات دیکھ دیکھکر افسران فوج نکل گئے بعض جاکر اپنے خیمے مین چھپے مگر خیمے جلے جلکر خاک ہوے لیکن پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صاحبقران لڑتے ہوے قریب زن و شوہر پہونچے دونون کو اپنے ساتھ لیا فرمایا نکل چلو قیلاب نے دیکھا کہ صاحبقران دونون کو لے چلے اور کوئی ساحر قریب نہین جاتا جو قریب پہونچا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب آیا ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا کہ یکایک طرف سے کوہ کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سکان نے کہا ہو اخفش غضب ہوا جمشید ثانی آتا ہو سب ساحر دیکھنے لگے دیکھا تخت پر جمشید ثانی سوار کچھ رسنین ہاتھ مین دیکھا کہ صاحبقران اپنے ساتھ زن و شوہر کو لیے جاتے ہین جمشید ثانی نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ گلے مین قبقاب کے پڑا جمشید نے اُسکو کھینچ کے تخت پر اپنے ڈال لیا صاحبقران نے کئی تیر مارے ایک تیر صاحبقران کا بارہو پر جمشید کے پڑا اُسنے اُکھیڑ کر پھینکدیا اور پکار کر آواز دی کہ او سپہ سالار قدرت مین نے تجھکو یہ مرتبہ دیا مگر تونے مجکو فراموش کیا امروز فردا مین تجھکو بھی قید کرلونگا مہلت نہ دونگا صاحبقران نے فرمایا او بھگوڑے ٹھہر تو جا دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہو مگر جمشید نے زخمی ہوکر آواز دی

کہ ای قیلاب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ جا قیلاب نے اُسی وقت طبل امان بجوا دیا
دونون لشکر پلٹے مگر صاحبقران جو پلٹ کر آئے کہا خواجہ تمنے دیکھا اب جمشید ثانی
نے خود آنا شروع کیا آکر سحر کرتا ہو سکان واخفش درۂ کوہ مین چھپ گئے تھے بعد جانے
جمشید کے نکلے عرض کرتے ہوے کہ ای شہریار غلامون کو بڑا تردد ہوتا ہو کہ اب یہ
ہمکو گرفتار کرلے مگر ای شہنشاہ اوج عیاری تمھین کوئی تدبیر کروگے اگر جمشید ثانی
کو مار لو تو کل طلسم فتح ہو جائے عمرو نے کہا تم نہ از دار طلسم وساحر زبردست ہو کسی
تدبیر سے جمشید کو مارو اسطرح کی صلاحین کرتے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن
قیلاب رنجیدہ اور کبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ رہا ہو یارو دیکھتے ہو تم کہ
خداوند کیا پرورش فرماتے ہین وقت پر تشریف لاتے ہین مگر بادشاہ طلسم ایسا غافل
بیٹھا ہو کہ نہ کوئی مدد بھیجتا ہو اور نہ خود تشریف لاتا ہو ابھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
لکہ ہاے ابر آسمان پر نمایان ہوے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے زیر ابر
اُڑتے ہوے لاکھون ساحر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے ایک ساحر زبردست لیکن
نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار ہاتھ مین چند گولے پشت ساحران پر علمدار جنکے
علمون پر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم قیلاب نے حکم دیا دریافت
تو کرو کہ یہ ساحر کون ہو اور کہان سے آتا ہو ہرکارے گئے عرض کی کہ طیران بلند پرواز
کو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہو کہ جا کر قیلاب کی مدد کرو اِسوجہ سے یہ ساحر آیا ہو غرض
قیلاب واسطے استقبال کے چلا طیران نے جو قیلاب کو آتے ہوے دیکھا تخت
سے کود پڑا دونون آپس مین بغلگیر ہوے قیلاب نے پوچھا کہ ای طیران کیونکر
آپکا آنا ہوا طیران نے جواب دیا ای قیلاب شہنشاہ غافل نہین ہین روز تدبیر
مین مصروف رہتے ہین یہ خبر سُنی کہ تمپر سختی ہو ملک قبضے سے جاتا ہو مجھکو حکم دیا کہ
جا کر قیلاب کی مدد کرو دیکھو مین کیا دام مکر پھیلاتا ہون حکم ہو کہ عمرو کو گرفتار
کر کے روانہ کرو پس مین تدبیر کرتا ہون اب بارگاہ استادکراؤ تو مین رنگ جماؤن
اتفاق سے خواجہ عمرو ایک خدمتگار کی شکل پر کھڑے ہین طیران کی باتین سُن

رہے ہین جی مین کہتے ہین دیکھون کیا فتور کرے قبلاب نے بارگاہ استاد کرائی طیران اُٹھا کہا ایک چوکی لاؤ پھول اور انگیٹھی لاکر رکھو قبلاب نے یہ سب سامان رکھوا دیا طیران آیا خود چوکی پر بیٹھا اور پکار کر کہا کہ اے قبلاب یہ سحر بھی دیکھنے کے لایق ہے کہ دھوان اُٹھکر انگیٹھی سے جائیگا عمرو کو کشان کشان لائیگا عمرو نے جو یہ حال سنا تو گلیم اوڑھکر چوکی کے نیچے جا بیٹھے مگر طیران نے پھولون پر سحر کیا ایک طوق آہن پیدا ہوا کہا اے قبلاب اب ملاحظہ کرو یہ کہکے ایک دوہتھڑ انگیٹھی پہ مارا کہ دھوین نے طوق آہن کو اُٹھا لیا دھوان بلند ہو کر مع طوق آہن گرد اُسی چوکی کے چرخ مارنے لگا طیران ہرچند دستکین دیتا ہے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتا ہے مگر وہ دھوان بارگاہ سے نہین نکلتا گرد اُسی چوکی کے چرخ مار رہا ہے طیران نے پکار کر کہا اے سحر سامری کیا مین عمرو ہون کہ جو گرد میرے چرخ مار رہے ہو بہت جلد جاؤ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ نہین جا سکتے تو بھوگ دونگا یہ کہکے بوتل شراب کی زمین مین اُنڈیل دی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب زمین مین جذب ہو گئی طیران نے پکار کر کہا کہ اے بیر اب تو تدبیر کرو واسطے خداوند سامری کے جلد جاؤ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ ہزار ہا مرتبہ اس سحر کا امتحان ہوا مگر آج نیا معرکہ ہے کہ ہوش پراگندہ ہین کہ میرے ہی گرد دھوان چرخ مار رہا ہے طوق آہن بھی اسی مقام پر چرخ مار رہا ہے لاکھ چیخا پیٹا خون بھی اپنا کاٹکر دیا مگر دھوان اُسی مقام پر رہا آخر جھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ بھی چوکی کے نیچے سے نکل آئے مگر گلیم اوڑھے ہوئے ہمراہ طیران چلے طیران اُنگلیون پر کچھ شمار کر رہا ہے قبلاب نے پوچھا اے برادر کیا انجام ہوئیگا طیران نے کہا افسوس کرتا ہون کہ آج نئی بات ہوئی دستور یہی ہے کہ یہ دھوان جا کر طوق آہن حریف کے گلے مین پہنا دیتا ہے مگر نہین معلوم آج کیا سبب ہوا کہ دھوان نہ بڑھا آخر ناچار ہو کر طیران نکل آیا بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی توڑے اشرفیون کے منگائے کہا انعام بانٹونگا ملازمونکو دو دو چار چار دینے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ اشرفیون کے توڑے بٹ رہے ہین منھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو گئے ایک خدمتگار کی شکل بنے ہوئے نیچے گلیم اُتارکر

سامنے آئے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ مین صاحب اقبال ہون مجھکو زیادہ دیجیے طیران نے دس اشرفیان ہاتھہ پر رکھکر سامنے کین خواجہ عمرو نے جھپٹ کر اُٹھالین طیران نے پھر اور اشرفیان رکھین عمرو دوسری صورت بنکر سامنے آیا وہ اشرفیان بھی اُٹھالین مگر طیران حیران ہی چپکے چپکے مصاحبون سے کہتا ہے ابھی تک عمرو نہین آیا اگر عمرو آتا تو مجھکو خبر ہوجاتی عمرو نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ ساحران تم کسکی فکر مین ہو طیران نے کہا صاف تو یہ ہے کہ مین عمرو کی فکر مین ہون اگر عمرو آتا اور اشرفیان اُٹھاتا تو اشرفیان اُس سے نہ اُٹھتین مین گرفتار کر لیتا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اری حسین شعبدہ باز جلد آ عمرو کو گرفتار کر پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین دوازدہ سالہ مگر بہت تیز وطرار و عفرارہ مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی نظم

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا — شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان — کام محتاج کا ہے لیت ولعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے — واقعی زور نہین پنجہ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے — یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر یہ پاضت نے مجھے دکھلائی — دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے — عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن — جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین — امتحان مرد کا ہے جنگ وجدل مین ہوتا

عزل ونصب اُسکو ہے منظور نظر ہے آتش — لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

اُس نازنین نے یہ اشعار گاتے گاتے سامنے آکر طیران کو سلام کیا طیران بولا اے حسین شعبدہ باز اگر عمرو اس محفل مین ہے تو گرفتار کر لے وہ نازنین سب کو دیکھنے لگی عمرو کہ چوبدار بنا کھڑا تھا اُس نازنین نے قصد کیا کہ بڑھکر عمرو پر ہاتھ ڈالدون عمرو نے کہا اے ملکہ عالم دیکھیے وہ پیچھے عمرو کھڑا ہے جیسے ہی وہ نازنین پلٹی عمرو نے ایک عصا مارا کہ وہ نازنین چرخ کھا کر گری مگر پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے طیران اِسکو

لینا یہ شخص جانے نہ پائے لوگون نے چاہا عمرو پر ہاتھ ڈالدین کہ عمرو جست کرکے بھاگا لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی جس ساحر کے قریب سے گذرا دھکا دیا اور نکل گیا ایک ساحر ملازم طیران سیاہ پوش جادو نام راہ مین کھڑا تھا کہ عمرو کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو تمکو ملال پہونچے مین تمکو گرفتار کرلونگا خواجہ ٹھہر گئے کہا ای سیاہ پوش مین نے تیری کیا خطا کی ہی جو مجھکو گرفتار کریگا سیاہ پوش نے کلائی پکڑی عمرو نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اب جو عمرو بھاگا دیکھتا ہی کہ غزالان صحرا و جانوران دریا میری گرفتاری کا قصد کرتے ہین عمرو نے کئی آہو مارے کئی آہو کو دریا اور کوئین مین ڈالدیا مگر نقشب جادو کہ کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا اُسنے جو سُنا کہ عمرو بھاگا جاتا ہی کئی ساحرون کو مار گیا اور دستیاب نہین ہوتا ایک طائر کی شکل بنکر اُڑا خواجہ بھاگے ہوئے آتے تھے پلٹ کر دیکھا ساحر غلغلہ کر رہے ہین مگر کوئی پیچھے ہیرے نہین آتا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ ایک طائر خرد کو عمرو نے دیکھا کہ آکر نخل پر بیٹھا مگر شاخ جھکی عمرو سمجھ گیا کہ یہ کوئی ساحر ہی بس خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندہ تھا عمرو نے چھڑ بڑھا کر پھندہ گلے مین اُس طائر کے ڈالا اور جھٹکا مارا کہ نقشب گرا عمرو نے جھپٹ کر جا ب مار دبا وہی طائر بنا ہوا عمرو نے جنگل سے لاکر زبان مین سوزن دی اور سوئیان چبھوئین طائر کو غربال کیا طائر کی جان پر صدمہ ہی تڑپ رہا ہی خواجہ نے کہا او بھیا اپنی صورت اصلی بنا ورنہ چھید چھید کے مین مار ڈالونگا تب تو نقشب نے اِشارہ کیا کہ سامنے جو حوض ہی اُسکا پانی مجھپر ڈالدیجیے تو مین بہ صورت اصلی ہوجاؤن خواجہ نے پانی ڈالا صورت طائر تبدیل ہوئی دیکھا عمرو نے ایک جادوگر نہایت مہیب بہ شکل عجیب و غریب سامنے بیٹھا ہوا ہی عمرو نے کہا ای نقشب دیکھا تو نے کہ مین نے تجھکو کیونکر گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو اور چلکر دیکھ سکان و اخفش کس آبرو سے ہین تجھکو بھی مرتبۂ اعلی ملیگا صاحبقران تجھکو عہدۂ جلیل دینگے اگر بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کریگا تو صاحبقران اپنا محسن جانینگے وہ مرتبہ تیرا کرینگے کہ عالم عالم رشک کریگا ہر ایک کا یہ قول ہوگا کہ نقشب نے رہائی

شاہ کی تدبیر کی اے نقشب اب غرور کو کام نہ کر نقشب نے یہ سنکر سر جھکا لیا خواجہ نے
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا طاؤس تیز رو یہ معاملہ دیکھ رہا تھا کہ دیکھا اِسنے کہ عمرو
نقشب کو گرفتار کرکے لے چلا اِسنے جھپٹ کر روکا اور پکارا کہ او ساربان زادے
نقشب کو کہان لیے جاتا ہی عمرو پلٹا طاؤس نیچے مارنے لگا خواجہ پشتارہ زمین پر
رکھکر لڑنے لگے نیچے روک رہے ہین حلقہ ہاے کمند کمر سے گراتے جاتے ہین حلقے
عمرو نے گرا کر خس پوش کیے اور جھپٹ کر نیچہ مارا طاؤس پیچھے ہٹا دوبارہ اُسنے
بھی گھسکر نیچہ مارا ابیچ حلقہ ہاے کمند مین آگیا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے
حباب مار کر طاؤس کو بھی بیہوش کیا دونون کا پشتارہ باندھا تلے اوپر دونون کے
پشتارے لگا کر خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے سامنے صاحبقران کے لائے
کہا آقاے نامدار اب اور فکر مین کرونگا مگر یہ ساحر جو آیا ہی ایسا زبردست ہی کہ مجھکو خوف
ہی کہ میری آمد و رفت موقوف ہو جائیگی آج اُسنے وہ سحر کیا تھا کہ اگر مین لشکر مین
ہوتا تو گرفتار ہو جاتا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ یون چھڑکی کے نیچے چھپا سکان
نے کہا خواجہ اِس سحر کا اور کچھ دفعیہ نہ تھا تمنے وہ کام کیا کہ یہی سامری و جمشید لکھ گئے
ہین خوب اپنے کو بچایا حقیقت مین کار نمایان کیا کہ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچے اور
خواجہ یہ نقشب جادو قصر سامری کا رہنے والا ہی اگر یہ پیروی کریگا تو قصر ہفت جوش
مین پہونچا دیگا غلام بھی ہمراہ چلیگا خواجہ نے نقشب و طاؤس کو ہوشیار کیا نقشب نے
سکان کا مرتبہ اعلیٰ دیکھا اور اخفش کو دیکھا کہ دنگل زرین پر بیٹھا ہی مشیرون مین شریک
ہی سکان نے اُٹھکر نقشب کو سمجھایا کہ اے نقشب ساحرون پر زوال ہی مسلمانونکا
جلال ہی اور انصاف کرو کہ جمشید ثانی بھی ایک انسان ہی تم لوگون نے خداوند بنایا
کہ اب وہ تقدیر مین بگھارتا ہی بلبلایا کرتا ہی سات سو ملک والے اُسکو سجدہ کرتے ہین
وہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائیگا یا مارا جائیگا
یا گرفتار ہوگا اِسطرح سکان نے سمجھایا کہ نقشب نے اشارہ کیا کہ مین مطیع اسلام
ہوتا ہون اُٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گرا کہا آقاے نامدار آج یہی عہد کرکے چلا

تھا کہ اگر گرفتار ہوگیا تو شریک صاحبقران ہونگا عمرو طرف طاؤس کے متوجہ ہوا
کہ مہتر صاحب آپ فرمائیے تمکو کس طور سے گرفتار کیا طاؤس نے سر جھکا لیا کچھ سوچنے
لگا سوچ سوچ کے کہا اُستاد مین شاگرد ہوتا ہون عمرو نے جو یہ سُنا اور چہرہ اُسکا دیکھا
بہت خوش ہوگئے فرمایا ای طاؤس تجھکو اولاد سے زیادہ عزیز رکھونگا یہ کہکر طاؤس
کو کھولا فرمایا شاگردی کے لیے کچھ شیرینی چاہیے خدمتگار گئے طاؤس نے دو روپیہ
نکالے عمرو نے کہا ای مہتروالا گہر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ تمہارا بھائی ہی تو
سب کو حصہ پہونچے طاؤس نے کہا اب آپ کے ساتھ عیاری کرونگا کسی ساحر کو مارونگا
کچھ مال ملیگا تو خدمت مین حاضر کرونگا عمرو نے وہ قلیل شیرینی منگوا کر طاؤس کو شاگرد
کیا کہا ای فرزند خبر تو لاؤ کہ طیران بلند پرواز کیا کررہا ہی طاؤس روانہ ہوا بعد جانے
طاؤس کے چالاک نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی جاؤن مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ
یہ مقدمۂ سحر سے بھی آگاہ نہین ہی ایسا نہو کہ گرفتار ہوجائے خواجہ نے کہا بسم اللہ
ای فرزند خیال رکھنا مین طاؤس کو تمسے لونگا مگر طاؤس جو چلا بصورت مبدل لشکر
طیران مین آیا خبر سُنی کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی طاؤس بلاتکلف بارگاہ طیران مین آیا
دیکھا ایک چوکی پر بیٹھا ہوا پھولون کو نوچ رہا ہی طاؤس کو خیال ہوا کہ اسکو کسی
نہ کسی طرح گرفتار کرون لیکن طیران نے پھول نوچکر زمین پر پھینکے چند پنجے سنہری
پیدا ہوے ایک ایک ہار لیے ہوے ایک پنجے نے وہ ہار گلے مین طاؤس کے
پہنا دیا طاؤس گر کر تڑپا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا طیران نے کہا او بیحیا تیری
خبر تو آگئی کہ تو شاگرد عمرو ہوا طاؤس نے کہا مین تو عمرو کو دم دیکر آیا تھا کہ اپنے
آقا سے جاکر ملون مگر آپ نے گرفتار کیا طیران نے کہا اگر تیرا باطن صاف ہوتا تو
یہ پھول مُرجھا جاتے پھول تو شگفتہ ہین مین تجھکو قید کرونگا پکار کر آواز دی کہ جلد
خاموش جادو کو بلاؤ ایک چوبدار سامنے کھڑا تھا وہ پکارتا ہوا باہر نکلا خاموش
سامنے آیا کہا مردہے صاحب کیا ہی مردہے نے کہا تمکو شہنشاہ بلاتے ہین خاموش چلا
مردہے نے راہ مین جیب سے چند خرمے نکالے ایک آپ کھایا اور ایک خاموش کو دیا

کہا یہ باغ سامری کا تحفہ ہی اسکے کھانے سے قوت دماغ بڑھتی ہی خاموش نے وہ خربا
کھایا چند قدم چلا بیہوش ہو گیا چوبدار نے خاموش کو درہ کوہ مین ڈالدیا خاموش
کی شکل بنکر سامنے طیران کے آیا کہا غلام حاضر ہی کیا حکم ہوتا ہی طیران نے کہا یہ طاؤس
گرفتار ہوا ہی اسکو لیجا کر قید کرو مگر اچھی طرح حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ عمرو آکر اسکو رہا
کرلیجاے یہ کہکے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھو خاموش نقلی نے اول مہتر طاؤس
کی مشکین باندھین پشتارہ لگا کرلے بھاگا باہر نکلا طرف لشکر صاحبقران کے بھاگا
چند ساحرون نے دیکھا کہ طرف لشکر صاحبقران کے جاتا ہی پکار کر آواز دی میان
خاموش کہان جاتے ہو چالاک نے پلٹ کر جواب دیا کہ ہم مہتر چالاک بن عمرو
خاموش درہ کوہ مین پڑا ہی اسکو نکال لینا ایسا نہ ہو کہ مصیبت مین مرجاے یہ کہکے
چالاک بھاگا لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران بارگاہ مین تھے چالاک نے لاکر
طاؤس کو حاضر کیا صاحبقران نے حال پوچھا چالاک نے کل کیفیت بیان کی امیر نے
چالاک کو خلعت دیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ فرزند کو خلعت ملا گھبرا کر اٹھے پکار کر
کہا اے فرزند حقیقت مین اب تمھارا کوئی مثل نہین ہی تمھین کو جانشین کرونگا چالاک نے
خلعت اتار کر پیش کیا کہا یہ حاضر ہی اسکو زنبیل مین رکھیے خواجہ نے وہ خلعت لیکے
خوشی خوشی زنبیل مین رکھا چالاک کو بہت پیار کیا طاؤس نے کہا اے مہتر چالاک
تمھارا کیا کہنا تمنے وہ احسان کیا کہ عمر بھر یاد رکھونگا کیون نہ ہو فرزند خواجہ ہو جو
عمدہ تمھارے واسطے ہو زیبندہ و سزاوار ہی یہان طیران نے بعد تھوڑے عرصے
کے حکم دیا کہ خاموش جادو کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے گئے کہین پتہ نہ پایا آکر طیران سے
کہا کہ خاموش کا پتہ نہین ملتا کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ہم لوگ واسطے خبر کے گئے تھے
پلٹے آتے تھے کہ درہ کوہ سے رونے کی آواز آئی جا کے دیکھا کہ خاموش بندھے
پڑے ہین ہمنے خوف سے رہا نہین کیا اگر حکم ہو تو لے آوین طیران نے حکم دیا کہ جاکر
اسکو لاؤ کہو مین نے قیدی تمھارے سپرد کیا تھا اُس قیدی کو لائیے اُس سے پوچھین کہ
درہ کوہ مین کیونکر پہونچا ہرکارے جاکر خاموش کو ہوشیار کرکے لاے طیران نے

پوچھا تو نے قیدی کو کیا کیا خاموش جادو دیکھنے خاموش ہوا جب بہت پوچھا تو عرض
کی کہ غلام کو ایک چوبدار نے بلایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہوگیا آنکھ جو کھلی
دیکھا بند ھا ہوا پڑا ہون طہران کو بڑا تعجب ہوا حکم دیا خاموش کو قید کرو خاموش
بیچارہ بیوجہ قید ہوا مگر خواجہ عمرو سے بعد اس مقدمے کے نقشب نے کہا کہ ای شہنشاہ
عیاران مین دربار خداوندگار رہنے والا ہون اگر حکم ہو تو آپ کو لے چلون عمرو خوش
ہوگیا کہا ای نقشب چلو اگر تمنے مجھکو وہان پہونچایا اور اُسکو تمھارا مسلمان ہونا
نہین معلوم ہوا ہی تو بیشک مین عیاری کرونگا نقشب نے کہا میرا ایک بھائی
مذہب جادو وہی اُسکی شکل ہی مین تمکو لے چلونگا خواجہ نے نقشہ دریافت کیا گوشے
مین جو جا کر نکلے نقشب نے کہا ای ہے ادر تم کہان تھے مین اب مطیع اسلام ہوا خواجہ
ہنس پڑے کہا ای نقشب صورت مین تو فرق نہین ہی نقشب نے کہا مین نے
ایسا موافق پایا کہ دھوکا کھایا مین جانتا تھا کہ خاص میرا بھائی آگیا یہ کہکے تخت سحر
بنایا خواجہ کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا چلا قضاے کار جمشید ثانی ظلم و بدعت کا
بانی سوار ہوکر براے سیر نکلا تھا راہ مین نقشب نے دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین ایک لکہ ابر آسمان پر تڑپ رہا ہی نقشب نے گھبرا کر کہا خواجہ معلوم
ہوتا ہی جمشید ثانی آتا ہی یکایک وہ ابر پھٹا دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار ہی نقشب
واسطے سجدے کے جھکا خواجہ نے بھی دو انگلیون کی محراب بنائی اور واسطے سجدے
کے جھکے جمشید نے کہا ای نقشب ہمکو کیون سجدہ کرتے ہو تم تو مطیع اسلام ہوے
نقشب نے ہاتھ باندھکر کہا یہ خبر جھوٹ کسنے کہی ہین تو اُسی طرح تابعدار ہون
مگر خواجہ نے جو دیکھا کہ نقشب اور جمشید سے باتین ہونے لگین سمجھے کہ اسکو معلوم
ہی فوراً تخت سے کود پڑے اور پکار کر کہا کہ مین اُسکو بلا لاؤن یہ کہکے گلیم اوڑھ لی
جمشید نے نقشب کو گرفتار کیا پوچھا بھائی تیرا جو ساتھ تھا یہ کیون بھاگ گیا ہی
کسکو بلانے گیا ہی نقشب نے کہا غلام نہین سمجھا آپ کا غصہ دیکھکر کانپ کے بھاگا
جمشید ثانی نے کہا او مکار تو عمرو کو ساتھ لایا تھا کہ میرے دربار مین لے جاے

جسقدر یہ طائر ہیرے ہمراہ ہین آٹھ پہر یہ سب مجھکو خبر ہین دیا کرتے ہین مجھکو مفصل خبر پہونچی کہ عمرو تمکو گرفتار کرکے لے گیا تم مطیع اسلام ہوے اور یہ بھی طائرون نے خبر دی کہ نقشب عمرو کو ساتھ لیکر آتا ہی اِسی سے ہین واسطے شکار کے آیا کہ راہ ہین چالکر رو کون جمشید ثانی نقشب کو گرفتار کیے ہوے یہ باتین کر رہا ہی کہ آواز آئی یا خداوند نیری دہائی ہی فوراً جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک مہ جبین شعلۂ جوالہ غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کھڑی ہوئی فریاد کر رہی ہی جمشید کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی کہ اہ بندی قدرت تجھکو کسنے ستایا نازنین نے کہا تخت اُتار یے نیچے آئیے تو ہین اپنا حال مفصل عرض کرون جمشید نے تخت اُتارا نازنین نے قریب آکر جمشید کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا یا خداوند شوہر میرا بڑا بدکار ہی تمام اسباب میرا جوے ہین ہار دیا آج صبح کو مارنے دوڑا تو ہین بھاگی آپ کی تلاش ہین نکلی تھی کہ اِس مقام پر آکر آپ کا جو تخت دیکھا فریاد کرنے لگی آپ کا شکر کرتی ہون ایسی تقدیر کیجیے کہ شوہر میرا مجھپر مہربان ہو یہ ظلم و بدعت بھول جاے جمشید نے کہا اب تیرا شوہر تجھکو نہ ستائیگا ہین نے اُسکا دل بدل دیا اب تجھپر مہربان ہوگا مگر خواجہ جسوقت سے اِس عورت کی شکل بنکر آئے تمام طائر چاؤن چاؤن کرتے ہوے سامنے جمشید کے آتے ہین مگر جمشید ثانی ایسا حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی کہ طائرون کی نہین سُنتا چاہتا ہی دم دیکر اسکو لیجاؤن مطلب حاصل کرون خواجہ طائرون کو دیکھکر گھبراتے ہین ہوش پراگندہ باتین کر رہے ہین اور ہاتھ پاؤن ہین رعشہ کئی طائر تڑپ کر سامنے جمشید کے آئے اپنی زبان ہین کچھ کہا جمشید نے منھ پھیر لیا اب جو جمشید پلٹا خواجہ نے حباب مارا جمشید لہرا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون ہین عیار صاحبقران	مرے نکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش کمو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو

	دوندہ جہانگرد وطرار ہون		جہانگیر عالم کا عیار ہون	

جیسے ہی جمشید بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے چاہا اُٹھا لون سب طائر چاؤن چاؤن کرکے
گرے عمرو کو پر مارتے تھے عمرو نہ اُٹھا سکا جب چاہتا ہو قریب جاؤن وہ طائر آکر حائل ہوتے
ہین عمرو نے خنجر نکالا طائرون کو قتل کرنے لگے جس طائر پر خنجر مارا سر اُسکا کٹ گیا مگر پھر
جسم سے ملا اُسی طرح زمزمہ سرائی کرنے لگا اب تو عمرو حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون ناگاہ
زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او ساربان زادے
خبردار قدرت کو ہاتھ نہ لگانا عمرو نے دیکھا کہ ایک پُتلہ فولادی آواز دیتا ہوا آتا ہی
عمرو پتلے کو دیکھکر ایک غار مین کود پڑا اُس پتلے نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی
جو آنکھ کھلی اور پتلے کو اپنے قریب پایا گھبرا گیا کہا کیون او نالایق حفاظت مین قدرت
کی ایسی دیر کرتا ہی کہ عیار نے مجھکو بیہوش کیا اور قودیہ مین آیا پتلے نے کہا یا خداوند
طائر تو ابتدا سے آگاہ کرتے تھے مگر آپ نے سماعت نہ فرمائی ایسے محو دیدار ہوے
طائرون نے عمرو کو آپ کے قریب نہین آنے دیا مین گوشے سے دیکھ رہا تھا آخر
تکلیف کی اور اب آپ کو آکر ہوشیار کیا علاوہ تعریف کے آپ خفا ہوتے ہین پتلے
نے جو یہ ڈٹ کر کہا جمشید کو بڑا غصہ آیا ایک تمانچہ مار دیا کہ پتلا جلنے لگا مگر پکارتا تھا
کہ یا خداوند آپ نے بڑا ستم برپا کیا مجھ ایسے نگہبان کو مار ڈالا خواجہ نے جب دیکھا تھا کہ
جمشید کو نہین اُٹھا سکتا تو نقشب کی زبان سے سوزن نکال لی تھی نقشب نکلگیا
تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ جمشید ثانی پتلے کو جلا کر روانہ ہو گیا تو غار سے باہر نکلے
سمجھے کہ نقشب لشکر مین ہمارے گیا ہوگا مگر نقشب پر یہ کیفیت گذری کہ جب خواجہ
سے جدا ہوا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا خاک اُڑ رہی ہی صحرا کرہ نار معلوم ہوتا ہی کسی طائر
کا اُس مقام پر گذر نہین چشمے خشک پڑے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی او دشمن خداوند
کہان جاتا ہی نقشب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت لحیم و شحیم ہاتھ مین رسن
سحر اُسکو جنبش دیتا ہوا آتا ہی نقشب کو دیکھکر آواز دی کہ میان جانے والے ٹھہر جاؤ
نقشب نے چاہا تڑپ کر نکلجاؤن لیکن اُس جادوگر نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ

لگا مین نقشب کے بہا کھینچا ہوا لیے چلا ہر چند نقشب عذر کرتا ہی مگر وہ جادوگر نہین سنتا
اور لغر سے کہتا ہی کہ مین رستخیز جادو مالک صحرائے رستخیز مجھکو قدرت نے خبر دی تھی کہ جب
نقشب اسطرف سے آئے تو اسے گرفتار کر لینا اسوجہ سے مین برائے گرفتاری آیا ہون
اور تجھکو تنبیہ کر کے پاس قدرت کے روانہ کرونگا وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب
جانین وہ دین اگر حکم قدرت نہ بجا لاؤن تو جلکر خاک ہو جاؤن نقشب دعائین مانگنے
لگا کہ ای پروردگار اس ظالم سے بچائے نظم

خداوندا تہم بارو زگردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید	درین شب روسپیدم کن چو خورشید
توئی یاری رس فریاد ہر کس	بہ فریاد من فریاد کن رس

بیقرار ہوکر جب نقشب نے دعا کی رستخیز نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک طفل چہاردہ
سالہ پائجامہ مشجر کا پہنے ہوے آب روان کا کرتا کلاہ زرین مگر ڈھلکی ہوئی کڑے
سونے کے ہاتھون مین پہنے ہوے چمکتا ہوا سامنے آتا ہی یہ اشعار زبان پر جاری نظم

دو ٹکڑے کر چکی کہین تیغ دو سر کی چوٹ	سر کو بتا کے کر چکا قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان	پتھر کی چوٹ ہی مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اسکو ہوگا سنکے مری آہ دردناک	جس دل نے کھائی ہوئیگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہی دل بھی ہی	کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
ای آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر	پیدا کیا ہی تمنے بھی شمس و قمر کی چوٹ
ہر مین کو اپنی بزم مین او بت جگہ نہ دے	پتھر کو کاٹتی ہی یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہی آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد	پڑ رہا ہوا ہین دکھتی ہی جیسے بشر کی چوٹ
دلکو لگی ہی چشم سیہ کی تری نظر	رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ
بدتر نہین ہی غم فرزند سے کوئی	دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو	اسکے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین	آتش بجھا ہی دیتی ہی انسان کو سر کی چوٹ

وہ لڑکا اسطرح یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی مگر مبہوت ہو رہا ہی گریبان کی دھجیان پھٹی ہوئی ہین
خاک اڑاتا ہوا رستخیز ٹھہر گیا پکار کر کہا میان صاحبزادے کس فکر مین ہو کیسے اشعار گاتے
ہو اس صحراے ویران مین کیونکر گذر ہوا ہم لوگ ویرانے سے گھبراتے ہین تجھ ایسے معشوق
رشک قمر کا کیونکر گذر ہوا لڑکے نے ٹھنڈی سانس کھینچی سامنے آکر کہا کہ اپنا نام و نشان
کیا بتاؤن آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ مونس نہ ہمدم گرفتار رنج و الم ہون
طوفان شاہ باپ میرا بادشاہ جلیل غربا کا کفیل ہین بدنصیب اسی کا بیٹا ہون ساحل تاجدار
خطاب ہی لیکن اس تصویر پر عاشق ہوا دیوانہ ہو کر نکل آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھائے
رستخیز نے کہا تصویر ذرا مین دیکھون کہ کس ظالم کی تصویر ہی کہ تمھاری یہ نوبت بنائی
کہ مین پریشان ہو گیا عمرو نے لفافہ ہاتھ مین دیا کہا اسکے اندر تصویر ہی مگر براے خدا
تصویر کھولنا نہین ایسا نہ ہو کہ میلی ہو جاے تو میرے دل پر میل رنج و الم پہونچیگا رستخیز
نے لفافہ ہاتھ مین لیا اسے کھولنے لگا ایک دھوان نکلا کہ رستخیز بیہوش ہو کر گرا خواجہ
نے خنجر سے اسے حلال کیا لباس اتار لیا نقشب نے رہائی پائی اس راہ مین تین جنگل ایسے
ملے ہر مقام پر نقشب گرفتار ہوا اور خواجہ نے رہا کیا بمشکل لشکر مین پہونچے سکان
جو آتے ہوے خواجہ عمرو و نقشب کو دیکھا بڑھکر پوچھا اے نقشب کہو کیا گذری نقشب
نے سب حال بیان کیا اور پھر عیاری خواجہ کی مدح و ثنا کی اور کہا کہ اگر خواجہ ساتھ
نہ ہوتے تو زندہ آکر تم لوگون سے نہ ملتا علاوہ جمشید ثانی کے راہ مین جو ملا اسنے
گرفتار کیا مگر خواجہ نے بہ عیاری ان سب کو مارا اور مجھکو رہا کیا بمشکل یہانتک پہونچا
سکان نے کہا خواجہ ایک معشوقہ جمشید کی ہی یہان سے قریب ایک باغ ہی اس مین
رہتی ہی اگر اسکو گرفتار کرو تو جمشید دھوکا کھاے خواجہ نے کہا اے سکان مین جاتا
ہون ذرا اپنے بتا دو کہ کسطرف وہ باغ ہی سکان نے کہا یہان سے شمال کی جانب ایک
باغ موسوم بہ روح افزا ہی اسی باغ مین وہ معشوقہ جمشید ثانی رہتی ہی اور خواجہ
مین بھی فکر مین رہونگا تم چلو تعاقب مین مین بھی آتا ہون یہ سنکر خواجہ روانہ ہوے
ایک صحرا طے کر کے دوسرے جنگل مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہی

چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر سب کے سامنے آئے ایک نے کہا گل اندام کہان غائب ہوگئی تھی دیر سے ملکہ تجھکو پکار رہی ہین یہ سنکر عمرو اندر آیا دیکھا ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تختہاے سرسبز و شاداب چمن نرگس شہلا معلوم ہوتا ہو کہ معشوقون نے اپنی آنکھین لگا دین ایک طرف تختہ سنبل پیچان صاف ظاہر ہو کہ معشوقان پریچہرہ نے زلفین عنبرین کھول دی ہین لالہ با دل داغدار صاف ثابت ہو کہ عاشقون کے دل کا نشان ہی سرو لب جو پر قد محبوب کا گمان ہر طرف طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی وسط باغ مین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہو اُس مین ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزان زرین پوش جب خواجہ سامنے پہونچے اُس نازنین نے کہا کہ ای گل اندام کہان گئی تھی مثل دیوانون کے ماری ماری پھرتی ہو خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم ہر وقت گلچینی گلشن جمال کی کیا کرتی ہون نوکری پر مرتی ہون مہینون اپنے گھر نہین جاتی شاید کسی کام کو چلی گئی لیکن اگر حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون یقین ہو کہ حضور کے بھی خلاف ہو خداوند کو یہ مناسب نہ تھا یہ سنکر وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای گل اندام اپنے کو ہلاک کرونگی اگر قدرت مجھپر سوت لاے تو مجھکو زندہ نہ پاوینگے اور بہت ہی پچتاوینگے گل اندام نے کہا ابھی باعث خرابی نہین ہو حضور ذرا کنارے چلین مین مفصل عرض کرونگی اگر اُسکا بندوبست کیجیے اور قدرت سے بگڑیے گا تو کیا عجب ہو کہ یہ امر موقوف رہے اگر دو چار دن گذر جاوینگے تو پھر کچھ بھی نہ ہو سکیگا یہ سنکر وہ نازنین اُٹھی کہا بوا گل اندام تم نہ پیروی کروگی تو پھر کون پیروی کریگا گل اندام سرو قد کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئی باتین کرتے کرتے گل اندام نقلی نے حباب مارا سرو قد بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے کنیزون سے اشارہ کیا کہ صندل رگڑکے لاؤ کہ درد سر بہت ہو کنیزین صندل رگڑکے لائین عمرو نے پیشانی پر لگایا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے باغ کی بہار کو ترقی ہوئی کنیزون نے عرض کی واری

معلوم ہوتا ہی کہ خداوند آتے ہین خواجہ سنبھلکر بیٹھے کہ ابر آکر سپٹا دیکھا جمشید ثانی لباس
فاخرہ پہنے ہوے تاج سر پہ ہنستا ہوا آتا ہی جب تخت کے قریب آکر پکارا کہ صاحب
ذرا میرے پاس آؤ سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی بہ ادے تسلیم خم ہوئی جمشید نے کہا
آج کیا باعث ہی کہ قواعد قدیم مین فرق آیا عمرو نے منھ بنا کر کہا کہ صاحب میرے سر مین
درد ہی نہین معلوم اپنے مقام سے کیونکر اُٹھی تمکو قواعد کی پڑی ہی جبکہ بیٹھو طبیعت
حاضر ہوگی تو بات کرونگی ورنہ اسوقت چلے جاؤ زیادہ نہ ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ کچھ خلاف
ہو میرا مزاج درست نہین ہی جمشید ثانی باتون مین بہلا رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون خواجہ ہاتھ جھٹک دیتے ہین جمشید ثانی بہت حیران ہی کہ کیا
معرکہ ہی کہ ملکہ آج شگفتہ نہین ہوتین ملکہ نے کہا صاحب مین آج اپنی جان سے بیزار ہون
درد سر نے حیران کر رکھا ہی جمشید نے کہا ای سرو قد شب کو اپنے بندون سے بچ کر
تمھارے باغ مین آتا ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی آگاہ ہو جاے تو باعث خرابی ہی سرو قد
نے کہا شراب آپ کے واسطے لاؤن جمشید نے کہا ای جان جہان تمکو تکلیف دینا مجھکو
گوارا نہین سرو قد نے جمشید کو باتون مین لگا کر جام لبریز کیا پنجہ نگارین پر رکھکر
سامنے کر دیا کہا یا خداوند نوش فرمائیے جمشید نے بلا تکلف جام اُٹھا لیا لبون سے
لگا کر چاہا پی جاؤن کہ شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بنکر اُڑ گئی جیسے ہی شراب اُڑی
جمشید نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون جمشید نے
ہاتھ تھام لیا کہا ظالم سچ بتا کہ تو کون ہی خواجہ کب اپنا نام بتاتے ہین یہی کہے جاتے
ہین کہ آپ کی کنیز ہون آج کیا سبب ہی کہ آپ خفا ہین جمشید نے کہا مین کیا تیرا نام
اور صورت نہین ظاہر کر سکتا یہ کہکے منھ پہ عمرو کے ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری
اُڑ گیا دُبلا پتلا تانتیا نظر آیا جمشید نے کہا او ظالم مین نے تجھے پہچانا بتا کہ میری معشوقہ
کو تو نے کیا کیا اسی مین خیر ہی کہ اُسکو حاضر کر دے کہ مین تجھکو رہا کر دون خواجہ نے
کہا کہ یا خداوند یہ میری مجال نہین کہ آپ کے سامنے مکر کرون صاف صاف کہے دیتا
ہون کہ جب مین یہان آیا تو مین نے ملکہ کو نہ پایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا مین نہین

جانتا کہ ملکۂ عالم کہان ہین بیشک یہ گنہگار ہون کہ انکی شکل بنکر بیٹھا اب تو مجھے معاف فرمایئے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا جمشید نے تیغہ اٹھایا عمرو نے کہا میرا خون سب خشک ہوا جاتا ہی زبانی باتین کیجیے ہاتھ نہ ہلایئے ورنہ اپنی جان دونگا میری جان بہت نازک ہی فقط اشارے مین نکلجایگی لہذا رحم فرمایئے قبضے پہ ہاتھ نہ ڈالیے جمشید نے کہا او ساربان زادے تو نے میری معشوقہ کو کیا کیا اگر معشوقہ دیدیگا تو مین تجھکو رہا کر دونگا مین بہت غمگین ہون یاسمن کو گرفتار کرکے لایا روز اسکو سمجھاتا ہون مگر وہ نہین مانتی یہان چند ساعت کو آتا تھا دل بہلجاتا تھا یہ کہکے آواز دی کہ ارے سیاہ پوش جادو جلد حاضر ہو وہ جو طائر فریب ابر کے ہین ایک طائر انمین سے گرا ایک زنگن کی شکل بنکر آیا جمشید نے اشارہ کیا کہ او سیاہ پوش اسکا سر کاٹ لا عمرو داد و فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند مین آپ کا بندۂ قدیم ہون مین آپ کو خوب پہچانتا ہون میرے قتل کا حکم نہ دیجیے مگر اُس زنگن موٹی ٹھنگی نے خواجہ کا ہاتھ پکڑکے کھینچا خواجہ نے ہرچند داد و فریاد کی مگر جمشید نے نہ سُنی وہ زنگن کھینچتی ہوئی خواجہ کو باغ مین لائی ایک نخل کے سایے مین بٹھایا تیغہ کھینچکر کھڑی ہوئی گردن پر کوے کا خط دیا کہا جو ہوس ہو بیان کر عمرو نے کہا کوئی ہوس نہین ہی مگر ایک ہوس ہی کہ قدرت کے سامنے لے چلو زنگن نے کہا مین تو اب قدرت کے سامنے نہ لیجاؤنگی انھون نے حکم قطعی دیدیا کہ سر کاٹ کر عمرو کا لا یہ کہکے تیغہ تولنے لگی عمرو نے بلک کر دعا کی کہ ای کریم و رحیم اِس آفت سے چھڑا دے اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے قطعہ ای از کرمت امید وارم ہمہ جز مرحمت تو کس ندارم ہمہ رحمی کن و دستگیر من شو ہمہ ای فیض رسان جملہ عالم ہمہ عمرو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی عرض کرتا ہی کہ ای کریم و کارساز میرے تیرے کوہ سراندیپ پر وعدہ ہوا ہی کہ جبتک تین مرتبہ تو موت نہ مانگے گا جبتک وہ قریب تیرے نہ آئیگی مین نے ابھی تک اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو ملک الموت سامنے کھڑے ہین مژدۂ موت دے رہے ہین ای رحیم بچانے اِس آفت سے نجات دے

زنگن ہر مرتبہ تلوار تولکر سر پر آتی ہی مگر قضاے کار سکان زمین کن کہ تعاقب مین عمرو کے تھا یہ معرکہ سب اسنے آنکھون سے دیکھا کہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنکر اندر گیا دیر ہوئی کہ واپس نہین آیا جھک کر آسمان پر آیا دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور ایک زنگن سیاہ رو تلوار کھینچے کھڑی ہی قتل کیا چاہتی ہی سکان نے منھہ پیٹ لیا جی مین کہتا ہی غضب ہوا مین نے صاحبقران کے سامنے اقرار کیا تھا کہ مین عمرو کے ساتھ جاؤنگا اگر پوچھین گے تو کیا جواب دونگا نہین معلوم کہ کیا باعث ہوا کہ یہ گرفتار ہوا جمشید تو بلاے روزگار ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے پہچان لیا جب تو قتل کا حکم دیا ہی اب مین اسکو کیونکر بچاؤن کہ جمشید ثانی بھی سامنے موجود ہی آخر سوچ سوچ کر جھولی سے گولہ نکالا بلند ہو کر پست ہوا گولے پر اسم سحر پڑھکر زنگن پر پھینک مارا زنگن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر نے گولہ مارا ہی چاہا کہ بچون مگر گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مر نا زنگن کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سکان تڑپکر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا مگر زنگن جو مری جمشید اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ زنگن مری پڑی ہی عمرو ندارد جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا سکان مثل ستارے کے بلند ہوا جمشید نے چاہا جست کر کے جاؤن مگر دیکھا کہ دور جا چکا ہی ہاتھ ملکر رہگیا مگر معشوقہ کا بڑا قلق ہی کہ عمرو اُسکو لے گیا نہین معلوم کس آفت مین پھنسی ہاے مین نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب وقت وصل آیا تو یہ اُفتاد پڑی ہاے کیا کرون یہ سوچتا ہوا اُٹھا تخت پر سوار ہوا اگر ملول و حزین رنجیدہ کبیدہ یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے

نظم

مرا تنر کے امت خونخوارے شریرے آفتِ جانے ۔ جفا جو تند خو غارت گر دینی و ایمانے

خود آرائے پری روئے حسینے بزم افروزے ۔ چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے

بتِ نا آشنا وعدہ فراموشے و عیارے ۔ خود آرا خود پسندے بیوفا و سست پیمانے

گہے نازک مزاجے شوخ و شنگے عربدہ جوئے ۔ شریرے نذر رنجے نازنینے آفتِ جانے

گہے عاشق گہے خونخوار خلقے تشنہ خونے ۔ گہے عیسیٰ دمے جان جہانے راحتِ جانے

گہے در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے ۔ گہے در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

گہے شکل تبسم در لب لعل پریرویان
گہے سرگرم نازلنترانی ہائے موسی
چہ باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آیم
چہ پرسی ہمنشین در عشق حالِ بندۂ مسکین
ز حیرت ششدر و بے اختیار سخت مجبورے
گدائے بینوائے بیکسے آزاد و مسکینے
بہ محشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید
چو رعنا کس نہ گشتہ در تلاش شوخ ہرجائی

گہے بر چہرۂ عاشق برنگِ اشک غلطانے
گہے دل دادہ شیدائے وفخر وجن والنسانے
شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے
چو قیس آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے
ز عصیان نادمے خجلت کشے سر در گریبانے
غریبے خانمان آوارۂ بیساز و سامانے
رسد در حضرتِ او مغفرت ناخواندہ مہمانے
بہ وحشت غربت و اندوہ حیرانے پریشانے

اسی حال مین دربار مین آیا بڑے بڑے ساحران نامی حاضر ہین چار دن و زیر باتدبیر حاضر ہین سب نے دیکھا قدرت ملول و حزین ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیثاق کوہ گردان اُٹھا اول سجدہ کیا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ ای وزیر اعظم مسلمانون نے ایسا صدمہ دیا ہی کہ قدرت کو بڑا قلق ہی اب کوئی ایسی تقدیر کرون کہ عمرو گرفتار ہو کر آئے بیثاق نے عرض کی اگر قدرت حکم دین تو زمین کو مین ہلا دون جتنے زمین کے آسمان پر پہونچا دون ارشاد تو فرمائیے کیا رنج پہونچا جمشید نے کہا آج سرو قد کو عمرو لے گیا مین نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا سیاہ پوش قتل ہوئی سکان زمین کن نائب قیلاب عقاب سوار کہ جو شریک مسلمانان ہو گیا ہی عمرو کو اُٹھا کر لے گیا قدرت کو کچھ بن نہ پڑا اب چاہتا ہون کہ سکان اور عمرو دونون گرفتار ہو کر آئین بیثاق نے عرض کی ابھی جا کر سب کو مٹا دون عمرو و سکان کو لاؤن با حکم ہو تو قتل کرون جمشید ثانی نے ایک پرچہ نکالکر دیا کہا اسکو دیکھتے رہوگے تو دھوکا ہرگز نہ کھاؤ گے بیثاق اسی وقت سبز آتشین پر بیٹھکر طرف دربند ہفتم کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سکان عمرو کو لیکر آیا سامنے صاحبقران کے ہوشیار کیا کل کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ اس سہ جبین کو تو نکالو عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن نے چھین لیا اگر روپیہ عنایت فرمائیے تو مین چھڑا لاؤن صاحبقران نے فرمایا خواجہ

کوئی وقت بھی ایسا ہوتا ہو کہ تمکو روپے کی فکر سے مہلت ہو عمرو نے کہا آفت زدہ ہر وقت اپنی
مصیبت مین گرفتار رہتا ہو آپ کے یہان تو خزانے بھرے ہوے ہین بیکار روپیہ پڑا ہی
اگر مجھکو ملجاے تو قرضدارون سے مہلت پاؤن آپ تمسک لکھوا لیجیے تنخواہ مین مجرا لیا
کیجیے چندے مین ادا ہو جائیگا صاحبقران نے اشارہ کیا کہ دس توڑے لاؤ جب وہ
روپیہ سامنے آیا عمرو اُٹھانے لگا امیر نے فرمایا پہلے اُس مہ جبین کو نکالیے تب روپیہ
اُٹھائیے عمرو نے رو رو کر سہر و قد کو نکالا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک محبوب پُرفن
غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن عربدہ جو خوشخو حقیقت مین سہر و قد اسم با مسمی خورشید خد
صاحبقران نے فرمایا یہ مہ جبین تو ہمکو دیدو خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین کئی لاکھ روپیہ
مانگتے ہین یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے ہڑبڑا کر خبر دی کہ ایک ساحر ہزبر آتشین
پر سوار لشکر پر آ کے گرا ہی خواجہ وسکان کی تلاش مین ہو کئی ہزار آدمی مار چکا ہی جب
اشارہ کرتا ہی آسمان سے تلوار مین گرتی ہین کئی ہزار جوان قتل ہو چکے سکان و اخفش
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ عمرو تو اپنے مقام سے کہتے ہوے اُٹھے کہ ہمکو بڑی
مشکل ہی اب کدھر جاوین مگر صاحبقران سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا اُس ساحر نے
قیامت برپا کی ہی اور یہی کہ رہا ہی کہ اے مسلمانو تم اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو عمرو
اور سکان کو حاضر کرو قدرت کے دونون گنہگار ہین ورنہ آج ایک زندہ نہ رہیگا
یہ خبر قبلاب ابلق سوار کو پہونچی کہ عیثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند لشکر مسلمانان
پر آ پڑا ہی زمین ہلا دی ہی سب بھاگ رہے ہین یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا فوج کو
ساتھ لیکر باہر آیا شریک جنگ ہوا اب تو چہار طرف سے سحر چلنے لگا صداے ہو حق
بلند ہی گولون کے دناٹے سحر کے سناٹے زمین کانپ رہی ہی مگر صاحبقران زمان نے
نکلتے ہی اسم اعظم ورد کیا پکار پکار کر پڑھنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال	منم اختر برج عز و جلال
ز من دیو عفریت عاری شدہ	سمندون زیبشیم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف

همه شهر آباد اسلام شد * که صاحبقران در جهان نام شد

امیر نے جو اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا تلوارین جو آسمان سے برس رہی تھین وہ موقوف ہوئین ساحرون کے سحر پلٹنے لگے سکان نے پشت پر سے آکر ایک گولا آہنی مارا کہ پشت پر میثاق کی پڑا ہر چند کہ گولے نے نہ توڑا مگر ایسی چوٹ لگی کہ منھہ کے بھل گرا کسی ساحر نے آکر سنبھالا اب جو غصے مین اُٹھا چاہا کہ سکان پر جا پڑون اخفش نے بڑھکر دوسرا گولہ مارا جب طرف سکان کے چلتا ہی تو اخفش للکارتا ہی اور جب طرف اخفش کے بڑھتا ہی تو سکان اپنے سحر سے روکتا ہی میثاق تو ان دونون کے بیچ مین پھنسا ہوا ہی مگر صاحبقران جنگ کرتے ہوے جاتے تھے کہ قیلاب کا تخت سامنے سے نمایان ہوا قیلاب نے فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر کر گرفتار کرلو ساحرون نے بلوہ کیا مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر سحر کرتے ہین تو سحر اُلٹا پلٹ کے اُنھین کے سینے پر پڑتا ہی گر دمرکب ہزارہا ساحرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین مگر لشکر مین انتشار جو ہوا جس بارگاہ مین صاحبقران بیٹھے تھے پردے اُسکے اُٹھ گئے سرو قد گھبرائی ہوئی دربارگاہ پر آکے کھڑی ہوگئی میثاق نے جو دور سے دیکھا جی مین کہتا ہی اسی کے واسطے قدرت بیقرار ہین مین شکایت کرونگا کہ آپ نے تقدیر معقول نہ کی کہ عمرو وسکان کو پا جاتا لیکر حاضر ہوتا اسکو دیکھ پایا لے آیا یہ سوچکر کڑکا بلند ہوا کڑک کے گرا سرو قد کو اُٹھا لیا مگر امیر نے جو دیکھا کہ سرو قد کو لیے جاتا ہی بیقرار ہوگئے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا کلائی میثاق کی تاکی تاک کر تیر مارا امیر کے ہاتھ کا تیر کب خطا کر سکتا ہی عقاب تیر پر کھول کر چلا کلائی پر پڑا کہ توڑ کر استخوان کو پار گذرا سرو قد ہاتھ سے چھوٹی امیر نے بڑھکر چند ملازمون کو اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا لو ملازم سرو قد کو اُٹھا کے لیگئے میثاق بدحواس جی مین کہتا ہی کہ اگر خالی پلٹا تو کیسی ذلت کی بات ہی حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اس رمز سے قدرت بھی آگاہ ہین علاوہ تاثیر نکرنے کے سحر جا کے پلٹ آتا ہی جو ساحر سحر کر رہے ہین اُنھین کا کام تمام کرتا ہی ہاے کیا کرون سکان نے

جو دیکھا کہ ہاتھ میثاق کا زخمی ہوا کچھ سوچ رہا ہی تردد ہوا کہ کیا تدبیر کرون مگر میثاق نے
چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن کوئی مدعا حاصل نہ ہوا دیکھیے قدرت کیا فرماوین یہ سوچکر طرف
سکان کے چلا کہ اخفش نے للکارا کہ او میثاق غلامان صاحبقران سے تو آنکھ چار کر
ایک طرف سے اخفش اور دوسری طرف سے سکان ملکہ سحر کر رہے ہین میثاق کو دیوانہ
کر دیا ہی جدھر پلٹتا ہی حربۂ سحر پڑتا ہی اُسکو دفع کرکے پھر سنبھلتا ہی سکان نے آگ برسادی
میثاق کوہ گردان ایسا ہی ساحر ہی کہ سب کے سحر سے بچ رہا ہی جب سحر کرتا ہی تلوارین
برستی ہین سوا اسم اعظم کے اور کسی کے سحر کو نہین مانتا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے
قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے تلوارین گرائین خنجر گرائے آگ برسائی مگر امیر پر
تاثیر نہ ہوئی تب تو امیر نے گھوڑے کو بڑھایا قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر وار کیا میثاق نے ہاتھ ہلایا تلوار چمک کر گری
چند سپرین فولادی سر پر میثاق کے حائل ہوئین مگر تلوار جو چمک کر گری سپرون کو
کاٹا سپرون کو کاٹ کر جو تلوار گری تو سر میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اپنے کو مرکب
سے گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر میثاق پر نہ پڑے ایک تیر آخر کا
پانؤن پر میثاق کے پڑا کہ پانؤن میثاق کا زخمی ہوا مگر بلند ہو کر نکلگیا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا اور سوچنے لگا کہ ای میثاق اگر خالی پلٹ گئے تو خداوند کو کیا منھ دکھاؤ گے
فرمائین گے کہ تم اِس ہماہمی سے گئے اور خالی پلٹ آئے یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا مگر
خواجہ عمرو کہ خوف سے میثاق کے بھاگے ایک مقام پر جا کر ٹھہرے میثاق نے پرچہ
دیکھا معلوم ہوا کہ فلان مقام پر عمرو ہی اُسی طرف چلا خواجہ ٹھہرے ہوے تھے
کہ دیکھا سامنے سے میثاق آتا ہی خواجہ وہان سے بھی بھاگے اب خواجہ جہان جاکر
ٹھہرتے ہین میثاق اُسی مقام پر پہونچتا ہی ایک دن اور ایک رات خواجہ کو بھاگتے
بھاگتے گذرا تمام کوہ و دشت و بیابان مین جا کر چھپے مگر میثاق وہان بھی پہونچا ادھر
چالاک بن عمرو تعاقب مین میثاق کے پھر رہا ہی اور دیکھتا ہی کہ قبلہ و کعبہ بھاگے
بھاگے پھرتے ہین اور میثاق دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مگر میثاق کے پاس ایک کاغذ ہی

جب اُسکو نکالکر دیکھتا ہی تب دوڑتا ہی چالاک سمجھ گیا کہ یہ علم نجوم ہی اگر یہ اسکو نہ دیکھے تو کیا عجب ہی کہ پھنس جائے ایک صحرا مین آیا دیکھا ایک نخل کا پودھا نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے اُسمین لاجواب ہین چالاک نے سوچکر توبڑا کھولا کچھ پھول نکالے کچھ غنچے کچھ طرح طرح کے پھل اُس درخت مین آراستہ کیے پھول بھی ہر رنگ کے لگائے کسی طرف نرگس شہلا کسی طرف سنبل پر پیچ و تاب کسی شاخ مین نسرین و نسترن درخت کو پورا چمن بنا دیا اور ایک تختی نکالی اُسمین بخط جلی لکھا کہ یہ نخل قدرت خداوند سامری و جمشید ہی یہان تشریف لاتے ہین تمام درخت پر عطر بیہوشی ڈالا اور بیچ مین اُسکی نقب کھودی اور خود اُسمین بیٹھا آمادہ ہی کہ اگر یہان آئے تو میثاق کی گردن لون مگر میثاق پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ بوے خوش دماغ مین آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ صحرا مین ایک نخل ہی کہ سب طرح کے پھول و پھل و غنچے اُس مین آراستہ ہین اور درخت پر ایک تختی لٹک رہی ہی کہ اُسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این نخل قدرت خداوند سامری و جمشید است یہ دیکھکر میثاق بڑھا جی مین کہتا ہی کہ جابجا قدرت سامری کے ظہور ہین جمشید ثانی ناحق کو خداوند بن بیٹھا ہی اُسکی قدرت کا کہین ظہور نہین عمرو کی تلاش مین یہ مدعا حاصل ہوا بڑی سعادت حاصل ہوئی یہ سوچکر دوڑا جون جون قریب پہونچتا ہی خوشبو کی لپٹین چلی آتی ہین تختی کو دیکھکر وجد مین ہی کہ اِسکو بڑھکر بوسہ دون یہ سوچکر جھپٹا جون جون قریب آتا ہی خوشبو بڑھتی جاتی ہی جب قریب پہونچا چاہا دوڑکر تختی سے لپٹون جیسے ہی دوڑکر قریب آیا اسطرح کی خوشبو آئی کہ جھوم کر گرا ادھر بیچ نخل سے چالاک نکلا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سے ؏ بہ عیاری من آنم چیست ۔ چالاک ✤ بچشم دشمن اندازم کف خاک ✤ نہ آید باد گردنبہ گامم ✤ خلیفہ اوستم چالاک نامم ✤ خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی اے فرزند تمنے بڑا کام کیا خوب نام کیا یہ وزیر اعظم جمشید ثانی ہی شاید مطیع اسلام ہو تم مہر سپہر عیاری چالاک نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ روک لیا خواجہ جب قریب آئے تو

کہا اے فرزند تونے بڑی عیاری کی اِس ایسے کو گرفتار کیا کیا کہنا یہ کہکے زبان مین بیثاق کی سوزن دی اور اُسی نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوے بیثاق کو ہوشیار کیا بیثاق کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن تھی خواجہ عمرو کوڑا لیے ہوے کھڑے ہین کہ رہے ہین کہون اے بیثاق قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھا تجھکو کیونکر گرفتار کیا اب بہتر یہ ہے کہ جمشید ثانی پر لعنت کر اطاعت دین اسلام قبول کر اگر اِسکے خلاف کریگا تو تجھکو قتل کرونگا آٹھ پہر گذرے مجھکو بھاگتے بھاگتے اور تونے تعاقب نہین چھوڑا آخر انجام دیکھا کہ کیا ہوا مین اِسی خیال مین تھا کہ میان چالاک بھی آئے ہین دیکھون کیا کرتے ہین مگر حقیقت مین ایسی عیاری کی ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہین اب عمرو نے کمر سے بیثاق کی وہ پرچہ نکال لیا دیکھا اُس مین کچھ لکھا نہین ہے بیثاق جو بیچارا درخت سے بندھا کھڑا ہے سوچ رہا ہے کہ کیا کرون کیونکر جان بچاؤن خواجہ نے کہا اے بیثاق کیا سوچ رہے ہو اگر کچھ مکر کروگے تو اُلٹے تمھارے گلے مین آنتین پڑینگی ہم تمھارے تیور دیکھ رہے ہین کہ تم کو یہی خیال ہے کہ اپنی جان بچاؤن ہم تمکو زنبیل کی سیر کرائینگے نئے نئے صحرا نئے نئے پہاڑ دکھائین گے ملک الموت سے ملاقات کرائین گے کہ اپنی زندگی سے تم عاجز ہو جاؤ زنبیل مین پڑے رہوگے جب ٹوکری ڈھوؤ گے تب وجہ معاش ملیگی سیکڑون جادوگر قید ہین کہ آجتک اُنکا دربار نہین ہوا جو جس جرم مین قید ہوا وہ ہمیشہ کو قید ہوا ہزار تدبیر کروگے مگر وہان سے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے چور اسی گھنڈ بان کھولین کہا اے بیثاق اپنے رہنے کا مقام دیکھ لو پھر اختیار ہے غرض بیثاق نے جھک کر دیکھا کہ بڑے بڑے ساحر ٹوکریان سرون پر مٹی ڈھو رہے ہین اِسنے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اِس مقام کا کیا نام ہے عمرو نے کہا یہی زنبیل ہے جسکو قید کرون کوئی رہا نہین کرسکتا اگر جمشید ثانی بھی گرفتار کرکے لیجائے تو بھی زنبیل کو نہ دیکھے گا نگاہ سے دشمن کے مخفی ہو جاتی ہے کیا مجال ہے کہ کسی کا دخل ہو کہ اِس زنبیل مین آسکے یا ساحر زبان ہلا سکے بیثاق کو بڑا خوف ہوا پسینے پسینے ہو گیا دلمین کہتا ہے کہ اگر یہان عمرو نے قید کر دیا تو کون ہمکو بچائیگا نہین معلوم کیا انجام ہوگا ہے

نہ چھوٹونگا شل اِن سب ساحرون کے مین بھی پڑا رہونگا اور صاحبقران مالک ثانی دونیا ہین ہر آفت سے بچالین گے جمشید کی محبت مین یہ آفت ہی اُنکی دوستی مین راحت ہی یہ سوچکر میثاق نے اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکالینے مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے دیکھا کہ پیشانی میثاق کی روشن ہوئی نور اسلام چہرے پر ظاہر ہوا عمرو نے جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی میثاق نے چھوٹتے ہی عمرو پر سحر کیا کہ پانون عمرو کے زمین نے تھام لیے چالاک نے بڑھکر کہا اے میثاق یہ تمنے کیا کیا اور دونون ہاتھ ہلا کے اور حباب پھینکے میثاق پھر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے پھر اُسکو باندھ دیا کئی مرتبہ میثاق نے سحر کیا اور چالاک نے ہر فقرے سے بیہوش کیا میثاق سمجھ گیا کہ یہ عیار بلا کے ہین اِنکے جھگڑے سے نکلنا دشوار ہی آخر قدمون پر عمرو کے گر پڑا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون تدبیر رہائی بادشاہ وغیرہ بھی کرونگا یہ نہ سمجھنا کہ میرا شریک ہونا بیکار ہوگا جمشید کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا دیکھون اب کیا انجام ہو خواجہ ہر مرتبہ گلے سے لگا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے میثاق نہ گھبرانا اگر تمھارے ساتھ کچھ بے اعتدالی ہوگی تو جان لگا دونگا قضاے کار اسقلان دریا بار ایک بادشاہ ہی کہ وہ براے شکار نکلا ہوا اُسکو ایک ہرکارے نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک خواجہ عمرو ہو گیا جنگل مین ہاتھ باندھے کھڑا ہی عمرو اُسکو تسکین دے رہا ہی ہمراہ اسقلان بارہ ہزار جادوگر ہین اشارہ کیا کہ چہار طرف سے گھیر لو یارو بڑی غیرت کی بات ہی کہ خداوند کا وزیر مسلمان ہو جاے اور ہمکو معلوم ہو اور کچھ کوشش نہ کرین میثاق خواجہ کے پاس کھڑا ہوا باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے لینا لینا کی آواز آئی میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر چہار طرف سے بلوہ کیے ہوے آتے ہین میثاق نے کہا خواجہ ہٹو مین اِنسے سمجھ لیتا ہون اِنکی کیا مجال ہی کہ مجھکو گرفتار کرین یہ کہکر بڑھکے گولہ بار اخواجہ گلیم اوڑھکر الگ ہوے چالاک ایک غار مین مخفی ہوا اُدھر اسقلان ساحرون کو اشارہ کر رہا ہی ساحر بلوہ کر کے جاتے ہین مگر میثاق جسوقت سحر کرتا ہی ہزار دو ہزار مر کر گرتے ہین کسی پر تلوار پڑی

کسی پر خنجر پڑا اسقلان دیکھ رہا ہی کہ تھوڑے عرصے مین میثاق نے چھ ہزار جوان مار کر
ڈالدیے وہ سحر کرتا ہی کہ زمین تھر آرہی ہی الامان کی آواز آرہی ہی کسی پر برق گری کسی پر
خنجر گرے کسی پر تلوارین گرین اسقلان گھبرایا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان سب کو مار کر نکلجائیگا
پکار اُٹھا کہ یا خداوند جمشید ثانی مدد کیجیے ہم میثاق کو نہین روک سکتے آپ تشریف لائیے
اپنے وزیر اعظم کو لیجائیے جو وزیر کہ آپ کی خدمت مین رہا ہم اُسکو کیا روک سکتے ہین
بیقرار ہوکر جو چلایا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا نہرا رہا طائر آگے ابر کے زمزمہ سرائی کرتے ہوے
بڑھ بڑھکر پکارتے ہین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ خداوند جمشید ثانی آتے ہین اُس صحرا پر
آکر ابر تھرّایا یکایک ابر پھٹا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی تخت پر سوار آتے ہی للکارا
کہ او میثاق تجھکو کیا ہوگیا ہی چل میرے ساتھ وہی تیرا مرتبہ کرونگا تیرے لیے ذلت نہ ہوگی
میثاق نے جواب دیا کہ مین تجھپر لعنت کرچکا یہ کہکر گولہ مارا پایۂ تخت جمشید ثانی ٹوٹا جمشید
نے دیکھا کہ پایۂ تخت ٹوٹا بلا کا ساحر ہی میرے تخت کا تو یہ حال گذرا اور اس سے بھلا کون
لڑسکتا ہی اِسکے سحر کا مثل نہین ہی کون اِسکو روکے سحر کرنے لگا واضح رہے کہ جھولی سحر کی
جمشید کے پاس نہین ہی جب ہاتھ بڑھاتا ہی اُسی لکۂ ابر سے سنہری پنجے پیدا ہوتے ہین
جو شی طلب کرتا ہی وہ سامنے آجاتی ہی بس جمشید نے ہاتھ بڑھایا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا
گولہ لیے ہوے سامنے آیا جمشید نے وہ گولہ پھینک مارا قریب سر میثاق آکے پھٹا
آگ برسنے لگی دھوان اِسقدر پیچیدہ ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ صحراے دخان ہی
مجال نہین کہ کوئی اِس مین گذر سکے اُس دھوئین کو دیکھکر میثاق نے قصد کیا کہ دھوئین
کو توڑ کر نکلجاؤن جیسے ہی دھوان بلند ہوا آنکھون مین لگا بیہوش ہوکر گرا جمشید نے
رسن سحر لٹکا کر میثاق کا گلا باندھا اور اُٹھا کر اپنے تخت پر ڈال لیا اسقلان سے پکار کر
آواز دی کہ اے بندۂ خاص و اے ید قدرت تو خوب وقت پر آیا کہ اسکو روکا مگر یہ وہ
ساحر ہی کہ جسکو قدرت نے تعلیم کیا اب تم جا کر قبلاب کے شریک ہو کہ وہ حیران ہو رہا ہی
بہت گھبراتا ہی اسقلان نے عرض کی غلام اب گھر نہ جائیگا جا کر قبلاب کا شریک ہوتا
ہی عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ میثاق کو جمشید لے گیا چالاک بھی غار سے نکلا

کہا قبلہ وکعبہ بڑی بدنامی ہو اگر بیثاق قید رہا تو آپ کے لیے سبکی ہی عمرو نے کہا دیکھو
مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو قصر ہفت رنگ مین جا کر داخلہ کرون دیکھون
بیثاق کیسکے سپرد ہوتا ہی چالاک نے کہا غلام بھی آئیگا عمرو نے کہا بیٹا تمھارا کام نہین
ہی یہ کہکے خواجہ بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین یہی خیال ہی کہ جاکر بیثاق
کو رہا کرون مگر جمشید ثانی جو بیثاق کو لیکر دربار مین آیا اور وزرا ابھی موجود ہین
سب طعن و تشنیع کرنے لگے بیثاق کسی کو جواب نہین دیتا تینون وزیر کہ رہے ہین
کہ ای بیثاق تمنے خداوند کا خوف نہ کیا اور شریک مسلمانان ہو گئے دیکھا قدرت
کیونکر گرفتار کرلائے کسی مسلمان کی جرأت نہ ہوئی کہ تمکو روک لیتا جب جمشید نے
بہت کچھ کہا تو بیثاق نے جواب دیا کہ او یاوہ گو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مین نے
وہ کد و کوشش کی کہ اگر تو دیکھتا تو وجد کرتا مگر چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ گرفتار
ہو گیا اب کیا چارہ ہی مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای احول جادو جلد حاضر ہو ایک ساحرہ احول چشم
آئی جمشید نے اِشارہ کیا کہ بیثاق کی آنکھین نکال لے اُس عورت نے اُنگلیان ڈالکر
آنکھین بیثاق کی نکال لین ڈھیلے تک نکل آئے بیثاق آہ کرکے بیٹھ گیا اور جادوگرنی
نے جھولی سے ڈبیا نکالی اُس مین آنکھین رکھین اور پھر غائب ہو گئی جمشید نے حکم
دیا کہ کملاق خارہ شکن اِسکو لیجا کر قید کرو کملاق نے بیثاق کو ہمراہ لیا ایک مقام
اندھیرے مین لاکر قید کیا خواجہ کی بیقراری بیثاق بھی درد چشم سے لوٹ رہا ہی
ہاتھ آنکھون پر رکھے ہوے کراہ رہا ہی بے اختیار کبھی پکارتا ہی کہ ای خداوند زمین
و آسمان و ای رحیم و رحمان تیرے اسماے متبرکہ سے دل کو قوت ہوتی ہی اور قلب
کو طاقت ہوتی ہی ای رحیم اس آفت سے بچالے اور اِس بلاے ناگہانی سے فرصت
دے بیثاق دعائین مانگتا ہی مگر خواجہ پھرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
ایک مقام پر ایک مکان ہی اور ایک جادوگرنی بیٹھی ہی چند کنیزین پھر رہی ہین
عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملا کنیزون سے پوچھا کہ بوا

مالک مکان کا کیا نام ہی ایک کنیز نے ہاتھ چمکا کر کہا بوا تم ایسی نادان ہو کہ مالک کا نام
بھول گئین ملکہ احول چشم جادو اس باغ مین رہتی ہین اُنھون نے میثاق کو نابینا کیا ہی
عمرو اندر آیا خیال مین گذرا کہ بڑا غضب ہوا کہ میثاق نابینا ہو گیا کیا عجب ہی کہ اِسکے
قتل پہ وہ بینا ہو عمرو یہ سوچ رہا ہی اور احول مسند پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک جادوگرنی طاؤسی تخت پر سوار آئی کئی سو کنیزین اُسکے ساتھ ہین اُسنے کہا کیون بوا
احول جلسے مین نہ چلوگی احول نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین وہ جادوگرنی تو روانہ ہوگئی
عمرو نے پوچھا ملکۂ عالم اِنکا کیا نام ہی احول نے کہا ملکہ نسیم جادو مصاحب خداوند بعد
تھوڑی دیر کے ایک اور جادوگرنی آئی اُسنے آکر احول کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا چلو اب
وقت جاتا ہی احول اُسکے ساتھ اُٹھی کنیز نے چپکے سے پوچھا اِن بی بی کا کیا نام ہی احول
نے کہا اِنکا قسیم جادو نام ہی عمرو بھی اُچک کر تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑے عرصے
مین سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچی سات برج قصر کے بنے ہوے بیچ مین جو
قصر ہی اُس مین تخت پر جمشید ثانی بیٹھا ہی ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین مہ جبین بتا بتا کر
یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

تار تار پیرہن مین بس گئی ہی بوے دوست
مثل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہو نگر
حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہوچکی روز قیامت ہی دراز
دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئنے کو سینۂ صافی نے دکھایا روے دوست
واہ ری شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ رشل سے کھلین گے عقدہ ہاے کوے دوست
داغ دل پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اُڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست
اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

خواجہ احول کے ہمراہ چلے گائن کے پاس جا بیٹھے جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا بوا تم

سم پر رہجاتی ہو مجھے دو ہین ٹھیکہ ٹھیک بجاؤن وہ سمجھی کہ یہ احول کی مقرب ہو
اُسنے طبلہ دیدیا خواجہ نے اِس کیفیت سے بجایا کہ جمشید بول اُٹھا کہ طبلہ بجانے والی
گانے والی کو سنبھالے ہوئے ہو مگر افسوس ہو کہ بیثاق اِس صحبت مین نہین ہو وزرا
نے عرض کی اگر حکم ہو تو بلائین سب ملکر سمجھائین اِشارہ کیا کہ بیثاق کو لاؤ جاکے کنیزین
بیثاق کو لائین بیثاق آنکھون سے نابینا جمشید نے کہا او بیثاق یہ کیا حال ہو اگر
دو چار دن نہ مانوگے تو تمھارے قتل کا حکم دونگا بیثاق نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہو میرا
معین و مددگار پروردگار ہو اگر موت تیرے ہاتھ سے ہو تو مجبوری ہو ورنہ بقول شاعر فرد
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نبرّد رگے تا نخواہد خداے ٭ جمشید نے کہا مجھی کو یاد کرتا ہو
مین تو تقدیر کر چکا بیثاق نے کہا اپنے مقدمے مین تو تقدیر کیجیے لوح طلسم تو بچائیے
جمشید نے جھلّاکر کہا اسکو قیدخانے مین لیجاؤ کنیزین بیثاق کو لے گئین مگر قسیم جادو
کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتی ہو کیسا جلیل یون ذلیل ہو رہا ہو افسوس صد افسوس
آنکھین بھی اُسکی نکلوالین بی احول کے سپرد کی ہین کھلاق خارہ شکن اُسپر متسلط ہو
اہ قسیم کیونکر اِسکو قید سے چھڑاؤن کنیز جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا کہ تم بجاؤ کنیز
نے قسیم کے کان مین کہا کہ آپ کو کیا سوچ ہو بیثاق کا حال آپ نے دیکھا قسیم نے
کہا تیرا کیا نام ہو کنیز نے کہا گلچہرہ مجھکو کہتے ہین مگر بیثاق کے حال پر رحم آتا ہو کہ خداوند
نے بڑی بدعت کی خالی اِسکو قید رکھا ہوتا آنکھین کیون نکلوالین قسیم نے کہا آج شبکو
مین تدبیر کرونگی گلچہرہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون قسیم نے کہا مقام سخت ہو مجھکو
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو شیر تمھین چیر پھاڑ ڈالین مین تو اپنے کو بچاؤنگی عمرو نے کہا کہ مین
آپ سے زیادہ سحر کرونگی اپنے کو بچاؤنگی اور شیرون کو مارونگی اور آپ کی بھی جان
کی حفاظت کرونگی قسیم نے کہا لو اوقت پر گھبرا جاؤگی جان بچاکر بھاگوگی عمرو نے کہا
ملاحظہ فرمائیے گا دیر تک دونون مین صلاح رہی جب دو پہر شب گذری تو جمشید تکیے
پہ سر رکھکے سو گیا وزرا نے بھی آرام کیا قسیم اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ قسیم کے
پیچھے پیچھے ہوئے جب قسیم گوشے مین آئی تو عمرو نے ایک گلوری نکالکر دی قسیم نے وہ

گلوری کھائی کھاتے ہی لڑکھڑائی بیہوش ہوگئی عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا
قسیم کی آنکھ کھلی دیکھا ایک گوشے مین بیٹھی ہون ایک شخص دبلا پتلا سامنے کھڑا ہی اور
کہ رہا ہو کہ ای قسیم منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو مین تیرے ساتھ ہون مگر اطاعت اسلام
قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قسیم مطیع اسلام ہوئی عمرو نے سوزن زبان سے نکالی اب قسیم
و خواجہ چلے سامنے کمرے کے پہونچے دیکھا اندر سے رونے کی آواز آتی ہی اور دروازہ
پر دو شیر بیٹھے ڈکار رہے ہین قسیم نے کہا خواجہ دو شیر بیٹھے ہین انکو کیونکر دفع کرون مگر سحر
کرتی ہون یہ کہکر قسیم نے سحر کیا کہ دونون شیر آپس مین لڑنے لگے مگر ایک نے ایک کو مارا
ایک دم ہلاتا ہوا چلا گیا قسیم نے بڑھکر دروازہ کھولا اندر کمرے کے آئی دیکھا میثاق
سر جھکائے رو رہا ہو دروازے کی آواز سنکر سر اٹھایا قسیم نے کہا ای میثاق جادو
منم قسیم جادو خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین میثاق نے کہا مجھے رہا کرنے آئی ہو جب تک
احول نہ قتل ہوگی مین یون ہی بیکار رہونگا ای شہنشاہ اوج عیاری جسطرح بنے
احول کو گرفتار کرو اور وہ ڈبیہ لو تو پھر مین لایق و فایق ہو جاؤن عمرو نے کہا قسیم
تمکو لیے جاتی ہین اور مین انشاء اللہ احول کو بھی لاتا ہون میثاق نے کہا مین سحر سے
بھی ناچار ہون اور آنکھون سے بالکل بیکار ہون خیر قسیم کو اختیار ہی قسیم نے میثاق
کی کمر مین پنجہ دیا اور اپنے باغ کا پتہ بتایا کہ خواجہ فلان مقام پر میرا باغ ہی جب قسیم
میثاق کو لیکر نکل گئی تو خواجہ دوڑے ہوے کنیز کی شکل پر پاس احول کے آئے کہا
ای ملکۂ عالم اب اپنے مکان کو چلو قدرت آرام فرماتے ہین جب قدرت اٹھین گے
تو محفل مین ہنگامہ ہوگا شاید تمسے بھی پرسش ہو تو کیا جواب دوگی مفت مین گنہگار
ہوگی احول نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا بی قسیم جادو میثاق کو لیگئین قیدخانہ
خالی پڑا ہی کملاق بھی پرسش کریگا احول گھبرا کر اٹھی کہا گلچہرہ تونے خوب خبر دی
بی قسیم کی بھی شامت آئی ہی قدرت مٹا دین گے تمام عہدہ انکا خاک مین ملا دین گے
احول اسی وقت سوار ہوئی خواجہ بشکل گلچہرہ احول کے ساتھ باتین کرتے ہوے
چلے احول اپنے باغ مین آکر اتری خواجہ بھی ساتھ ہین کہا بی آپ نے سنا مین نے

آج کیسا طبلہ بجایا احول نے کہا کبھی تمکو گلچہرہ اس کام مین نہین دیکھا اسوجہ سے تعجب ہوتا ہی کہ تمکو کیونکر حاصل ہوا گلچہرہ نے کہا واری خداوند مردہ میرے خواب مین آئے تھے گانا بھی تعلیم کر گئے اور فرمایا تھا کہ سواے احول کے اور کسی سے نہ کہنا لہذا مین نے عرض کیا اب آپ کو اختیار ہو مگر ذرا گانا میرا سُن لیجیے احول نے کہا ای گلچہرہ ہم جلسہ کرینگے سب شاہزادیون کو سنوائینگے اور اسکا فخر کرین گے کہ قدرت نے ہماری کنیز کو تعلیم کیا ہو گلچہرہ ونقلی نے کہا پہلے سماعت تو فرمائیے یہ کہکر سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کے واسطے کل کہگیا جانان میرا — آج کیا حال کریگی شب ہجران میرا
ہاے گیا قہر ہی کچھ میری طرح اب یہ بھی — منھ چھپا لیتا ہو دل مین مرے ارمان میرا
خوف تکلیف ہو سر کاٹیے اپنا کیونکر — روز شرماتا ہو آکر مجھے احسان میرا
ناتوانی کی اجازت نہ ملی گر چندے — ہاتھ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا
مجھکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ — پاس ہی اُس بُت بدکیش کے ایمان میرا
خبر وصل بھی سُنکر یہ نہین خوش ہوتا — اِسقدر یار سے آزردہ ہو ارمان میرا
کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہو نسیم — کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا

احول نے گلچہرہ کو گلے لگا لیا کہا ای گلچہرہ بیتاب کر دیا عمرو نے کہا مجھے تو یاد نہین رہا بہت سے کمال قدرت نے بندی کو تعلیم فرمائے ہین اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو سرے شراب پلائیگی احول نے کہا ای گلچہرہ یہ تو بہت مشکل ہو عمرو نے کہا امتحان کیجیے شاید صادق آئے یہ کہکر گلابیان کھینچین جام لبریز کرکے سر پر رکھا سامنے احول کے گت ناچی احول ہر مرتبہ یا خداوند یا خداوند کہے جاتی ہو کہتی ہو اب جام گریگا مگر اِس خوبصورتی سے جام سامنے لائی کہ احول کھڑی ہو گئی دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا لیکر پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی احول کو جو نشہ ہوا خواجہ نے پوچھا کیون ای ملکۂ عالم وہ ڈبیہ کہان ہو جس مین میثاق کی آنکھین ہین احول نے کہا وہ سامنے صندوقچہ رکھا ہو اُس مین ڈبیہ ہو

مگر اے گلچہرہ عجب حال ہی آسمان سے پریان چلی آتی ہین بعض مجھے بلاتی ہین دیکھو ایک
پریزاد عمدہ کپڑے پہنے ہوے تاج سرپر رکھے مجھے بلا رہی ہی خواجہ نے کہا آپ اُسے
بلا لیجئے جو اپنے سے محبت کرے اُس سے ضرور محبت کیجیے احول نے کہا بوا آؤ یہ کہکے
اُٹھی بیہوشی نے تمانچہ مارا ارے کہکے گری گرتے ہی اُسکے کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین
جو اُٹھی وہ جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوچکین خواجہ کو
تو احول کی باتین بہت پسند آئی ہین صندوقچہ کھولکر ڈبیہ نکالی سارے مکان کو لوٹ لیا
احول کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا لیکر چلے قسیم کا باغ پوچھتے ہوے یہان قسیم میثاق کو
لیکر اپنے باغ مین آئی میثاق بلک بلک کر رو رہا ہی کہ رہا ہی اے ملکۂ عالم مجھے ایسا بیکار
کیا کہ مین نہین دیکھ سکتا کہ آپ کی صورت زیبا کیسی ہی حقیقت مین تمنے احسان کیا مجھے
امید تھی کہ جس قید خانے مین سعد شہریار قید ہین مین بھی وہان جاکر قید ہونگا میرے
ساتھ وہ بھی رہائی پاوینگے مگر افسوس ہی کہ مجھکو جمشید نے الگ قید کیا اور اُس شہریار
کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری دیکھیے خواجہ احول کو لاتے ہین یا نہین قسیم
کہ رہی ہی اے میثاق مجھے تمسے قلبی محبت ہی مگر شکر یہ کرتی ہون کہ مجھکو محبت نجس نہین ہی
مین تمھاری رہائی کی جویا تھی پروردگار عنایت کی نظر کرے کہ تمھاری آنکھین روشن
ہون اور لشکر اسلام مین بخیر و عافیت پہونچو مین بھی ملازمت صاحبقران کرون
اُنکے اوصاف ایسے ہی سنے ہین یہ ذکر تھا کہ خواجہ ڈھونڈھتے ہوے در باغ پر پہنچے
کنیزین جو دروازے پر تھین وہ چیخ مار کر بھاگین سامنے آکر قسیم سے کہنے لگین کہ ایک
بن مانس دروازے پر آیا ہی دوسری نے کہا ملکۂ عالم یہ جھوٹھی ہی جلمانس ہی تیسری نے
کہا مرچیا جن ہی چوتھی بول اُٹھی اچھا خاصہ مٹھیا دیو ہی ہاؤ ہاؤ کرتا ہوا آتا ہی میثاق ہنسا
کہا لو بی قسیم مبارک ہو خواجہ آگئے کیا عجب ہی کہ میری مراد بھی لاے ہون کنیزون
نے کہا انسان تو وہ نہین ہی قسیم نے کہا بلا لو کنیزین ڈرتی ہوئی دروازے تک آئین
خواجہ عمرو کو بلا لائین مگر ڈر ڈر کے پیچھے ہٹتی ہین کہ رہی ہین کہ میان بن مانس صاحب
آؤ ملکۂ عالم بلاتی ہین مگر سب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص آیا ہی کہ میثاق بھی

خوش ہی ملکۂ عالم بھی فرماتی ہین کہ بلا لو ایسا نہ ہو کسی کو کہا جاے خواجہ بھی سب کو ڈراتے
ہین اب جو اندر آئے قسیم نے اٹھکر سلام کیا اور کہا میان میثاق کی بھی مراد لائے خواجہ
نے کہا وہ ڈبیہ بھی لایا ہون اور بی احول بھی موجود ہین اب بھی اگر علاج نہ ہو تو تعجب کا
مقام ہی خواجہ نے ڈبیہ نکالکر سامنے رکھی کہا ای میثاق اِسمین آنکھین تمھاری موجود ہین
میثاق نے کہا احول کو نکالیے خواجہ نے احول کو نکالا زبان مین سوزن دیکر درخت سے
باندھکر ہوشیار کیا اب جو احول کی آنکھ کھلی دیکھا سامنے میثاق اور قسیم بیٹھے ہین ایک
عیار کوڑا لیے کھڑا ہی کہ رہا ہی ای احول مناسب یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کرو چلکے
امیر کی ملازمت کرو مگر انکی آنکھون کی تدبیر بتاؤ کہ میثاق کی آنکھین روشن ہون عمرو
نے چند دلائل مذہب اسلام کے اور چند برائیان مذہب کفار کی اِسطرح بیان کین کہ
زنگ کفر آئینۂ دل سے احول کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اِشارہ کیا کہ مجھکو رہا کیجیے
تو آنکھین اِنکی روشن کرون خواجہ نے خیال کرکے دیکھا کہ پیشانی اِسکی روشن ہی
زبان سے سوزن نکالی احول چھوٹتے ہی قدمون پر خواجہ کے گرا اطاعت اسلام
بصدق دل قبول کی احول نے وہ ڈبیہ کھولکر آنکھین حلقۂ چشم مین میثاق کے رکھین
کچھ اسماے سحر پڑھے میثاق بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا چند قطرات
گندیدہ نکلے آنکھین میثاق کی مثل تارے کے روشن ہوگئین ابجو خواجہ کو دیکھا
کہنے لگا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑا احسان کیا کہ مین سحر النسا لون مین اگر
شریک ہوا مجھے امید نہ تھی کہ پھر مین تمکو دیکھونگا مگر شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ
اُسنے یہ نعمت عطا کی اب طرف لشکر کے نکل چلیے قسیم نے کہا کہ ای میثاق میرے باغ مین
مال بے حساب ہی یہ سب رہا جاتا ہی خواجہ نے کہا آپ باہر تشریف لے چلیے مین چھکڑے
منگواکر سب لدوا لونگا جسوقت جو شے مانگوگی بلاتکلف حاضر کرونگا قسیم اور میثاق
باہر نکلے احول بھی ساتھ ہی خواجہ نے جال مارکر سب مال نذر زنبیل کیا پکار کر کہتے
جاتے ہین چھکڑے لے چلو جب باہر نکلے تو قسیم نے پوچھا کوئی چھکڑا باہر نہین نکلا عمرو
نے کہا تمنے خیال نہین کیا سب چھکڑے اِسی طرف سے گئے ہین قریب لشکر پہونچے ہونگے

شاگرد میرے اژدر والیں گے میثاق نے کہا اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ جو خواجہ فرماتے ہین
اُسی طرح مال ملجائیگا غرض تخت پر سوار ہوے خواجہ و میثاق و قسیم و احول طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوے مگر وہان صبح کو کھلاق خارہ شکن جو اپنے مقام سے اُٹھا
اول قید خانے مین آیا میثاق کو وہان نہ پایا سامنے جمشید کے پہونچا کہا یا خداوند
کیا تقدیر ہوئی کہ قیدی غائب ہو گیا جمشید نے کہا مین تیورہ دیکھ رہا تھا قسیم و احول
شریک مسلمانان ہو گئین اپنے باغ کو قسیم نے چھوڑا طرف لشکر اسلام کے جاتی ہین
کھلاق نے کہا یا خداوند میرے قیدی کو لیگئین مین جا کر سب لشکر کو تباہ کرونگا اور
میثاق و قسیم و احول کو لاؤنگا اور سارہ بان زادے کا تو وہ احوال کرون کہ عمر بھر یاد
کرے جمشید نے منع کیا کہ اے کھلاق تم نہ جاؤ ساعت نیک نہین ہی کچھ رنج تمکو پہونچے گا
اور کیا عجب ہی کہ پھنس جاؤ کھلاق نے نہ مانا کہا یا خداوند جانتے ہی آگ لگاؤنگا اور
میثاق کی تو کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے دیوانہ کر کے مارونگا یہ کہکے اُٹھا اور ایک
اژدر پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین
تشریف رکھتے ہین سردار جمع ہین سکان و اخفش کہ رہے ہین کہ خواجہ کو گئے ہوے
عرصہ ہوا نہین معلوم کیا گذری صاحبقران فرماتے ہین خواجہ کا جانا خالی از لطف
نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی صاحبقران نے
فرمایا اے سکان دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہلڑ ہی سکان جو باہر نکلا دیکھا کھلاق وزیر اعظم
جمشید ثانی کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ خیمے بارگاہین جل رہی ہین ہر طرف سے صداے فریاد و
الغیاث بلند ہر کٹ کے اہل فوج کے گر رہے ہین بعض آگ مین جلے بعض بیہوش ہو کر
گرے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر جدھر جاتے ہین منھ کے بھل گرتے ہین سکان نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر امیر سے کہا کہ دوسرا وزیر جمشید ثانی کا جواب وزیر اعظم قرار
پایا ہی کھلاق خارہ شکن نامے لڑ رہا ہی لشکر کے ہزارہا آدمی مارے جا چکے ہین اگر
حکم ہو تو غلام جا کے مقابلہ کرے مگر سحر مین وہ بہت زبردست ہی جو سحر کہ حضور نے
میثاق کا دیکھا اُسکا سحر اُس سے زیادہ ہی چہار طرف سے سحر کر رہا ہی لشکر مین دھوان

بلند ہی جسکی آنکھ مین لگا وہ نابینا ہوا یہ مجال نہین ہی کہ بچ سکے چہار جانب اُسنے گھیر ڈالا ہی اور پکار کر کہہ رہا ہی کہ میثاق و قسیم و احول کسطرف ہین انکو مجھے حوالے کردو تو سبکی جان بخشی کرون ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران فورًا سوار ہوے باہر آکے دیکھا کہ ہزارہا نابینا ٹکراتے پھرتے ہین آوازین دیتے ہین کہ اے پروردگار ہمکو ہلاکت سے بچالے اِس آفت سے نجات دے تو مالک و مختار ہی تیرا رحم کافی ہی رباعی

شاہا نہ کرم برمن درویش نگر — برحال من خستہ و دل ریش نگر
ہرچند نیم لایق بخشایش تو — برمن منگر بر کرم خویش نگر

صاحبقران زمان نے جو فوج کو اِسطرح تباہ و برباد دیکھا وسط لشکر مین آئے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے اسم اعظم کو بآواز بلند پڑھنے لگے سکان اور اخفش نے آکر دو جانب سے سحر کیا بہ برکت اسم اعظم خالق دوجہان ہزارہا نابینا بینا ہوے جو دیوانہ وار پھر رہے تھے وہ ہوش مین آئے اب نقیب ہاے بلند آواز مجمع مین آکر آوازین لگانے لگے اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار عبرت آمیز تھے نظم

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا — بوڑھا ہو کہ طفل ہو کہ برنا
مٹی مین ملین گی صورتین سب — مٹی کی بنی ہین مورتین سب
جانے کے لیے ہی سب کا آنا — گذرا یون ہی اِسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا مین — کیا دخل مشیت خدا مین
فرصت نہین منھ سے بولنے کی — مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی — بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
بندہ بندہ خدا خدا ہی — جو حکم وہ دے وہی بجا ہی

احمد محمود عمر اور زید — مرنے کو سب آئے ہین بلا قید
بد ہو یا نیک نحس یا سعد — پہلے کوئی جائے گا کوئی بعد
نابود و لفظ بود ہی ایک — سب کا عدم و وجود ہی ایک
جو مان کی کنار مین رہا ہی — آغوش لحد مین اُسکی جا ہی
ہو زیست اگر بصورت نوح — اِک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے اِک یہی سبق ہی — مرنا برحق ہی موت حق ہی
یہ بات نگر سمجھنے کی ہے — اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
وعدہ جب ہو گیا برابر — گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارہ پھر نہین کہین پر — آپہونچیگی موت بس وہین پر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان — کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اِک آدمی پہ کیا ہی — ہر چیز کے واسطے فنا ہے
سب کے لیے یہ سفر ہی درپیش — دو روز کا ہی فقط پس و پیش
یہ جو ہی سات دن کا ہفتہ — سب جائین گے اِس مین رفتہ رفتہ
کس کس کو موت نے نہ لوٹا — کِسکا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا

یہ اشعار جو نقیب پڑھ رہے ہین بہادر نیزہ اُٹھا کر چاہتے ہین کملاق پر جا پڑین لیکن کملاق کے سحر سے ہواے تیز چل رہی ہی قریب کملاق نہین پہونچ سکتے صاحبقران نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھا کر قریب کملاق کے جاؤن مگر ہوا نے نہ بڑھنے دیا ہر چند کہ امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر اشقر اکثر ٹھہر جاتا ہی منھ پھرا کر کہتا ہی کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون کہ قدم نہین اُٹھتا صاحبقران نے ناچار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے کہ اے کارساز و اے بے نیاز کوئی سبب معقول پیدا کر کہ اِس آفت سے نجات ہو تو بخوبی آگاہ ہی کہ مین مجبور و ناچار ہون سراسر بیکار ہون یہ جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر برق چمکی دیکھا بیشاق کوہ گردان و قسیم واحول و خواجہ عمرو ایک تخت پر سوار سامنے سے نمایان

ہوے مگر میثاق نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا ای قسیم غضب ہوا ہماری تمھاری تلاش مین
کملاق آپڑا اسی غیرت مین لڑرہا ہی یہی چاہتا ہی کہ تمکو اور مجھکو پائے تو زندہ نہ چھوڑے
قسیم نے کہا ایک طرف سے ہم اور احول سحر کرین اور دوسری طرف سے تم جا پڑو
یقین ہی کہ پروردگار فضل کرے اور ای میثاق دیکھو کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم
ہین مگر قریب کملاق کے نہین پہونچ سکتے عمرو نے کہا ای میثاق حقیقت مین یہ حال
ہی کہ قلب پر امیر کے ہجوم غم وملال ہی یہ لوگ جو قتل ہوے صاحبقران کو کیسا صدمہ
پہونچا ہوگا میثاق تخت سے کودا اور للکار کر آواز دی کہ او کملاق اس بدعت سے
کیا نفع ہوا ہزارہا بندگان خدا کا خون اپنی گردن پر لیا اگر میری تلاش مین آیا ہی تو مین
موجود ہون یہ کہکر گولہ مارا کملاق نے جو گولہ کاٹا اسطرح کا دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک
ہوگیا ایک طرف سے قسیم واحول نے سحر کیا کہ اُس اندھیرے مین برق چمکنے لگی اور
سب برقین کملاق کی طرف جاتی ہین مگر یہ دفع کررہا ہی صاحبقران نے جو دیکھا کہ
کملاق طرف دفع سحر میثاق وقسیم واحول کے متوجہ ہی اسم اعظم پڑھتے ہوے گھوڑے
کو بڑھایا قریب کملاق کے پہونچے اور قریب آکر نعرہ کیا کہ او کملاق بہت غریب کُشی
کرچکا کملاق نے جو صاحبقران کو قریب دیکھا سحر کرنے لگا مگر اسم اعظم الٰہی کے سامنے
سحر کی کیا نمود ہی پھر میثاق مہلت نہین دیتا آگ برسا رہا ہی اور چاہتا ہی قریب جا کے
لڑون کملاق سے تلوار چلے مگر صاحبقران نے قریب آکر وار کیا کملاق نے سپر ہاے
فولادی سر پر حائل کین مگر تیغہ عقرب جو تڑپ کر گرا برق جہندہ سے کب پناہ ہی غرضکہ
سپرون کے ٹکڑے اُڑ گئے تلوار سر پر کملاق کے گری کہ کملاق زخمی ہوا تڑپ کر بلند
ہوا امیر نے تیر مارا کہ پانوُن بھی کملاق کا زخمی ہوا بے سروپا زخمدار و بیقرار کملاق
بھاگا میثاق نے چاہا پیچھا کرون صاحبقران نے آواز دی ای میثاق اب اُسطرف
نہ جاؤ بھگوڑے کو بھاگ جانے دو آج اُسکی موت نہ تھی کہ تیغہ عقرب سے بچ گیا سارے
لشکر کو اطمینان ہوا قیلاب کو ہرکارون نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک امیر
ہوا او قسیم واحول بھی ساتھ آئی ہین کملاق آیا تھا زخمی ہوکر گیا قیلاب تو گھبرا رہا تھا

۱۰

اسنے پھر عرضی بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اب مجھسے در بند چھوٹا جاتا ہی امیدوار ہون کہ میری مدد کیجیے ایسا نہ ہو کہ شکست فاش ہو بھاگنے کی نالش ہو یہ عرضی پاس ہنگام ہر دبار کے پہونچی ہنگام نے جو نامہ پڑھا غصے مین کانپنے لگا لہا یارو کیا ستم ہی کہ مسلمان بڑھتے چلے آتے ہین مگر تاسف کرتا ہون کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور مسلمانون کا وہی زور و شور ہی یارو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ برائے مدد قیلاب جائے اور جاکر اُسکی مدد کرے اور طیران بھی گیا ہوا ہی اُسنے کچھ انتظام نہین کیا یہ کیسا ساحر زبردست ہی اُسکو تو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مگر یقین ہی کہ طیران ضرور آفت برپا کریگا شاید ابھی کسل سفر ہی اسوجہ سے کچھ بند و بست نہین کیا کہ سرو مہر جادو اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم مین جاتا ہون سب کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور ارادہ ہی کہ بہ عالم غفلت جاؤن حمزہ کو جاکر اُٹھا لاؤن میان بیثاق وغیرہ سب بھاگتے پھرینگے جب حمزہ قتل ہو جائیگا تو کوئی سر نہ اُٹھائیگا یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوا تین لاکھ جادوگر لیکر چلا یہان امیر جنگ مذکور فتح کرکے بیٹھے ہین بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ طیران نے قیلاب سے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین میدان مین نکلکر بیثاق کو ٹوکونگا دیکھون تو کیسے وزیر ہین میرا کیا کرتے ہین یقین ہی کہ بھاگتے پھرین اور قسیم اورا حول انکی کیا حقیقت ہی انکو ایک سحر مین دیوانہ کردونگا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی بیثاق دربار مین بیٹھا ہی عرض کر رہا ہی کہ اے شہریار اگر آپ کی رسائی تا بہ قصر ہفت رنگ ہو تو رہائی سعد شہریار کی ممکن ہی صاحبقران فرماتے ہین اے برادر رہائی بادشاہ کی وقت پر موقوف ہی خواجہ عمرو کئی مرتبہ ارادہ کر چکے مگر ارادہ پورا نہین ہوتا دیکھو تمھاری رہائی کے لیے گئے تمکو بینا بھی کیا اور رہا بھی کرلائے جبدن بدل قصد کرینگے اُسی دن بادشاہ کو رہا کر لاوینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ طیران نے طبل جنگی بجوایا ہی بیثاق نے کہا اے شہریار آپ بھی طبل جنگی بجوائیے مین طیران کے ہوش اُڑا دونگا دیکھون تو کیا کرتا ہی اُسکو اپنے مکر و حیلے پر بڑا دعویٰ ہی سر میدان سمجھ لونگا امیر با توقیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان

بجی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہوے لگین چارپہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے طیران بلند پرواز بعد صفوف آرائی میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طیران نے جو پکارا میثاق نے اژدر اپنا بڑھایا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار مجھکو اجازت میدان ملے صاحبقران نے فرمایا خدا کے سپرد کیا میثاق جو مقابلۂ طیران مین آیا طیران نے دیکھتے ہی آواز دی کیون ای وزیر اعظم تمنے قدرت مین کیا برائی پائی کہ اُسنے منھ پھیرا میثاق نے کہا تمھین سوا بُرائی کے بھلائی کہان ہی مثل ہمارے تمھارے وہ بھی ساحر ہی خداوند کیسا سراسر گناہ اوڑھ رہا ہی گندۂ جہنم ہوگا یہ سحر کے گذر رہے ہین اُسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا اگر کسی لایق ہوتا تو یہ چھ دربند فتح ہوجاتے طیران نے گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ میثاق نے ایک گولہ طرف صحرا کے مارا اور پکار کر آواز دی ای دلفریب جلد آؤ اِس طیران کو لگا کر لے جاؤ ہنگام کو بھی معلوم ہو کہ مین نے ساحر بھیجا تھا اُسکا یہ حال ہوا اُسکے خون مین وہی مبتلا ہو ہم بری رہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین وجمیل آتی ہی کنیزین پنکھیان پھولونکی لیے ہوے اُس نازنین کو جھلتی ہوئی پیدا ہوئین وہ جو نازنین سب کے آگے تھی وہ صف سے بڑھی سامنے طیران کے آئی کہا ای طیران یہ بے مروتی کنیزون نے پنکھیون کی ہوا دی طیران کا مزاج پلٹ گیا کہا ای جان جہان مین خود تجہپر جان دیتا ہون جو کہو وہ بجالاؤن نازنین نے ہاتھ تھام منھ پہ طیران بلند پرواز کے ہاتھ پھیرا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ آہ مجھسے زمانے ہی سازگار کرتے ہین	وہ تنگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسی کی سوز محبت سے ساز کرتے ہین	ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتو ان سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی
یہ ڈھنگ جلد ترافشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دل سے جو ضعف مین نالے
شکایتِ رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر دریہ مسجد کو مجھ پہ او زاہد
مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین

ترے تمام عمل ہین یہ رائگان او شیخ
وہ فعل کرنے تجھے جو عشق باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بناکے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنے کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلہ نہ کیجیو او دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی
ملاکے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل او عشق بے اثر تجھسے
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین

بہ صد نیاز اٹھاتا ہی خنجر قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

نازنین نے یہ اشعار گاکر پھر منھہ پر طیران کے ہاتھ پھیرا طیران نے کہا او جان جہان کیا اشعار سنائے ہین دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا جہان تم کہو وہان چلون تمھارا تابع فرمان ہون لیکن امیدوار وصل ہون اُسنے کہا صاحب مین تمسے راضی تم مجھسے راضی پھر کیا وجہ ہی کہ جدائی پڑی ہنگامہ و بار جو بادشاہ طلسم ہی اُسنے فراق ڈالا ہی روز سیر کرتا ہی چلکر اُسکو قتل کرو طیران نے کہا اُسکی کیا مجال ہی کہ میرے مقدمے مین دخل دے مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون اُس نازنین نے کہا اگر اُسکو سمجھادوگے تو مین تمھارے ساتھ ہون مگر چاہتی ہون کہ میرے واسطے ہتک نہ ہو طیران نے کہا کیا مجال دھوم سے برات لاؤنگا ہاتھی پر سوار ہوکے آؤنگا بھاری سہرا سر پہ بندھا ہوگا خلعت شادی پہنون شملہ سر پر رکھون اِس دھوم سے برات لاؤن کہ گلیان روشن ہوجاوین یہ کہکے طیران پلٹا طرف صحرا کے چلا وہ نازنین کھڑی دیکھا کی

جب طیران نظرون سے مخفی ہوا تو یہ نازنین اُسی طرح شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گئی میثاق نے مابرز طلبی کی لشکر قیلاب
مین ایک ساحر ہی بلند بالا نام جھومتا ہوا نکلا قیلاب سے کہا اگر حکم ہو تو میثاق کو
جا کر چیر پھاڑ ڈالون قیلاب نے کہا تم ایسے ہی زبردست ہو مگر وہ وزیر اعظم خداوند ہی
بلند بالا نے کہا میرے سامنے سحر نہ چلیگا وہ ذلت دون کہ میثاق بھی یاد کرے یہ کہکر
میدان مین آیا میثاق نے طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے بہران شیر سوار اسکو
لینا یہ بڑا مغرور ہی بلند بالا ابھی مقابلے مین میثاق کے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک شیر سوار نعرے کرتا ہوا آیا کہ او بلند بالا ٹھہر جا تیری خدمت کو آتا ہون
بلند بالا نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف شیر سوار کے دیکھا شیر سوار شیر سے کودا شیر نے
آکر بلند بالا پر حملہ کیا ہر چند بلند بالا سحر کرتا ہی مگر وہ شیر نہین رُکتا جست کرکے بلند بالا
کی گردن لی ایک طمانچہ مارا گال کا گوشت نوچ لیگیا دو تین حملون مین بلند بالا کو گرایا
اور چیر پھاڑ کر پھینک دیا کئی ساحر اِسی طرح طرف سے قیلاب کے نکلے ہاتھ سے
میثاق کے مارے گئے پہر دن رہے طبل بازگشت بجا میثاق بھی پلٹ آیا آکر داخل
بارگاہ ہوا لیکن طیران جو سحر بن میثاق کے پھنسکر طرف صحرا کے چلا تھا قضائے کار
سرد مہر جادو کہ با فوج قاہرہ منزل بہ منزل آتا تھا صبح کو سوار ہوتا ہی تین پہر راہ ہی
مین بسر ہوتے ہین پہر دن رہے کسی مقام پر آکر اُترتا ہی ایک صحرا مین لشکر اُتر چکا ہی
سرد مہر ٹہل رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا طیران جادو عجب حال سے آتا ہی چٹکیان بجاتا
ہوا سر ہلاتا ہوا ہائے جان جہان زبان پر کبھی کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان
تمسے یون جدائی ہوئی کہ امید ملنے کی نہین کبھی ٹھہر جاتا ہی کبھی دوڑتا ہی لشکر سرد مہر کا
دیکھکر اور زیادہ جھلایا سمجھا کہ یہی سب لوگ میرے دشمن ہین معشوق کو چھڑایا ہی لہذا ان
سب کو قتل کرون سرد مہر دیکھ رہا تھا کہ طیران ٹھہر اکچھ سوچکر قہقہے بہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ
کرکے آپڑا بے گناہون کو قتل کرنے لگا یہی چاہتا ہی کہ سارے لشکر کو قتل کر ڈالون
لیکن سرد مہر نے جو طیران کو معروف جنگ دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے طیران اپنے

ہوش تو قایم رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا گولہ چلجاے دشمن جل جاے طیران نے کہا او بیحیا کیا مین تجسے دبتا ہون تیرا ہی سارا فساد ہی میری معشوقہ کو مجھسے جدا کیا فراق نصیب ہوا یہ راتین ہجر کی کس مشکل سے کٹتی ہین یہ کہتا ہوا اور گولے پھینکتا ہوا بڑھا سرد مہر جھپٹ کر قریب آیا طیران کو للکارا طیران نے ہاتھہ تلوار کا مارا سرد مہر نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور طیران کی مشکین باندھین مگر طیران بہر تکراتا ہی اور کہتا ہی مجھکو چھوڑ دو مین اپنی جان دونگا مگر سرد مہر نے نہ چھوڑا زبان مین سوزن دیکر قید کیا قیدی کو لیکر چلا مگر طیران آٹھ پہر غل مچاتا ہی کہ میری معشوقہ کو جدا کیا مجھے قید کیا ہی کوئی ایسا ہی کہ میری زبان سے سوزن نکالدے کہ لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو ٹھنڈھا کرون قضاے کار مہتر چالاک بن عمرو کہین اسطرف گذرا صورت بدلکر لشکر مین آیا دیکھا ایک خیمہ مین طیران قید ہی خانۂ زنجیر مین غل مچارہا ہی چالاک نے پوچھا اسپر کیا گذری یہ کون بزرگ ہین نگہبانون نے کہا ملازم بادشاہ طلسم ہی براے جنگ گیا تھا وہان سے دیوانہ ہوکر آیا ہی چالاک نے پہچانا کہ طیران جادو سحر مین میثاق کے پھنسکر آیا تھا اسی کو معلوم ہوتا ہی سرد مہر نے گرفتار کیا ہی سب مین ملکر میٹھا حقہ پلا کر سب کو بیہوش کیا خیمے مین آیا کہا اے طیران مین زبان سے سوزن نکالدون سیدھے طلسم مین جاؤ یہان کیون الجھ رہے ہو طیران نے کہا جو معشوقہ کا دشمن ہی وہ میرا ابھی رہزن ہی اسیوجہ سے مین بگڑا تم مہربانی کرو کہ اب سوزن زبان سے نکالدو کہ اسی وقت اس لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو زندہ نچھوڑون ٹھنڈھا کردون جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی قید کو توڑ ڈالا طرف رعایا کے پلٹا سحر کرنے لگا آگ برسنے لگی سرد مہر کو خبر ہوئی اپنے مقام سے اٹھا باہر آکے للکارا مگر طیران کب مانتا ہی مبہوت ہورہا ہی یہی یقین ہی کہ ان سب نے معشوقہ کو چھڑایا کارد سحر نکالی طرف سرد مہر کے پھینک ماری سرد مہر نے کارد کو کاٹا دو ٹکڑے ہوے کہ وہ کارد لہرائی طرف طیران کے چلی طیران ہرچند غل مچاتا ہی مگر وہ کارد نہین رکتی آخر آکر طیران کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری طیران کا مارے جانا کہ ہنگامہ برپا ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود مارے کے

طیران کو سردمہر سوار ہوا کہا یارو یہ کسی کے سحر مین پھنس گیا تھا بے جان دیئے چین
نہ آیا مگر افسوس ہی کہ اِسنے مجھسے مفصل حال نہ بیان کیا ورنہ مین سحر اُتار لیتا کہ ایک ساتھ والے
نے عرض کی حضور وہ اپنے ہوش مین کب تھا کہ جو آپ سے حال بیان کرتا سردمہر نے کہا
ہان یہی سبب ہوا مگر مجھکو اِسکے مارے جانیکا بڑا افسوس ہی سردمہر راہ کو طے کرتا ہوا جاتا
ہی یہان صاحبقران بر سر دربند قیلاب عقاب سوار فروکش ہین میثاق بیٹھا ہوا
باتین کر رہا ہی کہ نہین معلوم طیران پہ کیا گذری کہ آسمان سے ایک طائر نے آواز دی
کہ کشتی مرا نام من طیران جادو لبود از راہ میثاق آگاہ ہو کہ طیران مارا گیا سردمہر نے
اُسکو قتل کیا کہ وہ تاب طلسم نہ جانے پائے کہ چالاک آکر پہونچا سب کیفیت چالاک نے
بیان کی میثاق بہت خوش ہوا کہا ای چالاک کیا کہنا خوب قتل کرایا پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوے ہین صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر
گینڈے پر سوار پشت پر لشکر بے شمار خیمے بارگاہین لدی ہوئی علمہاے زنگاری کے
پھرہرے کھلے ہوے اُسپر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم اِس کروفر سے
آکر پہونچا قیلاب نے استقبال کیا لشکر صحرا مین اُترا سردمہر نے سب حال دریافت کیا
قیلاب نے کل حال کہا کہ میثاق وزیر اعظم خداوند شریک مسلمانان ہو گیا ہی اُسنے طیران پر
سحر کیا تھا وہی دیوانہ وار یہان سے گیا تھا سردمہر نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ٹھنڈا
ہوا کسی نے اُسکی زبان سے سوزن نکالدی وہ لشکر کو تباہ کرنے لگا مین نے اُسکو
مارڈالا لیکن آخر مین مجھکو بڑا قلق ہوا کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا بے وجہ مارا گیا مگر
اہو قیلاب اب جنگ کسطور سے کیجائے قیلاب نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ حمزہ
مالک اسم اعظم الٰہی ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اب تو میان میثاق اپنا نام کر رہے ہین
رہائی بادشاہ کی تدبیر ہو رہی ہی نہین معلوم قدرت نے اُنکو کیون زندہ رکھا ہی
قتل کر ڈالین سر اِسطرف روانہ کرین کہ مسلمان گھبرا جائین اِس گھبراہٹ مین ہم دبا
ڈالین اور حمزہ کو چڑا لائین آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قدرت کو ایک عرضی لکھو کہ سعد کا
سرکاٹ کر روانہ کرین سردمہر نے عرضی لکھی کہ یا خداوند یہان یہ معرکہ درپیش ہی کہ

صاحبقران زمان مالک اسم اعظم ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت سبھی آگاہ ہین لہذا سعد بن قباد کا سرکاٹ کر روانہ فرمائیے دادا جب پوتے کا سر دیکھیگا تو نہایت پریشان ہوگا بس اسوقت ہم لوگ حمزہ کو گرفتار کرلینگے اور آپ کے وزیر اعظم بڑے نام کررہے ہین اگر مناسب ہو تو کچھ انکی بھی فکر کیجیے ورنہ لڑائی مین مشکل ہوگی یہ عرضی جو پاس جمشید کے پہونچی جمشید نے عرضی پڑھکر حکم دیا کہ رات کو جشن ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو سب شاہزادیان آوین اسی وقت سب کو نامے روانہ ہوے شام کو شاہزادیون کی آمد شروع ہوئی ملکہ گلفام جادو اور ہام جادو و ملکہ کاکل دراز و ملکہ کلنگ شمیدہ بانو وغیرہ آئین انکے بعد ملکہ ہماے نازک ادا بھی آئی کہ یہ نہایت حسینہ ہی سحر مین بھی سب سے زیادہ طاق شہرۂ آفاق ہی محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط شروع ہوا جام مرادر غوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جمشید مست بیٹھا ہوا ہی شاہزادیون کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ہماے نازک ادا پر جو نگاہ پڑی بلبلا کر کہا او نازک ادا ذرا میرے قریب آؤ تو مین تمسے کچھ بات کرونگا ہماے نازک ادا قریب آئی جمشید دست درازی کرنے لگا ہماے نازک ادا کو بہت ناگوار ہوا کہا یا خداوند ہم تو آپ کے فرزند ہین اولاد کے ساتھ یہ گستاخی زیبندہ نہین ہی جمشید نے کہا اے ہماے نازک ادا ہمنے تمکو پیدا کیا یہ حسن و جمال دیا خاص ہمنے اپنے لیے بنایا اور تم ہمین سے یہ انکار کرتی ہو ابھی تقدیر کرون تو یہ صورت بدلجاے وہ صورت ہو کہ کوئی نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے نازک ادا نے عرض کی آپ کو اپنی خدائی کی قسم ہی کہ میری صورت بدل دیجیے یہ حسن و جمال تو خداداد ہی اسمین کسی کو کیا دخل ہی جمشید نے کہا اچھا بیٹھو اور طورسے سمجھا جائیگا ہماے نازک ادا الگ آکر بیٹھی ملکہ کاکل دراز نے کہا بوا کیون تمنے قدرت کو آزردہ کیا نازک ادا نے جواب دیا کہ مین اس بھروسے بوڑھے ریچھ کو کیا پسند کرتی منھ سے وہ بوسے بد آتی ہی کہ منھ لگانے کو دل نہین چاہتا جب منھ کھولتا ہی قلب الٹ جاتا ہی کاکل دراز نے کہا بوا قدرت کی برائیان نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت آگاہ ہو جاوین نازک ادا نے کہا

ہم اپنے دل کے بادشاہ ہین قدرت کا اس مین کیا اختیار ہے مگر جمشید بہ نگاہ محبت ملکہ نازک ادا کو دیکھ رہا ہو گلفام کو قریب بلایا کہا اے گلفام نازک ادا کو سمجھاؤ لاکے میرے پہلو مین بٹھاؤ گلفام نے آکر نازک ادا سے کہا نازک ادا نے جلکر جواب دیا کہ بوا تم جاکر بیٹھو سر محفل ذلت اٹھاؤ کون اتنے بڑے دربار مین قدرت کے پہلو مین بیٹھے اور وہ دست درازی کرے مجھسے یہ نہ ہوگا گلفام پلٹی آکر جمشید سے کہا کہ یا خداوند وہ نہین مانتی جمشید نے کہا ابھی سحر کرکے صورت بدل دونگا نازک ادا نے کہا بجا ہین کتنا بنا دین مگر مین نہ قبول کرونگی جمشید نے جھلا کر کہا اسکو کشان کشان میرے سامنے لاؤ چار پانچ شاہزادیان اٹھین نازک ادا سے کہا بوا چلو نازک ادا نے کہا بوا مین تو نہ جاؤنگی ہاتھ تھام کر شاہزادیان کھینچنے لگین نازک ادا نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سب شاہزادیان گر پڑین زمین پر تڑپنے لگین جمشید نے جو یہ دیکھا تخت سے اٹھا تاج سنبھالتا ہوا کہ اے نازک ادا جلد میرے پاس آؤ نازک ادا گھبرا کر اٹھی سامنے سے بھاگی ایک کمرہ تھا اس مین گھس گئی دروازے بند کر لیے کہ کراہنے کی آواز آئی منھ پھیر کر دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال بال سر کے بڑھے ہوے آنکھین ڈگڈگا رہی ہین یا نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہین عارض انور مثل زعفران زرد و زنجیرون مین جکڑا طوق گلے مین پڑا آہ آہ کر رہا ہے بہائے نازک ادا کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر پوچھا کہ اے گرفتار دام محنت واے مقید قید خانہ پریشانی و آفت کیا تو نے خطا کی جو اسطرح قید ہے وہ جوان ٹھنڈی سانس بھر کے یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

کچھ تمنائین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے	اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے	دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
شکوہ ہو برق تجلی سے کرا دنا انصاف	ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
ناز کی دیکھون ادا لیتی ہو کیونکر تمکو	دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے
پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور	اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

دل سے آتا ہی جگر مین تو جگر سے دل مین
درد اُٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے رہے وُہا ہین وُہ
دل تو موجود ہی دہا تھ اُچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغِ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین
کبھی اُٹھتا ہی تو اُن تلوونکے ملنے کے لیے

اپنے سایہ کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ
دھوپ مین کوچۂ محبوب کی چلنے کے لیے

پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین
اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

کیا کدورت نے تری خاک اُڑا کر شب وصل
مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے

نخلِ امید جمائے قدم اپنا نہ جلال
گلشن دل مین مرے پھولنے پھلنے کے لیے

سعد شہر یار نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نازک ادا نے سر جُھکا لیا کہا ای شہر یار سوال دیگر جواب دیگر آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا نبیرہ صاحبقران فرزند قباد شہر یار عالیشان اس نیاز مند کو سعد کہتے ہین جمشید نے قید کیا ہی اسقدر رات حیات مین باقی ہی صبح کو قتل کیے جائین گے ہاتھ سے ظالم کے مہلت نہ پائین گے ہمارے ہی قتل کا تو یہ جشن ہی صبح کو اختتام جشن ہوگا ہمارے نازک ادا نے کہا ای شہر یار نہ گھبرائیے پروردگار معین و مددگار ہی لیکن جمشید نے جو دیکھا کہ نازک ادا کمرے مین چھپ گئی قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم تشریف لائیے نازک ادا سعد سے باتین کر چکی تھی فورًا نکل آئی جمشید نے چاہا ہاتھ تھام لون نازک ادا نے اشارے سے کہا کہ یا خداوندا آپکے حکم سے کسکو انکار ہی لیکن یہ جلسہ اور یہ سب شاہزادیان جمع ہین اپنے مقام پر مضحکہ کرینگی حضور کے واسطے بھی باعث بدنامی ہی اور کنیز بھی بدنام ہوگی مین کل حاضر ہونگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگی کیا آپ سے عذر کرونگی جمشید یہ سُنکر خوش ہوگیا دستور ہی کہ جس کو طبیعت چاہتی ہی اُسکا کلام بمنزلۂ حدیث و آیہ ہوتا ہی سمجھ گیا کہ سچ کہتی ہی پلٹ آیا ملکہ نازک ادا ابھی آکر بیٹھی مگر خاموش ہی دل مین پیچ و تاب کر رہی ہی کہ ای نازک ادا کیونکر اس گرفتار دام محنت کو نکالون جادوگرانیسے ایسے جمع ہین خود جمشید کیسا کامل ہی ہائے وہ کلائیان نازک اُن مین ہتھکڑیان پائے نازک مین بیڑیان کا شکہ وہ زیور

مجھکو پہنایا جاتا کیسا سرنگون بیٹھے ہین کیا سوچتے ہونگے ایسے دشمن کا سامنا کہ جسنے بلا تکلف
قتل کا حکم دیا کنیزین بر اسے تیاری میدان خونی گئی ہین کوئی بات ذہن مین نہین
آتی اگر مین نے اپنی جان دی تو کیا نفع ہوگا بہر نوع کڑک کے گر ونگی لے بھاگونگی اگر
نکل گئی تو نہا اور اگر گرفتار ہوئی تو پاس انکے قید ہونگی تو بھی دل کی حسرت پوری
ہوگی کہ برابر معشوق کے ہم بھی قید ہین اسی سوچ مین رات تمام ہوئی گریبان سحر چاک
ہوا طائر آشیانون سے نکلے یادالٰہی مین چہچہہ زن ہوئے کسی طرف گھنٹے بج رہے ہین
کسی طرف سنکھ پھونک رہا ہو فوج مین ورد بان بج رہی ہین یہ آوازین سُنکر جمشید
اُٹھا تمام شاہزادیان وزرا امرا ساتھ ہین بیرون قصر نکلکر دیکھا وہ چٹیل میدان ہی
کہ جہان درخت کا نام نہین پہاڑ ریت کے جا بجا معلوم ہوتے ہین ہر مقام پر
طائران صحرا خشک شاخون پر حیران بیٹھے ہین بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین
مگر جمشید باہر نکل آیا کنیزون نے ایک طرف دارین استادہ کی ہین ایک طرف جلاد
شلنگین لگا رہے ہین جمشید نے کہا ای ملکہ ہمارے نازک ادا قیدی کو لاؤ لاکے
زیر تیغ بٹھاؤ یہ سُنکر ہمارے نازک ادا دوڑی کمرے مین آکر قدمون سے لپٹ گئی
کہا ای شہریار بس اب یہی وقت ہی جمشید تو بیرون قصر گیا سارا مجمع اُسکے ساتھ ہی مجکو
حکم دیا ہی کہ قیدی کو لاؤ مین آپ کو لیکر نکلتی ہون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ نازک ادا
مقام افسوس ہی کہ کوئی شاہزادی ہماری رہائی کو نہ آئی الیبانہ ہو تم گرفتار ہو جاؤ
نازک ادا نے کہا مین بہت تیز رو ہون زمین کو کاٹ کر لے نکلونگی یہ کہکر قید کاٹی
کمر مین پنجہ دیا اور غرق زمین ہوئی بادشاہ کو لیکر چلی یہان جب عرصہ ہوا جمشید ثانی
نے کہا ذرا دیکھو تو کہ ہمارے نازک ادا کیا کر رہی ہی بہت عرصہ ہوا ایک کنیز کے
منھ سے نکلا کہ یا خداوند آپ نے سعد کو وہ حسن دیا ہی کہ جو دیکھے وہ دیوانہ ہو جاے
اور ربی ہمارے نازک ادا آپ سے تو انکار کرتی تھین مگر بادشاہ پر شاید عاشق
ہو گئین بس جمشید نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو وہ شاہزادیان جو تخت کے قریب
تھین بدحواس ہو کر دوڑین قید خانے مین آکر دیکھا بقول شخصیکہ بھیرون ناچ رہا ہی

ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین ایک غار عظیم الشان ہو اُس مین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین شاہزادیون نے بڑھکر جمشید سے سب کیفیت بیان کی جمشید نے کہا تم مین کوئی شاہزادی ایسی تیز رو ہو کہ اپنے کو صحراے تیہو مین پہونچاۓ اُسی طرف سے اُسکا گذر ہوگا اِتنا تو قدرت نے دریافت کرلیا اگر وہ گرفتار ہوکر آجائے تو ایسی سزاے معقول دون کہ عمر بھر یاد کرے آٹھ پہر فریاد کرے کاکل دراز پایۂ تخت چھوڑ کر جھپٹی پہر پرواز پیدا کر کے صحراے تیہو مین پہونچی آکر دیکھا وہ ویران مقام ہو صاف ظاہر ہو کہ نمونۂ مصیبت ہو ویرانے کی عجب کیفیت ہو ہر طرف سناٹا خاک اُڑ رہی ہو بونڈرے گردے اُٹھ رہے ہین چارون طرف اُس صحرا کے گشت کر رہے ہین اُنھین بونڈلون کا گویا وہ مسکن ہو زاغ و زغن بے انتہا جابجا بیٹھے ہوے کاؤن کاؤن کر رہے ہین اور ریت کے موجے ہین جن سے نشان دریا ثابت ہو رہا ہو چشمے جابجا خشک پانی کا کہین نام و نشان نہین اگر کوئی پیاسا آیا تو اُسکو پناہ پانی مشکل ہوئی آبرو پر بنی دوڑ دھوپ مین بسر ہوئی مگر پانی غیر ممکن بجاے آب قطرات شبنم جو گرے ہین وہ بھی خشک ہوگئے ہین پھولونکی زبانین خشک غنچے دہن بستہ نخل سوکھے ہوے بیمار و خستہ شاخین گُل پژمردہ خار انگشت نما خود خوار و زار مگر النسان نے پاؤن رکھا او تلوے کے پار انگلیان اُٹھاتے ہین کہ اے آیندہ و روندہ اِسطرف نہ آنا کاکل دراز ایک مقام پر ٹھہری ہر طرف سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہو کہین سعد کا نشان نہین جی مین کہتی ہو قدرت نے یون ہی کہدیا ناحق مجھکو دوڑایا اب پلٹ جاؤن مگر اے کاکل دراز مقام افسوس ہو کہ مین نے نازک ادا کو نہ پایا ورنہ گرفتار کر کے لیجاتی انعام و اکرام پاتی اور سب شاہزادیان بھی خوش ہوتین یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ سامنے سے زمین شق ہوئی دیکھا ملکہ ہماے نازک ادا سعد کو بغل مین دباے ہوے زمین سے نکلی جیسے ہی سر نکالا کاکل دراز نے زلفون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین اندھیرا ہوگیا نازک ادا نے جو دیکھا کہ کاکل دراز نے سحر کیا پکار کر کہا کہ لو اہم مصیبت نہ دون پر کیون ہاتھ ڈالتی ہو وہ قیدی کہ جسکی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی اگر اُسکو رہا کرلیا تو کیا غضب ہوا ہوئی

کیا میں سنہارے روکے سے رکونگی کاکل درازنے کہا بولو انکو جانے نہ دونگی نازک ادا
نے کہا بولو اشرمندہ ہوگی یہ کہکے نازک ادا نے سحر کیا کہ اندھیرا رفع ہوا اور ایک طرف
چلی کاکل درازنے بڑھکر روکا نازک ادا نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری کہ سر بلکہ
کاکل دراز کا زخمی ہوا نازک ادا نے جو دیکھا کہ کاکل دراز زخمی ہوئی سوچی کہ اب
مین نکلچلون اور کاکل درازنے خیال کیا کہ نازک ادا نکلجائیگی ہرچند روکا مگر نازک ادا
نہ رکی راہ مین جاکر سعد کو ہوشیار کیا پوچھا ای شہریار آپ کے جدعالی نتبار کے لشکر مین
لے چلون سعد نے کہا جہان مناسب جانو وہان لے چلو ہم تو تمھارے قبضے مین ہین
نازک ادا چلی مگر کاکل درازنے جب دیکھا کہ میرے روکے سے یہ لوگ نہ رکے
جاکر خداوند سے اطلاع کرون اسی زخمداری مین بھاگی سامنے جمشید ثانی کے آئی کہا
یا خداوند مین صحرا سے تنہو مین گئی نازک ادا کو روکا مگر وہ نہ رکی اور نکلگئی مجھکو زخمی
کیا یہ سنکر جمشید نے سرجھکایا ایک طائر آسمان سے گرا اُسنے زمزمہ سرائی کرکے کہا کہ
نازک ادا اپنے باغ پر بہار مین گئی ہو یہ سُنکر جمشید نے سر اُٹھاکر آواز دی کہ یارو
تم مین کوئی ایسا ہو کہ باغ پر بہار تک جائے اور نازک ادا کو گرفتار کر لائے کہ
ابلیس آوازہ زن اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند غلام جاتا ہو اور گرفتار کرکے
نازک ادا کو مع سعد لاتا ہو جمشید نے ابلیس کو حکم دیا ابلیس روانہ ہوا جمشید نے
کہا کچھ فوج بھی ساتھ لے لو ابلیس نے کہا ایک عورت کے واسطے فوج کی کیا ضرورت
ہو مگر جمشید نے پانچ ہزار جادوگرون کو حکم دیا کہ ہمراہ ابلیس کے جاؤ جاکر اِنکا ساتھ دو
ابلیس اُن سب کو ساتھ لیکر چلا مگر نازک ادا خستہ وشکستہ حیران و پریشان خوف
جمشید دل مین گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی باغ نہایت سرسبز وشاداب ہو ہزارہا
کنیزان غنچہ دہن چمنون مین پھر رہی ہین سبنے اپنی مالک کو دیکھکر سلام کیا نازک ادا
نے اِشارہ کیا کہ مسند وغیرہ آراستہ کرو کنیزون نے فرش وغیرہ درست کیا نازک ادا
نے سعد کو مسند پر بٹھایا مگر آپ حیران ہو رہی ہو اور کہتی ہو کہ کاکل دراز زخمی ہوگر
گئی ہو کوئی اور ساحر آئیگا جلدی تیاری کرو کنیزون نے کوٹھون سے اسباب نکالا

نازک ادا نے سب سے حال کہا کہ مین خداوند سے باغی ہو کر آئی ہون جسکو میرا ساتھ
دینا ہو رہے ورنہ رخصت ہو جائے سب نے عرض کی ہم تو آپ کے تابعدار ہین ہمین
جمشید سے کیا کام ہے جسکی آپ دشمن اُسکے ہم دشمن نازک ادا کو اطمینان ہوا سب کو
ساتھ لیا سعد کو تخت پر سوار کیا مگر سعد نے فرمایا اے نازک ادا تحفہ ہمارا یعنی لوح
محفوظ رہگئی اگر وہ ملتی تو ہم کسی سے پردہ نہ کرتے نازک ادا نے کہا اے شہریار جبتک
مین وہان تھی سب طرحکا اختیار تھا اگر آپ فرماتے تو مین لوح محفوظ بھی لاتی اب تو
وہان سے چلی آئی نہایت دشوار ہے مگر آپ طلسم کشا ہین لوح محفوظ ضرور ملیگی اور لوح
طلسم کا بھی پتہ ملیگا مگر جو تکلیفین سرکار پر ہونے والی ہین اُنکے بعد بہتری ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ گلے مین تختی مثل ستارہ کے چمکتی ہوئی
اُڑی ہوئی جاتی ہے سعد شہریار کو جو دیکھا کہ تخت پر سوار سات سو کنیزین گرد دیکھکر یہ
عظم و شان ہوا سے اُتر آئی سعد کو آکر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا سعد نے کہا
مین نے تجھکو دیکھا نہین جادوگرنی نے کہا مین وہ ساحرہ ہون کہ مین نے لوح جمشید
سے حاصل کی تھی وہ میرے پاس حاضر ہے اسوقت مین نے خبر سُنی کہ بی نازک ادا
آپ کو نکال لیگئین تو جمشید نے مجھسے کہا کہ جا کر صحرا ے ویران مین چھپو مین اُڑی
ہوئی جاتی تھی مگر آپ کے اقبال نے مجھکو روکا یہی دل مین آئی کہ خدمت مین حاضر
ہون اور لوح محفوظ دیدون ہمراہ سرکار رہون سعد نے فرمایا تمھارا سراسر احسان
ہے مگر تمھارا نام کیا ہے ساحرہ نے کہا کہ نوخیز جادو میرا نام ہے نوخیز نے لوح محفوظ پیش
کی سعد نے وہ لوح گلے مین ڈالی مگر نازک ادا نے دیکھا کہ لوح پہنتے ہی چہرہ سعد کا
سرخ ہوگیا نازک ادا نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھا اِس جاہ و حشم سے چلے برسر منزل
تھے بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر
فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوے خدمت شاہ مین حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
غلام کو نیکنام جادو کہتے ہین جب معلوم ہوا کہ زوجہ میری لوح محفوظ لیگئی تو مین
فیروزہ کو نکال لایا ایک طرف نیکنام اور دوسری جانب نوخیز جادو پشت پر ملکہ

ہمارے نازک ادا ساتھ سو کنیزان ماہرو ہمراہ تفصیلی دربار باغ سے چلے ہین کہ ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی نعرہ ہوا کہ منم ابلیس آوازہ زن پانچ ہزار ساحرون نے چہار جانب سے جلوہ کیا نازک ادا و نوخیز سحر کرنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہو مگر ابلیس ملعون جب آواز لگاتا ہو تو زمین تھرا جاتی ہو دس پانچ کنیزین گر تی ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سر پر زخم آیا نازک ادا روکتی ہو کہ آوازہ اسکی بلند نہ ہونے پاے مگر غیر ممکن ہو کہ اسکی آوازہ کی تاثیر سے مسعود گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

سنم شاہ شاہان فریدون حشم
ہژبر دمان صف شکن نوجوان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

چونکہ لوح محفوظ گلے مین ہو سحر سے بیخوف جنگ ترکتازانہ کر رہے ہین جس طرف جا پڑے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے نازک ادا ایک طرف سے سحر کر رہی ہو لیکن ابلیس آوازہ زن بیخوف سحر کر رہا ہو قضاے کار دربار صاحبقران مین جلسہ جما ہوا ہو میثاق بیٹھے بیٹھے اُٹھا کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو شکار کھیل آؤن اسوقت خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا صاحبقران نے فرمایا اے میثاق اسوقت تمکو منتشر پاتا ہون میثاق نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کرون اسوقت میرے سحر نے خبر دی ہو کہ بادشاہ جمجاہ کسی مقام پر گھرے ہین اور لڑ رہے ہین امیدوار ہون کہ اگر پہونچون تو اُنکی مدد کرون یہ کہکے میثاق نے ہاتھ اُٹھایا اور پکار کر آواز دی اے طیران خبر رسان مجھکو معلوم ہو کہ بادشاہ جمجاہ کس مقام پر لڑ رہے ہین ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اُسنے آکر عرض کی کہ اے وزیر اعظم سامنے باغ جو بہار ہو وہین پہ بادشاہ گھرے ہین صاحبقران نے فرمایا اے میثاق مین بھی چلون جاکر شریک جنگ ہون میثاق نے کہا بندگان عالی کی کیا ضرورت ہو غلام سمجھ لیگا یہ کہکر میثاق یکہ و تنہا روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ ابلیس نے نوخیز کو للکارا اور کہا اری تو نے بڑا غضب کیا نوخیز سامنے پہونچی چاہا سحر کرون کہ ابلیس نے آواز دی اے خنجر بار اپنی تیزی دکھا آسمان سے ایک خنجر گرا کہ سر نوخیز کا اُڑ گیا مرنا نوخیز کا بادشاہ کو بہت شاق ہوا اُسکے شوہر نیکنام نے جولاش اپنی

زوجہ کا دیکھا سر ٹکراکر جان دی بادشاہ نے جو دونون کو سردہ پایا گھوڑا اچپکا کر سامنے
ابلیس کے پہونچے آواز دی او بجیا وا او دشمن خدا تو نے اسکو مارکر کیا نفع پایا ابلیس نے
ایک چیخ ماری کہ بادشاہ تھرا کر پیچھے ہٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنبھل بیثاق کوہ گردان
او ابلیس بجیا کیون انکو روکا ہی کس بات پر ناز کرتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
دیکھون تو کیا کریگا جو ہوسکے قصور نہ کر ابلیس نے ایک چیخ ماری کہ بیثاق تھرآیا اور
یقین تھا کہ زمین پہ گرے مگر اپنے کو سنبھالا ابلیس نے دو تین آوازین دین بیثاق
کانپ کانپ کر رہگیا وہ جانتا تھا کہ یہ زمین پر گریگا مین اسکو مار لونگا مگر بیثاق نے حملے
اِسکے خالی دیے جب ابلیس نے دیکھا کہ میری آواز کی تاثیر سے یہ نہین گرتا تو بلند ہوا
قریب بیثاق کے آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ بیثاق اُلٹ گیا اور تھرا کر زمین پہ گرا
ابلیس یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اگر قصد کرون تو آسمان کو زمین پر گرادون فلک بے ستون کا
گرنا کتنی بڑی بات ہی اب زمین پر آیا سعد نے جو دور سے دیکھا کہ ہمارا طرفدار قتل
ہوتا ہی زمین پر بیہوش پڑا ہی گھوڑے کو مہمیز کیا راہ مین ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو مارکر قریب بیثاق کے پہونچے گھوڑے سے
کود پڑے سایہ لوح محفوظ کا ڈالا جیسے ہی سایہ پڑا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی
پنجہ ہاتھ مین لیے ہوے قریب بیثاق کے پہونچا اور بیثاق پہ پانی کا چھینٹا دیا اب جو
بیثاق نے آنکھ کھولی دیکھا بادشاہ جمجاہ میرے گرد گھوڑا پھرا رہے ہین یہی چاہتے ہین
کہ ابلیس کو قریب نہ آنے دون لوح محفوظ چاہتے ہین اِسکے گلے مین ڈالدون بیثاق
اُٹھا دعائین دینے لگا عرض کرتا تھا خدا حضور کو سلامت رکھے کہ حضور نے بچایا ورنہ
ابلیس شیطنت کرتا مگر میرے قتل پر وہ قادر نہین ہی مین رفیق صاحبقران زمان
ہون یقین ہی کہ فتح طلسم دیکھون مین اپنی عمر کا شمار کرچکا یہ کہکے اُٹھا ابلیس پر جا پڑا
آپس مین تلوار چلنے لگی بیثاق نے جھکائی دیکر کمر بنائی سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلیس
شیطان زخمی ہوا چیخ مار کر سامنے سے بھاگا چاہتا تھا خون اپنا بیثاق پر پھینکون
بیثاق نے وہی پتلہ فولادی سامنے کر دیا خون ابلیس کا جو پُتلے پر پڑا جلکر خاک ہوا

ابلیس بلند ہوگیا نازک ادا نے سب ساحرون کو مار لیا چند کس شکست کھا کر بھاگ گئے کوئی مقابلہ بادشاہ جمجاہ مین نہ ٹھہر سکا میثاق رکاب شاہ پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ جمجاہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر ہرکارون نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ بادشاہ جمجاہ بہ فتح وفیروزی آتے ہین سرداران بادشاہ براے استقبال چلے جب لشکر صاحبقران قریب رہگیا نو کل لشکر بھی آگیا بادشاہ نے فرمایا اے نازک ادا بہتر یہ ہی کہ جد عالی تبار در بند ہفتم پر لڑ رہے ہین مین وہان جاکر کیا کرون مین تو طرف طلسم کے چلتا ہون نازک ادا نے کہا بہت مناسب ہی ہنگام بر دبارہ ساحر زبردست ہی ضرور روکیگا لیکن آپ کو روک نہین سکتا یہ فرما کر دو پہر رات گئے لشکر تیار کر کے سوار ہوے ان سردارون کو ساتھ لیا طرف طلسم کے چلے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ طرف قلعۂ طلسمی کے گئے میثاق بھی ہمراہ گیا صاحبقران نے شکر کیا اور نامہ قیلاب کو لکھا کہ اب جنگ بند و یرنہ کرو ہمارے بادشاہ گئے ہم چاہتے ہین انھین کے ساتھ طلسم مین داخل کرین قیلاب نے کہلا بھیجا ایک ہفتے کی مجھکو مہلت دیجیے بعد اسکے یا اطاعت کرونگا یا جنگ کرونگا صاحبقران متردد بیٹھے ہین خواجہ سے فرما رہے ہین اے خواجہ کوئی صورت رہائی آسمان پری و قرلیشہ نکالو تو مین جانتا ہون کہ انشاء اللہ سعد بہ فتح وفیروزی طلسم مین پہونچین گے مین اپنے کو داخل کرونگا میثاق ساتھ گیا ہی بہت بہتر ہوا اسی فکر مین صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آئے دنگل زرین پر بیٹھے جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار چند شتر اسباب کے لدے ہوے ہمراہ بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا تخت سے کود آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ایک مشکل لاحل لایا ہون امیدوار ہون کہ اسکو حل فرمائیے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو بادشاہ نے کہا اول اپنے نام سے حضور کو آگاہ کرتا ہون تہنیت تاجدار میرا نام ہی بن قلعۂ تہنیت نگار کا حاکم ہون غرضکہ ایک فرزند حسین پروردگار نے مجھکو عنایت کیا تھا شاہور تیغ زن نام جب وہ جوان ہوا تو اسنے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تمام ملک

کو رونق ہوئی کئی سو رفیق اُسکے گرد بیٹھتے تھے قلعے سے پانچ کوس پر ایک صحرا مشہور ہو کہ اُس صحرا کا صحرائے بہار پیرا نام ہو ایک نازنین زیر نخل کھڑی رہتی ہو جو اُسطرف سے نکلتا ہو اُسکو آواز دیتی ہو اور ہاتھ پکڑکرکے چلتی ہو وہ جوان خاموش اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو وہ جب قریب درۂ کوہ پہونچتی ہو تو آواز دیتی ہو کہ ای بطلان خارہ کش جلد آ ایک جوان نے ارادہ کیا ہو کہ مجھکو ذلیل کرے ایک زنگی درۂ کوہ سے باہر آتا ہو گرز ہاتھ مین اُس جوان کو آکر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہو میرا فرزند تعریف حسن نازنین سُنکر سیر کرنے کے لیے گیا اُس نازنین نے آواز دی کہ او جوان مین تیری مشتاق تھی یہ قریب پہونچا اُس نازنین نے اُسی طرح قریب درۂ کوہ آکر آواز دی وہ زنگی نکلا اُسنے گرز مارا اسنے کلائی تھام لی اور گرز چھین کر پھینک دیا اور زور کرکے دے مارا اُس نازنین نے غل مچایا آسمان سے ایک پنجہ گرا میرے فرزند کو اُٹھالے گیا اُسکے فراق مین اندھا ہو گیا آج مجھکو خبر لی کہ صاحبقران زمان حلّال مہمات عالم ہین اسوجہ سے غلام حاضر ہوا میرے فرزند کو مجھسے ملائیے صاحبقران نے فرمایا ایک ہفتے کی مہلت دو مین تمھارے ساتھ چلونگا ہرچند عمرو نے منع کیا کہ آقائے نامدار آپ کو مہم قیلاب درپیش ہو بعد فتح طلسم وعدہ کیجیے مگر امیر نے نہ مانا دوسرے دن تہنیت کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب قریب صحرا کے پہونچے دیکھا ایک نازنین زیر نخل کھڑی ہو مگر سرو قد خورشید خد غنچہ دہن نازک اندام سیمتن ہو اُس نازنین نے امیر کو پکارا امیر قریب آئے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے اُسکے ساتھ چلے جب قریب درۂ کوہ پہونچے اُس نازنین نے آواز دی کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون درۂ کوہ سے نکلا گرز ہاتھ مین اُسنے گرز مارا نازنین الگ کھڑی ہو اور زنگی کی تعریف کر رہی ہو کہ ای بطلان کیا کہنا مگر صاحبقران نے گرز چھین لیا اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھایا زمین پر مارا وہ نازنین غل مچا رہی ہو صاحبقران نے زنگی کو چیر ڈالا ایک پنجہ چمک کر گرا لیکن امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا کہ ایک دیو ہو وہ قصد کر رہا ہو کہ مجھکو اُٹھا لیجائے صاحبقران نے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے مرنا اُس دیو کا وہ نازنین غرق زمین ہو گئی

صاحبقران نے جو دیکھا کہ وہ نازنین غرق زمین ہوگئی طرف درے کے رُخ کیا چاہتا تھا
کہ داخل ہون کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک جوان مسلح و مکمل کئی سو جوان ساتھ للکارتا
ہوا نکلا کہ او جوان تو نے غضب کیا عفریت پنجہ کش کو مارا علامت کو مٹایا صاحبقران
نے فرمایا انشاء اللہ تعالی سب علامتین دفع ہونگی وہ جوان تلوار کھینچکر بڑھا امیر نے
تیغہ عقرب کو کھینچا نعرہ کر کے جا پڑے وہ کئی سو جوان چاہتے ہین کہ امیر کو گرفتار کر لین
مگر صاحبقران کے سامنے جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا لڑتے ہوے قریب اُس جوان
کے پہونچے اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا دیا کہ ہاتھ کٹکر
گرا اُس جوان نے جھک کر ہاتھ پھر اُٹھا لیا کٹے ہوے ہاتھ سے ملا دیا پھر امیر پر وار
کیا امیر نے چار پانچ مرتبہ ہاتھ اُسکا کاٹا آخر وہ جوان لپٹ پڑا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین
بدن مین رعشہ آگیا تھا مگر جب اسم اعظم پڑھا تب جسم مین طاقت آئی کشتی ہونے لگی
امیر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا امیر نے چاہا کو دکر چھاتی
پر سوار ہون کہ درۂ کوہ سے آواز آئی او جوان خبردار اسیر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ زمین
قیامت برپا کرونگی دیکھا ایک جادوگرنی بال سر کے زمین پر لوٹتے ہوے آنکھین
سرخ ہاتھ ہلاتی ہوئی آتی ہو جست کر کے قریب صاحبقران کے آئی امیر نے اُسکے
بال پکڑے ساحرہ غل مچانے لگی کہ او جوان چھوڑ دے امیر نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ
کے بھل گری امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا اگر سر پر سے اُس جادوگرنی کے تلوار فوراً
اُچٹ گئی جب صاحبقران ہاتھ مارتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہو وہ ساحرہ ہنس رہی
ہو کہتی ہو او جوان تو نے مجھکو کیا سمجھا ہو مگر تو ساحر زبردست ہو تیرے سحر سے مجھکو امان
نہین ملتی سحر بھولی جاتی ہون دیکھ کون آتا ہو صاحبقران پلٹے بس ساحرہ نے ہاتھ چھڑایا
اور ایک چیخ مار کر بھاگی امیر بھی اُسکے پیچھے چلے جب وہ درۂ کوہ مین داخل ہوئی
تو صاحبقران بھی اُسکے ساتھ داخل ہوے وہ تو کسی مقام پر جا کر غائب ہوئی امیر
جو باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہو نخل سبز پوش نہرون کو بحر الفت کا
جوش حباب لب دریا یون منتظر ہین معلوم ہوتا ہو کہ دریا نے آنکھین کھولی ہین لیکن

آنکھون پر ورم ہی ایک سمت ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی صاحبقران یہ تماشہ
دیکھ رہے ہین مگر حیران ہین کہ اب کسطرف جاؤن کوئی قصر سامنے نہین ہی کوئی قلعہ نہین
اس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک حکیم وضع ہوادار پر سوار
پانچ چار ہزار جوان پشت پر مگر سب لباس سفید پہنے ہوے ریش ہاے دراز چہرے پر
عطر ملے ہوے سامنے سے آتے ہین اس ہوادار سوار نے جو صاحبقران کو دیکھا
ہوادار سے کود اقدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی غلام کو حکیم دانشمند کہتے
ہین یہ سب میرے شاگرد ہین آپ کے مشتاق تھے براے استقبال آئے ہین امیر نے
سر سینے سے لگا لیا اور فرمایا ای حکیم دانشمند اگر ہمارے مشتاق ہو تو کلمۂ طیبہ پڑھو حکیم
نے کہا غلام ہمیشہ سے مسلمان ہی جسدن سے شاہ ہورنا جدار اگر قید ہوا غلام ان سب
شاگردون کو فردہ دیا کرتا تھا کہ اب شاہ ہورنا جدار قید ہوا ہی اب صاحبقران زمانہ
آوینگے بس آجکے دن غلام کو چلکر سرفراز فرمائیے جو کچھ ما حضر حاضر ہو اُسے قبول فرماکر
نوش کیجیے پھر اختیار ہی دربار مین شاہ طلسم کے پہونچا دونگا عجب وقت پر آپ تشریف
لاے ہین کہ ساحرون کے یہان جشن ہی ایک گنبد مشہور ہی کہ اُسکو گنبد ارسطو کہتے
ہین ہمارے بزرگون نے بنایا ہی اب سب ساحر اُسمین آکر جمع ہوتے ہین آپ کو
بھی وہین لے چلونگا اور اُسی گنبد مین نام سب کے لکھے ہین اور کچھ احکام ہین وہ
خاص آپ کی ذات کے لیے ہین کہ آپ ہی اُسے پڑھینگے سب نے ملکر صاحبقران
کو ہوادار پر سوار کیا با اعزاز و اکرام لیکر چلے مگر خواجہ عمرو بعد جانے صاحبقران
کے سوچے کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم تھے کہ درۂ کوہ مین داخل ہوگئے اب
عمرو مین کیونکر جاؤن سامنے کوہ کے آکر ٹہلنے لگے ادہر صاحبقران ہمراہ حکیم دانشمند
جاتے ہین کئی کوس راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا ایک طرف ایک گنبد
بنا ہی کہ اُسکے دروازے پر گھنٹہ نوازنا قوس نوازنہ ہزارہا در ہزارہا بیٹھے ہین اور سحر
تیار کر رہے ہین حکیم نے کہا دیکھیے ای شہریار گنبد ارسطو یہی ہی کل سے میلہ جمع ہوگا
مین آپ کو لے چلونگا مجمع عام ہوگا پھر جو امور ضروری ہین وہ عرض کرونگا امیر ہان

بان کرتے ہوے ہمراہ حکیم جاتے ہین جب قریب قصر کے پہونچے دروازہ قصر کا کھلا ایک نقابدار باولولوش نکلا صاحبقران زمان کو استقبال کر کے قصر مین لایا اس شائستگی سے باتین کین کہ معلوم ہوتا ہو زبان سے موتی گر رہے ہین یا زبان سے پھول جھڑ رہے ہین صاحبقران نام کے خواہان ہوے نقابدار نے جواب دیا کہ انشاء اللہ وقت پر ثابت ہو جائیگا صاحبقران خاموش ہو رہے وہ نقابدار امیر کو بٹھا کر بیرون قصر گیا مرکب پر سوار ہو کے برائے شکار روانہ ہوا لیکن حکیم دانشمند نے جلسہ آراستہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشتا ہوش و لوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین کرشمہ دلنواز سے معمور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اک روز اس سرائے ہو بس لاکلام کوچ
سُن تو بھی پکارتا ہو یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کرجائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہو صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہو دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہوئے تمام کوچ

مرتا ہو جان بلب ہو مسافر ہے بے خبر
خدمت سے تیری کرتا ہو اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون ریگ رواں کی طرح
میرا مقام وہ ہو کہ جسکا ہو نام کوچ

دن رات روز و شب ہو وطن مین سفر جنھین
وہ پختہ مغز سمجھے ہین سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آج کل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

دو پہر رات گئے تک صاحبقران جشن مین رہے کہ حکیم دانشمند نے آکر عرض کی کہ چہرہ سے حضور کے ظاہر ہوتا ہو کہ آنکھین بند ہوئی ہو چلکر آرام فرمائیے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو صاحبقران اُٹھے ساتھ دانشمند کے ایک کمرے مین آئے کہ کل دروازے جسکے کھلے ہوے تھے چھپر کھٹ آراستہ تھا امیر نے آکر آرام فرمایا صبح کو جو اُٹھے خود سر اسیمہ تھا صاحبقران کو بڑا قلق ہوا جب حکیم دانشمند آئے تو صاحبقران نے فرمایا

کہ ہمارا اخود جانا رہا دانشمند نے عرض کی ان مقامون مین کوئی اور رہنہین آسکتا خادمون پر
تاکید ہوئی سب نے انکار کیا کہ ہم نہین جانتے صاحبقران نے عمامہ باندھکر دربار کیا
مگر سوچ مین ہین کہ یہ کسکا کام تھا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا وہی نقابدار آیا
کہا ای شہریار آپ کا خود جانا رہا صاحبقران نے فرمایا مجھے خود کا ڈر اخیال ہو نقابدار
نے کہا غفلت کا یہی انجام ہو صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا اگر بات معقول تھی خاموش
ہورہے کچھ کہہ نہ سکے نقابدار نے صاحبقران کو کمرے تک پہونچایا جب صاحبقران
چھپر کھٹ پر آئے تو نقابدار رخصت ہوا ہرچند صاحبقران نے نام پوچھا نقابدار نے
نام نہ بتایا رخصت ہو گیا مگر صاحبقران کو یہ کلمہ یاد ہو کہ غفلت کا یہ انجام ہوا آج بیدار
رہے پہر رات رہے اسی نقابدار کو دیکھا کہ دبے پاتوں آتا ہو اور قصد ہو کہ تلوار
لیجاؤن صاحبقران نے للکارا کہ او دُزد مین نے پہچانا نقابدار پلٹا صاحبقران بھی
جست کر کے اُٹھے نقابدار دوسرے کوٹھے پر گیا صاحبقران بھی پہونچے الغرض چار
کوٹھے نقابدار نے طے کیے تھے کہ صاحبقران برابر پہونچے ہاتھ نقابدار کا پکڑ لیا
فرمایا ای نقابدار بہادر یہ کیا حرکت تھی نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھائی ایک
برق چمک گئی صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ چھوٹ گیا نقابدار
کود کر نکلا گیا صاحبقران پلٹ کر اپنے مقام پر آئے مگر سوچ مین ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا
صبح کو دربار مین آئے فرمایا ہم شکار کو جاوینگے حکیم دانشمند نے عرض کی یہان کے صحرا مین
شکار بہت کم ہو آپ پریشان ہوجیے گا امیر نے نہ مانا اور سوار ہوے صحرا مین آکر شکار
کھیلنے لگے کہ ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا امیر نے چاہا اُسے گرفتار کریون حلقہ ہا
کمند مارے آہو جست کر کے بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا ایک باغ کی پشت پر آہو آیا
جست کر کے باغ مین داخل ہو گیا صاحبقران نے اشقر کو مہمیز کر کے اِشارہ کیا اشقر
چارون پتلیان جوڑ کر باغ مین آیا امیر نے دیکھا آہو جاتا ہو فوراً تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جاکر بہ قربانی پہونچایا گوشہ باغ سے کئی ہزار کنیزین حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار آپ
بارہ دری مین چلیے ہم لوگ کباب درست کرینگے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کون لوگ ہین

کہ جو اس خاطر سے پیش آتے ہین مگر امیر کو کنیزین گھیر کر بارہ دری مین لائین امیر مسند پر
بیٹھے کنیزون نے کباب لگا کر پیش کش کیے امیر نے کباب نوش فرمائے کہ سامنے سے نعرہ
ہوا کہ منم نقابدار بربط نواز صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب مشکین پر
سوار للکارتا ہوا آیا کہا ای نوجوان تمنے غضب کیا کہ آہو ہمارہ اصید کیا اور ہمارے باغ
مین آکر بیٹھے سپر و شمشیر حوالے کر دو اور چپکے چلے جاؤ صاحبقران نے فرمایا او نقابدار
کوئی سپاہی سپر و شمشیر دیدیگا یہ فقط تیرا خیال خام ہی نقابدار نے کہا تو اُٹھیے میرے
آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ آپ کے دلکا گھمنڈ نکلے آپ اپنے کو صاحبقران جانتے
ہین مین اس حوالی کا صاحبقران ہون بے سلاح لیے نہ جانے دونگا صاحبقران اُٹھے
گھوڑے پر سوار ہوے نقابدار گھوڑا اپھیر کر سامنے آیا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران نے نیزہ گانٹھ کے
تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا مگر نقابدار نے جست کرکے نیزے کو
روکا امیر نے ڈانڈ ماردی کہ نیزہ نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے کہا آپ اِن فنون مین
طاق ہین زور کا امتحان کیجیے صاحبقران مرکب سے کود پڑے ایک چمن مین اکھاڑا
آراستہ تھا نقابدار کود کر اکھاڑے مین آیا صاحبقران بھی آئے کشمکش کے زور
ہونے لگے ہر چند امیر چاہتے ہین کہ زیر کرون مگر پنجہ قابو نہین ہوتا دن بھر اِسی
کشاکش مین گذرا جسوقت پہلوان آفتاب عالمتاب مع شاگردان ضیاء و شعاع مغرب
کے اکھاڑے مین جا کر ڈنڈ پیلنے لگا نقابدار امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اب جائیے
صبح کو پھر آئیے گا صاحبقران نے فرمایا ہمارہ یہ دستور نہین خاتمہ کرکے پلٹین گے
یا زیر کرینگے یا زیر ہونگے نقابدار نے کنیزون سے اِشارہ کیا کنیزون نے ہاتھ ہلائے
کہ سب نخل روشن ہو گئے معلوم ہوتا ہی کہ سب جھاڑ روشن ہین پھر نقابدار سے کشتی
ہونے لگی رات بھر ایک طور رہا دن بھر بھی گذرا صاحبقران حیران ہین کہ یہ
نقابدار کون ہی کہ کسی طرح زیر نہین ہوتا بلطف لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا
کہانتک عرض کرون کہ چار شبانہ روز ایک طور پر گذرے ہر چند کہ امیر تھک گئے ہین

مگر ایک طور پر لڑ رہے ہین جبو تھا دن ہی چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ حکیم دانشمند آئے
پکار کر کہا کہ او نقابدار یہ کیا بے ادبی ہی کہ آقا سے نادار سے لڑتا ہی اور امیر سے کہا
کہ ای شہریار چھوڑ دیجیے آپ اِس جاہل سے مقابلہ نہ کیجیے یہ کہکے حکیم دانشمند بیچ مین
آئے صاحبقران کو ہٹانے لگے صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر نقاب نوچ لی دیکھا تو
وہی نازنین ہی برق جمال مین وہ چمک ہی کہ آنکھ خیرگی اختیار کرتی ہی صاحبقران کو بڑی
غیرت آئی کہ یہ محبوب مطلوب اور چار دن کی کشتی مین زیر نہ ہوئی دل مین خیال کیا کہ یا
صاحبقران اپنے کو ہلاک کرو حکیم دانشمند نے جو دیکھا کہ صاحبقران ملول و حزین ہین
حکیم نے کان مین کہا حضور کیون مکدر رہین اِسنے اپنا عظم و شان دکھانے کو یہ کام کیا ہی
لباس طلسمی زیب جسم ہی یہی باعث ہوا کہ زیر نہین ہوئی اور یہ خاص حضور کے
واسطے ہی مین چاہتا ہون کہ خدمت مین رہے میرے واسطے فخر ہوگا آپ تشریف رکھین
صاحبقران بیٹھ گئے حکیم صاحب رخصت ہوے معلوم ہوا کہ لیلاے عنبرین مو نام
ہی ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی ای ملکۂ عالم
قیلاس سپہر گردان باجمیعت قاہرہ براے طلب حضور آیا ہی لشکر سامنے باغ کے
اُتار رہا ہی ملکہ نیچہ ٹیک کر اُٹھنے لگین کہ مین ابھی جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہون ساری
جرأت نکالدونگی یقین ہی کہ بھاگتا پھرے بیجیا کو چین نہ ملے امیر نے دامن پکڑ لیا اور
فرمایا ای ملکۂ عالم مناسب نہین ہی کہ میرے ہوتے تم جاؤ اور کافر سے مقابلہ کرو مگر مین
اُسکی بارگاہ مین جاتا ہون بخوبی سمجھا دونگا اگر نہ مانیگا تو سزا دونگا کنیزون نے کہا
دروازے پر اپنی بارگاہ کے اُسنے وہ پہلوان بٹھایا ہی کہ جو تمام لشکر کا افسر ہی وہ اندر
نہ جانے دیگا باہر ہی روکے گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہم سمجھ لین گے جسطرح بنے گا
اُسکے پاس جاوینگے بخوبی سمجھا دینگے اگر مان لیا تو فبہا اور نہ مانیگا تو اُسکا سر لاتا ہون
ملکہ نے کہا ای شہریار قیلاس زبردست ہی ایسا نہ ہو بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے
تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران نے فرمایا جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے یہ فرما کر اُٹھے
ملکہ پیچھے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلین ای شہریار دل چاہتا ہی کہ آپ کے ساتھ چلون بڑے

موذی سے مقابلہ ہی صاحبقران نے فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو بیقرار نہ ہوا ایسا نہ ہو دل کو
خیال رہے بر وقت مقابلہ خرابی پڑے یہ کہکر گلے سے لگالیا عارض کا بوسہ لیا عارض سرخ
ہو گیا بقول میر حسن فرد وہ رخسار نازک کہ ہوجاوین لال ٭ اگر اُنپہ بوسے کا گذرے خیال ٭
نہ کہ بوسہ لیا اور باعث افروختگی مزاج کا ہوا ملکہ نے شرماکر سر جھکالیا صاحبقران اکیلے
باغ سے نکلے لشکر قیلاس کی سیر کرتے ہوے در بارگاہ قیلاس تک پہونچے دیکھا کہ
ایک پہلوان عفریت مثال دنگل پر بیٹھا ہی تیغہ چوڑا زانو پر جو کوئی سامنے آتا ہی اُسکو
جھڑک دیتا ہی کہتا ہی دربار مین جانے کا وقت نہین ہی صاحبقران آگے بڑھے اُس
پہلوان نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال عفریت مثال تیغ بکف آتا ہی پکار کر
آواز دی کہ ای جوان اِسطرف نہ آنا ہمارے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ابھی سو کے
اُٹھے ہین بعد تھوڑی دیر کے برآمد ہونگے دروازے پر ٹھہرو جب برآمد ہونگے سلام
کرلینا صاحبقران نے فرمایا مین بزا سے سلام نہین آیا ہون منظور ہی کہ اُنکو تنبیہ کرون
یہ سُنکر وہ پہلوان مثل ابر کے گڑگڑایا پکار کر آواز دی کہ یہان ہمارا اختیار ہی ہم ہرگز
نہ جانے دینگے صاحبقران نے فرمایا ہم نہ رُکینگے اور ضرور اندر جاوینگے یہ فرماکر
بڑھے اُس جوان نے تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا صاحبقران نے بار ہر بچاکر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مار دیا کہ مُنھ کے بھل جھکا امیر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن
سے اُڑگیا مار کر اُسکے پردہ توڑکر پھینکا اندر تشریف لائے دیکھا قیلاس مسند پر بیٹھا ہی
گرد چند پہلوان صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا قیلاس نے اول سر اپنے
در گہ سالار کا دیکھا کہ ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا گھبراکر کہا ارے اِسکو کسنے مارا کہ
چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو صاحب آئے ہین اِنکے ہاتھ سے مارا گیا قیلاس کچھ
سوچکر اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ حضور کا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان قاتل عفریت و ہمندون
مسخر کن پردۂ قاف قیلاس نے کہا مین حیران تھا کہ ایسے پہلوان کو کسنے مارا مین اطاعت
کرتا ہون تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭

خوشامد کرکے صاحبقران کو سمجھایا باتین محبت کی کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اطاعت اسلام قبول کرو قبیلاس نے مکر سے کلمہ بھی پڑھ لیا اب خادمون کو اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے جام گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک طرارہ حسین وجمیل تتا بتا کر بہ ناز و کرشمہ یہ اشعار گانے لگی

نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا　　تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہر سینۂ عاشق مین آنے سے　　جناب عشق نے ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آئی رہ جونکی کشاکش سے　　نہین خالی مشقت سے کبھی دست اجل پایا

دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین　　تمھارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین ہوتے وہ سیدھے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی　　ہمیشہ طرہ ہاے زلف مین شانہ نے بل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی　　کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا

سفر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہی　　ملے جب نقرہ و مس رتبۂ سیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی　　فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے　　کسی کو آج حاصل ہی کسی نے رہکے کل پایا

الٰہی روز سیہ جائے یون ہی وہ فتنۂ عالم　　مزا بوسون کا ہمنے آج بے ردوبدل پایا

نسیم اطراف مضمون کسقدر ہر سبز ہی دیکھو　　زمین شعر مین جبر و زر سے ہمنے عمل پایا

ہنگامہ عیش و نشاط جب خوب گرم ہوا تو قبیلاس جام شراب لیکر اٹھا کہا اسے نوش فرمایئے صاحبقران زمان نے وہ جام بے اندیشہ انجام قبیلاس سے لے لیا اور بلا تکلف نوش فرمایا پیتے ہی صاحبقران کی کنپٹیان لپکنے لگین اور معلوم ہوا کہ کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی اور وہان سے جا کے چھوڑ دیتا ہی صاحبقران اچھل پڑتے ہین فرمایا اے قبیلاس تو نے شراب مین مجھے کیا پلا دیا کہ میرا منھ خشک ہو رہا ہی قبیلاس نے کہا باش اے حمزہ مین نے تجھے بیہوشی دی اب سرکشی کی سزا دونگا میرا وہ پہلوان مارا گیا کہ میرے قلب کو قلق ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے صاحبقران جھلا کر اٹھے

کہ او بیہودہ کیا بکتا ہو اُٹھتے اُٹھتے گرے قیلاس نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران زمان
کو مسلسل و مطوق کیا دوہری بیڑیان دوہری ہتھکڑیان پہنائین اور امیر کو ہوشیار کیا
امیر نے فرمایا او قیلاس یہ کیا حرکت تھی قیلاس نے کہا آپ نے ایسے پہلوان کو قتل کیا
کہ جسکا یہ بدلہ ہوا صاحبقران زنجیر ہلانے لگے اور قیلاس نے حکم دیا کہ صبح کو لیکر چلونگا
مگر چند کنیزین جو ملکہ نے واسطے خبر کے بھیجی تھین اُنھون نے آکر دریافت کیا جاکے ملکہ
سے خبر کی کہ قیلاس نے صاحبقران کو قید کر لیا ملکہ رونے لگین کہا صاحبو مین تو منع
کرتی تھی کہ نہ جاؤ مگر اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا امیر کے ہاتھ سے جو وہ پہلوان مارا گیا
اُسکو بڑا ناز تھا کہ اِس پہلوان سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا امیر اُس نے یہ مکر کیا ملکہ تو
تڑپ رہی تھین اور فرماتی تھین کہ صاحبو اب کیا تدبیر کرون کہ حکیم دانشمند تشریف لائے
پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضرت صاحبقران قیلاس کو سمجھانے گئے تھے اُسنے
مکر کرکے گرفتار کر لیا حکیم دانشمند نے کہا ای نور نظر تم لباس طلسمی پہنے ہو کوئی تمیر غالب
نہین ہو سکتا اِن کنیزون کو ساتھ لیکر شبخون مارو اور صاحبقران کو رہا کر لو قیلاس
کی کیا حقیقت ہی یہ مژدہ سُنکر ملکہ مثل گل کے شگفتہ ہو گئین فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا یہ
کہکر نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون نے گھوڑیان درست کین سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
ملکہ نکلین اول سامنے لشکر کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری سات سو تیر ایک مرتبہ مارے
سات سو جوان گرے اب ملکہ نے تیر اندازی کرکے تلوار کھینچی اور نعرہ مہیب کیا کہ منم
نقابدار مرصع پوش او قیلاس تو نے غضب کیا کہ صاحبقران کے ساتھ مکر کیا جرات
ہین تو ہارا کلمہ پڑھکر یہ مکر کیا قیلاس کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار مرصع پوش لشکر پر گرا ہی
لشکر کو تباہ کر رہا ہی قیلاس گینڈے پر سوار ہوا باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا لیکن کنیزین
اِس ترکیب سے لڑ رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر نیزہ مارا دوسری نے پہلو پر خنجر مار دیا
کئی ہزار لاشے لوٹ رہے ہین کسی کا شکم چاک تسمہ پاک ہوا کسی کا سر اُڑ گیا ملکہ جس
غول مین لڑ رہی ہین بڑے بڑے پہلوان گھوڑا بڑھا کر آتے ہین بیک ضرب شمشیر
ملکہ دو ٹکڑے کرتی ہین جب کئی پہلوان مارے گئے تو قیلاس گینڈا بڑھا کر مقابلے مین آیا

ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے بے خوف روکا جیسے ہی تلوار ماری کر پلٹا ملکہ نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قبیلاس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے قبیلاس نے گھنٹہ ابھگا باپکار کر آواز دی کہ حمزہ کا سر کاٹ لو ایک سپاہی تلوار کھینچکر اُٹھا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی خانۂ زور بین آکر نعرہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بسته بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا لڑتے ہوے قید خانے سے نکلے اور اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ امیر**

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی لڑتی ہوئین سامنے آئین صاحبقران نے قریب آکر فرمایا اے ملکۂ عالم یہ کیا حرکت تھی اگر کوئی آگاہ ہو جاے تو ہمارے مذہب مین عورتون پر جہاد ساقط ہے مین نادم ہونگا ملکہ نے عرض کی اے شہریار آپ کا حال گرفتاری سُنکر دل بیقرار ہو گیا نہ ضبط ہو سکا والد نامدار نے صلاح دی کہ لباس طلسمی پہنے ہو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکیگا شکر کرتی ہون کہ آپ رہا ہوے سامنے قبیلاس کھڑا تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ باتین کر رہی ہین گھنٹہ ابڑھا کر چاہا جا پڑون مگر صاحبقران بیچ مین آ گئے قبیلاس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی کمر مین ہاتھ ڈالکر قبیلاس کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون کہ قبیلاس نے آواز دی اب کے خطا معاف کیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی صاحبقران نے ہاتھ روک لیا قبیلاس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا امیر نے قبیلاس کو گلے سے لگا لیا قبیلاس نے فوج کو منع کیا افسران فوج نے بھی اطاعت کی کلمے پڑھ پڑھ کے

مسلمان ہوے صاحبقران بہ فتح وفیروزی پلٹے ملکہ کو ساتھ لائے جیسے ہی باغ مین پہونچے
دیکھا باغ نہایت سرسبز وشاداب ہی نہرین جاری عندلیبان خوشنوا منقار بن کھولے یہ
اشعار گا رہی ہین **نظم**

رکھتی ہی کب اعتبار اے جان روح ۔ جسم مین ہی چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش و بقا ۔ کیا نہین رکھتی بھلا ارمان روح
سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال ۔ روز کرتی ہی نئے سامان روح
جسم کیا شی ہی کہ تا ہنگام مرگ ۔ دوست رکھتی ہی اسے ہر آن روح
غور سے دیکھا جو ہمنے اے نسیم ۔ تن مین رکھتی ہی نہایت شان روح

صاحبقران زمان بھی محظوظ بیٹھے ہین ملکہ پہلو مین کنیزین بھی بیٹھی ہین کہ صاحبقران نے
آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ دریچے آسمان کے وا ہوے ایک تخت پر ایک
مرد بزرگ بارلیش سفید عمامہ سرپر بندھا ہوا قریب صاحبقران کے آئے امیر نے
اُٹھکر سلام کیا اُن مرد بزرگ نے فرمایا کہ یا صاحبقران آپ براے فتاحی طلسم آئے ہین
اِس طلسم کا طلسم مستورہ نام ہی لہذا اکنج باغ مین جو نخل سرو ہی اُسکو جا کر آپ بقوت
صاحبقرانی اُکھیڑیے ایک دہنہ نقب کا پیدا ہوگا بعد اِسکے ایک قصر ملیگا اُس قصر مین
ایک صندوق کلان رکھا ہی اُس صندوق مین لوح طلسم مستورہ ہی اُسکو لیجیے فتاحی
طلسم مین مصروف ہوجیے صاحبقران جو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے گوشۂ باغ
مین آئے نخل سرو کو اُکھیڑا نقب پیدا ہوئی امیر داخل ہوے ایک قصر ملا اُس مین دیکھا کہ ایک
منبر پر صندوق رکھا ہی صندوق مین بجاے قفل مار سیاہ لپٹا ہوا امیر نے اسم اعظم پڑھکر
ہاتھ بڑھایا دیکھا کہ وہ مار سیاہ لوہے کا ہی صندوق کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھ امیر کی
جھپک گئی دیکھا کہ اُس مین لوح رکھی ہی اُسپر لکھا ہی کہ لوح طلسم مستورہ صاحبقران نے
لوح کو اُٹھا کر گلے مین ڈالا کہ پہلو سے آواز آئی او جوان یہ تحفہ کہان لیے جاتا ہی مین
اِسکا نگہبان ہون صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار تبر ہاتھ مین لیے
ہوے آتا ہی قریب آکر تبر مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے تبر کو قلم کیا تبر کٹتے ہی وہ دیو بھاگا

کہتا ہوا کہ او آدم زاد غضب کیا وہ بلا نازل کرون کہ عمر بھر رہائی نہو بعد تھوڑی دیر کے
کئی سو دیو ایک صورت کے چقماق چاور بن کلماڑے وغیرہ لیے ہوے نمایان ہوے
آکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر اُنسے لڑنے لگے جس دیو کو قلم کرتے ہین ایک کے دو بنکر
حملہ آور ہوتے ہین جب تھوڑے عرصے مین وہ مکان دیوزادون سے بھر گیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ جو دیو سب کے آگے ہو اُسی کی موت کے ساتھ اِن سب کی بھی
موت ہو جسطرح بنے اُسکو قتل کرو صاحبقران لڑتے ہوے قریب اُس دیو کے پہونچے
اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر تیغۂ عقرب کا وار کیا اُس دیو کا سر کٹ کر دھڑ سے گرا
سب دیو ہلاک ہوے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک دیو کا لاشہ پڑا ہوا اور سب
لاشے زمین مین غائب ہو گئے امیر نے شکر پروردگار کیا لوح مین دیکھا مرقوم تھا کہ
جس منبر پر سے لوح پائی ہو اُس منبر کو ہٹاؤ ایک چشمۂ عین الحیات ہو وہ پانی نوش کرو جب
پانی جوش مارے اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اپنے کو حوض مین گرا دو پھر تماشا سے قدرت
پروردگار ملاحظہ کرو صاحبقران نے ایسا ہی کیا جب چشمے مین کو دے بعد تھوڑی دیر
کے زمین سے پانوٗن آشنا ہوے دیکھا ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو بیٹھے ہوے
رو رہے ہین امیر نے پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہی عمرو نے ہاتھ ہلا کر منع کیا کہ چلا کر
کلام نہ کیجیے بہ سہولیت جواب دیجیے اور لوح طلسم میرے گلے مین ڈالدیجیے ابھی آپ کو
معلوم ہو جائیگا کہ کیا رنگ ہوا امیر نے اُسی طرح قریب آکر لوح طلسمی گلے سے اپنے
اُتاری اور جوش محبت عمرو مین گلے مین ڈالدی عمرو نے کہا ای آقاے نامدار میرے
ہاتھ پانوٗن چلے جاتے تھے اب تسکین ہوئی مگر ذرا ہٹ جائیے تو مین اُٹھون امیر
جیسے ہی پیچھے ہٹے عمرو اُٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ او حمزہ منم سرشارہ جادو دیکھو یون ہنسے
لوح لے لی یہ کہتی ہوئی بھاگی صاحبقران دوڑے مگر سرشارہ بھاگ کر نکل گئی جی مین
کہتی ہو ای سرشارہ پاس مستورہ کے چلکے کہو کہ ای ملکۂ عالم دیکھیے لوح آپ نے ایسے
مقام پر رکھی تھی کہ طلسم کشا پا گیا اب یہ لوح لائی ہون اِسکو کہین اچھی طرح رکھیے یہ سوچکر
اُڑی قصر مستورہ مین آئی مستورہ جادو تخت پر بیٹھی تھی کہ سرشارہ نے آکر سب حال

بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا پہونچ گیا مین نے لوح مکر سے لیلی وہ اُسی مقام پر چھار سحر بنا ہین
نکل نہین سکتے مستورہ نے کہا اے سرشار جہان یہ کام کیا ہی وہان اتنی اور تکلیف کرو کہ
بیرون طلسم دریاے نیرنگ ہی اُس دریا مین جاکر لوح کو ڈالدو پھر کوئی نہ پاسکیگا سرشار
نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح کو دریاے نیرنگ مین پھینکے آتی ہون یہ کہکر اُڑی
خواجہ عمرو کہ بیرون کوہ بہ شکل ساحر ٹہل رہے تھے دیکھا کہ اندر سے کوہ کے ایک جادوگرنی
آتی ہی عمرو نے کنارے آکر ایک طفل خوبصورت کی شکل بنائی دیوانہ وار وحشی مثال
خاک اُڑانے لگے اُس بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ وردزبان تھے نظم

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمۂ رخصت کے اِشارے — اب اور کہین جاکے گھر آباد کروگے
سیکھوگے جفائین مری ایذا کے لیے تم — شاگرد بنوگے کوئی اُستاد کروگے

سرشار نے جو آواز سُنی پلٹ کر دیکھا کہ ایک طفل حسین بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرشار کا دل
بیقرار ہوگیا جھپٹ کر قریب آئی آکر کہا کیون صاحبزادے یہان صحرا مین کیون بیٹھے ہو
لڑکے نے کہا اے مادر مہربان تم کئی دن سے کہان تھین مین تمھاری تلاش مین پھرتا ہون
سرشار قریب آئی لڑکا اُٹھکر لپٹ گیا سرشار نے کہا اے فرزند الگ رہو یہ لوح طلسمی ہی
تم اِسے جنبش دیتے ہو مین سحر بھولی جاتی ہون اتنے مین وہ طفل ایسا لپٹا کہ لوح کو بعنوان
شایستہ بدل لیا اور چاہا کہ بھاگون سرشار نے کہا اے فرزند کہان جاؤگے اور چاہا
کہ لپٹالون اُس طفل نے تختی جو بدل لی تھی وہ تختی چمکا دی سرشار پر جو عکس پڑا لہراکر
گری عمرو نے خنجر مارا لوح کو چمکا دیا سرشار کا قتل ہونا کہ ایک سناٹا ہوا اور بڑا تنگ اندھیرا
رہا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا عمرو نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا لوح امیر سے
چھین لائی تھی لوح لیکر چلے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان صاحبقران حیران وپریشان
کھڑے تھے عمرو نے لاکر لوح دی امیر نے لوح لیکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر لوح دوبارہ
دستیاب ہو تو مناسب ہی کہ اسم حاشیۂ لوح بیٹھکر زیر نخل پڑھو ایک طائر پیدا ہوگا اُسپر
سوار ہوکر باغ دلکشا مین جاؤ صاحبقران نے بیٹھکر اسم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ

ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا صاحبقران جست کرکے اُسکی
پشت پر سوار ہوے فرمایا کہ مجھکو باغ دلکشا مین لے چل طائر اُڑکر چلا مگر ہر مقام پر تیزی
کرتا ہو چاہتا ہو صاحبقران کو گرادون صاحبقران نے لوح دیکھکر اسم پڑھا تب وہ طائر
ساکن ہوا وہ پھر برابر اُڑا سامنے سے ایک نخل معلوم ہوا دیکھا بڑے بڑے درخت
ہوا سے اُڑ رہے ہین طائر زمین پہ اُترنے لگا امیر باغ مین اُترے طائر نے منقار کھولکر
کہا مین اب رخصت ہوتا ہون بوقت ضرورت پھر حاضر ہونگا صاحبقران نے کچھ جواب
نہ دیا طائر تو گوشۂ باغ مین چھپ گیا مگر امیر سیر کرتے ہوے چلے قریب بارہ دری کے پہونچے
کہ اندر سے بارہ دری کے چند کنیزین برآمد ہوئین صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار
اندر تشریف لے چلیے صاحبقران اُن کنیزون کے ساتھ اندر بارہ دری کے آئے دیکھا
مسند پر ایک شاہزادی بشکل آسمان پری بیٹھی ہو امیر کو دیکھکر وہ نازنین اُٹھی امیر نے
دیکھا آسمان پری نہین ہین وہ نازنین مہجبین قریب آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند
پر بٹھایا مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگی امیر بھی حیران جمال و محو دیدار ہو رہے ہین امیر
بھی ہنس ہنسکر جواب دیتے ہین کہ اُس نازنین نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملکہ
آسمان پری کو کہان چھوڑا امیر نے فرمایا اصل یہ ہو وہ طلسم نوخیز مین قید ہین مین اُنکی
رہائی کی فکر مین ہون سعد شہریار پوتے آنکے براے فتاحی طلسم آئے ہین اور بیٹے
اُنکے بھی اُنکی رہائی پر تُلے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہو کہ ملکہ آسمان پری کو قتل کرسکے
مین نے مقدمۂ آسمان پری مین بڑی کد و کوشش کی ہو اُس نازنین نے رو رو کر کہا کہ اے شہریار
مین نے اِسواسطے آپ سے ملاقات کی کہ مجھکو ثابت ہو کہ آپ کس فکر مین ہین لیکن ملکہ
آسمان پری اِسقدر بیمار ہین کہ امید نہین زندہ رہین آپ جلدی کیجیے اپنے کو قید خانے
مین پہونچایے البانہ ہو کہ آپ اُنکو زندہ نہ پایئے صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُنکے
گھبرا گئے فرمایا تمھارا نام کیا ہو کہا غلمان پری میرا نام ہو ملکہ قمر چہر کی بہن ہون بلکہ اگر
آپ چلین تو مین اپنے ہمراہ لے چلون قید خانے مین پہونچا دونگی امیر نے فرمایا اے غلمان
مین ابھی موجود ہون تم مجھکو لے چلو تمھاری صورت آسمان پری سے بہت مشابہ ہے

مجھے دیکھکر حیرت ہوئی پہلے مین یہی سمجھا تھا کہ آسمان پری بیٹھی ہین جب تمنے کلام کیا تب
مجھے یقین ہوا کہ آسمان پری نہین ہین غلمان پری نے کہا ذرا لوح طلسمی اُتار دیجیے اُس مین
دیکھون کیا خبر نکلتی ہی مین خاص کرکے اِسی واسطے آکر بیٹھی تھی کہ صاحبقران سے سب حال
کہونگی ایسا نہو کہ امیر کو صدمہ پہونچے امیر نے لوح گلے سے اُتارنی چاہا غلمان پری کو
دون کہ کلیجہ دھڑکا امیر کو خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام کرنا نہ چاہیے
یہ لوح اِسنے کیون مانگی ضرور اِس مین کچھ فریب ہی یہ کہکر صاحبقران نے لوح اُتارتے
اُتارتے نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم یہ پریزادین کے بیٹھی ہی غلمان جادو اِسکا
نام ہی لوح طلسمی اِسکے جسم سے مس کردو صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا غلمان
سمجھی کہ لوح مجھکو دینگے مگر امیر نے اُسکے جسم سے لگادی جیسے ہی بدن سے لوح مس ہوئی اُسنے
چیخ ماری اور ہر بُن مو سے ایک آگ پیدا ہوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگی جو کنیز لپٹی وہ بھی
جلی تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوئی بعد مرنے غلمان جادو کے امیر نے سجدۂ شکر بہ
پروردگار کیا جی مین کہتے ہین کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا چاہیے ورنہ دھوکا
ہوگا کہ پشت سے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹکر
دیکھا ایک طائر تڑپ کے گرا ہی عمرو کی کمر مین لپٹا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی صاحبقران کو
بہت ناگوار ہوا جھپٹے مگر وہ طائر عمرو کو لیکر غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک
جادوگر سیاہ فام بد انجام عمرو کو کشان کشان لایا اور ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور ہاتھ
تلوار کا مارا دیا عمرو کا سر کٹ کر گرا اور لاشہ تڑپنے لگا امیر نے جو یہ حال دیکھا دل بیقرار
ہوگیا دوڑ کر سر اُٹھا لیا بیقرار ہوکر رونے لگے مگر عکس لوح کا جو پڑا سر کی صورت
تبدیل ہوئی دیکھا ماش کے آٹے کا سر ہی امیر نے لاحول پڑھکر سر پھینکا لوح کو ملاحظہ
فرمایا نوشتہ پایا کہ طائر ہفت رنگ کو بلاؤ وہ یہان سے اُڑا کر لیجائے اور تمکو صحرائے
نیلی مین پہونچائے صاحبقران نے اسم حاشیہ ورد زبان کیا وہ طائر ٹہلتا ہوا آیا امیر
اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر اُڑتا ہوا چلا مگر اب شوخی نہین کرتا امیر سے بہ محبت
باتین کر رہا ہی کہ اگر آپ نے نیلی پوش جادو کو مارا تو پھر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی لیکن

صحرائے نیلی مین گنبد ارسطو مین جانا ضرور ہو یقین ہو کہ سب ساحر آکر وہان جمع ہون یہ باتین
کرتا ہوا طائر امیر کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا امیر کو پشت سے اُتار دیا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی حضور اپنے کو گنبد مین پہونچائین صاحبقران نے تدبیر کر کے صورت اپنی تبدیل کی
ساحرون کی صورت بنائی لوح کو کمر مین رکھ لیا طائر تو رخصت ہوا امیر آگے بڑھے کہ آواز
گھنٹ و ناقوس کی کان مین آئی دیکھا گنبد کے گرد ہزارہا ساحر جمع ہین قصد کرتے ہین کہ ہم
گنبد مین جائین ایک ساحر زبردست دروازے پر آیا کھڑا کہہ رہا ہو کہ یارو ابھی تامل کرو
طلسم کشا آلے تو تم بھی جاؤ اسوجہ سے درِ گنبد پر ہزارہا ساحر جمع ہو کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی دیکھا مستورہ جادو تخت پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر
اور علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اِس دھوم
سے بادشاہ طلسم آئی اور بعجلت اول وہی داخل گنبد ہوئی نگہبان نے جو دروازے پر
کھڑا تھا سب کو روک رہا تھا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپ کو معلوم ہو کہ آج طلسم کشا
کی آمد ہو جو اہتمام منظور ہو وہ کر لیجیے مستورہ نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہو لیکن قیدی
کی پابند ہون جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا مین آگاہ ہون کہ عمرِ طلسم تمام ہوئی ساحرون پر
زوال ہو یہی بڑا خیال ہو کہ ایسا نہو بادشاہ سابق چھوٹ جائے اے نگہبان جادو بس
اِتنا خیال رہے ایسا نہو کہ قیدی یہان آئے اور طلسم کشا تعرض کرے نگہبان نے
پکار کر کہا کہ غلام کی کیا مجال ہو کہ کچھ بھی دخل دے آپ جو حکم دینگی وہ پورا ہوگا مگر کہین
ایسا نہو کہ طلسم کشا برہم ہو جائے اور قیدی کو چھڑا لے نگہبان نے جو کچھ پکار کے کہا
صاحبقران نے بھی سُنا اور داخل گنبد ہوے گنبد کو دیکھا بہت وسیع ہو صدہا صحرا اور
لاکھون درخت بے برگ و بار طائرون کی پکار غل مچا رہے ہین کہ اے صاحبو ہوشیار ہو جاؤ
طلسم کشا گنبد مین آگئے جس تخت پر جا کر مستورہ بیٹھی اُس تخت کے پہلو مین ایک دنگل
زرین تھا صاحبقران اُس دنگل پر بیٹھے ساحر آنے لگے صاحبقران بھی جواب سلام
دیتے جاتے ہین مستورہ صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو مگر کچھ کہہ نہین سکتی بعد
تھوڑی دیر کے ایک تڑاقہ ہوا دیوار گنبد شق ہوئی ایک تخت نمایان ہوا اُسپر ایک

جادوگر نوجوان مسلسل ومطوق تاج ڈھلکا ہوا سوار ہی دو جادوگر قوی اُسکی گردن پر ہاتھ
رکھے ہوے اُس ساحر نے آتے ہی اول صاحبقران کو سلام کیا مستورہ نے کہا کیون
اے مخفی جادو ہمارے سامنے یہ بے ادبی ہمکو نہین سلام کیا اور طلسم کشا کو سلام کیا تو یہ
سمجھ لے کہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ او ظالم تمام خانمان بیرا
برباد کر چکی اس حال کو پہونچایا اب جو منظور ہو وہ بھی کر لے مگر اب کوئی بول نہین سکتا
کہ طلسم کشا سامنے موجود ہین تو کیا مکتی ہو یہ باتین سُنکر صاحبقران نے لوح کو ملاحظ کیا
مستورہ اپنے مقام سے اُٹھی امیر نے اُن ساحرونکو آواز دی جو بادشاہ طلسم سابق پر
متسلط ہین فرمایا ذرا امیر سے قریب آؤ اُن ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا اور چاہا تخت
کو لیکر روانہ ہو جائین امیر نے اُٹھکر پایۂ تخت تھام لیا وہ تاجدار کہتا ہو اے شہریار لوح
کو ملاحظہ کر کے کام کیجیے امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوشتہ پایا کہ لوح کو جسم سے اس تاجدار
کے مس کر دو امیر نے لوح کو جسم سے مخفی تاجدار کے مس کیا ایک تڑاقہ ہوا فوراً قید
ٹوٹ کر گر پڑی امیر نے سوزن زبان سے نکالی اب جو وہ بادشاہ قید سے چھوٹا فوراً
سحر کیا کہ زمین تھرانے لگی مستورہ نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار نے رہائی پائی چاہا اُٹھکر
بھاگون مگر امیر اول باہر آئے پیشانی پر گنبد کی نوشتہ پایا کہ لوح کو گنبد سے مس کر دو
امیر نے لوح کو دیوار گنبد سے لگایا اڑ اڑا کر گنبد گرا اب تو سب ساحر سر پیٹنے لگے اور
ہر ایک کا قول تھا کہ یہ گنبد باعث حیات مستورہ تھا مستورہ نے فوج کو اشارہ
کیا وہ سب جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی مگر تین لاکھ
جادوگر چہار طرف سے امیر پر حربے کر رہے ہین سحر بھی کرتے ہین تلوارین بھی لگاتے
ہین مگر صاحبقران بیچ مین اُنکے جنگ رُستمانہ کر رہے ہین کہ پہلو سے سناٹا ہوا بجلیان
گرنے لگین غبار بلند ہوا صاحبقران نے دیکھا ایک ساحر عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوے
آسمان پر تھرا رہا ہو اور وہ سحر کرتا ہو کہ غبار بلند ہوتا جاتا ہو نخل گرتے ہین طائرون کے
سر کٹکر گرتے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس ساحر کو تیر سے مارو صاحبقران نے
تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر مارا کہ اُس ساحر کی پیشانی پر پڑا عمرو پنجے سے

چھوٹا اور امیر کو آواز دی کہ آقا اے نامدار اگر زمین پر گرا تو جسم کے پرزے اُڑ جاوینگے
امیر نے بڑھکر عمرو کو ہاتھون پر روکا مگر مرنے سے اُس ساحر کے اندھیرا ہو گیا اور اسقدر
غبار بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد سے بھر گیا امیر نے جب لوح کو چمکایا تو غبار ہر طرف ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام ہمن سوسن جادو بود دیگر امیر نے دیکھا کہ وہ تمام گنبد گرا پڑا ہی اور صحرا مین
سناٹا ہی انسان وحیوان کا نام نہین اُسی اندھیرے مین مستورہ نکل گئی امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا تحریر پایا کہ جہان پر گنبد گرا ہی اُسکے پہلو مین دہنے نقب ہی اُس مین داخل ہو تو
زندان طلسمی مین پہونچو وہین شاہور تیغ زن سے ملاقات ہوگی اُسی پہلو سے راستہ
قصر مستورہ کا ہی وہان جا کر جنگ پڑیگی تب مستورہ قتل ہوگی ورنہ بڑی مشکل پڑیگی
صاحبقران زمان آکر نقب مین داخل ہوے سر جو نکالا دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ
بنا ہوا ہی دروازے پر قصر کے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سب نے غل کیا کہ اے
تیرہ روزگار جادو جلد آؤ کہ طلسم کشا آگئے سب ساحر حربے لیکر روانہ ہوے طرف
امیر کے متوجہ ہوے امیر نعرہ کرکے لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف ہاتھ پاؤن
بیڑیان پہنے ہوے زار زار رو رہا ہی کہتا ہی کہ اے خدا اے آسمان طلسم کشا کو پہونچایا
حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے تکلیف نہین اُٹھتی امیر نے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ شاہور تاجدار یہی ہی قریب اسکے جا کر لوح کو چمکاؤ سب
قید ٹوٹ جائیگی یہ جوان نہایت بہادر ہی امیر نے بڑھکر لوح چمکائی شاہور قید سے
چھوٹا اُٹھتے اُٹھتے ایک ساحر کو مار آلہ اُسکا لیکر لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے عین گرمی جنگ ہی کہ تیرہ روزگار نے بڑھکر شاہور کو گرفتار کر لیا چاہا لے بھاگون
شاہور نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیرہ روزگار
شاہور تاجدار کو قید پہنا رہا ہی اور شاہور کی بیقراری مگر سحر سے زور نہین چلتا
صاحبقران نے للکارا کہ او سیاہ رو اس غریب نے تیرا کیا لیا ہی مجھسے مقابلہ کر سحر کا
زور دکھا تو مدعا حاصل ہو یہ سنکر تیرہ روزگار تلوار کھینچے ہوے بڑھا امیر پر پڑا

کئی ہاتھ تلوار کے مارے خنجر بھی امیر پر گرتے ہین تلوارین بھی گر رہی ہین مگر صاحبقران
اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیے ہوے لوح کو جنبش دے رہے ہین کسی مقام پر غفلت نہین
کرتے جب تیرہ روزگار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے روکتے روکتے ہاتھ مارا
کہ تیرہ روزگار کے دو ٹکڑے ہوے مرنا تیرہ روزگار کا کہ دیوار گری امیر نے دیکھا کہ
تخت زرین بچھا ہی اُسپر مستورہ بیٹھی ہی افسران فوج گرد ہین صلاح کر رہی ہی کہ طلسم کشا
آپہونچے کیون صاحبو کیا کہتے ہو سب ساحر کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم وہ یکہ وتنہا ہین گھیر کر
گرفتار کر لیجئے کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران

	بحکم خدا البتہ شمشیر چار		امیر عرب ضیغم روزگار	
	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام		یکے تیغ صمصام وقمقام نام	
	سر سرکشان جملہ درخاک کرد		بن کافران ازجہان پاک کرد	

نعرہ کر کے صاحبقران چلے مستورہ نے اشارہ کیا کہ صاحبو جو صلاح کر رہے تھے
اُسی کا وقت ہی چہار طرف سے ساحران غدار نے امیر کو گھیرا امیر لڑنے لگے سات لاکھ
ساحر چہار طرف سے امیر کو گھیرے ہوے حربے لگا رہے ہین مگر صاحبقران اپنے کو
بچا رہے ہین کبھی لوح کو گردش دیتے ہین اُسکا عکس جو پڑتا ہی تو ساحر بے دست وپا
ہوتے ہین کبھی تیغہ عقرب کو چمکاتے ہوے بڑھتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ لڑ بھڑ کے
تا بہ مستورہ جادو پہونچون مگر ساحرون نے صفین باندھی ہین ہر طرف سے تیر چل رہے
ہین حربے ساحرون کے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین ہنگامۂ گیرودار
بلند ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حمزہ کو گرفتار کر لو ہر چند کہ صاحبقران نے کئی ہزار ساحر
قتل کیے مگر لاشہ کسی کا زمین پر نہ پایا یہ عجائب دیکھکر گھبرائے یہی خیال تھا کہ جو میرے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے کیا ہوے ساحرون کا دمبدم ہجوم بڑھتا جاتا ہی
مستورہ غل مچا رہی ہی کہ ہان یارو گھیر کر طلسم کشا کو گرفتار کر لو رسیّن اور کمندین اور
زنجیرین امیر پر پڑ رہی ہین ہر چند کہ امیر ان سب چیزون کو قطع کرتے ہین لیکن خوف ہی
کہ ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ جبتک مستورہ

نہ قتل ہوگی یہی آفت رہیگی اب صاحبقران لڑتے ہوے بڑھے مگر ساحرون نے دیوار باندھی ہی ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہی کہ حمزہ کو گرفتار کرلو یارو یہ جوان اگر زندہ رہا تو مذہب مین فرق آئیگا کہان جاکر چھپین سارے مرحلے فتح ہوے اب بادشاہ طلسم اِس قصر مخفی مین آکر چھپی تھی وہان بھی یہ آکر پہونچ گیا مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ قریب مستورہ نہین جانے دیتے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ اے خالق عالم و اے رب اکرم اِس آفت سے بچالے تا یہ مستورہ مجھکو پہونچا کہ مین اُسکو قتل کرون تیری کریمی کی کیا صفت عرض کرون بزرگان دین کو جابجا بچایا حضرت ابراہیم خلیل کو جب دشمنون نے قفس مین بند کرکے بلند کیا آتش شعلہ ور تھی حضرت خلیل نے تجھسے رجوع کی ہرچند کہ سب فرشتے خواستگار تھے کہ شریک مصیبت خلیل ہون مگر حضرت نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میرا معبود صاحب اختیار ہی یقین ہی کہ اِس مجبور و ناچار کی مدد کرے جب پنجرہ آگ مین گرایا اور حضرت ابراہیم نے بلک کر دعا کی تیرا رحم شریک ہوا وہ آتش گلزار ہوگئی اسی طرح مجھے بھی بچالے آفت سے سحر کی نجات دے امیر نے جو بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل دعزیز بے بدل آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے سر اُٹھا کر نظر کی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش تخت پر سوار جاتا ہی اُسنے بھی دیکھا کہ صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین اور جنگ کررہے ہین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے مصروف دعا ہین نقابدار نے اِشارہ کیا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو سوا ے جوانان انسان کے کوئی دیو شریک جنگ نہ ہو یہ اِشارہ کرنا تھا کہ دیوزادون نے تخت زمین پر رکھا بارہ ہزار جوانون کو اُتارا نقابدار نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زرین پوش جنگ رُستمانہ کررہے ہین سب نے وہ تیرون کی بوچھار کی کہ ایک چشم زدن مین کئی ہزار ساحر مار گرادیے ساحر چاہتے ہین بھاگ کر نکلجا دین اپنی جان بچا دین مگر نقابدار اِسطور سے لڑرہا ہی کہ گھبرا اُڑا سے ہوے ہی ہر طرف سے تیرون کی بوچھار کررہا ہی نیزہ ہاتھ مین جو ساحر سامنے

آیا ہاتھہ سے نقابدار کے مارا گیا ساحرون کو کچھہ بن نہین پڑتا نہ بھاگ سکتے ہین مجبور و
ناچار مصروف جنگ ہین مگر اپنی زیست سے تنگ ہین مستورہ جادو تخت پر سوار
ہوا اسنے بھی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش آگیا اور زمین کو ہلا دیا ہزار ہا ساحر مارا گیا ہی
مستورہ ساحرون کو آواز دے رہی ہی کہ صاحبو جنگ مین کمی نہ کرنا اگر مین قتل ہوئی تو
مسلمان قبضہ کرلینگے سلطنت تمھارے خاندان سے نکلجائیگی مستورہ یہ غل مچا رہی ہی
اور ساحرون کو ترغیب دیتی ہی اور کہتی ہی صاحبو اگر نقابدار آگیا تو کیا حقیقت ہی کل
بارہ ہزار جوان سے آیا ہی تم لوگ سات لاکھہ ہو اگر بلوہ کردو تو خوب جمکر لڑو تو دم بھر مین
سب کو مار لو یارو خیال تو کرو کہ سامری و جمشید تمپر کیسے مہربان تھے کہ یہ سلطنتین دیگئے
اور تم نہین سنبھال سکتے دنیا کا بھی رنگ ہی کبھی شادی کبھی وقت جنگ ہی بڑے بڑے
شاہان اولوالعظم پیوند خاک ہوے کچھ بھی نہ کرسکے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
گئے سکندر ایسا بادشاہ کہ بر و بحر تسخیر کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھہ نہ بن پڑا آخر ناچار
ہو کر فنا ہوا اب اُسکی قبر کا بھی نشان نہین ملتا سچ ہی بقول شاعر ع یہ سبکے سب خاک کے
تھے پُتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ﷺ اب اُنمین سے کوئی بادشاہ نہین سامری و جمشید نے ایسی
خدائی کی کہ جسکی آجتک رونق باقی ہی ہان یارو جمکر لڑو طلسم کشا کو مار لو صاف صاف
مرقوم ہی کہ اگر یہ طلسم کشا مارا جائے تو ہزار برس تک پھر طلسم پہ زوال نہ آئے لیکن
اب زمانہ قریب ہی دیکھین کیا ہو شاید فتح حاصل ہو مستورہ نے جو طعن و تشنیع دی
سب ساحر بلوہ کرکے امیر پر چلے امیر نے دیکھا کہ نقابدار بھی گھر گیا اور اُسکے بارہ ہزار
جوان اِسطرح بیکار ہوے کہ مرکب اُنکے بدلگامیان کر رہے ہین تلوارین بے آب ہین
اور ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ طلسم کشا کو پکڑ لو مگر صاحبقران اِسطور سے لڑ رہے ہین کہ
کوئی ہاتھہ نہین ڈال سکتا ساحر دور سے چلتے ہین مگر جب قریب پہونچتے ہین تو عکس
لوح سے نابینا ہوتے ہین جہان امیر نے لوح کو جنبش دی عکس سے اُسکے ساحرون کے
عر پلٹتے ہین ساحر لوح کی چمک سے پیچھے ہٹتے ہین اب صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ کل
ساحرون نے بلوہ کیا ہی نقابدار کے ملازمون پر بھی اِسطور سے قبضہ کرلیا ہی کہ ہوش

سبکے پر اگندہ ہوگئے ہین امیر نے بیقراری مین پھر دعا کی پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم
رحم اپنا شریک کرامیر نے جو بیتاب ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا مخفی تاجدار تخت
زرین پر سوار لاکھ سوا لاکھ ساحر ساتھ طلسم ہاے زرین کے پھر پرے کھلے ہوئے جنپر
تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم مخفی نے جو دیکھا کہ مستورہ
فوج کو اشارہ کر رہی ہے اور صاحبقران مصروف جنگ ہین مگر کثرت فوج سے اپنی زندگی
سے تنگ ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اپنے کو تا بہ مستورہ پہونچاؤن مگر وہ بلوہ ہے
کہ صفین بندھی ہین اگر ایک ساحر کو ہٹاتے ہین تو دس آجاتے ہین مخفی نے وہین سے
نعرہ کیا کہ باش اے مستورہ نمک حرام اب ہین کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگا بڑے بڑے جبر
تیرے اُٹھا چکا گھر بار اپنا پاٹا چکا تو نے بڑا ستم کیا ہے نے تو تجھکو اختیار دیا تو نے سلطنت پر
قبضہ کر لیا ایسے مقام پر قید کیا کہ سوا ے طلسم کشا کے کسیکی مجال نہ تھی کہ اُس مقام پر
پہونچے سوا ے طلسم کشا کے کون ہمکو رہا کر سکتا تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ مین
کسطرح رہا ہوا اور تو قتل نہ کر سکی یہ کہکر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی اسطرح آگ
برسائی کہ ہزارون ساحر جلنے لگے مخفی تاجدار نے آتے ہی اسطرح کا سحر کیا کہ ہزارون ساحر
مارے گئے امیر نے دیکھا اب لاشے بھی ساحرون کے پڑے ہین اور پھڑک رہے ہین
مخفی تاجدار نے جست کرکے اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچایا عرض کی اے شہریار
غلام حاضر ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اگر مستورہ زندہ گرفتار ہوتی تو بڑا مطلب حاصل
ہوتا صاحبقران نے فرمایا بہت مشکل ہے کہ مستورہ زندہ گرفتار ہو سات لاکھ ساحر بھی
لڑرہے ہین جنگ مین مصروف ہین سب یہی چاہتے ہین کہ مستورہ کو بچائین اور ہم کو
گرفتار کرین مخفی نے عرض کی اب حضور کو کون گرفتار کر سکتا ہے مگر نقابدار زرین پوش
نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار مصروف ہے و صاحبقران ہے گھوڑا اڑا لکر ایک جانب نکل گیا
مگر سبھون کو پامال کرتا ہوا گیا جسطرف سے نکلا لاشون کے انبار کر دیے مخفی تاجدار
نے مارے گولون کے پرون کو درہم برہم کر دیا لاکھون جادوگر پامال ہوے مبتلاے
رنج و ملال ہوے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے چلے لیکن دور سے

کیا دیکھا کہ مستورہ نے ایک پہلوان کو بلایا اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لے اُس پہلوان نے
گینڈا اپنا بڑھایا یہ کہکر چلا کہ ای شہنشاہ طلسم آپ نے مجھکو اول کیون نہ طلب کیا مین حمزہ کو
گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ او حمزہ تجھکو بڑا غرور ہی
میرے مقابلے مین تو آ صاحبقران اشقر بڑھا کر سامنے آئے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ ہم
اضطراب خارہ شکن بڑے بڑے پہلوان ہین نے مارے میرے ہاتھ سے نہین بچے
مین سحر نہ کرونگا تجھسے بہ جرأت لڑونگا یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اضطراب کا توڑ ڈالا جب
نیزہ ٹوٹا تو اضطراب بیقرار ہوا تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکے
ہر وار کو اسکے رد کر رہے ہین تخت مستورہ قریب ہی مستورہ ہر مرتبہ ترغیب دیتی ہی
کہ او اضطراب نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون ہرچند مخفی تاجدار نے آتے ہی
تمام میدان لاشون سے بھر دیا ہی مگر اب بھی پانچ لاکھ ساحر لڑ رہا ہی حمزہ کو گرفتار کرلے
خبردار تامل نہ کرنا بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مگر اضطراب جب ہاتھ مارتا ہی صاحبقران
سپر گرشاسپ پر روکتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہی آخر گھبرا کر چاہا لپٹ جاؤن کہ تلوار سے
سپر نہین کٹتی شب فراق عاشقان ہی اِسکا کٹنا دشوار ہی جب اضطراب نے چاہا امیر کو
لپٹ جاؤن تو امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چورنگ
ہوا قلم کیا اضطراب کو مار کر طرف مستورہ کے متوجہ ہوئے مستورہ نے جو دیکھا
کہ صاحبقران آگئے اب کدھر جاؤن سحر کرنے لگی صاحبقران لوح چمکا رہے ہین اپنے کو
سحر سے بچا رہے ہین مخفی تاجدار نے جو دور سے دیکھا کہ امیر نے اضطراب کو مارا ارادہ
قتل مستورہ ہنگامہ ہو رہا ہی جست کر کے قریب آیا اور اسطرح کا سحر کیا کہ صحرا سے گرد
اڑی کئی سو نازنینان مہ جبینان صحرا سے پیدا ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گاتی تھین اور

مستورہ کو سناتی تھین نظم

نام مشہور خاص و عام ہوا ۔ عشق مین خوب میرا نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا ۔ ہجر مین کام ہی تمام ہوا
شور محشر بپا نہین قاتل ۔ لاش پہ میری ازدحام ہوا

پچنے مغز و نپہ تہمت اے ناصح — آپ کو کیا خیال خام ہوا
لیے رو یا مین بوسۂ رخ و زلف — دیکھنا وصل صبح و شام ہوا
خط غلامی کا بھیجیے صاحب — بوسۂ خط پہ مین غلام ہوا
نہ رہی آرزوے خلد برین — جب سے در پر ترے مقام ہوا
ہو فصاحت پہ آپ کی صلوات — گالیان آپ کا کلام ہوا
چونک اُٹھے خفتگان خواب عدم — جب خرامان وہ خوشخرام ہوا
آئے خط سیہ مین موے سفید — عاقبت موت کا پیام ہوا
دختر رز کا حکم حرمت ہو — مُو کا پینا نہین حرام ہوا
ہجر مین دم نکل گیا رعنا — لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

اُن نازنینان مہ‌جبین نے یہ اشعار جو مستورہ کو سنائے مستورہ رُکی اور سحر کرنا
بھولی صاحبقران نے دست حق پرست اُٹھایا اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مستورہ کے
دو ٹکڑے ہوے مرنا مستورہ کا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی
بعد عرصۂ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام من مستورہ جادو بود سامنے ایک مکان دیکھا
سب کو تسخیر کر کے صاحبقران مرکب سے اُترے جب قریب اُس مکان کے پہونچے
تو رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ رو رہا ہو اور پکارتا ہو کہ اے معین
و مددگار اب نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہون اگر دیر کیجیے گا تو غلام کو آپ زندہ
نہ پائیے گا صاحبقران نے پوچھا اِس قصر مین کون ہو کہ جسکی آواز سے دل بیقرار ہوتا ہو
ایک مرد بزرگ نے آکر عرض کی کہ حضور جسکی تلاش مین آئے ہین وہی بیچارہ رو رہا ہو
اندر مکان کے جائیے شاہور تاجدار کو چھڑائیے صاحبقران اُس مقام کے اندر
گئے دیکھا ایک جوان ماہ رخسار بیتاب و بیقرار تڑپ رہا ہو کبھی زنجیرین ہلاتا ہو امیر
نے قریب آکر فرمایا کہ اے شاہور کیون اِسقدر بیقرار ہو شاہور نے امیر کے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی آپ کے تصدق سے رہائی پائی مگر ایک امر کا امیدوار ہون اُس کو
سماعت فرمائیے جب غلام یہان آکر قید ہوا تو ایک ساحرہ سیاہ فام رات کو یہان آتی

تھی مجھکو حیران کرتی طالب وصل ہوتی تھی مگر مین نے اُسکو قبول نہین کیا آج تیسرا دن ہو کہ شب کو ایک معشوق خوبرو چشم آہو عنبرین گیسو نگاہ جادو خال ہندو کیا اُسکی چشم کی تعریف بیان کرون بقول قمر

نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان ۔ حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ معشوق عالم مین تھی سرفراز ۔ خبردار علم نشیب و فراز
دہن اُسکا تھا غنچۂ دلبری + ۔ کہ باتون مین شوخی شرارت بھری +
قد یار تھا یا کہ سرو سہی + ۔ نزاکت ہر اک عضو مین تھی بھری

غلام دیکھتے ہی بیقرار ہوا منتین کرنے لگا کہ ای ملکۂ عالم بیٹھ جاؤ مین ایک نگاہ بہ غور دیکھ لون کہ طبیعت کو تسکین ہو اُس محبوب نے ہنسکر کہا کہ ای شاہور تاجدار پروردگار کا شکر کرو زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین تمکو قید سے رہا کرینگے مین بھی مدت سے تیری خواہان تھی مستورہ کی بیٹی ہون مگر مین نہین بیٹھا کہ ساحرون کے منھ سے بوے بد آتی ہو پس ای شہریار جبتک اُس معشوقہ کو نہ دیکھونگا رہائی بیکار ہو صاحبقران نے طقبور جادو کہ نائب مستورہ تھا اُس سے حکم کیا کہ بیٹی مستورہ کی شیدا سے گلپیرہن کہان ہو طقبور نے کہا یہ قصر جو سامنے ہو اِسی مین رہتی ہو مگر اسقدر نازک مزاج ہو کہ کبھی سحر کے جلسے مین نہین بیٹھی سامری و جمشید کو سجدہ نہین کیا کہتی تھی کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے یہ کیا فتور کیا کہ مکارون نے دعوی خدائی کرلیا بقول مسلمانان خدا وہ ہو کہ جسکو کوئی دیکھ نسکے صاحبقران نے شاہور کو ساتھ لیا در دولت شیدا پر آئے فرمایا کہ ای شاہور جاؤ جاکر معشوقہ سے ملو شیدا کو جو خبر ہوئی کہ طلسم کشا تشریف لائے ہین اپنے مقام سے اُٹھی صاحبقران کو آکر سلام کیا امیر نے شاہور کو سامنے کردیا فرمایا ای شیدا یہ تم پر مائل ہو ہم تمھارا اِسکا عقد کرینگے شیدا نے شرماکر سر جھکا لیا اِشارے سے کہا ای شاہور سامنے صاحبقران کے بے ادبی نہ کرنا ہم خود تمپر مائل ہین غرض صاحبقران زبان نے تہنیت تاجدار کو بُلایا باپ سے بیٹے کو ملایا تہنیت صاحبقران کو دعائین دیتا تھا

کہ آپ کے تصدق سے اپنے فرزند کو پایا امیر نے فرمایا اب اسکے عقد کی تیاری کرو کل
ہم جاوینگے نہین معلوم لشکر کس مقام پر فروکش ہو خوف یہ ہو کہ ایسا نہ ہو قیلاب طبل جنگ
بجوا دے تو کون جواب دیگا تہنیت تاجدار نے سامان عقد مہیا کیا شب کو امیر شاہور
کو دولہا بنا کر لے گئے مکان پر شیدا کے سامان عقد ہوا جب قاضی بلا لے گئے تو خواجہ
نے جا کر قاضی کو بیہوش کیا قاضی کی شکل بنکر آئے شاہور کا عقد پڑھا لڑکر کشتیان لین
دوسرے دن امیر نے طرف قلعے کے کوچ کیا مگر بعد جانے صاحبقران کے قیلاب نے
طبل جنگی بجوایا سکان واخنش ونقشب کو زخمی کیا اور چند ساحر مارے گئے قیلاب کا
زور وشور رہو ہر روز میدان مین آتا ہو بر تیغ وفیروزی پلٹ جاتا ہو چار دن برابر فتح نصیب
ہوئی کہتا ہو بار دوہ بادشاہ حمزہ کو لگا کر لے گیا اب اُنکا زندہ آنا دشوار ہو سب کو یونہی
قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تین دن کی مہلت دیتا ہون نہین دن تامل کر کے
نوین دسوین دن طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان
واے زبر دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یا آکر اطاعت کرے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ کسکو میدان مین بھیجین وزیر اعظم واسطے
شکار کے گیا ہوا اور منظور اُسکو یہ ہو کہ خدمت مین شاہ کی رہون اب یہان کوئی ایسا نہین
کہ مقابلۂ قیلاب مین نکلے گا چند ساحر برائے مقابلہ نکلے مگر وہ زخمی ہوے یا ہاتھ سے قیلاب
کے مارے گئے اہل اسلام نے ناچار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ اے پروردگار تیرا ارشاد
فیض بنیاد ہوا اسی پر دل کو تقویت ہو تیرے بندون کی عجب کیفیت ہو تو مدد کر لے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

بلک کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشت مرکب پر سوار تخت پر تہنیت تاجدار مگر شاہور ایک
محافے کے ساتھ ہو ناظر بچکا نے اہتمام سواری کرتے ہوے خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے مگر امیر نے جو دور سے دیکھا کہ اہل لشکر ہمارے بیتاب وبیقرار ہین قیلاب نے

بڑی آفت برپا کی ہی میدان مین بلبلا رہا ہی کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا آج یون
بلٹونگا صاحبقران نے وہین سے مرکب بڑھایا مقابلۂ قیلاب مین پہونچے قیلاب نے
بہت سحر کئیے کہ صاحبقران کو روکون مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب قیلاب
پہونچ گئے قیلاب نے ہاتھ مارا امیر نے رد کرکے اسم اعظم الٰہی پڑھکر ہاتھ مارا قیلاب
نے سحر کو اُٹھا دیا تیغہ دست زبردست صاحبقران سے جو تڑپ کر گرا اول سپر کے دو ٹکڑے
ہوے قیلاب نے چاہا اپنے کو گرا دون مگر تلوار جو چمک کر آئی سراسر سر کو کاٹا اور سر کو
پھاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی لاشۂ قیلاب زمین پر گرا فوج نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر گھوڑا بڑھا کر صف لشکر کفار پر آئے شاہپور کو اشارہ کیا
تہنیت تاجدار و شاہپور تاجدار فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی مگر قیلاب کا بھائی سیلاب چابک سوار فوج کو لڑا رہا ہی چاہتا ہی کہ شاید لڑائی
فتح ہو جائے تو مین حاکم ہونگا مگر فوج دلدہی نہین کرتی اہل اسلام کی تلوار سے کل عاجز
ہین بھاگتے پھرتے ہین لیکن صاحبقران جنگ کرتے ہوے قلب فوج مین پہونچے
اُدھر سے علمدار فیلسوار علم کو کھولے ہوے ترغیب جنگ دیتا ہوا آتا تھا اُسنے جو
صاحبقران کو دیکھا ہاتھی بڑھایا امیر نے جو اشقر کو گدگدایا دونون ٹاپین اُسنے مستک
پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر اسطرح کا وار کیا کہ مع علم و
علمدار و مع ہاتھی کاٹ کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا علم فوج گرا لشکر مین بھگدر پڑگئی
سیلاب ہرچند غل مچاتا ہی کہ یارو تمکو مناسب ہی کہ جمکر لڑو ایسا نہو کہ صاحبقران ہمارے
شکنجے سے نکلجائین ابھی ممکن ہی دلدہی کرو صاحبقران کو گرفتار کرلو مگر صاحبقران
نہایت خوب سنبھلے ہوے لڑ رہے ہین جو پہلوان قریب آیا واصل جہنم ہوا اگر اُسنے
للکارا تو صاحبقران فوراً اجا پڑے اسطرح امیر لڑ رہے ہین کہ ہر طرف سے صدائے
الامان آرہی ہی سیلاب نے جب دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین شکست فاش ہو جائیگی
اور بھاگنے کی تلاش ہوگی سیلاب نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب دیا سیلاب
نے عرض کی کیون شہریارا اب کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا

سمجھین اختیار ہی تب سیلاب نے عرض کی کہ غلام اطاعت کرتا ہی یہ کہکر قدمون کو بوسہ دیا
صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سیلاب نے کل فوج کو منع کیا کہ خبردار اب مین نے اطاعت
کی کوئی مقابلہ نہ کرے اور غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھے سب نے بخوشی تمام اطاعت دین
اسلام بصدق دل قبول کی باجے وغیرہ موقوف ہوئے صاحبقران بہ فتح وفیروزی داخل
دربند ہفتم ہوئے بہت کچھ مال وغیرہ دستیاب ہوا کئی لاکھ ساحر مسلمان ہوئے پھر مال
وغیرہ نکلوا کر صاحبقران نے حکم دیا کہ کل تیاری کرو ہم طرف طلسم کے کوچ کرینگے رات بھر
تیاری رہی صبح کو صاحبقران سوار ہوئے مع جملہ ساحران مذکور طرف طلسم کے کوچ کیا
منزل درمنزل جاتے ہین مگر ہرکارون نے یہ خبر ہنگام بردبار کو پہونچائی کہ آگے سعد
بن قباد اور پیچھے اُنکے صاحبقران زمان طلسم پر آتے ہین ہنگام بردبار نے یہ خبر سنتے ہی
دربار مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہی کہ جاکر صاحبقران کو روکے یہانتک نہ آنے دے
برف بار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار غلام جاکر صاحبقران کو روک دیگا
یہانتک نہ آنے دیگا ہنگام نے اجازت دی مگر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد جو منزل درمنزل
آتے تھے راہ مین شاہزادیون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو قیدخانہ راہ مین ہی پہلے
اُسی مقام پر جنگ پڑے کیا عجب ہی کہ قیدیان زندان مصیبت رہائی پاوین بادشاہ نے
فرمایا اُسی طرف لشکر پھیرو لشکر پھیرا ایک صحرا مین آکر لشکر صاحبقران اُترا بادشاہ جمجاہ
اُترے ہوئے ہین صحرائے فرح خیز جو پسند آیا میثاق سے فرمایا اے وزیر اعظم مین ذرا
شکار کھیل آؤن تو پلٹ کر آتا ہون مگر مین جبتک نہ آؤن یہان سے کوچ نہ ہووے
یہ فرما کر صبح کو فیروزہ کو ہمراہ لیا برائے شکار چلے میثاق انتظام لشکر مین مصروف
ہو مگر بادشاہ جو شکارگاہ مین آئے ایک آہو کے تعاقب مین مرکب ڈالا سانحو والون
سے جدا ہوئے ایک مقام پر آکے آہو کو مارا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب لگانے
لگے ایک قزاق موسوم بہ رفیع صحرا النورد نے کہ بالائے کوہ سے دیکھ رہا تھا ایک
قزاق کو اشارہ کیا وہ جوان جو زیر نخل بیٹھا ہی اُسکا مرکب لاؤ اور اسباب بھی بہت
کچھ پہنے ہی خبردار مار ڈالنے کا اِرادہ نہ کرنا وہ جوان گھوڑے پر سوار ہو کے چلا جب

قریب سعد پہونچا تو کہا کہ ای جوان ہمارے آقا کو تیرے حال پر رحم آیا ہو مگر مرکب اور اسباب مانگتا ہو سعد نے فرمایا بڑا رحم کیا کہ جان نہین مانگی کیون ای برادر تم بھی سپاہی ہو ہم جو گھوڑا اپنا حوالے کردین تو پھر ہم کاہے پر سوار ہو کے جاوین جوان نے کہا اِن دلیلون کو مجھے حکم نہین دیا ہو فقط فرمایا ہو کہ مرکب اور سلاح لے آؤ سعد نے کہا ہم تو نہ دینگے اُس جوان نے کہا افسر نے ہمارے جان بخشی کی ہو ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہاتھ چل جائے سعد نے فرمایا ہم اِسی کے مشتاق ہین کہ ہمسے لے لو شاید ہمارا ابھی کچھ ہاتھ پانون ہلے کچھ ہو سکے شاید بچ جاوین بس اُس جوان نے نیزہ ہلا کر گھوڑا بڑھایا چاہا کہ یون ہی نیزے پر اُٹھا لون جیسے ہی نیزہ مارا سعد نے سنان بچا کر نیزہ توڑ ڈالا قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ہاتھ مار دیا کہ قزاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر قزاق کو بادشاہ کباب لگانے لگے رفیع صحرالنورد نے جو کوہ سے دیکھا گھبرا گیا بڑا غصہ آیا کانپتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جو اِسکے بیٹھے تھے اُنھون نے کہا ای افسر ہم جاوین کہیے سر لائین کہیے زندہ گرفتار کر لائین قزاق نے کہا مین خود سزا دونگا مجھکو بہت ناگوار گذرا اِسنے میرے حکم کے خلاف کیا مین نے تو قزاق سے کہدیا تھا کہ جان بخشی کرنا مگر وہ آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو ابھی جا کر سر لاتا ہون تم لوگ یہین رہو تم مین سے کوئی نہ آئے یہ تو اُسکو یقین ہو کہ افسر ایسا بہادر ہو کہ خود ہی آیا ایسا نہ ہو کہ لوہ سمجھے اِسطرح کے لاف و گزاف کر کے گینڈے پر سوار ہوا زنجیر سے کمر باندھی غربو کرتا ہوا سامنے سعد کے آیا کہا گھوڑے پر سوار ہو جیسے میرے مقابلے مین آئیے سعد گھوڑے پر سوار ہوے رفیع صحرالنورد سے مقابلہ ہوا نیزہ اُسکا نکالا رفیع نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پھر بھر کی کشتی مین سعد نے رفیع صحرالنورد کو زیر کیا رفیع صحرالنورد بصدق دل مسلمان ہوا جب اُسکو ثابت ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سب کو بلا کر کلمہ پڑھوایا کہا بالاے قلعہ تشریف لے چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے بادشاہ بالاے کوہ آئے رفیع صحرالنورد نے جلسہ آراستہ کیا نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و

نوشانوش

نوشانوش بلند ہوئی نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین نظم

مبتلاے آتش رُخسار ہی
زخم کھاکر جان دون دشوار ہی
یہ جہازی تیغ اگر تیری چلے
زخم دامن دار ہر تن پر تنبا
عاشقون کا خون ہی سر پر چڑھا
کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ
مین وہ عاصی ہون مرا تار سرشک
کہتے ہین عقد ثریا سب جسے
مدح کرتا ہی دہان زخم بھی
خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی

طوطی خط مرغ آتش خوار ہی
آب حیوان آب تیغ یار ہی
ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہی
زخم سر سر پر مرے دستار ہی
یا کہ سُرخ اُس ترک کی دستار ہی
مرکے بھی دو گز کفن درکار ہی
غیرت تسبیح استغفار ہی
اُس قمر کا طرہ دستار ہی
واہ کیا قاتل تری تلوار ہی
کسکا سطوت طالب دیدار ہی

عین گرمی صحبت ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا فیروزہ بتاتا ہی بادشاہ نے فرمایا بلالو رفیع نے پوچھا یہ عیار کون ہی بادشاہ نے فرمایا یہ عیار ہمارا یار وفادار ہی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہی فیروزہ سامنے آیا پشت بادشاہ پر آکر کھڑا ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ فیروزہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام کچھ گائے بادشاہ نے حکم کیا کہ تمکو اختیار ہی فیروزہ نے بیٹھکر وہ تانین ماری ہین کہ سب مبہوت ہو گئے تعریفین کرنے لگے قضاے کار دختر رفیع صحرالنور دملکہ کاکل کشاے عنبرین مو بالاے بام بیٹھی تھی جمال سعد شہریار دیکھکر مبہوت ہو گئی کہتی تھی صاحبو تمنے دیکھا جیسا سردار ویسا عیار کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی دمبدم اُٹھ اُٹھکر سعد کو دیکھتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ حقیقت مین کیا حسین و جمیل ہین انتہا کے شکیل ہین اِنکا کیونکر آنا ہوا کنیزین بیان کر رہی ہین کہ براے شکار آئے باپ تمھارے لڑے مگر زیر ہوے آخر کو اُنکی اطاعت کی اِسوجہ سے سامان دعوت کیا ہی باپ کو عرضی لکھی کہ امو والدنا مدار مین چاہتی ہون کہ شریک صحبت ہون رفیع صحرالنور دنے

یہ سنکر حکم دیا کہ ہماری صحبت ہو ابھی تخلیہ ہوا جاتا ہو رفیع نے اسی وقت تخلیہ کرایا سبکو باہر کر دیا فقط بادشاہ اور فیروزہ اور رفیع صحبت مین رہگئے ملکہ نقاب ڈالکر محفل مین آئین بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہین بعد تھوڑی دیر کے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو بادشاہ نے فرمایا مجھے سعد بن قباد کہتے ہین اسی طرح کی باتین جو ملکہ کاکل کشا نے بادشاہ سے کین تو بادشاہ بھی مشتاق ہوے کہ جمال بے مثال دکھا دو کئی مرتبہ چپکے سے کہا کہ ملکہ نقاب چہرے سے ہٹا دو جمال بے مثال دکھا دو لیکن ملکہ نے تامل کیا نقاب چہرے سے نہ اُٹھائی یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر آیا اُسنے نامہ رفیع کو دیا رفیع نے وہ نامہ پڑھا از طرف جمشید ثانی مرقوم تھا کہ اے رفیع قزاق منظور رہو کہ طلسم کشا پر لشکرکشی ہو تم بھی اپنی فوج تیار کرو اور برائے مقابلہ سعد بن قباد جاؤ رفیع نے وہ نامہ بادشاہ کو دکھایا کہا اے شہریار مین جمشید ثانی کا خراج گزار ہون لوٹ مار کا مجھکو اختیار رہو بادشاہ نے فرمایا جواب کیا لکھوگے یہ سنکر فیروزہ نے کہا جواب لکھو کہ ہم خدمت مین حاضر ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ بجالاوینگے رفیع نے یہی جواب لکھدیا بعد جانے ساحر کے یہ صلاح ہوئی کہ رفیع بہ صورت اصلی چلے و بادشاہ کی صورت تبدیل کرو شفیع جو بھائی رفیع کا ہو اُسکی صورت بنالو بادشاہ نے کہا بلوہ کرو نگا شاید ہو کہ رہائی اُن سب کی ہو جائے رفیع نے یہی کیا کہ آپ بصورت اصلی و بادشاہ کو اپنے بھائی کی شکل بنایا بیٹی نے کہا مین بھی چلونگی اُسکو ایک مصاحب کی شکل بناکر گھوڑے پر سوار کیا فیروزہ ایک شاطر کی شکل بنا طرف دربار جمشید کے چلے جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہو اول قاصد نے آکر عرضی رفیع کی پیش کی جمشید خوش ہوگیا کہا لو اب رفیع آتا ہو وہ بادشاہ کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ اور مصاحب آکر حاضر ہوے کہ خبر پہونچی رفیع آتا ہو مگر اُسکے ساتھ دو سوار ہین ایک بھائی اُسکا اور ایک مصاحب ایک عیار ہو کہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہو جمشید نے کچھ خیال نہ کیا دربارگاہ پر آکر رفیع اُترا مگر بادشاہ کو آگے کر لیا ملکہ کاکل کشا بھی ہمراہ ہو اور یہی آرزو ہو کہ جب بادشاہ تلوار کھینچین تو مین بھی ساتھ بادشاہ کے لڑون

جب بادشاہ اندر داخل ہوئے تو جمشید کو چھینک آئی تاج سر سے گرا وزرا نے فوراً تاج اُٹھا کر سر پر جمشید کے رکھا مگر جمشید کو ایک خوف ہوا اور فیروزہ پشت پر جمشید کی جا کھڑا ہوا ار رومال ہلانے لگا جمشید نے پوچھا ای رفیع اپنے بڑے بھائی تو بھی سا کھڑا ہوا اِسوقت میرا خود بخود دل دھڑکتا ہی ایک مقام پر کتاب مین لکھا دیکھا تھا کہ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد اس بارگاہ مین آوینگے بادشاہ نے آنکھ ملا کر کہا کیون با خداوند بادشاہ آئے وہ نوشتہ ٹھیک ہوا جمشید نے کہا جو احکام میرے باپ لکھ گئے وہ سب پورے ہو رہے ہین کسی حکم مین فرق نہین پڑا آج بادشاہ ضرور اس بارگاہ مین آوینگے قید ہونگے بلا و شبد بزچا یک خرام اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قصر تھا اُسکا دروازہ کھول کے آسمان پری و قرلیشہ مع چالیس سرداروں کے و دیگر ہمراہیان سعد بن قباد و بادشاہ طلسم سابق و قبقاب فیلسوار و زوجہ اُسکی ملکہ سیمتن وغیرہ سب کو لا کر حاضر کیا ہرچند کہ بادشاہ آسمان پری کو قید مین دیکھکر بہت ملول ہوئے مگر فیروزہ نے اِشارے سے منع کیا کہ ابھی نعرہ نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے بغضب پکار کر آواز دی کیون ای آسمان پری مجھکو تو نہ قبول کریگی آسمان پری نے جھلا کر جواب دیا او مغرور و متکبر مین زوجۂ صاحبقران ہون بڑے لطف سے عقد ہوا میرا شوہر میری رہائی کو آتا ہی فرزند میرے لڑ رہے ہین تو اپنی جان کی خیر مانگ انشاء اللہ تعالیٰ اس طلسم کی عمر تمام ہوئی اب حال خدائی تجھکو کھلے گا تو مجھکو نہین قتل کر سکتا قرلیشہ نے مانگا زانو دبایا مراد یہ تھی کہ ای مادر مہربان گفتگو سخت نہ کیجیے دیکھیے جلاد طلب کر چکا آسمان پری نے کہا ای نور نظر آج وہ کشت و خون ہوگا کہ لاشون کے انبار ہو جاوینگے مین نے شب کو خواب دیکھا ہی کہ فرزند میرا اِس قصر مین آکر شمشیر زنی کریگا مگر رہائی ابھی ہماری تقدیر مین نہین ہی جمشید نے جلاد کو اِشارہ کیا بس بادشاہ نے جو دیکھا کہ جلاد طرف آسمان پری کے چلا ضبط نہ ہو سکا قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ÷ بہار گلستان کاؤس و جم ÷ منم صف شکن تیغ زن پہلوان ÷ نہال گلستان صاحبقران ÷ رفیع قزاق نے بھی تلوار کھینچی اور کاکل کشا نے بھی نیمچۂ بلالی کھینچا جمشید نے جو نعرۂ شاہ سنا اپنے

مقام سے اُٹھنے لگا فیروزہ نے دیکھا اگر یہ اُٹھیگا تو قیامت برپا کر دیگا اُٹھتے اُٹھتے جمشید
پر حباب مارا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا وزرا جمشید کے لڑنے لگے مگر اِن سب قیدیون نے
قیدین اپنی توڑین اور ہمراہیون کی زبانون سے سوزنین نکالین شاہزادیان جو چھوٹین
وہ سحر کیے کہ آگ برسنے لگی ہزارہا ساحر جلے مگر بادشاہ چاہتے ہین اپنے کو جسطرح ہو قریب
جمشید پہونچاؤن ایک ہاتھ تلوار کا مارودون مگر وزرا روک رہے ہین ہر مرتبہ ساحر
تلوار کھینچکر سامنے آتے ہین ہاتھ سے بادشاہ کے مارے جاتے ہین مگر شبدیز کہ اِسکو اپنے
سحر پر بڑا ناز ہی تلوار کھینچکر قریب شاہ آیا نعرہ کیا کہ اے سعد شہریار تمھاری قضا میرے
ہاتھ سے تھی یہ کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر پر روکا لوح کو چمکایا لوح کا عکس شبدیز
پر جو پڑا آنکھین بند ہو گئین اُسی حال مین تلوار پڑی کہ سر شبدیز چابک خرام کا زخمی
ہوا زخم کھا کر شبدیز سامنے سے ہٹا تینون وزیر جب بادشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوے
تو شبدیز نے قریب آکر پکارا کہ یا خداوند اب بیہوش رہیے گا اُٹھیے ہم لوگ زخمی ہوے
شبدیز نے جو یہ آواز دی ایک پنجہ زمین سے نکلا اُسنے جمشید کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا قصر ہفت رنگ مین تلوار چل رہی ہی صداے گیرودار
بلند کفار در دمند تینون وزیرون کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ سحر کرون
فیروزہ ہان ہان کرکے قریب آیا پھر حباب مار دیا جمشید پھر گرا بیہوش ہو گیا فیروزہ
قریب بادشاہ کے آیا فرمایا اب نکل چلیے ملکہ یاسمن وغیرہ نے بھی یہی صلاح دی کہ اگر
جمشید اُٹھے گا تو قیامت برپا کریگا اِسکو غنیمت جانیے کہ آپ جس ارادے سے آئے
وہ پورا ہوا اور جمشید کے نگہبان موجود ہین جبتک مرحلات طلسمی نہ ٹوٹین گے جب
زور اسکا کم نہ ہوگا یہ بیہوش نہین رہسکتا اِسکو بڑے اختیار ہین بادشاہ یہ سُنکر باہر
نکلے مگر قبقاب وسیمتن و یاسمن و لوحداران طلسم کوہ وخوبنخوار تنگ پیشانی یہ
سب لوگ بادشاہ کے مرکب کو گھیرے ہوے ہین آسمان پری و قرلیشہ اپنے سردار نکو
لیکر آگے بڑھ گئین یہان وزرا نے پہچانا کیا آکر جمشید کو جگایا کہ یا خداوند اب اُٹھیے
بادشاہ قیدیون کو لیکر نکل گئے جمشید نے کہا مین قیدیون کو نہ جانے دونگا وزرا نے

بہت روکا کہ یا خداوند ہم قیدیون کو پکڑ لاوینگے اسوقت نہ جائیے مگر جمشید نے نہ مانا
بیقرار ہو کے اُٹھا قضائے کار یہ لوگ ساحرون سے لڑتے بھڑتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ وہان دو راہہ تھا رفیع اور بادشاہ تو داہنے پر چلے ملکہ آسمان پری و قرلیتیہ سلطان
مع چالیس سردارون کے جا چکی تھین کیونکہ یہ سب لوگ آگے تھے اور کوشش تھی کہ اپنے
کو گلستان ارم مین پہونچائین کہ بادشاہ نے دیکھا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ہزارہا طائر
زمزمہ سرائی کرتے ہوے تخت پر جمشید سوار نعرے کرتا ہوا آیا بادشاہ پر سحر کیے مگر بسبب
لوح محفوظ کے سحر نے تاثیر نہ کی شاہزادیان بھی سحر دفع کر دیتی ہین خونخوار تنگ پیشانی
کہ بادشاہ نے اِسکو لقب نامدار عنایت کیا ہی اب یہ خونخوار نامدار مشہور ہی اِسنے ایسے ایسے
سحر دفع کیے کہ جمشید کو بہت شاق ہوا اور پکار کر آواز دی ای خونخوار تجھکو سر میدان
قتل کرونگا اِسوقت تو اپنے حمایتی کے ساتھ ہی مگر نگاہ جو اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان پری
و قرلیشہ مع چالیس سردارون کے ایک صحرا مین چلی جاتی ہین ایک طائر کو اِشارہ کیا
وہ طائر اُڑتا ہوا پہونچا سرون پر سب کے چرخ مار اسپ کے پانوءن زمین نے تھامے
جمشید نے ہرچند چاہا کہ ہمراہیان بادشاہ کو گرفتار کرون مگر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ تو
لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر جمشید نے جا کر آسمان پری و قرلیشہ و چالیس سردارون کو پھر
گرفتار کیا اور لا کر قید کر دیا بادشاہ اِن ہمراہیون کو ساتھ لیے ہوے لشکر ظفر اثر مین
آئے تین دن اُسی صحرا مین رہے چوتھے دن حکم دیا کہ ای میثاق و خونخوار نامدار تم
دونون منتظم لشکر قرار پائے ہو طرف طلسم کے لے چلو بادشاہ اِس فکر مین سوار ہوے
منتظر رہی کہ طلسم مین داخلہ کرون شب کو بارگاہ مین بیٹھے ہین انجمن مشاورت منعقد ہی
صلاحین ہو رہی ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا دیو تندک گریان و نالان آکر پہونچا
بادشاہ نے کہا خیر تو ہی عرض کی حضور جب جمشید سحر کر کے پلٹا اور کچھ نہ ہوا تو اُسی غصے مین
آسمان پری و قرلیشہ کو گرفتار کر لیا تا بہ گلستان ارم نہ پہونچ سکین بادشاہ نے آہ کا
نعرہ کیا فرمایا ای تندک بخدا مجھکو اپنی گرفتاری شاق نہ تھی گرفتار ہونا جدہ ماجدہ کا بہت
شاق ہو انکو پروردگار انکا مالک ہی میثاق نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اگر ہو سکے

تو اُنکو چھڑ ائے بادشاہ نے فرمایا ابھی تامل کرو جب ہم طلسم مین داخلہ کرین اُسوقت تمہین اختیار رہو ابھی انتظام لشکر مین فرق پڑیگا اِس فکر و مصیبت مین بادشاہ طرف طلسم کے جاتے ہین جمشید ثانی نے آسمان پری و فرلیشہ کو لاکر قید خانے مین قید کیا مگر آسمان پری سے کلام نہین کرتا کہ جواب سخت ملیگا اب اِن کا ذکر وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان داخلہ اِن دونون جوانون کا طلسم مین و دیگر حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ آئی ہو اب رنگ پر داستان

مرے ساقیا جلد لے تو خبر
کہ عالم مین ہو آجکل شور و شر

یہ دنیاے فانی خرافات ہو
کہ ہر طرح تضییع اوقات ہو

سکندر سا سلطان گردون حشم
و دارائے ذیجاہ و فرخ شیم

کہ یہ مالک تخت اور تاج تھے
خدا کے سوا کس کے محتاج تھے

فلک نے دکھایا عجب ماجرا
کہ دارا کا جاہ و حشم مٹ گیا

سکندر رہوے مالک تخت و تاج
بر و بحر سے جسنے پایا خراج

یل پہلوان رُستم ذیحشم
کہ تھے زور مین فائق و محترم

کوئی اِنکا اُسوقت ہمسر نہ تھا
کہ زوروں مین اِنکے برابر نہ تھا

مگر کیا ہوے یہ شہ و پہلوان
دکھائین فلک نے یہ نیرنگیان

نشان قبر رُستم کا پاتا نہین
کوئی حال اُنکا سُنا تا نہین

کہ کیا ہو گئے یہ جوان و حسین
نشان اِن جوانون کا ملتا نہین

ہوے خاک سب اُستخوان بیدرنگ
دکھایا زمانے نے آفت کا رنگ

سکندر رہا ذیجاہ و والاتبار
ملا خاک مین مثل مشت غبار

فریدون فرخ شیم مہ لقا	عجب عدل و انصاف اُسنے کیا
کہ ضحاک ماران کو بھی مار کر	مٹایا زمانے کا سب شور و شر
نہ ظالم رہے اور نہ عاقل رہے	نہ عالم رہے اور نہ جاہل رہے
تمہ سب کو آخر ہی اِک دن فنا	لکھو داستان جلالت فزا

چہرہ غازیان شیر شکار و تہور شعاران میدان گیرو دار اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعاران جنگ آزما ✤ چنین می نگارند حال وغا ✤ قضا سے کار بدیع الزمان نامدار فیلاب بن دودہ زنگی کو مار کر آئے بارگاہ مین بیٹھے پکار کر کہا کہ آج میرے ہاتھ سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکا غروبیہ باختر مین مثل نہ تھا قاسم نے کہا او کشتی گیر کیا لاف و گزاف کرتا ہی ایسے ایسے نامرد میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے یہ غروبیہ باختر کی جنگ بہت طول کھینچے گی جب دادا جان آوینگے تب فتح ہوگی بدیع الزمان نے جواب دیا اِی فرزند مین تمسے ذکر نہین کرتا آمد سخن مین کہا مگر قاسم جھلا کر بارگاہ سے اُٹھا باہر آکر اُمیہ سے کہا کہ اپنے آقا کو خبر کر دے کہ مین صحراے آتش فشان مین جاتا ہون کہنا کہ اگر دعوی جرائت رکھتے ہو تو اُس مقام پہ آو سمجھا جائیگا اُمیہ نے جا کر بدیع الزمان سے کہا یہ بھی خبر سُنکر اُٹھ کھڑے ہوے گرمی مین طرف صحراے آتش فشان کے چلے مگر قاسم پہلے پہونچے تھے جب دیکھا کہ آنے مین بدیع الزمان کے دیر ہوئی غصہ تو انتہا کا ہی درختون کو قلم کرنے لگے کہ آواز سم مرکب کی آئی پلٹ کر دیکھا بدیع الزمان آتے ہین بس نعرہ کیا کہ او کشتی گیر بے دولت آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا بدیع الزمان کو بھی غصہ تھا قریب قاسم آئے آپس مین تلوار چلنے لگی صحرا مین سناٹا ہی کوئی روکنے والا نہین بے خوف لڑ رہے ہین جب دس بیس وار ردو قدح ہوے تو بدیع الزمان نے تلوار پر ہاتھ ڈالدیا قاسم بھی پٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان حیران ہین کہ خدانخواستہ ایسا نہو کہ قاسم کو میرے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے تو بھائی صاحب کو کیا منھ دکھاؤنگا مگر قاسم بے خوف لڑ رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر بدیع الزمان کا

زیر ہونا کیسا بدیع الزمان بھی یہی چاہتے ہین کہ قاسم کو زیر کرون مگر قاسم بھی ایسا
نہین ہی بہ زور وشور لڑ رہا ہی دن بھر اسی ہنگامے مین گذرا شام کو بدیع الزمان نے
کہا اے قاسم اب جنگ موقوف کرو صبح کو پھر لڑینگے قاسم نے کہا دب گئے بے زیر کیے
اب پیچھا نہ چھوڑونگا بدیع الزمان نے کہا بیٹا اسی ہوس مین رہیو گے قاسم نے نہ مانا
اور لڑنا موقوف نہ کیا یہ صحراے سنسان کف دست میدان یہ دونون سر ٹکرا رہے
ہین مگر چہرے دونون کے مثل آفتاب کے روشن ہین قضاے کار ماہ جادو اور
مہر جادو دونون بہنین تخت پر سوار سیر کرتی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر جو دیکھا کہ یہ
دونون جوان کشتی لڑ رہے ہین ماہ نے کہا ای بہن مہر دیکھو اس صحراے ہول افزا مین یہ
دونون جوان لڑ رہے ہین نہین معلوم یہ کون ہین مہر نے کہا سبز پوش اچھا جوان ہی اور
ماہ نے کہا گلگون پوش سے بہتر نہین گلگون پوش شوخ وشنگ وشوخ مزاج کا جوان
ہی مہر نے کہا مین تو سبز پوش کو لیتی ہون ماہ نے کہا مین نے گلگون پوش کو لیا مگر بہن
علٰحدہ علٰحدہ چلو ماہ جادو نے کڑک کر قاسم کو لیا مہر جادو نے بدیع الزمان کو لیا
دونون لیکر چلین علٰحدہ علٰحدہ جاتی ہین جبل اعلی سے گذر کر قریب طلسم نوخیز کے
پہونچین ایک قصر سر راہ بنا ہوا تھا اُس مین ماہ جادو قاسم کو لیکر آئی خواہش ہی
کہ وصل حاصل کرون ایسا جوان حسین ملا ہی کہ اسکے ساتھ چین کرونگی سحر سکھاؤنگی
یہ سوچکر قاسم کو قصر مین لائی طالب وصل ہوئی قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ او ملعونہ
کیا بیہودہ بکتی ہی اُدھر بدیع الزمان کو مہر جادو نے ایک پہاڑ پر اُتارا اور سوال
وصل کیا بدیع الزمان نے بھی انکار کیا مگر یہ دونون جوان جب انکار کرنے لگے
تو دونون انکو چھوڑ کر برائے سیر گئین یہ دونون جوان سو گئے عالم خواب مین ان
دونون نے خواجہ عمرو کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای فرزندو یہ تکرار کیا ضرور رہی یہ خواب
دیکھکر دونون جوان جاگے جادوگرنیان جو آئین دم دیکر شراب پلائی اور شراب
پلا کر آمادۂ وصل ہوے گلا دبا کر دونون کو مار ڈالا کر قاسم قصر سے نکلے بدیع الزمان
پہاڑ سے اُترے دونون سے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم نے للکارا کہ او کشتی گیر

بے دولت ساحرہ کے ہاتھ سے کیونکر بچا مین نے اُس فاحشہ کو چیر کر پھینک دیا ہے
بدیع الزمان نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ماری گئی قاسم نے کہا فریب کیا ہوگا یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا فریبی تم ہو بعد تکرار آپس مین تلوار چلنے لگی قاسم نے جب ہاتھ
مارو یا تو بدیع الزمان نے جواب دیا دونون جوان لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار گلگلون پوش مع بارہ ہزار جوانون کے پیدا ہوا محبت قاسم کا دم بھرتا ہوا
وہین سے للکارا کہ باش او کشتی گیر تو یہان کہان آیا آقاے نامدار اسکو چھوڑ دیجیے
مین سمجھ لونگا قاسم نے کہا تم ہٹو مین ابھی اسکو اُٹھاے لیتا ہون وہ شکست دون
کہ عمر بھر کو یاد کرے بدیع الزمان نے جواب دیا کہ اے قاسم گھر بار چھوٹا اس غربت مین
ساتھ ہو کر کام کرین مگر گلگلون پوش نے بدیع الزمان پر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
سر چرایا پہلے تلوار کا سر پر قاسم کے پڑا گلگلون پوش منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار
معاف فرمائیے قاسم نے کہا اے ہوا خواہ بہ اتفاق ہے کہ نیچے پڑ گیا مگر جوان ایسے زخمونکو
کب مانتے ہین ایسے زخم اکثر سر پر آئے ہین کبھی خیال بھی نہین کیا گلگلون پوش نے
قاسم سے باتین کرتے کرتے پھر ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ بدیع الزمان نے اپنے کو
بچایا مگر تلوار سر پر پڑی کہ اوچھا سا زخم آیا بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ارادہ کیا کہ
گلگلون پوش پر جا پڑون گلگلون پوش پیچھے ہٹا بدیع الزمان نے چاہا مع گھوڑے
اِسے اُٹھا لون قاسم نے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر خبردار میرے ہوا خواہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
کہ دوسری طرف سے اور گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار جوانون سے پیدا
ہوا گلگلون پوش نے للکارا کہ او مفلوک کہان جاتا ہے آقا کی زیارت کرلے یہ سُنکر
زمرد پوش بھی پلٹا بدیع الزمان کو سلام کیا سر سے جو خون بہتے ہوے دیکھا بیقرار
ہو گیا کہا اے شہریار یہ زخم کسکے ہاتھ سے آیا بدیع الزمان نے گلگلون پوش کو بتایا
زمرد پوش پلٹا کہا او نالایق تو نے کچھ نہ خوف کیا اگر قاسم بھی زخمی ہین معلوم ہوتا ہے
تو ہی نے زخمی کیا گلگلون پوش نے کہا تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یا تیرے قتل سے منھ
موڑونگا یہ کہکے دونون جوان لڑنے لگے تلوار جھناٹے کے ساتھ چل رہی ہے نہ دم

اسپر غالب آسکتا ہی نہ یہ اُسپر فتح پاتا ہی قضاسے کار کیوس نبیرہ دارہ و دیوٹ سردار خوار
کہ اِس صحرا کے حاکم ہین برائے شکار نکلے تھے اِنھون نے دیکھا کہ نبیرۂ حمزہ آپس مین لڑ رہے
ہین دونون بھائی آپڑے فوج کو اِشارہ کیا کہ اِن سب کو مار لو گلگون پوش نے طرف
زمرد پوش کے دیکھا کہا بھائی ہماری تمھاری لڑائی تو عمر بھر فتح نہ ہوگی دشمن سے جنگ
کرو دونون نقابدار کیوس و دیوٹ کی فوج پر گرے ہنگامہ ڈالدیا ایک سوار نے
بڑھکر قاسم کو نیزہ مارا قاسم نے اُس سوار کا نیزہ توڑکے اُسکو گھوڑے سے اُتار لیا
اور جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان سے کہا اے عم نامدار اب
دشمن سے لڑیے بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار امار کر اُسی مرکب پر سوار
ہوے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ دررو زکین ۔ توانم گشتم آسمان بر زمین
زتیغم لبے ملک اسلام شد ۔ کہ سر فتنۂ باختر نام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن ۔ بدیع الزمان گرد لشکر شکن

قاسم نے جو نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سُنی فوراً بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ۔ زنم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین ۔ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری ۔ دیگر ۔ شہ سوار لال پوش خاوری

مگر کیوس نے دیوٹ کو اِشارہ کیا کہ تو پشت پر جا مین سامنے سے ٹوکتا ہون یہ سنکر
دیوٹ پشت پر آیا کیوس نے سامنے سے آکر ٹوکا یہ شیر بیشۂ رستم محترم و محتشم فوراً
جا پڑے کیوس سے تلوار چلنے لگی پشت سے آکر دیوٹ نے قاسم کو زخمی کیا لیکن
بدیع الزمان نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم کشتہ ہوتا ہی کیوس پر آپڑے للکارا کہ او
نامرد بہادر کے ساتھ مکر کرتا ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند دست
زبردست شاہزادۂ والا قدر تڑپ کے تیغہ گر اسپر کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی
قاسم نے کمر گاہ پر ہاتھ مار دیا اور آواز دی کہ وہ مارا بدیع الزمان کو دیوٹ نے

پشت سے آکر زخمی کیا قاسم نے للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے تو آنکھ چار کر لپک کر
ہاتھ بارک کا مارا بدیع الزمان بھی زخمدار قاسم بھی زخم سے بیقرار مگر دیوث پر ہاتھ پڑا
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی تھی کہ بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مار دیا کہ دیوث کے دو ٹکڑے
ہوئے قاسم نے کہا او کشتی گیر مردہ کشتی نہین چھوڑتے بدیع الزمان نے کہا یہ تمھارا
کام ہی قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کا سر چوپارہ ہوگیا زخم کھا کر بدیع الزمان
نے بھی ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر چوپارہ ہوگیا فوج کفار بے سردار ہوئی مگر قاسم نے
دیکھا کہ سر سے خون بہت بہا ایسا نہ ہو کہ غش کھا کر گھوڑے سے گرون دونون ہاتھ گردن
مین مرکب کی ڈالدیے مرکب عربی قاسم کو لے نکلا ایک طرف گھوڑا بدیع الزمان کو
لے گیا اور ایک طرف قاسم کو لے نکلا نقابدارون نے جو دیکھا کہ بدیع و قاسم لڑتے
لڑتے نکل گئے فوج کیوس اور دیوث کو شکست دی اور یہ بھی دونون جوان زخمدار
تھے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گلگون پوش الگ گیا زرد پوش ایک طرف
چلا گیا اول حال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم کو گھوڑا لیے ہوئے ایک دشت ویران
مین پہونچا یہ گھوڑے سے گرے مرکب دیر تک پاس کھڑا رہا جب دیکھا کہ سوار نہین
اُٹھتا تو ناچار ہو کر ایک طرف چرا مین مصروف ہوا قضائے کار ملکہ نسرین الماس پوش
اِس صحرا کی مالک ہی کنیزون نے خبر دی کہ آج اِس صحرا مین ایک جوان زخمدار بیقرار و
بیہوش پڑا ہی مگر آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری
ایسا حسین ہی کہ تمام صحرا نور جمال سے منور ہو رہا ہی نسرین الماس پوش اُٹھی باغ سے
نکلکر دیکھا کہ مرکب ایک طرف چرا کر رہا ہی اور زیر نخل ایک آفتاب چمک رہا ہی غرض
نسرین نے آکر قریب سے قاسم کو دیکھا مائل ہوئی اُٹھوا کر اپنے باغ مین لائی لاکر
زخمدوزی کی بیٹھکر تلوے سہلانے لگی آرام جو پہونچا قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا کہ
ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سرہانے بیٹھی ہوئی
ہی شعلۂ جمال ملکہ نے قاسم کے قلب و جگر کو جلا دیا اُٹھ بیٹھے فرمایا او مہ جبین تو نے
مجھکو کیونکر پایا ملکہ نسرین الماس پوش نے مسکرا کر اِن اشعار مین جواب دیا نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین دلبر مرے کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علایق نہ ہوا
سرو سا مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تونے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اِک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کی کہان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب نہ ترے تیر نظر
صورت تودہ مشبک دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار نلک تھے سب یار
پر لحد مین مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اور رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہو نہ صیاد رہا

قاسم نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون اٹھکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کہا کیون ملکۂ عالم یہ نوبت نقارہ کون بجا رہا ہو ملکہ نے کہا ای شہریار اِس صحرا مین ایک مٹھ ہو اُس مین تصویر پتھر کی ہو بعد مہینہ بھر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور پوجا پاٹ ملکر کرتے ہین سب طرف سے لوگ آتے ہین اب سب جمع ہونگے بعد دو دن کے میلہ ہوگا قاسم نے کہا ہم بھی میلہ دیکھنے جاوینگے نسرین نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین قاسم نے کہا ہم ضرور جاوینگے ہرچند ملکہ نے منع کیا مگر قاسم نے نہ مانا پلا رک ٹیک کر اُٹھے گھوڑے پر سوار ہوکر باغ سے نکلے مگر نسرین الماس پوش جانے پر قاسم کے بہت بیقرار ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی سحر مین طاق یگانۂ آفاق ہو طلسم نوخیز کی خراج گزار ہو مگر یہ صحراے ویران مشہور ہو پتھر کا پتلہ اکثر باتین کرتا ہو اور حکم لگاتا ہو قاسم نے دیکھا گرد گنبد کے میلہ جمع ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہو ایک تصویر سنگی بیچ مین بیٹھی ہو آنکھین چمک رہی ہین گرد میلہ جمع ہو ایک طرف دوکاندار شیرینی فروش دوسری جانب صرافہ تیسری سمت بزازہ چوتھی جانب جوہری بازار جواہر بیش قیمت کا انبار لگا ہوا ہو ہر سمت دلالون کی بول چال ایک طرف گلفروش لیے ہین آوازین دے رہے ہین کہ پلنگ توڑ بیلا ہو کون ایسا البیلا ہو کہ ہار لیکر پہنے

غنچۂ دل شگفتہ کیے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا سیر دیکھتے ہوے سامنے پہونچے اُس تصویر سنگی نے آواز دی ای بندگان سن یہ جوان سرخ پوش یزدان پرست ہی اِسکو فوراً مار لو مشکین باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم سزا دینگے تمام میلے والے قاسم پر ٹوٹ پڑے قاسم بھی لڑنے لگے جب کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور قاسم لڑتے ہوے طرف گنبد کے چلے تو تصویر سنگی نے جماہی لی ایک دُھوان منھ سے نکلا اِسقدر دُھوان بلند ہوا کہ قاسم اُس مین چھپ گئے اور تصویر سنگی اپنے مقام سے اُٹھی قاسم کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑی ملکہ نسرین الماس پوش کہ آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی پیچھے پیچھے چلی اُسی صحرا مین ایک باغ تھا درخت اُجاڑ ویران تصویر سنگی وہان آکر اُتری قاسم کو سامنے بٹھا لیا نسرین نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام ظاہر ہوئی قاسم سے سوال وصل کرنے لگی قاسم نے جواب سخت دیا کہ او ملعونہ کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر اُس جادوگرنی نے آواز دی کہ ارے حاضر ہو چند کنیزین آکر سوجود ہوئین اِشارہ کیا کہ قاسم کو باندھو نخل سے باندھکر کنیزین ہٹین ساحرہ اُٹھی چاہا کوڑا قاسم کو مارے ون نسرین نے جو آسمان سے دیکھا قلب تھرا گیا جی مین کہتی ہی مقام افسوس ہی کہ اِس شہریار پر کوڑا پڑے مگر ای نسرین نہین معلوم یہ ساحرہ کون ہی کہ اِس صحرا مین خدائی کرتی تھی کیا کرون یہ سوچکر تاب نہ آئی آسمان سے نعرہ کیا کہ او بیحیا تو جو سوال وصل کرتی ہی بھلا یہ جوان تیرے لایق ہی آفتاب عالمتاب حسینون مین لاجواب اُسپر تو عاشق ہوئی ہی اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہی کہ کنیزون مین بھی اِنکے شامل نہ ہو اُس ساحرہ نے جو ملکہ نسرین کو دیکھا منھ کھولکر جماہی لی کہ دُھوان منھ سے نکلنے لگا نسرین جو بلند ہوئی آسمان سے آکر پانی برسایا تب وہ دُھوان رُکا روشنی ہوئی نسرین نے چاہا کہ بھاگون مگر اُس جادوگرنی نے ایک مقراض جھولی سے نکالی نسرین پر کھینچ ماری نسرین نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکی مقراض آکر شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا ملکہ نسرین نے اُس مقراض کو شانے سے نکالا خون اپنا لگا کر اُسی ساحرہ پر

کھینچ ماری اُس جادوگرنی نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر کب بچ سکتی ہی آکر سینے پہ پڑی کہ توڑ کر
پشت کو پار گذر رہی مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ جلنے لگا طائر اُڑتے ہین اور آوازہ دیگر
غائب ہو جاتے ہین بعض اپنے کو آگ مین گراتے ہین بعد تھوڑی دیر کے آوازہ آئی
کشتی مرا نام مس سنگین جادو بود مارکر سنگین کو قاسم کو ساتھ لیا نسرین نے کہا
اے شہریار آپ کے نام کے سب دشمن ہین ایسا نہ ہو آپ کسی مقام پر گرفتار ہو جاوین
تو باعث خرابی ہی ہین آپ کو طلسم نوخیز مین پہونچاؤنگی وہان جاکر شمشیر زنی کیجیے قاسم
باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی واہمہ جادو مع چالیس ہزار ساحر نمودار
پیدا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ اے نسرین الماس پوش یہ جوان کون ہی مجھکو خداوند
نے حکم دیا ہی کہ جو مسلمان جس مقام پر ملے اُسکو فوراً پکڑ لاؤ مین اِسکو جانے نہ دونگا
یہ کہکر ساحرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو پکڑ لو تمام جادوگر بلوہ کرکے طرف قاسم کے چلے
نسرین نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اور گلے مین قاسم کے پہنا دیا کہا
اِن ساحران عام کا تو سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا قاسم نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری ✠ شہ سوار لال پوش خاوری ✠ جس ساحر کو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی سو ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور واہمہ نے
دیکھا کہ قاسم پہ سحر تاثیر نہین کرتا خاک قبر جمشید جھولی سے نکالی لڑتا ہوا قریب ملکہ
نسرین کے پہونچا خاک اُڑا دی نسرین بیہوش ہو کر گری اب جو قاسم پر سحر کیا تو
قاسم چلنے سے رُکے واہمہ نے چاہا جا کر گرفتار کرلون قاسم نے دونون ہاتھ
طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہاتھ
سے اِس ساحر کے بچا لے قاسم نے جو بلک کر دعا کی نقابدار زرین پوش صحرا مین
شکار کھیل رہا تھا عیار نے عرض کی کہ حضور قاسم نوجوان ایک ساحر کے ہاتھ سے
قتل ہوا چاہتے ہین نقابدار نے گھوڑا بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او بیحیا خبردار یہ
وہ جوان ہین کہ کسی معرکے مین نہین رُکے تو چاہتا ہی سحر سے اِنکو قتل کرے تیری تو کیا
مجال ہی منم نقابدار زرین پوش یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا

کر واہمہ کی پیشانی پر پڑا نوڑ گر گدی کو پار گذر رہا مرنا واہمہ کا کہ نسرین کو ہوش آیا نقابدار کا
طرف صحرا کے چلا گیا قاسم نے رہائی پائی لیکن لاشئہ واہمہ پڑا ہی ساحرون کا بلوہ ہر کہ
قاسم کو گرفتار کر لین اور قاسم بشوکت تمام مصروف جنگ ہین تھوڑے عرصے مین
کل فوج کو شکست دی ملکہ نے بھی سحر کیا دیوانہ وار وحشی مثال ہمراہیان واہمہ لاشئہ
واہمہ لیکر بھاگے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب میدان پاک ہو گیا کہ کوئی سامنے
نہ رہا تو نسرین الماس پوش نے کہا اے شہریار چلیے آپ کے نہ ہونے سے باغ ویران
پڑا ہوگا یہ سُنکر قاسم ملکہ کے ساتھ ہوے کہ سامنے سے دیکھا ایک آہو صحرائی کر چھالین
بھرتا ہوا آتا ہی قاسم نے جو اُس آہو کو دیکھا کہ نہایت تیار ہی قاسم نے اُسکا پیچھا کیا
ملکہ نے چاہا سحر کرون کہ آہو رُک جائے قاسم نے منع کیا کہ ملکہ جانور پر سحر نہ کرو مین اِسکو
گھیر لونگا یہ کہکر مرکب بڑھایا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے قاسم ملکہ ایک نخل کے سایے مین
ٹھہر گئین قاسم نے تین چار کوس پر آکر اُس آہو کو صید کیا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب
لگانے لگے کہ پہلوے صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے کہا مین آگ وغیرہ روشن کر دون
قاسم تو عاجز ہو رہے تھے راضی ہو گئے اُس فقیر نے آگ وغیرہ درست کر کے کباب
لگائے نمک اپنے پاس سے ملایا قاسم نے جو کباب کھائے سر گردش کرنے لگا کہا اے
شاہ صاحب اِن کبابون مین کیا تھا کہ سر پھرنے لگا فقیر نے پکار کر کہا باش اوپسر حمزہ
مین تو تمھاری تلاش مین تھا منم کیمیا سے تیز رفتار عیار سیماب ابلق سوار اِسی
فکر مین نکلا تھا عنایت خداوند سامری کہ زیادہ تکلیف نہ پڑی اِسی مقام پر تمکو پا گیا
سیماب بڑا کاہن زبردست ہی اُسنے کہا تھا کہ دس کوس سے زیادہ نہ جانا پڑیگا کہ نقش
مدعا ملجائیگا قاسم جھلا کر اُٹھے گر کر بیہوش ہوے کیمیا نے قاسم کا پشتارہ باندھا اور
لیکر چلا گھوڑا وہین چھوڑا بھاگا ہوا جاتا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے پکار کر آواز دی کہ او عیار مکار پشتارے مین تو
کسکو لیے جاتا ہی عیار نے چاہا نکلجاؤن مگر نقابدار گھوڑا بڑھا کر آیا عیار کے سینے پر
نیزہ رکھدیا جان کے خوف سے اِسنے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا چادر ہٹتے ہی ایک

بجلی چمک گئی کہا او عیار پشتارہ دھر کھڑے اپنی جان کو غنیمت جان طرف صحرا کے چلا جا
عیار نے ناچار ہوکر پشتارہ دھر کھدیا انقابدار نے قاسم کو اُٹھا کر پشت مرکب پر رکھ لیا
اور لیکر اپنے باغ مین آیا قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے قریب ایک
معشوقہ آئینہ رخسار کو پایا پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی اور وہ عیار کہان گیا کہ مجھکو گرفتار
کرکے لے گیا تھا ملکہ نے کہا وہ عیار بھاگ گیا مین نے تمہین چھین لیا پھر پوچھا کہ تمھارا
نام نامی کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا مجھکو مرآت آئینہ سیما کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ
ہوشیدا سے جادو باپ میرا ساحر زبردست ملازم جمشید ثانی اُسی قلعے مین رہتا ہی نامہ
جمشید کا آیا تھا کہ لشکر کشی کرکے برسر سعد شہریار جاؤ اور اُنھین روکو غرضکہ باپ میرا
سامان لشکر کشی کر رہا ہی آجکے آٹھوین روز ہم سب جاوینگے تم بھی ملازم ہوکے چلنا
یقین ہی بادشاہ سے مقابلہ کرنا پڑے قاسم نے کہا مین ضرور بادشاہ سے مقابلہ کرونگا
مرآت نے کہا تم کون ہو قاسم نے کہا فضل تیغ زن میرا نام ہی مین اسی واسطے صحرا
مین پھر رہا تھا کہ اگر بادشاہ ملین تو اُنکو روکون تم اپنے باپ سے تقریب کرو کہ مجھکو بھی
ہمراہ لے چلین مین اُنھین زیر کرلونگا مرآت نے جاکر اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ایک
پہلوان آیا ہی فنون سپاہ گری مین طاق حسن و جرأت مین شہرۂ آفاق اور یہ مشہور ہی
کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ جوان بجرأت لڑیگا باپ نے اِسکے قبول کیا کہا لشکر تیار
ہو رہا ہی مین لشکر لیکر آؤنگا تم بھی اُسکو ساتھ لیکر چلنا مقابلہ کرائین گے حقیقت مین
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اِسکو اُنسے لڑوائین گے ملکہ نے آکر قاسم سے کہا قاسم نے
بھی قبول کیا چوتھے دن لشکر لیکر شیدا سے جادو سات ہزار سوار سے آکر ٹھہرا ملکہ
قاسم کو گھوڑے پر سوار کرکے باہر لائین شیدا سے جادو نے جو دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال جری و بہادر مرکب پر سوار بہ شوکت تمام آیا بیٹی سے اشارہ کیا کہ ابھی
سحر کردو کہ بروقت مقابلہ تامل نہ کرے اور بادشاہ پر جا پڑے مرآت نے قاسم کو
آئینہ دکھا دیا اور نقاب سرخ چہرے پر ڈالدی اور ساتھ لیکر چلے تیسرے دن مقابلہ
بادشاہ مین پہونچے سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش تھے کہ شیدا سے جادو مقابلہ

مین پہونچا بادشاہ نے جو خبر سنی کہ شیدا سے جادو مقابلے مین آیا ہوا اور ایک نقابدار ساتھ ہو فیروزہ سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون ہو فیروزہ بن عمرو صورت بدل کر لشکر مین آیا ایک کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مرآنت مین آیا دیکھا قاسم مسند پر بیٹھے ہین معشوق سے باتین کر رہے ہین فیروزہ حیران ہوا ایک گوشے مین چھپا جب یہ دونون سو گئے تو فیروزہ نے قاسم کو بیہوش کیا چاہا لیکر نکل جاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھل گئی للکارا کہ ارے تو کون ہو فیروزہ جست کرکے بھاگا مرآنت نے قاسم کو ہوشیار کیا کہا اے شہریار ایک عیار آپکے لینے کو آیا تھا مین نے بچایا قاسم نے کہا وہی عیار ہوگا یہان بھی آگیا ہوگا ملکہ خاموش ہو رہین قاسم صبح کو اٹھکر دربار شیدا مین آئے شیدا نے پوچھا کہ شب کو کیا معرکہ گذرا قاسم نے ذکر کیا کہ ایک عیار آیا تھا مجھکو لیے جاتا تھا مگر ملکہ نے اُسے بھگا دیا یہ سُنکے شیدا نے آئینہ اٹھایا قاسم سے کہا اس مین دیکھیے جو آپ کے چرانے کو آیا ہوگا معلوم ہو جائیگا قاسم نے جو آئینہ دیکھا معلوم ہوا کہ فیروزہ آیا تھا شیدا سے بیان کیا کہ ایک عیار بادشاہ جمجاہ میرے چُرانے کو آیا مگر ملکہ نے بچا لیا اور آئینہ دیکھنے سے غصہ آیا فرمایا بڑے تعجب کا مقام ہو سعد نے یہ کیا حرکت کی شاید جنگ سے عاجز ہین شیدا نے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قاسم نے مرکب نکالا اور آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اشجار تاجدار فرزند اشارہ تاجدار کو اشارہ کیا اشجار مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے نیزہ نکالا جب نوبت تلوار کی پہونچی تو قاسم نے اشجار کو زخمی کیا بعد اشجار کے عیوق نکلا وہ بھی ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوا کئی سردار نکلے شام تک ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوے قاسم نے پھر دن رہے مرکب پھیرا اور بہیبت تمام پکار کر آواز دی کہ اے سعد تم مقابلے مین نہ آئے کہ جرأت کا مزہ ملتا سعد طبل بازگشت بجوا کر پلٹے مگر فیروزہ سے کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ طرز جنگ قاسم تھا کہ جو گیا وہ زخمی ہوا انشاء اللہ مین کل مقابلہ کرونگا اور اگر بن پڑیگا تو

لوح محفوظ بھی چھپکاؤنگا کہ شاید دام سحر مین ہو تو ہوش مین آجائے ہر چند کہ آتش خو اور
شعلہ مزاج ہو مگر میرا پاس ضرور کریگا بادشاہ آکر بیٹھے ہین کہ پھر صداے طبل جنگی لشکر شدید
سے آئی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر فیروزہ بن عمرو ایک گوئیے کی شکل بنکر لشکر مین آیا ایک
مقام پر بیٹھکر گانے لگا مرآت اُدھر سے آتی تھی اُسنے جو گانا سُنا فیروزہ کا کنیزون سے
اشارہ کیا کہ اس گانے والے کو لیتی آؤ یقین ہو ہمارا پہلوان گانا اسکا سُنکر بہت خوش
ہوگا کنیزون نے آکر فیروزہ سے کہا کہ میان گانے والے چلو تمکو ہماری مالک نے
بلایا ہو فیروزہ ساتھ ہوا جب باغ مین آیا دیکھا قاسم بدون نقاب بارگاہ مرآت
مین بیٹھے ہین ایک طرف مرآت خوشی مین بیٹھی ہو فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین یہ غلام بہت سے کمال جانتا ہو اول یہ کہ گانا سُنیے کبھی ایسا گانا نہ سُنا
ہوگا مرآت نے کہا گانا تمھارا ہمنے سُنا حقیقت مین خوب گاتے ہو اور کمال ظاہر کرو
فیروزہ نے کہا مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر اُٹھا شراب کو خراب کیا
پاؤن مین گھنگرو باندھ کر گت ناچا شراب کو سر پر رکھکر اول سامنے مرآت کے آیا
مرآت نے جام پیا دوسرا جام فیروزہ نے قاسم کو دیا قاسم بھی پی گئے ساری محفل کو
فیروزہ نے شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے سب کو بیہوش کرکے
قاسم کا پشتارہ باندھا فیروزہ لے نکلا جب کنارے پر آیا تو سوچا کہ ایسا نہ ہو سامنے
سے جاؤن گرفتار ہو جاؤن طرف صحرا کے چلا مگر پھرتا پھرتا ایسا بھٹکا کہ ساری
رات جنگل مین گذری صبح کو قریب ایک جھیل کے پہونچا پانی پیکر ٹہلنے لگا کہ نہر مین
سے ایک مچھلی تڑپ کر نکلی فیروزہ اُسکی ماہیت سے آگاہ نہ ہوا وہ مچھلی تڑپ کے
قاسم پر گری پشتارہ اُٹھا کر لیگئی فیروزہ حیران ہوا کہ یہ کیا عجائب و غرائب تھا لیکن
خوف ہوا کہ یہان سے بھاگو یہان کی مچھلیان دشمن ہین ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس
جاؤن مگر اے فیروزہ سمجھا جائیگا یقین ہو کہ یہ تمام صحرا سحر بنا ہو آخر یہ بھی تو ثابت ہو
کہ حاکم کون ہو کسکی عملداری ہو ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب اچھی طرح صبح ہوئی
اور آفتاب عالمتاب بلند ہو چکا تو جھیل مین تہلکہ پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا بعد تھوڑے

عرصے کے پانی تو خشک ہوگیا دیکھا ایک شاہزادی رشک قمر سیمبر چست و چالاک بیباک
بندری سیندور کی پیشانی پر دی ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ سحر مین طاق ہو پشت پر کئی سی
نازنینان مہ جبین اسی طرف آتی ہو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا تھا کنیزون نے اسپر فرش
بچھایا شاہانہ استادہ کیا وہ نازنین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو لاؤ فیروزہ
نے دیکھا قاسم مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے آگئے ماہیان جادو نے
پکار کر آواز دی کہ کیون اے قاسم ہمارا کہنا نہ مانیگا قاسم نے کہا جبتک اطاعت اسلام
نہ کریگی مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کہا اے جوان اقرار کرتی ہون کہ اطاعت کرونگی
جو حکم دیگا وہ بجالاؤنگی مگر دیکھیے تمھارے چاہنے والے تمھاری تلاش کرینگے ہم تو ہرگز
نہ جانے دینگے آیندہ جیسا کچھ ہو یہ سنکر قاسم بہت جھلاّئے فرمایا چاہنے والا کسکو بتاتی
ہو اُس نازنین نے سر جھکا لیا اور چپکے سے کہا جنکے آپ سحر مین مبہوت تھے قاسم نے کہا
مجھے خیال نہین ماہیان جادو نے کہا بی مرآت جادو یہ کہکر مرآت کا سحر اُتار دیا مگر
حقیقت مین صبح کو جب مرآت نے پہلو خالی پایا کنیزون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان گیا کنیزون
نے کہا واری باغ مین تو نہین ہو اور نہ وہ گویا معلوم ہوتا ہو مرآت جادو جھلّاکے اُٹھی
فرمایا بیشک وہ گویا کوئی عیار تھا اب مین فکر مین جاتی ہون یہ کہکر آئینۂ مرآت طلب
کیا اُسکو دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور اُٹھی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ بی ماہیان کی شامت
آئی ہو میرے معشوق کو بٹھایا ہو دیکھو کیسی سزا سے معقول دیتی ہون یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہوئی طاؤس لیکر بلند ہوا اُس مقام پر پہونچی کہ جہان پر ماہیان نے بارگاہ
استادہ کرائی ہو دور سے اسنے دیکھا کہ ماہیان قاسم کو پہلو مین لیے بیٹھی ہو جل گئی
کہتی تھی اسکو کچھ میرا خوف نہ آیا اور پہلو مین بٹھا لیا آسمان پر آکر مرآت جھکی پکار کر
آواز دی کہ او ماہیان صحرائی تو نے بڑی خطا کی لیکن معاف کرتی ہون کہ اس معشوق
کو حوالے کر دے ورنہ مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر ماہیان اُٹھی اور گولہ مارا مرآت نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے جانبین سے سحر چل رہے ہین ماہیان پکارتی ہو کر
اری مرآت کیون شامتین آئی ہین ایک سحر مین مٹادونگی یہ کہکر تڑپی اور ایک کارد

نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری مرآت نے جو دیکھا کہ کارد مثل بجلی کے چمکتی ہوئی آتی
ہو فوراً نشتر پیشانی پر مارا خون لیکر چھری پر پھینکا خون جو کارد پر پڑا کارد الٹی پلٹی
ماہیان نے بہت بہت روکا لیکن چھری آکر پڑی سینے کو توڑکر پار گذری ماہیان جادو
جھومکر گری باغ جلنے لگا ہر نخل سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کشتی مرا نام من ماہیان جادو بود ماہیان کو مارکر مرآت اُتری قاسم سے کہا اے
شہریار مین نہ عرض کرتی تھی کہ ساحر آپ کے جویا ہین قاسم نے جواب دیا صاحب سنو مین
اِسواسطے آیا ہون کہ بادشاہ کی مدد کرون لیکن موقع نہین آتا ہین یہ چاہتا ہون کہ اپنی
جان دون یا اپنے کو مطلب پر پہونچاؤن یہ نہین ممکن ہو کہ کوشش ہماری خالی جائے
لہذا ہم ایک مقام پر نہ بیٹھین گے مرآت نے جو یہ گفتگو قاسم کی سُنی وہی آئینہ مرآت
سامنے کردیا پھر وہی کیفیت قاسم کی ہوگئی مرآت قاسم کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ
کے چلی جیسے ہی اُس باغ سے چلی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اور ایک عیار نہایت تیز وطرار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے آتا ہو عیار نے جیسے ہی قاسم اور مرآت کو دیکھا کہا اے پہلوان دوران
اِسی جوان کو مین لاتا تھا راہ مین اِس نازنین نے بصورت نقابدار چھین لیا سیماب
نے کہا مین ابھی گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فوج کو اِشارہ کیا تمام فوج لینا لینا کہکے
طرف قاسم کے چلی مرآت نے کہا او شہریار ایک سحر کرکے اِنکو پلٹادون قاسم نے کہا
برائے خدا سحر نہ کرنا ورنہ میرے واسطے بدنامی ہو یہ کہکر جا پڑا پلارک کھینچکر لڑنے لگا
مگر بارہ ہزار کا بلوہ ہو ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہو مگر قاسم رستمانہ لڑ رہے ہین
قضائے کار فیروزہ بن عمرو واسطے بالادوی کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ قاسم
بیچ مین گھرے ہین بارہ ہزار جوان چاہتے ہین قتل کرلین مگر قاسم اپنے کو بچا رہے
ہین فیروزہ حال قاسم دیکھکر بیقرار ہوگیا بہ تعجیل پلٹا آکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ
فوراً اسوار ہوے مگر جادوگرنیون کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے غیر ساحر سردار
سب مع عیوق وغیرہ چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ قاسم مجمع مین گھرے ہین بادشاہ نے

آتے ہی نعرہ کیا لکگا قاسم نے جو بادشاہ کو دیکھا اور مرآت سامنے کھڑی ہی للکار کر آواز دی کہ اے سعد بن قتباد تمکو بڑا غرور رہی یہ کہکے طرف بادشاہ کے چلے فیروزہ نے دیکھا اگر بادشاہ سے مقابلہ ہوا تو باعث خرابی ہوگا ایسا نہو کہ دو مین سے ایک مارا جائے صحرا مین اگر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک زن حسین کی شکل بنکر یہ اشعار گاتا ہوا طرف مرآت کے چلا نظم

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا
پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا
کیون مرتبہ بلند نہو انکسار کا
جھکنا ہی فیض ہی شجر باردار کا
کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا
بادفنا مین گردش دوران سے ہم رہے
اٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا
زاہد جو اہل دل ہی تو اتنا تو رکھو خیال
بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا
چلتا ہون دشت نجد مین گھبرا نہ اے جنون
ہی انتظار آمد فصل بہار کا
سیماب اضطراب مین بے مثل کیون نہو
پیرو ہی میری خاک دل بیقرار کا
کیون روکتے ہو ہمکو سفر عدم کی ہین
کھلنا محال ہی کمر استوار کا
برسون تمھارا باغ مین دیکھا ہی راستہ
نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا
عشاق تاکے جاتے ہین نخچیر کی طرح
چلتے ہین تیر شوق ہوا ہو شکار کا
گلزار کے گلو نکو سمجھتا ہون داغ غم
عاشق ہوا ہون کس رخ رشک بہار کا
پژمردگی شکستہ دلون کو ہوئی نصیب
بگڑا ہی رنگ کیا چمن روزگار کا
دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہی ہنر
یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

مرآت نے جو زن حسین کو دیکھا پکار کر آواز دی اے نازنین ذرا ادھر آ بقول شاعر فرد
کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہی مجھے دیکھکے صورت تیری +
فیروزہ قریب آیا وہان لڑائی کو طول ہو گیا کہ قاسم فوج بادشاہ کو قتل کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر بادشاہ تک پہونچون اور بادشاہ کو قتل کرون لیکن بادشاہ فوج سیماب کو قتل کر رہے ہین مگر فیروزہ پکارنے پر ملکہ کے قریب آیا کہا ام پرسان

حال بیقراران واے مرہم ریش سینہ فگاران میرا حال نہ پوچھیے ایک کمند زلف مین
میرا دل الجھ گیا ہی وہ صدمے اٹھائے کہ آخر دیوانہ وار نکل پڑی اِس صحرا کا سامنا ہوا
مگر مجنون کو بہت ڈھونڈھا کسی جگہ ملاقات نہ ہوئی کہ اُنسے حال پوچھتی کہ عاشق کیا کھاتے
ہین اور کیا پیتے ہین اور کیونکر جیتے ہین کئی مرتبہ قریب کوہ پہونچی فرہاد کو بھی پکارا مگر کوئی
آواز شیرین نہ سنی کہ اُنسے ہدایت لیتی آج تمنے حال پوچھا ہی ورنہ کون پوچھتا ہی کہ کس
حال مین ہو اور کس ملال مین گذرتی ہی مرآت نے ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ وہ ظالم
کون ہی جسنے متاع صبر لوٹی فیروزہ نے بغل سے ایک تصویر نکالی کہ وہ تصویر بادشاہ
کی تھی کہا اے ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایئے فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ ہیپے راہ بسم اللہ
اگر تاب نظر ہست کسے را ملکہ مرآت تصویر ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگی چاہتی ہی کہ کہے کہ یہ
تصویر تو بادشاہ کی ہی کہ فیروزہ نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا قاسم لڑتے
بھڑتے قریب بادشاہ کے پہونچے تھے بادشاہ فرماتے تھے کہ اے قاسم ہوش مین آؤ
جھک سیپا لو مگر قاسم نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا اٹھایا تھا کہ مرآت مری تلوار
ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہوکے گرے کفار نے چاہا قاسم کو مارلین مگر بادشاہ گھوڑے
پرسے کود پڑے گرد قاسم پھرنے لگے فرماتے تھے او بے حیاؤ یہ وہ صف شکن
اور تیغ زن ہی کہ جسنے ملک سنجان مین گنجاب ایسے بادشاہ کے لشکر پر شبخون مارکے
ہوش اُسکے اُڑادیے یہ اِسی عورت کے سحر مین تھا ہماری جان و ایمان ہی بیہوش پر
بلوہ کرتے ہو کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے قریب جو بادشاہ کو پایا ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج
ہی حیا ہوئی کے سر کا تاج ہی مگر منتین کرنے لگا کہ اے شہریار آپ نے مجھکو بچا لیا یہ کہکر گھوڑے
پر سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا ابھی کہ تم اب نہ لڑو مین ابھی اِس لشکر کو شکست دیتا ہون
مگر قاسم کو غیرت آئی مرکب پر سوار ہو کے لڑنے لگے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ زآب دم تیغ شستم زمین آفتاب مشرق و یمنا پہ دری ہے	دیگر	ز زخم تیغ برابر و نیزہ و بہ ماہ ہمہ باختر شاہ بہ زیر نگین شہ سوار لال پوشش خاوری	

لڑتا بھڑتا قریب سیماب کے پہونچا آواز دی کہ او بے حیا اب تو مجھسے مقابلہ کر سیماب نے
ہاتھ مارا قاسم نے سپر پر روکا اور ہاتھ مارا برق بلا رک جو تڑپ کر گری خرمن حیات دشمن
کو جلا دیا سیماب کے دو ٹکڑے ہوئے بادشاہ نے فوج کو شکست دی پکارے کہ اے
قاسم میرے پاس آو حقیقت مین کیس گبر کو مارا خوب للکارا اگر قاسم کو یہ شرم ہی
کہ بادشاہ فرماوینگے کہ میرے لشکر سے جنگ کی گھوڑے کو بڑھا کر ایک جانب نکل گئے
بادشاہ پکارنے لگے کہ اے فرزند کہان جاتے ہو مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا طرف
صحرائے ویران کے نکلگیا مگر بادشاہ لڑائی کو فتح کرکے پلٹے لشکر مین آئے شبدیز کو خبر
ہوئی کہ مرآت قتل ہو گئی قاسم کو ہوش آیا طرف صحرا کے نکل گیا مگر کہتا ہی کہ کل بادشاہ کو
سر میدان زیر کرونگا ہر چند کہ مرآت کے سحر نے عجب تاثیر کی تھی وہ آئینہ دکھایا کہ قاسم
حیران ہو گیا قتل پر سب کے آمادہ تھا مگر عیار نے کمال کیا اول کا ذکر یہ ہی کہ قاسم
و بدیع تو پردۂ قاف مین تھے اِنکے دونون عیار امیّہ وسیارہ بیقرار جنگل مین پھر رہے
ہین کہ اُسطرف دیو تندک کا گذر ہوا دونون عیارون کو دیکھکر اُتر آیا کہا اے فرزندان
خواجہ تمھارے آقا تو پردۂ قاف مین پہونچے تم بھی چلو گے دونون عیار منتین
کرنے لگے کہ اے دیو تندک ہمکو بھی پہونچا اپنے اپنے آقا کے ساتھ رہین ایسا نہ ہو
کہ ہمارے آقا کسی مصیبت مین پھنس جاوین دیو تندک نے دونون عیارون کو
اُٹھا لیا طرف پردۂ قاف کے چلا جب جبل اعلیٰ سے گذرا دیکھا کہ لشکر کو لیے ہوئے
کربیت بن قہقہہ آتا ہی اُسکی جو نگاہ پڑی کہ دیو تندک دو آدم زادون کو لیے ہوے
جاتا ہی ساتھ والون سے کہا اِسکو گرفتار کرلو چند دیو اُڑے برابر تندک کے آئے
تندک اُنسے لڑنے لگا ایک دیو نے چقماق چادر لگائی شانہ تندک کا زخمی ہوا دونون
عیار ہاتھ سے چھوٹے تندک تو لڑ بھڑ کر نکلگیا مگر یہ عیار ایک دریا مین آکر گرے
مالک بحر و بر نے جان بچائی شناوری کرکے دریا سے نکلے لباس وغیرہ خشک کیا
ایک طرف سیارہ چلا دوسری طرف اُمیّہ روانہ ہوا ایک صحرا مین آکر اُمیّہ نے
دیکھا بدیع الزمان گھوڑے سے گرے ہوئے زمین پر زخمی بیہوش پڑے ہوے ہین

اُمیّہ نے زخم دوزی کی شاہزادہ ہوشیار ہوا اگر زخم کاری نتھا فرماتے ہین ای اُمیّہ کسی گوشہ مین ٹھہر ہین بعد دو چار دن کے طبیعت راہ پر آئیگی اُمیّہ کہتا ہو یہان گوشہ کہان ہین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ طلسم نے انتظام کیا ہو کہ جہان مسلمانون کو پاؤ فوراً گرفتار کرلاؤ ایسا نہ ہو کسی ساحر کا سامنا ہو تو مشکل پڑے بدیع الزمان اسی سوچ مین چلے آتے ہین اُمیّہ سے سبب پوچھا کہ تم کیونکر آئے اُمیّہ نے تمام حال بیان کیا کہ دیو تندک ہمکو لایا مگر راہ مین لڑائی پڑی ہم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مین نے دیکھا کہ سیارہ بھی شناوری کررہا تھا مگر دریا سے نکلگیا خدا کرے وہ بھی قاسم سے ملجائے بدیع نے کہا قاسم کی جہالت کم نہین ہوئی آٹھ پہر ونگل رُستم کا ذکر رہتا ہو حیران ہون کہ کیونکر اُسکو مطمئن کرون لیکن بدیع الزمان کو خیال ہو کہ کیونکر اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک ساحر کاغذ ہاتھ مین لیے ہوئے اُسکو دیکھتا ہوا آتا ہی دور سے جو بدیع الزمان کو دیکھا پکار کر آواز دی میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُمیّہ بہ تعجیل ایک غار مین چھپ گیا مگر اُس ساحر نے قریب آکر سحر کیا کہ بدیع الزمان بہر رگ سے رُکے آکر ہاتھ پکڑ لیا دیکھکر آواز دی ای جوان تو نووارد معلوم ہوتا ہو مگر بادشاہ طلسم نے کئی سو ساحر تم لوگون کی گرفتاری کو روانہ کیے ہین اُن مین سے مین بھی ہون دشت جادو میرا نام ہو اپنا نام مفصل بتاؤ تو مین بادشاہ طلسم کے پاس تمکو لیچلون بدیع الزمان نے ہرچند کہا کہ مین مسلمان نہین ہون لیکن دشت جادو نے نہ مانا انگوٹھی بدیع کی لیکر نام پڑھ لیا کہا مجھکو معلوم ہو گیا کہ تو پسر حمزہ ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ہان بھائی اس جوان کو نہ چھوڑنا یہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران زمان ہو جنگ کیوس و دیوث سے زخمی ہو کر نکلا ہی مین کئی دن سے ڈھونڈھتا پھرتا ہون آج یہان پتہ ملا وہ ساحر قریب آیا دشت جادو سے کہا ای برادر ہم بھی اس سعادت مین شریک رہین انعام جو ملے ہم تم ملکر بانٹ لین دشت جادو راضی ہوا اُس ساحر نے کہا میرا اہمن جادو نام ہو اس جوان پر سحر کر دو یہ تو یہان کھڑا رہے ہم تم شراب پی کر اِسکو قتل کرینگے اور سر خدمت مین بادشاہ طلسم کی لیجاوینگے اسلیے کہ زندہ ان لوگون کا

لیجانا مشکل ہو انکے مددگار بہت ہین دشت نے کہا یہان شراب کہان ہو بہمن نے کہا بھائی جب مین
سیر کو نکلتا ہون تو ایک گلابی اپنے پاس رکھ لیتا ہون میرے پاس ایک گلابی موجود
ہو دونون بھائیون کو کافی ہوگی دشت جادو کے ہمراہ بہمن نقلی درۂ کوہ مین آیا
پاس سے گلابی نکالی دشت جادو نے دیکھا کہ مو ارغوانی گلابی مین خوب بھری ہوئی
ہو رنگ شراب دیکھکر تڑپ گیا کہا بھائی پہلے ہمین پلانا بہمن نقلی نے جام لبریز کیا
چاہا لبون سے لگا کر پیے کہ دشت نے ہاتھ تھام لیا کہا بھائی جو تمنے کہا ہو اسکو
پورا کرو پہلے ہمین دو باقی تم پینا بہمن نقلی نے وہ جام دشت جادو کو دیا دشت
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای برادر بڑا نشہ ہوا ہو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو بہمن نقلی نے
کہا ذرا اٹھکر ٹہلو یہ شراب بہت تند ہو دشت جادو واسطے ٹہلنے کے اٹھا بیہوشی
نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بہمن نقلی نے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو خنجر مار کر دشت جادو
کو قتل کیا مرنا دشت جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی بعد عرصے
کے آواز آئی کشتی مرا نام من دشت جادو بود یہ صحرا علداری خوش چشم جادو کا ہو
بر سر کوہ باغ ہو اس مین بیٹھی تھی کہ کان مین آواز آئی کسی نے دشت جادو کو مار ڈالا کہا
ارے یہ کیا ستم ہوا یہ کہکر اٹھی ٹہلتی ہوئی بر سر کوہ آئی جھک کر دیکھا ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال سامنے پہاڑ کے کھڑا ہو اب جو ہوش مین آیا تو طرف درے کے
چلا کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک عیار نکلا سر دشت جادو لیے ہوے خوش چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہاتھ ہلا دیا دو پنجے آسمان سے گرے ایک نے بدیع الزمان کو
اٹھایا دوسرے پنجے نے امیہ کو لیا خوش چشم آکر مسند پر بیٹھی کہ پنجے دونون کو لائے
بدیع الزمان کو پہلے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک ساحرہ
مسند پر بیٹھی ہو بدیع الزمان نے اٹھکر پوچھا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو خوش چشم
نے شرما کر کہا تمھین ہمارے نام سے کیا کام ہو ہم نام نہ بتائین گے پہلے اپنا نام ظاہر
کرو بدیع الزمان نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو فرزند صاحبقران سرفتنہ
ملک سنجان اتفاق سے یہان بھی آنا ہوا خوش چشم نے کہا ای شہریار طلسم مین ہنگامہ ہو

ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی یقین ہی بادشاہ طلسم سب کو سزا دے جسکو گرفتار کریگا
قتل ہی کر ڈالیگا مگر مین آپ کو چھپا رکھونگی ظلم سے بادشاہ طلسم کے بچا لونگی مگر ایسا نہو
کہ مجھپر بھی کوئی زوال آئے بدیع الزمان نے کہا پھر ہمکو کیون لائین ہم چلے جاوینگے
خوش چشم نے جانا بدیع الزمان کا، قبول نہ کیا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ
کلنگ جادو نامے اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ خوش چشم جادو ایک جوان
حسین کو پہلو مین لیے ہوے بیٹھی ہی جمال بدیع الزمان دیکھکر اُتر آئی کہا ای خوش چشم
یہ جوان کون ہی خوش چشم نے کہا یہ فرزند صاحبقران براے بربادی طلسم جمشید
آئے ہین کلنگ جادو نے کہا ای خوش چشم ہر چند کہ شاہ طلسم نے مجھکو حکم دیا ہی
کہ جو مسلمان جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ مگر مین اِس جوان کو چھپا رکھونگی خوش چشم نے کہا
ای کلنگ تم کیا چھپاؤگی مین تو وعدہ کر چکی ہون اِسطور سے چھپاؤن کہ کوئی آگاہ
نہو سکے کلنگ نے کہا مین تو لے جاؤنگی کہ بدیع الزمان نے اُمتیہ کو جگایا فرمایا ای
برادر اُٹھو اُمتیہ جو اُٹھا دیکھا کہ ایک خوش چشم جادو دوسری کلنگ جادو بدیع
پر خوب لڑ رہی ہین خوش چشم تو کہتی ہی مین نہ جانے دونگی اور کلنگ تکرار کر رہی ہی اُمتیہ
نے قریب کلنگ کے آکر کہا حضور آپ کیون تکرار کر رہی ہین دیکھیے بدیع الزمان
آپ کو کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین آپ پر مائل ہین خوش چشم سے نفرت ہی منھ طرف سے
اُسکے پھیر لیا ہی کلنگ نے کہا تمھارا کیا مرتبہ ہی اُمتیہ نے کہا مین اسکا رفیق ہون جو
کہونگا وہ کریگا کلنگ سے اِسطرح کے اِشارے کیے کہ کلنگ سمجھ گئی کہ وہ جوان
مجھپر عاشق ہی اُمتیہ نے بہ تعجیل جام بھرا اور کلنگ کے سامنے پیش کیا کلنگ بخوف
پی گئی پیتے ہی تھرانے لگی گھبرا کر لیٹ گئی پھر گھبرا کر اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی خوش چشم نے
کہا میان عیار صاحب یہ کیا کیا عیار نے جواب دیا کہ نشے مین تھرا کر گری بیہوش ہو گئی
اُمتیہ نے کہا کیون ملکہ اِسے قتل کرون خوش چشم نے کہا اختیار ہی اُمتیہ نے خنجر کمر سے
نکالا چاہا کلنگ کو قتل کرون کہ پنجہ آسمان سے گرا کلنگ کو اُٹھا لے گیا باعث
یہ ہوا کہ شلنگ فیلسوار تلاش مین زوجہ کی آتا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ

زوجہ بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص قتل کیا چاہتا ہی تڑپ کر گرا زوجہ کو اپنی اُٹھا لے گیا ایک پہاڑ پر آکر اُتارا کلنگ کو ہوشیار کیا کلنگ نے آنکھین کھولکر دیکھا وہ صورت زیبا سامنے نہ پائی گھبرا کر شوہر سے پوچھا صاحب یہان مجھے کون لایا شلنگ فیلسوار نے کہا تم بیہوش پڑی تھین اور ایک شخص قتل کیا چاہتا تھا جھلا کر کلنگ نے جواب دیا کہ صاحب مجھکو وہان کوئی قتل نہ کرتا کیون اُٹھا لائے آخر دیکھو کہ انجام کیا ہوگا مین تو وہین جاتی ہون شلنگ نے کہا اگر وہان جاؤگی تو قتل ہو جاؤگی کلنگ نے کہا تمھارا کیا اجارہ ہی ہمکو خواہ قتل کرے خواہ بخشے زن و شوہر مین تکرار ہونے لگی کلنگ تو کہتی ہی کہ مین جاؤنگی شلنگ کہتا ہی کہ مین نہ جانے دونگا آخر کلنگ اُٹھی شلنگ نے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو روکون کلنگ نے گولہ مارا کہ سر شلنگ کا پھٹ گیا شوہر کو مار کر غصے مین اُٹھی طرف اُس باغ کے چلی یہان خوش چشم کہ رہی ہی کہ اے شہریار کلنگ آکر آفت برپا کرگئی اُسکا شوہر اسکو لے گیا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کلنگ آکر پہونچی بدیع الزمان کے قریب بیٹھی اُمیّہ نے پھر آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کہان تشریف لے گئی تھین کلنگ نے کہا شوہر میرا مجھکو لے گیا تھا مین نے اُسکو مار ڈالا اُمیّہ نے کہا خوب کیا آپ تو اُدھر گئین یہان شاہزادے کو مین نے دیکھا کہ بیقرار ہو رہا ہی دمبدم فرماتا ہی کہ بعد ایسی شاہزادی کے زندگی بیکار ہی مین نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین وہ معشوقۂ باوفا ہین مجھے امید تھی کہ آپ تشریف لائیے گا می خوش چشم نے بہت آنکھین مٹکائین مگر شاہزادے نے خیال بھی نہ کیا وہ تو تمھاری نگاہون کے مارے ہوے ہین اُنکی نگاہ مین کون سماتا ہی کلنگ جادو نے کہا دو چار اشعار گاؤ اُمیّہ نے کہا مین خود امید رکھتا تھا کہ آپ سرفراز فرمائین یہ کہکر اُمیّہ نے بابان بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گلرو پیدا ۔ ہر گلِ باغِ جہان مین ہی تری بو پیدا
جب ہوا زلف کے ہٹنے سے وہ ابرو پیدا ۔ مین یہ سمجھا کہ ہوا ماہ سے بچھو پیدا
غارتِ ملکِ دل و دین پہ کمر باندھی ہی ۔ کیا ہوے میرے لیے تم بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
شاید اُس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے
تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
صورت معنی لفظ اُسکی عجب شان ہو واہ
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہو سحاب
بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
نہ ہوئی حشر مین بھی بار گران تھا اِتنا
قطع کبتک نہ کرون دل سے اُمید وصلت
باہ اُس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہو
اُلفت چشم کا باقی ہو مرے پر بھی اثر
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہو فرق
طرفہ تاثیر ہو مجنون کی سیہ بختی مین
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
بات کچھ اور شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
پھینک دی مو وہین ساقی نے سمجھکر کف پا
اے خدا ننگ ہو جینے سے نہایت رعنا

ہم بھی کرین گے کوئی تمسا پری رو پیدا
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا
عکس عارض سے سمن زلف سے شبّو پیدا
آپ پنہان ہو مگر جلوہ ہو ہر سو پیدا
دانۂ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا
میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا
حیلہ کرتا ہو نیا روز جفا جو پیدا
منھ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا
قبر لیلی سے ہوئے ہین گل شبّو پیدا
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہو خوشبو پیدا
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا
اِس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

یہ اشعار گا کر اُمیہ نے جام لبریز کیا اور خوش چشم کو اشارہ کر دیا ہو کہ آپ خاموش رہین مین اِسکی گردن لیتا ہون اُمیہ نے منتین خوشامدین کرکے پھر جام پلا دیا جام پیتے ہی گھبرائی کہا میان قاضی صاحب شراب مین کیا ملا تھا کہ طبیعت بہکنے لگی اُمیہ نے کہا اٹھکر ٹہلیے کالنگ جادو اُٹھی کہ ٹہلون ہوا لگے نشے مین کیفیت حاصل ہو اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی اُمیہ نے خنجر کھینچا کہ قتل کرون ایک کنیز نے تھرا کر کہا میان عیار صاحب ابھی اِسکو قتل نہ کیجیے

مین اسکو زمین مین چھپاے دیتی ہون تڑپ تڑپ کر جان دیگی کنیزون نے زبان مین کلنگ
کی سوزن دی اور مشکین باندھکر ایک غار مین چھپا دیا خوش چشم نے بدیع الزمان سے
کہا ای شہریار مین ایسی ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین دس برس کا ہین اور باطن مین دو سو برس
میرا جو ظاہر ہی وہی باطن ہی بدیع الزمان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے طلسم مین پہونچاؤ کہ
جاکر بادشاہ کی مدد کرون کہ اُنکو بھی ثابت ہو کہ ہمارے رفیق آ گئے قاسم ایک طرف
کد کر رہا ہی ایسا نہ ہو کہ پہلے وہ پہونچ جائے خوش چشم نے کہا اِس کلنگ جادو کے
جھگڑے نے دوسری فکر مین ڈالدیا مین بھی اِسی فکر مین ہون کہ آپ کو لے چلون اور
صحبت مینا سرجوش مین پہونچاؤن وہ ایسی ساحرہ ہی کہ ہنگام بر دبار جان دیتا ہی
اگر مین پڑنے نواسی کی صحبت سے جنگ شروع کیجیے بدیع الزمان نے قبول کیا
خوش چشم نے کہا اگر حکم ہو تو مین پہلے جاؤن اور مینا سرجوش سے وعدہ کراؤن
کہ اب فلان روز ہم آوین گے بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ جاکر دریافت کرو
پھر جب آؤ تو مین چلون مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بادشاہ کو اندر طلسم کے پہونچاؤن
وہین سے جنگ شروع ہو خوش چشم بدیع الزمان سے باتین کرکے روانہ ہوئی مگر
مینا سرجوش کہ جادوگرنی زبردست ہی ہنگام بر دبار بادشاہ طلسم نے ایک
قصر اسکو رہنے کو دیا ہی کئی ہزار کنیزین براے خدمت حاضر ہین مینا مسند پہ بیٹھی ہی کہ
کنیزون نے خبر دی کہ بی خوش چشم آتی ہین نام خوش چشم سُنکر مینا خوش ہوگئی سامنے
بلوایا خوش چشم نے آکر سلام کیا مینا نے جواب دیکر پوچھا بی خوش چشم اِسوقت کیونکر
آنا ہوا خوش چشم نے کہا ہمارا ایک مہمان دور سے آیا ہی مین نے اُسکو مہمان رکھا ہی
مینا نے پوچھا وہ مہمان کون ہی خوش چشم نے جواب دیا ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون ایک
جوان حسین وجمیل صف شکن مجھ ایسی کا مہمان ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ بادشاہ اسلام سے
ملون اول آپ کی صحبت مین آئیگا پھر وہان سے براے مقابلۂ ہنگام جائیگا آپ نے
سُنا ہوگا کہ ہر طرف سے طلسم پہ بلوہ ہی فرزندان صاحبقران محبت مین بادشاہ اسلام
کی چلے آتے ہین ہر شخص جری صاحب اقبال صاحب جلالت ہی کوئی تنہا نہین ہی

فوجین سب کے ساتھ ہین مگر یہ مہمان ابھی تنہا ہو فوج نہین دستیاب ہوئی یہ ذکر سُنکر مینا نے
سر جھکا لیا کہا اے خوش چشم بخوبی جانتی ہو کہ مین مبتلاے مصیبت ہون ہر روز ہنگام آتی
اور اسی کا طالب ہو کہ اپنے قبضے مین کرون مین آجتک انکار کرتی ہون مین نے اُسکا
کہنا نہین مانا مگر اے خوش چشم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلین ہرچند
کہ آوارہ رہین گے مگر کسی مقام پر کمی نہ کرینگے خوش چشم جادو بخوبی وعدہ وعید کر کے بہت
دیر تک صحبت مین رہین بعد اُسکے رخصت ہوئین باغ مین جو آئین دیکھا بدیع الزمان
انتظار مین تھے خوش چشم نے آکر خبر دی کہ مینا کو بھی آمادہ کر لیا ہے وہ خود بادشاہ طلسم
سے بیزار ہو عشق و عاشقی کہین زبردستی ہوتی ہو آیندہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے
بدیع الزمان کو ایک تخت پر سوار کر لیا اُمیہ کو بھی ساتھ لیا خوش چشم تخت کو اُڑاتی
ہوئی چلی صحبت مینا سے سرجوش مین آکر پہونچی بدیع الزمان اپنے کو چھپائے ہوے
ایک گوشے مین بیٹھے ہین اور خوش چشم و مینا مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہ بادشاہ طلسم آتے ہین مینا و خوش چشم کھڑی ہو گئین
کہ بادشاہ طلسم آکر پہونچا مسند پر بیٹھا کہا اے مینا سے سرجوش کئی سال کا زمانہ گذرا
کہ ہم تمھارے واسطے بیقرار ہین اب زمانہ زوال کا بھی قریب آگیا جو کچھ ہو سکے وہ
حسرتین نکال لین دیکھون فلک کیا دکھائے مینا نے شرما کر سر جھکا لیا کہ ایک تارہ
آسمان سے گرا زمین مین غلطک ماری مثل انسان کے بنکر تیار ہوا سامنے ہنگام
کے آیا کہا اے بادشاہ طلسم آج شیدا اے جادو مارا گیا اول عیار شاہ نے مرآت
کو مارا شب کو برائے طلایہ اُٹھے بادشاہ اور شیدا اسے مقابلہ پڑ گیا بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا شیدا نے چاہا نکلجاؤن بادشاہ نے تیر مارا اُنکا تیر کب خطا کرتا ہے سینۂ
شیدا پر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا بادشاہ فوج پر جا پڑے میثاق و خونخوار ایسے
ساحر موجود تھے لشکر کو شکست دی قریب درۂ قلعہ آگئے افسرون نے عرضی لکھی ہے
کہ جو حکم ہو وہ بجا لاوین قلعے سے روکین کہ باہر نکلکر لڑین جو ارشاد ہو وہ بجا لاوین
ہنگام نے گھبرا کر کہا اے ملکۂ عالم یہ وقت جانبازی ہے آج مین نہ مانونگا اور ضرور نہ

وصل حاصل کرونگا مینا نے خوش چشم کو اشارہ کیا کہ لو امجھے بچاؤ کہ ایک کنیز چمک کر اٹھی اُسنے کہا ای شہنشاہ کاہیکو جبر و ظلم کیجیے مین شراب پلاؤن گا نا سناؤن ساقی گری کرون یقین ہی معشوق کو آپ پر رغبت ہو ہنگام نے کہا پھر کیا دیر ہی اُس کنیز نے بابان کھینچکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تا بہ کی بر در اُمید چو سائل باشم	گہ غبار نظر و گہ الم دل باشم
التجا بر در مخلوق ز کوتہ نظری ست	چند چون اہل صنم بر رہ باطل باشم
منکہ صد حاتم طی در نظرم مثل گداست	حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
ہر نفس چند دلم ز آتش عشقش سوزد	باز پروانہ صفت در پے قاتل باشم
میبرد کشتی عمرم چو بموج ای مخفی	شرط انصاف نباشد کہ لب ساحل باشم

ہنگام سن رہا ہو ان اشعار کو سنکر مینا نے بھی سر ہلایا اور مسکرائی ہنگام خوش ہوگیا کہ یکایک ہلڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا بادشاہ لڑتے ہوے در قلعہ پر پہونچے دروازہ توڑ ڈالا قلعے مین تلوار چل رہی ہی سب افسر آپ کے امیدوار ہین کہ آپ تشریف لے چلین تو جنگ ہو ہنگامہ برو بار اُٹھا بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اب یہ جاتا ہی جا کر آفت برپا کریگا تیغ کھینچا اُٹھنے اُٹھتے نعرہ کیا کہ باش او کافر کہان جاتا ہی ایک ضرب تو قبول کر ہنگامہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال گوشے سے آتا ہی گھبراہٹ مین سحر تو نہ کیا چاہا تلوار سے مار لون تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام کا زخمی ہوا ہنگام سحر کرکے اُڑا اُسوقت آکر قلعے مین پہونچا کر دیکھا ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی نعرۂ بادشاہ کی صدا بلند ہی بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ہنگام بر دبارہ زخمی ہو کے نکلگیا فرمایا ای خوش چشم بس اب یہی وقت ہی کہ بلوہ کرکے چلکر بادشاہ کے شریک ہو مینا سے سر جوش نے جو جرات بدیع الزمان کی دیکھی پروانہ شمع ہوگئی خوش چشم سے کہا کہ بوانکل چلو حقیقت مین یہی وقت ہی کہ بادشاہ پر وقت پڑا ہی اُس قلعے مین تشریف لائے ہین کہ جو مقام سکونت بادشاہ طلسم ہو سات لاکھ جادوگر ہنگام کے

ملازم ہین اور سب لڑ رہے ہین اور یہ بھی مشہور ہو کہ بادشاہ نے ایسے رفیق پائے کہ جنکا مثل ممکن نہین میثاق کوہ گردان کہ وزیر اعظم جمشید ثانی تھا و خونخوارہ کہ جسکو بہت بڑا مرتبہ و اعزاز دربار شاہ سے ملا ہو اور ہنگام کا دشمن جانی ہو سحر ہین کیا کوئی بات اُٹھا رکھیگا بڑی کد و کوشش کریگا یہ سنکر خوش چشم نے مینائے سحر جوش کو تخت پر بٹھا یا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بدیع الزمان سب کے آگے چلے چار ہزار کنیزین اسباب سحر ہاتھو ہین لیے ہوے پشت پر یہان وہ وقت ہو کہ ہنگام نے آتے ہی وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر خونخوارہ نے جو دیکھا کہ ہنگام قیامتین برپا کر رہا ہو گوشے سے نکلکر سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او ہنگام سلطنت تو تو نے لی اور جمشید نے چھینی مگر انشاء اللہ تعالیٰ اب سلطنت کل مجھکو ملیگی ملازمان شاہی مین قرار پاؤنگا یہ سُنکر ہنگام نے سحر کیا خونخوارہ نے دفع کیا ہنگام کہتا ہو بڑا ستم ہوا کہ دشمن سخت بادشاہ کا رفیق ہوا کیسے کیسے سحر کیے مگر اِسنے بہ آسانی دفع کر دیے مجھکو کچھ نہین بن پڑتا کہ ایک طرف سے لڑتا ہوا میثاق کوہ گردان پہونچا جہان پر مجمع ساحران دیکھا ایک وہ پتھر زمین پر مار دیا کہ غبار اُڑا ابر بنکر آسمان پر آیا اِسقدر آگ برسی کہ ہزارون جادوگر جل گئے لیکن مینائے سحر جوش اُس ہنگامے مین اُسدم پہونچی کہ ایک مقام پر کئی لاکھ جادوگر سحر کرتے ہوے جاتے تھے اور میثاق اُس مقام پر کھڑا ہوا تھا مینا نے آکر وہ سحر کیا کہ کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے میثاق مجمع سے نکلا اور پکار کر کہا اے ملکۂ عالم بڑا احسان کیا کہ بلوے سے اِن ساحرونکے بچایا

کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم و زکین ز تیغم لبسے ملک اسلام شد مہ برج خوبی شہ انجمن		توانم کشم آسمان بر زمین کہ سر فتنۂ باختر نام شد بدیع الزمان گرد لشکر شکن	

نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے مینا نے کہا اے خوش چشم بدیع الزمان غیر ساحر ہین یہ کیا سمجھ کے جا پڑے خوش چشم نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اطرف بدیع الزمان کے

لیکر چلی مینا نے کہا ایک تختی اور ریتی جاؤ یہ کہکے گلے سے تختی اُتار ہی تختی اور موتیونکا
مالا خوش چشم نے بدیع الزمان کو پہنا یا ابتو بدیع الزمان اس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے مگر ہنگام نے جو ایک طرف
سر اُٹھاکر دیکھا پانچ چھ شاہزادیان شانے سے شانہ ملائے ہوے اسطرح سحر کر رہی
ہین کہ کسی کے سحر سے آگ برستی ہو اور کسی نے پانی گرایا کسی نے تلوارین برسائین
کسی کے سحر سے گانے کی آواز آتی ہو کسی کا سحر موسم برسات کا مزہ دکھاتا ہو شاہزادیون
نے للکارا کہ او ہنگام اِدھر تو آنا چار ہو کر ہنگام نے چاہا اِس مجمع مین جاؤن پھر سوچا
کہ یہ سب حسین و جمیل ہین سحر و ساحری مین عقیل ہین اِنکا کیا کر لونگا لڑ بھڑ کر نکلجاونگی
مگر مینا میری طرفدار ہو اُسکے قریب جاؤن پلٹ کر دیکھا مینا سحر کر رہی ہو ہنگام یہ سمجھا
کہ لشکر دشمن پر سحر کر رہی ہو لڑتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی اے جان جہان وای
آرام دل عاشقان خوب وقت پر ساتھ دیا مینا نے کہا کہ او ہنگام تو بڑا بیغیرت
ہو آج سب اہل اسلام نے تجھکو گھیرا ہو ایسا بے خبر کہ بادشاہ قلعے کے قریب آگئے
اور تجھکو خبر نہین مگر کیا جری و بہادر ہین کہ شیدا کو مارکر جو بڑھے قلعے مین آکر رہ گئے
اب اُنکا رُکنا دشوار ہو ہنگام نے کہا بی بی تم بھی سحر کرو مینا نے کہا جسطرف بدیع
لڑ رہے ہین اُسطرف تو بیتاق ہو سحر تاثیر نہ کریگا جدھر بادشاہ ہین اُسطرف خونخوارہ
لڑ رہا ہو اور یہ پانچ چھ شاہزادیان آپس مین ملکر سحر کر رہی ہین مین اُنپر سحر کرتی ہون
اگر یاسمن رنگین پوش کو گرفتار کر لیا تو قدرت پر احسان ہوگا یہ سُنکر ہنگام نے
جھولی سے گولہ نکالا اُسپر سحر کرکے پھینکا مگر مینا نے جو ہنگام کو متوجہ پایا پشت پر
سے نیچہ مارا کہ شانہ بچیا کا نشانہ ہوا پلٹ کر اُسنے چاہا سحر کرون کہ خوش چشم نے نگاہ
ڈالی اور للکارا کہ او ظالم یہ کیا بدعت ہو جو تیرے ذہن مین آئی اب تیرا وقت برابر
آگیا یا تو بھاگ جا یون جان بچا یا اپنے کو پاس جمشید ثانی کے پہونچا یقین ہو کہ تم
دونون طلسم باطن مین جاؤ مگر یہ وہ شیر ہین کہ کسی مقام پر پیچھا ہرگز نہ چھوڑین گے
وہان بھی پہونچین گے اطاعت کرلے یون جان بچا ہنگام نے کہا اے خوش چشم

تم سب کو گرفتار کرکے اپنے مقام پر قید کرون اور آب و دانہ بند کردون کہ تڑپ تڑپ کے
مرجاؤ جبکہ ان قدرت قصد کرینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر ہنگام سوچا خیال مین ہی
کہ پاس جمشید کے جاؤن اُسکو ساتھ لیکر داخل طلسم باطن مین کرون وہان تو کوئی نجا سکیگا
یہ سوچکر بلند ہوا مینا نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ہنگام جاتا ہی اسکو لیجیے اُدھر سے بادشاہ
آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ہنگام چاہتا ہی نکلجاؤن کلام مینا سُنکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا ہنگام بلند ہو چکا تھا پانؤن پر تیر پڑا انگوٹھا زخمی ہوا
ہنگام نے پانؤن کو جنبش دی قطرات خون گرنے لگے کئی سو جوان جلکر خاک ہوے
پھر ہنگام کو کوئی نہ روک سکا ہنگام نے بالاے آسمان آکر آواز دی کہ یارو بادشاہ کو
گھیر لو ساحرون نے بلوہ کیا کچھ بلند ہوکر ہنگام طرف جمشید کے چلا یہان بادشاہ خوب
رات بھر لڑے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تو دیکھا گلی کوچہ لاشون سے پٹا ہوا ہی
اور ساحرون کو دیکھا کہ نصف سے زیادہ تو چلے گئے اور نصف یہان موجود ہین ہر
طرف صداے الامان بلند ہی کئی سو افسر رومالون سے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ جمجاہ
کے آئے عرض کی ہم اطاعت اسلام کرتے ہین بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا لاکھ
سوار و پیدل رہگئے تھے سب مطیع اسلام ہوے بادشاہ دار الامارہ مین آئے تخت پر
آکر بیٹھے فرمایا ای خونخوار یہ مقام تمھارا ہی تاج و تخت کے تم مالک ہو دیکھو پروردگار
نے اُس ملعون سے کیونکر یہ تاج و تخت دلوایا خونخوار نے عرض کی آپ کے تصدق
سے یہ تاج و تخت ممکن ہوا اُس بیحیا نے تو یکایک حکم لگادیا کہ تبدیل سلطنت کردو
مجھکو طرف سے پروردگار کے ہدایت ہوئی کہ خدمت طلسم کشا مین چلون پروردگار
نے اُسکا یہ انجام کیا کہ آج پھر اُسی تخت پر آکر بیٹھا وہی رفقا حاضر ہین تمام رئیسان
شہر حاضر ہوے اور خونخوار کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی جبسے ان سے تبدیل
سلطنت ہوئی ہم سب کا آرام و چین اُٹھ گیا ہم لوگ دربار مین نہ آتے تھے کہ ایسے
ظالم کے سامنے کون جائے جو کسی کی قدر نہین کرتا مگر سبحان اللہ آپ کا کیا انجام بخیر
ہوا خونخوار نے کہا ابھی تک تو طلسم ظاہر تھا کوشش سے کام نکلا اب طلسم باطن ہے

جیسے لوح کی ضرورت ہو سب شاہزادیان جو آپ کے مقام پر بیٹھی تھین ملکہ عنبر افشان اپنے مقام سے اٹھین کہا اے شہریار پرور دگار اقبال آپ کا دو چند کرے اور ایسے دشمن سخت پر غلبہ دے کہ جو باوہ گو اپنے کو خداوند بتاتا ہو ہم تو آپ کے مذہب کے تابل ہین اگر حکم ہو تو کنیز تلاش لوح مین جائے کیا عجب ہو جزیرہ بحرین مین پتہ ملے ملکہ بحرین جادو وہان کی حاکم و ناظم ہین تمام صحرا عالم آب ہو خشکی نایاب ہو دیکھون بحرین سے کیونکر ملاقات ہو وہ میری رشتے مین خالہ ہوتی ہین ہرچند کہ دشمنون نے بدنامی میری مشہور کردی مگر آرزو رکھتی ہون کہ وہ ضرور مہربانی فرماوینگی اور یہ کیا عجب ہو کہ خود بھی کمر باندھکر میرے ساتھ ہون میثاق نے کہا اے عنبر افشان ہمنے بھی یہی سُنا ہو کہ بحرین کی کوشش سے لوح دستیاب ہوگی خونخوار نے کہا مین بھی ساتھ چلون عنبر افشان نے کہا کوئی ضرورت نہین جب ملکہ بحرین قصد کرینگی تو مین آپ کو بلوالونگی جسوقت میری عرضی پہونچے فوراً سرفراز فرمایئے گا اگر لکھون کہ مع بادشاہ آیئے تو بادشاہ کو ساتھ لیکر آیئے گا جیسا موقع ہوویگا ویسا لکھونگی بخوبی سمجھا کر ملکہ عنبر افشان تو طرف جزیرۂ بحرین کے چلین کہ پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا مگر ہنگام جو بھاگا کئی لاکھ فوج ساتھ ہو جواہر وغیرہ خزانے سے نکلوالیا ڈبون مین بھر لیا ہو نوبت ونقارے بجتے ہوے اس شوکت وشان سے بھاگا ہوا جاتا ہو آخر قریب قصر ہفت رنگ پہونچا سر اور پانون زخمی ہین یہ خبر جمشید کو پہونچی کہ ہنگام باحال خراب آیا ہو سامنے بلوایا حال پوچھا اسنے کہا کہ یا خداوند عجب معرکہ گذرا کہ مین برائے ملاقات مینا سے سر جوش جایا کرتا تھا اُسی کی صحبت سے فساد پیدا ہوا ادھر بادشاہ قلعے مین آگئے دو پہر کامل تلوار چلی کیسے کیسے جادوگر اُنکے ساتھ ہین اول تو آپ کے وزیر صاحب دوسرے خونخوار تنگ پیشانی کہ جنکو لقب فراخ پیشانی ملا ہو پانچ چھ شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار کہ کسکو روکتا اور کس کسکو ٹوکتا آخر شکست کھا کے بھاگا اب بہتر یہ ہو کہ طلسم باطن مین چلیے ورنہ مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو قصر ہفت رنگ پر بھی آفت آئے اور مسلمان بڑہ آوینگے یقین ہو طلسم کشا اسی طرف لشکر کشی کرین جمشید نے ہنسکر جواب دیا یہ تقدیر تو

مابدولت تین ہزار برس پیشتر کر چکے ہین کہ قدرت طلسم باطن مین جاوینگے وہان کوئی مسلمان نہ آسکیگا اور جو آئیگا گرفتار پنجۂ تقدیر ہوگا اُسیوقت جمشید اُٹھا تخت پر سوار ہوا اسب جادو گردن کو لیا اور ہنگام اور اُن چالیسون قنبر یون کو بھی ہمراہ لیکر طرف طلسم باطن کے چلا کہ پہونچنا اِسکا عرض کرونگا مگر حال عنبر افشان یہ گذرا کہ سات دن برابر رہروی کی ساتوین دن ایک کوہ پر پہونچی دیکھا کہ زیر کوہ جزیرۂ بحرین ہی دریاے قہار و زخار جوش مار رہا ہی ایک طرف موجے اُٹھ رہے ہین بڑی بڑی مچھلیان بہی چلی جاتی ہین ایک طرف گرداب ہین اِسطرح کے شور پڑتے ہین کہ گوش گردون کر ہوتا ہی اُسمین سے نہنگان خون آشام چرخ مارکر نکلتے ہین اور بہے چلے جاتے ہین عجب طرح کا تلاطم ہی کہ جس مین نہ ناؤ نہ بیڑا عنبر افشان نے پکار کر آواز دی ای ملکہ بحرین کہان تشریف رکھتی ہو مین آپ کے دیکھنے کو آئی ہون یہ جو عنبر افشان نے آواز دی پہاڑ کا پہاڑ ایک مقام پر سے پھٹ گیا ایک ساحر بڑے تند کا پتھر سے نکلا مگر عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب آکر پوچھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمھین کسنے بھیجا ہی اور نام نامی تمھارا کیا ہی عنبر افشان نے کہا مین براے ملاقات بحرین آئی ہون یہی چاہتی ہون کہ اُنسے ملاقات کرون مگر تمھارا نام نامی کیا ہی اُس ساحر نے کہا سنگبار جادو میرا نام ہی ملکہ بحرین کا ملازم ہون آپ میرے ساتھ چلیے مین ملاقات کرا دونگا عنبر افشان بہ مجبوری سنگبار کے ساتھ چلین جس مقام سے سنگبار نکلا تھا وہان پر آکر ملکہ سے کہا اِس غار مین سیدھا اندر وخاص دربار مین بحرین کے پہونچوگی اگر شاید پوچھین کہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تو بیان کر دینا کہ آپ کا ملازم سنگبار جادو پہونچا گیا مین بھی جلسے مین حاضر ہونگا ہرچند کہ عنبر افشان کا کلیجہ دھڑکا مگر بڑا خیال یہ ہی کہ اگر بدون حصول مطلب واپس ہوئی تو سب ساتھ والیان ہنسین گی اور کہین گی کہ اس زور و شور سے گئین اور پھر خالی واپس آئین تو کیا جواب دونگی یہ سوچکر غار مین سیدھا اندر پڑین اِسقدر اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا کچھ جابجا تصویرین مہیب بدصورت بدہیئت

سنگ سیاہ کے بڑے بڑے پتھر جا بجا نصب ہین اُنکو دیکھتی ہوئی عنبر افشان جاتی ہین مگر
کسی مقام پر ٹھہر نہین سکتین کوئی دوڑاتا ہوا لیے جاتا ہی عنبر افشان داہنے بائین کو
دیکھتی تھین مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھا قریب قصر سیاہ کے پہونچین دروازے پر اُس
قصر کے دو زنگی کھڑے تھے اُنھون نے قریب آکر عنبر افشان کے سامنے مسخرہ پن کرنا
شروع کیا عنبر افشان ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین اُن زنگیون نے زبان مین ملکہ کی
سوزن دی اور مسلسل و مطوق کر لیا اُسی مکان مین ملکہ کو قید کیا بعد تھوڑی دیر کے
جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین پر پڑی ہون کوئی دستگیری نہین کرتا حیران ہوگئین
کہ اے عنبر افشان مقام افسوس ہی کہ عملداری تو ہماری خالہ کی ہی نہین معلوم کہ یہ
سنگبار جادو کون تھا اِس سوچ مین دن گذرا شام کو دیکھا ایک زنگن کالی کالی
صورت سوسی کا پائجامہ پہنے ہوئے گاڑھے کی چدریا سر پر سینی مین کھانا لیے حاضر
ہوئی اور لا کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے پوچھا یہ کھانا کسنے بھیجا ہی اور ہم کسلیے گنہگار
ہین اور ہمنے کیا خطا کی زنگن رونے لگی کہا بی بی مجھکو اِن باتون مین دخل نہین مین
سنگبار کی ملازم ہون اُسنے حکم دیدیا ہی ملکہ نے فرمایا تم یہ بھی جانتی ہو کہ یہان کی
حاکم ملکہ بحرین جادو کہان ہین ذرا ہو سکے تو اُنکو بلا دو مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی زنگن
نے کہا میری یہ حقیقت نہین کہ بی بحرین سے بات کر سکون مگر زنگی جادو جو ہمارا
افسر ہی کہو تو اُس سے کہون کہ سنگبار نے بلا وجہ ایک شاہزادی والاقدر کو قید
کیا ہی مگر بحکم خداوند جمشید ثانی انجام بخیر ہوگا ملکہ نے کہا تم زنگی جادو سے کہنا کہ جنکو
قید کیا ہی اُنکا عنبر افشان نام ہی یقین ہی کہ وہ زنگی تا بہ ملکہ بحرین جائے یہ سنکر زنگن
چلی گئی جا کر اپنے افسر سے اطلاع کی اُس زنگی نے کہا ہم خود جاوینگے اور دریافت
کرینگے کہ یہ کیا معرکہ ہی صبح کے وقت کا کھانا ہمارے پاس لانا ہم خود لیکر جاوینگے
زنگن بہت خوب کہکر رخصت ہوگئی صبح کو کھانا لیکر سامنے زنگی کے آئی زنگی نے
کھانا لے لیا اور خود لیکر چلا جب قریب قصر سیاہ آیا دیر تک سوچا کیا خوف و بیم مین
رہا آخر دروازہ کھولکر اندر آیا ملکہ بیٹھی رو رہی تھین جمال پر جو نگاہ پڑی کلیجہ تھام لیا

براے تسلیم خم ہوا ملکہ نے کہا ای شخص تو کون ہی زنگی قدموں پر گر پڑا کہا مین غلام ہون
جا بجا ہے ہر کام لیجیے مین ہر طرح حاضر ہون حکم سے انکار نہین ملکہ نے کہا تو جانتا ہی کہ ملکہ
بحرین کہان ہین زنگی نے جو نام بحرین سُنا کانپنے لگا کہا ای ملکۂ عالم سال مین ایک
مرتبہ خدمت مین جاتا ہون تنخواہ اُسی سرکار سے پاتا ہون ملکہ نے کہا اتنا کہد وگے کہ
سنگبار جادو نے عنبر افشان کو بلا وجہ قید کیا اور اُس بیگناہ کو صید کیا ہی زنگی نے
کہا میری یہ مجال نہین ہی کہ مین ایسی باتین سامنے مالک کے کرون ملکہ بحرین کے بڑے
مرتبے ہین کل خداوند آئے تھے بحرین سے دیر تک تخلیہ رہا قدرت عذر کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ مین طرف طلسم باطن کے جاتا ہون اور تم میری محافظ جان ہو پھر
میری کیا لیاقت ہی کہ مین اُنسے آپ کا حال کہون مگر کہیے تو نکال لے چلون مثل چاکران
کمترین ہمراہ رہون اگر مجھکو سرفراز فرمائیے گا تو احسانمند ہونگا ورنہ اختیار ہی ملکہ نے
کہا تو زبان سے سوزن تو نکال لے اُسنے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی
عنبر افشان نے سب قید توڑ ڈالی زنگی نے کہا مین تو نہ جانے دونگا عنبر افشان نے
کہا تیری کیا مجال ہی جو ہمکو روک سکے بہانتک تکرار ہوئی کہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا
ملکہ نے تلوار پر ہاتھ رکھدیا ہاتھ رکھتے ہی وہ تلوار پلٹ کر سر پر زنگی کے پڑی کہ دو
ٹکڑے ہوے مار کر زنگی کو ملکہ عنبر افشان باہر نکلین چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ہر
طرف صحراے سنسان کف دست میدان پایان انسان نہ حیوان کچھ درخت سوکھے ہوے
جو جا بجا لگے ہین کھڑکھڑا رہے ہین چاہتے ہین کہ اِس ویرانے سے نکلجاوین لیکن
پانون مین طاقت کہان آخر سوچی کہ ای عنبر افشان ملکہ بحرین سے کیونکر ملاقات
ہو دیکھا اُسی دشت ویران مین ایک چشمۂ آب ہی نہایت سیراب و لاجواب ہی ملکہ
طرف چشمے کے چلین جب سامنے چشمے کے پہونچین جھک کر دیکھا کہ مثل آئینے کے ہی
ایک طرف ایک قصر معقول ہی اور اُس مین ایک تخت بچھا ہی اُسپر ایک ساحر سیاہ فام
بیٹھا ہی ملکہ نے بغور دیکھا تو پہچانا کہ یہ تاجدار حباب جادو بھتیجا ملکہ بحرین کا ہی ملکہ
نے پکار کر آواز دی ای حباب ہم تمتک آنا چاہتے ہین اُس جوان نے کچھ جواب ندیا

کئی آوازین ملکہ نے دین مگر کچھ جواب نہ سُنا آخر ناچار ہوکر چشمے مین کود پڑین یہ معلوم ہوا
کہ بڑی بلندی سے کودی ہون بعد عرصۂ دراز کے دیکھا کہ ایک صحراے معقول ہی روسان
چمن لباس زمردگون زیب جسم کیے نہرین موج مار رہی ہین حباب ہین کہ چشمان معشوق وہ
صحراے پر بہار دیکھکر ملکہ کو فرحت حاصل ہوئی مگر حیران تھین کہ وہ قصر کیا ہوا اور حباب
کہان غائب ہوا چہار جانب ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی ملکہ نے دیکھا کہ وہی زنگی جسکو مین نے مار اتھا قید خانے مین پڑا ہوا بیکس و بے بس
رو رہا ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی اُٹھتا ہی بیٹھتا ہی نالے کرتا ہی بیتاب و بیقرار ہی ملکہ نے حیران ہوکر
پوچھا کہ ارے تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچا زنگی نے جو ملکہ کو دیکھا اور زیادہ رونے لگا
کہا حضور اسکا سبب نہ پوچھیے مین روتا ہون آپ کے واسطے یہ راہ طلسم ہی ایسے ایسے
عجائب و غرائب بہت دیکھیے گا مین آپ کا عاشق صادق ہون مجھکو موت نہین اب
بہتر یہ ہی کہ اِس صحرا کو طی کر کے نکلجائیے یہ سُنکر ملکہ کو بڑا تعجب ہوا فرمایا کہ یہ وہ جنگل ہی جس
سے گذرنا دشوار ہی لیکن کوئی راستہ سید ھا بتاؤ زنگی نے کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی
کہ آپ کو رہا کر دیا اب آپ فلان درخت کے نیچے جا کر بیٹھیے ایک جوڑا سیاہ جانور کا
آئیگا وہ آپ کو راستہ سیدھا بتائیگا مین آپکا خیر خواہ ہون مگر امیدوار ہون کہ مجھکو بھی فراموش نہ
فرمائیے ملکہ نے اُس زنگی سے منھ پھیرا اُس نخل کے سائے مین جیسے ہی جا کے بیٹھین
دو جانوران سیاہ رنگ آکر درخت پر بیٹھے اور آپس مین باتین کرنے لگے نر نے کہا
اے مادہ کیون ملول ہو رہی ہی مادہ نے جواب دیا ملکہ عنبر افشان کہ زیر درخت
بیٹھی ہین انکو مناسب ہی کہ اِس درخت کی شاخ توڑ لین اور اُسکی چھڑی بنا کر اپنے
ہاتھ مین رکھین ملکہ بحرین کو پکارین شاید ہی کہ ملکہ کو خبر ہو جائے عنبر افشان نے
یہی کیا کہ شاخ نخل توڑ کر ہاتھ مین لی اور پکارا کہ اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کو
آئے ہین اُس جنگل مین تڑاقہ ہوا اِسقدر غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہوا عنبر افشان
نے شاخ نخل کو جنبش دی وہ اندھیرا برطرف ہوا کہ دیکھا سامنے سے ملکہ بحرین ایک
کشتی پر سوار کئی ہی کنیزین پشت پر کشتی بہتی ہوئی آتی ہی جب وہ کشتی قریب آئی تو ملکہ

عنبر افشان نے پکارکر کہا اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کے طالب ہین بحرین نے
کشتی کھینے والون کو اشارہ کیا اُنھون نے ڈانڈ ماردی کشتی نے چرخ مارا اور اُسی
پانی مین ڈوب گئی فوارہ چھوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قطرے پانی کے اسقدر بلند
ہوے کہ ایک قصر بنکر تیار ہوا اُس قصر مین دیکھا ملکہ بحرین مسند پر بیٹھی ہین عنبر افشان
کو پکار رہی ہین ملکہ عنبر افشان دروازے پر قصر کے پہونچین ایک کنیز اندر سے
نکلی اُسنے آکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اگر آپ ملاقات بحرین کی طالب ہین تو سامنے
کمرہ ہے اُس مین جائیے ضرور ملاقات ہوگی جیسے ہی ملکہ کمرے مین گئین کسی نے دروازہ
بند کر دیا وہین زنگی گوشے سے پیدا ہوا اُسنے آکر زبان مین سوزن دی ملکہ کو مسلسل
و مطوق کرکے ایک جانب لے چلا جب صحرا مین پہونچا تو بحرین سامنے سے آئین
زنگی کو جھڑکا کہا او بے حیا تو نے غضب کیا جو کوئی ہماری ملاقات کو آئے اُسکو تو
گرفتار کرے یہ کہکر زنگی کو تمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا عنبر افشان کی زبان سے سوزن
نکل گئی زنجیرین ٹوٹ کر گرین بحرین نے عنبر افشان کا ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا کیسا مزاج
رہا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان ایک ہفتہ مجھکو گذرا کہ اس صحرا مین ماری ماری
پھرتی ہون جس زنگی کو تمنے مار ڈالا اُسنے کبھی دوستی کی کبھی دشمنی آپ کو کئی مقام پر
دیکھا مگر ملاقات نہ ہوئی اب میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ سے ملاقی ہوئی بحرین
نے کہا اے نور نظر تم انقلاب طلسم سے آگاہ ہو کہ قدرت بھاگ کر طلسم باطن مین تشریف
لیگئے وہان بھی وہی عیش و جشن ہے ہم لوگون پر تاکید ہے کہ راستے روکو تو مین نے
سبکی ملاقات موقوف کر دی تمھاری تکلیف کا حال سنکر دل بیقرار ہوا تب ملاقات
کو آئی نگہبان بڑھ گئے ہر مقام عجائب و غرائب سے مملو ہے اور مین تو راہبر ہون جزیرۂ
انتخاب کا راستہ میرے قبضے مین ہے انتخاب جادو کہ مالک لوح ہے اُس تک پہونچنا
بہت دشوار ہے اے نور نظر جو کوئی ایسا ارادہ کرے وہ اپنی جان کا دشمن ہے لیکن مین
تمکو تا جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگی مقام لوح کو دیکھکر تمھین اختیار ہے جو تدبیر
چاہنا وہ کرنا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان مین نے آپ کی شفقت کے بھروسے پر

اپنا

اقرار کر لیا ہو کہ لوح کا پتہ لگا دونگی بحرین نے کہا مقام لوح دیکھ آؤگی تو اُسے کسطرح پاؤگی عنبر افشان نے کہا ابتو مین نے ارادہ کیا آپ کی شفقت سے تو مجھے امید ہو کہ لوح طلسمی کا مفصل پتہ ملے آپ بخوبی آگاہ ہین کہ رعایاے طلسم کس مصیبت مین ہو آن عادلون کا دور ہوگا کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیین اور ظالم مظلوم پر ظلم نہ کر سکے بحرین نے کہا مین کل تمکو طرف جزیرے کے روانہ کرونگی مگر اے نور نظر تمھین طلسم کشا سے کیا خصوصیت ہو گنہگارون کو بچالوگی امان دوگی عنبر افشان نے کہا مجھکو اختیار ہو کہ جسکو چاہون مین گنہگار کرون اور جس گنہگار کی چاہون خطا معاف کرادون شہریار بہت خلیق و رحیم ہین یہی چاہتے ہین کہ کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہ کرے رعایا آباد رہے بحرین نے کہا کہ اے عنبر افشان مین بھی اسی بات کی خواہان ہون کہ ظلم سے ملک پاک رہے بحرین جادو عنبر افشان کو ساتھ لیے ہوے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی ایک قصر مین آئین لاکر عنبر افشان کو مسند پر بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا ایک گائن کو اشارہ کیا یہ اشعار بہ آواز بلند گائن گانے لگی

نظم

پیدا ہی لچک یار جو موباف نہ ری ہو | اُس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہو
ساغر مین چھلکتی ہو شراب اسلیے ساقی | شوخی مین وہ ڈوبی ہو شرارت مین بھری ہو
چلنے مین چھلاوہ ہو تو تسخیر مین جادو | ہر رنگ چشم بھی لیلی کہ پری ہو
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا | خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہو
دلدادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین | رفتار سے پامال اگر کبک دری ہو
ہر چند ہین وہ چشم سیہ صورت آہو | چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہو
مجبور کیا صبر ترے ہجر مین لیکن | اک سل ہو کہ بھاری مرے سینے پہ دھری ہو
سرجوش مین پھر خم سے نکالے ہو جو ساقی | کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہو
درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات | بے شبہہ تقین سے تری ذات بری ہو
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے | پڑ در دیہ کیون نالۂ مرغ سحری ہو
رہتی ہو مرے پر بھی مجھے یاد تمھاری | ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہو

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہیہ شرارت	کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہی
روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت	نیرنگی دور فلک نیلو فری ہی
کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین	معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم	رخسار مین اک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہی وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار	ہشیار دلا سو قع سینہ سپری ہی
کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا یہ خنجر	مجبور رہو بندہ ہی خطاے بشری ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بحرین نے چند باتین کان مین عنبر افشان کے کہین اور آواز دی کہ او دل شکن جلد حاضر ہو دیکھا پہلو سے وہی زنگی جسکو مارڈالا تھا تنتنا ہوا سامنے آیا بحرین نے کہا او دل شکن ملکہ کے ہمراہ جاؤ انکو تا بہ جزیرۂ انتخاب پہونچاؤ مگر خبردار راہ مین شرارت نہ کرنا اسم بامسمیٰ ہو اگر اِسکو کوئی صدمہ پہونچیگا تو مین بیقرار ہونگی اِسکی راحت سے مجھکو راحت ہو دل شکن زنگی نے کہا اے ملکۂ عالم اگر میرا کہنا یہ مانینگی تو مین بر سر جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگا اور اگر میرا کہنا نہ مانین گی تو آوارہ رہین گی عنبر افشان نے کہا او مادر مہربان آپ اِسکی باتون کو ملاحظہ فرمائیے یہ مجھسے طالب وصل ہی مین یہ کہنا قبول نہ کرونگی زنگی نے عرض کی میری مجال ہی کہ ایسا امر آپ سے کہون آیندہ آپ کو اختیار ہی غرض بہر نوح بعد تکرار بسیار اُس زنگی نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بی عنبر افشان سوار ہوئین زنگی پایۂ تخت تھامے ہوے تخت کو لیے جاتا ہی جب ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچا تو زنگی نے پایۂ تخت چھوڑ دیا عنبر افشان تخت سے گری تخت ایک طرف جا کر گرا مگر عنبر افشان جو زمین پر آئی دیکھا ایک کوہ لالہ زار ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی تختہ لالہ بادل داغدار پہاڑ پر کھِلا ہوا ہی اکثر طائر آتے ہین قریب لالہ زار آکر غل مچاتے ہین پھر اُڑ جاتے ہین ملکہ نے ہاتھ سے اِشارہ جو کیا ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے پوچھا او طائر وحشی یہ کیا مقام ہی وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا او ملکۂ عالم یہی راستہ سیدھا ہی درۂ کوہ مین سے ہو کر جائیے دل شکن کا انتظار نہ کیجیے نہین معلوم وہ کب آئے دیکھیے اُسپر

کیا گذرے اُسکی جان پر بنی ہوگی وہ ہو جہ چھوڑ کے نہین چلا گیا عنبر افشان نے کہا مین
اُسکی خواہان نہین ہون اگر آوے ساتھ لے جاوے پتہ جزیرۂ انتخاب کا ملنا چاہیے مگر
بلا کا راستہ ہو کہ کسی طرح صاف نہین طائر تو سامنے سے چلا گیا عنبر افشان درۂ کوہ مین
داخل ہوئی دیکھا ہزار ہا عورتین درۂ کوہ مین کھیل رہی ہین عنبر افشان کو دیکھکر سب نے
سلام کیا پوچھا حضور کہان جائیے گا عنبر افشان نے کہا جزیرۂ انتخاب کی خواہش ہو
تمھین کچھ نشان بتاؤ اُن عورتون نے اشارہ کیا کہ سامنے جاؤ عنبر افشان اُن عورتون
سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ دیکھا کئی ہزار زنگیان آدمخوار بیچ مین اُن سب کے دل شکن بیٹھا
ہو سب زنگی حربے لیکر اُٹھے چاہتے ہین اُسکو ذبح کرین آگ سامنے جل رہی ہو ارادہ ہو
ذبح کر کے اُسکے کباب لگائین زنگی نے جو عنبر افشان کو دیکھا فریاد کرنے لگا کہ حضور
اِس عذاب مین مبتلا ہون آکر مجھکو بچائیے عنبر افشان نے کہا کیون صاحبو اِسنے کیا
خطا کی سب نے کہا یہ آپ کو کیون لایا راہ جزیرۂ انتخاب وہ راہ پیچ دار ہو کہ کوئی سمجھ
نہین سکتا طائر اسرار نے آپ کو یہانتک پہونچایا یہ کہکے ایک زنگی اُٹھا اُسنے ہاتھ
تلوار کا مار ہی دیا سر زنگی کا کٹکر گرا کل زنگیون نے چیر پھاڑ کر گوشت اُسکا کھایا سر کو
ایک طرف پھینک دیا ملکہ سے کہا اب آپ سامنے جائیے راستہ آپ کو ملیگا کوئی
راہبر بتا دیگا ملکہ عنبر افشان اُسی جانب چلین دیکھا ایک درخت پر ہزار ہا جانور
بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی مین یہ آوازے دے رہے ہین ای آیندہ و روندہ یہ راہ جزیرۂ انتخاب
ہو مصیبت کا جواب ہو لہذا ای جانے والے اِس راہ کو سمجھکر طی کرنا ملکہ اِن آوازون کو
سنتی ہوئی سر کو دُھنتی ہوئی جاتی ہو کہ ایک طرف سے غول کا غول آہوون کا پیدا ہوا
آہوون نے آکر عنبر افشان کو گھیر لیا نگاہین ڈالتی ہین جن آہوون کے سرون پر
سینگ ہین وہ سینگ بڑھاتے ہین کہ ملکہ کو غربال کرین بوقت چلنے کے بحرین نے
تعلیم کر دیا تھا کہ مجمع آہوان جادو آگے نہ بڑھنے دیگا تم کہنا کہ منم فرستادۂ بحرین ملکہ
نے جو یہ کہا کہ ای آہوان صحرا نشین مجھکو ملکہ بحرین نے بھیجا ہو مین تا بہ جزیرۂ انتخاب کے
جاؤنگی آہو سامنے سے ہٹے اشارہ کرتے تھے کہ سامنے جاؤ تھوڑی دور اور بڑھی تھی

کہ دیکھا سر راہ ایک کنوان ہی اُس مین سے آوازہ آتی تھی کہ افسوس ہی غریق چاہ محبت ہوا
یار معشوق نے خبر نہ لی ملکہ نے جھک کر دیکھا کہ وہی زنگی دل شکن غوطے کھارہا ہی اور
پکار رہا ہی کہ مجھکو بچا لیجئے ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر زنگی کا ہاتھ تھاما ڈوبتے ہوئے کو نکالا زنگی
نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم سب چوکیان طی کر آئین اب سامنے جزیرۂ انتخاب
ہی مگر بہت سمجھ کے جانا انتخاب جادو سحر مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی لوح کا مقام دیکھکر
چلی آنا اور کچھ کلام نہ کرنا بخوبی سمجھا کر وہ زنگی تو غائب ہوا عنبر افشان آگے بڑھی دیکھا
کہ پختہ مکان معلوم ہونے لگے کنارے دریا کے عمارت ہاے عالی بنی ہوئی ہین ملکہ
عنبر افشان ٹہلتی ہوئی سامنے اُن مکانون کے پہونچین کہ ایک طرف سے دیکھا آگے
آگے ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے پشت پر کئی ہزار کنیزین پکار کر آواز دی ای
عنبر افشان بڑی تکلیف اُٹھائی کیونکر یہانتک آئین دل شکن کہان گیا عنبر افشان نے
جواب دیا کہ حقیقت مین بہ مشکل آپ تک پہونچی انتخاب جادو نے بڑھکر عنبر افشان
کا ہاتھ تھام لیا ساتھ لیکر چلی اپنے قصر مین لائی سامنے کا دروازہ کھولدیا اور کہا ای
عنبر افشان خیال کر کے دیکھو عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہی
اُس مین ایسی روشنی ہی کہ معلوم ہوتا ہی برج آفتاب ہی کئی لاکھ جادوگر گرد اُس گنبد
کے اُترے ہوے ہین اور سحر کر رہے ہین انتخاب جادو نے کہا ای عنبر افشان یہی
برج اسرار ہی بانیان طلسم نے لوح کو اِس مین رکھا ہی یہ روشنی لوح کی ہی دیکھ لو اور
رخصت ہو عنبر افشان کے ہوش اُڑ گئے کہتی تھی مقام افسوس ہی کہ یہانتک سعد
شہریار کیونکر آوینگے اور گنبد اسرار تک کیونکر پہونچین گے کیونکر لوح لین گے بس
معلوم ہوا کہ طلسم باطن فتح نہ ہوگا کہ انتخاب کھڑی ہوگئی سب کنیزین پرا جما کر کھڑی
ہوئین اور سامنے سے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی ادھر
انتخاب و سب کنیزین اُسی طرف دیکھ رہی ہین وہ نقابدار قریب قصر آکر اُترا اور
تلوار ہاتھ مین پنجون کے بھل اکڑتا ہوا قصر مین آیا سواے انتخاب کے اور سینے
سلام کیا انتخاب نے پوچھا ای نور نظر و ای پارۂ جگر اِسوقت دھوپ مین کہان سے

آتی ہو نقابدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی عنبر افشان سے اپنا سر جھکا کر کہا ای ملکۂ عالم آپ مجھسے آگاہ نہین منہم ماہتاب سرگردان دختر انتخاب گشت کر کے آئی ہون مجھکو یہ خبر ملی تھی کہ طلسم کشا صاحب اِدھر کا ارادہ رکھتے ہین کیا مجال اور کیا تاب وطاقت ہی کوئی ساحر اگر مثل سامری وجمشید ہو تو ادھر نہین آسکتا بارہ کوس کے گردے کی زمین میرے اختیار مین ہی کیا مجال کہ پرندہ بھی پر مار سکے اور درندہ کی کیا لیاقت ہی کہ اس صحرا سے گذرے انتخاب نے کہا بیٹا خاموش رہو وہ نقابدار پھر نقاب اپنے چہرے پر آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا انتخاب نے کہا یہ عجب معرکہ گذرا کہ اسوقت یہ نقابدار بھی آگیا اور آپ کو دیکھ گیا اب انتظام معقول کرے گا کوئی غیر اس صحرا مین نہ آسکیگا عنبر افشان نے کہا مین رخصت ہوتی ہون انتخاب نے کہا بی بی تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی آج شب کو یہان تشریف رکھو کل اختیار ہی ہر چند ملکہ عنبر افشان نے چاہا رخصت ہو جاؤن مگر انتخاب نے بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا عنبر افشان کو مقام صدر پر بٹھایا گائنین گا رہی ہین رقاصہ تھرک رہی ہی اور جام ارغوانی گردش مین صدا ے ہوشنا ہوش ونوشانوش بلند ہی سب بہ خوشی بیٹھے ہین کہ وہی نقابدار گرمی صحبت مین آیا کرسی پر بیٹھکر کہا کیون مادر مہربان آپ نے عنبر افشان کو اپنے قصر مین جگہ دی گنبد اسرار بھی دکھادیا ایسا نہو کہ آپ کے واسطے باعث خرابی ہو انتخاب نے کہا بیٹا مہمان کا آنا اور مایوس ہو کر جانا گوارا نہوا نقابدار نے کہا ہم جانتے ہین کہ آپ مقدمۂ لوح مین گنہگار ہونگی اور قدرت آپ کے ساتھ بہ بدی پیش آوین گے انتخاب نے کہا ای نور نظر مثل میرے کون حفاظت کر سکتا ہی کئی مہینے گذرے ہین کہ دشمن اپنی فکر مین ہین پھر انتخاب نے کہا بیٹا میری خطا جب ہی کہ میرے انتظام مین فرق ہو رات کا سونا چھوڑ دیا دن کو تھوڑی دیر سو رہتی ہون وہ دن جمشید ثانی دکھائین کہ اب قدرت پلٹ کر طلسم ظاہر مین آئین نقابدار نے کہا ای مادر مہربان حقیقت یہ ہی کہ یہ مقام لوح دیکھکر جاوینگی طلسم کشا سے ضرور ذکر کرینگی لیکن ای مادر مہربان مین نے مینا کو کس ذلت وخواری سے گرفتار کیا توبہ کر کے پلٹ جاوینگے گنبد لوح تک نہ آسکینگے

انتخاب نے کہا اے نور نظر جو کچھ ہوا ہے وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ بھی دیکھین گے اس سے
تو ہم بخوبی آگاہ ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی اب دیکھیے کیا ہو خداوند مردہ جو کتاب مین اپنی
لکھ گئے ہین وہ سب ضرور ہوگا یہ کہکر نقابدار کو رخصت کیا بعد جانے نقابدار کے ملکہ
عنبر افشان نے پوچھا اے انتخاب جادو یہ صاحبزادی کون ہین جنکو اپنے انتظام پر بڑا
گھمنڈ ہے انتخاب نے کہا یہ میری بیٹی ہے نام اصلی قمر عذار آفتاب جمال گشت صحراے
طلسم کی اِسکے متعلق ہے آجتک اِنکی نگہبانی مین کوئی فتور نہین ہوا رات بھر اِسی گشت
مین رہتی ہین اور اے عنبر افشان جمال دیکھا جمال پر جب نگاہ پڑے تو کیسا ہی رابط وضابط
ہو مگر غش کھا کر گرے حقیقت مین قمر عذار ہے بڑے بڑے لوگ اِسکے جویا رہے ابتک
مین نے قبول نہین کیا خداوند مردہ کتاب مین لکھ گئے ہین کہ یہ طلسم کشا کے ساتھ ہوگی
جسوقت جمشید ثانی سے مقابلہ پڑیگا تو یہ طلسم کشا سے موافق ہوگی حقیقت مین اگر
ایسا ہوا تو قدرت کو مشکل پڑیگی غار افراسیاب مین جاکر وہ سحر کیا کہ وہان کے حاکم
تعریفین کرتے تھے عنبر افشان نے کہا کیون اے انتخاب جادو غار افراسیاب کیا
مقام ہے مین جو براے امتحان گئی پہلو مین کوٹھری بنی ہے اُس مین سے شعلہ ہاے آتش نکلتے
ہین اور آواز آتی تھی کہ اے عنبر افشان ابھی تم امتحان کے لایق نہین ہو لیکن وہان
نگہبانون نے امتحان لیا اور سند مجھکو دی انتخاب بولی وہ وہ مقام ہے کہ سامری وجمشید
نے اِس آگ کو روشن کیا امتحان دینے والون کے واسطے ایک سند ملتی ہے عنبر افشان
نے کہا کیون اے انتخاب کسی نے کوٹھری مین جاکے بھی دیکھا کہ اندر اُسکے کون ہے انتخاب
نے کہا یہ حکم نہین ہے کوئی اندر نہین جانے پاتا لیکن قمر عذار جب براے امتحان گئی
تو کوٹھری مین گھس گئی دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہے ہاتھ چمکارہا ہے اُسنے جو عنبر افشان کو
دیکھا بے اختیار ہوگیا کہتا تھا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تجھ ایسی ساحرہ
یہان نہین آئی خداوند مردہ نے تجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا آ میرے پاس بیٹھ جا یہ اُسکے
پاس بیٹھ گئی اُسنے قصد کیا کہ جسم پر ہاتھ رکھے یہ برہم ہوکر اُٹھ آئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا
سند پڑی ہے اور اُسمین لکھا ہے کہ قمر عذار کا اب کوئی مثل نہین ہے نگہبانون نے جو دیکھا

قدمون کو اسکے چومنے لگے اور کہتے تھے ای قمر عذار تم مقبول بارگاہ خداوند ہوئین یہ وہ صاحبزادی ہی کہ جسکو نائب قدرت نے پسند فرمایا پس اب رخصت ہوز یادہ حالات نہ پوچھو اگر یہ طلسم کشا کے ساتھ ہوجائیگی تو مین خاک اُڑاؤنگی اور قدرت سے فریاد کرونگی یقین ہی کہ قدرت دل پھیردین اور یہ میری اطاعت کرے پھر اسکا جدا ہونا واسطے طلسم کشا کے خرابی ہی راتون کو انکو چین نہ پڑیگا اور یہ خیال بھی نہ کریگی مین ضرور ایک مرتبہ طرف غار افراسیاب کے جاؤنگی کہ وہ سرحد ترکستان مین ہی بڑے بڑے ساحر وہان جمع رہتے ہین اور مہمون کوشش کرتے ہین تب سند ملتی ہی یہ سب باتین سنکر عنبر افشان رخصت ہوئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا ہزارہا ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے کھڑے ہین عنبر افشان نے چاہا پلٹون دروازہ قصر کا بند ہوگیا اُن سب ساحرون نے عنبر افشان پر بلوہ کیا عنبر افشان لڑنے لگی ایک ساحر نے قریب آکر ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی کھولدی عنبر افشان بیہوش ہوکر گرجی اب اسکو خبر نہین کہ مین کہان ہون ساحرون نے قفس آہنی مین بند کیا اور زمین پر رکھدیا کہ ایک دھوان زمین سے نکلا قفس کو گھیر لیا اور اُڑاتا ہوا لیچلا قضاے کار قفس اُڑا ہوا جاتا ہی نہین معلوم کہان روانہ کیا مگر بادشاہ لشکر اسلام لشکر مین ہین خونخوار فراخ پیشانی ومیثاق حاضر خدمت ہین اور رجادو گرہبان جو بیٹھی ہین وہ خود بخود ہنسین خونخوار نے کہا کیون بی بیو بلا وجہ ہنسنے کا کیا باعث کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک طائر آسمان سے آیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار بادشاہ عادل مقام افسوس ہی کہ عنبر افشان کی قید طرف جزیرۂ ارغوان کے جاتی ہی اگر وہان پہونچ گئی تو پھر زندہ رہنا دشوار ہی یہ کہکر طائر جل گیا خاک اُسکی برباد ہوئی مگر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا جھولی سے ایک پرچہ نکالا اُسکو دیکھا اور باہر نکلا چہار جانب دیکھ رہا ہی مگر کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کہ صحرا سے ایک عقاب آیا خونخوار اُسپر سوار ہوا عقاب اُڑکر بلند ہوا اب خونخوار نے دور سے دیکھا ایک دھوان پیچ وتاب کھاتا ہوا آتا ہی اُس دھوئین کو دیکھکر خونخوار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے سحر کیا

کہ وہ دھوان قریب آیا خیال کرکے دیکھا کہ دھوئین کے اندر قفس آہنی چھپا ہوا ہی اور اُس قفس مین عنبر افشان قید ہی خونخوار نے جو عنبر افشان کو اس حال مین دیکھا کہ زبان مین سوزن سرڈالے ہوے ہچکیان لے رہی ہی خونخوار نے پانی برسایا اُس دھوئین کو مٹایا دھوئین کو مٹاکر چاہا قفس پر ہاتھ ڈالون کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای خونخوار خبردار ہاتھ قفس پر نہ ڈالنا یہ سحر خداوندی ہی اگر اسپر ہاتھ ڈالیگا تو جلکر خاک ہو جائیگا خونخوار نے دیکھا کہ ایک ساحر پیدا ہوا ہی موے سر سے دھوان نکلتا ہوا تڑپ کے قفس پر گرا قفس کو لے چلا خونخوار نے کئی سحر کیے لیکن وہ ساحر نہ رُکا قفس کو لیکر نکلگیا مگر یاسمن رنگین پوش یہ سب معاملہ دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ وہ ساحر نہ رُکا تو یاسمن بلند ہوئی چاہا تڑپ کر گردن اور قفس کو چھین لون کہ اُس ساحر نے تلوارین برسائین یاسمن نے وہ تلوارین توڑین اُس ساحر نے آواز دی ای جگر خراش جلد آ اِس ظالم کو اپنا گانا سُنا کہ ایک طرف سے ہواے سرد چلی شاخہاے نخل ہلین ایک شاخ ٹوٹکر زمین پر گری دیکھا ایک جادوگرنی نہایت شوخ وشنگ موسوم بہ زعفران رنگ اُٹھتے اُٹھتے پکارتی کہ ای یاسمن ذرا اِدھر متوجہ ہو دیکھو کیا اشعار رنگین عاشق معشوق کی یاد مین پڑھ رہا ہی وہ اشعار یہ ہین نظم

ندانم دل ربود از من کدامے — نشان پرسم کجائو انکہ نامے
بہم مشرب بنوش از بادہ جامے — بود با ناکسان خوردن حرامے
من از مذہب بہ رندے درگذشتم — ز من گبر و مسلمان را سلامے
ز موسیٰ ماجرائے طور پرسم — خدا را جلوہ بالائے بامے
چرا صیدت نہ گردد مرغ جانم — چو خالت دانہ باشد زلف دامے
دل عشاق پامال ادا شد — ہنوز ہست آن پریرو خوش خرامے
روان بخشند لیکن فرق این است — صنم با ناز و عیسیٰ از کلامے
پریشان نیست کاکل بر رخ یار — برائے مرغ جان گسترده دامے
ز رفتت تا عدم شد شور تحسین — بہ سویم ہم خدا را یک دوگامے

صبا مستانہ گل شد بہ گلشن	دگر از نو بہار آمد پیاپے
کشیدم نالہای شب بہ ہجرش	خبر دار از من کسے با او پیاپے
فلک طرز جفاسے نزک بگروت	بہ جرم غیر از من انتقامے
طفیل العدہ آساید چو از ناز	بود در عشق ہر یک پختہ خامے
ونواسے دور چرخ این است ساقی	نہ جم ماندہ نہ جمشید و نہ جامے
نہ ہستی تا عدم دانی چہ فرق است	نہ باشد ہیچ الا یک دوگامے
نہ تنہا کافر عشق است رعنا	مسلمان ہندہ شہ ہندو بسن رامے

جب اشعار عاشقانہ یاسمن نے سنے جوش سے لگی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اُس نازنین نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ چلو باغ ہمیشہ بہار مین تمھارا سب انتظار کر رہے ہونگے نرگس شہلا چشم براہ انتظار ہے سنبل پیچان پریشان و بیقرار جام گل شراب شبنم سے خالی ہر گل لا ابالی کسی جانب باغبان و صبا دوڑ رہے ہین گلچین و صبا مین جھگڑے پڑ رہے ہین اسطرح مسکرا مسکرا کر باتین کین کہ یاسمن کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئین وہ جو ساحر آسمان سے آیا تھا وہ قفس کو لے گیا یہ نازنین یاسمن کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی میثاق نے چاہا بڑھکر روکون مگر فیروزہ بن عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا اے وزیر اعظم اسوقت ہنگامہ گیرودار بلند ہوا اور یہ ساحر جم گیا ہو تمھارا رنگ نہ جمے گا خونخوار الیاسا حرکیا کیا کد و کوشش کی مگر وہ نہ رُکا قفس کو لے ہی گیا بادشاہ و میثاق و خونخوار وغیرہ رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر بارگاہ مین بیٹھے صلاحین ہونے لگین بادشاہ نے فرمایا مین کل روانہ ہونگا الیسا نہ ہو کہ آپ لوگ روکین جسکو ساتھ چلنا ہو وہ چلے ورنہ مجھکو مہلت دے کہ مین جاکر اُن گرفتاران دام مصیبت کی رہائی کی تدبیر کرون سامنے سے ساحر آکے لیگیا اور ہمارے کیے کچھ نہ ہوسکا لہذا کل جسکو چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے خونخوار نے عرض کی غلام تو ضرور ہی ساتھ چلیگا سب سرداروں نے عرض کی غلامان جانباز ہمراہ رہین گے بادشاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون اس سفر مین یکہ و تنہا جاؤن اگر لوح دستیاب ہوئی

اور مناسب ہوگا تو مین پلٹ کر تم سمھون کے پاس آؤنگا اگر لوح نہ ملی تو مجھسے ملاقات
نہ ہوگی بڑا مقام افسوس یہ ہو کہ سب قیدی چھوٹے آسمان پری دفرلیشہ قید رہین
اُنکی رہائی کی صورت ابتک نہ ملی خدا اُنکو رہا کرائے اُسدن آرام آئے آجتک کوشش
بیکار گئی رات بھر یہ صلاحین مشورہ رہا صبح کو بادشاہ نے لباس جسم پر آراستہ کیا اور
سلاح جنگ لگائے گھوڑے پر سوار ہوے خونخوار و بیثاق سحر کر کے بلند ہوے
جانورون کی شکل بنکر بادشاہ کو دیکھتے ہوے چلے بادشاہ گھوڑا اڑائے ہوے جاتے
ہین سرداران غیر ساحر تھوڑی دور تک ساتھ آئے آخر بادشاہ نے سب کو رخصت
کیا سب پلٹ گئے بادشاہ گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کیا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اپنے
گھوڑے اُڑاے ہوے آتے ہین اُس جوان نے جو بادشاہ کو اکیلا دیکھا اپنے
ساتھ والون سے آواز دی اِنکو گرفتار کرلو چہار طرف سے وہ لوگ آگ برسانے
لگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ساحرون کے سحر ٹے آسمان سے خونخوار اور
بیثاق نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر سحر کامل ہو رہے ہین اور خونخوار بھی دیکھ رہا ہی
کہ کیا دجادو سب کا افسر ہی بھی چاہتا ہو کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون خونخوار زمین پر
آیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا تو چاہتا ہو طلسم کشا کو گرفتار کرلے یہ غیر ممکن ہی مجھسے تو اول
مقابلہ کر یہ کہکر ایک دستک دی کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار آیا پشت پر
کئی غلام ہٹو ہٹو کرتے ہوے آتے ہی للکارا کہ او کیا دجادو ہمارے شہنشاہ کا
مقابلہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہو پہلے مجھسے مقابلہ کر جب مجھکو قتل کرلینا تب اختیار ہو
ہرچند کہ یہ حقیر مجبور رونا چارہ ہو لیکن تیرے مقابلے مین کب بیکار ہی کیا دجادو تلوار
چمکاتا ہوا پلٹا اُس جوان پر جا پڑا غلام جو اُس جوان کے ساتھ ہین وہ بھی برابر
لڑرہے ہین اپنے مالک کے قریب کسی کو نہین آنے دیتے کیادنے ہاتھ تلوار کا
مارا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار کو اُسکے بہ آسیب سپر رد کیا اُلجھادے
سے ہاتھ نکالکر مارا خونخوار نے بھی دستک دی دستک کی یہ آواز سنکر اور زیادہ

پھنک کر ٹوٹنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر کو اُٹھا دیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار لگی تا بہ جگر گاہ پہونچی جگر سے کیاد کے دُھواں نکلا اُس دھوئین نے غبار باندھا اُس دُھوئین سے زخم کیاد کا صحت پاگیا سات مرتبہ اُس جوان نے کیاد کو قتل کیا مگر ہر مرتبہ صحت پاگیا خونخوار نے جو دیکھا کہ کیاد نہین مرتا ہر مرتبہ صحت پا جاتا ہو جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑ دیا اُس طائر نے سر پر کیاد کے آکر ایک چیخ ماری دہن سے آگ نکلی طائر جلا خاک اُسکی کیاد پر گری کیاد بھی جلنے لگا میثاق نے آسمان سے ایسا سحر کیا کہ سب ساحر بھاگے فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہا ہو جب حقہ داغا دس پانچ کو جلا دیا آخروہ سب بھاگے میثاق نے چلتے چلتے کئی ہزار کو جلایا باقی سب بھاگ کر درہ کوہ مین چھپے خونخوار نے عرض کی ای شہریار یہ راہ جزیرہ انتخاب ہو قدم بقدم ساحر بھرے ہوے ہین جا بجا ہرکارہ کو روکین گے اب آج اسی مقام پر مقام کیجیے شب بھر عیش و فرحت رہے صبح کو پھر روانہ ہو جیے گا بادشاہ نے حکم دیا گوشۂ صحرا مین بارگاہ استادہ ہو ہمارے ساتھ سواے فیروزہ کے اور کوئی نہ رہے میثاق وخونخوار الگ اُترے بادشاہ جاکر بارگاہ مین بیٹھے فیروزہ سے فرمایا اگر ہوسکے تو فی بھاؤ فیروزہ بن عمرو سامنے آکر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

بوسہ ہونٹونکا شب وصل وہ کیا دیتے ہین	ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین
ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین	جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین
کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا	ایک ٹھوکر سے وہ کشتے کو جلا دیتے ہین
کشتۂ تیغ نگہ تک نسکین بھر کے نگاہ	خون بہا مانگیے تو وہ خون بہا دیتے ہین
نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا	شام جب ہوتی ہو ہم اُنکو دعا دیتے ہین

فیروزہ بڑے زور و شور سے گا رہا ہو بادشاہ نے تاج اُٹھا کر رکھدیا ہو سر برہنہ بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین وہ پہر شب گذر چکی ہو زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہو بڑھتی جاتی ہو زلف مہوشان کا ڈھنگ ہو اُس رات کا عجب رنگ ہو کہ ایک ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا بارگاہ پر آکر لہرایا ایک دناٹا ہوا کہ فیروزہ کانپ گیا وہ ابر

پھٹا ایک تخت زمردین آیا اُسپر ایک معشوق خوش وضع کبک رفتار شیرین گفتار سوار
آفتاب جمال ابرو ہلال دونون ہونٹھ برگ گل طائرون کا اربین غل وہ نازنین ہنستی
ہے تو معلوم ہوتا ہی دُرج دہن کھلا موتی برس رہے ہین دندان گوہر شا ہوار جنپر آب
مروارید نثار کلام مین مسیحائی وضع مین رعنائی زیبائی وہ نازنین تخت سے اُتری ارادہ
تو یہ تھا کہ سحر سے مار لونگی مگر جب نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے بادشاہ کو دیکھا حیران
جمال و محو دیدار ہوگئی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی
ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ صبح و شام گلے ملتے ہین روشنی عارض کی صبح حلب جُھک کر
سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کے پاس بیٹھی
زانو پر ہاتھ رکھکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کچھ آپ کو خوف نہ آیا کہ پرائی
عملداری مین آپ آکر اُترے یہ تو خبر ضرور سُنی ہوگی کہ یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہی ہر منزل
مین ساحران نامی مقرر ہین آپ جا بجا روکے جاوینگے اور مین متہم گشت ہون یہ سُنکر
بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور رہی سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران عالیوقار طلسم کشا
نوخیز جمشیدی انشاء اللہ تا بہ جزیرۂ انتخاب پہونچین گے ہرچند کہ جو شاہزادی
واسطے دریافت حال کے گئی تھی وہ گرفتار ہوگئی ہم اُسی کی رہائی کو جاتے ہین مگر
انشاء اللہ اُسکو رہا کرینگے جو جو قیدی گرفتار ہوگئے ہین اُن سب کی رہائی ہو تب
دل کو قرار آئے قمر عذار نے جواب دیا بڑی سخت محنت آپ نے اپنے اوپر گوارا
کی ہی آپ کا خدا آپ کی مدد کرے قمر عذار تو ہنس ہنس کے یہ باتین کر رہی ہو کہ
آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ او گیسو بُریدہ مین جانتی ہون کہ تجھکو اپنے سحر پر ناز ہی
مگر منم انتخاب جادو کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی قمر عذار نے جو مان کو دیکھا گھبرا گئی
آواز دی کہ ای مادر مہربان آپ آکر سُن لیجیے مین اِنکو سمجھانے آئی ہون مگر یہ نہین
مانتے بہت مجبور رہی ہون مین نے ابھی تک کوئی کلام محبت آمیز نہین کیا انتخاب نے
سامنے آکر گولہ مارا قمر عذار نے ہنس دیا گولہ پھٹ کر گرا قمر عذار نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا گولہ فولادی نکالا مگر پُکار کر آواز دی کہ ای مادر مہربان مجھکو خوف آتا ہی کہ یہ گولہ

خالی نہ جائیگا اپنے کو بچائیے بھاگ جائیے انتخاب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ گولہ ساختہ ساحری وجمشید ہی اس سحر مین بڑا بھید ہی تڑپ کر بلند ہوئی اور بھاگی مگر چلتے چلتے کہگئی کہ او قمر عذار چین نہ لینے دونگی پاس خداوند جمشید ثانی کے فریاد و جاؤنگی اُنکو لاکر تجھسے لڑواؤنگی قمر عذار ہر چند کہ زرد ہوگئی مگر کہا اے شہریار آپ کی محبت مین یہ جفاے اول ہی کہ مان دشمن ہوئی مگر شکر کرتی ہون اگر گولہ مار دیتی تو مان کا خاتمہ ہوتا ہر چند کہ اُنکی قضا قریب ہی مگر میرے سر تو خون نہ ہو آپ کو لوح ملجاے اور رفتا جی طلسم مین مصروف ہون تمام ساحران نامی جب آپ کے ہاتھ سے قتل ہون تو والدۂ ماجدہ بھی اُسی بلوے مین قتل ہونگی کیسا بے ڈھب مقابلہ پڑا ہی کچھ بن نہین پڑتا عجب صورت ہی نظم

ہی خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر / تارہ ہی کوئی یا مہ تابان کے برابر
روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر / ہی نہر رواں روضۂ رضوان کے برابر
افشان ہی اُدھر زلف مین سینے مین ادھر داغ / اک اور چراغان ہی چراغان کے برابر
پیراہن یوسف کا مہ یعقوب کو مژدہ / آپہونچا ہی اب قافلہ کنعان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم / خلوت ہی ہمین خانۂ زندان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کرو جوشش جنون کی / آپہونچا ہی اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار پڑھکر قمر عذار بہت روئی کہا یہ مقدمہ بہت نازک ہی دیکھیے کیا انجام ہو رونا اسکا ہی کہ صرف مین آکر بیٹھی چند باتین بھی نہ کرنے پائی کہ مادر مہربان کو خبر ہوگئی مین افسوس اسکا کرتی ہون کہ مین نے اُنکے سحر کا جواب کیون دیا لیکن اگر نہ دیتی تو مبتلاے بلا ہوتی لہذا اب مین رخصت ہوتی ہون جاکر دریافت کرون کہ مادر مہربان نے یہان سے جاکر کیا انتظام کیا مین تو اُنکے حکم کی مطیع ہون جو تدبیر کرین چاہتی ہون کہ گردن تابی نہ کرون لیکن خوف گرفتاری دامنگیر ہوتا ہی مجھکو گرفتار کرلین گی تو وہ سزا دینگی کہ جو مجھسے اُٹھ نہ سکیگی مین نے ہمیشہ ناز و نعم سے پرورش پائی مجھسے سختی نہ اُٹھیگی اسی خوف سے مین نے سامنا کیا یہ کہکر سعدے جب رخصت ہونے لگی تو سعد نے دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی عجب

داغ دینے کو آئی تھین دیکھون کیا انجام ہو مگر اسکا خیال رہے کہ ہمارا دل سے کے
جاتی ہوا اور ہم بر سر راہ ہین ہر منزل پر خیال رہے ملکہ نے کہا مجھے خود ہین نہ پڑیگا
مین جاتے ہی انتظام کرونگی یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی اور اپنے باغ مین آئی ملول و
بیقرار ہو رہی تھی آتے ہی حکم دیا ایک کنیز والدۂ ماجدہ کی مخفی خبر لائے کہ انھون نے
کیا کیا سمنبر نامے ایک کنیز اُٹھی عرض کی واری مین خبر مخفی لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوئی
مگر انتخاب جادو جو پلٹ کر قصر مین آئی رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھتی تھین
کیون ملکۂ عالم خیر تو ہو انتخاب نے کہا صاحبو غضب ہوا کہ قمر عذار ایسی شاہزادی
جاکر سعد شہر یار سے ملگئی مجھکو یقین تھا کہ جسروز اسکا سامنا ہوگا یہ بادشاہ کو سحر سے
پکڑ لائیگی یہ جو پھرتی ہوئی شب کو گئی بلا تکلف اُنکی بارگاہ مین اُتر پڑی مین بھی وقت
پر پہونچی مین نے للکارا وہ آمادۂ سحر ہوئی مین ایسی ہی ساحرہ تھی کہ اُسکے سحر سے بچی
اب کیا کرون یہ ذکر تھا کہ سمنبر کو آتے ہوے دیکھا کہا ای سمنبر اسوقت کیونکر تم آئین
سمنبر نے کہا ای ملکۂ عالم جسوقت سے ملکہ قمر عذار پلٹ کر آئی ہین آپ کے لیے بیقرار
ہو رہی ہین چاہتی ہین آپ سے فساد نہ ہو اور اسی لیے مجھکو بھیجا ہی کہ دریافت
کرو کہ والدۂ ماجدہ کیا انتظام کر رہی ہین مگر خوف اس بات کا ہی کہ ایسا نہ ہو آپ
اُنکو گرفتار کرکے سزا دین فرماتی ہین مین نے ناز و نعم سے پرورش پائی مجھسے مصیبت
زندان خانہ نہ اُٹھ سکے گی دو پہر مین جنازہ نکلے گا یہ سُنکر انتخاب رونے لگی کہا ای
سمنبر جاکر کہدینا کہ ای نور نظر مین تو تمھارا فعل مخفی کرون مگر قدرت کو جو خبر ہوگی
کہ وہ داخل طلسم باطن ہین اور اہل طلسم باطن اُنکی خاطر کر رہے ہین قدرت
عیش پسند ہین جسوقت سنین گے کہ قمر عذار طلسم کشا کی مددگار ہی ایسا نہ ہو کہ
قدرت اُٹھ کھڑے ہون میری جانب سے سمجھا دینا کہدینا کہ ای نور نظر مجھے سب کچھ
گوارا ہی اور مجھسے خوف نہ کرنا مگر قدرت سے اپنے کو بچانا مین اطلاع ضرور کرونگی
ابھی نامہ روانہ کرتی ہون اور اگر کسی کی زبانی اُنھون نے خبر پائی تو مجھپر خفا ہونگے
اور فرماوینگے کہ تمنے بیٹی کی خبر ہمسے چھپائی اسکا مین کیا جواب دونگی تم ہوشیار رہنا

اپنے کو قدرت سے بچانا ہین نہین چاہتی کہ تم قید ہو یا تم پر قدرت بدعت کرین ہمنبر تو
اُدھر پلٹی اِدھر انتخاب جادو نے جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند لوح کی تو
حفاظت آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہی عنبر افشان اور یاسمن رنگین پوش جو
آپ کے پاس قید خانے مین ہین اُنکی بخوبی تمام حفاظت کیجیے گا اور قمر عذار سے ضرور
ہوشیار رہیے گا کہ وہ طلسم کشا سے مل گئی ہی اُس سے ہوشیاری چاہیے ہی اور مین بھی
اُسکی فکر کر رہی ہون لیکن حضور خوب آگاہ ہین کہ قمر عذار ایسی نہین ہی کہ جسکو سوا ے
آپ کے اور کوئی گرفتار کر سکے آیندہ آپ کو اختیار رہی یہ عرضی جو جمشید کو پہونچی پڑھکر
بہت برہم ہوا کہا لو صاحبو غضب کی بات ہی کہ انتخاب جادو اطلاع کرتی ہی کہ بیٹی
میری سعد پر عاشق ہوئی یہ کہکر ہرکارے مقرر کیے کہ خبر ہمکو پہونچاؤ کہ سعد شہریار کس
راستے سے آتے ہین مین خود جاؤنگا ہرکارے روانہ ہوے یہان سعد بن قباد کہ
یارمین دونون شاہزادیون کی بیقرار تھے اب قمر عذار کا آکر رخصت ہونا اور زیادہ
پریشانی کا باعث ہوا فرمایا اے خونخوار فراخ پیشانی انتظام کرو کہ لشکر روانہ ہو حیف
کہ قمر عذار آج وہ داغ دیگئی ہین کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل
سنگ فراق قمر عذار سے ٹوٹا دیکھیے اب کب ملاقات ہو اگر ہو سکے تو خبر منگواؤ کہ
اُنپر یہان سے جاکر کیا گذری خونخوار نے اُسی وقت ایک ساحر موسوم بہ منزل پیما
کو روانہ کیا منزل پیما جو براے خبر روانہ ہوا اُسوقت آیا کہ قمر عذار باغ مین اپنے
بیٹھی ہی اور کنیزون کو حکم دے رہی ہی کہ دریافت کرو کہ بادشاہ اُس منزل سے روانہ
ہوے یا وہین اُترے ہین چند کنیزین واسطے خبر کے روانہ ہوئین کہ جاکر خبر لادین کہ
منزل پیما آکر پہونچا ملکہ قمر عذار نے جو منزل پیما کو دیکھا پوچھا اے منزل پیما کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا منزل پیما نے عرض کی مجھے سعد شہریار نے روانہ کیا ہی اور دریافت فرمایا ہی
کہ یہان سے جانیکے بعد آپ پر کیا گذری قمر عذار نے کہا میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا اور دعاے ترقی عمر و دولت دیکر کہنا کہ کنیز کو ہر وقت یہی فکر ہی
کہ آپ کا حال دریافت کرون منزل پیما نے عرض کی شہریار کا کوچ ہوا اور آج منزل

سر خاب پر جا کر اُتریں گے یقین ہر کہ دو چار دن میں قریب جزیرۂ انتخاب پہونچیں
قمر عذار نے زانو پہ ہاتھ مارا اور کہا کہ ای منزل پیما جس کو کہ منزل سر خاب کہتے ہیں
وہ مقام مایوس جادو ہو مجھکو یقین ہر کہ مایوس فساد برپا کرے اُسکو اپنے سحر پر بڑا
ناز ہر منزل پیما نے عرض کی وہان تو کوچ کی تیاری ہوگئی یقین ہر کہ نصف منزل طی کرگئے
ہونگے اگر حکم ہو تو جا کر سمجھاؤن قمر عذار نے کہا ای منزل پیما اگر ممکن ہو سکے تو راہ
مین اُتر پڑین صحراے مایوس جادو مین نہ جائین وہ وہ سحر کریگا کہ جنکا دفعیہ دشوار
ہوگا اور خونخوار فراخ پیشانی ہر چند کہ ساحر زبردست ہر مگر اُسکے سحر سے مہلت ہرگز
نہ پائینگے بیثاق بھی اپنے کو سحر سے بچائین اسواسطے کہ وہ مالک تحفہ جات طلسمی کا
ہو اور چند فقرے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے آخر مین یہ اشعار عبرت آثار لکھے **نظم**

بے یار کسطرح نظر آئے نہ گھر اُداس ... وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے دیوار و در اُداس
کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملے ... آتا ہو کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس
کیا آج یاس ہوگئی تاثیر گریہ سے ... یون تجھکو دیکھتے تھے نہ ای چشم تر اُداس
اندھیر ہر نہ آیا شب وعدہ بھی کوئی ... ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
دیکھین دکھاے آج شب انتظار کیا ... جلتا ہو شام ہی سے چراغ قمر اُداس
تڑپا رہی ہین دل کو اگر اُسکی شوخیان ... پھر کیون ہو میری آہ کا رنگ اثر اُداس
نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوق جستجو ... آئی ہر پھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر اُداس
بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تم سا شوخ ... بیٹھے اُداس بزم مین اور اسقدر اُداس
اول تو دیکھین صبح شب وصل یار ہم ... پھر ای فلک سحر بھی تو ایسی سحر اُداس
محفل کا عاشقون کی بھی ہر رنگ دیدنی ... کوئی اِدھر اُداس ہر کوئی اُدھر اُداس
سب چپکے بھلاے ہمین اُسکی یاد نے ... ایک ایک بات رکھتی ہر وہ وو پھر اُداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون ... ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر اُداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان ... افسردہ یہ ہوے وہ مجھے دیکھکر اُداس

یہ نامہ لکھکر آخر مین لکھا نامۂ شوقیہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار مشرف باد منزل پیما

نامہ لیکر چلا اڑتا ہوا آتا تھا کہ گذر اسکا ایک صحرا مین ہوا دیکھا ایک درخت مین آئینہ لٹکا
ہوا ہی حیران ہوا کہ جنگل مین آئینہ کون لٹکا گیا آکر آئینہ دیکھا آئینے کو دیکھتے ہی حیران ہوا
حرکتین خلاف کرنے لگا کہ سامنے سے مایوس جادو آیا پکارکر پوچھا ارے تیرا کیا نام
ہی کہان سے آتا ہی اور کہان جائیگا منزل پیما نے فورًا ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ سعد شہریار
کا ملازم ہون پاس قمر عذار کے گیا تھا یہ کہکر نامہ نکالا سامنے مایوس کے پیش کیا آگے
اُسکے ایک قصر تھا مایوس نے اشارہ کیا کہ اس قصر مین جاکر بیٹھو منزل پیما یہ حکم سُنکر
اُس قصر مین داخل ہوا جاکر دیکھا صدہا قیدی زنجیرین پہنے ہوے بیٹھے ہین اور فریاد
کر رہے ہین یہ دیکھکر منزل پیما نے چاہا قصر سے نکل بھاگون کہ وہ سب قیدی لپٹ گئے اور
منزل پیما کو آہنی زنجیرین پہنا دین زبان مین سوزن دی اب منزل پیما کو جو ہوش آیا
اپنے حال پر افسوس کرتا تھا مگر سعد شہریار دن بھر منزل چلے شام کو ایک صحرا مین
جاکر پہونچے دیکھا صحراے ویران بونڈرے گرد کے اٹھہ رہے ہین درختون کے پتے
گرے ہوے جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین وحشت کا مکان کف دست میدان نہایت
اُجاڑ سنسان ہی خونخوار نے بڑھکر عرض کی کہ اب حضور آگے نہ بڑھین آگے بڑھکر اور
صحراے ویران ملیگا اسطرف جنگل کوئی آباد نہین ہی بادشاہ گھوڑے سے اتر پڑے پھر
ہر مقام پر سردار اُترنے لگے بارگاہین استادہ ہوئین سوار و پیدل اُترے تھوڑی
دیر مین سب کھانا پکانے کے سامان کرنے لگے چولھے بن گئے آگ روشن ہوئی ہی کہ
آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا بادشاہ نے فرمایا کیون اے خونخوار اب کیا انتظام کرین
اگر مینھہ برسا تو یہ لوگ کہان جاوینگے خونخوار نے عرض کی غلام کیا عرض کرے اور
حقیقت مین مقام بہت ویران ہی لیکن غلام جاکر تلاش کرتا ہی اگر کوئی قصر ملے تو اُسمین
لشکر کو اُتار دے ان لوگون کی جان تو بچے بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے لیکن سرنگون
خونخوار و میثاق تلاش مین نکلے ایک مقام پر دیکھا گوشۂ صحرا مین ایک چھوٹا سا
مکان بنا ہی بجاے قفل کے ایک آئینہ لٹکا ہی خونخوار و میثاق نے جاکر آئینے مین منھہ
دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک صحبت پُر تکلف آراستہ ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان

مہر تمکین ہر مقام پر بیٹھی ہین اور ایک ساحر جلیل مقام صدر پر میثاق وخونخوار نے
جو یہ معرکہ دیکھا کانپنے لگے ہوش وحواس پراگندہ ہوے کہ ایک طرف سے مایوس
آیا اور کہا کہ ای خونخوار ومیثاق اِس قصر مین تمھارے سب مشتاق ہین بلکہ کیا عجب
ہی کہ تمھارے قیدی بھی اِس قصر مین ہون یہ کہکر مایوس نے دروازہ کھولدیا میثاق
وخونخوار اندر داخل ہوے دیکھا وہی جلسہ آراستہ ہی کہ ایک ساقی بیچے نے بڑھکر
خونخوار کو جام دیا خونخوار نے نصف آپ پیا اور نصف میثاق کو پلایا دونون
جام پیتے ہی دیوانے ہوگئے اہل محفل نے پکڑکر زندانون مین انکی سوزن دی مایوس
نے سب سے کہا خبردار انکو باہر نہ نکلنے دینا اب مین جاکر لشکر بادشاہ کو مٹاتا ہون ادہر
بادشاہ خونخوار ومیثاق کا انتظار کر رہے تھے کہ جو ابر اُٹھا تھا اُس سے برف گرنے
لگی لشکر مین تلاطم ہوا شاہزادیون نے نکلکر دیکھا کہ برف کی سلین گر رہی ہین ہزارہا
طائر شاخہاے نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی شاہزادیان حیران ہوگئین طائر دیکھ
دیکھکر ہوش اُڑے کہ یہ طائر کیسے ہین کہ اِن پر برف تاثیر نہین کرتی چاہا پلٹین کہ سلین
گرنے لگین اُسی برف کے نیچے یہ شاہزادیان بھی دب گئین اب کون لڑنے والا ہی
کہ ایک صداے مہیب آئی کہ منم مایوس جادو ای مسلمانان ایسے بے خوف ہوے
کہ مابدولت کے صحرا مین اُتر پڑے بادشاہ نے جو دیکھا کہ کوئی رفیق وشفیق باقی نہ رہا
اور فیروزہ بھی ایک جگہ دبا پڑا ہی اُٹھ نہین سکتا بادشاہ بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب وغریب بیہوشون کو قتل کرتا پھرتا ہی بادشاہ نے نعرہ کیا کہ ای
نامرد خبردار جو بیہوش پڑے ہین اُنکو قتل نہ کرنا مایوس نے پکار کر کہا کہ ای بادشاہ تم
اپنی خیر مناؤ دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر بادشاہ کھڑے تھے اُس مقام کی برف باری موقوف ہوئی
مگر ایک پہلوان نے آکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑا
نیزہ توڑکر چاہا وار کرون کہ وہ پہلوان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
چاہتے تھے اِسے گرفتار کرلون وہ جوان لشکر سے نکلا جنگل مین آکر آواز دی کہ ای

مددگار بیکسان واہی یا ورغریبان آگر میری مدد کرو صحرا سے گرد اُٹھی بارہ ہزار جوان ایک صورت کے پیدا ہوے وہ جوان جو بھاگ کر آیا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہوا یہی سبکا افسر تھا آواز ین دے رہا ہو کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد ہلہ کوشش نام و ننگ باید کرد ہلہ یہ جو وہ جوان آواز دیتا ہی توسب بلوہ کر کے بادشاہ پر حربے لگاتے ہین بادشاہ مجبور و ناچار بیقرار ہو کر دعائین کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

دعائے کند من کنم مستجاب	تو گوی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا	چو عاجز رہانندہ دانم ترا

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی اُن سب نے بلوہ کیا ہو زنجیرین بر چھیان لیکر بڑھے ہین کہ بادشاہ پر حربہ کرین بادشاہ تلوار کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کسی کو قریب نہین آنے دیتے جو قریب آیا علت شمشیر آبدار ہوا جب دو چار سو جوان مارے گئے بادشاہ چاہتے ہین اُنکے مجمع سے نکلون مگر مایوس جادو پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کر لو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار آجائے بادشاہ نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای خالق کون و مکان وای رب دوجہان اِس آفت ناگہانی سے نجات دے کہ مین مہلت پاؤن ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن مایوس خوش ہو رہا ہو کہ مین نے سب لشکر کو مبتلا کر لیا ہی میثاق و خونخوار جو بڑے ساحر زبردست تھے اُنکو وہان پھنسایا مگر بادشاہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا یہ سب تو اس فکر مین ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر بادشاہ کہتے ہین بموجب اِس مصرع کے ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ہلہ تو سب کا حاکم و ناظم ہی تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اِس آفت سے بچالے مایوس ٹہلتا ہوا قریب آگیا ہی ہرچند بادشاہ چاہتے ہین کہ گھوڑا بڑھا کر قریب مایوس پہونچون مگر وہ سب جوان سینہ سپر کیے ہوے ہین بادشاہ کو بڑھنے نہین دیتے وہ چاہتے ہین اِنکے بیچ سے نکلون اور قریب مایوس پہونچون مگر وہ جوان نہین جانے دیتے بادشاہ کو روکے ہوے ہین بادشاہ نے

بیقرار ہوکر دعا کی کہ آسمان سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا صدہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے وہ ابر آکر ٹکا مایوس جادو نے جو وہ ابر دیکھا خوش ہوگیا کئی ملازم جو قریب تھے اُسنے کہنے لگا لو میری مددگار آتی ہی اب بادشاہ گرفتار ہو جاوینگے ملازمون نے کہا آخر کون آپ کی مدد کو آیا مایوس نے کہا ملکہ قمر عذار کہ خدمت گشت اُسکے سپرد ہی خبر اُسکو ملگئی عین وقت پر آئی ایک ملازم نے کہا آپ آگاہ بھی ہین منزل بیچا سے جادو جو قید ہوا ہی اُنھین کا نام وہ ارتضا اب تدبیر کیجیے مایوس نے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہی مگر سامنے خداوند کے سمجھا جائیگا یکایک وہ ابر پھٹا سب نے دیکھا کہ قمر عذار ایک طاؤس پر سوار ہی بھاری جوڑا پہنے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا بجاے بندی سیندور کے ماتھے پر آئینہ بندھا ہی کہ مثل برق کے چمک رہا ہی للکارا کہ او مایوس بہتر یہ ہی کہ تو بھاگ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ صدا سنتے ہی مایوس جادو نے جھپٹ کر گولہ مارا قمر عذار نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوپ نکل آئی برف برسنا موقوف ہوئی جو لوگ بیہوش پڑے تھے اکثر اُن مین سے اُٹھنے لگے بعض کو ہوش آیا لیکن ملکہ لوحدار ان طلسم کوہ جو تڑپ کر اُٹھی دیکھا بادشاہ مجمع مین گھرے ہین للکارا کہ او ساحر مغرور تو نے اپنے نزدیک بڑا سحر کیا ہی ہمارے شاہ کو حیران کر رہا ہی میرے مقابلے مین تو آ یہ سنکر مایوس نے آواز دی کہ ای خنجر مار اِسکا سر کاٹ لے قمر عذار دیکھ رہی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی اُس برق سے ایک خنجر پیدا ہوا یقین تھا کہ ملکہ لوحداران طلسم کوہ پر گرے قمر عذار نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز دی کہ ای نازنین اپنے کو بچا یہ مایوس جادو بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ تمپر حملہ کرے اُس خنجر سے تم نہ بچتین مگر خیر مین نے بچا لیا یہ سنکر لوحداران کو بڑا صدمہ ہوا پکار کر کہا ای شاہزادی والا نبار ہرچند کہ آپکا حسن رشک آفتاب و مہتاب ہی لیکن یہ مقدمۂ سحر بہت لاجواب ہی اسکو سحر کرنے دیجیے انشاء اللہ تعالی مین دفع کرونگی آپ دخل نہ دیجیے قمر عذار تو مسکرا کر خاموش ہو رہین دل مین خیال آیا کہ لوحداران کو مجھے دیکھکر رشک ہوا مایوس جادو نے دوسرا خنجر گرایا ہرچند لوحداران نے روکا مگر

خنجر تڑپ کر گرا کہ سر لوحدار ان کا زخمی ہو گیا سر سے خون بہا مایوس نے چاہا بڑھکر گرفتار
کر لون قمر عذار کو تاب نہ آئی مسکرا کر آواز دی کہ ای طائران صحرا و ای مرغان ہوا اِس
بیحیا کو لینا بڑا غرور دکھا رہا ہی یہ جو قمر عذار نے آواز دی چند طائر زمین پر گرے ساحر
کی شکل بنکر طرف مایوس کے چلے مایوس ہر چند روکتا ہی مگر کیا ممکن ہی کہ روک سکے پھر
دفعتہً ایک برق چمکی مایوس نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکا برق نے سر زخمی کیا بس
مایوس نے ایک پتھر زمین سے اُٹھا کر قمر عذار پر پھینکا پتھر برسنے لگے قمر عذار نے
مُسکرا کر آواز دی ای سپر سحر آکر حاضر ہو جیسے ہی ملکہ نے یہ آواز دی دیکھا سب نے
کہ سپرین فولادی سر پر قمر عذار کے قایم ہوئین جو پتھر گرتا ہی سپرین اپنے اوپر روکتی
ہین مایوس بہت پریشان ہوا جی مین کہتا ہی کہ جو سامری نے لکھا ہی اُسکا ظہور ہو رہا
ہی مایوس نے کمر سے ایک عقاب کاغذی نکالا سحر کرکے عقاب کو اُڑایا وہ طرف قمر عذار
کے چلا قمر عذار نے جو عقاب کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ عقاب
کے دو ٹکڑے ہوے مایوس نے کئی عقاب اُڑائے مگر قمر عذار کے ہاتھ سے قتل
ہوے مایوس جھلا کر ایک تخت پر سوار ہوا اُڑتا ہوا طرف قمر عذار کے چلا ملکہ
قمر عذار نے جو دیکھا کہ مایوس آتا ہی تیغ سحر کھینچے ہوے اِس زور و شور سے سحر
کر رہا ہی کہ زمین کانپ رہی ہی گھبرا گئین لیکن جب دیکھا کہ یہ قریب آپہونچا اور روکے
سے نہین رُکتا تو جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالکر ماری اور پُکار کر کہا کہ ای مایوس ہوشیار
ہو جاؤ مایوس نے بہت سے سحر کیے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی کارد سحر آکر سینے پر پڑی
کہ توڑ کر پار گذری مایوس کا مارے جانا کہ جتنے لوگ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار
ہو گئے میثاق و خونخوار جو قید خانے مین قید تھے یکایک دناٹا ہوا قیدین ٹوٹ کر
گرین، زبان سے سوزن خود نکلگئی یہ جوان دونون کے دونون اُس مکان سے
نکلے کسی قیدی کو اپنے قریب نہ پایا آپسمین کہتے تھے کیون ای میثاق یہ کیا شعبدہ تھا
خونخوار نے جواب دیا کہ ہم تم سحر مایوس مین پھنسے تھے معلوم ہوتا ہی کسی نے
مایوس کو قتل کیا تب ہمنے اور تمنے رہائی پائی لیکن چلو دیکھین لشکر کا کیا حال ہی

ہم تم ایسے ساحران زبردست یون پھنس گئے اور نکل نہ سکے مگر حقیقت مین وہ شہریار صاحب اقبال ہو ایساہی کوئی ساحر نامی تھا جسنے مایوس کو مارا جسکا سحر جنگلون مین تیار تھا اُسپر بہ دست اندازی دشوار تھی نہین معلوم کون ساحر مدد کو پہونچا مگر سرکار جمشید نے مقرر کیے تھے یہ معرکہ دیکھکر خبرین لیکر بھاگے سامنے جمشید ثانی کے آئے بیان کیا کہ یا خداوند مایوس نے بڑی قیامت برپا کی برف برسا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کیا خونخوار و میثاق کو بھی قید کرلیا تھا عین وقت پر بی قمر عذار مدد کو آکر پہونچین اور مایوس کو آکر مارا جمشید ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خیر آگے منزل آہوان ہو اور غزال جادو وہان کی حاکم ہو وہ قیامت برپا کریگی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی صبح شہریار نے کوچ کیا میثاق وخونخوار گھوڑون پر سوار ہمراہ لشکر ہین جب دن کم رہا تو ایک صحراے خوشگوار مین پہونچے کہ چارون طرف دھانون کے کھیت لہرا رہے ہین اور چشمے جا بجا بھرے ہوے پانی موج مار رہا ہو ہر طرف بڑا ہنگامہ ہو ہزارون آہو پھر رہے ہین کہ دو آہو سامنے میثاق وخونخوار کے آئے اِن دونون نے گھوڑے اُن وحشیون پر ڈالے ہرچند سب منع کرتے ہین کہ اے میثاق وخونخوار کہان جاتے ہو مگر اِن دونون نے جواب نہ دیا آہوون کے ساتھ نکل گئے جاکر ایک دشت لالہ زار مین پہونچے آہو تو سامنے سے غائب ہو گئے مگر اُس چمن لالہ زار مین دو شاہزادیان بیٹھی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

نہ ٹھہری جب کوئی تسکین دل کی شکل یارونہین
نگہ کتنی ہو کچھ تیری مرے دل سے اِشارونہین
جوانی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن
دیے داغ تمنا تمنے سب کو بزم مین اپنی
فلک کو دیکھکر دنگ اور رہو تا ہون شب فرقت
جواپنے تیر کے پیکان کی ہو جستجو تمکو
کسیکے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہو

تو آنکلے تڑپ کر ہم تمھارے بیقرارون مین
نہین معلوم کیا باتین ہین دو بے اختیارون مین
یہی دنیا مین ہین دونون بڑے بے اعتبارون مین
مگر وہ لے چلے حسرت جو تھے امیدوارون مین
کہ گردش ہی نہین پاتا مین آج اُسکے ستارونہین
چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھنے ہم دل فگارونہین
اِدھر بھی آنکلنا ہم بھی ہین امیدوارون مین

محبت مین تمھاری جسنے عقل و ہوش کھوئے مین
وہی ہو عقلمند ون مین وہی ہی ہوشیارون مین
وہ ماتم بزم شادی ہی تمھاری جسمین شرکت ہو
وہ مرنا زندگی ہی تم جہان ہو سوگوارون مین
خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کو تیرے
یہ دل ہی اُنکے سینون مین کہ مرد کھین فرارون مین
کیا تمنے جو قصد دلربائی پڑ گیا جھگڑا
کرشمون مین ادا ؤن مین کنایون مین اشارون مین
وہ کھینچونگا جلال آہین کہ اُسکی خاک اُڑا دینگے
فلک نے ہمیں ڈالا ہی سمجھکر خاکسارون مین

خونخوار و میثاق نے جو یہ آوزین سنین اور ان اشعار کو سمجھا ہنستے ہوئے قریب معشو نکلے گئے دونون نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیے ان دونون نے سر جھکا لیا وہ دونون معشوقین ان دونون کو لیے ہوے ایک باغ مین آئین جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ایک طائر شاخ نخل سے اُڑکر سر پر میثاق و خونخوار کے آیا چرخ مارنے لگا اور یہ آواز دی کہ ای خونخوار تاجدار زن مریدی موقوف کرو مردانہ وار رہو دیکھو تو کس بلا مین پھنستے ہو اِسطرح جو طائر نے آواز دی خونخوار کو ہوش آیا وہ عورتین یا تو قریب کھڑی تھین یا ہاتھ چھوڑکر چاہا الگ ہون خونخوار نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ نازنین کا سر اُڑ گیا یہی کام میثاق نے کیا دونون نازنینون کا مرنا کہ وہ باغ سب جھلگیا دونون پلٹے اب طرف لشکر کے چلے جس صحرا سے گرفتار ہوے تھے اپنے مرکب اُسی مقام پر پائے مرکبون پر سوار ہوکر چلے کہ وہی دونون آہو سامنے سے آئے خونخوار نے کہا ای میثاق یہی آہو ہمکو لگاکر لاے تھے میثاق نے تیر مارا خونخوار کا تیر بھی برابر پڑا دونون آہوون نے تڑپ کر جان دی ایک غبار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین آہوان صحرائی بود اب یہ دونون جوان طرف لشکر کے چلے مگر یہان بادشاہ نے لشکر کو اُتارا ایا تو سب آہو دھالون مین چھپا کر رہے تھے یا سر کو اُٹھاکر لشکر پر آپڑے سیکڑون جوان شاخون سے اُنکی غربال ہوے جس آہو کو پکڑ لیتے ہین وہ چھوٹ جاتا ہی اول تو ہاتھ نہین آتا اگر کمند مارکر گرفتار کیا تو تڑپ کر نکلجاتا ہی بادشاہ کو خبر پہونچی کہ آہوان صحرا نے لشکر کو تباہ و برباد کیا ہی بادشاہ نکل کر گھوڑے پر سوار ہوے اور آہوون پر جا پڑے جب لوح محفوظ چمکاتے ہین تو

آہو بھاگ جاتے ہین جہان لوح کو گلے مین ڈالا آہوون کا وہی زور وشور ہوا جاتا ہے
ہین گھوڑے سے لپٹ جاوین مگر بادشاہ بڑی ہوشیاری سے شمشیر زنی کر رہے
ہین جو آہو آیا اُسے ہاتھ مار دیا جب لاشہ زمین پر گرا دوسرے آہو نے آکے
سونگھا ایک آہو نے اپنا عکس ڈالا اور ایک نے شاخ سے اِشارہ کر دیا مرادیہ ہی
کر اُٹھکر چل کہ وہ آہو دوڑنے لگا اِسطرح کسی آہو کا لاشہ نہین ملتا صدہا آہو شاہ
نے قتل کیے عین گرمی جنگ تھی لاکھون آہو لشکر پر گرے ہوے جوانونکو غربال
کر رہے ہین اور بادشاہ جمجاہ بیچ مین آہوون کے تیغ بکف مصروف جنگ ہین مگر
حیران ہین کہ کیا کرون اِسقدر آہو ہین کہ جنکی گنتی غیر ممکن ہو کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
میثاق وخونخوار گھوڑون کو کوڑا کرتے ہوے آتے ہین دور سے جو یہ کیفیت
دیکھی خونخوار نے گھوڑا ابڑھایا پکار کے آواز دی کہ حضور نہ گھبرائین غلام آگئے
کہ ایک طرف سے ایک آہو کلان نمودار ہوا خونخوار نے بڑھکر آہو کلان پر گولہ
مارا آہو نے گولہ خالی دیا ایک طرف سے میثاق سحر کر رہا ہی اور دوسری طرف سے
خونخوار مگر وہ آہو بھاگا بھاگا پھر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ دونون جوان
بہ جانبازی سحر کر رہے ہین مگر آہو سحر کو ہر طرف کر دیتا ہی دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا اور ایسا
تاک کر اُس آہو کو مارا کہ پیشانی پر آہو کی پڑا توڑ کر پار گذرا اُس آہو کے جسم
سے شرارہ ہاے آتش نکلے اُن آہوون پر گرے آہو جلنے لگے تھوڑے عرصے
مین سب آہو جلکر خاک ہوے جو لوگ زخمی تھے وہ بھی صحت پا گئے اور آواز آئی
کُشتی مرا نام مس غزال جادو بود اور دیکھا سب نے کہ لاشہ ایک جادوگرنی کا
پڑا ہوا ہی اور صحرا مین سناٹا ہی ہرکارے جمشید ثانی کے جو حاضر تھے وہ یہ خبرین
لیکر بھاگے سامنے جمشید کے آئے عرض کی یا خداوندا اِسطرح میثاق وخونخوار
صحراے لالہ زار تک پہونچے وہان جاکر ہوشیار ہوے آکر غزال کو گھیرا مگر
بادشاہ نے تیر مار دیا صحراے آہوان بھی صاف ہوا جمشید نے بڑا افسوس کیا

کہا بڑا رفیق مارا گیا مگر میرا کوئی حرج نہین ہوا میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مجھ تک کوئی
نہ آسکیگا لوح طلسمی کو کیونکر پائیگا ساحرون نے عرض کی یا خداوند عظیم و شان سعد
بڑھتا جاتا ہی ایسے ایسے ساحر شریک ہو گئے کہ جنکا مثل نہین خونخوار تاجدار کس
تکلف سے شریک مسلمانان جا کے ہوا جمشید نے کہا ایک مجھکو بڑا تعجب ہی کہ
ہنگام بر دبار جو قلعے سے بھاگا تھا وہ کہان گیا ہرکارون سے حکم دیا جا کے
دریافت تو کرو کہ ہنگام بر دبار ہمارے ساتھ سے چھوٹ کر کہان رہگیا ہین
اُسکو برائے جنگ طلسم کشا روانہ کرون ہرکارے چلے یہان لشکر بادشاہ اُترا
ہوا ہی اور خونخوار فراخ پیشانی کہ آجکے دن خدمت طلایہ اُسکے متعلق ہوئی ہی
کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر بر سر طلایہ آیا انتظام کر کے سوارون کو جا بجا مقرر کیا
آپ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اگر ہنگام بر دبار جو جمشید سے علحدہ ہوا
اِسکو سلطنت چھوٹنے کا بڑا قلق ہی کہتا ہی یارو کیا کرون ہائے سلطنت چھوٹی
کس لطف سے سلطنت کرتا تھا ہائے کیسی لڑائی پڑی کہ پانون نہ جما ملک چھوٹا
اِس سوچ مین آتا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُسنے چاہا اُتر پڑون پہلو مین اِس صحرا کے
ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ رنگین کہتے ہین ملکہ رنگین جادو یہان کی حاکم ہی رنگین کو
جو ہنگام نے دیکھا آسمان سے اُترا آیا رنگین جادو نے بمحبت مقام صدر پر جگہ
دی پوچھا اے شہنشاہ رات کو کہان سے پھرتے ہوئے آتے ہو ہنگام نے کل
کیفیت بیان کی رنگین نے بڑا افسوس کیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین بادشاہ اول
پر بڑا جبر ہوا اُسکا انجام یہ ہوا کہ آپ سے ملک چھوٹا ہنگام بر دبار بیٹھا ہوا شراب
پی رہا ہی کہ سامنے روشنی دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ خونخوار تاجدار اشہب مرکب پر
سوار طلایہ پھر رہا ہی خونخوار کو دیکھکر جلگیا رنگین سے کہا اے رنگین جادو میرے
دل کو قلق ہی چاہتا ہون کہ خونخوار کو قتل کرون بادشاہ لشکر اسلام کو بڑی مدد
اِسکی ذات سے ملتی ہی رنگین نے کہا ابھی کہو تو اِسکو بلوا لون اور قید کر لون ہنگام
ہنگام نے کہا اے رنگین یہ تو بڑا احسان ہوگا اگر خونخوار قید ہو جائے تو بادشاہ

لشکر اسلام کا بڑا زور رکم ہو رنگین جادو نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ او گل اندام
آہو کی شکل بنکر خونخوار کو لگا لا کنیز اپنے مقام سے اُٹھی غلطک مارکر ایک آہو کی
شکل بنی جست وخیز کرتی ہوئی چلی یہان خونخوار کھڑا ہو شب ماہ چاندنی کھلی ہوئی
دن سے بہتر روشنی بہ قول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ❊ زاغ پر بخفا گمان
بو تیمار ❊ اکثر طائر آشیانون سے چہک اُٹھتے تھے مگر خونخوار نے دیکھا کہ ایک
مادہ آہو سامنے سے آتی ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست
کیا تاک کر تیر مارا مادہ آہو کے پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پار گذرا اکھڑا کر
آہو گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام ہن گل اندام جادو بود رنگین
کو جو معلوم ہوا کہ میری کنیز قتل ہوگئی کہا او شہنشاہ اب مین کیا کرون مین سمجھی تھی
کہ کنیز لگا لائیگی اور مین یہان قید کرلونگی مگر وہ بھی ساحر زبردست ہو پہچان گیا کہ
یہ کوئی عورت ہو میری تسخیر کو آئی ہو اسی وجہ سے اُسکو مار لیا ہنگام بر دبار نے
کہا مین خونخوار کو ضرور ہی قتل کرونگا بے قتل کیے نہ جاؤنگا رنگین جادو نے کہا
میری کنیز قتل ہوئی ہین بھی ضرور بدلہ لونگی ہنگام اور رنگین مین صلاح ہوئی
کہ ایک خونخوار کو لے اور ایک لشکر پر حملہ کرے رنگین نے کہا مین لشکر کو تباہ
کرونگی تم خونخوار سے سمجھ لو ہنگام نے قبول کیا مگر رنگین جادو ایک عقاب پر
سوار ہوکے بالائے آسمان آئی ماش کے دانے پھینکے لشکر پر پانی برسنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا قضائے کار گئی ہی جوان جب بیکار ہوئے گرد خیمہ
حمالہ گیسو کشا ہنگامہ برپا ہونے لگا اُسکی آنکھ کھلی باہر نکلکر دیکھا صدہا آدمی بیہوش
پڑے ہین اور ابر سیاہ آسمان پر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہین جسپر قطرہ گرا بیہوش
ہوا حمالہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین تاجدار پھولون کا زیور پہنے ہوئے
دریائے جواہر مین غرق عقاب پر سوار سحر کر رہی ہو حمالہ نے جب دیکھا کہ اب لشکر
تباہ ہوا جاتا ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا رنگین پر پھینک مارا رنگین نے جو دیکھا
گولہ آتا ہو ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری گولے کے دو ٹکڑے ہوئے گولہ جو کٹا اور

زمین پر گرا حمالہ کو بڑا غصہ آیا تڑپ کر بلند ہوئی قریب آکر چاہا نیچہ ماروں مگر ہنگام بردبار
دور سے دیکھ رہا تھا وہین سے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سر حمالہ کا زخمی ہوا حمالہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ہنگام بردبار آسمان پر تھرا رہا ہے پلٹ کر کچھ اشیاے سحر پھینکے مگر ہنگام نے
ہاتھ ہلا دیا وہ سحر بر طرف ہوا حمالہ نے زلفین اپنی کھولین جیسے ہی زلفین کھولین اندھیرا
ہوگیا اُس اندھیرے مین رنگین کو نیچہ مارا کہ رنگین کا شانہ زخمی ہوا مگر خونخوار نے
دور سے دیکھا کہ حمالہ کو رنگین و ہنگام نے گھیرا ہے ایسا نہ ہو اسکو قتل کر ڈالین خونخوار
نے وہین سے گولہ مارا کہ قریب رنگین آکر گولہ پھٹا ایک برق گری کہ جسکو رنگین نے
کاٹا اپنے کو بچایا عین گرمی جنگ تھی کہ خونخوار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ وہ سب قریب
سے حمالہ کے ہٹے حمالہ زمین پر آئی مگر رنگین چاہتی تھی کہ اڑ کر نکل جاؤن حمالہ نے دو چار
سحر ایسے کیے کہ رنگین کانپ گئی مگر سنبھل کے گولہ مارا کہ ہوا سے چند شیر پیدا ہوے
سعد نے جو دیکھا کہ شیران صحرائی آگئے تلوار کھینچکر اُن پر جا پڑے کئی شیر قتل کیے جس پر عکس
لوح محفوظ پڑ جاتا ہے وہ شیر پانی ہوکر بہ جاتا ہے خونخوار ہر چند سحر کرتا ہے کہ شیرون کو گرد
سے سعد کے ہٹاؤن مگر غیر ممکن ہے اگر ایک کو قتل کیا تو دس اور آجاتے ہین اور نعرے
بلند ہین زمین کانپ رہی ہے صدہا شیر گرے زمین مین لوٹتے پھرتے ہین خونخوار نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہین چلتا آسمان سے آگ برس رہی ہے خونخوار آگ کو
روک رہا ہے کہ لشکر نہ جل جاے الغرض شہریار سعد نے کل شیرون کو قتل کر ڈالا ہنگام
نے جب دیکھا کہ جو سحر کرتا ہون خونخوار اُسے مٹا دیتا ہے رنگین جادو کو حمالہ نے
زخمی کیا جب رنگین زخمی ہوئی اور ہنگام نے دیکھا کہ رنگین زخمی ہوکر پلٹی کہتی ہوئی
کہ اے شاہ طلسم مقام افسوس ہے کہ یہ جنگ مین نے اپنے ذمہ لی مگر سعد شہریار کے مین
و مددگار بہت ہین ہنگام نے کہا مین جاکر خونخوار کو مارے لیتا ہون اور حمالہ کو
گرفتار کرکے لاتا ہون رنگین نے کہا ہر چند کہ آپ شاہ طلسم ہین لیکن خونخوار ایسا
نہین ہے کہ تمسے دبے دیکھیے انجام کیا ہو مگر ہنگام نے نہ مانا مقابلہ خونخوار مین آیا
للکارا کہ او خونخوار تو نے غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوگیا قدرت تیرے

سنتا کی ہین خونخوار نے جواب دیا کہ مین جمشید ثانی پر لعنت کرونگا اور کرتا ہون یہ سنکر
ہنگام نے تیغہ کھینچا اور خونخوار سے تلوار چلنے لگی لیکن خونخوار اس چالاکی سے لڑتا
ہو کہ تلوار سے اپنے کو بچاتا ہوا اپنا ہاتھ مارتا ہوا ایک مقام پر ہنگام نے سحر کرکے ہاتھ
مارا خونخوار نے سپر سحر پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام بر دبارہ کا زخمی ہوگیا
ہنگام ہٹا خونخوار نے چاہا اسکو مار لون لیکن ہنگام نہ ٹھہرا سامنے سے خونخوار
کے بھاگا خونخوار نے للکارا ابھی کہ او نامرد مقابلے مین آیا تھا اور بھاگا جاتا ہو لیکن
ہنگام نے کچھ جواب نہ دیا رنگین نے دیکھا کہ ہیرا کوہ برباد ہوجائیگا ہنگام تو جاتا ہو
اب مسلمان بلوہ کرکے بالائے کوہ آوینگے مین کیا جواب دے سکونگی نگاہ اٹھا کر جمال
بے مثال سعد کو دیکھا سوچی کہ یہ شاہزادیان جو شریک ہوئی ہین آخر کچھ تو مراد ہوگی
یقین ہو سعد نے وعدہ کیا ہو کہ مین تمھارا ساتھ دونگا اگر ان لوگون نے طلسم فتح کیا
تو یہی شاہزادیان حاکم ہونگی قریب حمالہ کے آئی کہا اے حمالہ مین اطاعت کرتی ہون
حمالہ رنگین کو ساتھ لیکر خدمت سعد مین آئی کہا اے شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہو
رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا سعد نے رنگین کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رنگین
اسی کوہ کی حکومت پر قایم رہو جہانتک ہوسکے ہماری مدد کرنا ہم طرف جزیرۂ انتخاب
کے جاتے ہین رنگین جادو تو مطیع اسلام ہوکر بالائے کوہ آئی سب کو مطیع اسلام کیا
اور کہا صاحبو اپنی اپنی خیر مناؤ اب یہ طلسم نہ بچیگا طلسم کشا کو دیکھتے ہو ہر بردشت شیر ہو
ہر چند کہ ہنگام نے شیران صحرا مقابلے مین بھیجے مگر سعد نے سب کو قتل کیا اب کسی
شیر کا نشان نہین میان ہنگام تو بھاگ گئے اگر مین اطاعت نہ کرتی تو پھر کیا کرتی
ملک و مال چھن جاتا بالائے کوہ چڑھ آتے مین خونخوار کو روک سکتی تھی سب نے
کہا آپ نے بہت مناسب کیا بادشاہ جمجاہ اس لڑائی کو فتح کرکے داخل بارگاہ ہوئے
خونخوار نے کہا اے شہریار افسوس کرتا ہون کہ ہنگام زندہ نکل گیا اب پھر مقابلے
مین آئیگا اکیلے آیا اور مین نے اسکی گردن لی سعد نے فرمایا تیاری کرو جزیرۂ انتخاب
مین چلنا ضرور ہو خونخوار نے لشکر تیار کیا کل ساحرون کا اہتمام اسکے سپرد ہو سب کو لیکر

چلے مگر جمشید ثانی قصر طلسمی مین بیٹھا تھا نازنینان مہ جبین جمع ہین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی کہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند ہنگام طرف سے کوہ رنگین کے آتا تھا کہ رنگین جادو وہان کی حاکم ہی وہ بہ محبت پیش آئی کہ سامنے سے لشکر بادشاہ دکھائی دیا ہنگام و رنگین جا پڑے خوب جنگ ہوئی مگر خونخوار نے ہنگام کو زخمی کیا وہ زخم ارہ اور بیقرار آتے ہین افسوس کرتے ہین کہ مین ساتھ سے قدرت کے کیون الگ رہگیا اور کیون جنگ کی جمشید نے کہا اُسکو بلاؤ تو ہنگام سامنے آیا مگر سر سے خون بہتا ہوا جمشید ثانی نے پوچھا کہ کیون اے ہنگام یہ کیا معرکہ ہوا ہنگام نے سب کیفیت بیان کی کہ چند ہرکارے آئے ہاتھ اُٹھا کر جمشید کو بد دعا دی مصاحبون نے کہا بیش باد عرض کی یا خداوند رنگین جادو مطیع اسلام ہوگئی اُسنے بھی شاہ کا ساتھ دیا جمشید ثانی تو نہایت مغرور و متکبر ہی جواب دیا کہ وہ ہزار کوشش کرین مگر لوح طلسمی نہ پاوینگے مین قمر عذار آفتاب جمال کی فکر مین ہون اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا چند ساحر روانہ کیے ہنگام بھی خدمت مین حاضر رہا مگر جمشید ثانی مصروف عیش و نشاط ہوا اِدھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد مع لشکر ظفر اثر جاتے ہین ایک مقام پر پہونچے تھے کہ صحرا سے ایک نرگاؤ آیا اُسنے قریب آکر چاہا کہ سینگون پر گھوڑے کو اُٹھالون بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نرگاؤ بھاگا بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا۔ تھوڑی دور آکر ایک باغ تھا کہ اُس مین نرگاؤ گھس گیا بادشاہ بھی باغ مین آئے جستجوے نرگاؤ مین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ تو نہایت سرسبز و شاداب ہی عروسان چمن لباس زمردنگار زیب جسم کیے ناچ رہی ہین نہرون کا جوش و خروش ہی ہر طائر شاخ گل پر خاموش ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار مین آپ کی تلاش مین آئی ہون پلٹ کر بادشاہ نے دیکھا کہ آفتاب آسمان برتری و مہر تابان فلک نیلوفری گلعذار ماہ رخسار یعنی ملکہ قمر عذار آفتاب جمال خرامان خرامان آتی ہین بادشاہ نے جو قمر عذار کو دیکھا دل و جان سے اُسیر مبتلا ہین پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو تمھارے مشتاق تھے قمر عذار نے کہا مین نے

نرگاؤ کو روانہ کیا کہ بادشاہ کو لگا لاوہ آپ کو لگا لایا شکر ہی کہ مین نے آپ کو دیکھ لیا یہ جو کئی
منزلین آپ نے طی کین بڑی سخت تھین اب یہ منزل متعلق مکار جادو ہی مین نے کہا کہ
جا کر شہریار کو سمجھا دون اور پلٹ کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو چند کنیزین گوشۂ باغ
سے آئین دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی قمر عذار نے حکم دیا کہ بارہ دری مین
سامان عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے بڑھکر جلسہ آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق
و مطربان خوش آواز گلابیان لیکر موجود ہوے بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے قمر عذار
پہلو مین بیٹھی ہی مگر اپنے کو عکس لوح محفوظ سے بچاتی ہی کہ ایسا نہ ہو مجھپر سایہ پڑجاے
اب ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سارے ارمان ہوے کشتہ یہ دھر سنگے ہین
یا اُسی بت کو سلیقہ نہین دلداری کا
کیون نہ دیدے پھرا پنے گلے کے کپڑے
جو ملے سب کی خموشی نے مرے لپٹ کیے
رنگ لاے ہین غضب دیدۂ خونبار یہان
مانگیے بوسہ تو منھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ
اگلے معشوقون کی کہتے ہین وفائین سُنکر
اپنے جامے سے ہین باہر ترے دیوانۂ عشق
مرض عشق سے صحت ہوئی مرتے ہی جلال

اب بھی دل سے کوئی پوچھے تو بھلے چنگے ہین
یا تو کچھ حضرت دل آپ ہی بے ڈھنگے ہین
خار صحرا ہے جنون کہتے ہین ہم ننگے ہین
شور آہون کے نہ نالونکے وہ اب دنگے ہین
کپڑے پہنے بھی دکھائے کو ترے رنگے ہین
آپ عاشق نہین شاید کوئی بھک منگے ہین
یہ حکایت ہی کہ افسانے ہین دھر سنگے ہین
ایک حمام مین جتنے ہین سبھی ننگے ہین
اب تو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو قمر عذار نے خود جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے
بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے چاہا لیکر پیون نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا سامنے ایک درخت
ہی اُسکی شاخ پر ایک طائر سرخ رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی جیسے ہی بادشاہ
نے اُس سے اپنی آنکھ ملائی طائر نے اشارہ کیا کہ جام نہ پینا بادشاہ نے ہاتھ سے وہ
جام رکھدیا قمر عذار نے کہا کیون شہریار میرے ہاتھ سے نفرت ہی کئی شاہزادیان جو
عاشق ہین انھون نے منع کر دیا ہوگا کہ قمر عذار کے ہاتھ سے شراب نہ پینا سعد جونکہ

دل دادہ ہین آنکھون مین آنسو بھر کر جو قمر عذار نے کہا جام لے لیا اور فرمایا اے ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ تم میری دوست ہو مگر تمنے ابھی کہا تھا کہ یہ مقام مکار جادو کا ہی ہوشیار رہیے گا میرا دل دھڑکا اِسوجہ سے مین نے شراب نہین پی اِسوقت دل نہین چاہتا قمر عذار نے کہا ہماری خاطر سے پی جاؤ ورنہ ہم نہ بولین گے اور نہ کسی مقام پر ید کو آوینگے بادشاہ نے پھر سر اُٹھایا طائر نے پھر سر ہلایا مراد اُسکی یہ ہی کہ شراب نہ پیجیے گا اگر شراب پی تو لوح محفوظ قبضے سے نکلجائیگی مگر سعد ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ طائر کے منع کرنے کو نہین قبول کرتے ہیی قصد ہی کہ جام پی جاؤن اور سوچتے ہین کہ اگر یہ رنجیدہ ہوئی تو پھر اِس سے ملاقات نہ ہوگی قمر عذار نے دوسرا جام لبریز کیا اپنے ہاتھ سے مُنھ مین سعد کے لگا دیا فرمایا پی جائیے جیسے ہی سعد نے جام مُنھ سے لگایا پہلو سے نعرہ ہوا کہ او مکارہ تو نے غضب کیا میری شکل بنکر آئی ہی مین تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہون سعد نے دیکھا کہ خود قمر عذار گرتی پڑتی ہوئی آتی ہی سامنے آتے ہی اشارہ کیا کہ یہی جام شراب اِسپر ڈالدو پھر تماشائے قدرت پروردگار کو دیکھو بادشاہ نے فورًا جام بھرا ہوا قمر عذار نقلی پر اُنڈیل دیا جیسے ہی شراب جسم پر پڑی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا آثار سحر دفع ہوتے ہی آہ آہ کرکے اُٹھی مگر کہتی جاتی ہی کہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو جلا کر خاک کر دیا کنیزون نے جو دیکھا کہ ہماری مالک جل رہی ہی دوڑ کر لپٹنے لگین جو لپٹی وہ بھی جلنے لگی تھوڑے عرصے مین وہ جلکر خاک سیاہ ہوئی کنیزین بھی جل گئین سعد نے دیکھا کہ اب قمر عذار اصلی پہلو مین آکر بیٹھی کہا اے شہریار مین نقشۂ کتاب طلسم دیکھ رہی تھی کہ مجھکو معلوم ہوا مکارہ جادو آپ پر سحر کرتی ہی مین نے اول طائر روانہ کیا مگر آپ نے طائر کا اعتبار نہ کیا آخر مین خود دوڑی اور یقین کامل ہوا کہ اب اگر دیر لگاؤنگی تو شہریار گرفتار ہو جاوینگے شکر ہی کہ وقت پر آئی اِس منزل کو بھی آپنے تمام کیا اب آگے منزل بہروز جادو ہی وہ خاص انتخاب کی مصاحب ہی سحر مین لاجواب ہی اِن سب حرام زادیون کو مین نے سحر سکھایا مگر کوئی میرا کہنا نہین مانتی دیکھیے بہروز جادو کیا کرے مگر بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو بہروز

کوئی فند کرکے لوح محفوظ آپ سے چھین لے تو بڑی مشکل پڑیگی لو مین تو رخصت ہوتی
ہون مجھکو خوف ہی کہ جمشید ثانی نہ کہین آجاے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ قمر عذار کو
گرفتار کرون لہذا بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی فکر کا حل کرے اور لوح محفوظ
آپ سے لے لے بخوبی سمجھا کر قمر عذار اٹھی چاہتی تھی نکلجاؤن کہ پہلو سے باغ سے نعرہ
ہوا کہ او گیسو بریدہ دشمن ساحری و جمشید تو نے بادشاہ کو بچایا اب مین کیا تجھکو زندہ
چھوڑونگا دیکھا جمشید ثانی سامنے سے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او قمر عذار تجھکو کیا نفع ہوا
کہ تو نے مکارہ کو قتل کرایا قمر عذار نے جمشید کو دیکھا گھبرا گئی مگر بادشاہ تلوار کو
ٹیک کر اٹھے سامنے جمشید کے آئے فرمایا او ناہنجار مجھسے تو مقابلہ کر جمشید نے
بڑھکر ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا کہ ایک غار ہو گیا اُس غار سے ایک پہلوان نکلا اُسنے
سعد سے مقابلہ کیا قمر عذار نے آواز دی لوح محفوظ چمکائیے جیسے ہی اُس پہلوان نے
چاہا کہ سعد پہ ہاتھ ڈالون سعد نے لوح محفوظ چمکا دی وہ پہلوان جلنے لگا اب یہ
معلوم ہوتا ہی کہ اس غار مین کئی پہلوان بیٹھے تھے نکل نکلکر مقابلہ کرتے ہین لیکن سعد
لوح چمکا رہے ہین جب لوح کا عکس پڑا پہلوان جلگیا جمشید گھبرایا بادشاہ اُن سب
پہلوانون کو مار کر طرف جمشید کے چلے جمشید بھاگتا پھرتا ہی قمر عذار کھڑی دیکھ رہی
ہی جمشید نے جو دیکھا کہ سعد شہریار قمر عذار سے علحدہ ہوے جست کرکے قریب آیا
قمر عذار کی کمر مین پنجہ دیا قمر عذار نے پکار کر آواز دی کہ کنیز کو بچائیے اگر مجھکو لیجاے گا
تو قتل کریگا سعد پلٹے کہ جمشید قمر عذار کو بغل مین دبا کر بلند ہو گیا سعد کی بیقراری
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید کو تیر مارا جمشید کا پانؤن زخمی ہوا مگر نہ رکا
قمر عذار کو لے گیا سعد شہریار نے جو دیکھا کہ قمر عذار کو جمشید لے گیا گریبان پہ
ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا تاج دے مارا چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرون کہ سامنے
سے خونخوار اور رفیر [illegible] آکر پہونچے پوچھا کیون حضور خیر تو ہی بادشاہ نے بیان کیا
کہ مکارہ جادو نے مجھکو دام تزویر مین لیا تھا قمر عذار نے آکر بچایا عین وقت پر
جمشید ثانی پہونچ گیا قمر عذار کو لے گیا اُسی غم نے مجھکو بیقرار کیا ہی خونخوار نے کہا

ابھی تک جمشید راہ مین ہی مین جاکر فکر کرتا ہون حضور بھی تشریف لے چلین سعد ہمراہ
خونخوار چلے فیروزہ بھی ہمراہ ہی مگر جمشید ثانی جو قمر عذار کو لیکے چلا راہ مین ایک
قصر بلا اُس قصر مین بہروز جادو جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی جمشید کو جو آتے ہوے
دیکھا سجدے کرنے لگی عرض کی تشریف لائیے جمشید ثانی قمر عذار کو لیے ہوے آیا
بہروز خاطر کرنے لگی جمشید نے کہا ای بہروز اِس نالایق کو سمجھاؤ قمر عذار نے بادشاہ
کی اطاعت کی ہی بہروز اپنے مقام سے اُٹھی قمر عذار کو سمجھانے لگی قمر عذار جواب
نہین دیتی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ آیا انتخاب جادو بھی آکر پہونچی جمشید
کو دیکھکر بیٹھ گئی جمشید نے کہا ای انتخاب تمھاری صاحبزادی کو گرفتار کرکے لایا ہون
اِسکو سمجھاؤ کہ یہ مجھکو سجدہ کرے ورنہ زندان طلسم مین قید کرونگا تڑپ تڑپ کے مر جائیگی
انتخاب نے جو قمر عذار کو اِس حال مین دیکھا محبت مادری جوش مین آئی قریب آکر
کہا کیون ای نور نظر انجام دیکھا قمر عذار نے آنکھ سے اِشارہ کیا کہ ای مادر مہربان
میری زبان سے سوزن نکالدو دیکھون تو یہ بھڑوا کیونکر روکتا ہی انتخاب جادو نے
بہ فرط محبت زبان سے قمر عذار کی سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی
قمر عذار تڑپی زیور جسم کا اُتار اُتار کر پھینکنے لگی جمشید نے دیکھا کہ ایک طرف سے
شیر آتے ہین اور دوسری طرف سے فیل مست اور ایک طرف سے ایک پہلوان
صرف پشت کا مقام خالی ہی جمشید کو کچھ نہ بن پڑا تینون طرف سے آفت دیکھی اُٹھکر
بھاگا کہتا ہوا ای قمر عذار سحرون کی بوچھار کردی مین کس کس کو روکون بہروز بھی
قہقہہ مارکر ہنسی اور سامنے قمر عذار کے آئی ایک کارد سحر ماردی قمر عذار نے ہنسکر
اِشارہ کیا اور منھ سے نکلگیا کہ ای کارد بہروز کا خون پی لے وہ کارد پہلوے بہروز
کے پڑہی کہ توڑکر پار گذری بہروز نے آہ کا نعرہ کیا جیسے ہی جمشید باہر نکلا دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی سعد بن قباد کو دیکھا آتے ہین پشت پر لشکر ظفر اثر سب کے آگے خونخوار
ہی خونخوار نے دیکھا کہ جمشید باغ سے نکلا للکارا کہ او بھگوڑے کہا تیسے بھاگا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم قمر عذار سامنے سے خونخوار چلا قمر عذار نے آسمان سے

سحر کیا جمشید کے اوپر وہ سحر پڑے مگر یہ کب مانتا ہی آنکھون کے اشارہ سے اُن سحرونکو
برطرف کر دیتا ہی قمر عذار نے کئی مرتبہ برقین گرائین مگر جمشید نے اپنے کو بچایا خونخوار
قریب پہونچ گیا جمشید نے تلوار کھینچی خونخوار جانتا ہی کہ یہ بلاے روزگار ہی اسپر
سحر تاثیر نہ کریگا فورًا ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے روک کر آنکھ سے اشارہ کیا ایک
برق گری کہ سر خونخوار کا زخمی ہوا جمشید نے چاہا سر کاٹ لون قمر عذار تڑپ کر گری
خونخوار کو بچایا جمشید کو یہی غنیمت ہوا کہ میری نوجان بچی ورنہ اس ظالمہ سے بچنا
دشوار تھا اب نکل چلون قمر عذار نے خونخوار کو لا کر کنارے لشکر اسلام کے اُتارا
مسلمانون نے ہاتھون ہاتھ خونخوار کو اُٹھایا سعد لیکر بارگاہ مین آئے حمالہ وغیرہ
نے بیٹھکر سر مین خونخوار کے ٹانکے دیے تب خونخوار نے نجات پائی جمشید تو یہ
آفتین اُٹھا کر نکلگیا قمر عذار نے جب دیکھا کہ جمشید چلا گیا اور ماں کو اپنی دیکھا کہ
قصر مہرو زسے نکلین بیٹی کو دیکھکر آواز دی کہ اے نور نظر مین تمھاری ہی وجہ سے
خداوند کی دشمن ہوئی قمر عذار نے جواب دیا آپ ناحق کو مصیبت مین مبتلا ہین بس
اطاعت اسلام کیجیے اُس شہریار کے ساتھ ہو جایئے لوح لا کر اُنکو دیجیے انتخاب
نے کہا بیٹا مین لوح اُٹھانے کی مجاز نہین ہون سواے طلسم کشا کے اُس قصر مین اور
کوئی نہین جا سکتا یہ مجال نہین ہی کہ مین جا کر لوح اُٹھا لاؤن نگہبان مقرر ہین وہ
روکین گے اور یہی چاہین گے کہ مجھکو قتل کرین مین تمھارا حکم بجا لاتی ہون اور
اطاعت اسلام کرتی ہون مگر ملکہ بحرین آفت برپا کریگی مین قصر مین اپنے نہ جا سکونگی
لہذا مناسب یہ ہی کہ مجھکو ایک نوشتہ دو کہ مین خدمت مین شاہ کی جاؤن اور وہ
نوشتہ پیش کرون مگر ابھی دیکھو تو لون کہ جمشید مجھسے کسطرح پیش آتا ہی یہ کہکر انتخاب
رخصت ہوئی قمر عذار اپنے باغ مین آئی در باغ پر چند مصاحبون کو مقرر کیا اور حکم
دیدیا کہ اگر جمشید کو آتے دیکھنا تو ہمکو خبر کر دینا کچھ کنیزین دیوار باغ پر مقرر کین کہ
چہار جانب کا خیال رکھنا مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی پانوٗن زخمی قصر طلسم مین
آیا شاہزادیون نے دیکھا کہ قدرت زخمی ہو کر آئے حال پوچھا جمشید نے کہا انتخاب

بیٹی کی محبت مین آگئی اُسنے غضب کیا کہ سوزن زبان سے اُسکی نکالدی قمر عذار تو آفت کی
پرکالہ ہی چھپیر وہ سحر کیا کہ مین گھبر گیا تھا ایک طرف سے شبیر آیا اور ایک طرف سے پہلوان
فقط پشت کا مقام خالی پایا اُدھر سے جو نکلا سعد نے تیر مار دیا سینہ تو بچا مگر پانوٗن زخمی
ہوا پھر جمشید نے کہا ایک کنیز پاس انتخاب کے جائے اُس سے دریافت کرے کہ تو نے
غضب کیا اب تجھے کیا منظور رہی یا تو آکر قدرت کو سجدہ کر ورنہ میری سرحد سے نکلجا اور
اگر اِسکے خلاف کریگی نوجہان پاؤنگا قتل کرونگا یا بیٹی کی ساتھ جایا یا بدولت کے پاس
آکر سجدہ کر تب مین صاف ہونگا ایک کنیز اتفاق جادو نامے یہ کہکر اُٹھی کہ انتخاب
میری بہت خاطر کرتی ہین مین جاکر سمجھاتی ہون اتفاق جادو چلی یہان انتخاب اپنے
قصر مین آکر بیٹھی ہی مگر گھبرا رہی ہی کہتی ہی صاحبو گنبد کی حفاظت کرو نگہبانون کو اطلاع
کردو کہ طلسم کشا قریب ہی ایسا نہ ہو آپڑے راہ کی سب چوکیان مٹین فقط بحرین باقی
ہی گو کہ وہ ساحرہ زبردست ہی کہ جمشید ثانی بھی اُسکی عملداری مین جاتے گھبراتا ہی بلکہ
صعوبات سخت اُٹھا کر پہونچتا ہی مگر وہ بھی کسیقدر اعتقاد طلسم کشا رکھتی ہی مین نے
کتاب مین دیکھا تھا کہ اگر طلسم کشا پر وقت پڑیگا تو بحرین بھی شریک ہوجائیگی اور
جمشید ثانی اُسکا کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ اتفاق جادو آکر حاضر ہوئی انتخاب نے
جو اتفاق کو دیکھا پوچھا بوا اسوقت کہان آئین اتفاق نے کہا ای انتخاب قدرت
تمھاری شکایت کررہے ہین تمنے کیا غضب کیا کہ قمر عذار کو رہا کردیا کہ قدرت کا
پانوٗن زخمی ہوا کسکی مجال تھی کہ قدرت پر نگاہ ڈالے مگر تمنے جو کچھ چاہا سو کیا اب بہتر
اِسی مین ہی کہ میرے ساتھ چلی چلو قدرت سے عذر کرو انتخاب نے جواب دیا کہ مین
تو سامنے قدرت کے نہ جاؤنگی کیا جواب دونگی اتفاق نے کہا ای انتخاب جادو
اگر یہ اتفاق نہ ہوا نوجہان کہین قدرت تمکو پا جاوینگے فوراً قتل کرینگے انتخاب نے
کہا تم جاؤ قدرت سے کہدینا کہ مین اپنے شوہر سے صلاح کرونگی جیسا وہ کہیگا ویسا
کرونگی اتفاق تو روانہ ہوئی انتخاب نے اپنے شوہر کمیاب جادو کو نامہ لکھا کہ
صاحب جلد آؤ مین عجب مشکل مین ہون صاحبزادی تمھاری بگڑ گئین شریک مسلمانان

ہوئی مین نے بھی بیٹی کی محبت مین ارادہ کیا ہی کہ شریک سعد ہو جاؤن یہ نامہ لکھکر ایک سحر کا پتلا بنایا گلے مین اُسکے نامہ ڈالکر طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ کیا کمیاب جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ پتلہ نامہ لیکر پہونچا کمیاب نے پوچھا تو کہانسے آیا ہی پتلے نے کہا مین فرستادۂ انتخاب جادو ہون یہ نامہ لیکر آیا ہون کمیاب زوجہ کا نام سُنکر خوش ہو گیا نامہ لیکر پڑہنے لگا پتلہ غلطک مارکر غائب ہوا کمیاب نے جو نامہ دیکھا جھلا کر اُٹھا تخت پر سوار ہو کر پاس انتخاب کے آیا کہا صاحب کیا معرکہ ہوا انتخاب نے سب کیفیت بیان کی کہ دختر تمھاری مبہوت ہو رہی ہی دریاے محبت بادشاہ اسلام مین غرق ہی اُسکی دشمنی مین کیا فرق ہی کمیاب نے کہا مین ابھی جاکر قمر عذار کو لاتا ہون ہر چند انتخاب نے روکا مگر کمیاب نے زر کا تبغہ کمر سے لگا کر ایک طاؤس پر سوار ہوا طرف قصر قمر عذار کے چلا یہان کنیزین دیکھ رہی ہین وہ صحراے ویران اُنھین طاؤس اُڑاے ہوے کمیاب آتا ہی کنیزون نے دیکھکر ملکہ سے اطلاع کی کہ والد نامدار آپ کے آتے ہین قمر عذار نے سُنکر ہاتھ ہلادیا ایک دیوار آہنی کھنچ گئی کمیاب جادو جو بڑھا آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک دیوار لوہے کی کھنچی ہوئی ہی پیچھے ہٹکر دیوار مین ٹکر ماری دیوار کو جنبش نہ ہوئی اسیطرح کئی ٹکرین مارین دیوار کو خبر بھی نہ ہوئی بلکہ ایک در بھی مانند سوراخ مور نہ پیدا ہوا پُکار کر کہا او گیسو بُریدہ خوب پردہ کر کے بیٹھی مگر مین جاکر سعد کا سر لاتا ہون جب تو بیقرار ہو گئی دعا کرنے لگی کہ اے مالک ورب دو جہان اُس شہریار کو میرے باپ کے ہاتھ سے بچانا کمیاب نے کہا میرے سامنے اب آئیگی تو آگ لگادونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر پلٹا قریب دو کوس کے چلا اور ایک نخل کے نیچے ٹھہرا کہ آمد لشکر بادشاہ اسلام معلوم ہوئی لشکر کو دیکھکر اسنے گولہ مارا خونخوار نے دیکھا کہ ایک گولہ آکر لشکر مین پھٹا آگ برسنے لگی خونخوار حیران ہی کہ اس صحرا مین تو کوئی نہین ہی یہ گولہ کسنے مارا کمیاب نے دوسرا گولہ پھینکا اب کے جاکر گولہ جو پھٹا آسمان سے پانی برسنے لگا ایک طرف آگ دوسری جانب پانی مگر خونخوار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک آبخورہ پانی کا نکالا جسطرف آگ برس رہی تھی اُدھر

پھینکا پانی برسا کہ آگ بجھ گئی جدھر پانی برس رہا تھا اُدھر گولہ پھینکا کہ ابر پھٹ گیا
دھوپ نکل آئی لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھو مگر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی
کمیاب نے جو دیکھا کہ دونون سحر میرے خالی گئے کون ایسا ساحر زبردست ہی جسنے
میرے ایسے سحر مٹائے آگے بڑھا خیال کر کے دیکھا معلوم ہوا کہ خونخوار نے میرے
سحر مٹائے فورًا ابر بڑھا ارادہ ہی کہ تلوار کھینچکر جا پڑون بیثاق نے عرض کی ای شہریار
ہوشیار ہو جائیے دیکھیے کمیاب آتا ہی خونخوار نے جو کمیاب کو دیکھا للکار کر کہا کہ
او نامرد چھپا ہوا سحر کر رہا تھا اب تیری جرأت دیکھون کمیاب تلوار کھینچے ہوے مقابل
خونخوار مین پہونچا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر تلوار سے کمیاب کی شعلۂ آتش نکلے
جسطرف وہ شعلے گرتے ہین بارگاہ وخیمہ جلنے لگتا ہی خونخوار نے سر اپنا زخمی کرایا
خون اپنا لیکر پھینکا تب تاثیر شعلہ ہاے آتش مٹی اِسکو مٹا کر تلوار کھینچی اور للکارا
کہ او کمیاب ہوشیار ہو جا قضا تجھکو لیکر آئی ہی لیکن کمیاب وہ مغرور ہی کہ اِسنے
کچھ خیال نہ کیا جواب دیا کہ جو ہو سکے قصور نہ کرو خونخوار نے سحر کو بتا کر سر پر ہاتھ
مارا کہ سپر کٹی کمیاب نے دیکھا کہ اب یہ تلوار تا بہ جگرگاہ پہونچے گی اپنے کو زمین مین
گرا دیا لوٹ مار کر چاہا بلند ہو کر نکلون اُدھر سے بادشاہ جمجاہ آتے تھے اُنھون نے
دور سے دیکھا کہ جو ساحر سحر کر رہا تھا اب وہ بھاگا جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری تاک کر تیر مارا سینے پر کمیاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا اندھیرا ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود دو زنگی زمین سے
پیدا ہوے لاشۂ کمیاب اُٹھا کرلے چلے سامنے انتخاب کے لائے انتخاب نے
جو شوہر کا لاشہ دیکھا پیٹنے لگی پوچھتی تھی صاحبو یہ کیا ہوا زنگیون نے حال بیان کیا
کہ لشکر بادشاہ پر اِنھون نے آگ برسائی بادشاہ نے غصے مین آکر تیر مار دیا اُنکا
تیر خطا نہین کرتا لوح محفوظ گلے مین تھی اُسکا عکس جو پڑا تیر نے اپنا کام کیا یہ سنکر
انتخاب نے کہا اب شاہ کی اطاعت نہ کرونگی جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا
خداوند مجھکو سامنے نہ بلائیے مجھے حجاب آتا ہی آپ کو صورت نہ دکھاؤنگی قمر عذار کو

گرفتار کر کے لاؤنگی آیندہ آپ کو اختیار ہو اگر مجھپر دباؤ ڈالیے گا تو بادشاہ کی شریک ہو جاؤنگی ورنہ آپ کی اُسی طرح مطیع ہون کبھی مجھسے خطا نہ ہوگی یہ عرضی ایک کنیز کو دی گلچہرہ نامے کنیز عرضی لیکر چلی گلچہرہ آتے آتے قریب دریاے بحرین پہونچی چاہتی ہی کہ پار اُترون کہ ایک نہنگ نے سر نکالا اور جست کر کے گلچہرہ کو پکڑ لیا دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوا گلچہرہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین سامنے بحرین کے کھڑی ہون اور وہ بحرین کہہ رہی ہی اے گلچہرہ کہان جاتی تھین گلچہرہ نے کہا عرضی مالک کی بخدمت خداوند لیکر جاتی تھی آپ کا نہنگ پکڑ لایا بحرین نے کہا بی انتخاب پر بڑی مصیبتین پڑین گلچہرہ نے کہا حقیقت مین انتخاب پر بڑی مصیبتین پڑین کہ شوہر اُنکا قتل ہوا بحرین نے کہا مین احکام کتاب سامری دیکھ چکی صاف صاف ترقیم فرما گئے ہین کہ جو طلسم کشا سے دشمنی کریگا وہ گرفتار ہوگا اور مارا جائیگا لیس مین نے ابتک کوئی حرکت ساتھ طلسم کشا کے نہین کی مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون دریا کو جوش دے رہی ہون اور صدہا ساحر نگہبان دریا مین مقرر کیے ہین کہ وہ وقت پر روکین گے اِسطرح کا بلوہ کرین کہ لشکر کو تباہ کر دین اِسطرف سے بادشاہ گذرین تو بہت تدبیرین کرونگی مگر وہ بڑے صاحب اقبال ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یہی مناسب ہی کہ دشمنون کو اُنکے مٹاؤن تب خدمت شاہ مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی لشکر شاہ آپہونچا بحرین اپنے مقام سے اُٹھی گلچہرہ سے کہا بی جاؤ عرضی قدرت کو پہونچاؤ دیکھین وہ کیا تدبیر کرتے ہین گلچہرہ نکلی کنارے پہ دریا کے ایک پہاڑ تھا اُسپر آکر ٹھہری لشتان آمد لشکر شہنشاہ دیکھے آگے تخت پر بادشاہ جمجاہ پایہ تخت پر خونخوار ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف فیروزہ بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا آتا ہی حیران جمال ہوکر صورت بادشاہ دیکھنے لگی ایسی مبہوت ہوئی کہ پہاڑ سے کھڑی دیکھ رہی ہی یہ خیال نہین کہ مجھکو بھی کوئی دیکھے گا کہ خونخوار کی نگاہ پڑ گئی خونخوار نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی بر سر کوہ کھڑی ہی خونخوار کو خیال ہوا کہ بحرین نے بھیجا ہوگا کارد سحر ماردی سینے پر گلچہرہ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری گلچہرہ کا لاشہ زمین پر گرا

خونخوار نے جھولی اُسکی ٹٹولی نامۂ انتخاب نکلا اُسکو پڑھکر حیران ہوا کہ کیونکر کھون
انتخاب بیٹی کا پاس نہ کریگی یقین ہو کہ یہ ساحرہ بھی شریک ہو جاے وہ نامہ لاکر بادشاہ
کو دکھایا عرض کی مین نہ سمجھا تھا کہ یہ ساحرہ فرستادۂ انتخاب ہو انتخاب نے جمشید سے
عذر کیا ہو کہ مین حاضر نہین ہو سکتی نہین چاہتی کہ سرکار کو منھ دکھاؤن بادشاہ نے
فرمایا دریاے بحرین سے کل اُترا ہوگا خونخوار نے عرض کی جسوقت سرکار کو
مناسب ہو ارادہ کیجیے دیکھین کون سرکار کو روکتا ہو سب منزلین حضور نے طے
کین یہ منزل آخر ہو بادشاہ نے فرمایا شب کو تو اسی مقام پہ اُترو صبح کو انشاء اللہ
پار اُترنے کی تدبیر کیجائیگی یہ فرماکر حکم دیا کہ کنارے پہ لشکر کے بارگاہ استادہ کرو ہم
اُس بارگاہ مین رہین گے مگر میثاق کو وہ گردان کہ اِس منزل کے حالات سے بخوبی
آگاہ ہو ٹہلتا ہوا لشکر سے نکلا کنارے دریا کے آکر ٹھہرا کہ ایک طرف سے آواز
رونے کی آئی میثاق نے جاکر دیکھا کہ ایک عورت آنکھون سے نابینا چیخین مار
مار کر رو رہی ہو میثاق نے پوچھا کہ نیک بخت تجھپر کیا گذری اُس نابینا نے کہا اے
بزرگ تو کون شخص ہو کہ مجھ محتاج کا حال پوچھتا ہو میری عجب کیفیت ہو ملکہ بحرین جادو
جو یہان کی حاکم ہین مین اُنکی دایہ ہون میری بیٹی ہو گل پیرہن اُسکا نام ہو وہ واسطے
شکار کے گئی تھی راہ مین بادشاہ کو اُسنے دیکھا بہت اُسکو پسند آئے وہان سے
وہ رنجیدہ آئی بی بحرین نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہو اُسنے اپنا دردمند جان کر
سب حال بیان کیا بحرین بہت خفا ہوئین اُسکے منھ سے نکلا کہ آپ کیون آزردہ
ہوتی ہین جو زیادہ خفا ہوجیے گا تو مین بادشاہ کے لشکر مین چلی جاؤنگی اِس لفظ
پہ بی بحرین ایسی بگڑی ہین کہ اُسکو تو قید کیا ہو اور میری آنکھون پہ سحر کر دیا کہ مین
نابینا ہو گئی یہ مصیبت ہی ہر چند کہ بی بحرین بھی محبت بادشاہ کا دم بھرتی ہین مگر ظاہر
مین دشمنی ظاہر کر رہی ہین میثاق نے یہ سُنکر آنکھون کو دیکھا اور ایک نشتر جھولی
سے نکالا پیشانی کا اپنی خون لیکر آنکھون مین اُس دایہ کی پھیرا آنکھین فوراً روشن
ہو گئین اور کہا مجھکو اپنے ہمراہ لے چل مین تیری بیٹی کو بھی رہا کر دون اِتنا سحر جانتی

ہی کہ جو زبان سے سوزن نکال لونگا تو نکلجا ویگی عورت نے کہا لو وہ طاق ہی بی بحرین کے
سحر کرنے کے مقام پر چوکا دیا کرتی تھی بیثاق نے صورت اپنی سحر سے تبدیل کی وہ عورت
بیثاق کو لیکر چلی راہ مین عورت نے پوچھا کیون ای غریب پرور تمھارا نام و نشان
کیا ہی مجھکو آگاہ تو کرو کہ مین شکر یہ ادا کرون بیثاق نے کہا ای نیک بخت مین غلام بادشاہ
اسلام ہون بیثاق کوہ گرد ان میرا نام ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا بحرین کو
کیون ناگوار ہوا عورت نے کہا مزاج ہی تو ہی خلاف گذرا کہ ہماری دایہ کی لڑکی عاشق
ہو گرائی ہم اُسکو قید کرین بگڑ واری ہین نے کیا خطا کی تھی مجھکو دنیا ہی سے کھو دیا تھا
تمکو خدا سلامت رکھے کہ تمنے آنکھیں روشن کین ورنہ عمر بھر نابینا رہتی جب کنارے
دریا کے آئے تو عورت سے بیثاق نے کہا کہ اب کدھر سے چلین عورت نے کہا یہ
درخت چنار جو کنارے پر ہی اِسے اُکھیڑ و اِسی مین سے راستہ پیدا ہوگا بیثاق نے
بزور سحر جو درخت کو اُکھیڑا ایک نقب کا ظاہر ہوا بیثاق آگے آگے وہ عورت
پیچھے ہی جیسے ہی نقب مین داخل ہوے گوشے سے آواز آئی کہ ای جانے والے ذرا
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا بیثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر مثل انسان کے آواز دیتا ہی
بیثاق نے جواب دیا کہ بھائی غریبون کو کیون روکتا ہی ایسا نہ ہو ہمکو خلاف گذرے
مگر اُس شیر نے پنجہ اُٹھایا کہ بیثاق پر حملہ کرون بیثاق نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر اُس شیر
پر ڈالدی شیر جلنے لگا جلکر خاک ہوا جہان پر گرا وہان پر ایک دروازہ پیدا ہوا
اُس سے آہ آہ کی آواز آتی تھی کوئی وردرسیدہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا نظم

آپ پر جان دین یہ تھا مطلب	ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
سُن لے دل خط شوق کا مطلب	کوئی رہ تو نہین گیا مطلب
دل تو جاتا ہی کس کے ہو کے رہین	حسرت آرمان مدعا مطلب
بند کا بند ہی رہا خطِ شوق	قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب
کینۂ غیر کیا چھپائے گا دل	جس سے اپنا نہ چھپ سکا مطلب
فرق ہو ای صنم دلون مین تو ہو	میرا تیرا نہین جدا مطلب

موت تھی ہجر مین پیام وصال ہم جیسے فوت ہوگیا مطلب
لفظ و معنی کا ربط ظاہر ہے دل سے ہو کسطرح جدا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی سننے والون نے سن لیا مطلب
ایک سینہ ہو حسرتین لاکھون ایک دل ہو ہزار ہا مطلب
وصل کی رات بے وفا نکلا بڑھ کے تمسے بھی کچھ مرا مطلب
ہون وہ بیخود کہون گا کچھ کا کچھ مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے دل بیتاب کا ہے کیا مطلب
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھکے جلال کچھ سمجھ لو برا بھلا مطلب

اِسطرح کی صدائے دردناک آئی کہ میثاق بیقرار ہوگیا کہا کیون نیک بخت یہ کون رو رہا ہو وہ عورت رونے لگی کہا یہ اُسی قیدِ دامِ مصیبت کی آواز ہو کہ جسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہو میثاق نے کہا پہلے اِسکو رہا کر دون تو پھر صحبت بحرین مین چلون وہ عورت دعائین دینے لگی کہتی تھی اے انصاف پسند تو نے وہ احسان کیا ہو کہ عمر بھر دعائین دونگی میثاق اُس دروازے مین داخل ہوا دیکھا ایک عورت نحیف و ضعیف پڑی ہوئی تڑپ رہی ہو ہاتھ پانؤن مین ہتھکڑیان و بیڑیان خانۂ زنجیر مین غل ہو مان کو دیکھکر گھبرا گئی کہا اے مادر مہربان کیونکر آنا ہوا عورت نے جواب دیا کہ بیٹیا خدا وزیر اعظم کو سلامت رکھے میری آنکھین روشن کین تمھاری رہائی کو آئے ہین نام رہائی سُنکر یا تو ملول و حزین تھی یا شگفتہ ہوگئی میثاق نے قریب بیٹھکر ہتھکڑیان و بیڑیان کاٹین زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی تڑپکر اُسنے زمین مین ٹکر ماری ایک غار پیدا ہوا کہا اے مادر مہربان مین تو اب جاتی ہون لیکن صحبت بحرین مین جاؤن مان نے کہا بیٹیا وہ ظالم قتل کر ڈالیگی نہین معلوم کیا سزا دیگی اب تم نکلجاؤ جہان تمھارے مزاج مین آئے وہان جاؤ اور یہین تو میثاق کی کنیز ہون اُنھین کی خدمت مین رہونگی گل پیرہن نے کہا احسان تو مجھپر بھی ہوا ہین انکی خدمت کرونگی یہ کہکر اُسی غار مین داخل ہوئی زمین کو کاٹتی ہوئی نکلی قریب

ایک کوہ کے پہونچی نظر اٹھا کر کوہ کو جو دیکھا کہ مقام سرسبز و شاداب ہی کوہ لاجواب ہی
ایک نخل کے سایے مین گل پیرہن بیٹھی ہی مگر بیثاق نے اُس عورت سے کہا کہ اب تو
تمھاری بیٹی رہا ہو گئی کنارے پہ صحرا کے پہاڑ ہی اُسی پر جا کر بیٹھی ہی تم بھی اُسی مقام پر
چلو بیٹی کے پاس ٹھہرو مین صحبت بحرین کا ملاحظہ کر کے آتا ہون عورت نے کہا ای فرزند
مین ساتھ رہون بیثاق نے کہا کوئی ضرورت نہین یہ کہکے اُس عورت کو رخصت کیا
آپ نقب کو طی کرتا ہوا چلا جب کنارے پر نقب کے پہونچا ساز کی آواز کان مین آئی
اور محفل مین کچھ باتین ہو رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین چھپے قہقہے سُنکر بیثاق داخل
صحبت ہوا دیکھا بڑا وسیع دالان ہی مسند پر بحرین بیٹھی ہی گرد نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہر تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی بحرین نے
کہا لو شداد جادو آتا ہی صاحبو تمنے کچھ سُنا یہ بحرو اجب مجھے ملتا ہی تو اگاڈ کی باتین کرتا
ہی مین نے ہمیشہ جواب سخت دیے تو مجھے بہت بیزار ہی یہ ذکر تھا کہ تخت آ کے اُترا
شداد جادو اول سامنے بحرین کے آیا جُھک کر سلام کیا بحرین نے پوچھا کہ ای
دوست صادق کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو شداد ہنس پڑا کہا ای
ملکہ اسوقت باغ مین اپنے بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا اور تمھاری تصویر ہر وقت میری
نگاہون کے سامنے رہتی ہی اُسکو جو دیکھا دل پہ چھُری پھر گئی خواہش ہوئی کہ چلکر
تمسے ملاقات کرین شاید اپنے عاشق پہ رحم کرو بحرین نے کہا ای شداد تمنے اکثر
ایسی باتین کین مگر ہمنے تمکو جواب دیدیا کہ ہمسے ایسا خیال نہ رکھنا اسکے مرتبہ جسدن
ملاقات خداوند کو جاؤنگی پہلے یہی ذکر کرونگی یقین ہی کہ قدرت کو بھی ناگوار ہو
ضرور فرماوینگے کہ شداد سے تمسے کیا واسطہ شداد نے کہا ای ملکۂ عالم چاہے میرا
سر کٹ جائے مگر آج تو طالب وصل ہو کر آیا ہون مجھکو محروم نہ کیجیے پہلو مین جگہ دیجیے
یہ کہکر اپنے مقام سے بڑھا چاہا جا کر مسند پر بیٹھ جاؤن بحرین آگ بگولا ہوئی کہا ای
شداد دیکھو ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ شداد نے ہاتھ بڑھائے کہ گلے
مین ہاتھ ڈالدون اور قدمون کو بوسہ دون بحرین کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ شداد کا

جھٹک کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بے ادب قاعدے سے نہین بیٹھتا گستاخی کرتا ہی
میری اور تیری کیا مناسبت ہی بھلا میرا اور تیرا کیسے ساتھ ہو سکتا ہی الگ بیٹھ شداد
نے جو سر محفل تمانچہ کھایا تمانچے کی آواز ہوئی بہت شرمایا غصے مین آ کر جیب مین ہاتھ
ڈالا ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالکر کھولدی بحرین لہرائی زبان بند ہوگئی شداد نے
کمر مین پنجہ دیا اسوقت بحرین کی زبان سے اتنا کلمہ نکل گیا کہ ارے کوئی ایسا نہین
ہی کہ مجھکو اس ظالم کے ظلم سے بچائے میثاق اپنے مقام سے اٹھا بحرین کی زبان
بند ہی مگر آنکھین کھلی ہوئی ہین اگرچہ پتھرا گئی ہین مگر دیکھ رہی ہی نگاہ پڑی ایک جوان
معقول گوشے سے اٹھا اور اُسنے کارد ماردی شداد جادو مارا گیا مرتے ہی شداد
کے بحرین کو ہوش آیا قریب بلایا کہا او جوان تو کون ہی میثاق نے آگے بڑھکے کہا
منم غلام سعد شہریار میثاق کوہ گردان میرا نام ہی بحرین نے پوچھا آپ کے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا میثاق نے بیان کیا کہ دایہ تمھاری مادر گل پیرہن جنگل مین
رو رہی تھی مجھسے یہ خطا ہوئی کہ مین نے اُسکا سحر اُتارا آنکھین اُسکی بینا ہوئین وہانسے
آکر گل پیرہن کو رہا کیا تمھاری صحبت کا مشتاق تھا شریک صحبت ہوا کہ یہ بے حیا آگیا
اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مین آپ کا ہوا خواہ ہون یہ سنکر بحرین نے سر جھکا لیا اور
کہا اے میثاق مین بھی مشتاق تھی کہ کوئی ذریعہ پیدا ہو تو بادشاہ کی شریک ہون مگر
کوئی باعث نہ نکلتا تھا تم ایسا رفیق خیرخواہ اُنکا ملا اب مجھکو خدمت مین شہریار کی
لے چلو میثاق کہ بحرین پر عاشق ہو چکا ہی دل تڑپ رہا تھا اور قلب پھڑک رہا تھا
بے اختیار یہ منہ سے نکل گیا نظم

کونسا دام نہان تیغ کے جامے مین نہین	ہیچ ایسا بھی کوئی ہی کہ تماشے مین نہین
رہگیا پردہ مری جامہ دری کا اے عشق	یون جنون مین ہون ز خود رفتہ کہ جامے مین نہین
دوست کا شکوہ لکھا ہی کہ عدو کا یہ نہ پوچھ	نامہ بر نام کسیکا مرے نامے مین نہین
پیرہن چاک کیا مین نے بہار آتے ہی	بوے گل ہون کہ ابھی تھا ابھی جامے مین نہین
ایک سان برہمن و شیخ ہین عشق بت مین	فرق کچھ دونو نکی پگڑی مین عمامے مین نہین

نامہ بر یار سے کس بات کا لائیگا جواب بانکپن اپنا لکھین یا کہ خط مین جلال	حرف مطلب ابھی دل ہی مین ہا زمانے مین نہین خاک ہم نوک کی لیین نوک ہی خامے مین نہین

بحرین نے سر جھکا لیا کہا ای میثاق تم ہمارے جان بخش ہو یہ مقدمہ خاص اسیبہ سے طے ہوا کہ سبب پیدا ہو گلبدن کہان گئی میثاق نے کہا گلبدن کون کہا وہ کنیز جو نابینا ہو گئی تھی گل پیرہن کی مان میثاق نے آواز دی کہ ای گلبدن سامنے آؤ اب خوف نہ کرو وہ عورت جو نابینا ہوئی تھی سامنے آکر بحرین سے لپٹ گئی بحرین نے کہا تم تو میری مادر مہربان ہو میری خطا معاف کرو گلبدن نے کہا واری یہ تمہید ہونے کو تھی کہ کہان تو میثاق طلایہ دے رہے تھے میری آواز سنکر آئے یہان یہ اُفتاد ہوئی اب مین بہت رضامند ہوئی کہ مین بھی شریک مسلمانان ہوئی اور مالک میری شریک ہوئی اب البتہ بہ آسانی بادشاہ دریا سے گذر جاوینگے پھر کہا گل پیرہن کو تلاش کرو میثاق خیال کر کے ہنسا کہا وہ قریب لشکر اسلام پہونچ چکی خونخوار جو نکلے اُنکی نگاہ پڑ گئی اُنھون نے اُسکو بلایا اب وہ خدمت شاہ مین پہونچی باتین کرتی ہو اور یہانکا ذکر ہو رہا ہو خونخوار نے اُسکو اپنے قبضے مین کیا اور یہ کہ رہی ہو کہ میثاق بھی آتے ہونگے بحرین نے کہا اب آپ جائیے مین کشتیان درست کرتی ہون بادشاہ کا اُتارا دریا سے کرائیے جزیرۂ انتخاب مین کھل بل پڑجائیگی ای وزیر اعظم میری شرکت ایسی نہین ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو میثاق نے کہا بسم اللہ آپ تدبیر کیجیے مین جا کر شاہ کو لاتا ہون بحرین اُسی وقت اُٹھی دریا پہ آئی آواز دی کہ ای نہنگ جادو کشتیان تیار کر دریا مین کشتیان اور نہ ور قین پیدا ہونے لگین میثاق تو بحرین سے رخصت ہوئے خدمت شاہ سعد مین آئے دیکھا خونخوار گل پیرہن پر لٹو ہین گل پیرہن بھی ساتھ ہوئی بادشاہ جمجاہ سوار ہوئے تمام لشکر مین ذکر ہونے لگا کہ میثاق نے بڑا کارنمایان کیا سمجھے تھے کہ دریاے بحرین پر بڑی لڑائی پڑیگی مگر بے لڑے بھڑے دریا قبضے مین آیا سعد آکر سوار ہوے کنارے دریا کے بحرین صف جماے کھڑی ہین اول سب کے بادشاہ نے کشتی مین قدم رکھا سب سردار اور افسر سوار ہونے

لگے مگر سعد شہریار جس کشتی پر ہین وہ کشتی سب کے آگے ہی گرد سرداروں کی کشتیان
جس کشتی پر خونخوار سوار ہوے اُسی کشتی پر گل پیرہن بھی ہی گلبدن نے جوور سے
بیٹی کو دیکھا کہ خونخوار کے ساتھ ہی بہت خوش ہوئی بحرین سے کہ رہی ہی کہ حضور کیا
اقبال پروردگار نے عطا کیا کہ میری دختر گل پیرہن اُسکے ساتھ ہی میری تقدیر کہ بادشاہ
حوالی طلسم میری دختر پر مائل ہو مین کیونکر فخر نہ کرون بحرین کہ رہی ہی کہ بادشاہ ہمارے
بہ خیر و عافیت نکلجاوین تو روح کو راحت اور قلب کو قوت ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر ابر سیاہ پیدا ہوا بحرین نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گئی کہا ای شہریار لوح محفوظ وغیرہ
سے ہوشیار رہیے گا سب سردار ہوشیار رہین کہ وہ ابر آکر پھٹا اور نعرہ ہوا کہ منم
جمشید ثانی آتے ہی ایک برق گرائی کہ کشتی شاہ کی ٹوٹی شاہ دریا مین گرے اور
شناوری کرنے لگے کہ ایک مگر دریا سے پیدا ہوا بادشاہ نے چاہا اِس سے بچون
ایک وار بھی تلوار کا کیا مگر اُس نہنگ نے قریب آکر دم کھینچا بادشاہ کو نگل گیا
بیثاق و خونخوار نے کیسی کیسی برقین نہنگ پہ گرائین مگر وہ تو نہنگ لاڈلا تھا
کسی برق کو نہ مانا اور بادشاہ کو نہ چھوڑا جب بادشاہ غائب ہوے تو کل کشتیان
ٹوٹنے لگین بحرین نے جمشید ثانی کو دیکھا چاہا بھاگ جاؤن مگر جمشید تڑپ کر گرا
بحرین کو بھی اُٹھا لے گیا لشکر بحرین مین تلاطم ہی کہ یارو اب غضب ہوا قدرت
ہم سب کے دشمن ہوے جمشید سب کشتیان توڑ کر اِس خیال سے کہ یہ سب ڈوب
جاوین گے غرق دریا سے فنا ہونگے بحرین کو لیکر روانہ ہو گیا چلتے وقت اُسنے
آواز دی کہ ای دریا سے بحرین اِن سب کو مہلت نہ دینا بیثاق و خونخوار بمشکل
سحر کر کے نکلے لیکن بحرین بیہوش و مدہوش ہی جمشید ثانی لیے ہوے بحرین کو جاتا
ہی کہ قریب کوہ لالہ زار پہونچا لالہ زار جادو مالک کوہ جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ لالہ زار کا جلسہ آراستہ ہی اور لالہ زار مسند
پر بیٹھی ہی جمشید ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا مسند سے اُٹھی جھک کر سجدہ کیا اور
پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے جمشید تو عیش پسند ہی ناچ گانا جو دیکھا لالہ زار

ایک حسین جادوگرنی ہاتھ اُٹھائے کھڑی ہو بلا رہی ہو اُتر آیا بحرین کو سامنے ڈالدیا آپ تخت پر بیٹھا لالہ زار نے پوچھا یا خداوند بحرین نے کیا خطا کی جو مستوجب سزا کی ہوئی جمشید نے سب حال بیان کیا کہ اِسنے غضب کر دیا دریاے بحرین کہ ابتداے طلسم سے جاری ہو اُس سے طلسم کشا کو اُتار دیا ہر چند کہ مین نے جاکر سب کشتیان توڑ ڈالین سب کو ڈبو دیا نہنگ دریا نشین طلسم کشا کو بھی لے گیا مگر خوف یہ ہو کہ گلے مین اُنکے لوح محفوظ ہو ایسا نہ ہو ہوش آجائے اور نہنگ دریا نشین پر کوئی اُفتاد پڑے یہ ذکر کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا نہنگ دریا نشین اُسی صورت پر اُڑتا ہوا آیا جمشید کو دیکھکر اُترا بادشاہ کو منھ سے اُگلا سعد اُسی طرح بیہوش ہین جمشید نے کہا اے لالہ زار کیا کرون طلسم کشا کیونکر قتل ہو لالہ زار نے کہا اب تو آپ کے قبضے مین ہین قتل کر ڈالیے کہ یہ ہنگامہ مٹے حیران ہون کہ شاہزادیون کو کیا ہو گیا گویا مشتاق بیٹھی تھین کہ طلسم کشا کے آتے ہی سب کے دل اُلٹ گئے جمشید نے کہا اے لالہ زار ذرا بادشاہ کے قریب تو جاؤ جمال بے مثال کو تو دیکھو لالہ زار ٹہلتی ہوئی قریب نہنگ آئی بادشاہ کو دیکھا بیہوش پڑے ہین لیکن چہرہ آفتاب عالمتاب لوح محفوظ گلے مین جمال شاہ دیکھکر لالہ زار مبہوت ہو گئی کہا یا خداوند حقیقت مین ایسے جوان کا قتل ہونا مقام تاسف ہو جمشید ثانی نے کہا اے لالہ زار اگر یہ زندہ بچا تو ہماری تمھاری سب کی خرابی ہو لالہ زار نے کہا مین تو نہ عرض کرونگی کہ اِنکو قتل کیجیے لالہ زار و جمشید آپس مین باتین کر رہے ہین ہوا جو چلی بادشاہ کو ہوش آیا سر اُٹھا کر دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہو ایک طرف بحرین بیہوش پڑی ہو جمشید کہہ رہا ہو کہ بادشاہ کو قتل کرو لالہ زار جلادون کو منع کر رہی ہو کہ خبردار حاضر نہ ہونا جمشید خود تیغہ پکڑ کے اُٹھا کہا اے لالہ زار تمھاری چشم و ابرو سے معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ پر مائل ہوئین لالہ زار نے کہا یا خداوند مین تو آپکی قدرت کی قائل ہون کہ کیا کیا قدرت نمائی کر رہے ہین مگر طلسم نوخیز وہ طلسم ہو کہ کوئی اُسے شکست نہین کر سکتا لاکھ کد و کوشش کرین آخر مین ناچار ہونگے جو شاہزادیان

شریک ہوگئی ہین وہ پھر اطاعت کرینگی جمشید یہ باتین سُنکر خوش ہوگیا ہمیشہ سے یہ تو خوشامد پسند ہی ہی مگر لالہ زار اس فکر مین ہی کہ بادشاہ کو کیونکر رہا کرون ہر مرتبہ بڑھ کے خوشامدین کرتی ہی کہ یا خداوند آپ کے جاہ وجلال بڑھین گے کون آپ سے بھلا مقابلہ کرسکتا ہی کہ بحرین بھی ہوشیار ہوئی ایک کنیز نے قریب آکر کہا کہ یا خداوند رات کو تو عجب سحر کہ گذرا مین سو رہی تھی کہ دیدۂ بصیرت وا ہوے میرا گذر آسمان پر ہوا مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین اور گرد ہزارہا فرشتے زمرد ویاقوت کے پر حوران جنان سر پر مگس رانی کر رہی ہین آپ نے مجھکو قریب بلایا اور گلے پر ہیرے ہاتھ رکھا فرمایا کہ ہم تمکو علم موسیقی دیتے ہین اُسوقت سے عجیب حال ہی کہ راگنیان صورت دکھاتی ہین ہر مرتبہ بھی اشارہ ہی کہ اپنا کمال قدرت کو دکھاؤ ذرا میرا گانا تو سُنیئے یا تو جمشید کو غصہ تھا یا اُس کنیز کی باتون پر مفتون ہوگیا کہتا تھا ای میری بندی خاص الخاص تم خواب بھول گئین ہمنے خواب مین کچھ ارادہ بھی کیا تھا کچھ بوس وکنار سے بھی پیش آئے تھے کہ تم خواب سے بیدار ہوئین کنیز نے کہا ہان خداوند آپ سچ فرماتے ہین مین چونک پڑی اور ڈر کر بھاگ گئی مگر ای خداوند اِسوقت اُس بات کا کیا ذکر وہ وہ عجائب وغرائب دیکھے کہ جنکا بیان امکان سے باہر ہو ہندی کا تو کیا ذکر قدرت خود نہین اظہار فرماسکتے مگر قدرت نے اپنی صورت کو نہ تبدیل کیا اس مین کیا بھید ہی کہ گیتے کی ڈانٹ معلوم ہوتے ہین یہ کہکر گنگنائی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند جمشید کو سُنانے لگی

نظم

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہی میخوارون کو	آنے دیتا نہ تو میخانے مین ہشیارون کو
غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو	لیگئے غیر گلے سے جو ترے ہارون کو
ناامید اہل خرابات نہین رحمت سے	بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو
تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو پھر	پیار کرلین گے کہین ہم بھی طرفدارون کو
نخل قامت ہی ترا سچ پھل ہی تو گیسو شاخین	منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو
گھر ترا گلشن فردوس ہی ای رشک چمن	حور وغلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
سو ستم گل ہی ہین بے پر کیا پر داروں کو

نقد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہو زرداروں کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہو اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کے خریداروں کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپاتا ہو بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلواروں کو

سدّرہ ہوتا ہو دربان جو در جانان پر
پھاند جانا نہین آسان ہو دیواروں کو

قم باذنی مرے حق مین ہو صدا جان بخش
ٹھکے جی اُٹھتا ہون پازیب کی جھنکاروں کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا
شام سے تا بہ سحر گنتے رہے تاروں کو

یہ غزل گاکر کنیز نے جمشید کو ایسا محظوظ کیا کہ جمشید یا تو تلوار کو ٹیک کر اُٹھا تھا یا کہا
ای چمن آرا کیا خوش آواز ہو اور آواز مین سوز و گداز ہو اپنے ہاتھ سے ایک جام بھی
پلادے چمن آرا اُسے نقلی نے کہا یا خداوند یہ کمال بھی آپ نے مجھکو دیا ہو رات کو
میرا سینہ کمالون سے بھر گیا یہ کہکے جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی گاتی ہوئی
سامنے جمشید کے آئی جام پیش کیا جمشید نے کچھ خیال نہ کیا جام پی گیا جام پیتے ہی باتین
غرور کی کرنے لگا چمن آرا نے دورہ باندھا مگر لالہ زار کو جام نہ دیا لالہ زار نے کہا
کہ ای چمن آرا کیا ہم شراب نہین پیتے کنیز نے اشارے سے منع کیا کہ آپ نہ نوش فرمایے
لالہ زار حیران ہو کہ چمن آرا کیون منع کرتی ہو مگر خاموش ہو گئی چمن آرا اُسے نقلی نے
تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی جمشید نے بیٹھے بیٹھے کہا ای چمن آرا مین آسمان
پر جاتا ہون تم بھی چلوگی تمکو حورون مین داخل کرونگا چمن آرا نے عرض کی ای خداوند
آپ چلیے مین بھی آتی ہون جمشید مسند سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا کل اہل محفل بیہوش
ہوے چمن آرا نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو ای لالہ زار اسی واسطے تمکو منع کیا اب
بادشاہ کو رہا کرلو بادشاہ اُٹھے بحرین کو بھی ہوش آیا بحرین نے اُٹھتے ہی کہا ای شہریار
آپ کے عیارنے کمال کیا اب نکل چلیے بادشاہ کوہ سے کود کے بحرین اُڑتی ہوئی
سرپر اُسوقت قریب دریا پہونچے کہ دیکھا ساتھ والے ڈوب رہے ہین مگر شناوری
مین مصروف ہین بادشاہ نے آتے ہی لوح محفوظ کا جو عکس ڈالا دریا مین غراٹا ہوا

مچھلیان مرنے لگیں ہزارہا مچھلیان پانی پر تیر رہی ہین کہ بیثاق و خونخوار جو کنارے
پر تھے اُنھون نے سحر کیا کل فوج صحیح و سالم دریا کے پار ہوگئی مگر لالہ زار نے وہان
جمشید ثانی کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ آسمان تک نہ پہونچے جمشید نے پوچھا
بادشاہ و بحرین کہان گئے لالہ زار نے کہا اسی کوہ مین مخفی ہوے مین دیکھ رہی تھی
کہ جب آپ بیہوش تھے تو کوہ نے منہ کھولا بادشاہ و بحرین کو دہن مین لے لیا یہ حال
سُنکر جمشید بہت خوش ہوا پہاڑ پر ہاتھ رکھا کہتا تھا اے کوہ فلک شکوہ تو میرا پیدا کیا
ہوا ہے تو نے اطاعت کی مگر تعجب کرتا ہون کہ مین بیہوش ہوا کوئی نگہبان نہ آیا یہ ذکر
تھا کہ زمین کوہ پھٹی ایک پُتلہ فولادی سر نکالکر سامنے آیا کہا یا خداوند مین موجود تھا
مگر یہی دیکھ رہا تھا کہ لالہ زار آپ کی اعانت کریگی جمشید شرما کر اُٹھ گیا طرف طلسم کے
روانہ ہوا اثنائے راہ مین کوہ مرآت پر پہونچا دیکھا مرآت آئینہ نما پہاڑ پر بیٹھی
ہے ایک آئینہ بڑا سا سامنے لگا ہے اُسکو دیکھکر ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کیا خداوندہین
کہ عیار کے فقرے مین آگئے لو اب تو یہان آتے ہین بادشاہ و بحرین رہا ہوے
لشکر کو اُتار رہے ہین کہ سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا کہ طرف کوہ مرآت کے متوجہ
ہوا ہے مرآت آئینہ نما نے اُٹھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند آئیے جمشید آکر بیٹھا اور
آئینے پر نگاہ ڈالتے ہی حیران ہوگیا صاف صاف دیکھا کہ لالہ زار جادو اسباب
وغیرہ لدوا رہی ہے کہتی ہے نکل چلو انتخاب سے مقابلہ پڑیگا یقین ہے بادشاہ تا بہ گنبد
جاوین جمشید نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا مرآت آئینہ نما جلد جاؤ لالہ زار کو گرفتار کر لاؤ
اِس مکارہ نے بڑا دھوکا دیا کہ کچھ مجھکو نہ بن پڑا مرآت نے کہا یا خداوند آپ کی
غفلت سے یہ طلسم برباد ہو رہا ہے جمشید نے کہا اے مرآت یہ خیال نہ کرو اِس طلسم پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا یہ وہ طلسم ہے کہ سامری و جمشید اِس مین رہے اپنے زمانۂ
دولت تک عیش و جبش کیا کیے یہانتک کہ مابدولت کی خدائی کا وقت آیا جو کچھ
مسلمانون سے ہو سکے کوشش کرین مگر یہ مجال نہین ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکین صدہا
نگہبان ہین مگر لالہ زار جادو تیاری کر رہی ہے کہ اب مین نکلجاؤن خدمت شاہ سعد

مین پہونچون نگر مرآت آئینہ تھا بحکم جمشید اُٹھی آئینہ ہاتھہ مین لیا چمکاتی ہوئی چلی یہان
لالہ زار سوار ہو گئی مگر انتخاب جادو کو خبر پہونچی کہ بحر مین شریک ہو گئی بادشاہ بھی
دریا سے اُتر آئے خود خداوند آئے تھے مگر کچھ نہ کر سکے حکم دیا ارے کوئی ایسا ہی کہ
جاکر بادشاہ کو روکے سمنبر جادو کہ ساحرہ ہوشیار ہی اُسنے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو گرفتار
کرلاؤن خاص بادشاہ پہ جاکر گرون لوح محفوظ رکھی رہجاے مگر مین اُٹھا لاؤنگی یہ سنکر
انتخاب نے کہا ای سمنبر بہت سمجھکر سحر کرنا سمنبر نے کہا آپ دیکھیے مین کیا کرتی ہون
آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین طلسم کشا کو لاتی ہون جاتے ہی وہ جنگ کرون
کہ سب کو عاجز کرون خونخوار و بیثاق کیا ہین دونون کو دیوانہ کرکے مارون یہ کہکر
چلی ساٹھ ہزار ساحر انتخاب نے ساتھ کیے یہان بادشاہ کی بارگاہ فلک اشتباہ
ایستادہ ہو رہی ہی بیثاق و خونخوار انتظام مین مصروف ہین کہ زمین کانپی سمنبر مع
ساحران مذکورہ آکر پہونچی خونخوار نے چاہا بڑھکر روکون کہ سمنبر نے آوازہ دی ای
دلخراش لینا جانے نہ پاوین جیسے ہی خونخوار بڑھا کہ نخل سے آوازہ آئی ای شہنشاہ
مجھکو قید سے چھڑائیے ورنہ میری جان جاتی ہی خونخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین نخل سے بندھی ہی غل مچا رہی ہی خونخوار نے پلٹ کر
کہا کہ ای حسینہ و جمیل کسنے تجھپر یہ بدعت کی یہ کیا حالت ہوئی اُس نازنین نے کہا
آپ جائیے مجھ سوختہ بخت کا حال نہ پوچھیے مین یہین کی رہنے والی ہون ایک زنگی
آدمخوار گرفتار کر لایا باندھکر مجھکو کہ گیا ہی کہ آگ لاکر روشن کرون تو تیرے کباب
لگاؤن مین راضی ہون کہ وہ آکر جلا دے مگر آبرو مین فرق نہ آئے یہ ذکر ہو رہا تھا
کہ خونخوار نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو آدمخوار کچھ لکڑیان ہاتھہ مین لیے ہوے
آگ سلگاتا ہوا آتا ہی خونخوار نے پکار کر پوچھا کہ او ظالم ایسی معشوقہ پر یہ بدعت
زنگی نے کہا حسین آدمی کا گوشت مزے کا ہوتا ہی مین کیونکر یہ تدبیر نہ کرون بھائیون
نے کہا تھا کہ ہمکو بھی ساتھ لے چلو مین نے نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ کباب لگا کے
لاؤنگا خونخوار نے تلوار کھینچی پکار کر کہا او بدعت پسند بڑا مغرور ہی مین اپنے سامنے

قتل نہ ہونے دونگا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس زنگی نے لکڑیان پھینکدین اور تلوار
کھینچی زنگی بھی برابر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر خونخوار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوسے جھونکا ہوا کا چلا کہ لاشہ زنگی کا اُڑ گیا خونخوار زنگی کو
مار کر قریب اُس نازنین کے آیا کہا اے جان جہان واے آرام دل عاشقان مین نے
دشمن کو تیرے مارا اب تجھے رہا کرتا ہون مگر امیدوار ہون کہ میرا وصل قبول کر
اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ مین خود تمپر مائل ہون خونخوار نے یہ
جواب سُنکر اُسکو رہا کیا اُسنے ہاتھ تھام کر کہا یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان آپ
تشریف لے چلیے تو آپ کو فرحت حاصل ہوگی خونخوار بلا تکلف ساتھ ہوسے
اور وہ نازنین ہمراہ لیکر چلی میثاق نے بہت پکارا کہ اے بادشاہ عالی جاہ آپ کہان
جاتے ہین یہ مقدمہ فریب ہے مگر خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ اُس نازنین کے
چلے جاتے جاتے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا لپٹین
خوشبو کی آرہی ہین وہ نازنین خونخوار کو ساتھ لیکر چمنستان مین پھرنے لگی ہر نخل کے
نیچے آکر کہتی ہے کہ اے خونخوار پھل کھاؤ کہ جوانی کا پھل ملے خونخوار ہاتھ بڑھاتے ہین
مگر ثمر تک ہاتھ نہین پہونچتا بعد روانہ ہوجانے خونخوار کے اب تو سمنبر با اعلان آپہنچی
میثاق کی فکر مین ہے میثاق گھوڑا دوڑا کر طرف سمنبر کے چلے کہ ایک آہو سامنے
سے آیا آہو نے آکر میثاق کو آنکھین دکھائین وہ آنکھین گردش کرتی ہوئین آہو
تھوتھنی کو اُٹھا کر سامنے سے بھاگا میثاق نے گھوڑا بڑھایا آگے آہو جاتا ہے
تعاقب مین میثاق اُسی باغ مین جا کر آہو نے میثاق کو پہونچایا آہو تو غائب
ہوگیا میثاق نے دیکھا کہ خونخوار ٹہل رہے ہین اُس معشوق کی شمع جمال کے پروانہ
جسطرف جاتی ہے ہوسے جاتی ہے بلا عذر اُسکے ساتھ پھر رہے ہین حباب چشمہ اشارے
کرتے ہین کہ ادھر نہ آؤ موج مین رہوگے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو کو بچاؤ اگر ہوسکے
تو باغ سے نکل جاؤ مگر خونخوار ایسے مبہوت ہین کہ کسی امر کا خیال نہین کرتے کہ
میثاق بھی قریب آیا کہا اے شہنشاہ چلیے لشکر بادشاہ کو سمنبر پامال کر رہی ہے پہنلم

خونخوار نے منھ پھیر لیا کہا ای بیثاق ہمکو بادشاہ سے کیا کام ہی ہمارا تمھارا نام ہی تم یہان کیون آئے جاکر سمنبر سے لڑو بیثاق نے کہا ای خونخوار مزاج کیسا ہی آپ اِسوقت کیسی باتین کر رہے ہین ہم دل وجان سے بادشاہ کے طرفدار ہین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی اُفتاد پڑے تو ہم تم بھی مبتلاے مصیبت ہونگے یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین مگر وہ نازنین منع کرتی ہی کہ ای بیثاق تم کیون دراندازی کرتے ہو اپنا کام کرو ایسا نہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو خونخوار کہتے ہین ای بیثاق یہ سچ کہتی ہی تم دخل نہ دو اور سیدھے چلے جاؤ ایسا نہو کہ کوئی درخت پھٹ پڑے اور تمھارا نقصان کرے بیثاق نے کہا مجھے سب گوارا ہی لیکن تمھارا یہان رہنا قبول نہین چلکر بادشاہ کی مدد کرو یہ سُنکر اُس نازنین نے ایک نخل کے سائے مین لاکر دونون کو ٹھہرایا اُس نخل کی جو ہوا لگی بیثاق کا بھی چہرہ سرخ ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا یہ اشعار زبان پر لایا **نظم قمر**

ہین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر
پھیرون کو نہ ای دل ملی جہان کی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر در دلسے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

اِسطرح اِن اشعار کو پڑھکر بیثاق خوب رویا کہا ای مہ جبین مین تیرے ساتھ ہون خونخوار نے کہا ای بیثاق ایسے کلمے نہ کہو تجھکو شاق گذرے گا بیثاق نے کہا مین تو اِسپر عاشق ہون آپس مین تکرار ہونے لگی خونخوار کا قول ہی کہ مین نے اِسکی محبت مین گھر بار چھوڑا بیثاق کہتے ہین مین نے بادشاہ کی محبت سے منھ موڑا بدعت سنگ عشق نے شیشۂ دل توڑا یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون نے تلوارین کھینچین قریب ہی کہ تلوار چلے مگر لالہ زار جادو جو کوہ سے روانہ ہوئی اُڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ بیثاق و خونخوار آپس مین لڑا چاہتے ہین یہی جستجو ہی کہ ایک کو ایک قتل کرے خونخوار کا بیثاق دشمن اور بیثاق کا خونخوار رہزن جس درخت کے نیچے کھڑے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولدین ہین تیتے خنجر بران اور شاخین شمشیر آبدار بیچ سے دھوان نکل رہا ہی ملکہ لالہ زار کہ گذر اُسکا اِسطرف سے ہوا

یہ حالت دیکھکر اسنے کئی مرتبہ للکارا کہ ای میثاق وخونخوار یہ کیا جہالت ہی کسی نے جواب
نہ دیا لالہ زار تڑپ کر گری نخل کو قلم کیا ہاتھ ہلایا کہ برق جہندہ گری اُس نازنین کے دو
ٹکڑے ہوے میثاق وخونخوار ہنسنے لگے سارے باغ مین آگ لگ گئی نخل جل جلکر
گرے نہرین غراٹا مار کر خشک ہوگئین لالہ زار نے جب اُس نازنین کو مارا خونخوار
ومیثاق کو ہوش آگیا کہتے تھے ای مہربان تونے بڑا احسان کیا اب چلو چلکر دیکھین
کہ سمنبر کے سحر نے کیا قیامت برپا کی لالہ زار تو جاکر ابر مین چھپ گئی مگر ابر جاتا ہی نیچے
ابر کے میثاق وخونخوار تلوارین کھینچے ہوے آپس مین صلاحین کرتے ہوے
کہ خداوندا ہمکو عین وقت پر پہونچا کہ ہم بھی مطلب سے کامیاب ہون اگر ایسا ہوا
تو بہت محجوب ہونگے یہان وہ وقت ہی کہ سمنبر نے سحر کرکے سب شاہزادیون کو
بیکار کیا دوسرے سحر مین سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو آپ سے باہر کیا مگر
بادشاہ کو دیکھا کہ لڑتے ہوے آتے ہین یہ دیکھکر ارادہ کیا کہ بادشاہ سے شعبدہ
کرکے لوح محفوظ لے لون اور پھر گرفتار کرلون ارادہ ہی کہ جھولی پہ ہاتھ ڈالے
اور کچھ اشیاے سحر براے شعبدہ نکالے کہ میثاق وخونخوار آکر پہونچے دور سے
دیکھکر سحر کیا کہ جو سحر مین گرفتار تھے اُنکو ہوش آیا لالہ زار چمک کے فوج پر جا پڑی
ہر طرف سحر ہونے لگے مگر سمنبر بھی بلاے روزگار ہی خونخوار کے سحر کو روک رہی
ہی لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ خونخوار وسمنبر مین سحر چلنے لگا آسمان پر آکر
کارد سحر جھولی سے نکالی اپنا خون اُسپر ڈالا اور کارد طرف سمنبر کے کھینچ ماری
وہ کارد پشت پر سمنبر کے جاکر پڑی کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری سمنبر جادو
مری اور خونخوار نے لشکر سمنبر پر سحر کیا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے
دیکھا سب نے کہ کوئی مقام استقامت ہمارے واسطے نہین دامن صحرا کو منہ پر
رکھکے بھاگے گوشۂ دشت مین جاکر چھپے صدہا جوان گرفتار ہوے وہ جو سامنے
بادشاہ کے آئے عذر کرنے لگے کسی نے کلمہ پڑھا کوئی مطیع اسلام ہوا تھوڑے
عرصے مین سب لشکر کا خاتمہ ہوا مگر بہت لوگ کلمہ پڑھ پڑھکر شریک سعد بن عبادہ ہوے

بحر بن بھی ساتھ ہو دریا کو مٹا دیا تمام مچھلیان ماری گئین نہنگ بھی ہلاک ہوئے مگر انتخاب
سر نگون بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہو کہ کیا کرون کہ ہرکارون نے خبر دی سمنبر نے وہ سحر کیا کہ
میثاق و خونخوار طرف صحرا کے نکل گئے اب بادشاہ کا گرفتار کرنا باقی تھا یہ سن سنکر
انتخاب خوش ہوتی ہو کہ یکایک رونے کی صدا کان مین آئی پوچھا ارے خیر تو ہو یہ
کیا معرکہ ہو ہرکارون نے مفصل خبر دی کہ عین وقت پر لالہ زار آگئی اور اُسنے سحر
سمنبر کو مٹایا کہ خونخوار و میثاق ہوش مین آئے اور پھر سمنبر کو مارا تمام لشکر تباہ
ہوگیا کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے اور باقی ماندہ نے اطاعت بادشاہ کی یہ سنکر
انتخاب اپنے مقام سے اُٹھی اور سب سے کہا کہ مین نے عہد کیا تھا کہ اگر سمنبر پر کوئی
اُفتاد پڑیگی تو شریک بادشاہ ہو جاؤنگی سب کہہ رہے ہین کہ آپ کو اختیار ہے ہم تو
آپ کے ساتھ ہین انتخاب یہ سن سنکر بہت خوش ہو رہی ہو کہ آسمان پر ابر گلنار
نمایان ہوا ہزارہا ساحر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اُس ابر کو دیکھکر انتخاب اپنے
مقام سے اُٹھی ابر پھٹا ایک تخت پر دیکھا قمر عذار چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین
درد گھبرائی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون مادر مہربان اب آپ نے کیا انتظام تجویز
کیا ہو بادشاہ دریا سے بحر بن سے اُتر آئے انتخاب نے کہا اے نور نظر مجھکو تو بڑی
مشکل ہو باپ تمھارے گئے تھے مارے گئے اب مین ناچار ہون کہ کیا کرون اگر
شرکت کرتی ہون تو جمشید ثانی بلائے روزگار ہو ایسا نہ ہو گرفتار کر لیجائے اگر
نہین شریک ہوتی تو سعد بن قباد کہ طلسم کشا ہین اُنپر زور نہین چلتا سحر اُنپر تاثیر
نہین کرتا و مسدم معین و مددگار بڑھتے جاتے ہین تتنے تو خداوند سے دشمنی کی دیکھیے
انجام کیا ہو قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان جسقدر رحم چاہیے اُسیقدر رکرکرا نکلتا ہو اب
ایک بات قرار دیکر بیٹھیے جعل فریب موقوف کیجیے کہ ادھر بھی شریک ہین اُدھر بھی
شریک ہین مثل مشہور ہو کہ تھالی کا بیگن کبھی اِسطرف کبھی اُسطرف اسمین بدنامی ہوگی
کوئی کام بن نہ پڑیگا ہین تو پہرا سے ملاقات بادشاہ جانی ہون اُنسے عرض کرون کہ
یہان کے نگہبانون پر مہربانی فرمائیے سیدھے گنبد کو جائیے کہ آپکو لوح طلسمی ملے

اور دوست آپ کے کامیاب ہون جو آپ سے بن پڑے وہ انتظام کیجیے مین تو اُنکے
ساتھ جاؤنگی انتخاب نے منھ پیٹ لیا کہا بیٹا یہ کیا ارادہ ہو اُنکے رفیق کیا کم ہین اول
بیثاق کوہ گردان دوسرے خونخوار فراخ پیشانی تم بیٹا نہ شریک ہو مقدمہ لوح
بہت نازک ہو مجھکو ڈر ہو کہ جسوقت بادشاہ گنبد مین جاوینگے تو قدرت کو ضرور خبر ہوگی
نگہبان لوگ وہ ہین کہ طائر بنکر پہونچین گے قمر عذار نے کہا اب تو مین آمادہ ہون
جو ہونا ہو وہ ہوجاے سر کو ہتھیلی پر رکھا ہو موت کا مزہ چکھا ہو یہ بخوبی یقین ہو کہ
اگر ہم گرفتار ہوجاوینگے تو بادشاہ چھڑاوینگے اب ہمکو کوئی قتل نہین کرسکتا ایزد جسقدر
چاہے پہونچاوے انتخاب ناچار ہوکر رونے لگی کہ بیٹا مین جانتی ہون کہ تم
محبت مین سعد شہر یار کی چور ہو وہ شاہزادہ والاقدر ہو کہ ملکہ بحرین بھی شریک ہوگئین
اب ساتھ آتی ہین ہرچند کہ قدرت نے آکر کشتیان توڑین ہزارون کو ڈبو دیا مگر
کیا زور چلا دہ رہا ہوکر آگئے وہ سحر کیا تھا قدرت نے کہ نہنگ جادو کو جان کا
خوف نہ ہوا اور سعد شہر یار کو مع لوح محفوظ نگل گیا مگر کچھ آزار نہ پہونچا سکا قدرت
کے سامنے فیروزہ نے عیاری کی اور ساحرہ کو چھڑا لایا ملکہ لالہ زار بھی مطیع ہوگئی
مان بیٹیون مین دیر تک باتین رہین مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا جلسہ آراستہ ہو مان بیٹیان
کلام کر رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ خونخوار فراخ پیشانی آکر
پہونچا انتخاب نے خاطر سے بٹھایا خونخوار نے کہا اے ملکۂ عالم ہم آپ سے دریافت
کرنے کو آئے ہین طلسم کشا نے فرمایا ہو کہ کل صبح کو ہم گنبد مین جاوینگے تمھاری لڑکی پر
وہ مائل ہین انھین کا ہر وقت ذکر کرتے ہین فرماتے تھے مین افسوس کرتا ہون
کہ کمیاب نے اپنی جان دی ایسا نہ ہو کہ بی انتخاب بھی وقت پر آکر سد راہ ہون
ہین اُسوقت تلوار کھینچے ہوے ہونگا سب افسر جنگ کرینگے ایسا نہ ہو کہ تمپر ہاتھ
پڑ جائے قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان اب جواب دیجیے انتخاب نے کہا اے خونخوار
تم مطمئن رہو کہ مین براے مقابلہ نہ جاؤنگی جب لوح انکو ملجاے تب یہ اعلان مین
شریک ہونگی مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو لوح نہ ملے اور رفتور پڑ جاے تو جمشید ثانی

ہیرے ساتھ بہ بدی پیش آئے آپ جائیے اور لوح کی جستجو کیجیے بی قمر عذار آپ کے ساتھ ہین کہ اُسنے قدرت سے مقابلہ بھی پڑھ چکا جو کچھ تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا قمر عذار ساتھ خونخوار کے اُٹھی بان سے لپٹ کے بہت روئی انتخاب نے کہا اے نور نظر اگر قدرت تمکو پا گئے تو بہت بُری طرح پیش آوینگے قمر عذار نے کہا مین مقدمہ حصول لوح مین بادشاہ کی شریک رہونگی آجتک علٰحدہ رہی جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھونگی یہ کہکے خونخوار کے ہمراہ ہوئی خونخوار قمر عذار کو ساتھ لیکر لشکر ظفر اثر مین آیا یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کل رفقا جمع ہین یہی تدبیر ہو رہی ہی کہ صبح کو گنبد مین داخل ہو اپنی اپنی سب کہ رہے ہین حمالہ گیسو کشا کہتی ہی کہ مین نگہبانون سے سمجھ لونگی ملکہ لالہ زار کا قول ہی کہ مین دروازے پر رہونگی ہر شاہزادی اپنی اپنی جانبازی ظاہر کر رہی ہی میثاق کہتے ہین مین ہوا پر رہونگا کسی کو آسمان سے نہ آنے دونگا کہ قمر عذار و خونخوار آکر پہونچے اور خونخوار نے بیان کیا کہ حضور انتخاب جادو دو عملے مین ہین چاہتی ہین قدرت کی دوست بھی رہون اور آپ کی شریک بھی ہون مگر ملکہ قمر عذار جان و دل سے آپ کی شریک ہین اِنکے ارادے سب ٹھیک ہین بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ملکہ تشریف لائی ہین اگر ہو سکے تو کچھ بیٹھکر گاؤ فیروزہ بن عمرو بیچ مین آکے بیٹھا ڈ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ملکہ کو لبھانے لگا نظم

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
وصل پر راضی نہون جبتک وہ پہلو مین نہین

اب تڑپتا ہون اکیلا مین وہ پہلو مین نہین
دیکھ لونگا جب کرینگے آکے قابو مین نہین

خنجر اُس سفاک کا گو میرے قابو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ

مار اُتارے کیا کٹاری دل کی پہلو مین نہین
اِسقدر تھین بل بھی جتنے تیرے گیسو مین نہین

کیا تری ابرو تھی ہمکو قتل کرتی جو تمام
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی

اب وہ چشمک چین پیشانی و ابرو مین نہین
رنگ کہتا ہی وفا اُس پھول کی بو مین نہین

سحر بھی ہی سوہنی بھی اُن کی آنکھون مین مگر
شوخ رو قاتل سے کہا ہون چلو وان سو کھا ہی جو

سوہنی مین جو کرشمے ہین وہ جادو مین نہین
منھ پہ ملنے کو لہو کی بوند چلو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینے مین دیکھکر
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ
بیٹھتے ہی پاس مجھکو آپ سے باہر کیا
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
آپ کیا جانین ہوئی گشتہ کب اپنی آرزو
تم ٹھٹکتے دیدہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
دل کو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال

آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
پھر بھی جو ہے آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
دل ہے عاشق کا یہ پھلی تیرے بازو مین نہین
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
ترچھے زخمون کی ادا وہ ہے جو ابرو مین نہین
آشکارا ہو خواص اس خون کی خو مین نہین
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

صحبت عیش و جیش برپا ہے قمر عذار آمادہ بیٹھی ہے کہ تشریف لے چلیے یکایک اب وہ وقت آیا کہ طلسم کشائے مشرق طلسم شب کو فتح کر کے لوح مہر گلے مین ڈالے ہوئے میدان چرخ زبرجدی مین آیا بادشاہ نماز سحر سے فراغ حاصل کر کے اٹھے اور تمام جادوگرنیان ساتھ ہین سبکے آگے قمر عذار و لالہ زار و حمالہ گیسو کشا وغیرہ سب آمادہ ہین کہ دیکھین گنبد مین کیا گذرے حقیقت مین وہ مقام سخت ہے بادشاہ سبکے ساتھ جیسے ہی سامنے گنبد کے پہونچے دیکھا کئی لاکھ جادوگر ٹہل رہے ہین جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا آمادہ ہو گئے جھولیون پر ہاتھ ڈالے مگر بادشاہ جمجاہ تلوار کھینچکر ان ساحرون پر جا پڑے خونخوار نے بڑھکر سحر کیا کہ جادوگر گھبرا اٹھے ایک طرف سے لالہ زار دوسری طرف سے حمالہ گیسو کشا یہ سب سحر کر رہی ہین مگر ساحر نہین ہٹتے میثاق کوہ گردان آسمان سے سحر کر رہا ہے آگ برسا دی ہزارونکو جلایا بادشاہ بھی قتل کرتے ہوئے آتے ہین مگر سب ساحر آپس مین کہہ رہے ہین کیا سبب ہے کہ ہماری افسرہ نہین آئین انکے ہونے سے دل کو قوت ہوتی ہے اب کسکے بھروسے پر لڑین بادشاہ نے پھر بھر کامل شمشیر زنی کی ساحرون کو ہٹا کر در گنبد پر پہونچے دیکھا دروازے مین گنبد کے قفل لگا ہے قمر عذار نے کنجی اپنے پاس سے

نکالی قفل کو کھولا مگر سحر بھی شریک تھا جب قفل کھلا تو قمر عذار نے اِشارہ کیا کہ بسم اللہ گنبد مین جائیے لوح طلسمی لیجیے خدا آپ کے اقبال کو پایدار کرے طالع مددگار رہین اب سب جادوگرنیان مع قمر عذار دروازے پر ٹھہرین بطور نگہبان ہین بادشاہ جو اندر گنبد کے آئے دیکھا صدہا ماران سیاہ پھر رہے ہین بادشاہ رُکے مگر وہ ماران سیاہ کپھنے بلند کر کے طرف بادشاہ کے چلے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار لوح محفوظ کو چمکائیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ماران سیاہ جلنے لگے مگر ایک مار کلان کہ وہ نہین سامنے سے ہٹتا بادشاہ ہر مرتبہ لوح محفوظ دکھاتے ہین مگر مار سیاہ کلان زبان منھ سے نکالتا ہی یہی چاہتا ہی کاٹ کھاؤن مگر بادشاہ اپنے کو بچاتے ہین پہلو سے آواز آئی کہ لوح اِسکے سامنے پھینک دیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون آواز دیتا ہی دیکھا قمر عذار پہلو مین چھپی ہوئی آوازین دے رہی ہی بادشاہ نے لوح محفوظ کو پھینکا کہ وہ مار کلان بھی جلا اُسکے جلتے ہی سب سانپ جل گئے اور آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام سن ماران سیاہ روبود مگر خاک جو اُڑی ہزارہا طائر خاک ماران سیاہ سے پیدا ہوے آسمان پر آکر غل مچانے لگے کہ او نگسیا تان طلسم جلد دوڑو ماران سیاہ بھی مار آگیا اب کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو روکے طائرون نے جو یہ آواز دی ہر طرف تڑپ تڑپ کے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین قضائے کار جمشید ثانی صحبت مین بیٹھا ہی ناچ دیکھ رہا ہی شراب اِسقدر پی ہی کہ کبھی ڈکارتا ہی اور کبھی اوگتا ہی کہ یکایک آسمان پر ہنگامہ ہوا گائن نے کہا یا خداوند آپ کو تو عیش سے فرصت نہین ذرا سنیے تو طائر کیا آواز دے رہے ہین جمشید نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ہزارہا طائر پر سے پر ملائے ہوے سر پیٹ رہے ہین مثل انسان کے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند آئیے اور جل جلکر گر رہے ہین تو باعث یہ ہی کہ خونخوار جو ہوا پر اُڑ رہا ہی طائرون کو جو دیکھا اُنپر سحر کرنے لگا کنیزون نے جو جمشید ثانی کو طعن و تشنیع دی جمشید اپنے مقام سے اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت پہونچا کہ بادشاہ ماران سیاہ کو مار کر جو ملاحظہ فرماتے ہین دیکھا ایک گلدستہ ہی اُسکی

اندر لوح ہی مثل جرم قمر چمک رہی ہی قمر عذار نے آواز دی کہ اے شہریار اب تامل نہ فرمائیے لوح کو اُٹھا لیجیے سب سے زیادہ کام خونخوار کر رہا ہی کہ آسمان سے سحر کرتا ہی طائر تمکو جلا رہا ہو بادشاہ بڑھے کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالوں مگر قمر عذار بیچھے بادشاہ کے ہی اور یہ کہتی جاتی ہی کہ اب دیر نہ کیجیے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی خونخوار نے جو دیکھا کہ جمشید آپہونچا تلوار کھینچکر مقابلے مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا جمشید کو انتہا کا غصہ تھا کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ مارا کہ خونخوار اُلٹ گیا طرف زمین کے چلا خونخوار کو بیہوش کر کے جمشید تڑپ کر گرا گلدستے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے تلوار کا وار کیا جمشید نے تلوار پر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ اُنگلیان کٹین مگر وہی خون اُسنے بادشاہ پر جھٹک دیا بادشاہ کے ہاتھ سے تلوار گری جمشید ثانی نے لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر چاہا بلند ہون قمر عذار نے بڑھکر سحر کیا کہ جمشید کو روکے مگر جمشید نے قمر عذار کو بھی ایک دھکہ دیا کہ قمر عذار گری حمالہ کو منھ سے پھونکدیا لالہ زار کو تمانچہ مارا اِن سب جادوگرنیون کو بیکار کر کے بلند ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ سب کو بیکار کر کے جمشید جاتا ہی جست کر کے پانوٗن مین لپٹ گیا جمشید نے سر پہ میثاق کے ہاتھ مارا کہ میثاق بھی اُلٹ گیا اور للکار کر آواز دی کہ او نالائقو جیتے تمکو پیدا کیا اور ہمارے ہی ساتھ جنگ کرتے ہو سب کو مٹا دونگا وہ تقدیر کرون کہ مارے مارے پھرو کوئی تمھاری دستگیری نہ کر سکے یہ کہتا ہوا لوح کو لے گیا اور پکار کر آواز دی اے انتخاب مقام افسوس ہی کہ سب نے اپنا کام کیا مگر جیتے تمکو نہ دیکھا ملکہ انتخاب اپنے مقام پہ بیٹھی تھی یہ آواز جو سُنی کنیزون سے کہا صاحبو تمنے یہ اُفتاد دیکھی یہ آواز جمشید کی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارثی بادشاہ نے وہ کار نمایان کیا کہ رستم سے نہ ہو سکتا مگر عین وقت پر قدرت آئے اور لوح طلسمی لے گئے دیکھیے وہ جاتے ہین انتخاب نے سر اُٹھا کر دیکھا جمشید بلند ہوا ہی انتخاب نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر قصر سے نکل آئی دیکھا سب جادوگرنیان اور میثاق خونخوار افسوس کر رہے ہین بادشاہ جمجاہ غیرت مین خاموش کھڑے ہین انتخاب نے آکر

سلام کیا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتخاب سمجھی کہ مجھسے خفا ہین قمر عذار نے بڑھکر بان
کو قدمون پر گرایا سعد نے فرمایا یہ کون صاحب ہین قمر عذار نے کہا اس گنہگار کی
مان ہین انتخاب نے کہا ای نور نظر اب مین صحبت جمشید مین جاتی ہون جاکر دیکھون
کہ اب لوح پر کیا معرکہ گذرے گا یعنی کہان رکھی جاتی ہی اور سعد سے کہا کہ اگر مین ہوتی
تو کیا کرتی اب اُسکے سامنے جانے کے تو لایق رہی کہونگی مین جانیکی تیاری کر رہی
تھی آپ کی آواز سُنکر سمجھی کہ آپ تشریف لائے مگر بادشاہ فکر کرینگے اب لوح جہان
رکھی جائیگی وہان کا حال دریافت کرکے سرکار سے عرض کرونگی قمر عذار نے کہا
ای مادر مہربان اب آپ کی رای سالم ہوئی آپ تشریف لے جاوین اور خبر لیکے
آوین انتخاب اُسی وقت روانہ ہوئی سب ساحرون نے بادشاہ سے کہا لشکر مین
چلیے بادشاہ منھ سے نہین بولتے قمر عذار نے ہرچند بادشاہ سے کلام کیا بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا دل مین یہ تہیہ کر لیا ہی کہ مین اکیلا نکلونگا کسی کو ساتھ نہ لونگا اِسیوجہ
سے بات کا جواب نہین دیتے وہ سناٹا گذرا ہی کہ کلام کرنے کو دل نہین چاہتا مگر
سب ساحر وجادوگرنیان مثل قمر عذار وخمار گیسو کشا ولالہ زار ومجرین وغیرہ
بخوبی بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لائین ہرچند سب نے سمجھایا مگر بادشاہ نے خاصہ نہ
نوش کیا سر شام دربار برخاست کیا سب لوگ حیران ہین کہ بادشاہ کا کیا ارادہ ہی
مگر بادشاہ سب کے ظاہر مین پلنگ پر آکر لیٹے دل سے باتین کر رہے ہین کہ ہمارے
برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا لوح سامنے تھی اور لے نہ سکے اب تنہا تدبیر کرینگے تو
پروردگار مدد کریگا یہ سوچتے سوچتے دوپہر رات گئے جب دیکھا کہ سناٹا ہوگیا تو
پلنگ سے اُٹھے منھ لپیٹے ہوے نکلکر پیدل ایک جانب چلے رات کا وقت ہی اور
چہار جانب سناٹا ہی سائین سائین آوازین آرہی ہین اور بادشاہ اکیلے اُس جنگل
مین چلے جاتے ہین یہی ارادہ ہی کہ یا تو اپنی جان دون یا لوح کا پتہ لگاؤن ایک
درہ کوہ مین داخل ہوے اندر درہ کے دیکھا فرش بچھا ہوا ہی شمع جل رہی ہی
چند نازنینان مہ جبین شریک صحبت ہین صاحب محفل کنیز جادو مسند پر بیٹھی ہی اُسکی

نگاہ جمال بادشاہ پہ پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی فرورداتی منظر چشم من
آشیانہ الست ہو کرم نما و فرود آکر خانہ خانۂ لست ہو بادشاہ آکر بیٹھے کنجن نے کہا ای شہریار
اس شب تیرہ و تار مین کیونکر تکلیف فرمائی اور کہان جایئے گا بادشاہ نے فرمایا کہ
تلاش لوح مین نکلا ہون پروردگار یا تو لوح دلوائیگا یا جان دونگا کنجن نے کہا لوح
ایسے مقام پر گئی کہ جہان انسان اور حیوان جا نہین سکتا بادشاہ نے پوچھا وہ کونسا
مقام ہی کنجن نے کہا اسی طلسم مین ایک دریا ہی کہ اُسکو دریاے قلزم کہتے ہین جمشید
نے لوح طلسمی کو دریاے قلزم مین ڈلوا دیا منظور یہ ہوا کہ اگر لوح رہیگی تو طلسم کشائی
کا ہر ایک کو دعوی ہوگا بادشاہ نے حال لوح سنکر فرمایا مین اپنے کو دریا مین گرا دونگا
یا لوح دستیاب ہوگی یا جان دونگا یہ فرماکر اُٹھنے لگے کنجن نے دامن تھام لیا کہا
ابتو شب کا وقت ہی تشریف نہ لیجایئے صبح کو اختیار ہی بادشاہ نہ مانتے تھے مگر کنجن
قدمون پر گر پڑی کہ اس اندھیری رات مین نہ جانے دونگی بادشاہ بیٹھ گئے فرمایا
ای کنجن تم کیا جانو کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی مین جب سے لوح کے مقام سے خالی پلٹا
مین نے آب ودانہ ترک کیا ہی اپنے کو قریب دریاے قلزم پہونچاؤنگا اور اپنے
کو دریاے قلزم مین گرا دونگا کنجن چاہتی ہی کہ انکو روکون ہاے مقام افسوس ہی
کہ ایسا شیر دلیر یون اپنے کو ضایع کرنے کو ہی کیا تدبیر کرون کہ انکو اس ارادہ سے
باز رکھون یکایک درۂ کوہ مین روشنی ہوئی قمقام جادو براے سیر نکلا تھا سوچا
کہ چلکر کنجن سے ملاقات کرون بلا تکلف اندر درے کے آیا دور سے دیکھا کہ
ایک جوان ماہ طلعت پہلو مین کنجن کے بیٹھا ہی قمقام نے جو بادشاہ کو دیکھا پہچانا
کہ یہ تو طلسم کشا ہی کنجن نے یہ کیا ستم کیا کہ اپنے پہلو مین بٹھا لیا اگر قدرت کو معلوم
ہو جاے تو کیسا غصہ کرین پکار کر آواز دی کہ ای کنجن یہ کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند
کو اپنے پہلو مین جگہہ دی کنجن نے جو قمقام جادو کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای قمقام
اگر تم بھی انسے ملوگے تو محفوظ رہوگے جو انکا شریک ہوا اُسنے آبرو پائی اب
قدرت کے یہان ظلم و بدعت ہی کسکی عزت ہی وزیر خداوند میثاق کو دہ گردان

شریک ہوگیا یہ سُنکر قمقام نے جواب دیا قدرت غصہ کرتے ہین خفا ہوتے ہین اُنھون نے
پیدا کیا ہی اُنکا غصہ بھی گوارا ہی یہ سُنکر گنجین نے جواب دیا کہ ای قمقام اپنی آبرو کے سب
خواہان ہین مین بھی اِنکے ساتھ رہونگی یہ سُنکر قمقام نے نعرہ کیا کہ او گیسو بُریدہ مین
تجھکو زندہ کب چھوڑونگا یہ کہکے گولہ پھینکا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکا دیا گولہ
پھٹ کر بیکار ہوگیا قمقام جھلایا اور پکار کر آواز دی ای بادشاہ جہجاہ آپ بڑے
سرکش ہین آپ نے کیون دخل دیا بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے سامنے گنجین کو ذلیل
نہ ہونے دینگے کہ اِسنے ہمسے حال لوح بیان کیا دوستی کا دم بھرا یہ سنکر قمقام جھپٹکر
طرف گنجین کے چلا بادشاہ تیغہ کھینچکر اُٹھے فرمایا ای قمقام سمجھکر آنا قمقام نے بادشاہ پر
ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا
قمقام کے دو ٹکڑے ہوے مار کر قمقام کو بادشاہ نے حکم دیا لاشہ اِسکا پھینکدو
لاشہ قمقام کا پھینکدیا گنجین قدمون پر گر پڑی کہتی تھی ای شہریار آپ نے میری جان
بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا اب شب کو نہ جانے دونگی بادشاہ ناچار بیٹھے رات بھر
وہان بسر کی صبح کو چاہا روانہ ہون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی گنجین نے
کہا ای شہریار سیلاب دریا بار جادو زبردستی مجھپر چڑھ آیا ہی کہتا ہی میرا وصل تو
قبول کر مگر مین انکار کرتی ہون دیکھیے بیرون درہ اُترا ہی پہاڑ گھیر لیا ہی بادشاہ نے
کہا کیا مجال کہ ہمارے سامنے تمپر بدعت کرے ہم مقابلے مین جاتے ہین اگر بنتا ہی
تو اُسکا سر لاتے ہین یہ فرما کر درے سے باہر نکلے گنجین نے کنیزون کو حکم دیا تم
شہریار کے ساتھ جاؤ کنیزین ساتھ ہوئین درے سے نکلکر بادشاہ اُترے ادھر
سیلاب دریا بار نے خبر سُنی کہ بادشاہ اسلام براے مدد گنجین تشریف لاے ہین
کہتا ہی یہ اور مہربانی خداوند کی ہوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خدمت خداوند
مین پہونچاؤنگا قدرت سے پیغمبری کا طرہ لونگا میرا نام ہوگا سب اہل طلسم خوش
ہونگے یہ کہکے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی حکم دیا یہان بھی
طبل جنگی بجا لیکن وہان صبح کو جو خونخوار اُٹھا بارگاہ شاہ مین آیا کہ بادشاہ کو برآ

نماز جگاؤن دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی سب شاہزادیان آئین سب پریشان ہوگئین ایک
ایک کا قول تھا کہ بادشاہ کہان گئے قمر عذار نے کہا مین مطلب اُنکا سمجھ گئی یہی خیال
ہوا کہ جا کر لوح حاصل کرون کسیکی مدد نہ لون لیکن مین فکر مین اُنکی جاتی ہون خونخوار
ومیثاق نے کہا ہم بھی چلین گے یہ تینون روانہ ہوے لالہ زار وجمالہ ایک طرف کو
چلین مگر بحرین سب سے علحدہ ہو کر اکیلی چلی فیروزہ بن عمرو لشکر مین افسر قرار دیکر
یہ کہکر نکلا کہ آپ لوگ یہان سے نہ ہٹیے گا اور لوحدار ان کو افسر لشکر کیا لوحدار ان
روتی ہی دل سے کہتی ہی افسوس ہی کہ مین بادشاہ کی مدد کو نہ گئی اُدھر بادشاہ رات بھر
تیاری مین رہے صبح کو میدان مین نکلے وہی چند کنیزین پشت پر کھڑی ہین اُدھر سے سیلاب
لشکر گران لیکر آیا خود میدان مین نکلا للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام میرے
مقابلے مین آئیے تو حال ظاہر ہو کہ مین کیسا ساحر ہون بادشاہ نے اپنا مرکب نکالا
سیلاب نے سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسنے لگی کنیزون نے غل مچایا بادشاہ پلٹے آکر
لوح محفوظ کو چمکایا جب لوح چمکی تب سحر اُترا خدا سے مین جلنے سے بچین اب بادشاہ پھر
بڑھے سیلاب نے پھر سحر کیا بادشاہ اِس آمد ورفت مین حیران ہوگئے قضائے کار
بحرین جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی آسمان سے بادشاہ کی آمد ورفت دیکھی
سمجھی کہ سیلاب کے سحر نے یہ آفت برپا کی ہی مگر یہ کنیزین کہان سے آئین کہ بادشاہ
کا ساتھ دیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگرنی مایل ہوئی کیا صاحب اقبال ہین کہ
جہان جاتے ہین معشوق عمدہ پاتے ہین حقیقت مین ایسے صاحب اقبال نہوتے
تو اِتنے بڑے طلسم پر کیون قصد کرتے جیسے ہی بادشاہ کنیزون کی صف سے
بڑھے سیلاب نے سحر کیا بحرین نے سحر سیلاب کو روکا کنیزون کو بچایا جب
بادشاہ نے دیکھا کہ کنیزین محفوظ رہین بادشاہ گھوڑا چمکا کر مقابلۂ سیلاب مین
پہونچے سیلاب تیغہ کھینچکر قریب بادشاہ آیا کہا ای سعد اپنے کو بچاؤ دیکھون تو
کیونکر بچتے ہو وہ ہاتھ مارون کہ مع گھوڑے چار ٹکڑے ہون بادشاہ نے فرمایا
او ناہنجار او ظلم شعار جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ کہتے ہوے قریب پہونچے کہ

سیلاب نے ہاتھہ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھہ نکالکر سیلاب پر مارا وہ تیغۂ برق مثال تڑپ کر گرا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا لپنا لپنا کہکر آپڑے بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
منم صف شکن شیردل نوجوان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہالِ گلستان صاحبقران

تین لاکھہ ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ تین لاکھہ مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین ایک طرف سے بحرین سحر کر رہی ہو مگر مجمع ساحران نہین ہٹتا فضا کے خونخوار و میثاق وغیرہ جو تلاش مین شاہ کی نکلے تھے اُڑتے ہوے پہونچے بادشاہ کو جو گھرے ہوے دیکھا ایک طرف سے خونخوار نے سحر کیا اور دوسری طرف سے میثاق آپڑا قمر عذار نے آکر سحر کیا مگر ایسا سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے بہت سے جاکر نہرون مین گرے بعض غل مچاتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا اسطرف یہی ہنگامہ ہو کہ بھاگ کر نکلجا وہین خونخوار ایسا ساحر سحر کر رہا ہو میثاق نے دو منتر مارا اک شیران صحرا پیدا ہوے کئی ہزار کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا لالہ زار نے ایک طرف سے سحر کیا کہ جادوگر بھاگنے لگے عین گرمی جنگ ہو ساحران سہراہی بادشاہ سحر کر رہے ہین بادشاہ ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین اور جانبازی ساحرون کی ملاحظہ فرما رہے ہین قمر عذار تڑپ رہی ہو مگر ساحرون کا وہ بلوہ ہو کہ قریب شاہ نہین پہونچتی ایک مقام پر دس بیس ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ قمر عذار بیقرار ہوگئی اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچایا عرض کی اے شہریار ذرا لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالدیجیے ساحرون نے وہ سحر کیا ہو کہ کلیجے مین درد پیدا ہوا ہو اسوقت کوئی سحر یاد نہین آتا بادشاہ نے فوراً لوح محفوظ اُتار کر گلے مین ملکہ قمر عذار کے ڈالدی قمر عذار لوح کو سینے سے مس کر رہی ہو کہ آسمان سے ایک پنجہ تڑپ کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لے گیا قمر عذار نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا

اے خنو نخواہ اس جنگ کو تم سر کر لینا بادشاہ کو دریا نوش اُٹھا لیگئی مین تلاش مین
جاتی ہون یہ کہکر چلی لوح محفوظ کو لپیٹ کر جھولی مین رکھ لیا بادشاہ نے کہ متوجہ ہوا
بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھولی دیکھا ایک مکان اندر دریا کے ہو گرد اُسکے
دریا بہ رہا ہے مگر مکان کو کچھ ضرر نہین پہونچتا اپنے کو اُس مقام پر پایا چاہا کہ اُٹھون
کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا دیکھا کہ ایک مہجبین کبک رفتار شیرین گفتار دریائے
جواہر مین غرق پردے سے نکلی کئی سو کنیزین پشت پر بادشاہ اُسکے آتے ہی نظارہ
کرنے لگے عجب حُسن دیکھا کہ محو مطلق ہو گئے وہ نازنین بھی سراپائے شاہ کو دیکھ
رہی ہے اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے بادشاہ بیٹھے اُس نازنین نے پوچھا آپ کا نام نامی
کیا ہے بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور عام ہے ذکر سُنا ہوگا کہ سعد بن قباد چراغ
لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز سرکوب جمشید ثانی یہ باتین سُنکر وہ نازنین ہنسی اور
ہنسکر کہا کہ طلسم کشائی مبارک ہو لیکن لوح طلسمی کیا ہوئی بادشاہ نے فرمایا کوئی
دریا ہے کہ اُس مین لوح کو پھینکوا دیا مین اُسی کی تلاش مین نکلا ہون تمھارا نام نامی
کیا ہے اُس نازنین نے کہا مجھکو دریا نوش کہتے ہین مین اسی دریا مین رہتی ہون
جسدن جمشید ثانی نے لوح پھنکوائی مین کنارے دریا کے سیر کر رہی تھی ایک
مچھلی نے لیکر اُسکو نگل لیا مین آپکو دون آپ فتاحی مین مصروف ہوجیے لیکن
اُمیدوار ہون کہ زمرے مین کنیزان شاہی کے مین بھی محسوب ہون بادشاہ نے
فرمایا مجھکو بہ دل و جان قبول ہے دریا نوش نے پکار کر آواز دی ارے گلعذار
کو بلاؤ کنیزون نے ڈھونڈھا جب گلعذار کو نہ پایا تو سامنے دریا نوش کے
آئین عرض کی واری گلعذار کا پتہ نہین ملتا ایک کنیز نے عرض کی حضور نے جو
تحفہ اُسکے پاس رکھوایا تھا وہ لیکر بھاگ گئی کہتی تھی ایسی سزا دلواؤنگی کہ عمر بھر کو
بی بی یاد کرین دریا نوش بہت شرمندہ ہوئی کہا اے شہریار مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے
لوح کو گلعذار کے سپرد کیا وہ دھوکا کھایا کہ عمر بھر افسوس کرونگی مگر مین اسیوقت
جاتی ہون اور لوح کی تدبیر کرتی ہون کہ دریا مین غرش ہوئی دریا نوش نے

کہا یہ کون آتا ہو بیچ مین سے موجہ پھٹا شاہ نے دیکھا قمر عذار پسینے پسینے پیشانی سے قطرے ٹپکتے ہوے آکر پہونچی بیٹھکر سب حال سُنا دریا نوش کو دیکھا کہ محبت شاہ مین مبہوت ہو رہی ہو جی مین کہتی ہو کہ عجب حسین وجمیل کا سامنا ہوا ہو کہ جسپر ہر شخص عاشق ہوتا ہو پوچھا اے دریا نوش تمنے شاہ کو کیونکر پایا دریا نوش نے کہا مین مدت سے ذکر سُنتی تھی اُسدن اُڑتی ہوئی آتی تھی جنگ مین آپ کو مصروف دیکھا اُٹھا لائی یہ باعث ملاقات ہوا مگر اے قمر عذار اگر تم ساتھ دوگی تو مین اپنے کو دربار جمشید مین پہونچاؤنگی اور لوح کی خبر لونگی قمر عذار نے کہا مین اپنی والدۂ ماجدہ کے پاس ابھی جاتی ہون وہ پاس جمشید کے گئی ہین گنبد مین عدم حضوری کا عذر کرنے اُنکو معلوم ہوگا کہ گلعذار جو لوح لیکر گئی جمشید نے لوح کو کیا کیا مان سے دریافت کرکے ہم تم فکر کرینگے یہ کہکر قمر عذار چلی مگر دریا نوش سے کہ گئی کہ شاہ کو تم کہین جانے نہ دینا مین پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر قمر عذار دریا جمیل کر نکلی قریب دریا ایک پہاڑ تھا کہ اُسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین اُسپر آکر ٹھہری تماشہ دیکھ رہی ہو طائرون کی اُچھل کود درختون کی رعنائی کہ آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا قمر عذار نے دیکھا کہ انتخاب جادو سحر کرتی ہوئی آتی ہو مان کو دیکھکر آواز دی کہ اے مادر مہربان مین کچھ عرض کرونگی ذرا اُسن لیجیے انتخاب جادو اُتر آئی قمر عذار نے سلام کیا انتخاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا بیٹا کہان سے آئی ہو قمر عذار نے سب کیفیت بیان کرکے کہا آپ تو بیان کیجیے کہ کہان سے آتی ہین انتخاب نے کہا کہ مین دربار جمشید ثانی مین گئی اور مین نے عدم حضوری کا عذر کیا سب سردار میری تعریفین کرنے لگے جمشید نے بٹھا لیا میرے سامنے ساحر لوح پھینکنے گیا اور پلٹ آکر اُسنے کہا مین لوح پھینک آیا تھوڑی دیر مین ایک کنیز گلعذار نامے آئی لوح لاکر جمشید ثانی کو دی کہ یہ لوح دریا نوش نے پائی تھی میرے پاس رکھوائی مین لیکر بھاگ آئی جمشید نے اُسکو بہت سرفراز کیا اور لوح کو لیکر اپنے وزیر کو دیکر کہا اِس لوح کو جزیرہ بلاخیز مین لیجاؤ بلاخیز جادو سے کہنا کہ یہ تحفہ تمھارے

سپرد کرتے ہین ہم جانتے ہین کہ تمھارے جزیرے مین کوئی نہین آسکتا ہم بھی اگر آتے
ہین تو تکلیف ہوتی ہی اور کسکی مجال ہو کہ جزیرۂ بلاخیز کا ارادہ کرے جو جاے وہ بلا
مین پھنس جائے صدہا ساحر وہان مرا پڑا ہی اُنکی روحین بلا بنی ہوئی پھرتی ہین بلکہ
سکان ارض پیما سمادلیکر اُسی زمین مین دفن ہی جسدن نکلے گا قیامت برپا ہوگی وہ
بلاے روزگار ہی اگر اُسکے دام مین پھنس جاوے تو عمر بھر نہ نکل سکے وزیر گیا اور بعد
دو پہر کے آیا چہرہ سیاہ ہوگیا تھا ہاتھ پانوُن مین رعشہ آکر رونے لگا کہا یا خداوند
ایسا راستہ سخت تھا کہ مین ہی ایسا تھا کہ گذر کر کے گیا کبھی دریا مین اُترا اور کبھی
کنوان ملا کبھی صحراے ویران کبھی ملک آباد جہان آبادی راہ مین پائی مین نے
اُس ملک کی سیر کی بلاخیز کے پاس پہونچا اُسنے میرے سامنے دروازے پر
ایک نخل چنار ہی اُسکی بیخ مین لوح کو رکھدیا اور کئی ہزار ساحر مقرر کیے ہین کہ
اِسکی حفاظت کیا کرو وہ یہ خبر سُنکر بہت خوش بیٹھا ہی مجھکو رخصت کیا اور کہا اپنے
ملک مین رہنا مین ابھی وہان سے پلٹی ہون قمر عذار نے کہا مین آپ ہی کی ملاقات
کو نکلی تھی شکر ہی کہ حال لوح دریافت ہوا اب جاتی ہون اور بادشاہ کو لے کر
پہونچتی ہون اگر خداے نادیدہ نے چاہا تو لوح لیکر پلٹونگی سکان جہان پیما
سر ٹکرا کے مر گیا ہوگا اگر نکلے گا تو مزہ پائیگا ہم ہی لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا
لوح محفوظ بادشاہ کے گلے مین نہ تھی اِسوجہ سے دریالنوش اُٹھا کر لیگئی مین بھی
وہان پہونچی اصل یہ ہی کہ بادشاہ کا جمال فریب زنان ہی جسنے دیکھا وہ عاشق ہوئی
دریالنوش بھی ساتھ دیگی ہم دونون ملکر انتظام کرلین گے یہ سُنکر انتخاب جادو
رخصت ہوئی چلتے چلتے کہا اے نور نظر خداے نادیدہ تمھاری مدد کرے اور جان
بچاے یہ کہکر انتخاب رخصت ہوئی ملکہ قمر عذار چاہتی ہی روانہ ہون کہ آسمان پر
برق چمکی اُس کوہ کا حاکم زنگار رنگ جادو آسمان سے اُترا قمر عذار کو دیکھکر
بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار آج اسطرف کہان آنکلین قمر عذار
نے کہا ایک ضرورت کو آئی تھی شکر کرتی ہون کہ وہ مطلب ہوگیا مدت سے مین نے

تمکو نہین دیکھا تھا تمکو بھی دیکھ لیا رنگار رنگ نے کہا مجھے سرفراز فرمائیے میرے یہان آپ کی دعوت ہو سب سامان مہیا ہو صرف آپ کے تشریف لے چلنے کی ضرورت ہو قمر عذار نے بہت عذر کیا کہا مین کار ضروری مین ہون جب مہلت ہوگی تب آؤنگی رنگار رنگ قدمون پر گر پڑا کہا مین ضرور آپ کو لے چلونگا زہے نصیب کہ آپ کو پا گیا اب مین کب مانتا ہون ضرور آپ کو چلنا ہوگا کاشانۂ حقیر کو منور فرمائیے قمر عذار مجبور ہو مین ہمراہ رنگار رنگ کے چلین درۂ کوہ مین قصر تھا وہان لایا مقام صدر پر پلنگ کو جگہ دی چند جادوگر آکر بیٹھے رنگار رنگ نے کہا گائنون کو بلاؤ گائن حاضر ہوئی سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین
نصیب اللہ اکبر یہ خنجر آزماتے ہین

بگڑ جاتے ہین اسپر بھی وہ منھ پھیر بھی آتے ہین
سوال بوسہ پر ہر بار اُلٹے منھ کی کھاتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت مہلت
اب آخر لے کے اس طالع خفتہ جگاتے ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستہ مین ہم بچھاتے ہین

حباب آسا ہو ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے محل آب رواں پہ گھر بناتے ہین

خوشامد سے نہ روٹھے ہین زبانون کی کبھی عالی
یہ شیرین ہین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے چلے جاتے ہین اُٹھکر میرے پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہو قیامت مجھپہ ڈھاتے ہین

نہین دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہجاتے ہین گاہے مسکراتے ہین

بچے سفاک بیرحم سے کیونکر جان بسمل کی
جو مانگے خونبہا تو وہم مین پھر وہ خون بہاتے ہین

چمن مین دھوم ہو اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشیانے آجکل گلشن مین چھاتے ہین

بگولے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پہ
مگر یہان قافلے ارواح کے دنیا سے جاتے ہین

مِسی ہو لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پہ غازہ
خود آرا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

زر گل کی ہو بازار جہان مین گرم بازاری
جوانان چمن اب خوب گلچھرے اڑاتے ہین

گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین
جو گل کھل کھلکے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین

نظر پھر جاتی جب وقت آخر خوش چشم کی رعنا
تو مجھسے مرتے دم بھی آنکھین چراتے ہین

ہنگامۂ عیش دلشاد گرم ہو اسوقت رنگار رنگ اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قمر عذار کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم غلام کو سرفراز فرمایئے اگر حکم ہو چھپر کھٹ وغیرہ درست کرا ؤن قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ کچھ دیوانہ ہوا ہو کس نام سے لایا ہو دعوت کرکے عین دعوت مین یہ عداوت ایسا نہ ہو کہ مین جواب سخت دون تو پھر تجھکو خلاف گذریگا مجھکو تو کچھ زن بازاری سمجھا ہو خبردار اب ایسی بات نہ کہنا یہ کہکے چاہا اُٹھون رنگار رنگ نے سحر کیا کہ پانؤن قمر عذار کے زمین نے تھام لیے قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ یہ کیا حرکت ہو کیا تو مجھے حلوا سمجھا ہو مین نکل نہین سکتی رنگار رنگ نے کہا اب نہین نکل سکوگی مین نے روک دیا بدون حصول وصل نہ اُٹھنے دونگا ملکہ قمر عذار نے مسکرا کے ہاتھ ہلایا اور اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو رنگار رنگ مین جاتی ہون رنگار رنگ نے کہا مین تو نہ جانے دونگا مدت سے کشتۂ تیغ ابرو ہون اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ بہت پچھتاؤ گے رنگار رنگ نے چاہا لپٹ جاؤن قمر عذار ہان ہان کہکر پیچھے ہٹی رنگار رنگ بہت بیقرار ہو کبھی ہاتھ باندھتا ہو کبھی غصہ کرتا ہو جب دیکھا قمر عذار نہین رُکتی تو جھولی پر ہاتھ ڈالکر ماش کے دانے نکالے قمر عذار پر پھینکے قمر عذار ایسے ایسے سحر باتون مین دفع کرتی ہو اشارہ کردیا کہ وہ ماش کے دانے تصدق ہوے ایک دانہ اُس مین سے اڑکر جسم پر رنگار رنگ کے پڑا کہ آبلہ پڑ گیا اُف اُف کرنے لگا کئی مرتبہ جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھینکے قمر عذار نے ہر مرتبہ ہنسکر اُس سحر کو دفع کردیا رنگار رنگ بہت شرمایا تلوار کھینچی قمر عذار نے کہا او بے غیرت او ننگ عشق تلوار کھینچتا ہو خفت کھینچے گا یہ کہکر موتیون کا ہار گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر کا پڑھکے ایک سڑاکا مارا کہ برق چمکی رنگار رنگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے رنگار رنگ ہم تمھارے بہت مشتاق ہین پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت مہ جبین و حسین پکار رہی ہو کہ اے رنگار رنگ مین کیا قمر عذار سے کم ہون اب امیدوار ہون کہ توجہ فرمایئے مجھکو اپنے قریب بلایئے اُس نازنین کو دیکھ کے

زنگار زنگ دوڑا ہاتھ تھام لیا اُس نازنین نے کہا اے زنگار زنگ تلوار تو تم
نیام سے کھینچ چکے ہو اپنے گلے پر رکھو دیکھین تمھین ہمسے کتنی محبت ہے زنگار زنگ نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین تیرے حکم سے جان دیتا ہون نازنین نے کہا مجھے
یقین نہین آتا تلوار کو کھینچو جانبازی دکھاؤ زنگار زنگ نے تلوار کھینچ لی سر کٹ کر
گرا لاشہ تڑپنے لگا جیسے ہی زنگار زنگ کا سر کٹا کوہ پھٹ گیا قمر عذار نے دیکھا ایک
پھاٹک لگا ہے راستہ قصر دریا نوش کا ہے بادشاہ مسند پر بیٹھے ہین دریا نوش
مصروف خدمت گزاری ہے قمر عذار خوش ہو گئی جی مین کہتی ہے یہ شاید قصر دریا نوش
کا دربان تھا اسکی قضا لیکر آئی تھی کوہ سے اُتری اُسی پھاٹک کے راستے سے
داخل قصر دریا نوش ہوئی بادشاہ نے جو قمر عذار کو پاس آتے ہوئے دیکھا
بے اختیار پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم بہت جلد آئین کہان رہین جو اتنی دیر
لگائی سب کیفیت دیری کی قمر عذار نے بیان کی کہا اے شہریار لوح طلسمی صحرائے
بلاخیز مین گئی وہانکی بڑی سختیان سُنی ہین تشریف لے چلیے کنیز آپ کے ہمراہ ہے اگر
پروردگار نے چاہا تو بلاخیز کو مار کر لوح طلسمی حاصل کرونگی بادشاہ اُٹھے ملکہ نے
کہا اے قمر عذار مین بھی پروانہ اِسی شمع جمال کی ہون چاہتی ہون ساتھ چلون قمر عذار
نے کہا اے دریا نوش یہ راستہ بہت دشوار ہے صحرائے پرخطر دریائے زخار اور چاہ
تیرہ و تار ملک آباد و رعایا دلشاد جب اِن سب کو طے کر چکین گے تب اُس جزیرے
مین پہونچین گے جہان صحرائے بلاخیز واقع ہے دریا نوش نے کہا میری جان تک
نثار ہے سوائے جانبازی کے اور کیا ضرورت ہے بادشاہ نکلے ایک طرف دریا نوش
دوسری جانب قمر عذار بادشاہ نے فرمایا اے قمر عذار و اے دریا نوش مجھسے الگ
رہو جب مین کسی آفت مین پھنسون تب آکر شریک ہو یہ سُنکر قمر عذار اُڑ کے
آسمان پر گئی دریا نوش کبوتر بنکر ایک درخت پر جا بیٹھی بادشاہ اُس دریائے
زخار سے نکلے راہ کوہ زنگار زنگ کو طے کر کے ایک نخل کے سایے مین کھڑے
ہوئے کہ سامنے سے دیکھا خونخوار و عیتاق و حمالہ گیسو کشا و لالہ زار وغیرہ دس

سردار بادشاہ کو ڈھونڈھ رہے ہین اِن سب نے جو بادشاہ کو دیکھا سب نے آکر بادشاہ
کے قدمون کو بوسہ دیا خونخوار نے حال پوچھا کہ حضور کو کون لے گیا تھا بادشاہ نے
فرمایا دریا نوش جادو غافل پاکر اُٹھا لیگئی تھی اب میرے ہمراہ ہو تم لوگ بھی میرے
ساتھ سے ہٹ جاؤ طائرون مین مخفی ہو مین طرف جزیرہ بلاخیز کے جاتا ہون ملکہ
لالہ زار نے کہا لشکر آپ کا انتظار مین ہوگا اگر حکم ہو تو لشکر کو بھی لے آؤن بادشاہ
نے فرمایا مین تنہا جاؤنگا مگر خونخوار کانپ گیا کہا اے شہریار غلام کو تردد ہی کہ راہ
جزیرہ بلاخیز بہت دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے کو پہونچاوین گے کیا وجہ کہ
لوح طلسم اُس مقام پر ہی کون ایسی تدبیر ہی کہ نہ جاوین اور لوح طلسمی دستیاب ہو
جمشید ثانی نے پاس بلاخیز جادو کے بھجوادی جو کہ اب وزیر اعظم ہی وہ لوح لیکر
گیا تھا خونخوار وغیرہ طائر بنکر درختون پر جا بیٹھے بادشاہ نے چاہا گھوڑا اپنا
بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پر سوار پشت پر کئی ہزار
ساحر جرار آتا ہی اُسنے جو بادشاہ کو دیکھا ایک ساحر سے کہا دریافت تو کرو یہ کون
شخص ہین ساحر نے آکر نام پوچھا بادشاہ نے مفصل نام بتا دیا یہ سُنکر اُس ساحر نے
نعرہ کیا کہ منم ابریق جادو قدرت سے وعدہ کرکے چلا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤنگا ہان یارو گرفتار کرلو ساحرون نے سب طرف سے بلوہ کیا بادشاہ نعرہ
کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی جسپر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے تھوڑے
عرصے مین لاشون کے انبار لگا دیے کبھی لوح محفوظ چمکا دیتے ہین ابریق جادو
دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بادشاہ پر تاثیر نہین کرتا آگ برسی تلوارین گرین لیکن
بادشاہ محفوظ رہے گھوڑے کو بڑھاتے ہوے طرف ابریق کے چلے ابریق
اپنے سحر پر بڑا ناز رکھتا ہی تلوار کھینچکر بادشاہ پر جا پڑا چاہتا ہی سحر کرکے ہاتھ مارون
کوئی سحر یاد نہین آتا آخر یون ہی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر
روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرہ کیا کہ او بے حیا فرد تو ضرب نردی ضرب من
نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن ہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون

بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ابریق نے سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے ابریق نے جان کے خوف سے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدوں بادشاہ نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ ابریق جادو تھرایا بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا اور ابریق کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماروں ابریق پکارا اُٹھا کہ اے شہریار الامان بیشک آپ صاحب اقبال ہیں میں حیران ہوں کہ سحر کیونکر میں بھول گیا ورنہ آپ کی کیا مجال تھی کہ مجھکو فاش زمین سے اُٹھا لیتے مگر آپ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں جو کچھ کیجیے وہ جا ہے ہو بادشاہ نے فرمایا میرے پاس لوح محفوظ ہو اسوجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا یہ فرماکر ابریق کو ہاتھ سے رکھدیا اب ساتھ والوں کو ابریق نے منع کیا کہ لڑنے سے باز رہو میں بہ صدق دل مطیع اسلام ہوا بادشاہ ابریق کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے دستور یہ ہو کہ شام کو اُتر پڑتے ہیں اور دن کو رہروی کرتے ہیں سب سردار شب کو خدمت میں آتے ہیں اور شریک جلسہ رہتے ہیں تیسری منزل تھی رات کو بادشاہ چھپر کھٹ پر لیٹے تھے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی صدا دے رہا ہو کہ یارب میرے مجھکو موت عطا کر اور ملک الموت کو حکم دے کہ وہ میری قبض روح کرے بادشاہ صدا کو سُنکر بیقرار ہو گئے تلوار اُٹھالی اور باہر نکلے خادموں نے پوچھا کہاں تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا یہ رونے کی آواز آرہی ہو نہیں معلوم کون روتا ہو خادموں نے عرض کی غلام شام سے یہ آواز سن رہے ہیں کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے جدا ہو گیا ہو اُس سے ملنے کی دعا کرتا ہو بادشاہ ٹہلتے ہوے صحرا میں آئے دیکھا ایک نخل کے سایے میں فیروزہ بن عمرو بیٹھا ہوا رو رہا ہو بادشاہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے یار وفادار ہم تمھارے خود خواستگار تھے فیروزہ نے جو اپنے بادشاہ کو دیکھا قدموں سے لپٹ کے بہت رویا بادشاہ نے فیروزہ کو اُٹھایا غبار وغیرہ چہرے کا پاک کیا فیروزہ نے پوچھا آپ کو اُس جنگ سے کون لیگیا تھا بادشاہ نے فرمایا کس جنگ سے فیروزہ نے عرض کی کوہ گنجن پر سے

فرمایا دربا نوش اُٹھا کر لے گئی تھی اُسکی وجہ سے معلوم ہوا اور قمر عذار نے جا کر دریافت
کیا کہ لوح طلسمی جزیرۂ بلاخیز مین گئی فیروزہ نے کہا کیا مشکل کی بات ہو کہ ایسی منزلون
مین غلام ساتھ نہ ہوا بادشاہ فیروزہ کو لیکر لشکر مین آئے برابر پلنگ کے جگہ دی
فیروزہ سے باتین ہونے لگین بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری چمکا سب سردارون نے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا خوشخوار نہایت
خوش ہوا کہا ای شہریار حقیقت مین عیار آپ کا فرزند خواجہ عمرو ہو اِسکا ساتھ رہنا
ضرور ہو رات بھر فیروزہ ہمراہ رہا سب حال پوچھا کیا بادشاہ نے اپنا اِرادہ ظاہر
کیا کہ اب جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین فیروزہ نے عرض کی غلام آگے بڑھے وہان
جا کر رنگ جمائے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر ای فیروزہ سُنا ہو کہ تمام صحرا بلاؤن
سے معمور ہو بہت سمجھکر جانا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ فیروزہ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار جائیگا یہ کہکر باتہاے عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحراے
بلاخیز کے چلا مگر قمر عذار نے کہ مرتبے سے فیروزہ کے باہر نہین ہو آ کر عرض کی کہ ای
شہریار مقام تعجب ہو کہ میان فیروزہ اکیلے جاتے ہین اگر حکم ہو تو مین ساتھ دون
بادشاہ نے فرمایا وہ عیار ہو فرزند عمرو نامدار ہو کیا کسی مقام پر کمی کریگا قمر عذار
نے کہا مین الگ رہونگی جا کر اِنکی چالاکی دیکھون بادشاہ خاموش ہوے ملکہ
قمر عذار بھی پرپرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی مگر فیروزہ جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہو
دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحراے ویران مین پہونچا دیکھا جنگل ویران کف
دست میدان جابجا ریت کے انبار ہین بگولے اُٹھ رہے ہین ماہ تابان جو فلک
پر نکلا ہو اِسقدر غبار اُڑا ہو کہ ماہ تابان مکدر ہو رہا ہو چاندنی کی بہار نہین کہین
طائر کی چہکار نہین ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا صحرا کو دیکھنے لگا دو پہر رات تو خوب
خیر وعافیت سے گذری بعد دو پہر کے صحرا سے کچھ شیر پیدا ہوے ہر ایک شیر
اِسی نخل کے نیچے آتا ہو بیخ کو تھام کر شجر کو ہلاتا ہو مگر فیروزہ شاخ سے لپٹا ہوا بیٹھا ہو
پھر پھر کامل شیرون کا ہنگامہ رہا یکایک صحرا مین شعلے اُٹھنے لگے وہی شعلے شق ہوکے

کالی کالی صورت کے انسان ننگے بدن سے چنگاریان نکلتین سراپا شعلۂ آتش بنے ہوے
جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس جنگل مین آج کوئی آیا ہی
اسی نخل کے نیچے آکر دو تین کھڑے ہوے صبح ہوتے ہی ایک نے سر اٹھا کر دیکھا
فیروزہ کو دیکھکر آواز دی میان عیار صاحب درخت سے اُترئیے کوئی عیاری کیجیے
کہ ہم بھی دیکھین عیاری کیا چیز ہی فیروزہ نے سمجھا کر دیکھا کہ سب تو چلے گئے مگر
ایک نخل کے نیچے اڑا کھڑا ہو دمبدم پکارتا ہو کہ میان عیار صاحب مین بے ملاقات
آپسے کیے نہ جاؤنگا یہ کہکر ارادہ کیا کہ درخت کو اُکھیڑلون اسطرح درخت سے لپٹا
کہ درخت تھرایا فیروزہ کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو درخت اُکھڑ جاے ناچار
ہوکر اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا فیروزہ سر جھکاے ہوے اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو مگر
قمر عذار کہ بالاے آسمان بہ صورت طائر پرواز کر رہی تھی اِسنے آسمان سے
دیکھا کہ فیروزہ کو ایک بلا لیے جاتی ہو تاب نہ آئی کڑک کر گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوکیے فیروزہ چھوٹا مگر مرتے ہی اُس جوان کے صحرا مین ہنگامہ ہوا دیکھا ہزارہا
آتشی جسم کے لوگ دوڑتے پھرتے ہین فیروزہ جاکر ایک غار مین چھپا ایک
اُن مین سے برسر غار آیا اور پکار کر کہا کہ میان عیار صاحب نکلو تمنے ہمارے
بھائی کو قتل کرایا فیروزہ مجبور و ناچار غار سے نکل آیا اُس شخص نے ہاتھ
پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی بھائیو جلد آؤ ہمارے بھائی کا قاتل ملا ہی اسکا گوشت
نوچ نوچ کر کھاؤ وہ سب صحرانشین دوڑے چاہتے تھے فیروزہ کے لپٹ جاوین
اور چیر پھاڑ کر پھینکدین کہ فیروزہ بن عمرو نے بیقرار و اشکبار ہو کر دعا کی قطعہ

شاہا زکرم بر من درویش نگر		بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر

قمر عذار نے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو وہ سب لپٹا چاہتے ہین کڑک کر گری
پہلے اُسکا سر اُڑایا جو فیروزہ کو تھامے ہوے تھا اور سب نے چاہا کہ فیروزہ
کو پکڑین طلسم فیروزہ کو دکر بھاگا مگر قمر عذار سحر کرکے بلند ہوئی آسمان سے دیکھ رہی ہی

کہ وہ سب دوڑتے پھرتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر آواز دیتے ہین یہ بھی عنایت خداوند سامری وجمشید کہ ہم دن کو ظاہر ہوئے ورنہ رات کو یہ جنگل ہمارا مقام ہی ہمکو دن سے کیا کام ہی مگر قمر عذار ان سب کو دیکھ دیکھکر ماش کے دانے پھینک رہی ہی جسپر ماش کا دانہ پڑا وہ مثل ہیزم خشک جلا مگر فیروزہ جو بھاگا جنگل مین جاکر ایک دروازہ ملا اُس دروازے مین گھس گیا دیکھا ایک عورت ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا میرے پاس آئیے فیروزہ ڈر گیا کہ اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین عیار ہون یہ بھی کوئی بلا ہی خنجر کمر سے نکالکر قریب آیا کہا کہو کیا کہتی ہو وہ ہنس پڑی کہا ای عیار طرار مین تیرے واسطے آئی ہون فیروزہ نے قریب آکر باتون مین لگایا جب وہ باتین کرنے لگی تو دھوکا دیکر خنجر مارا اُس عورت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مگر مرتے ہی اُسکے غبار اُڑا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین فیروزہ ایک طرف کھڑا ہی مگر خوف سے کانپ رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پکڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی دیکھا ایک حجرے مین بند ہون چند عورتین جوان اپنے آپس مین لپٹی ہوئی کھڑی ہین ایک کے ہاتھ مین دوسری کا ہاتھ کبھی حلقہ باندھکر خداوندونکا نام لے لیکر تالیان بجاتی ہین حلقے کے بیچ مین ایک تھالی پھول کی اُسپر کچھ پھول کچھ موہن بھوگ رکھا ہوا تھالی کے گرد چکر لگاتی ہین پھول اُٹھا اُٹھا کر سب اپنے سینون پر چڑھاتی ہین اور آواز دیتی ہین کہ یا سامری وجمشید یہ پھول سونگھیے اور یہ موہن بھوگ نوش کیجیے آپ کی دعوت ہی زیادہ خواہش ہو تو شیر نوش فرمائیے آج ہمنے اپنے قاتل برادر کو پایا ہی دوسری نے مٹک کر آواز دی اری کلموہی دیکھو خداوندون نے اپنی اپنی مورتین ہمارے سینون پر نمایان کین جلموہی نے کہا کیا تیرے ہی سینے پر خداوند نے لعنت کا ہاتھ پھیرا کہ اپنی مورت ظاہر کی ذرا غور کرکے دیکھ ہر ایک کے جسم پر خداوند نے اپنی مورت کو نمایا ہی آپسمین خوب نوکا جھونکی ہو رہی ہی فیروزہ خاموش سر جھکائے بیٹھا یہ کرشمے دیکھ رہا ہی کہ یہ عورتین

آپس مین دست درازیان کر رہی ہین ایک ایک سے کہ رہی ہی کہ بہن خداوندون نے اپنے اپنے پاس تم سب کو بلایا ہی یہ کہکر چلین قریب فیروزہ کے آئین سب نے کہا بوا تمنے اسکو پہچانا کہ یہ کون ہی ایک نے کہا یہ ہمارے بھائیون کا قاتل ہی اسکو قتل کرو فیروزہ حیران ہی کہ ان بلاؤن سے کیونکر نجات پاؤنگا کہ دفعتہً سب عورتین نگاہ سے فیروزہ کی غائب ہوئین صرف ایک عورت اکیلی پاس فیروزہ کے آکر بیٹھی اور کہنے لگی کہ مین تجھپر مائل ہون میرا وصل قبول کرو ورنہ جان سے ہلاک کر ڈالونگی فیروزہ نے انکار کیا کہ دوسری عورت ظاہر ہوئی اور اُسنے کہا کہ اگر میری بہن تیرے ناپسند ہی تو مجھکو قبول کر فیروزہ سر جھکائے بیٹھا ہی کسی کا جواب نہین دیتا آخر کو سب عورتین ظاہر ہوئین آپس مین یہ صلاح کی کہ یہ نگوڑا یون نہ مانیگا ہم سب اپنا گانا اسکو سُنائین جب یہ محظوظ ہوگا تو ہم سب کا مطلب حاصل ہوگا یہ صلاح کر کے سب عورتون نے حلقہ باندھا اور ڈھول بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بھیانک آوازون مین سب ملکر خوب اترانے اور بڑانے لگین ایک طوفان بے تمیزی اُٹھا نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہم دیکھنا
دل دُکھائیگا گل وبلبل کا باہم دیکھنا

اختلاج قلب کا میرے نہ کہنا اُس سے حال
تو جواے قاصد مزاج یار برہم دیکھنا

کتنے تھے طفلی مین اُنکو دیکھکر اہل نظر
نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا

زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا
کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا

تو سہی تر تا پھرے یہ آسمان شکل حباب
کیا غضب کرتی ہی اک دن چشم پرنم دیکھنا

اتنے مین ایک عورت اور آئی اُسنے کہا اسکو پہچانتی ہو یہ کون ہی مین نے قبر پر جاکے سکان جہان پیما کی آواز دی کہ یہ کون شخص آیا ہی کہ ایک طائر قبر سے نکلا اُسنے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ مقام سکان جہان پیما ہی اسطرف سے کوئی گذر نہین سکتا مگر یہ عیار فرزند عمرو نامدار ہی طرف جزیرہ بلاخیز کے جائیگا تمھارے ہاتھ نہ آئیگا یہ سُنکر وہ سب عورتین فیروزہ کو دشنام دینے لگین کہتی تھین کیون نگوڑے وہ تیرا باپ کون ہی جو قاتل ساحران مشہور ہی ہم لوگ مجاور قبر سکان جہان پیما ہین

یہ بھی کتاب مین لکھا ہی کہ سکان جہان پیما زمانے مین طلسم کشتا کے دیکھے گا وہ آفت برپا کریگا
کہ سب عاجز ہوجاوینگے آخر خدمت سامری مین جاوے گا تب تسخیر طلسم کشتا مہلت
پائیگا ورنہ اس عیارہ کی کیا حقیقت تھی کہ اس صحرا مین آتا اب فیروزہ نے دیکھا عورتین
پھر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصے مین وہ حجرہ عورتون سے بھر گیا فیروزہ حیران
حیران دیکھ رہا ہی کہ جو عورت ہی ایسی کالی کہ اُلٹا توا مات ہی چہرہ دہنہ ظلمات ہی
قد بڑے بڑے جیسے تاڑ کے درخت آنکھین لال لال مثل مشعل کے روشن پلکین ورانہ چہرہ
نہان ہی مگر وہ عورتین اپنی رعنائی پہ ناز کر رہی ہین جو آتی ہی وہ فیروزہ سے کہتی ہی
کیون او عیار مجھے سرفراز نہ کریگا کہ یکایک ہلڑ ہوا کچھ نقارون کی آواز کان مین
آئی روشن چوکی بجی ہٹو ہٹو کی صدا بلند ہوئی فیروزہ نے دیکھا ایک عورت تخت پر
سوار کئی ہزار عورتین تخت کو گھیرے ہوے ہٹو ہٹو کرتی ہوئی آتی ہین تخت نشین
نے آکر کہا اری اونا لائقو یہ دشمن بلا خبر زندہ بیٹھا ہی اسکو لے چلکے قتل کرو گوشت
اسکا کھاؤ اور فعل سے ہاتھ اُٹھاؤ کسی کا مطلب اس سے نہ نکلے گا تھوڑی دیر کا
مہمان ہوا اسکے قتل مین بڑی لڑائی پڑیگی اسکے مددگار بھی پھنسینگے یہ سُنکر سب کھینچتی
ہوئین فیروزہ کو بیرون حجرہ لائین فیروزہ کو جنگل مین بٹھا دیا چھریان کٹاریان
خنجر کمر سے نکالے وہ تخت نشین حکم دے رہی ہی کہ جلد اسکو قتل کرو ایک زن
سیاہ فام خنجر لیکر قریب آئی کہتی ہی کیون فیروزہ تونے مجھپر کچھ توجہ نہ کی حسرت لیکر
پردۂ دنیا سے چلا تجھکو بھی افسوس رہے گا کہ ایسی شاہزادیان میرے قبضے مین
نہ آئین فیروزہ اپنی جان سے بیزار ہی تخت نشین کہ رہی ہی کہ اسکو جلد قتل کرو کہ
وہ زن سیاہ رو خنجر لیے جو کھڑی تھی اُسنے پُکار کر کہا کہ او نگوڑے سر جھکا کے بیٹھ
فیروزہ ناچار و مجبور سر جھکا کر بیٹھا زن سیاہ رونے چاہا خنجر مارے ون فیروزہ نے
بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کریم کارساز ان ظالمون سے بچا لے ان بلاؤن مین گھرا
ہون قضائے کار ملکہ قمر عذار کا اُدھر سے گذر ہوا دیکھا فیروزہ سرنگون بیٹھا
ہی اور ایک تخت نشین حکم دے رہی ہی کہ اسکو قتل کرو زن سیاہ رو خنجر بکف

سر پہ کھڑی ہی قمر عذار یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گئی تڑپ کر گری کہ اول زن سیاہ رو کا سر
اڑا دون مگر اُس سیاہ رو پر جو گری سر تو اُسکا نہ کٹا بلکہ ہاتھ قمر عذار کا پھنس گیا زن
تخت نشین نے حکم دیا کہ اِسکی مشکین باندھ لو وہ مقام پر سکان جہان پیدا کے لے چلو
قمر عذار و فیروزہ کو کشان کشان زن سیاہ رو کھینچتی ہوئی ایک مقام پہ لائی
دیکھا کہ ایک گنبد گلی بنا ہی کھڑکیان اُس مین بنی ہوئی ہین اُس سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہین تخت نشین تخت سے اُتری قریب گنبد گلی آئی پکار کر آواز دی
کہ اے شہنشاہ اقلیم بلاخیز یہ گنہگار حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجالاؤن ایسا نہ ہو کہ اِنکی
رہائی کی کوئی صورت ہو وہان سے ایک طائر نکلا مثل انسان کے آواز دی
اے بادشاہ صحراے بلاخیز جو تمنے کیا یہی مناسب تھا مگر قمر عذار دختر انتخاب
ہی ایسا نہ ہو مان کو اِسکی خبر ہو تو وہ بہت پریشان ہوگی اِن دونون کو لیجا کے
قید کرو یہ آواز دے کر وہ طائر جلگیا تخت نشین نے حکم دیا کہ اِن دونون کو لیجا کر
قید کرو کشان کشان قمر عذار و فیروزہ عیارہ کو لاکر اُسی حجرے مین بند کیا بند کر کے
سب عذر نہین چلی گئین یہ دونون آپس مین باتین کر رہے ہین فیروزہ کہتا ہی اے
قمر عذار کس آفت مین پھنسے کس بلا مین مبتلا ہوے قمر عذار کہتی ہی اے فیروزہ
نئی بات یہ ہی کہ مین نے سحر فراموش کیا یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک جوان
لحیم و شحیم سیاہ رو بدخو پیدا ہوا آکر قمر عذار سے کہنے لگا کہ اے جان جہان واے
آرام دل مشتاقان کہین دل نہین لگتا کیونکر بسر کرون ہیرانو یہ حال ہی قلب پر
ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ صحن باغ مین سحر صبح بلبل کا ترانہ ہی	غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی
مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستے ہین لیکن مین	نہ ہوگی دل لگی تو غم کدہ ہر ایک خانہ ہی
پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی یہ جمعیت	پریشان کا کل پُر خم کے حق مین جیسے شانہ ہی
بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے	مثال قہقہہ قمر ہی عنادل کا ترانہ ہی
ہنسی آپس کی ہو تو دل سے کر شکر خدا رعنا	یہ تو رونے کی جا جس شخص پہ ہنستا زمانہ ہی

بہار

قمر عذار نے جواب دیا او ناہنجار بدکردار اپنی صورت دیکھ اور میرا حال دیکھ مین تیرے لایق ہون فیروزہ نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ مین اسکا علاج کیے دیتا ہون یہ سمجھا کر فیروزہ نے کہا ای جوان تو کون ہی وہ جوان نہ بولا تب فیروزہ نے کہا میرے پاس آؤ تو مین قمر عذار کو راضی کر دون وہ جوان خوشی خوشی بیٹھ گیا فیروزہ نے باتین کرتے کرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مرتا اُس جوان کا بڑا غل بلند ہوا آواز آئی کہ او عیار غضب کیا مصاحب سکان جہان پیا کو مارا اب تو زندہ نہ بچیگا قمر عذار نے دیکھا کہ زمین سے ایک زنگی نکلا اُسنے فیروزہ کو پکڑ لیا کشان کشان لیکر چلا فیروزہ ہر چند منتین کرتا ہی کہ مجھے کہان لیجائیگا مگر اُس سیاہ رو نے کچھ جواب نہ دیا جب فیروزہ کو وہ جوان لیکر باہر نکلا تو نقارے پر چوب پڑی اور روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار نہایت حسین و جمیل آگر آتا قریب ملکہ قمر عذار کے آیا کہا ای جان جہان وہ جوان تو سیاہ رو نمقا مین تو خوشرو ہون اب مجھکو قبول کرو یہ کہکر گرد پھرنے لگا قمر عذار حیران ہی کہ کیونکر اِس سے جان بچاؤن ہنسکر کہا کہ ای تاجدار مین تجھسے راضی ہون مگر وہ سامنے جوان عیار کو لیے جاتا ہی اُسکو پھیر لاؤ وہ ہمارے مذہب کا قاضی ہی جب وہ نکاح پڑھیگا تب مین آمادہ ہونگی یہ سُنکر اُس تاجدار نے آواز دی او زنگی سیاہ رو پلٹ آ اب آگے نہ جا وہ یہ سنکر پلٹا فیروزہ کو حجرے مین لایا اُس تاجدار نے اُس جوان سے کہا اب تو بھاگ جا وہ جوان زنگی غرق زمین ہو گیا تاجدار نے کہا لو صاحب مین نے اپنے معین کو ہٹا دیا اب کیا عذر ہی قمر عذار نے فیروزہ کو اِشارہ کیا کہ ای فیروزہ میری جان و آبرو بچاؤ اِس صحرا مین بڑی بلائین ہین فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ صحراے بلاخیز بیٹھ جاؤ مین اِسکو راضی کیے دیتا ہون تاجدار نے کہا کیا مجھکو بھی قتل کریگا یہ سُنکر فیروزہ نے کہا کیا مجال ہین لو آپ کا بلکہ آپ کی ذات کا تابعدار ہون تاجدار یہ پاکیزہ گفتگو سُنکر بیٹھ گیا فیروزہ نے کہا دیکھیے وہ زنگی پھر آیا ہمکو ڈراتا ہی آپ کا عیب دیکھنا چاہتا ہی وہ تاجدار پلٹا فیروزہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

مرتے ہی اُس تاجدار کے فیروزہ کی قید کٹ گرگئی اور ملکہ قمر عذار کو سحر باد آیا قید کو توڑ ڈالا فیروزہ کو پنجے مین دبا کر نکلی پر پروانہ پیدا کر کے لے چلی کوئی چار یا پانچ کوس پر لا کر چھوڑا فیروزہ جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہی ایک جھیل کے قریب پہونچا وہان ٹھہرا دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہی فیروزہ نے اُس ساحر کو آواز دی اُس ساحر نے جو دور سے جھیل دیکھی پانی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا یہ نہ سمجھا کہ اِس پانی سے پناہ پانی مشکل ہی آبرو نہ بچیگی قریب آیا چاہا پانی پیوے فیروزہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ خبردار پانی نہ پینا یہ زہر قاتل ہی حلق سے اُترا اور پانی ہوکر بہ جاؤگے اُس ساحر نے پلٹ کر کہا اے ساحر تو کون ہی فیروزہ نے کہا مین اِس جھیل کا نگہبان ہون ایک اژدہا آکر اِس جھیل مین پانی پیتا ہی کف اپنا ڈال جاتا ہی مین اِسی واسطے یہان کھڑا رہتا ہون کہ جو کوئی آکر قصد کرے اُسکو پانی نہ پینے دون لیکن تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا مین نامہ رسان جمشید ثانی ہون پاس بلاخیز جادو کے جاتا ہون فیروزہ نے کہا مین تمھارے واسطے ابھی پانی لاتا ہون تمکو پلاتا ہون یہ کہکر درۂ کوہ مین گھس گیا جام پانی کا بھر کر بیہوشی اُسمین ملا کر لایا کہا لو یہ جام پیو وہ ساحر انتہا کا پیاسا تھا بیخوف وہ جام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا مجھکو کوئی آسمان پہ لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی فیروزہ نے کہا ٹہلو جیسے ہی وہ ساحر ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ اڑ کھڑا کر گرا فیروزہ نے ٹانگ گھسیٹ کر اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی شکل بنا وہ نامہ لیکر چلا دو کوس راستہ طی کر کے سامنے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا ہی اُس مین ہزارہا نازنینان مہ جبین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین سبنے فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ اے نامہ رسان ہم تو تمھارے مشتاق تھے فیروزہ نے کہا مین حاضر ہوا فیروزہ قصر پر آیا پوچھا ملکہ بلاخیز کہان ہین اُن عورتون نے کہا بلاخیز کی ملاقات دشوار ہی ہمین نامہ دو ہم تمھین جواب لادین یہ سُنکر فیروزہ نے کہا مجھکو حکم ہی کہ ہاتھ مین بلاخیز کے دینا مجھکو تم صرف بتادو کہ بلاخیز

کہان ہین اُن عورتون نے کہا یہ سامنے جو کوٹھری ہی اُسمین جاؤ نام لیکر آواز دو کہ اے ملکہ بلاخیز مین تمسے ملاقات کرونگا فیروزہ اُس کوٹھری مین آیا دیکھا ایک تصویر سنگی رکھی ہی فیروزہ نے دو انگلیون کی مسجد بنا کر اُسکو سجدہ کیا اور پُکار کر آواز دی ملکہ بلاخیز کہان ہین تصویر سنگی ہنسی اور کہا او عیار مکار بلاخیز سے ملاقات دشوار ہی فیروزہ نے خیال کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اُن عورتون نے آکر گرفتار کیا کہا کیون نگوڑے تو یہانتک کیونکر آیا کچھ تجھکو خوف نہ ہوا فیروزہ نے کہا مین نظر کردہ جمشید ثانی ہون مجھکو کس صورت پر کر دیا تم سب مکار معلوم ہوتی ہو وہ سب کب مانتی ہین فیروزہ کو کشان کشان لے چلین اُس کوٹھری سے نکل کے دالان مین پہونچین دیکھا ایک مسند لگی ہی اُسپر ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے بیٹھی ہی کہہ رہی ہو اِس مکار کو لاؤ کہ مین اِسکا سر روانہ کرون خداوند مشتاق ہین لیکن نامہ رسان ورثہ کوہ مین بیہوش پڑا تھا ایک کاہ فروش نے ہوشیار کیا اُسنے دیکھا نامہ نہین ہی روتا ہوا دوڑا خبر یہ بلاخیز مین آیا پکار کر آواز دی ہم نامہ رسان ملکہ بلاخیز کو خبر کرو کہ نامہ دار خداوند آیا ہی چاہتا ہی کہ آپ کی خدمت مین پہونچے سب حال اپنا کہے اُن عورتون نے نامہ رسان کو بلا لیا سامنے بلاخیز کے لائین کہا وارحی دیکھیے نامہ ذاریہ ہی مکر اِس مکار کا ظاہر ہوا اِسنے اِس نامہ رسان کو بیہوش کر کے ڈالدیا تھا بلاخیز نے کہا کہ مین حیران ہون کہ یہ اُس جنگل سے کیونکر نکلا کوئی معین و مددگار اِسکے ساتھ ہوگا ایک تدبیر کرو کہ اِسکو قید رکھو یقین ہی کہ اِسکا مددگار بھی آئے اُسکو بھی گرفتار کرلین تو دونون کو قتل کرین اگر اِسکو قتل کر ڈالا تو معین اِسکا بچ جائیگا سب نے کہا بہت مناسب ہی مگر وہ عورتین کشان کشان فیروزہ کو جنگل مین لائین لاکر زیر تیغ بٹھایا ایک عورت خنجر کھینچکر سر پر آئی فیروزہ نے دونون ہاتھ بلند کیے پروردگار سے دعا کرنے لگا رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بیقرار ہوکر جو فیروزہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قمر عذار بہزار مشقت
بسیار اُس جنگل سے نکلی آسمان پہ اُڑتی ہوئی آئی دور سے دیکھا فیروزہ زیر شجر بیٹھا
ہی تڑپ کر گری فیروزہ کو پنجے مین اُٹھایا چاہا لے نکلون کہ اُن عورتون نے غل مچاکر
کہا صاحبو کیسا اندھیر ہی کہ صحراے بلاخیز مین ساحر آنے لگے اپنا جاہ و جلال دکھاتے
ہین ای سکان جہان پیامدد کرو تم ثانی جمشید ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
آسمان سے آیا اُسنے للکار کر آواز دی ای قمر عذار یہ بے ادبی کہ صحراے بلاخیز سے
لیے جاتی ہو خبردار آگے نہ بڑھنا قمر عذار ٹھہر گئی چاہتی ہی نکلجاؤن ہاتھ پانو مین
طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ناچار ٹھہری اُس ساحر نے آکر کہا کہ ای
قمر عذار یہ سب شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین چلکر اُنسے ملاقات کرو قمر عذار
اُتر آئی جب اُن عورتون نے قمر عذار کو پایا تو ملکر گرفتار کیا اب فیروزہ و قمر عذار
دونون گرفتار ہوے سامنے بلاخیز کے پہونچے مگر فیروزہ نے دیکھا کہ جس قصر مین
بلاخیز ہو اُسکے دروازے پر درخت چنار ہو اُس درخت پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور وہ درخت روشن ہی معلوم ہوتا ہو رشک ماہ تابان ہی
یا مہر درخشان ثمر اُس مین لگے ہین جانور نوش کرکے مصروف زمزمہ سرائی ہین نخل مین
رعنائی و زیبائی قمر عذار نے کہا ای فیروزہ ماہ مہربان نے جو بیان کیا تھا وہ یہی
شجر ہی دیکھو کیسا نخل زیبا ہی کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہی فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم
اب اپنی خبر مناؤ ہم کہان اور بادشاہ کہان قمر عذار نے کہا ای فیروزہ سامری نامے
مین لکھا ہی بادشاہ یہانتک ضرور آوینگے ہمکو اور تمکو چھڑاوینگے اب ہماری اور
تمھاری قید مین طول ہو انجام مین بہتری حصول ہی اُن عورتون نے لیجاکے اِن
دونون کو سامنے بلاخیز کے پہونچایا بلاخیز نے جو قمر عذار کو دیکھا ہنسکر کہا ای
قمر عذار تمکو قدرت نے اِسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ صحراے بلاخیز سے عیار کو نکال
لائین اُسنے یہ بے ادبی کی کہ ہم تک پہونچا ارے اِن دونون کو لیجاؤ لیجاکر زندان
ویرگاہ مین قید کرو چند کنیزین قمر عذار و فیروزہ کو ایک مکان مین لائین دیکھا

وہ مکان سمونہ جنت ہی کوٹھریان بنی ہوئی ہین ہر کوٹھری کے آگے صحنچی اُسمین پلنگ لگے ہوے
ایک جوان ہر صحنچی مین بہ صد شوکت و شان بیٹھا ہی ایک صحنچی مین فیروزہ نے اور دوسری
صحنچی مین قمر عذار نے اپنے کو پایا لیکن فیروزہ بن عمرو نے کہ عیار حیست و چالاک اور
نہایت بیباک ہی اُن سب سے پوچھا کہ تم لوگ کس جرم پر قید ہو اُن سب نے کہا
ہم شاہزادگان والاقدر ہین براے طلسم کشائی آئے کچھ نہ ہو سکا سالہا سال سے
قید ہین کئی سو جوان ہمارے سامنے مارے گئے اب ہمارا بھی وقت قریب ہی مگر
تم کون ہو فیروزہ نے کہا مین عیار طلسم کشا ہون بہ معشوقہ طلسم کشا ہی اِنھین کی
مدد سے صحراے بلا کو طی کیا مقام سمادسکان جہان پہنچا کر دیکھا آخر یہان آکر قید
ہوے اب دیکھین تقدیر کیا دکھاے سب جوان رونے لگے کہتے تھے کہ ایک کے
بعد ایک قتل ہوگا صبح کو ایک نقابدار گلگون پوش آسمان سے آتا ہی اور ایک
پہلوان زنگی آکر اُس اکھاڑے مین للکارتا ہی جسکا دن ہوتا ہی وہ جاکر اُس سے
مقابلہ کرتا ہی اُس نقابدار نے شرط کی ہی کہ جو اِس زنگی کو زیر کرے اُسکو رہا کرون
اور اگر نہ زیر کر سکے تو زنگی اُسکو قتل کرے اُسکا خون لیکر وہ نقابدار پیشانی پر لگاتا
ہی تب جا کر منھ دھوتا ہی مگر بلا خیز بعد قید کرنے اِن دونون کے اپنے مقام سے
اُٹھی اور قریب گنبد گلی آئی اور پکار کر آواز دی کہ اے ہمشبیہ سامری آپ کو تو خبر
معلوم ہو گی کہ عیار و قمر عذار کو قید کیا ہی اگر حکم ہو تو جاکر بادشاہ کو بھی لاؤن مگر
ایک ہفتہ زندان دیر گاہ مین مقید کرونگی بعد ایک ہفتے کے اُنکی بھی موت ہی
یہ کہکر تریاق سحر بند کو حکم دیا کہ بادشاہ لشکر کو اُٹھا لاؤ تریاق سحر بند روانہ ہوا
مگر بادشاہ جمجاہ بعد جانے فیروزہ و قمر عذار کے سوار ہوے کل لشکر تیار ہو گیا
خونخوار و میثاق وغیرہ ہمراہ ہین قصد ہی کہ روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
ایک ساحر نہر بر صحرائی پر سوار تین لاکھ ساحر غدار الپشت پر آتا ہی ہرکارون نے جو دیکھا
بادشاہ کو خبر دی کہ ایک ساحر براے مقابلۂ حضور آیا ہی پلینگ صحرا نشین اُسکا
نام ہی بادشاہ سُنکر اُتر پڑے خونخوار نے عرض کی کہ کل غلام مقابلہ کریگا بادشاہ نے

فرمایا یہ امر وقت پر موقوف ہی اگر اُستے میرا نام نہ لیکر پکارا تو تم جانا اور جو میرا نام لیکر پکارے گا تو مین خود جاؤنگا خونخوار خاموش ہو رہا مگر پلنگ نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین تلوارین چپنچ پر چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چپنچ ہین ہو رہا ہے نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین طائران تیر گوشۂ ترکش مین آشیان گزین ہین یا بانبیون مین ماران سیاہ چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لیتے انگڑائیان

تمام جہان روشن ہوا رستم زرین پوش بصد جوش و خروش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان ضیاء و شعاع ساتھ ہین آکر چرخ نیلی پر قایم ہوا اودھر سے وہ ساحر پلنگ صحرانشین شیر صحرائی پر سوار تین لاکھ ساحران غدار الپشت پر آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ پلنگ نے شیر اپنا چمکایا اور میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ مین مقابلہ سعد بن قباد کا مشتاق ہون بڑی حیرت ہی کہ عمر و زہرہ و قمر غدار صحرا سے مجمع بلا سے کیونکر گذرے مگر اب زندان دیرگاہ مین قید ہین سعد نے مرکب چمکایا لوح محفوظ سینے پر سامنے پلنگ کے پہونچے پلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا چند طعنون مین ہوائی کردیا پلنگ کو اپنی جرأت پر ناز ہی اسیوجہ سے سحر سے باز ہی چاہتا ہی فنون سپاہ گری مین زیر کرون دو ہاتھ مارون کہ اسی صحرا مین ڈھیر کرون جب نیزہ نکل گیا آخر خفیف ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا تیغہ تمقام جوہر چمک کر گرا سپر دو ٹکڑے ہوئی سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا اُسنے دستانہ مارا کر تیغہ جیسا گھسکر نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی پلٹ کر اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ بارہ

مین تو زخمی ہوا چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر کر مار لو مگر خبردار سحر نہ کرنا یہ مسلمانون کا طریقہ ہی کہ غیر ساحر سے ساحر نہ لڑے بادشاہ نے پلٹ کر خونخوار کو منع کیا کہ کوئی ساحر میری مدد کو نہ آئے غیر ساحر سرداران نامی و پہلوانان گرامی مدد شاہ کو آگئے دونون لشکر آپس مین مل گئے گھمسان کی جنگ ہونے لگی تلوار چلنے لگی بقول مصنف نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ — گئے مومن و گبر باہم لپٹ
سوارون کے اک سمت تلے ہوے — پیادون سے تلے پہ تلے ہوے
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ — تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ

کئی پہلوانون نے ملکر بادشاہ کو زخمی کیا پلنگ پکار رہا ہی کہ ہان یارو گرفتار کرلو مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی بجرأت لڑ رہے ہین جو سامنے آیا وہ مارا گیا گردا شو کے انبار الامان کی فوج مین پکار بادشاہ نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین مگر پلنگ زخم کو باندھے ہوے دور کھڑا سحر کر رہا ہی کئی مرتبہ خونخوار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار یہ سحر کرتا ہی اگر حکم ہو تو غلام آگر جواب دے مگر بادشاہ نے منع کیا عین گرمی جنگ ہی خوب جمکر تلوار چل رہی ہی کہ تریاق سحر بند اڑتا ہوا آسمان پر آیا اسنے دیکھا کہ سعد بن قباد زخمدار مصروف جنگ ہین چونکہ انتہا کا مجمع ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی فوج دریا موج لڑ رہی ہی برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک تیر اسطرح چل رہے ہین کہ گویا ابر سے مینھ برس رہا ہی تریاق سحر بند ایک طرف اترا فکر مین شاہ کی چلا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر طرف پلنگ کے چلے ہین مگر فوج سے جنگ کرتے ہوے آتے ہین کوئی قریب نہین آتا بادشاہ صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب پلنگ پہونچے ہین کہ پلنگ نے ماش کے دانے پھینکے چند شیر پیدا ہوے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے مرکب کو رانون مین مسلا شیرون پر گھوڑا جا پڑا بادشاہ نے لوح محفوظ کا کچھ خیال نہ کیا لباس مین لوح محفوظ مخفی ہی اُس حال مین تریاق سحر بند تڑپ کر گرا اور بادشاہ کو اٹھا لے گیا بادشاہ کی آنکھ متوج ہوا سے بند ہوگئی بیہوش اور مدہوش ہوے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی

اپنے کو اُسی زندان مین پایا دیکھا کئی سو شاہزادے اپنی اپنی مچھی مین بیٹھے ہین نعمت سب طرح کی موجود ہو صراحیان آب سرد کی میوہ جات جابجا چنے ہین ورزش کے لیے مگدر رکھے ہین نالیان جابجا کھدی ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کچھ نہین ایک طرف فیروزہ بن عمرو و قمر عذار کو دیکھا کہ یہ بھی خوش و محظوظ بیٹھے ہین جمال بے مثال بادشاہ اسلام کو دیکھکر سب شاہزادے قریب آ بیٹھے اپنے اپنے حال بیان کرنے لگے کوئی روم کا شاہزادہ ہو کوئی ایران کا کوئی ترکستان کا باشندہ ہو سب نے اپنے اپنے حال ظاہر کیے کہ ہم لوگ براے طلسم کشائی آئے صحراے بلا مین آکر گرفتار ہوے مگر بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین و شکیل سرنگون ایک طرف بیٹھا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ کیون یارو یہ جوان کون ہو انتہا کا مغرور ہو کہ تم سب صاحب آئے وہ نہ آیا سبنے کہا شہریار مغرور نہین ہو کل اسکی باری ہو اُس زنگی سے یہی مقابلہ کریگا آجتک ہم لوگونکو کئی مہینے گزرے جو اُس زنگی سے لڑا زیر ہوا اور مارا گیا وہ جو نقابدار گلگون پوش آتا ہو خون کشتے کا پیشانی پر لگا لیتا ہو تب جا کر منھ دھوتا ہو ہمنے سُنا ہو کہ یہ بلا خیز کی بیٹی ہو لالہ خونریز نام ہو چاہتی ہو مرد کا تخم نہ باقی رہے مرد کے نام سے نفرت ہو اسی وجہ سے یہ جوان سرنگون بیٹھا ہو کہ کل اسکی باری ہو بادشاہ نے فرمایا اس جوان کو بلاؤ تو ہم اسکا داغ نہ گوارا کرینگے کل ہم اسکے بدلے لڑینگے شاہزادون نے اُس جوان کو بلایا اُسنے بادشاہ کو دیکھکر جھک کر سلام کیا سعد نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر تمھارا نام نامی کیا ہو اُسنے کہا مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون اور مین بیٹا ہلال زرین تاج کا ہون فرامرز عاد مغربی کا چھوٹا بھائی سہیل نام ہو بادشاہ نے فرمایا تمھارا بھائی ہمارے لشکر کا سپہ سالار ہو مذہب کیا رکھتے ہو کہا حضور مسلمان جب بڑے بھائی صاحب مسلمان ہوے تب مین بھی مسلمان ہوا ہین براے شکار نکلا تھا موت لو یہان لکھی تھی ایک پریزاد عاشق ہو کر اُٹھا لائی کتنے مہینون اُس سے ہم بستر رہا گلنار پری اُسکا نام ہو ایک دن اُسنے طلسم کا ذکر کیا

ہین بہ جرأت نکلا کئی در بند فتح کیے مگر جب صحراے بلا مین آیا صدہا جوان مہیب شکل آگ کے شعلے بنے ہوے آکر لپٹ گئے کچھ زور نہ چلا آکر یہان قید ہوا اب کل غلام کی باری ہو بادشاہ نے فرمایا اے سہیل عاد مغربی نہ گھبراؤ ہم کسی کا فراق نہ گوارا کرینگے اُس زنگی سے کل لڑینگے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرینگے یہ ہزیمت ہوز کی مٹا دینگے فیروزہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہو کہ اے شہریار مقام خوف ناک ہو ایسا ارادہ نہ کیجیے آخر آپکی بھی باری آئیگی بادشاہ نے فیروزہ کو جھڑک دیا اور فرمایا تجھے اِس مقدمے مین کیا دخل ہو ہم کیونکر کسی کا داغ گوارا کرین سب ہمارا قتل دیکھین ہم نہ دیکھین کہ کوئی ہمارے سامنے قتل ہو انشاء اللہ تعالیٰ بحول و قوت الٰہی زنگی کو مار لین گے یا اپنی جان دینگے یہ فرما کر سب کے ساتھ کھانا کھایا شراب و کباب سب کچھ موجود ہی فیروزہ نے بیٹھکر چند اشعار گائے رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا لیکن سہیل شگفتہ نہ ہوا ہر چند بادشاہ نے سمجھایا کہ اے سہیل کیون ملول ہو جو ہمنے کہا ہو وہی کرینگے اگر خدا نخواستہ تم ہمارے سامنے مارے گئے تو تمھارے باپ و بھائی کو کیا منھ دکھائین گے وہ ضرور شکایت کرینگے سہیل عرض کرتا ہو کہ حضور نے بجا ارشاد فرمایا ہم تو سرکار کے نمکخوار ہین مگر یہان مجبور و ناچار ہین کیا کرین

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرمخو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

یکایک آسمان پر ابر نمایان ہوا رعد گرجا برق چمکی وہی نقابدار گلگون پوش تخت یاقوت پر سوار اول آکر پہونچا بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک کھلا وہ جوان زنگی اکڑتا ہوا آیا پہلے نقابدار کو سلام کیا پھر اکھاڑے مین اُترا یہ سب لوگ پرا باندھے کھڑے ہین سہیل عاد مغربی ملول و حزین ایک طرف کھڑا ہو کہ اُس زنگی نے اکھاڑے مین اُتر کر اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی بازو ون پر چڑھائی صورت مہیب

ہنا کر آواز دی کہ آج جسکی باری ہی وہ کہان ہو لالہ خونریز کہ تخت پر بیٹھی ہی چند کنیزین ساحرہ گرد بیٹھی ہین کہ اُس زنگی نے جو پکار کر آواز دی پردے سے بادشاہ نکلے ملکہ لالہ خونریز نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال لباس معقول زیب جسم مسلح ومکمل زخم سر بند ھا ہوا تاج کج سر پر تیغہ کمر مین کمان کیانی کاندھے پہ ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ابروے خدار ہلتے ہوے معلوم ہوتا ہی نیچۂ اصفہانی کو جنبش ہی قتل عاشقان کی کوشش ہو لالہ خونریز نے جو بادشاہ کو دیکھا کلیجہ تھرا گیا پسینے پسینے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہی جب بادشاہ قریب اکھاڑے کے آئے اور سہیل کو روک دیا زنگی نے پکار کر آواز دی کہ آج نئی بات ہوتی ہی کہ جو کل قید ہوا ہی وہ مقابلے کو آیا ہو لالہ خونریز نے پکار کر کہا اے جوان تاجدار اپنی جوانی پر رحم کر تیری باری اِن سب کے بعد آئیگی کیون تو اِسقدر گھبراتا ہی بادشاہ نے فرمایا او خونخوار تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی ہم اُسکے بدلے مقابلہ کرتے ہین ہرچند لالہ خونریز نے سمجھایا مگر بادشاہ اپنی کہے جاتے ہین زنگی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ تو ہمسے مقابلہ کر اُس خونخوار سے کیا کہتا ہی جو دشمن مردان عالم ہی جب لالہ خونریز نے دیکھا کہ کسی طرح بادشاہ نہین مانتے زنگی کو منع کیا کہا آج مادر مہربان سے پوچھ لون تب مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو طریقۂ طلسم مین فرق پڑے یہ کہکر سوار ہوئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی سچ وہ جو بادشاہ کی دیکھتی ہی دل پر چھُریان چل رہی ہین غرض اپنے قصر مین آئی سوچی کہ مان سے ذکر نہ کرون ایسا نہ ہو حکم قتل دیدین اِسلئے مان سے نہ پوچھا صبح کو پھر سوار ہوئی یہان سعد نے سب کو کلمہ پڑھایا سب شاہزادے بہ صدق دل مسلمان ہوے سب کو یقین کامل ہوا کہ بیشک یہ بہادر ہین دوسرے کے واسطے جان دیتے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ملکہ لالہ خونریز شب ہجر کی جفا اُٹھائے ہوے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس ہین ابتری سعد کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی تخت سے اُترکر دیکھا سب شاہزادے مجمع کھڑے ہین سب کے آگے سعد بن قباد گویا

سب کے افسر ہین کہ یکایک زنگی بھی آیا اکھاڑے مین کودا مٹی بدن پر چڑھائی نام
لیکر پکارا کہ اے سہیل تاجدار سمنخاری باری ہے خبردار کوئی دوسرا نہ آئے سہیل نے
چاہا اٹھون بادشاہ نے روکا اور خود بڑھے لالۂ خونریز نے پکار کر کہا کہ اے جوان کیون
جان دیتا ہے تیری تدبیر ہو جائیگی بادشاہ نے فرمایا ہم بھی تدبیر کر چکے کہ زنگی کو چیر کے
پھینکدینگے سہیل کو نہ لڑنے دینگے لالۂ خونریز نے مسکرا کر کہا اے جوان کیون دیوانہ
ہوا ہے آٹھ دن اپنی زندگی کو غنیمت جان پھر مقابلہ کرنا لاکھ تجھکو دعوی جرأت ہے
مگر یہ جوان طلسمی ہے لالۂ خونریز دیکھہ دیکھکر سعد شہریار کو دل مین افسوس کر رہی ہے
یہی خیال کرتی ہے کہ خداوند جمشید ثانی نے کیا کیا انسان بنائے ہین سراپا ٹھیک
جری ایسے کہ لڑتے بھڑتے یہانتک پہونچے بیسیون شاہزادیان عاشق ہین اگر
مین بھی انھین محسوب ہون تو کیا حرج ہے پھر پکار کر کہا اے نوجوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہوتا ہے ایک دن تیری بھی باری آئیگی سعد نے کہا ہماری روز باری ہے
ہم کسی کا غم نہ دیکھین سب ہمارا الم اٹھائین یہ کیسا مقام افسوس ہے کہ یا تو زندہ
ہے یا یکایک مردہ ہو گیا اور سب دیکھہ رہے ہین لالۂ خونریز نے کہا زیادہ جرأت
نہ بیان کرو سعد نے فرمایا تم تو جلاد خونریز ہو بدعت مین تیز ہو لالۂ خونریز نے کہا
ہم آج سے یہ رسم موقوف کر دینگے مردون کو قتل نہ کیا کرینگے مگر تم ہٹ جاؤ گنہگار
کو آنیدو دیکھو بانیان طلسم نے قیدیون کے واسطے کیا سامان کر دیا ہے سب طرحکا
کھانا آتا ہے شراب وکباب گزک اسی سے گنہگار ہین کہ طلسم مین کیون آئے اسی کی یہ
سزا ہے سعد نے کہا ہم تو نہ ہٹین گے زنگی سے مقابلہ کرینگے ہم دیکھین تو کہ یہ کیسا
صاحب طاقت ہے سیکڑون بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہے آج مین اسکا
غرور نکالدونگا لالۂ خونریز نے اشارے سے کہا اے شہریار یہ ساحر ہے اسپر زور
نہ چلیگا سعد نے کہا خدا چاہے تو سحر بھول جاے وہ قادر وتوانا ہے اسکو سب طرحکا
اختیار ہے اسکا سحر بیکار ہے لالۂ خونریز نے اپنے زانو پر ہاتھہ مار لیا کہا ہان اور زنگی
انسے مقابلہ تو کر سعد یہ سنتے ہی اکھاڑے مین پھاند پڑے اور خم مار اپکار کر کہا

اور سیاہ دل آنکو سہی بندگان خدا کا قاتل عالم حقیقت سے بالکل جاہل زنگی اکھاڑے مین
پھاند پڑا اگر قمر عذار الگ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہو فیروزہ سے کہتی ہو ای فیروزہ زرا
دیکھو خدا نے بادشاہ کو کیا حسن وجمال دیا ہو کہ دشمن بھی دوست ہوتا ہو بیشک بہت بڑے
صاحب اقبال صاحب جاہ وجلال ہین زنگی نے سعد کا ہاتھ تھاما بادشاہ نے لوح
محفوظ کو کھولدیا عکس جو اُسکا زنگی پہ پڑا کانپنے لگا زور کرتا تھا مگر زور نہ چلتا تھا
دمبدم کہتا ہو یا جمشید ثانی آج کیا معرکہ ہو کہ مین سحر بھولا جاتا ہون ہر چند قصد کرتا ہو
کہ بادشاہ کو لے دوڑون مگر کیا مجال ہو کہ بادشاہ پر غالب آوے بادشاہ سے گھڑی
دو گھڑی اُلجھ اُلجھ کر لڑا لالہ خونریز بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ بادشاہ جمجاہ کس زور و
شور سے لڑ رہے ہین ایک مقام پر بادشاہ زنگی کو ریلکر لے دوڑے وہ ہر چند
چاہتا ہو کہ رکون مگر مثل پرکاہ اُڑا جاتا ہو بادشاہ چالیس قدم ریلکر لائے وہانپر
لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بزمین ہوے بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم ہلہ
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے زور کیا زنگی کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا زنگی نے چاہا سونڈ سے
کی کھاکر سنبھلون بادشاہ نے ایک لات ماری کہ چارون شانے چت ہوا بادشاہ
نے چھاتی پر سوار ہوکے سوال اسلام کیا زنگی نے جواب سخت دیا بادشاہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ٹھوڑی پر رکھکر ہکہ مارا سر زنگی کا کھینچ لیا تمام شاہزادے
خوشیان کرنے لگے مگر زنگی کا مرنا ہنگامہ ہوگیا آسمان سے آگ برسنے لگی پھاٹک
کھل گیا لالہ خونریز گھبرا کر تخت پر سوار ہوئی کنیزون سے کہا یہ کیا قیامت برپا ہو
تخت اُڑا کرلے چلو کنیزون نے آکر تخت اُڑایا ہوا پر آکر دیکھنے لگی سب شاہزادے
مسلح ومکمل بادشاہ کے پیچھے ہوے کہا ای شہریار نکل چلیے خدا نے بڑا فضل کیا اہل
ہمراہ ہو کہتا ہو حضور نے مجھپر بڑا احسان کیا حقیقت مین غلام کی جان بچائی ورنہ

اِس ظالم کے ہاتھ سے نہ بچنا مگر قمر عذار نے دیکھا کر پھاٹک کھل گیا ہو آگ چہار جانب
روشن ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ سارا مکان جل جائیگا لالہ خونریز کی بیقراری وہ کنیزین جو
ساحرہ ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہو کہ صاحبو اب مین کیا کرون دیکھو وہ نکلے جاتے ہین
اُسوقت لالہ خونریز بیقرار ہو کر پکارنے لگی اے شہریار مروت شرط ہو سمجھکر ذرا نکلیے
ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائیے مین آپ کی بہتری چاہتی ہون یہی آرزو ہو کہ آپکو
اِس مقام سے نکالون قمر عذار نے بھی دیکھا کہ سحر کی آگ برس رہی ہو اور سب
شاہزادے سواے سعد بن قباد حیران و پریشان کھڑے ہین سعد بن قباد تو
لوح محفوظ چمکا رہے ہین اِسوجہ سے شعلہ اِنکے قریب نہین آتا جو شعلہ گرا پانی ہو کر
بہ گیا مگر اِس قصر مین ہنگامہ ہو تمام اشیاے خورد نی جل گئین گلابیون سے آگ
نکل رہی ہو کبابون کا رگ و ریشہ جلا دیوارین آگ کی زمین بھی آگ کی ہو ملکہ
قمر عذار نے جو دیکھا کہ تمام قصر آتش بہار ہو گیا موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا
ایک سڑاکا مارا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار نکل چلیے آگے بڑھکر دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شاہ باہر نکلے تمام
شاہزادے پشت پر ہر ایک امیدوار فتح و ظفر اِسی کے امیدوار ہین کہ اِس شہریار
کے ساتھ رہین جب لالہ خونریز نے دیکھا کہ مکان زندان خانۂ دیرگاہ جلکر خاک
ہوا اور قیدی سب نکل گئے پکار کر آواز دی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار
کیا جفا دکھائیگا کہانتک مصیبت زدون کو رُلاے گا ابتو یہ کیفیت ہو نظم

نظر مہر سے پہلے وہ اِدھر دیکھین تو	دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو	کسطرح دل کی یہ لیتا ہو خبر دیکھین تو
آخر اِس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو	ملتفت گو وہ نہون مڑکے اِدھر دیکھین تو
ہجر جانان مین نہ وہ دن ہین نہ راتین اپنی	انقلاب فلک شمس و قمر دیکھین تو
جوش مارا کرین اُلفت مین سرشک رنگین	آہین کتنی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہو اے حضرت دل	کون ہو آپ کا منظور نظر دیکھین تو

ڈھونڈھتی ہی رہین یار کو خاموشی بھی / نازکی خود بہی کتنی ہی کمر دیکھین تو
آگر مائین گے قفس ہین تجھے ای شوق چمن / لے بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
تمسے کہدینگے حقیقت ہی جو اُسکی موسیٰ / جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
دل ہین بھی ایک دن آنا تھا ضرور اُنکو جلال / حسرتو لٹنے ہی جو آباد وہ گھر دیکھین تو

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اپنے قصر مین آئی مگر حیران تھی کہ کیا کرون الٰہی لالہ خونریز کس بلا مین پھنسی دیکھیے انجام کیا ہو یہ تو اِس سوچ مین نہایت ملول و حزین اور اندوہگین ہی کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ قیدی لوگ کدھر گئے کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بادشاہ مع اُن شاہزادونکے چلے قمر عذار سحر سے مملو بادشاہ کے پہلو پر ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی تریاق سحر بند کہ جو بادشاہ کو اُٹھا لایا تھا سامنے سے نمایان ہوا بادشاہ کو دیکھکر پکارا کہ او قیدی تو یہانتک کیونکر پہنچا تڑپ کر قمر عذار سامنے آئی پکار کر کہا او تریاق اگرچہ تو زہر ہی مگر خدا کا تجھپر قہر ہی سحر کر تو مین تجھکو تماشہ دکھاؤن تریاق نے گولہ مارا قمر عذار مسکرائین گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینۂ تریاق کے چلا تریاق نے اپنے کو غار مین گرادیا وہ گولہ جاکر ایک درخت پر پڑا کہ درخت پاش پاش ہوگیا درخت کے گرتے ہی جو ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے تھے گرد سر تریاق آکر چرخ مارنے لگے تریاق خاموش ہوا وہ طائر ایک طرف جاکر گرے جھیل مین غرق ہوگئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ ساحران مین آپ کی بہت مشتاق ہون ذرا میرے پاس آئیے تریاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال مشتری خصال یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی

نظم

کیا وجہ آشنا کو جو نا آشنا کہون / اچھا جو واقعی ہو مین کیونکر برا کہون
آرام روح راحت جان دلربا کہون / ہو بیوفا کوئی تو اُسے بے وفا کہون
تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

اسطرح یہ اشعار اُسنے گاے کہ تریاق نے جھولی وغیرہ پھینک دی نازنین نے کہا تلوار نہ پھینکو تلوار کھینچو تریاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس نازنین نے کہا

اِسکو گلے پر رکھو قمر عذار کہتی ہو دیکھیے کیا ہو غرض سب تعریفین قمر عذار کی کر رہے ہین کہ ملکہ عالم سبحان اللہ کیا سحر کیا ہو تریاق نے تلوار گلے پر رکھ لی نازنین نے کہا کھینچو فوراً تریاق نے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا سامنے والے سب بھاگ گئے بادشاہ ایک صحرا مین آکر اُترے وہی شاہزادے ساتھ ہین بارگاہ استادہ ہوئی کہ اُسی قبا جہانی سے بارگاہ لیکر آئے ہین سب شاہزادے اُتر پڑے بادشاہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے ہوے بارگاہ مین آئے مگر قمر عذار کہ قریب شہر یار بیٹھی ہو بیٹھے بیٹھے گھبرائی بادشاہ نے فرمایا کیون ملکہ مین تمکو متردد پاتا ہون ملکہ نے کہا خدا خیر کرے جبر اول تو خود بخود گھبراہ رہا ہو باہر نکلین اور پریشانی زیادہ ہوئی کہ سامنے سے اپنی ایک کنیز کو دیکھا کہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی وارمی بڑا غضب ہوا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لاے ہین اور آپ کو یاد فرماتے ہین ہر چند قمر عذار نے کہا کہ مین سامنے جاؤنگی تو قدرت آزردہ ہونگے کنیز نے کہا اگر نہ جائیے گا تو وہ یہان چلے آوینگے قمر عذار مجبور وناچار کنیز کے ساتھ چلی دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسکے نیچے ایک تخت بچھا ہو اُسپر جمشید ثانی بیٹھا ہو قمر عذار نے آکر سلام کیا جمشید ثانی نے جواب دیا کہا ای قمر عذار ہمسے کیون باغی ہوئین قمر عذار نے کہا مین تو آپکی اُسی طرح تابعدار ہون آپ مجھے گنہگار بتاتے ہین جمشید ثانی نے ہاتھ قمر عذار کا تھام لیا اور تخت پر بٹھایا کہو چلو قمر عذار نے سر جھکا لیا جمشید ثانی کے ساتھ ہوئی جمشید ثانی نے تخت اُڑایا قمر عذار کو لے چلا تخت اُڑتا ہوا جب قریب کوہ نینوا زکے پہونچا نینوا ز جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی اِسنے جو دیکھا کہ خداوند آتے ہین اور بی قمر عذار ساتھ ہین کھڑی ہو گئی اول سجدہ کیا بعد اُسکے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا جمشید ثانی کو صحبت مین لائی جمشید نے جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا اور نینوا ز کو دیا نینوا ز نے اُس طائر کو لیکر دہن مین رکھا اُس طائر کو نگل گئی جیسے ہی طائر کو نگلا قمر عذار کی رنگت زرد ہوئی جمشید نے کہا ای نینوا ز قمر عذار تمھارے سپرد ہین نینوا ز نے کہا میری آنکھون پر ہین

سب کنیزین واسطے خدمت کے موجود ہین یہ مقدمۂ جنگ اِنکو اختیار ہی یہ سُنکر جمشید ثانی
روانہ ہوا قمر عذار رنبنواز کے پاس بیٹھی ہی مگر چہرہ زرد ہو رہا ہی رنبنواز نے کہا کیون
ملکہ کیون متفکر ہو قمر عذار نے جواب دیا مین قدرت کی ناراضی کا باعث سمجھ گئی کہ
میرا عمر واسطے تریاق کے زہر ہوا اُسی کے مارے جانے پر قدرت آزردہ ہین
لہذا اگر فوج ہوتی تو مین لشکر کشی کر کے بادشاہ پر جاتی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
سہوان جادو بجمعیت بیس ہزار ساحرون کے آکر پہونچا اور نامہ جمشید ثانی کا
ہاتھ مین قمر عذار کے دیا قمر عذار نے دیکھا کہ اُس نامے مین یہ مرقوم ہی کہ اے
قمر عذار تجسے بڑی خطا ہوئی مگر اب اُسکا بدلہ یہ ہی کہ سہوان کو مع فوج ساتھ لو
اور بادشاہ پر لشکر کشی کرو قمر عذار نے وہ نامہ جھولی مین رکھ لیا اور فوراً تخت
پر سوار ہوئی سہوان کو ساتھ لیکر طرف سعد بن قباد کے چلی یہان بادشاہ
بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید ثانی آکر قمر عذار کو
لے گیا بادشاہ کو سناٹا آگیا بعد دوپہر کے خبر پہونچی کہ قمر عذار ہمراہ سہوان جادو
لشکر کشی کر کے آتی ہی بادشاہ نے فیروزہ کی زبانی خبر سُنی کہ کل لشکر بھی آتا ہی سب
لشکر اسی مقام پر آکر جمع ہوا خونخوار سے کہا اے خونخوار تمنے سُنا کہ قمر عذار تسخیر
ہوگئی جمشید اُسکو لے گیا تھا اب بالشکر گران آتی ہی خونخوار کو سناٹا آگیا کہا حضور
حقیقت مین قمر عذار بڑی ساحرہ ہی اب اُسکو جمشید ثانی نے تسخیر کر لیا حضور کی
بغاوت پر کمر باندھی ہی غلام کسی طرح کمی نہ کریگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بدیع الزمان کو کل لشکر کا سپہ سالار کرو آپ تخت پر سوار ہوے لشکر کو لیکر برائے
مقابلۂ ملکہ قمر عذار جادو چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سپاہ کہ جنگ سے نکل گئے تھے بادشاہ سے محجوب ہو کر اب اِنکا ذکر بھی لازم ہی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
مین مضطر ہون اے ساقی مہربان
زمانے کا کچھ رنگ ہی اور رہی
لکھون کیا نشیب و فراز جہان
کیا باپ نے ساتھ بیٹے کے کیا
عجب شور و شر تھا عجب بند و بست
یہی تو زمانے کا ہی انقلاب
یہ گردش سے وہ باز آتا نہین
کسی کو خوشی ہی کسی کو ہی غم
یہ ہر وقت ہی بر سر امتحان
وہ شاہان عالی ذوی الاقتدار
قدم خاک پر اُنکا پڑتا نہ تھا
حکیمان ذیقدر و فرخندہ پے
زمانہ کچھ ایسا ہوا تا ک مین
چھپے سب کے سب جا کے زیر زمین
کوئی عشق لیلی مین دیوانہ تھا
خم و بادہ و جام عشرت فزا
تصور تو کیجے کہ محمود شاہ
کجا وہ غلام ذلیل و حقیر
ہوا دام اُلفت مین پھنسکر تنگ
مے عشق مین اُسکے سرشار تھا
وہ تھا دام اُلفت مین ایسا اسیر
نہ کچھ سلطنت نے دکھایا شرف
کہ سینے مین میرے جگہ پائے عشق
کہ لکھنا ہی قاسم کی اب داستان
پلا مے کہ اب آخری دور ہی
زرا یاد رُستم کی کر داستان
جوان اولوالعظم کشتہ ہوا
ہوئی فوج دشمن کو آخر شکست
فلک دے رہا ہی مجھے بھی جواب
کسیکا اِسے عیش بھاتا نہین
ترحم مین اِسکے ملا ہی ستم
چھپے خاک مین کیسے کیسے جوان
اُٹھاتے تھے جو اِک زمانے کا بار
کوئی خار غم دل مین گڑتا نہ تھا
جنھون نے کیا راہ حکمت کو طے
جگہ دی انھین گوشۂ خاک مین
کوئی نام تک اُنکا لیتا نہین
کسی کا طرب خیز میخانہ تھا
جو دیکھا تو تھی سب کو آخر فنا
محبت مین پھنسکر ہوا کیا تباہ
کہان یہ شہنشاہ گردون سریر
دکھایا محبت نے آخر یہ رنگ
محبت کا اُسکی گنہگار تھا
کہ بنتے تھے اُسپر امیر و فقیر
ہوئی زندگی اُسکی آخر تلف

کرون حال الفت کہانتک رقم	اُٹھائے ہین شاہون نے رنج والم
قمر طبع روشن کا کر امتحان	کہ آئی ہی اب رنگ بر داستان

چہرہ شہسواران ہنگامۂ جانبازی ومجاہدان میدان سرفرازی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور شعارہ وجلالت نشان طرہ رقم میکند بازاین داستان بہ شاہزادۂ خاور سپاہ یعنی قاسم نوجوان جو زخمی ہوکر جنگ سے نکلے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اسلے نکلا رات بھر پہرو ہی کی صبح کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے ماران جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین بصد زیب وزینت جلوہ فرما ہین کہ یکایک ماران نے دیکھا ایک جوان ہی آفتاب جمال زخمدار پشت مرکب پر سوار گھوڑا لیے لیے پھر رہا ہی کہ مرکب نے ایک صحرا مین گرایا ماران جادو نے قصر سے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ جوان جو گھوڑے سے گرا ہی اسکو اُٹھا لاؤ کنیزین آکر قاسم کو اُٹھالے گئین جب سامنے ماران کے لائین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین گلرخسار صف شکن تیغ زن بیہوش پڑا ہی کنیزون سے کہا اسکے ٹانکے لگاؤ کنیزون نے جب ٹانکے لگائے تب قاسم ہوشیار ہوے دیکھا ایک قصر مین چھپر کھٹ پر پڑا ہون ایک ساحرہ سرھانے بیٹھی مگس رانی کر رہی ہی قاسم نے آنکھین کھولدین ماران جادو نے کہا ای صاحب شوکت ولیاقت کہان جنگ ہوئی کسکے ہاتھ سے زخمی ہوے قاسم نے کہا جس حریف سے مقابلہ پڑا اُسکو مارا خود زخمی ہوے تم اپنا نام نامی بتاؤ ماران نے کہا میرا ماران جادو نام ہی عاشق ہوکر اُٹھا منگوایا مناسب یہ ہی کہ میرا وصل اختیار کرو قاسم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ ہی اگر انکار کرونگا تو ظلم کریگی فرمایا کیا مضائقہ ہی اگر تم براہ محبت پیش آؤگی تو مین سب طرح حاضر ہون ماران نہال ہوگئی کنیزون سے اشارے کر رہی ہی ایسا معشوق کسی ساحرہ کے پاس نہ ہوگا جو جادوگرنی آئیگی اسپر جان دیگی قاسم نے صحبت آراستہ کرائی گلابیان شراب کی آئین قاسم نے اتنی شراب

بلائی کہ ماران جادو زہر اُگلنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہی ہاتھ بڑھاتی ہو کہ گلے سے لپٹ جاؤن
قاسم ہر مرتبہ منھہ پھیر لیتے ہین جب دیکھا کہ نہین مانتی تو طرف کمرے کے اشارہ کیا
ماران تو مخمور ہو رہی تھی کمرے مین جا کر لیٹ گئی قاسم آکر باقاعدہ بیٹھے گلا پکڑ کر
دبا دیا ماران جادو فی النار ہوئی اور آواز گیر و دار آنے لگی کنیزون نے جو
ہنگامہ سُنا آکر قاسم کے پیرون پر گر پڑین اور کہا اے جوان تو نے بڑی عنایت کی
جو ماران جادو کو مارا ہم لوگ زنبندار زادیان ہین اِس ساحرہ کی قید مین ہم
پھنسے تھے اگر حکم ہو تو اپنے اپنے گھر کو جاوین کچھ مال اُس قصر مین تھا وہ مال
کنیزون کو دیکر اور مسلمان کر کے قاسم نے رخصت کیا سب دعائین دیتی ہوئی
رخصت ہوئین مگر ایک نازنین کہ نہایت حسین و جمیل تھی اُسنے رو کر کہا اے شہریار
مین کہان جاؤن مجھکو یہ بڑی دور سے اُٹھا لائی تھی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی
خدمت مین قبول فرمائیے یا مجھکو پردۂ دنیا پر بھیجدیجیے قاسم نے کہا ابھی تو ایسا
موقع نہین ہی تم اِسی مقام پر رہو جسوقت کوئی دیو وغیرہ ممکن ہوگا تو مین تمکو پردۂ
دنیا بھجوا دونگا کہ دیو سرخاب آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک
جوان باغ مین کھڑا ہوا ایک نازنین سے باتین کر رہا ہی ہوا سے اُتر آیا قاسم
سے کہا میرے قدمون کو بوسہ دے کہ دس ہزار دیوزاد میرے مطیع و منقاد
ہین جو کوئی تجھسے لڑیگا اُسکو قتل کرونگا قاسم نے کہا مین تجھکو خود قتل کرونگا
دیو نے دار شمشاد لگائی قاسم نے خالی دیکر دار شمشاد چھین لی دیو سے کشتی ہونے
لگی قاسم نے سرخاب کو زیر کیا دیو سرخاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوا کہا اے شہریار مین پردۂ چہارم قاف کا رہنے والا ہون قلعۂ سرخاب حصار
کا حاکم تھا ملکہ قریشہ نے وہ قلعہ چھین لیا امیدوار ہون کہ وہ حکومت میری
مجھکو ملے قاسم نے کہا اول اِس زنبندار زادی کو پردۂ دنیا پر پہونچا آؤ تو پھر
مین نامہ دون دیو گل اندام کو لیکر چلا برابر کوہ بلور کے پہونچا تھا کہ اُدھر
سے نقابدار نمرد پوش آتا تھا اُسنے دیو سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے

آتا ہو اور کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہو اور یہ عورت کون ہو سرخاب نے کہا
کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے اسکو میرے سپرد کیا ہی مین پردۂ دنیا پر لیکر جاتا ہون
زمرد پوش نے گھیر کر سرخاب کو قتل کیا اور گلبدن کو چھین لیا مگر قاسم جو
اُس باغ سے نکلے گھوڑا اُڑا اے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر دیکھا لشکر
ساحران اُترا ہوا ہی قضاے کار ملکہ قمر عذار سہوان جادو کو ساتھ لیے
ہوے براے مقابلۂ شاہ جاتی تھی کہ قاسم پر نگاہ پڑی سحر کیا کہ قاسم سامنے
ملکہ قمر عذار کے آئے قمر عذار نے دو ایک جام اپنے ہاتھ سے پلائے قاسم
بیہوش ہو کر کہنے لگے اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو باغ محبوبی جو حکم دو وہ بجالاؤن
قمر عذار نے کہا مین براے مقابلۂ سعد بن قباد جاتی ہون تم بادشاہ سے
لڑوگے قاسم نے کہا مجھے قبول ہی قمر عذار نے قاسم کو بھی ساتھ لیا طرف
بادشاہ کے چلی قاسم راتون کو بیقرار رہتے ہین پلنگ پر پڑے تڑپ رہے
تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی پلنگ سے اُٹھے نشانِ آواز پر چلے
جنگل مین آکر دیکھا ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو قاسم نے کہا ارے تو کون ہی
اُس نازنین نے کہا آپ مجھے بھول گئے آپ نے ہمراہ دیو سرخاب کے
مجھکو روانہ کیا تھا بعد ازاں زمرد پوش نے اُسے قتل کر کے مجھکو چھین لیا مین
رات کو وہان سے نکل بھاگی آج کئی دن سے اِس جنگل مین پڑی ہوئی ہون
شیر وغیرہ سے بچی مگر آپ کس حال مین ہین قاسم نے کہا مین ہمراہ قمر عذار کے
جاتا ہون کہ سعد بن قباد سے جا کر مقابلہ کرون وہ نازنین رونے لگی کہا اے
شہریار وہ تو آپ کے لشکر کے بادشاہ ہین اُنسے کیونکر مقابلہ کیجیے گا قاسم نے
کہا مین نے سامری وجمشید کو سجدہ کیا ہو گلبدن نے شرما کر کہا کہ اے شہریار
واے برحال آپ کے کہ ہمکو تو مسلمان کیا اور خود کافر ہو گئے قاسم کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا قمر عذار نے مجھسے کہا کہ خداوند جمشید ثانی تمھارا مرتبہ بہت
بڑھاوینگے اور اپنے لشکر کا سپہ سالار کرینگے اِن باتو نمین صبح ہو گئی کہ صحراے

گرد اُڑی قاسم نے دیکھا نقابدار زمرد پوش اُسی عورت کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی
دور سے دیکھا کہ قاسم اُس عورت سے باتین کر رہے ہین فوج سے اِشارہ کیا کہ
اِس جوان کو گھیر کر مار لو فوج نے آکر قاسم کو گھیرا قاسم مصروف جنگ ہوے
مگر گل اندام نخل کے نیچے کھڑی رو رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی کہ اے پروردگار اِس
معین و مددگار کو بچالے کہ اِسکی ذات سے میری آبرو ہی صاحبقران زمان کا
زینت پہلو ہی کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار گلگون پوش بصد
جوش و خروش آکر پہونچا قاسم کو جو گھرا ہوا دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے آپڑا اگر
قمر عذار جو صبح کو اُٹھی براے نظارۂ قاسم آئی پلنگ خالی دیکھا نگہبانون سے
پوچھا اُنھون نے کہا قلیل رات باقی تھی کہ اُٹھکر طرف صحرا کے گئے پلٹ کر نہ آئے
قمر عذار نے سب کنیزون کو اپنے ساتھ لیا تلاش کرتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی
کہ قاسم ہاتھ سے نقابدار زمرد پوش کے زخمی ہوے ہین مگر بجرأت مصروف
جنگ ہین قمر عذار کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی مگر ایک کنیز سے کہ پہلو پر کھڑی ہوئی
تھی شعلۂ شمشیر زن نام ہی کہا اے شعلہ جا تو بھی دیکھ تو کیسی جنگ ہی اگر بن پڑے
تو سحر کر کے قاسم کو نکال لا اِن سب کو اُڑنے دے شعلہ چلی ایک گولہ اُٹھا کر
مارا کہ آگ برسنے لگی جھونکے ہواے تند کے چلنے لگے شعلہ نے آکر سحر کیا کہ کچھ
ہمراہیان نقابدار گلگون پوش و کچھ ہمراہیان زمرد پوش منتشر ہو کر بھاگنے
لگے مگر گلگون پوش نے جو ساحرہ کو دیکھا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر
تاک کر مارا کہ شعلۂ شمشیر زن کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جیسے ہی شعلہ گری قاسم
گھوڑے سے تھرّا کر گرے تھوڑی دیر مین ہوشیار ہوے دیکھا گلے مین میرے
بُت پڑے ہین کچھ بازو پر بندھے ہین سوچے کہ یہ کہان سے آئے یہ سوچکر مرکب
نکالا طرف صحرا کے روانہ ہوے مگر قمر عذار نے سحر کیا کہ دونون نقابدار بدست
راست و دست چپ بھاگے قاسم کو اپنے حال پر بڑی خفت ہوئی کہ اے قاسم
یہ خبر بادشاہ کو پہونچی ہوگی کہ قاسم میرے مقابلے مین آتے ہین کیسے رنجیدہ ہونگے

اب جب خفت سے کہ انکی مدد کو پہونچون اس سوچ مین قاسم طرف صحرا کے نکلگئے قمر عذار نے بعد اختتام جنگ دیکھا کہ قاسم کا نشان نہین ہو بہت حیران ہوئی پھر ہرکارون سے کہا دریافت توکرو کہ قاسم پر کیا گذری ہرکارون نے عرض کی جب کنیز آپ کی شعلہ شمشیر زن مری ہو تب وہ گھوڑے سے گرے اپنا حال دیکھکر مکدر ہوگئے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے اب آنکو کون پاسکتا ہو قمر عذار نے کہا انکے بھیجنے کو اتوار انکی دیکھو تو کیا قیامت برپا کرتی ہون مگر وہ خداوند جمشید ثانی سے باغی ہوکر کہان جائیگا جب خداوند کو غصہ آئیگا سب کے دل بدل جائینگے محبت مین خداوند کی جیدہ رہین گے ایسی ایسی باتین کہتی ہوئی پلٹ کر لشکر مین آئی مگر قاسم پانچ کوس پر جاکر ٹھہرے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک دیو آتا ہو اُسنے جو دور سے قاسم کو دیکھا خوب اُچھلا کودا کہتا تھا خداوند راس الشیاطین نے میری خوراک بھیجی قریب قاسم کے آیا کہ کھالون قاسم نے ایک خنجر مارا کہ دیو کو چکر آگیا لیٹ پڑا قاسم نے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہو اُسنے کہا دیو کیوس زورآزما ملازم آسمان پری ہون قاسم بہت شرمندہ ہوے فرمایا اے کیوس تم گویا ہمارے ملازم ہو وہ ہماری دادی ہین بلکہ فرشتہ سلطان جدہ بھی ہوتی ہین مین پھوپھی امان کہتا ہون چونکہ اُنھون نے بدیع الزمان کو پرورش کیا تو جدہ ہوئین اور اگر رشتہ ملکہ آسمان پری لیا جاے تو پھوپھی ہوتی ہین مگر ایک ہمارا کام کرو اے کیوس تم فلان صحرا مین ایک عورت بیٹھی ہو اُسکو لیکر پردہ دنیا پر پہونچا دو کہ اپنے مان باپ سے جاکر وہ ملے کیوس نے آکر گل اندام کو اُٹھایا اور کاندھے پر سوار کرکے لے چلا راہ مین گل اندام نے حال پوچھا کیوس نے سب کیفیت بیان کی کہ قاسم نے مجھکو زیر کیا اور حکم دیا کہ تمکو پردہ دنیا پر پہونچا دون اب مین تمکو لیے جاتا ہون کیوس لیے ہوے گل اندام کو جبل اعلیٰ سے گذرا ابھرتا ہوا تمام دنیا کی سیر کرتا ہوا آہن حصار مین لایا مان باپ سے گل اندام کو ملایا

سب قاسم کو دعائین دینے لگے اہل آہن حصار مدت سے مسلمان ہین یہ قلعہ متعلق فرنگستان ہی دفترین ذکر ہوچکا ہی زیادہ تشریح کی کیا ضرورت ہی یہان قاسم نے چاہا رات صحرا مین رہون جب رات ہوئی سناٹا جنگل کا پتون کی بھی کھڑکھڑاہٹ یاران سپاہ کا دوڑنا دوپہر رات گئے قاسم نے دیکھا کہ صحرا سے ایک اژدہا آیا اُسنے دہن سے مار سیاہ اُگلا مار سیاہ نے دہن سے ایک شعلہ نکالا اُسی کی روشنی مین صحرا مین پھرنے لگا اب قاسم ایک درخت پر چڑھکر دیکھنے لگے کہ کیا چیز ہی کہ جسکی وجہ سے سارا صحرا روشن ہو گیا خیال کرنے دیکھا تو معلوم ہوتا ہی کہ ستارۂ سحری چمک رہا ہی کہ طرف سے درۂ کوہ کے چند زنگی نین آئین آکر زنگیون نے بارگاہ استاد کی ایک شاہزادی بصد زیب و زینت در سے نکلکر آئی بارگاہ مین جاکر بیٹھی گائنین ساتھ تھین ایک گائن با ناز و کرشمہ و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
کبھی چھُری کبھی تیر و کٹار ہین پلکین

سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین

یہان گذرتی ہی آنکھون مین رات وعدے کی
گواہ طول شب انتظار ہین پلکین

وہ آنکھ جس سے پھری اُس سے پھر گئین یہ بھی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین

کھڑی ہی سینون کو تانے ہوے صف عشاق
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین

یہ کاوش مژہ لیجائے گی پس مُردن
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین

جگر کی پھانس ہی مژگان یار کی اُلفت
جو دل مین چُبھ کے نکلین وہ خار ہین پلکین

جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین اے دل
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین

غضب ہی شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین

پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین

رُلا رہی ہی لہو یاد حق جو آنکھون کو
جگر کے ٹکڑے ہین منصور وار ہین پلکین

جلال اشارون مین کیا کچھ نہین یہ کہتین
زبان چشم سخن گو ہے یار ہین پلکین

قاسم نے جو یہ اشعار سُنے خواہش ہوئی کہ اِس محفل مین چلون خرامان درخت سے اُترے دربارگاہ پر آئے ایک کنیز مہرے پر بیٹھی تھی اُسنے جو قاسم کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا عرض کی آیئے ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہین قاسم اندر آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین شعلہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار بیٹھی ہو قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی مسکرا کر کہا تشریف لایئے اِس ناز سے کہا او یہ شعر پڑھا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ قاسم اِس خُلق پر نثار ہو گئے اور قریب آکر بیٹھے ملکہ نے اُٹھکر گلابی کو اُٹھایا جام لبریز کیا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا مسکرا کر اُس نازنین نے کہا کہ مین سمجھی کسی نے منع کر دیا ہو قاسم نے کہا یہ باعث نہین ہو ہمکو ظاہر ہو کہ تمھارا نام نامی کیا ہو گل کسکے گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو اُس نازنین نے شرما کر کہا مجھکو زلف آرائے شب بیدار کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ ہو باپ میرا بیدار فیلسوار وہانکا حاکم ہو مین اُسکی دختر بلند اختر ہون یہ مقام سیر اسیر گاہ ہو آج مجھکو خبر ملی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران اِس صحرا مین تشریف لائے ہین مین برائے خدمت حاضر ہوئی اب قلعے مین چلیے میرا باغ علحدہ ہو وہان تشریف رکھیے ایسا نہ ہو کسی مقدمۂ طلسم مین پھنس جایئے تو باعث خرابی ہو قاسم ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوئے تھوڑی دور پر جاکر دیکھا ایک قلعہ بلند و مرتفع ہو توپین چڑھی ہوئین گولہ انداز ٹہل رہے ہین ملکہ قاسم کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئی پہلوے قلعہ مین باغ تھا اُسمین لاکر قاسم کو داخل کیا اب قاسم بہ عیش رہنے لگے چوتھے دن صبح کو جو اُٹھے تو توپ کی آواز کان مین آئی ملکہ سے پوچھا ملکہ نے کہا صاحب عجب ظلم ہو شید اے صحرالنورد نامے پہلوان ہو کہ اُسنے میرے حُسن کا شہرہ سُنکر باپ سے پیغام کیا باپ نے اِنکار کیا اُسنے کل سے گھیرا ہو باپ مقابلے مین گئے تھے مگر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئے آج اُسنے یلغر کیا ہو قاسم نے کہا مین ابھی جاکے

اُسکو سمجھائے دیتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ کر کہا صاحب اُسکے ساتھ فوج بہت ہی
ایسا نہ ہو آپ کو آزار پہونچائے قاسم نے کہا تم بالائے قلعہ جاکر تماشہ دیکھو
مین اُسکی مشکین باندھکر لاؤنگا یا جان دونگا زلف آرا نے ناچار ہو کر دامن
چھوڑ دیا قاسم نے کہا ایک مرکب کی ضرورت ہی ملکہ نے کہا میرے والد نے
ایک مرکب خرید کر لائے تھے وہ بڑا بدلگام ہی آٹھ پہر ٹاپین مار اکرتا ہو زمین
کھود ڈالی ہی کئی سائیس ہلاک ہوے وہ موجود ہی مگر وہ سوار نہ ہونے دیگا
قاسم نے کہا ہمین دکھاتو دو ملکہ نے گوشۂ باغ مین لاکر دکھایا کہ ایک مرکب
کوہ سرین کوہ کفل زنجیرون مین بندھا ہوا ٹاپین مار رہا ہی قاسم نے جو دور سے
دیکھا بہت پسند کیا کہا ای ملکۂ عالم یہ گھوڑا لایق سواری کے ہی ملکہ نے کہا اُسکے
قریب نہ جانا ایسا نہ ہو بدی کرے قاسم نے کہا ہمسے بدی نہ کریگا یہ کہکر سامنے
آئے مرکب بہ محبت دیکھنے لگا قاسم نے پوچھا اسکا نام کیا ہی ملکہ نے کہا اسکو
ابرش اسمعیلی کہتے ہین قاسم نے کہا ہمارے بزرگون کا گھوڑا ہی یہ کہکر جو پکارا
گھوڑا اشارے کرنے لگا کہ قریب آئیے قاسم جو قریب گئے گھوڑے نے
تھوتھنی سینے پر رکھدی پیشانی کو قدمون پر رکھدیا قاسم نے اُس گھوڑے
کو کسا گھوڑے نے قاسم کو گویا اپنے اوپر سوار کرلیا اب قاسم نے اُسکو
دوڑایا برق وش پری پیکر تھا ملکہ نقاب ڈالکر بالائے قلعہ آئین بیدار فیلسوار
زخمدار بیٹھا ہی شیدا اے صحرانشین گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی بیدار
نے جو بیٹی کو دیکھا کہا ای نور نظر تم کیون چلی آئین دیکھو دشمن آتا ہی ملکہ نے سر
جھکا کر کہا اِسکی گوشمالی کو کوئی آیا چاہتا ہی بیدار نے کہا یہان کون میرا معین
و مددگار ہی کہ اِسوقت مین مدد کرے اِس آفت کو رد کرے مگر شیدا اگنبٹے
کو اُڑاتا ہوا گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای
بیدار کیون فساد بڑھاتے ہو ایک عورت کے واسطے یہ طول کلام ہنیند
تمھارا معین رہونگا بیدار تو اُسکی آواز سے تھرّا گیا مگر ملکہ نے جواب دیا

اور ناہنجار بدکردار کیا چیز وہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شیدا نے جو آواز معشوق سُنی بیقرار ہوگیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جہان آواز سنائی نقاب بھی ہٹا دو صورت زیبا دکھا دو ملکہ نے کہا اب تھوڑی دیر مین تجھکو صورت عروس مرگ دکھائی دیگی شیدا حیران ہو کہ کس بات پر اِسکو گھمنڈ ہی کون میرے مقابلے مین آئیگا اِس صحرا مین میری جرأت مشہور ہی جو جس سے سوال کرتا ہون وہ انکار نہین کرتا اِسکو کیا گھمنڈ ہی یہ کہکر چاہا گینڈے کو اُڑا دن اور خندق کے اُسپار جاؤن ملکہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال تیغہ تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا مرکب کو اُڑاتے ہوئے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش ای کافر خاسر آگے نہ بڑھنا منہ پھیرہ امیر عالیشان قاسم نوجوان نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہشہ سوار لال پوش خاوری ہے نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا مقابلہ شیدا مین پہونچے شیدا حیران ہی کہ یہ جوان کہان سے آیا مگر قاسم جو سامنے شیدا کے پہونچے تو شیدا نے پوچھا کہ ای جوان تو اِسوقت کیونکر آیا قاسم نے کہا تمھاری جان کا ملک الموت ہون کیونکر نہ آتا شیدا نے جھلا کر نیزہ مارا قاسم نے چند طعنون مین نیزہ ہوا کیا شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار ہر بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا قاش زین سے اُٹھا لیا شیدا نے کہا الامان قاسم نے کہا امان بشرط ایمان شیدا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج بھی دائرۂ اسلام مین آئے بیدار قلعے سے اُتر آیا باعزاز و اکرام قاسم کو قلعے مین لایا اہل قلعہ قاسم کو دعائین دیتے ہین کہ اس جوان کی وجہ سے جان و آبرو بچی شیدا رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہی ساٹھ ہزار سوار و پیدل مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین اِس دھوم سے قاسم قلعے مین آئے جسکی نگاہ پڑتی ہی تعریفین کرتا ہی اور کہتا ہی سبحان اللہ کیا جوان شیر دل ہین جرأت مین کامل ہین بیدار قاسم کو ساتھ لیے ہوئے دار الامارہ مین آیا اور عرض کی

تخت پر قدم رنجہ فرمایئے قاسم نے کہا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک رہے
ہمکو دعوی سپاہ گری ہی یہ فرماکر بیدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے شیدا
قاسم کی پشت پر عاشق جمال کھڑا ہو دمبدم کہتا ہی اے شہریار میری خوش نصیبی
کہ مین مشرف بہ اسلام ہوا آپ کے ملازمون مین نام ہوا قاسم نے بیٹھتے ہی
بیدار سے کہا ہماری دو عرض ہین قبول فرمانا ہوگی بیدار نے سر جھکا کر کہا کہ
جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن قاسم نے کہا اول تو یہ کہ مسلمان ہوا اسلام ملت
بیضا قبول کرو اور دوسری عرض یہ ہی ہم چاہتے ہین کہ تمسے پیوند کرین بیدار
سمجھ گیا کہ زلف آرا کے خواہان ہین وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے لاکر ترنج
خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا دربار مین بلڑ ہوا کہ شاہ نے بیٹی کو ساتھ
قاسم کے منسوب کیا قلعے ہین ڈھنڈھورا پٹا کہ شاہزادی دختر بیدار ساتھ
قاسم کے منکوحہ ہوگی بیدار نے بڑی دھوم سے سامان مانجھے کا کیا ایک
باغ عمدہ قاسم کے رہنے کو دیا وزرا کو ساتھ کیا کہ تم لوگ شاہزادے کے
ہمراہ رہو بڑی دھوم سے مانجھا آیا قاسم زعفرانی جوڑا پہنکر دنگل پر بیٹھے
ملک کو بھی مانجھا پہنایا یہان تو یہ جشن ہی تقریب ساچق و مہندی ہو رہی ہی
مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ آزریہ کہتے ہین وہان کا حاکم
آزر شاہ بت تراش ہی اُسنے یہ خبر سُنی کہ قاسم کی شادی ساتھ زلف آرا
کے ہوتی ہی یہ سُنکر بہت جھلایا کہا بڑے تعجب کی بات ہی کہ مین نے بیدار کو
پیغام دیا تھا اور اُسنے نسبت قبول کی تھی اب یہ کیا معرکہ ہی کہ مسلمان ہوگیا
قاسم سے بیٹی کو منسوب کیا عیار جو اِسکا بیٹھا ہوا ہی اُسنے پوچھا اے پہلوان
دوران کیا ارادہ ہی آزر نے کہا لشکرکشی کرونگا عیار اِسکا کہ بہت چست و
چالاک ہی سفاک تیزرو نام ہی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ جب تک حضور خود
لشکرکشی کرینگے برات وغیرہ ہوجائیگی اگر حکم ہو تو غلام جاکر عروس کو چرا لائے
آزر نے کہا اے سفاک اگر ایسا کام کرے تو مین بہت خوش ہونگا معشوق

میرے قبضے مین آجاے پھر کسکی مجال ہی کہ مجھسے لے سکے عیار نے کہا خود زلف آرا قاسم پر عاشق ہی آزر نے کہا اول منت کرونگا ورنہ بجبر وصل حاصل کرونگا یہ سنکر سفاک اسی وقت تیار ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلا یہان قلعے مین وہ دن ہی کہ برات آنیکی تیاری ہو رہی ہی شہر مین جا بجا قلعے آتشبازی کے گڑے ہین جوانان سرخ پوش پھر رہے ہین قاسم کے یہان تیاری برات جانیکی ہو رہی ہی سہرا بھاری باندھا ہی جوانان رفیق ہمراہ ہین بیرون باغ سب سامان تیار ہی کہ قاسم برآمد ہوے ملازمان بیدار نے ہاتھی لاکر موجود کیا کہ سب ہاتھی رنگا ہوا ہی اور ہاتھی کے سر پر بھی سہرا بندھا ہوا ہی قاسم ہاتھی پر سوار ہوے وزیر بیدار سہرا سنبھالے ہوے ساتھ قاسم کے سوار ہوا آگے آگے نوبت و نشان پیچھے باجون کا سامان شتر و گھوڑے قطار در قطار چہار جانب برات کی پکار اِس دھوم سے برات چلی جا بجا قلعے آتشبازی کے دغنے لگے چرخیون کا زور ہوائیون کا شور عجب عجب سامان مہیا تھے یہان زلف آرا حجلۂ عروسی مین دلھن بنی ہوئی بیٹھی ہی گرد شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ بی بی مبارک ہو تم اپنا دولھا آپ ڈھونڈھ لائین جن جن شاہزادیون نے قاسم کو دیکھا ہی وہ کہ رہی ہین کہ بی بی دولھا تو چاند کا ٹکڑا ہی حقیقت مین تم تو بڑی صاحب نصیب ہو سفاک اسی ہنگامے مین پہونچا اِسنے دیکھا کہ برات جاتی ہی ساتھ ساتھ چلا جب برات دردارالامارہ پر پہونچی کہاریون کا دروازے پر انتظام ہی چہار طرف پھر رہی ہین سفاک نے ایک کہاری کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا محل کی چہل پہل دیکھی کہ شاہزادیان گلنار پوش پھر رہی ہین ادھر زلف آرا کی اتاو دا طشت مین پانی لیکر دوڑین ہاتھی کے پیٹ کے نیچے آکر پانی پھینکا مراد اُس سے یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ سامنے دُلھن کے پانی بھرے ہماری بی بی کی آبرو بڑھے سفاک بھی پھر رہا ہی جب دولھا ہاتھی سے اُتر کے اندر محل کے آیا گائنون نے بیڑے چنوائے دولھا کو لاکر بٹھایا تل شکر کا رسم ادا کیا

اب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ سہرہ گانے لگین نظم

کھلا ہے جشن نے طرفہ چمن مبارک ہو
تمام بزم ہی گلپیرہن مبارک ہو

چٹک کے کہتی ہین باغ مراد کی کلیان
وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو

بنے کو دیتی ہے مژدہ گھڑی یہ شادی کی
کہ سازگار رہو سہرہ دلھن مبارک ہو

کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے ای بلبل
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو

بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان
پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو

ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز
کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو

بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

محل مین جا بجا ہر نخل باغ کو آراستہ کیا ہی شاخین جھوم رہی ہین بقول شاعر نظم

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ
جسکو سعدی کی گلستان نکا نہ پہونچے کوئی باب

باغ ایجاد کے چار دن چمن اسپر صدقے
آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب

ہر طرف بوقلمونی کے عجائب ہین رنگ
سرو و شمشاد نرالے گل و ریحان نایاب

غنچونکے دل مین امنگین ہین جوانی کی ہی
پودھے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب

جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا
جب شمیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب

روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا
روح کو چال کیے دیتی ہی جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین چمن
بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب

نکہت سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب

صحبت بادہ پرستان کا ہی نقشہ گلبن
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب

باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کشت امید رہے فیض سے جسکے شاداب

چار سو جوش رہا ہین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہر مصفی پر آب

جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشا ہے درخشانی برق
جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

سفاک یہ سب تماشہ دیکھتا ہوا اُس قصر مین آیا جہان عروس بیٹھی ہی یہ بھی آکر بیٹھ گیا
کان مین جھک کر کہا کیون بی بی پیشاب وغیرہ کی ضرورت ہو تو فراغت کر آیئے
بعد تھوڑی دیر کے قاضی صاحب آوینگے **زلف آرا** ابھی سچ کہتی ہی کہا بوا مجھکو
لے چلو **سفاک** عروس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلا باتین کرتا ہوا کہ ملکۂ عالم کیا صاحب نصیب
ہو دولھا بھی آفتاب عالمتاب ہی آپ کے منگیتر کو کس دھوم دھڑکے سے مارا
اُس ملعون نے قصد کیا تھا کہ تمکو لے لون اب سنتی ہون قلعۂ آزر یہ والے
بہت بگڑے ہوے ہین زلف آرا نے کہا مین کسی کو نہین جانتی ہم لوگ مان
باپ کی بیٹیان ہین جہان مناسب جانا وہان عقد کر دیا ہی **چمن آرا** ایک بات کی
خرابی ہی کہ وارث ہمارہ اس زمانے کا یوسف ہی بیبیون شاہزادیان اُنکے نام پر
مرتی ہین سوتین بہت ہونگی مگر اُنکو اختیار ہی جیسا مناسب جانینگے ویسی
میری آبرو بڑھاوینگے حقیقت مین اُنکا حسن بے زوال ہی شہر خاور اُنکی ننھیال ہی
قیماس خان خاوری اُنکا نسبتی بھائی ہی **سفاک** نے جب دیکھا کہ مجمع کم ہوا
تو ایک گلوری پان کی اپنے پاس سے نکالی کہا حضور یہ گلوری کھا لیجیے ملکہ
گلوری کھاتے ہی پسینے پسینے ہو گئین کہا کیون بوا اس گلوری مین کیا تھا کہ
اسنے دل بیقرار کر دیا **سفاک** نے کہا ملکہ آگے بڑھیے ہوا لگیگی پسینہ خشک
ہو جائیگا جیسے ہی ملکہ آگے بڑھی بیہوش ہو کے گری **سفاک** نے پشتارہ باندھا
اب حیران ہی کہ کدھر سے جاؤن آخر سوچتے سوچتے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھا ایک
شجر مکان سے ملا ہوا ہی اُسپر کمند ماری کمند پر چڑھکے درخت پر آیا بہ مشکل نیچے
اُترا سنبھالکر پشتارہ لے چلا کترا کے لشکر سے نکلا اگر کسی نے پوچھا کہ تم کیا لیے
جاتے ہو تو جواب دیا کہ اسباب جہیز کی تیاری ہی یہ صندوق لیے جاتا ہون
راہ مین نسیم نامی خواجہ سرا ملا اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای شخص کیا لیے جاتا ہی **سفاک**
نے اشارہ سے بلایا جب وہ آیا خنجر مار کر گرا دیا وہان سے بھی **سفاک** گذرا زیر دیوار
باغ ہو کر چلا ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے جو پوچھا **سفاک** نے خنجر مارا اُس کنیز کو

مارکر آگے بڑھا اب صحرا کا راستہ لیا کوئی دو کوس راستہ طے کر چکا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک جوان تاجدار گھوڑے پر سوار پشت پہ چند ملازم آیا اُسنے قریب آکر پوچھا کہ اِس پشتارے مین کیا ہی سفاک نے کہا حضور قلعہ بیدار مین شادی کا سامان ہی اشیاے ضروری لیے جاتا ہون وہ تاجدار قریب آگیا گوشۂ چادر جو چہرے سے زلف آرا کے ہٹ گیا بجلی چمکی عکس عارض النور جو زمین پر پڑا معلوم ہوا ہالہ پڑ گیا جوان تاجدار موسوم بہ نیرنگ تاجدار ہی دیکھکر بدحواس ہو گیا کہا کیون او عیار تو تو کہتا تھا اسباب ہی دلھن کو کہان چرا لایا سفاک خاموش ہوا نیرنگ نے نیزہ سینے پر رکھدیا اور کہا بس اِسی مین خیر ہی کہ پشتارہ رکھدے سفاک نے پشتارہ رکھدیا اور کہا چاہے مجھے مار ڈالیے مین آپ کے قبضے مین ہون مگر اسکو اُس پہلوان نے طلب کیا ہی کہ جسکی جرأت شہرۂ آفاق ہی آپ بھی نام جانتے ہونگے آزربت تراش وہ جس مہم پر گیا اُسکو فتح کر کے آیا آپ سے اُس سے فساد ہوگا نیرنگ نے کہا مین کسی سے باہر نہین ہون تم جا کر کہدینا مین سمجھ لونگا نیرنگ تاجدار نے محافہ منگوایا اُس مین ملکہ کو سوار کر کے لے چلا زلف آرا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو محافے مین پایا حیران ہو کر پوچھا مجھکو کون لیے جاتا ہی مین تو عاشق جمال خاور سیاہ ہون نیرنگ نے قریب آکر کہا اِی شہنشاہ مصر خوبی و اِی سرو باغ محبوبی منم نیرنگ تاجدار قلعۂ نیرنگ حصار کہ تم شاہزادی ہو گی حکم احکام سب تمھارا ہوگا زلف آرا نے منھ پیٹ لیا کہا او نامنصف مین تجھکو کیا سمجھاؤن تو مجھکو کیون لایا نیرنگ منتین کرتا ہوا قلعۂ نیرنگ مین لایا ملکہ نے کہا کہ ایک خالی مکان مین مجھے اُتار دو پھر مین تمھارے ساتھ چلی آؤنگی یہ سنکر نیرنگ نے ایک مکان خالی کروایا اُس مین ملکہ اُتر مین ملکہ نے کنڈی بند کر لی نیرنگ ہرچند منتین کرتا ہی کہ اِی ملکۂ عالم میرا کہنا قبول کرو زلف آرا نے جواب دیا کہ مجھے قتل کر ڈال مگر مین وصل نہ قبول کرونگی نیرنگ تاجدار روتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا آگے

کٹنیون کو بلانا شروع کیا کئی سو کٹنیان جمع ہوئین نیرنگ نے بیان کیا کوئی تم مین
ایسی ہی کہ جاکر اُس آہوے وحشی کو رام کرے بڑا کام کرے ایک ضعیفہ باموے
سفید اپنے مقام سے اُٹھی سامنے آکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہ کام میرا ہی مین وہ
دلالہ ہون کہ سیکڑون بہو بیٹیان آوارہ کر دین ابھی جاکر اُسکو راضی کرلاؤنگی
آج شب کو آپ کے پہلو مین سلاؤنگی میرے ساتھہ کوئی نہ آئے یہ کہکر اکیلی چلی
دروازے پر پہونچکر دیکھا کہ ملکہ اُس تنہا مکان مین حیران پریشان بیٹھی ہی آنکھون
سے آنسو بہ رہے ہین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محبت موج زن ہی گرفتار دام رنج و محن
فرش خاک پر بیٹھی پکار رہی ہی کہ ای خالق ارض و سما و ای معبود دیکھنا تو ہی اِس
مصیبت سے نجات دیگا کہان آکر پھنسی ہون مگر شکر ہی تیرا جو مناسب جانا وہ
میرے حق مین کیا کہ اُس ضعیفہ نے پکار کر کہا ای بی بی شاہزادی مین کچھ تمسے
عرض کرونگی ذرا دروازہ کھولو زلف آرا جھلا کر اُٹھی قریب دروازے
کے آکر کہا او مکارہ مجھکو راضی کرنے آئی ہی بڑھیا نے کہا وارے مجھے راضی
کرنے سے کیا مطلب مین تو مشتاق دیدار ہو کر آئی ہون زلف آرا نے کہا مین
ایک طرح بلاتی ہون اگر تو نے نیرنگ کا ذکر کیا تو تجھکو قتل کرونگی اور طرح کی
باتون کا اختیار ہی یہ سنکر بڑھیا نے جواب دیا وارے کیا مجال جو اُس نگوڑے
کا نام بھی لون آپ لونڈی سے نہ ڈرین زلف آرا نے دروازہ کھولدیا
بڑھیا اندر آئی بلائین لینے لگی کیسی تھی نگوڑے ظالمون کو خدا غارت کرے
کیسا گل سا چہرہ کمھلا گیا ہی کچھ نوش فرمائیے تو لاؤن وارے اپنی جان بچاؤ باقی
پھر سمجھا جائیگا نیرنگ تمھارے نام پر جان دیتا ہی آج شب کو گھڑی دو گھڑی
کے واسطے صحبت مین چلی جاؤ عقلمندی یہ ہی کہ ہاتھہ نہ لگانے دو یہ سنکر زلف آرا
بہت برہم ہوئی کہا کیون او مکارہ او لکاتا تو نے پھر وہی ذکر نکالا اُس ضعیفہ
نے کہا بیٹا یہ ذکر جانے دو مگر نیرنگ تمھارا عاشق صادق ہی بہت خدمت
کریگا جی چاہے تخت پر بیٹھنا نیرنگ عہدۂ وزارت قبول کریگا حکم احکام

آپ کا جارہی رہیگا تو مین جاتی ہون جاکر اُسکو سمجھاے دیتی ہون آج شام کو پاس
نیرنگ کے جاؤ بیٹھکر باتین کرو وصل کا اقرار کرو دو چار دن کو ٹالدو یہ سُنکر ملکہ
زلف آرا نے پتھر بڑھیا کو مارا بعد پتھر کے نیزہ اُٹھایا سینے پر بڑھیا کے ماردیا
بڑھیا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کے جان دی زلف آرا نے ٹانگ پکڑکر کھینچا
لاشہ بڑھیا کا باہر پھینکدیا لوگون نے جاکر نیرنگ سے کہا کہ بڑھیا کو ملکہ نے مارڈالا
بڑھیا نے لاکھ دام تزویر بچھایا مگر اُس ظالم نے کچھ نہ مانا بڑھیا کو قتل کیا اب نیرنگ
وزرا امرا کو بھیج رہا ہو مگر یہ بھی کہتا ہو کہ آب و دانے سے اُسکو محروم نکروالیا
نہ ہو کہ تمام ہوجاے اُسکے فراق مین جان دونگا نیرنگ تو اِس فکر مین ہو مگر
سفاک عیار پشتارہ چھوڑکر بھاگا خدمت آزربت تراش مین آیا آکر تمام
کیفیت بیان کی آزربت تراش بہت جھلایا کہا کہ او بچیا تونے ما بدولت کا
نام نہ لیا اس حوالی کے جسقدر شاہ ہین نام سے میرے کانپتے ہین مین بلکہ تنہا
جاتا ہون ابھی جاکر معشوق کو لاتا ہون دیکھون تو کون روک سکتا ہو سفاک
نے کہا مین نے لاکھ حضور کا ذکر کیا مگر نیرنگ نے نہ مانا پشتارہ چھین لیا آخر
مین نے اپنی جان بچائی ورنہ اُس ظالم کے ہاتھ سے مارا جاتا آزر نے حکم
دیا لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار سوار و پیدل تیار ہوے آزر گینڈے پر سوار
ہوا تیغہ چوڑا ہاتھ مین لیکر چلا سب کا یہی اِرادہ ہو کہ جاکر قلعے مین گھس پڑین
قلعے کو خوب لوٹین دیگر معشوقان پریچہرہ کو قبضے مین کرین اور آقا کی معشوقہ آقا
سے ملائین مگر نیرنگ بالاے تخت بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آزربت تراش مع لشکر گران آتا ہو نیرنگ نے بھی لشکر تیار کیا بیرون قلعہ
آکر اُترا اُدھر سے آزر آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا آخر آزر کے
ہاتھ سے نیرنگ زخمی ہوا بھاگ کر قلعے مین چھپا آزر نے قلعے کو گھیرا آب و
دانہ بند کیا کہ رسد اندر نہ جانے پاے سب انتظام ہوگیا ایک دن تامل
کرکے آزر نے طبل یورش بجوایا صبح کو کل لشکر کو لیکر سامنے قلعے کے آیا اور

پکار کر آواز دی ای نیرنگ کیون جان دیتا ہی اِس گھروندے کی کیا حقیقت ہی
دم بھر مین مٹا دونگا گنبد اجوبڑ معاؤن تو قلعے مین آکر دم لون ایک عورت کے
واسطے تو ایسا انکار کرتا ہی نیرنگ نے جھلا کر آواز دی کہ او ظالم جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر معشوقہ میرے قبضے مین ہی مجھسے باغی ہو رہی ہی ہائے کیا کہکے سمجھاؤن
کیونکر اُسپر پورے طور سے قبضہ کرون ای آزر مین مجبور و ناچار ہون مین تو
اپنی زندگی مین معشوقہ کو نہ دونگا ہرچند کہ خود مجبور و ناچار ہو رہا ہون مگر امروز
فردا مین ضرور قبضہ کر لونگا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین یہ کیفیت ہی عجب
حالت ہی فراق مین یہ صورت ہی **نظم**

ایسا ویران کسیکا دل ناشاد نہ ہو — کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہ ہو
ہمدمی کون کرے میری جو فریاد نہ ہو — بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہ ہو
لے چلی بلبل شیدا کو لگا کر سوے باغ — بوے گل نام ہی جسکا کوئی صیاد نہ ہو
آئنہ ہی نگہ ناز کی کھوئے گا کجی — عیب جو کون ہی جب سامنے اُستاد نہ ہو
دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون — کہ وہ کمبخت بھی خوگر دہ بیداد نہ ہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا — ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہ ہو
ہم یہ کہکے بناتے ہین اُنھین موجد جور — اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہ ہو
تجھسا ناشاد تو عشاق مین ہوگا نہ جلال — دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہ ہو

نیرنگ تاجدار نے جو یہ اشعار رو رو کر پڑھے آزر نے کہا آپ میرے سپرد
کر دیجیے مین سمجھا لونگا نیرنگ نے کہا ای آزر مین نہ دونگا تمسے مہلت پاؤن
تو انگوٹھی الماس کی لیکر سامنے جاؤن کہونگا کہ اب اپنی جان دیتا ہون آزر
نے یہ سنکر حملہ کیا کہا یارو نیرنگ دیوانہ ہوگیا ہی ابھی جا کر ہوشیار کر دونگا
لاشون سے گلیان بھر دونگا یہ کہکر بلوہ کیا قلعے سے توپین چلنے لگین نصف
میدان طی کیا تھا کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے فریاد کرتے ہوے بھاگے کتنے
تھے ای شہریار آگ برس رہی ہی کیونکہ آگے بڑھین آزر بت تراش یہ کہکر پلٹا

کہ کل اس سے سمجھ لونگا مگر شاہزادہ خاور سپاہ کا حال عرض کرتا ہون کہ برات لیکر آئے
ہین اور مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ یکایک محل مین ہلڑ ہوا ایک خواجہ سرا دوڑا
ہوا آیا کہا اے شہریارہ دُلھن آپ کی بھاگ گئی قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہ لفظ سنکر جھلائے
خواجہ سرا کو قریب بلا کر ایک تمانچہ مارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے سر خواجہ سرا کا اُڑ گیا
کہاریان وغیرہ دور سے کہہ رہی ہین کہ خواجہ سرا سچ کہتا تھا حضور دُلھن کا پتہ ہمکو
نہین ملتا قاسم اپنے مقام سے اُٹھے غصے مین کانپتے ہوئے محل مین آئے کوٹھے
پر آکر دیکھا کہ کمند پڑی ہے یقین ہوا کہ لیجانے والا ادھر ہی سے لیگیا ابرش اسمعیلی
پر سوار ہوئے اُسی نشان پر چلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک کنیز کا لاشہ
پڑا ہے طلاے پر آکر دیکھا کہ ایک خواجہ سرا کا لاشہ پڑا ہے اُن نشانون کو دیکھتے
ہوئے قاسم چلے مگر غصے مین کانپتے ہوئے پلارک پر ہاتھ پڑا ہوا گھوڑا اُڑا ئے ہوئے
جاتے ہین پانچ سات کوس نکلے تھے کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے
متوجہ ہوئے سامنے ایک قلعے کے آکر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال گولونکو
رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ہے قلعہ والے بیقرار ہین قاسم نے ایک سے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے اُس جوان نے کہا ایک معشوقہ دختر بیدارہ کو عیار ہمارے آقا
کا چرا کر لاتا تھا نیرنگ نے اُسکو چھین لیا ہمارے آقا نے آکر قلعہ گھیرا ہے اب
معشوقہ کو نکال لاوینگے یہ سنکر قاسم آگ ہوگیا للکارا کہ او نامرد قلعے پر کہان
جاتا ہے منم شاہزادہ خاور سپاہ سہرہ وغیرہ نوچکر پھینک دیا مقابلہ آذر مین چلے
اُدھر سے آذر پلٹا کہتا ہوا کہ یہ جوان کون ہے کہ مجھ پر غصہ آتا ہے جبر کر پھینکدونگا
یا زیر کرکے اپنا رفیق بناؤنگا قریب آکر نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
آذر نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار کو
چھین کر پھینکدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا آذر نے عرض کی الامان فرمایا امان
بہ شرط ایمان آذر کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا افسران فوج نے آکے
قدمون کو بوسہ دیا قاسم آذر کو مسلمان کرکے طرف قلعے کے پہنچے آواز دی

اے نیرنگ نکل آؤ نیرنگ گھبرایا قاسم نے مرکب اُڑایا خندق کو فراکر قریب
پھاٹک کے پہونچے پھاٹک کو اُکھیڑ لیا اندر قلعے کے گھسے نیرنگ نے آکر مقابلہ
کیا قاسم نے نیرنگ کو بھی زیر کیا یہ بھی بہ صدق دل مسلمان ہوا اِن دونون کو
مسلمان کرکے قاسم نے ساتھ لیا اور آکر ملکہ کو سوار کرایا بہ شوکت تمام چلے
راہ مین جاتے تھے کہ ایک قلعہ ملا اُس قلعے کی مالکہ ملکہ شاخسار جادوگر نہایت
حسین وجمیل تھی قاسم کو دیکھکر مائل ہوئی قاسم کا لشکر اُسی صحرا مین اُترا رات کو
آکر قاسم کو چُرا لیگئی مگر جب اپنی بارگاہ مین لائی قاسم بیہوش ومدہوش تھے
شاخسار نے ہوشیار کیا قاسم نے جو جمال شاخسار دیکھا بیتاب ہوگئے ملکہ
شاخسار نے کہا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے کہا نبیرہ صاحبقران
قاسم نوجوان نام سُنکر شاخسار ہنسی کہا اے شہریار مین تیری ملکہ حمالہ گیسو کشا
خدمت سعد شہریار مین ہی مین امیدوار ہون کہ مجھکو سرفراز فرمائیے قاسم نے کہا
اے شاخسار ایک شرط نہایت سخت ہے ساحرہ کو ہم جب قبول کرتے ہین کہ سحر سے
توبہ کرے جب سحر سے توبہ کروگی تب ہم عقد قبول کرینگے شاخسار نے کہا کہ اے
شہریار اِس زمانے مین آپ طلسم مین آئے ہوئے ہین کنیز سے مطلب نکلے گا
آپ کو مقابلہ جمشید مین لے چلونگی قاسم نے قبول کیا کہ بعد فتح طلسم تمسے عقد
کرونگا اور شاخسار نے بھی عہد کیا کہ مین سحر سے توبہ کرونگی خدا آپ کو بہ شوکت
تمام اِس طلسم سے نکالے شاخسار نے قاسم کو تخت پر بٹھایا خاطر کرنے لگی
صبح کو افسران قاسم بھی آئے آزر بُت تراش کا نام آزر بُت شکن رکھا اور
نیرنگ تاجدار بھی حاضر ہوا ملکہ کو محل مین داخل کیا شاخسار نے پوچھا اے شہریار
اب کیا اِرادہ ہے قاسم نے کہا اِرادہ ہے کہ کوچ کرین شاخسار نے بارہ ہزار
جادوگر ممکن کیے آزر ونیرنگ سپہ سالار ہوئے لشکر کو آراستہ کرکے طرف جمشید کے
چلے دو تین کوس براستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان اِسی طرف آتا ہے سماق چوب گردان

اِس پہلوان کا نام ہی بہ اسے سیر نکلا تھا آمد لشکر دیکھی ایک جوان آفتاب جمال کو بالائے
تخت پایا دو پہلوان سپہ سالار پشت پر کل فوج ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ
فگن عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی کہان سے آتا ہی کہان جائیگا
عیار چھپتا سامنے قاسم کے آیا جلال دیکھکر سلام کیا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہی
ہمارا پہلوان سماق چوب گردان دریافت کرتا ہی قاسم نے کہا جاکر کہدو کہ
نبیرۂ صاحبقران قاسم بن رستم آفتاب ملک خاور یہ سنکر عیار پلٹا سامنے
سماق کے آیا بیان کیا کہ قاسم نبیرۂ صاحبقران بر سر جمشید ثانی جاتے ہین
اِن مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا سماق نے کہا لشکر روک دو
ہم نہ جانے دینگے اِسی صحرا مین قتل کرینگے اِن لوگون نے بڑے جاہ و جلال پیدا
کیے ہین لشکر سماق کا اُتر پڑا قاسم بھی اُسی مقام پر اُترے سماق نے طبل جنگی
بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکر جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین نقارۂ رزمی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
سماق چوب گردان نہایت لحیم و شحیم ہی زور کا اپنے دعوی کرتا ہی اپنے مقام پر
کہا کرتا ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے اِس زمانے مین تو اُن سب کو زیر کرتا
جب صفین جم چکین تو سماق نے گھینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہان ہین
نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین آوین یہ سنکر قاسم نے ابرش اسمعیلی کو
بڑھایا ہر چند کہ شاخسار نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کو
تکلیف پہونچے مجھکو حکم ہو مین اِسکو سمجھا دون قاسم نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین
کہ غیر ساحر سے ساحر کو لڑوائین ہر چند شاخسار نے سمجھایا مگر قاسم نے نہ مانا
مرکب اُڑا کر مقابل سماق مین آئے سماق نے جو دیکھا کہ یہ جوان نحیف و ضعیف
ہی سمجھا کہ طاقت مین بھی کم ہوگا کہا مین آپ سے کشتی لڑونگا قاسم گھوڑے
سے کود پڑے سماق حیران ہی کہ اِس جوان کو کیا دعوی ہی کہ سوال کرتے ہی
گھوڑے سے کود پڑا کشتی پر بھی آمادہ ہی ہڈیان توڑ کے رکھدونگا جھومتا ہوا

گینڈے سے کودا جب ہاتھ سے ہاتھ ملایا قاسم نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے
بھل سامنے آیا بمشکل اپنے کو سنبھالا سنبھلکر لڑنے لگا مگر جب قاسم پکڑلاتے ہین
وہ دو گھڑی رگڑتے ہین جب وہ قاسم کو پکڑ لیجاتا ہو تو قاسم جھپٹ کر نکلجاتے ہین
شام تک اُلجھ اُلجھ کر لڑا شام کو جنگ سے ہاتھ کھینچا کہا اوجوان اب مین کل
مقابلہ کرونگا قاسم نے ہاتھ تھاما کہ مین نہ جانے دونگا بے زیروزبر کیے ہوئے
نہ پلٹونگا سماق کود کر الگ کھڑا ہوا کہا مین رات کو مقابلہ نہین کرتا ہر چند قاسم
نے کہا روشنی کو حکم دو مگر سماق گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا
قاسم ناچار پلٹ کر آئے مگر سماق جو بارگاہ مین آیا اکیلا بیٹھا سوچ رہا ہو کہ
کیا تدبیر کرون عیار اسکا شبگرو جہان پیما آیا اور اُسنے بہت کچھ سمجھایا کہ مین جاکر
قاسم کو پکڑ لاؤن سماق نے کہا اُسکی حفاظت کو دو زبردست پہلوان موجود ہین
اور کوئی ساحرہ بھی اُسکے لشکر مین ہو اسکی کیا تدبیر کرون اگر تم گئے اور گرفتار
کر لائے تو ساحرہ ضرور آئیگی مین سن چکا کہ شاخسار نامے ایک ساحرہ ہو کہ
وہ اس جوان پر عاشق ہو اُسکو کب گوارا ہوگا کہ یہ جوان گرفتا ہو اِس سوچ
مین بیٹھا تھا کہ شنکال جادو نامے اسکی آشنا ہو وہ خبر سنکر آئی کہا او سماق
کس فکر مین ہو تم جاکر آرام کرو مین قاسم کو اُٹھائے لاتی ہون فوراً قتل کرنا
تمھارا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی اور روانہ ہوئی یہان پہر رات گئے تک قاسم بھی
بارگاہ مین رہے شاخسار ساتھ ہو طرف اپنی خوابگاہ کے جاتے ہین کہ
شنکال نے آسمان سے دیکھا تڑپ کر گری قاسم کو اُٹھا لیگئی شاخسار نے جو
دیکھا کہ کوئی ساحرہ قاسم کو لیے جاتی ہو تعاقب مین چلی مگر شنکال نے بلند ہو کر
جو جمال قاسم دیکھا جی مین کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسے جوان کو قتل کراؤن
اپنے ملک مین لے چلون اسکو اپنی صحبت مین رکھون اسکی صورت ایسی ہو کہ
سیاہ فام ضعیف سر ہلتا ہوا نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت طرف اپنے قلعے
کے چلی راہ مین ایک کوہ ملا کہ کوہ سبز دار اُسکا نام ہو اُس پہاڑ پر آکر ٹھہری

بیتاب و بیقرار ہو رہی ہی کہ کیونکر اِس جوان سے وصل حاصل کرون اور کیونکر امید دلی پوری ہو قاسم کو ہوشیار کیا مگر ہاتھ پانؤن قاسم کے سحر سے بیکار کر دیے ہین قاسم کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا دیکھا کہ ایک ساحرہ سامنے کھڑی ہی اور سوال وصل کر رہی ہی مگر نحیف وضعیف سر ہل رہا ہی بلائین لیتی ہی کہتی جاتی ہی کہ میری جان تجھپر نثار ہی میرا وصل قبول کر قاسم نے کہا او ساحرن ثانی ظلم و بدعت کی بانی اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہی کہ تجھپر توجہ کرون پھر خیال ہوا کہ اسکے ساتھ لگاؤ کرو و دام مکر مین پھنساؤ کہا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ شنکال جادو میرا نام ہی اور مین آوارہ نہین ہون مدت دراز گذری کہ سماق سے رسم محبت ہی اور کسی سے نگاہ نہین لڑی قاسم نے کہا مین بھی چاہتا ہون کہ مجھسے اور تجھسے وصل رہے شنکال خوش ہو گئی چاہتی ہی کہ قاسم کو رہا کرے کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ شاخسار جادو آکر پہونچین آتے ہی آواز دی کہ او لکاتا اِس آفتاب عالمتاب سے تجھکو کیا کام ہی شنکال نے کہا یہ میرا معشوق عاشق خصال ہی اور تو کون ہی شاخسار نے کہا مین تیری ملک الموت ہون اپنی خیر منا اور چلی جا سحر مین مجھسے سامنا نہ کرنا ورنہ تنکے چنوا دونگی مگر شنکال کو بھی اپنے سحر پر دعویٰ ہی اِسنے گولہ نکالکر مارا شاخسار نے کچھ غنچہ ہاے گل جھولی سے نکالے اور پھینک مارے شنکال ناچنے لگی بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی قاسم کے دل کو لُبھانے لگی نظم

اِس اپنے بھید کو کب راز دار پاتے ہین	کہین ہی درد نہان ہم کہین بتاتے ہین
یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین	تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین
نہ جائیگی کبھی اُسکی تڑپ نہ جائے گی	ہمارے دل کو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین
جگر مین سینے مین پہلو مین دل مین او سفاک	کہان کہان ترے اِک تیر کو چھپاتے ہین
غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا	وہ نیچی نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین
لگے نہ خندۂ دندان نما کو تا کہ نظر	نقاب ڈال کے چہرے پہ مُسکراتے ہین

وہ سوتے رہا ہو دباتے ہین پانوٗن ہم شب وصل
پکارتے نہین فتنون کو یون جگاتے ہین

خود انگورا ہین ہین معلوم دل مین آنکی
وہ راستہ نہین چلتے جو ہم بتاتے ہین

نہ رہنے دیگا فلک مرکے بھی گلی مین تری
کہ اپنی خاک کے کچھ پانوٗن اُٹھے جاتے ہین

گلہ ہو اس دل بے اختیار سے اتنا
خبر تو کر کہ کسی بے خبر کو لاتے ہین

جلال آنکھ سے آنسو نہین نکلتے جواب
جگر کا خون کیا ہی اُسے چھپاتے ہین

شنکال گاتے گاتے ایسی مبہوت ہوئی کہ قاسم کے سامنے آکے تھرکنے لگی شاخسار نے کہا اے شنکال خالی کیا بتاتی ہو تو یہ نیچہ لو جانبازی دکھاؤ شنکال نے نیچہ لیا شاخسار نے اشارہ کیا شنکال نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا شاخسار نے کمر مین قاسم کی پنجہ دیا ہر چند کہ انکو ناگوار ہوا کہا اے شاخسار مین چلا جاؤنگا مگر شاخسار نے نہ مانا لیکر بلند ہوئی ہوا پر اُڑتی ہوئی چلی کہ سامنے سے برق چمکی شنکال کی بہن نہنکال اپنے قصر مین بیٹھی تھی اُسکے پاس موتیون کا مالا تھا اُس مین ایک موتی پڑا تھا کہ جس سے موت و حیات شنکال کی معلوم ہوتی تھی جب وہ موتی ٹوٹا تو نہنکال گھبرا کر اپنے قصر سے نکلی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی چلی آتی ہی کہ شاخسار نے جو نہنکال کو دیکھا کہا اے شہریار وہ جو ساحرہ مر گئی اُسکی بہن آتی ہو دیکھیے کیا فساد برپا کرے یہ کہکر شاخسار نے سحر کیا کہ ایک حباب شیشے کا پیدا ہوا اُس مین قاسم کو بند کر کے چھوڑ دیا مگر نہنکال نے پکار کر پوچھا بوا شاخسار کہانسے آتی ہو شاخسار نے کہا شنکال نے ہمکو بڑا صدمہ دیا اُس سے مقابلہ پڑا ایسی وہ بد جو اس تھی کہ اپنا گلا آپ کاٹ لیا ابھی میرے سامنے تڑپ کر جان دی نہنکال نے کہا اے شاخسار حباب شیشے مین کسے بند کیا ہو شاخسار نے کہا اے نہنکال اس جوان پر نگاہ نہ ڈالو اسی کی وجہ سے شنکال نے جان دی نہنکال کو بہت ناگوار ہوا گولہ نکالکر حباب پر مارا حباب پھٹا قریب تھا کہ قاسم گرین شاخسار نے پنجہ ہاے فولادی پیدا کیے اُن پنجون نے قاسم کو روکا اور

بنجہ کھینچکر مہنکال پر جا پڑی آپس مین نیچہ چلنے لگا اب شاخسار جنگ مہنکال مین
ایسی مصروف ہو کہ قاسم پر توجہ نہین کرتی سنہری پنجے جو پیدا ہوے تھے اُنھون نے
قاسم کو روک کر پھر حباب مین بند کیا پنجے دستگیری کر کے روانہ ہو گئے قاسم اُسی
طرح اُس حباب مین بیٹھے ہین حباب اُلٹ پلٹ ہو رہا ہو شاخسار دمبدم سحر کرتی
ہو مگر مہنکال دفع کر دیتی ہو دونون مین سحر چل رہا ہو ایک نے آگ برسادی اور
دوسری نے پانی برسایا ایک بلند ہوئی تو ایک پیچھے آئی بلا کے سحر ہو رہے ہین
لڑتے لڑتے جو شاخسار پلٹی دیکھا کہ وہ حباب غائب ہو گیا ابتو شاخسار بہت
گھبرائی حیران تھی کہ انکو کون لیگیا جھلا کر کارد سحر نکالی خون اپنا ڈالکر وہ کارد
کھینچ ماری مہنکال کے سینے کو توڑ کر پار گذر گئی اور قاسم پر یہ سانحہ گذرا ہو کہ
سیماے ابر سوار اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے آسمان سے دیکھا کہ دو جادوگرنیان
لڑ رہی ہین اور حباب شیشے مین ایک جوان صف شکن تیغ زن غنچہ دہن سیمتن
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری مجبور و ناچار
بیٹھا ہو جمال قاسم کا دیکھکر بدحواس ہوئی پسینے پسینے ہو گئی تڑپ کر گری حباب
کو اُٹھا کر لے گئی مگر شاخسار جب آگاہ ہوئی کہ قاسم کو کوئی لے گیا مہنکال
کو تو مارا لاشہ اُسکا زمین پر گرا مگر شاخسار حیران و پریشان کہ شاہزادے کو
کون لے گیا مجھے بڑا داغ دے گیا مگر دیکھا کہ ایک طرف برق چمکتی ہوئی جاتی
ہو اُسی طرف چلی ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ وہ حباب ٹوٹا پڑا ہو یہ دیکھکر اور زیادہ
پریشان ہوئی جی مین کہتی ہو کہ کون ایسا ظالم تھا کہ میرے معشوق کو لے گیا
مین نے حباب مین بند کیا تھا وہ اُس حباب کو یہان ڈال گیا یہ سوچتی ہوئی چلی
مگر سیماے ابر سوار جو قاسم کو لیکر چلی اپنے قصر مین آئی کنیزون کو اشارہ کیا
کنیزین آکر جمع ہوئین ارادہ ہو سیما کا کہ قاسم کو ہوشیار کرون کہ آسمان پر برق
چمکی جیسے ہی ایک ساحرہ کو آتے ہوے دیکھا سیما نے قاسم کو چھپا دیا شاخسار
نے آتے ہی بغصہ کہا کہ کیون بوا تم قاسم کو لائین سیما نے کہا کہ مین نے یہ نام

بھی کبھی نہین سنا مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو شاخسارہ حیران ہو کہ اب کیا کرون ایک کنیز سامنے کھڑی تھی اُس سے جو آنکھ ملائی اُسنے اشارہ کیا کہ فلان کوٹھری مین قاسم کو بند کیا ہو شاخسارہ اُدھر چلی سیما نے کہا اے ملکۂ عالم اُدھر کہان جاتی ہو اُس کوٹھری مین مارِان سحر بند ہین شاخسارہ نے کہا مارِان سحر میرا کیا کرینگے سب کو جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر چاہا کوٹھری کھولون کہ سیما نے سحر کیا کہ اندر سے کوٹھری کے ایک مارِ سیاہ رینگتا ہوا نکلا اُسنے چاہا شاخسارہ پہ حملہ کرے شاخسارہ نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر ڈالدی کہ وہ مارِ سیاہ جلگیا جلتے ہی مارِ سیاہ کے شاخسارہ اندر کوٹھری کے گئی دیکھا مکان روشن ہو رہا ہو خیال کر کے دیکھا کہ قاسم ایک گوشے مین پڑے ہین شاخسارہ نے چاہا اُٹھالون لیکن سیما نے سحر کیا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو پیدا ہوا اُسنے للکار کر آواز دی کہ او شاخسارہ کیون دیوانی ہوئی ہو ہٹجا ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکر چنگل مارا چاہا شاخسارہ کو کھا جاوٴن شاخسارہ نے گولہ نکالکر مارا کہ دیو کے سینے کو توڑ کر پار گذرا دیو کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا اب شاخسارہ کو کچھ معلوم نہین ہوتا ہر طرف ٹٹولتی پھرتی ہو سیما نے کہا اے شاخسارہ مین اِس جوان کو نہ دونگی شاخسارہ نے کہا مین ابھی لیجاؤنگی آپس مین تکرار ہونے لگی سیما نے بال نوچکر سحر کیا صدہا مارانِ سیاہ شاخسارہ پر چلے شاخسارہ نے ایک طاؤس سحر نکال کر چھوڑا کہ وہ طاؤس کل مارانِ سیاہ کو نگل گیا چند سحر آپس مین ہوے آخر شاخسارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ رقص و سرود کی آواز آئی آواز سنکر سیما چہار جانب دیکھنے لگی دیکھا ایک شجر سے آواز آتی ہو پتّے مثل ساز بج رہے ہین جب ہلتے ہین تو زنگ کی آواز آتی ہو شاخون سے سارنگی کی آواز نکلتی ہو نخل سے کوئی یہ اشعار آبدار بصد سوز و گداز گا رہا ہو

نظم

وہ کھینچے تیغ جھکاے ہوے ہین ہم گردن
یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن

یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہو خم گردن
اُڑا دے تجھکو سر یار کی قسم گردن

گلے سے چھوٹ جو نکلا ہی تیرے پان کا رنگ
شراب سرخ کی ہی ساقیا قلم گردن

فراق یار مین مانع ہی میکشی سے مجھے
کچھ آج ہلتی ہی مینا کی دمبدم گردن

نکال لونگا بس قتل حسرتِ پابوس
کبھی نہ چھوڑے گی کٹکر ترے قدم گردن

قریب جس رگ گردن سے آپ ہی قاتل
ستم ہی ہو وہ نہ خنجر ستم گردن

حریم کوچۂ جانان ہی سجدہ گاہ بتان
یہان جھکا کے اُٹھاتے نہین صنم گردن

اُٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کبھی اُٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن

لکھا تھا خط اُسے تھی سرنوشت کی نہ خبر
کہ نامہ بر ہی کی ہو جاے گی قلم گردن

ہم اُنکو وصل مین شرمندہ کرکے خود ہین خجل
جُھکی ہین اُسطرف آنکھین اِدھر ہی خم گردن

اُبھار ہی ترے سینے کا کسقدر سرکش
بہت اُٹھاے نہ یہ بانی ستم گردن

حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکاے جلال
فلک کو دیکھ رہے ہین اُٹھاے ہم گردن

یہ اشعار سُنکر سیما کا چہرہ سرخ ہو گیا شاخسار نے پکار کر کہا بی بی کیون مکدر کھڑی ہو کیون سر جھکاے ہو اُس شاہزادے کی قید کہان ہی سیما نے کہا مین ابھی قیدی کو لاتی ہون یہ کہکر گئی قاسم کو لائی کہا لیجیے یہ قیدی حاضر ہی اور قاسم سے کہا آپ کی عاشق نے مجھکو بہت تنگ کیا اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ رہون قاسم نے کہا اگر اطاعت اسلام کرو تو میرے ساتھ چلو مین مطیع اسلام کا خود عاشق ہون سیما ابر سوار یہ سُنکر خوش ہو گئی بصدق دل مطیع ہوئی غرض بارہ ہزار جادوگرنیون کو لیکر یہ بھی ہمراہ ہوئی قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے شاخسار جادو داہنی جانب رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بائین جانب سیما قاسم دونون جانب دیکھتے ہین ایک آفتاب دوسری ماہتاب چہرے اُنکے چمک رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج جرار سیما کو جو ساتھ قاسم کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون اے جان جہان یہ کیا معرکہ ہی تم مجھسے کیا کہکر آئی تھین اور یہ کیا ہی اب مجھے تو بڑا ملال ہی سحر نہ کرو تو مین مقابلہ کرون قاسم نے مرکب بڑھایا مقابل ابلق سوار

ہین ائے اُسنے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ توڑ ڈالا آخر تلوار چلی دو چار وار رد وقدح
ہوے تھے کہ قاسم نے کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے
ہوے مگر سماق چوب گردان اپنے مقام پہ اُترا ہوا تھا اِسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ شنکال جادو قاسم کے ہاتھ سے ماری گئی اور بی سیما شریک قاسم
ہو گئین ابلق سوار مقابلے ہین آیا تھا بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے
یہ خبر سُنکر سماق گھبرایا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ نکل چلیے
ایسا نہ ہو کہ قاسم آجاوین یہ صلاح کر کے سماق چوب گردان سوار ہوا
سارے لشکر کو ساتھ لیکر چلا کوئی چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ زنجیرون کی آواز
کان ہین آئی دیکھا مہلال دیوانہ مع بارہ ہزار دیوالون کے آتا ہو سماق نے
جو مہلال کو دیکھا خوش ہو گیا مہلال نے کہا او سماق کہان سے آتے ہو
سماق نے کہا ہین بہ اسے مقابلہ قاسم گیا تھا ناچار ہو کر چلا آیا اگر نہ چلا آتا
تو اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مہلال نے کہا او سماق کیون گھبراتے ہو ہین اِسی
فکر ہین چلا ہون کہ جا کر اُس جوان کو پست کرون کئی قلعے قبضے ہین کر چکا سیما
ایسی ساحرہ شریک ہوئی پھر مہلال نے کہا تم ہیرے ساتھ رہو سر میدان ہین
چیر پھاڑ کر اُسکو کھا جاؤنگا مسلمان کا گوشت میٹھا ہوتا ہو وہ شکستِ فاش
دون کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بہر نوع سماق مہلال کے ساتھ ہوا یہان قاسم
لشکر ہین آئے ہین سب خوشیان کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ☆ گل سرخ تابد چو روشن
چراغ ☆ نگین سعادت بنام تو باد ☆ ہمہ کار عالم بکام تو باد ☆ شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سماق چوب گردان جو بھاگا تھا مہلال
دیوانہ کو ساتھ لیکر آیا ہو مقابلے ہین حضور کے اُترا ہو تمام دیوانے غل مچاتے
ہین جنگل ہین دوڑتے پھرتے ہین قاسم باہر نکلے دیکھا سماق چوب گردان
نہایت تکلف سے انتظام کر رہا ہو دیوالون کو اُتار رہا ہو مہلال دیوانہ ہر قرتب

چوبدست کو تولتا ہی اور کہتا ہی کہ وہ جوان کہان ہی جو میرے مقابلے مین آئے
تو حال معلوم ہو قاسم کو یہ سنکر تاب نہ آئی چہل میدان مین آئے پکار کے
آواز دی کہ ای مہلال دیوانے مین خود تیرا مشتاق ہون اُس چوبدست کا مین
خواہان ہون کہ جو تیرے ہاتھ مین ہی مہلال یہ نعرہ سنکر دوڑ پڑا سامنے قاسم کے
آیا ہاتھ چوبدست کا مارا قاسم نے چوبدست کو تھام لیا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ
کے قبضے سے چوبدست نکل گئی دیوانے نے شرما کر چوبدست کو چھوڑ دیا کہا
ای جوان مین نے اپنا حربہ تجھکو دیا قاسم نے وہی چوبدست گھما کر مہلال کے
سر پہ لگائی مہلال تو عادی تھا چوبدست پکڑ کر لپٹ پڑا ایک چنگل مارا کہ زرہ
نوچ لے گیا قاسم کے بدن سے خون بہنے لگا قاسم کو جو غصہ آیا ایک تھپڑ مارا
کہ چہرہ دیوانے کا سرخ ہو گیا گال سہلانے لگا قاسم لپٹ پڑے دیوانے نے
شانے پہ قاسم کے چکٹ ماری بوٹی نوچ لے گیا قاسم نے دوسرا طمانچہ مارا کہ
منھ سے دیوانے کے بوٹی نکل پڑی اور کاٹنا موقوف کیا اب قاسم سے کشتی
ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہر بھر کی کشتی مین قاسم نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے کہا ذرا خود تو سر سے ہٹائیے قاسم نے جو خود سر سے
ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے خواب دیکھا تھا کہ
ایک بزرگ عالم رویا مین تشریف لائے آنکی زلف خلیلی کا پتہ دیگئے تھے
مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اپنے ساتھ کے دیوالون کو آواز دی کہ
آکر قدمبوسی کرو سماق نے دیکھا سب دیوانے چلے حیران ہو گیا ہر چند کہ
چاہتا ہی روکون مگر کوئی دیوانہ نہین رکتا سماق گھبرا کر سوار ہوا اپنا لشکر
لیکر بھاگا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن قضاے کار بدیع الزمان لشکر
سعد سے جدا ہو کر براے شکار آئے اُس لشکر کو دیکھکر جا پڑے اور اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم کشم آسمان بر زمین

ز تیغم بسے ملک اسلام شد		کہ سر فتنہ باختر نام شد	
ہمہ برج خوبی شہ انجمن		بدیع الزمان گرد لشکر شکن	

تلوار چلنے لگی بدیع الزمان کے ہاتھ سے کئی افسر مارے گئے بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب سماق پہونچے سماق نے جب بدیع الزمان کو دیکھا جلال و
جلال دیکھکر تھرا گیا کہا اے شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بدیع الزمان نے
سماق کو مسلمان کیا ان بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلے اب منظور ہوا
کہ سعد کے لشکر مین نہ جاؤن بدیع الزمان کا قصد ہے کہ اپنے کو مقابلہ جمشید
مین پہونچاؤن لوگون نے عرض کی کہ حضور بدون رسائی طلسم کشا ہرگز راستہ
نہ کھلیگا بدیع الزمان نے کچھ نہ مانا اور کوچ کر کے چلے مگر قاسم نوجوان جو
دیوانے کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانہ دمبدم بگڑ جاتا ہے قاسم اُسکو تنبیہ
کرتے ہین تب دیوانہ اطاعت کرتا ہے ذرا سی کوئی بات ہوئی اور دیوانے
نے چوبدست ماردی قاسم عادی ہو گئے ہین چوبدست چھین لی اور دے مارا
جہان چھاتی پر سوار ہو کر خنجر کھینچا دیوانہ منت کر کے اپنے کو بچا لیتا ہے قاسم نے
شمار لشکر کیا بیدار تاجدار و نیرنگ تاجدار افسر غیر ساحران ہین ملکہ سیما
وشاخسار افسر جادوگران کی اس دھوم سے لشکر لیکر چلے جاتے ہین کہ
سب سے قبل پہونچون قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ بالائے کوہ ایک قلعہ
ہے شلنگ صحرا نشین اُس قلعے کا حاکم ہے قلعے مین اپنے بیٹھا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لشکر گران اُتر رہا ہے
عیار اُسکا مزیل تیز رو کہ سامنے حاضر تھا حکم دیا کہ اے مزیل دریافت تو کرو
کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کون ایسا سرکش ہے کہ ہماری علمداری مین آکر اُترا نام
ہمارا انہین سنا بلکہ حاکم لشکر کے پاس جانا اور کہنا کہ یہ مقام شلنگ صحرا نشین
کا ہے اور تمنے بلا اجازت لشکر اُتارا ہے بس بہتر اسی مین ہے کہ لشکر اپنا فوراً یہانسے
اُٹھا لے جاؤ عیار چلا لشکر قاسم مین آکر دیکھا کہ جوانان صف شکن تیغ زن

بجا بجا اُترے رہے ہین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین ایک سے اُسنے پوچھا کہ افسر اعلیٰ کون
صاحب ہین قاسم در بارگاہ پر کھڑے ٹہل رہے ہین اُس شخص نے اشارہ کیا کہ ہمارے
افسر اعلیٰ یہ ہین عیار ادب سے سامنے قاسم کے آیا جاہ و جلال دیکھکر برائے تسلیم
خم ہوا ہاتھہ باندھے سامنے کھڑا ہی کچھہ مُنھہ سے نہین نکلتا قاسم نے پوچھا اے عیار
طرار کیا کچھہ پیغام لایا ہی جو بیان کرتا ہو وہ بیان کر عیار نے کہا افسر ہمارا منع کرتا ہی کہ
ہماری سرحد مین نہ اُترئیے قاسم نے کہا شلنگ سے کہدینا کہ ہم تمھارے مقابلے
کے مشتاق ہین یہ خبر سُنکر وہ بھاگا سامنے شلنگ کے آیا بیان کیا کہ وہ جوان کہتا
ہی کہ ہم تو مقابلۂ شلنگ کے مشتاق ہین شلنگ نے ایک چیخ ماری کئی ہی افسر
ساٹھہ ہزار جوان جمع ہو گئے فوج کو دیکھکر حکم کیا کہ پہاڑ سے اُترو اِس جوان کو
گھیر لو ایسا نہو کہ یہ جوان نکلجائے قدرت نے فرمایا ہی کہ جو اِس جوان کو گرفتار
کریگا اُسکو اپنا نائب کرونگا یارو تمکو بڑے مرتبے ملین گے افسران فوج سبکو
ساتھہ لیکر اُترے مقابلۂ لشکر قاسم مین آئے قاسم نے بھی اپنے لشکر کو درست
کیا قریب شام شلنگ بھی کوہ سے اُترا لشکر مین اپنے داخل ہوا حکم دیا کہ فوراً
طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی گرگڑایا تیاریان ہونے لگین
دوسرے دن صبح کو کہ آفتاب عالمتاب نے جلوہ اپنا دکھلایا میدان چرخ زبرجد
مین آیا تمام میدان روشن ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
آوازین دینا شروع کین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید ہر روز
جنگ است جنگ باید کرد ہلہ کوشش نام و ننگ باید کرد ہلہ جوانان صف شکن
آواز دیتے ہین بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ہلہ آن منم کاندر میان
خاک و خون بینی سرے ہلہ ہر طرف ہنگامہ ہی شلنگ نے جب دیکھا کہ نقیب
نقابت کر چکے تو گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ اے جوانان صف
شکن و بہادران تیغ زن جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکلکر مجھسے مقابلہ کرے
سردارون نے قصد کیا تھا مگر قاسم نے سب کو روکا ابرش اسمعیلی بڑھایا

مقابل شلنگ ہین آئے شلنگ نے جو جمال جہان آرا دیکھا محو دیدار ہو گیا مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان ہوا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہی قاسم نے فرمایا ذکر سنا ہوگا کہ فرد آفتاب مشرق دین پرور ہی شہسوار لال پوش خاور ہی ہم نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان ہم لوگ اس لیے نازم ہوتے ہین کہ بادشاہ کو تکلیف کم ہو شلنگ نے کہا اے جوان تمھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی اگر میرا حربہ چل گیا تو پھر پچھتاؤ گے قاسم نے جواب دیا کہ ہین انکی حربے کا مشتاق ہون کہ جو حربہ سنا دیتا ہو یہ سنکر شلنگ نے گینڈا اچھالا نیزے کو گردش دیتا ہوا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور پکار کر آواز دی یہ وار تو ہمنے تمھارا روک لیا اب دوسر وار کے مشتاق ہین شلنگ نے پھر نیزہ مارا قاسم نے ایکے مرتبہ سنان سے بچکر نیزہ شلنگ کا ہوائی کیا جب شلنگ کا نیزہ نکلگیا تو شلنگ بہت متعجب ہوا کہا اے شہریار میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہو جائے اگر آپ غالب آوینگے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آؤن تو آپ میری اطاعت کرین قاسم گھوڑے سے کود پڑے اُدھر سے شلنگ کود اقاسم اور شلنگ سے کشتی ہونے لگی مگر شلنگ عاجز ہو رہا ہی جہان پر شلنگ پکڑ لاتا ہی قاسم تڑپ کر نکلجاتے ہین قضائے کار دختر شلنگ سحر النسا مع میمونۂ نازک اندام بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ قاسم نے شلنگ کو عاجز کر دیا ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو حقیقت مین باپ میرے کمال کر رہے ہین کہ جو اس جوان سے لڑتے ہین الیسا نہ ہو کہ کولہ وغیرہ اتر جائے دیکھو قاسم نے پیچ باندھا مگر والد نے توڑ کیا کنیزین کہہ رہی ہین کہ حضور شلنگ زیر کرینگے میمونہ کہتی ہی صاحبو ذرا خیال کرکے دیکھو کہ کس طرح باتو روک رہے ہین حقیقت مین یہ جوان کل علوم مین فایق ہی جب تو سب مسلمان بلوہ کرکے آئے ہین کل اقلیم مین مقابلے پڑ رہے ہین وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے قائم

ر بلکر لے دوڑے شلنگ چاہتا ہو نہ ہٹون پانوُن ایک مقام پر گاڑ دیے قاسم نے
جو ہکہ مارا کولہ شلنگ کا اُتر گیا بیہوش ہو کر کاندھے پہ سر رکھدیا قاسم نے اپنے
ہاتھون پر روکا پکارکر آواز دی کہ یارو اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ جب
کولہ اسکا بیٹھے گا تب آکر لڑیگا افسر لشکر شلنگ کا سالار زرد پیشانی دوڑ پڑا
شلنگ کو آکر ہاتھ سے قاسم کے لیا لیکر ہوا دار پہ سوار کیا مگر شلنگ نے
آنکھ کھولدی درد سے کراہ رہا ہو کہا ای شہریار مین آپ سے زیر ہوا اب آپ سے
مقابلہ نکرونگا آیندہ آپ کو اختیار رہی مین بہر نوع تابعدار ہون آپ میرے
قلعے مین تشریف لے چلیے سب کو مسلمان کیجیے لیکن بہ مکر مطیع ہوا قاسم نوجوان
بھی شلنگ کے ساتھ ہوے بالاے کوہ آکر مقام صدر پر بیٹھے سالار بھی
کلمہ پڑھکر بہ مکر مسلمان ہوا مگر شلنگ سے جھک جھک کر کچھ کہ رہا ہو قاسم نے جو سُنا
تو سالار کہتا ہو کہ ای شہنشاہ اب وعدہ وفا کیجیے شلنگ نے جواب دیا اگر
میرا اختیار ہوگا تو مین ضرور شادی میمونہ کی تیرے ساتھ کرونگا مگر مجھکو کچھ اور
رنگ معلوم ہوتا ہو کل شب کو میمونہ قاسم کی تعریفین کر رہی تھی سالار نے
کہا مین آپ کے لشکر کا افسر ہون فساد برپا کرونگا شلنگ خاموش ہو رہا اُدھر
میمونہ نے دیکھا کہ باپ میرے قاسم کو ساتھ لائے بالاے کوہ پہونچے اب
شلنگ نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا اُس مین بیہوشی ملائی سامنے قاسم کے لایا
کہا ای شہریار یہ جام اصلاح ہو چاہتا ہون کہ میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے
کہ سب اہل قلعہ جان جاوین کہ شلنگ نے اطاعت قبول کی قاسم نوجوان
نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوے شلنگ نے آواز دی
کہ آہنگرون کو بلاؤ قاسم کو مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجدیا مگر میمونہ یہ
سب معرکہ دیکھ رہی ہو کہ قاسم کو مکر سے قید کر لیا قید خانے مین بھیجا میمونہ بیقرار
ہو گئی کہتی تھی صاحبو والد نامدار نے بہت بُرا کیا حقیقت مین ایسا جوان صاف
باطن اُسکو یون دھوکا دیا یہ مناسب نہ تھا کنیزون نے عرض کی آپ رات کو

قید خانے مین چلیے گا قید سے رہا کر دیجیے گا تب مطلب حاصل ہو جائیگا میمونہ نے
کہا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہی ۔۔۔ تو یاد اے دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی
خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہی ۔۔۔ سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی
فراق یار مین اسقدر جو دل کو بیقراری ہی ۔۔۔ مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی
سلیمان پیش رو ہین اور جلو مین خضر و عیسی ہین ۔۔۔ شہ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہی
جو رہبر ہو وہین وہ سودائی ہین اس صحرا و حشت مین ۔۔۔ نہ تنہا قیس ہی اس دشت سے دیوانہ آتا ہی
نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہدینا ۔۔۔ کہ آگے اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی
بہا دیتی ہی آنسو شمع جلکر آتش غم سے ۔۔۔ اسے جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہی
حرم کی راہ ہی معلوم رعنا کو پرا ے زاہد ۔۔۔ خیال خدمت دیرینۂ بتخانہ آتا ہی

کنیزین خاموش ہو رہین سمجھین میمونہ کو جوش و خروش ہی یہ کسیکا کہنا نہ مانے گی
وہی ہوا کہ دن تو تڑپ تڑپ کے کٹا شام کو میمونہ نے خنجر ہاتھ مین لیا کہا ہمارا
ساتھ کون دیتا ہی چند کنیزین اٹھین میمونہ کو ساتھ لیکر نقب کھودنے لگین دوپہر
مین نقب کُھد چکی قید خانے مین آکر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین مگر کچھ اشعار
پڑھ رہے ہین جیسے کوئی کسی کی یاد مین ہوتا ہی میمونہ سمجھی کہ یہ اپنی معشوقون کو
یاد کرتے ہونگے مہرہ نقب کا توڑ کر سامنے آئی قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک معشوقہ ہی
پری چہرہ نہایت کمسن بقول قمر نظم

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر ۔۔۔ ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
اسکے گیسو یون پیچ کھاتے تھے ۔۔۔ سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
چشم مستانہ وار حد سے سوا ۔۔۔ لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا
قاتل خلق کافر پُرفن ۔۔۔ تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
طاق ابرو کا مرتبہ ہی سوا ۔۔۔ جنکی مشتاق ہوئے خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر ۔۔۔ زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر

یہی کہتے ہین بعض نکتہ بین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پرنور
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ یان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر
وہ گلا بار کا صراحی دار
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
اُبھری اُبھری وہ گات تھی اُبھر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
دل عاشق نے بیقراری کی
ہاتھ اور پانون تھرتھرانے لگے

ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
رنگ گل جیسے ہو گئے کافور
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے
ہی یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
صاف شفاف مثل سینۂ حور
قبۂ نور جنکو سمجھے بشر
تو لگالے وہ اپنے سینے سے
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
ہاتھ ملنا تھا اپنا در رحنا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
پیاری پیاری رہی وہ بانکی ادا
شعلۂ غم نے آگ بھڑکائی
اشک آنکھون مین بھر بھر آنے لگے

قاسم نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہین اور کیون تشریف لائی ہین میمونہ نے جواب دیا ای شہریار جسوقت سے مین نے آپ کو دیکھا کہ شلنگ نے قید کر لیا اِسقدر دل بیقرار ہوا کہ آخر نقب کھودکر آئی ابھی شب باقی ہی نکل چلیے قاسم نے قید توڑ ڈالی میمونہ نے کنیزون سے کہا گھوڑا لاؤ کنیزین گھوڑا جاکر لائین قاسم نکلکر سوار ہوے میمونہ مادیان پر طرف صحرا کے چلے صبح شلنگ کو

خبر ہوئی کہ میمونہ قاسم کو لیکر بھاگ گئی سالار زرد پیشانی یہ خبر سُنکر بہت
جھلایا کہا کیون اے شہنشاہ آپ نے میرے ساتھہ نہ شادی کر دی آخر یہ انجام
ہوا فوج مجھکو ملے مین جا کر اُنکو پکڑ لاؤن شلنگ نے کہا فوج موجود ہے لیجاؤ
مگر وہ جوان ایسا نہین ہے کہ جسکو گرفتار کر لاؤگے سالار نے کہا اِسقدر فوج میرے
ساتھہ ہوگی وہ جوان کیا کریگا آخر گرفتار ہو جائیگا مین گرفتار کر کے لاتا ہون
بارہ ہزار فوج لیکر سالار زرد پیشانی چلا اُدھر قاسم اور میمونہ جاتے ہین
چند کنیزین ساتھہ ہین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے جاتی ہے کہ صحرا سے
گرد اُڑی افہام تاجدار کہ دس ہزار فوج سے آتا تھا دور سے اِسکی نگاہ پڑی
دیکھا ایک نقابدار اور چند عورتین جاتی ہین میمونہ نے جو آواز اُسکی سُنی
گھوڑی کو پیچھے ہٹایا گھوڑی نے جو بدلگامی کی نقاب چہرے سے ہٹی افہام
کی جو نگاہ پڑی عاشق ہو گیا پُکار کر کہا اے نقابدار ذرا اِسطرف آ مین بہت
بیقرار ہون قاسم نے نعرہ کیا کہ او بے ادب کیا بکتا ہے یہ ہمارے قبضے مین ہے
خبردار اِسکی جانب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا فوج کو اِشارہ کیا کہ نقابدار کو
گرفتار کر لاؤ اِس جوان کا سر کاٹ لاؤ کہ ہمارے حکم سے اِنکار کرتا ہے کل فوج
لینا لینا کہکر چلی قاسم نعرہ کر کے جا پڑے فوج کو درہم و برہم کر دیا ملکہ الگ سے
تیر مار رہی ہین جسکو دیکھا قریب قاسم کے آیا اُسکو تیر مار دیا تیر ملکہ کا خطا نہین
کرتا بند نقاب درست کر لیے ہین افہام تاجدار نے جو دیکھا کہ یہ جوان گرفتار
نہین ہوتا گھوڑا اپنا بڑھایا چاہا مقابلۂ قاسم مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی
سالار زرد پیشانی مع فوج کے آگیا اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار
سے جنگ ہو رہی ہے وہین سے نعرہ کر کے آپڑا قاسم نے جو دیکھا کہ سالار
بھی آپڑا گھوڑے کو بڑھایا جنگ رُستمانہ کرتے ہوئے قریب سالار کے
پہونچے فوج سالار نے اِسقدر کوشش کی کہ قاسم کو قریب سالار کے نہ جانے
دیا چہار جانب سے نیزے و تیر مار رہے ہین کئی تیر قاسم کے جسم پر پڑے تیر

کھا کر قاسم کو غصہ آیا پاڑک کو جنبش دی گھوڑا اُڑا ایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے
قریب سالار کے پہونچے سالار زرد پیشانی کہ جھلایا ہوا اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے کلائی تھام لی کمر زنجیر بین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا افہام نے جو دور سے دیکھا
کہ وہ سپہ سالار پکڑا گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے جو پلٹ کر ہاتھ مارا تو
افہام تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر افہام کو سالار کو ہاتھون پر تولکر
طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت ہاتھ مار دیا چور رنگ ہوائی قلم کیا دونون
افسر جو مارے گئے فوجون بین صدا اے الامان بلند ہوئی قاسم نے ہاتھ روکا
سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم نے سب کو مسلمان کیا دونون لشکر شریک
ہوے مگر چند کس بھاگ کر پاس شلنگ کے پہونچے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر
شلنگ نے کہا آخر کہان جاوینگے خیر اپنے مقام پر اُترو مگر قاسم اُس لشکر کو لیکے
چلے اور میمونہ بھی ہمراہ ہو کر دیکھا ایک طرف سے ایک پہلوان گینڈے پر سوار
بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر بہ صد کر و فر آتا ہو اُسنے وہین سے آواز دی کہ اے جوان
کہان جاتا ہی منم سرشار صحرا نشین یہ وہ بیشہ ہی کہ شیر بھی قدم نہین رکھتے مگر تم
اِسطرف کیونکر آئے بارہ ہزار جوان لینا لینا کہکر آپڑے ناظرین کو یاد ہوگا کہ
قاسم کے ساتھ شاخسار جادو و ملکہ سیما ابر سوار ہین دونون عاشق
جمال ہر وقت صورت زیبا دیکھا کرتی تھین جب اُنھون نے خیال کیا کہ قاسم
قلعۂ شلنگ بین گئے اور پھر برآمد نہ ہوے اُنکو شک ہوا یہ براے تلاش
قاسم لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر روانہ ہوئین قضاے کار اُسوقت اُس مقام
پر پہونچین کہ سرشار صحرا نشین و قاسم سے مقابلہ پڑا ہوا ہی مگر قاسم سُست لڑ رہے
ہین سارے بین سپر کے اپنے کو بچاے ہوے جنگ کر رہے ہین افسران
فوج اپنی فوجون کو ترغیب دے رہے ہین ہر طرف سے یہی غل ہو کہ اِس جوان
کو گرفتار کر لو مگر قاسم اِسطرح کا بیدار مغز ہی کہ پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی
اور خوب مصروف جنگ ہی شاخسارہ و سیما نے آکر دیکھا کہ قاسم مصروف

جنگ ہین مگر نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی کہ قاسم کی تلوار بہت کم کاٹتی ہی شاخسار و
سیما نے آپس مین صلاح کی کہ قاسم نوجوان الیاجری و بہادر سست کیون لڑ رہا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی باعث ہی سیما نے کہا یہ جو طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب
اسکی آوازہ کان مین پڑتی ہی تب شہریار سست ہو جاتے ہین سیما نے کہا مین ابھی
اسکو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر پھر گیا کہ ایک عقاب کلان اُڑتا ہوا آسمان سے
آیا اُس طائر پر گرا چیر پھاڑ کر اُسکو پھینک دیا جب لاشہ زمین پر گرا تو معلوم
ہوا کہ ایک ساحرہ نے بعد مرنے کے صورت بدلی مرنا اِسکا کہ قاسم ہر چند
کہ زخمدار ہین مگر مردانہ وار لڑنے لگے سرشار صحرا النشین کو اِسی ساحرہ کا گھمنڈ
تھا کہ جس جنگ پر جاتا تھا یہ اُسکا ساتھ دیتی تھی انجم جادو نام تھا جب یہ آوازہ کان
مین پہونچی کہ کشتی مرا نام من انجم جادو وبود گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ
یارو اِس جوان پر غالب ہونا بہت دشوار ہی اِسکے ساتھ یہ دو جادوگرنیان
بلائے روزگار ہین معین کو ہمارے مار لیا اب تم سب کی خوشی ہو تو اطاعت
کرون اطاعت کے پردے مین کوئی کام ہو جائے گا ساری فوج ہبدل تو ہو رہی
تھی سبنے کہا کہ بہت مناسب ہی یہ دل سے اپنے باتین کرتا ہوا سامنے قاسم کے
آیا یہان دونون جادوگرنیون نے لشکر کو پامال کر ڈالا ہزارون کے سر کٹے
پڑے ہین سرشار صحرا النشین پکار اُٹھا کہ اہو شہریار مین اطاعت کرتا ہون اور
امیدوار ہون کہ اطاعت میری قبول ہو قاسم تو صاف باطن ہین فورًا ہاتھ
روک لیا سرشار آکر قدمون پر گرا کلمہ پڑھا یہ تکر مسلمان ہوا افسر بھی آکر قدمون پر
گرے قلعہ سرشار بھی قبضے مین آیا اب سب لشکر قاسم کا بھی آگیا بیرون قلعہ
سب اُتر پڑے قاسم کو سرشار قلعے مین لایا شاخسار و سیما منع کرتی تھین کہ
قلعے مین نہ جایئے تازہ مسلمان ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر کرے
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ سرشار کے قلعے مین آئے سرشار نے
قلعے مین لاتے ہی ایک جام لبریز کیا اُس مین بیہوشی ملا کے قاسم کے سامنے

پیش کیا قاسم نے نوش کر لیا جام پیتے ہی گھبرائے کہا کیون ای سرشار اِس
شراب مین کیا تھا کہ پیتے ہی ہاتھ پانوؑن مین رعشہ آگیا سرشار نے پکار کر کہا او
نبیرۂ صاحبقران کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تو نے بڑا ستم کیا کئی سو افسر میرے
مارے گئے انجم جادو قتل ہوئی اب تجھکو بیچل کے صحرا مین قتل کرونگا قاسم
جھلّا کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے سرشار نے اشارہ جو کیا
آہنگر آکر موجود ہوے مسلسل و مطوق کر کے قاسم کو ارابے پر ڈالا فوج
کو ساتھ لیکر دوسرا دروازہ قلعے کا کھولکر قاسم کو لے نکلا یہان بیرون قلعہ
سب سردار ایک بارگاہ مین جمع ہین مگر شاخسار کہہ رہی ہی کہ صاحبو آقا کی
خبر منگاؤ مجھکو تردد ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرشار نے قاسم کو گرفتار
کر لیا دوسرے دروازے سے نکل گیا سب سردار تلوارین ٹیک کر اُٹھے
شاخسار نے کہا مین جاتی ہون راہ مین جا کر رہا کرونگی کیا اُس بیچارے کو جانیدونگی
مگر سرشار قید قاسم لیے ہوے تین کوس پر پہونچا تھا ٹھیک دوپہر کا وقت
ہی کہ اِسنے آسمان پر ستارے دیکھے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ اختر جلد میرے
پاس آؤ ملکہ انجم قتل ہوگئین مگر افسر لشکر کو لایا ہون کہ ایک ستارہ آسمان سے
زمین پر گرا غلطک مار کر ایک ساحرہ موسومہ بہ اختر جادو کی شکل بنا اختر جادو
روتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون بھائی صاحب کیا انتظام بگڑا کہ تمسے قلعہ
چھوٹا جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہو سرشار نے سب حال بیان کیا
اختر نے کہا اِسی مقام پر ٹھہرو میدان خونی کی تیاری کرو اُس نوجوان مقید کو
لاؤ ابھی قتل کرینگے اُسی وقت دارین اِستادہ ہونے لگین جلادان مریخ صولت
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آوازین لگانے لگے کہ کون گنہگار شاہی ہی کہ
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرین اختر نے آواز دی بس اب زیادہ
باتین نہ بناؤ ایک خنجر مار دو کہ انجم کے خون کا بدلہ ہو ای سرشار مین سوچ رہی
ہون کہ مسلمانون کے مقابلے مین جادوگری کا بھنا دشوار ہی اِنکا خدا ہے نادیدہ

ہر مقام پر مدد کرتا ہی انکا قتل ہونا دشوار ہی اى سرشار اگر اس جوان کو مار لیا تو
پھر تیرے مقابلے مین کوئی نہ آئیگا اور مین حصار سحر کیے دیتی ہون کوئی نہ آسکیگا
ہر چند کہ اسکے ساتھ دو جادوگرنیان ہین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اور اس
پر عاشق ہین یہ کہکر اختر نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہتی ہی کہ
پھینکون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او اختر کیون شامتین آئی ہین منم شاخسار
یہ کہکر آتے ہی سحر کیا کہ قاسم پر برق گری اُس برق نے ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین اور وہی برق چمکنے لگی قاسم نے جو اپنے کو قید سے رہا پایا فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے ایک سوار کو مار کر تلوار لی اور اُسی کے گھوڑے پر سوار
ہوکر لڑنے لگے اختر نے یہ دیکھا کہ قاسم جنگ کر رہے ہین اور شاخسار
آسمان پر ٹھہر رہی ہی چاہتی ہی کہ اختر سحر کرے تو سحر کرون مگر اختر جادو نے
جو لشکر کو ہراسان دیکھا کہا اى ملکۂ عالم کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو ایک
سحر مین زمین ہلا دونگی شاخسار نے آواز دی کہ تجھکو قسم ہی جمشید ثانی کی کہ
سحر کر اختر جادو نے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی صحرا مین غبار بلند ہوا قاسم اُس
غبار کو دیکھکر آنکھین ملنے لگے جو حریف قریب آتا ہی تلوار مار کر بھاگتا ہی بلکہ
شاخسار نے آسمان سے دیکھا کہ طور جنگ قاسم بدل گیا دستک دی پانی
برسایا وہ غبار دفع ہوا قاسم لڑتے بھڑتے طرف سرشار کے جاتے ہین کہ
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کل لشکر قاسم کا آکر پہونچا شریک جنگ ہوا اب
اختر نے جو دیکھا کہ کل سرداران قاسم آگئے ایسا نہ ہو کہ سرشار مارا جائے
تڑپ کر سرشار پر گری پنجہ کمر مین ڈالکر لے بھاگی جنگ شاخسار سے منہ پھیرا
چاہتی ہی کنارے ہوکر نکلجاؤن مگر سیماے ابرسوار نے جو ایک درخت پر پتون کی
آڑ مین بیٹھی ہوئی تھی للکارا کہ او بھگوڑی کہان جاتی ہی اختر نے جو سیما کو
دیکھا چاہا پلٹون اُدھر سے شاخسار کا نعرہ ہوا اب اختر پریشان ہی کہ اگر
داہنے پر جاتی ہون تو سیما روکے گی اور اگر بائین پر جاؤن تو شاخسار

ٹوکے گی اس خیال مین تھی کہ شاخسار نے سامنے آکر دستک دی اور پکارا کہ اہو ولفریب جلد آؤ بی اختر تمھاری مشتاق ہین یہ بھی وقت کے اتفاق ہین اختر نے پلٹ کر دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے بخوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے
شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے

لگے زبان پہ آئے بہت ملال ہوے
جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے

ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے
بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے

شباب یار نے پائی نمو دسینے سے
بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے

رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا
الم کے واسطے اہو رب ذوالجلال ہوے

سمند ناز کی جولانیون نے ڈھا یا ظلم
ہزارہا دل عشاق پائمال ہوے

شب وصال نہ شانے نے انکو فرصت دی
یہ گیسوے جانان مجھے وبال ہوے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کرون رعنا
کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

اُس نازنین نے آکر اختر سے آنکھ ملائی اور پکار کر آواز دی بوا اختر باغ مین جوش بہار ہو سب سامان موجود ہو تمھارے سب مشتاق ہین سرشار کو ساتھ لیکر چلو باغ مین چلکر عیش کرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہین جو حکم دوگی وہ ہم بجا لاوینگے عروسان باغ کا پیغام لائی ہون یہ آواز سنکر اختر نہال ہوگئی کہا بوا دلفریب کیا مژدہ دیا ہو کہ دل شگفتہ ہوگیا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ بعد ہمن کے مرنے کے سرشار کا ساتھ دون اِس سے آشنائی کرون اپنے قلعے مین چھپکر بیٹھے اب کسی کو نہ روکے نہ ٹوکے اُس نازنین گلپوش نے جواب دیا کہ جو آپ کی راے ہو وہی درست ہو یہ کہکر وہ نازنین قریب آئی اختر کا ہاتھ تھام لیا گاتی ہوئی لے چلی ہر قدم پر ناز و غمزے کرتی ہوئی اختر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرشار کو ساتھ لیے ہوے جاتی ہو سرشار نے کہا کیون ملکۂ عالم کہان چلوگی اختر نے کہا دلفریب نے خبر دی کہ باغ پر بہار ہو وہان

تشریف لے چلیے مین کیونکر اُسکا کہنا نہ مانون ایسا نہو کہ کچھ سزا دے سرشار نے
کہا مین بھی خواہان ہون کہ بعد انجم کے تمسے ملاقات کرون تم بھی خوش رہو مین
بھی خوش رہون اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو اختر نے کہا تمسے عذر کیا ہو مین نے
ہیری کئی سال بنا ہے اُسی طرح مین بھی بسر کرونگی دوسرے مرد کی شکل نہ دیکھونگی
اگر براہ گلی مین ایسا اتفاق ہو جائے تو معاف کرنا پچھون مین اُسکا ذکر نہ آئے
وہ لوگ حقہ پانی بند کر دینگے اُسوقت مشکل ہوگی کہ ہیچ بہ نگاہ حقارت دیکھینگے
مگر دلفریب دونون کو فریب دیتی ہوئی لیکر ایک باغ مین پہونچی کہ سارا باغ
سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب عروسان چمن اکڑ رہے ہین پودے نخل کے
سرسبز و شاداب پھولے پھلے ہوے چمنہاے طولانی نہایت تکلف سے
آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی زیبائی یہ رنگ باغ دیکھکر اختر
سرشار کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی چبوترے پر فرش بچھا تھا اُسپر
لاکر سرشار کو بٹھی خواہان وصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او ناہنجار
خبردار ایسی حرکت نہ کرنا دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے آیا
اور آتے ہی سرشار پر حملہ کیا تب سرشار گھبرا گیا چاہا بھاگ جاؤن مگر
اُس زنگی نے نہ جانے دیا گھیر کر سرشار کو مارا جب سرشار قتل ہوا تو اختر
بہت روئی دلفریب نے کہا بی بی کیون روتی ہو یہ زنگی اُس سے بہتر ہی
بہت آرام سے آپ کو رکھے گا آپ کو فرحت حاصل ہوگی ایسی اطاعت کریگا
کہ آپکی تسکین دل ہوگی اختر یہ سُنکر زنگی سے لپٹنے لگی زنگی نے ایک ہاتھ اختر کو
بھی مار دیا اختر کے بھی دو ٹکڑے ہوے وہان جنگ مین جب فوج نے
دیکھا کہ دونون افسر چلے گئے نہ اختر ہی نہ سرشار اور شاخسار نے سحر بھی کیا
تو سب لشکر والے چادرین ہلانے لگے سب آکر قدمبوس ہوے جب سب
مسلمان ہو چکے تو سب کو ساتھ لیکر قلعۂ سرشار مین آئے اب جو شمار کیا تو
ڈیڑھ لاکھ فوج ہی چالیس پچاس افسران نامی اِسقدر فوج کا جماؤ دیکھکر قاسم

شاخسار سے صلاح کر رہے ہین کہ اب مقابلۂ جمشید مین چلین شاخسار نے کہا مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ ابھی بادشاہ کو لوح نہین ملی جب وہ مقابلے مین جمشید کے پہونچین تب آپ بھی تشریف لے چلیے خوب مقابلہ پڑیگا مگر جسدن جمشید لڑیگا زمین تھرائیگی آسمان سے آگ برسے گی سوا ے طلسم کشا کے اور کسی کو نہ مانیگا یہ قلعہ کہ مقام محفوظ ہی یہین تشریف رکھیے مین خبر دیتی رہونگی جسوقت بادشاہ کو لوح ملجائیگی اُسوقت مین خبر دونگی تب آپ کوچ کیجیے گا قاسم نے اس راے کو قبول کیا اُسی قلعے پر اُترے لیکن شلنگ صحرانشین نے کہ باپ ہی ملکہ میمونہ کا سب خبرین سنین لشکر گران لیکر طرف قلعۂ سرشار کے چلا یہان قاسم فروکش ہین دن کو بارگاہ مین بیٹھتے ہین شب کو محل مین میمونہ کے آتے ہین دن کا وقت ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ باپ ملکہ میمونہ کا شلنگ صحرانشین آتا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی قاسم نے کہا آنیدو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شلنگ گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج ہمراہ بڑے کروفر سے آکر پہونچا کہلا بھیجا کہ اے شہریار آپ نے میرے ساتھ بڑا مکر کیا کہ مین نے تو بدل اطاعت کی تھی اور آپ میری بیٹی کو لے بھاگے مجھکو بڑا ملال ہی چاہتا ہون کہ آپ سے جنگ کرون قاسم نے جواب دیا کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بجھر طبل جنگی بجواؤ اور تمنے ہمسے بدل اطاعت کی تھی اُسی کا یہ نتیجہ ہمارے ساتھ کیا کہ ہمکو بمکر گرفتار کیا شلنگ نے افسران فوج سے صلاح کی سب نے کہا ہم لوگ آمادہ ہین جاؤ مین بھی اُنسے زیادہ ہین جب آپ مقابلہ مین پہونچین گے تو ہم لوگ بلوہ کر دینگے آپ کو نہ لڑنے دینگے گھیر کر قاسم کو مار لین گے افسرون سے یہ سُنکر شلنگ نے طبل جنگی بجوایا قاسم کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیار یان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین شلنگ نے گینڈا اُٹھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے قاسم نوجوان تمھارے مقابلے کا مشتاق ہون قاسم نے مرکب صف سے نکالا شلنگ نے

کئی تیر مارے مگر قاسم نے قلم کیے بعد کئی تیرون کے جب قاسم قریب پہونچے
شلنگ کانپنے لگا فوج کو پکار کر آواز دی ہان یارو اِس جوان کو مار لو
تین لاکھ جوان قاسم پر آپڑے قاسم نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی اور
سرداران قاسم بھی آکر شریک جنگ ہوے ہرچند کہ یہ ڈیڑھ لاکھ ہین تین لاکھ
سے مقابلہ ہو مگر قاسم نے لاشون کے انبار لگا دیے صفون کو درہم و برہم
کر دیا شاخسارہ ہر مرتبہ قصد کرتی ہو کہ سحر کرون مگر قاسم مانع ہوے اور فرمایا
اے ملکہ عالم مین بدنام ہو جاؤنگا میرا ہمچشم بھی اِس طلسم مین آیا ہوا ہو طعنہ
دیگا کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑتے ہین اِس طلسم مین بڑے معرکے
پڑینگے جمشید بیوجہ مغرور نہین ہو جانتا ہو کہ لوح طلسم نہ ملیگی اب لوح کو ایسے
ایسے مقام پر رکھا ہو کہ جہان ہوا کا جانا ممکن نہین بادشاہ کی کیونکر رسائی
ہوگی ہر وقت یہی سوچ رہتا ہو مگر قاسم نے بہ جرأت چند حملون مین اُس
جنگ کو فتح کیا اور فوج شلنگ پسپا ہوئی شلنگ مارا گیا قاسم اُسی قلعے
پہ فروکش ہین یہان جمشید ثانی نے اپنے مقام پر سب خراج گزارون کو
جمع کیا اور اُنسے صلاح کی کہ یارو کس ساحر کو لاؤن کسکو برائے مدد بلاؤن
کہ مسلمانون کو روکدے کہ مجھ تک نہ آسکین سب نے صلاح دی کہ آپ
غارہ افراسیاب مین جائیے وہان کے خداوند سے خواہان مدد ہوجیے
اور یہ کہدیجیے کہ اگر میرا طلسم بچا تو مین خراج اُسکا یہان بھیجونگا جب ایسا
ہو جائے تو بگڑ بیٹھیے گا ایک حبہ نہ بھیجیے گا حقیقت مین آپ کا پھر کون مقابلہ
کر سکیگا یہ صلاح کرکے جمشید اُٹھا بڑے جاہ وجلال سے غارہ افراسیاب
پر آیا جب قریب پہونچا اور ساحران غارہ افراسیاب نے دیکھا کہ جمشید آج
بہ شوکت تمام آیا ہو سامنے جس کوٹھری مین آگ جل رہی تھی ساحرون نے
اُسکے پاس آکر فریاد کی کہ یا خداوند گرمخو آج جمشید ثانی آتا ہو آواز آئی نہ گھبراؤ
مدد کا خواہان ہوکر آتا ہو ہم اُسکو مدد دینگے جمشید تخت سے اُترا سامنے اُس

کوٹھری کے آیا جھک کر سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوندگر مخوین آپکا
بندہ ہون امیدوار ہون کہ اسوقت مین میری مدد کیجیے اُن سب پر خدائی
کرتا ہون مگر آپ کا بندہ ہون اگرچہ گندہ ہون اندر سے آواز آئی کہ اے
آتش سوزان ایک بندے کو ہمارے حکم دو کہ بندۂ نو کے ساتھ جائے
یکایک آگ بھڑکی ایک ساحر سیاہ فام نعرہ کر کے نکلا القہر آواز دیتا تھا کہ
ہنم آتش افروز جادو ای جمشید ثانی مجھکو اپنے ساتھ لے چل مین سب کو
گرفتار کر دونگا جمشید نے کہا چلیے لیکن مسلمانون کے عیار بڑے غضب کے
ہین اُنسے بچنا آتش افروز نے کہا آپ چلیے مین آتا ہون اسطور سے پہونچون کہ
آتے ہی قیامت برپا کر دون کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکین قدرت نے
مجھکو بتلا دیا ہی کہ بڑی بڑی جادوگرنیان شریک ہین لیکن وہ سحر کرون کہ جسکا
کوئی جواب نہ دے سکے جمشید ثانی خوشی خوشی سامنے کوٹھری کے آیا اور
پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ بندۂ نو رخصت ہوتا ہی آواز آئی کہ ای بندۂ نو
تم چلو آتش افروز آتا ہی سب انتظام کر دیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے تمام
میدان بھر دیگا جمشید ثانی خوشی خوشی پلٹ کر طلسم مین آیا رفقا نے جو
جمشید کو خوش دیکھا عرض کی یا خداوند آج ہم قدرت کو بہت خوش پاتے
ہین جمشید نے کہا خداوند غدار افراسیاب نے کہ میرے بیراور ہوتے ہین
مدد روانہ کی ہی کہ وہ آکر سب کو گرفتار کر لیجائیگا خداوندگر تخو بڑے آتش خو
و شعلہ مزاج ہین سب کو آتش قہر و غضب مین جلا دینگے یا شاید گرفتار کر کے
میرے پاس روانہ کرین جیسا ارادے قدرت مین آئیگا ویسا ہوگا سب ساحر
خوش ہو گئے جمشید کو دعائین دینے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ اگر قدرت
تدبیر نہ کرینگے تو کون تدبیر کریگا یہ سلطنت یہ حکومت یون ہٹتی ہی جمشید نے کہا
لوح طلسم پر وہ انتظام کیا ہی کہ اگر طلسم کشا عمر بھر مشقت کریگا تو لوح ہرگز
نہ پائیگا جمشید ثانی تو اس حال مین ہی کہ ناچ ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین کے

ساتھ اختلاط کرتا ہی بڑے بڑے شاہزادے بڑے بڑے ساحر جمع ہین ہر ایک کا قول ہی کہ قدرت ہی کا کلیجہ تھا کہ خداوند آتش سے ہم کلام ہوے ورنہ وہ مقام وہ ہی کہ کلام سے زبان مین چھالے پڑتے ہین کسکی مجال ہی کہ وہان جاکر ٹھہر سکے آپ ہی کا کام تھا کہ وہان جاکر کلام کیا جمشید ثانی نے کہا دریافت کرو آتش افروز کہانتک آیا کس سے مقابلہ پڑا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے اِدھر سے آتش افروز ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر بڑے کروفر سے بتلاش سرداران نامی چلا قضاے کار اُسطرف گذر ہوا کہ جس مقام پر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین صبح کا وقت ہی خواجہ عمرو واسطے بالادوی کے نکلے ہین ایک پہاڑ پر چڑھکے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مع لشکر اُترا ہوا ہی خواجہ حیران ہوے کہ یہ ساحر کہان سے آیا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے آقا کی فکر مین آتا ہو اِسکی خدمت کرو اِسکی گردن لو یہ سوچکر پہاڑ سے اُترے ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مین آئے دریافت کیا کہ اِس ساحر کا کیا نام ہی لوگون نے بیان کیا کہ آتش افروز جادو از ساکنان غارہ افراسیاب ہی جس پہاڑ کے نیچے آکر یہ اُترا عمارات کو اِسنے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی ہوئی ایک نازنین پری پیکر او رچالیس کنیزین پشت پر ٹہل رہی ہی آتش افروز اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوگیا صبح کو دریافت کرایا لوگون نے بیان کیا کہ کوہ یار جادو جو اِس کوہ کا حاکم ہی یہ اُسکی بیٹی نہایت حسین وجمیل دلبر صنوبر قد نام ہی شاہان جہان نے اِسکی خواہش کی مگر باپ نے اِسکے قبول نہین کیا یہ سُنکر آتش افروز نے کوہ یار کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم ساکن غارہ افراسیاب براے مدد جمشید آیا ہوں ابھی تک کوئی مسلمان نہین ملا قریب اِس کوہ کے جو میرا گذر ہوا دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا میری یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی

نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا	زرد وزرد لیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا
مُردے سے بدتر زندگی احوال مجھ مجنون کا تھا	خانۂ زنجیر مین دن رات اِک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن
آشیانِ بلبل و قمری ہوا ہر روزن مرا اک
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
صورت عاشق سے دربردہ اُسے بھی عشق ہو
شمع سان رو رو کے یادگور مین شب روز کی
اسکو یرقان سیہ تو اُسکو ہی یرقان زرد
چہرے کو اپنے سوار و نخین بھی ہم لکھوا چکے
گرد رہ نے میری اُڑکر اُسکی انکھین بند کین
چند روزہ عمرِ زنجیر تعلق مین کٹی
دم مین دم جبتک رہا تیرے جلو مین ای جنون
سختی دوران سب خارِ جنون نے سہل کی
دیکھکر اُس ماہ رو کو غش رہے دو دو پہر
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے

نکہت گل پر گمانِ بو سے پیراہن رہا
چار دن جس گھر مین تو اُسکو غیرتِ گلشن رہا
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
غرفے مین جانی رہی دیوار مین روزن رہا
جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
سالہا داغ ابلقِ ایام سا توسن رہا
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
اِک پری کا دستِ نازک حلقۂ گردن رہا
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

یہ اشعار لکھکر پاس کوہ یار کے نامہ بھیجا کوہ یار نے جو دیکھا کہ یہ ساحر اس طلسم کا نہین ہی غار افراسیاب سے آیا ہی کہلا بھیجا کہ مین نسبت پر رضامند ہون کل ملکہ کو روانہ کرونگا یہ کہکر سامان کرنے لگا کچھ برتن باسن وغیرہ مکلف کیے چاندی کا چھپر کھٹ محافۂ زرین مین ملکہ کو سوار کرکے روانہ کیا مگر دلبر صنوبر قد دختر کوہ یار نام ساحر کا سنکر مثل ابر گہربار گریان ہی روتی ہوئی جاتی ہی کہتی ہی مجھسے ساحر سے بسر نہ ہوگی ساحر کے منہ سے بو آتی ہی اسیطرح پر سواری جاتی ہی مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا اُسطرف گذر ہوا دیکھا کہ ایک برات سجی سجائی محافۂ زرین مین ایک آفتاب تابان صحرا مین آکر اُتری چونکہ مقدمہ جنگل کا تھا ملکہ دلبر پریشانی مین بیرون بارگاہ کرسی بچھوا کے بیٹھی چالاک نے دریافت کیا کہ دختر کوہ یار پاس آتش افروز کے جاتی ہی ایک ضعیف کی شکل بنکر

سوسی کا پائجامہ پہنے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوے نیفے مین ایک ہٹو اگھسا ہوا
اُس مین سے تمبا کو نکالکر کھاتی ہوئی کھیت کی مینڈ پر چلی ایک کنیز نے پُکار کر کہا
بڑی بی صاحب گر پڑو گی بڑھیا نے جھلا کر جواب دیا تیرے باوا کا کیا اجارہ ہی
ہم روز اِسی راہ سے آتے جاتے ہین یہ کہکر چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری غل
مچانے لگی کہ اری کلجبی زبان دراز تو نے کس زبان سے کہا کہ میرا کولہ ٹوٹ گیا
اب مجھکو کون اُٹھائے دلبر صنوبر قد نے کنیزون سے کہا ارے اُسکو اُٹھا لاؤ
چارپائی پر لا کر لٹاؤ ناحق کو بڑھیا کو س رہی ہو کیون گلچہرہ تو نے کیا سمجھکر کہا تھا
کہ بڑھیا گر پڑو گی وہ تجھی کو کوس رہی ہو چند کنیزون نے جا کر بڑھیا کو اُٹھا یا لا کر
چارپائی پر لٹایا کولہ کسکر باندھا تو بڑھیا اُٹھ بیٹھی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی
کہا بی بی مجھکو یہان دیر لگی وہان گانوُن والے میرے مشتاق دروازے پر
کھڑے ہونگے کہتے ہونگے کہ آج نانی امان کہان گئین مین اپنے بچون سے دل لگی
کے واسطے سب کچھ گوارا کرتی ہون ہر چند کہ سن مین اُنکی نانی سے زیادہ ہون
مگر مجھسے اُنکا بڑا مطلب نکلتا ہو جب تو سب بیقرار ہوکر آتے ہین مین بھی اُنکا
کہنا قبول کرتی ہون کنیزین ہنس رہی ہین ملکہ کہتی ہین کہ بڑی بی کے آنے سے
دل بہل گیا اب اِنکو آج یہین رکھو بڑی بی صاحب آج نہ جاؤ جو کچھ ہمکو میسر ہی
اُسکو تناول کرو رات کو تمسے باتین کرینگے بڑھیا نے کہا بی بی مین حکم تو آپ کا
بجا لاؤنگی مگر میرے بچے پریشان پھرینگے دلبر نے جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
آج کا دن معاف کرو ہم تمھاری خدمت کرینگے بڑھیا نے اُٹھکر بلائین لین کہا
مین صدقے مین قربان مجھکو کسی قدر گانا بھی آتا ہی بڑی بڑی ڈومنیان میرے
سامنے شرماتی ہین اور محلے کی طوائف مجھسے تعلیم لینے آتی ہین مین اُنکو سکھاتی
ہون ایسا گاؤن اور بتاؤن کہ گھر کا پتہ سمجھا دون مگر کیون بی بی شادی کی وجہ
مین تم روتی کیون ہو دلبر صنوبر قد نے کہا نانی امان صاحب مین نے سُنا ہی
کہ شوہر میرا ساحر ہی اتنا مقرب ہی کہ خدمت خداوند غار افراسیاب مین رہتا ہی

اور برائے مدد جمشید ثانی آیا ہو یہ ساحر اس طلسم کا رہنے والا نہین ہو کنیزون نے
کہا دادی غم نہ کہایئے چلکر اُسکے ساتھ رہیے ہم کسی اور مردوے کو ڈھونڈھ لاوینگے
آپ کو رضامند کرینگے بڑھیا چٹک کے بولی واری یہ کام میرے متعلق کیجیے نگوڑے کو
زہر دیکر مارون عمر بھر ترساؤن آپ ناحق غمگین ہین ہم اِسکی تدبیر کرلینگے دلبر نے
مُنھ پیٹ لیا کہا بڑی بی صاحب عصمت کے خلاف ہوگا بڑھیا نے کہا بیٹا اِس بات کا
خیال نہ کرو کچھ اپنا حرج نہین ہوتا دم بھر مین مطلب نکلتا ہو جب مردوے کے پاس
آئے باتین کرکے ٹال دیا آشنا کو خوش کیا دلبر نے کہا اچھا بڑی بی جو تمھاری خوشی
دن بھر یہ باتین رہین رات کو دلبر نے کھٹولی بڑھیا کی اپنے پلنگ کے قریب بچھوائی
بڑھیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی کہتی ہو واری جوانی مین میرا شوہر بڑا ظالم تھا مگر
مین اُسکو ہمیشہ بہلاتی رہتی تھی آشنا رات کو آتے تھے اُنسے مزے اُڑاتی تھی شوہر کو
ہمیشہ ٹلے بتاتی تھی یہ باتین سُنتے سُنتے دلبر سوگئی چالاک اپنے مقام سے اُٹھا اور
دلبر کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر چھپرکھٹ پر آیا
دوشالہ تان کر سو رہا صبح کو سامان سفر ہوا محافے مین بیٹھکر چالاک چلا آتش افروز
کو خبر ہوئی کہ ملکۂ عالم آتی ہین اشتیاق مین آگے بڑھ گیا کنارے پر لشکر کے آگے
کھڑا ہوا کہ اول اسباب جہیز آیا محافۂ زرین مین سے چالاک جھانکتا رہا تھا
آتش افروز آنکھین دیکھکر مرگیا رفقا سے کہتا تھا حقیقت مین کیا آنکھ ہی مین تو
اِسکی نگاہون کا مارا ہون جب محافہ آیا تو ملکہ اُترین جسوقت محافہ آ رہا تھا
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی آئے تھے حال دریافت کررہے تھے معلوم ہوا
کہ دختر کوہ یارہ برائے آتش افروز آئی ہو ایک بڑھیا کی شکل بنکر دوڑے دوڑے
پھرتے تھے کہ کیونکر اِس مہ جبین کو دیکھون مگر ساحر انتظام کررہے ہین کوئی
آنے نہین پاتا کئی مرتبہ خواجہ گئے مگر نگہبانون نے ہٹا دیا خواجہ حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھے جب سواریان اُترچکین آتش افروز
اِسقدر بیقرار ہو کہ شام سے اپنے جلسہ آراستہ کیا کہا ملکۂ عالم کو لاؤ چالاک بن عمرو

گھونگھٹ نکالے ہوے چند کنیزین ساتھ محفل مین آیا مگر شرماتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا آتش افروز صورت کو دیکھکر دنگ ہوگیا نازنین غنچہ دہن گلبدن رشک شیرین ولستران فخر عروسان چمن اِسنے جو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا کنیزون سے حکم کیا کہ تم لوگ باہر ٹھہرو جب کنیزین باہر جاچکین تو آتش افروز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے لگا لون دلبر نقلی رونے لگی آتش افروز نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن صندوق میرے پاس ہی کہ تمام جڑاؤ زیور اُس مین بھرا ہی مین اُسے طلب کرکے خدمت مین حاضر کرون ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کہ مجھکو ضرورت نہین جب ضرورت ہوگی منگا لونگی آتش افروز خاموش ہو رہا کہ گانے کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی ادے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہی اِسے بُلالو چوبدار نے جاکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک بڈھا بیٹھا نی بجا رہا ہی چوبدار نے کہا بڑے میان صاحب چلو تمکو ہمارے آقا بلاتے ہین بڑے میان فوراً اُٹھ کھڑے ہوے چوبدار کے ساتھ چلے لیکن آتش افروز نے کہا ملکۂ عالم تم چھپ جاؤ بڈھا تھوڑی دیر مین آکر چلا جائیگا دلبر نے کہا صاحب بڈھا مجھے کیا دیکھیگا آتش افروز نے کہا بلالو بڈھا سامنے آیا دعائین دینے لگا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے آتش افروز نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے اُستاد خورد وبُرد اپنا نام بتادیا آتش افروز نے کہا کچھ گائیے بڑے میان نے نی بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون — سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
دل اسقدر گداز ہی برسون ہی غم رہے — آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی — برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
ملتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح — جوہر کبھی نہ خنجر بُران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہی کپڑون کو پھاڑیے — دل کے بخار دست گریبان سے دور ہون

بہ تنگ کر رہا ہو تو الجھا رہے ہین وہ
وحش وطیور کو مری آئین کرین ہلاک
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین ایمجنون
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین

دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
آب وگیاہ کوہ وبیابان سے دور ہون
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہین
یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہین

چالاک بن عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ گویا قیامت برپا کر رہا ہی مگر خواجہ نے کہا حضور نے یہ کیا گانا سنا ہی مین ساقی گری خوب کرتا ہون آتش افروز خوش بیٹھا ہی چاہتا ہی محفل مین آج وہ رنگ ہو کہ معشوقہ راضی ہو یہ سوچکر کہا ساقی گری کا تماشہ دکھاؤ خواجہ نے گھنگرو پائون مین باندھے کلید میخانہ لی گلابیان درست کر کے لائے آتش افروز سے پوچھا پہلے ملکۂ عالم کو پلاؤن اتنو چالاک بخوبی سمجھ گیا کہ جناب قبلہ وکعبہ تشریف لائے ہین کہا لائیے پہلا جام مجھے دیجیے خواجہ نے جام لبریز کر کے نازنین کو دیا چالاک سمجھ گیا کہ بیہوشی ملی ہوئی ہوگی خوبصورتی سے گریبان مین جام گرا لیا اب خواجہ سمجھے کہ معشوقہ تو جام پی چکی اب آتش افروز کو پلاؤن دوسرا جام لبریز کر کے سامنے آتش افروز کے لائے اور گنگنا کر یہ شعر گایا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۞ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند آتش افروز نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا کہ ایک طائر دروازے سے پیدا ہوا آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران شراب نہ پیجیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا جیسے ہی یہ آواز آتش افروز نے سُنی شراب پر نگاہ گرم ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی عمرو نے یہ دیکھا اپنے مقام سے نعرہ کر کے اٹھا نعرۂ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم
بہ باغ دین زنکرش آبیاری
بہر کشور بلاے جان کفار

سراپا دانش وعقل مجسم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کر کے عمرو نے آتش افروز کے خنجر مارا آتش افروز نے اپنے کو گرا کر بچایا

چالاک نے حلقۂ کمند کا مارا اُسکے منھ سے اُف نکلگئی حلقۂ کمند کا جلا کمند کے جلتے ہی
چالاک نے خنجر مارا اُسنے اپنے کو پھر گرادیا خنجر شکم و گردن پر نہ پڑا ران پر پڑا کہ
آتش افروز آہ آہ کرنے لگا ایک جادوگر قریب بیٹھا تھا چالاک نے اُسکو
خنجر مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا اندھیرے مین یہ دونون نکل گئے آتش افروز کو آ کے
ساحرون نے اُٹھایا دیکھا ران پر زخم کاری لگا ہو کہ جسکے سبب حیرانی و پریشانی ہو
آتش افروز نے کہا ارے وہ گویا تو عمرو تھا مگر اے طائر خیال یہ معشوقہ کو کیا ہوگیا
وہ بھی نکل گئی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کنیزون کو بلا بلا کر پوچھا ملکہ عالم کہان
کہان اُتری تھین کنیزون نے پتہ دیا کہ فلان صحرا مین اُتری تھین ایک بڑھیا آئی
تھی پھر اُسکا پتہ نہ ملا آتش افروز نے سر پیٹ لیا کہا یارو عیار میری فکر مین
آئے ہین اب مین خود تلاش مین نکلتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور تلاش خواجہ مین چلا ہا
چلون یہان خواجہ عمرو جو راہ مین آئے حیران ہوکر کہا چالاک تو کیونکر پہونچا
چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور کہا قبلہ و کعبہ آپ نے آکر ہنگامہ ڈالدیا
ورنہ مین اُسکو مار لیتا خواجہ نے کہا اے نور نظر خیال رکھنا مین اُسکی فکر مین
ہون وہ برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا ہو مجھکو تردد یہ ہو کہ ابھی تک اُنکو لوح نہین
ملی صاحبقران زمان بھی بجمعیت تمام جاتے ہین اور یہی منظور ہو کہ مقابلۂ
جمشید ثانی مین پہونچ جاوین ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان پہونچین اور
جمشید سے مقابلہ پڑے اور آتش افروز جادو بھی وہان پہونچ جائے تو
خرابی ہوگی مین یہی چاہتا ہون کہ راہ مین اُسکو لون اسلیے کہ یہ ساحر زبردست
ہو اے نور نظر رنگ توجم چکا تھا مگر طائر خیال نے ہوش اُڑا دیے اسیوجہ سے
آتش افروز آگاہ ہوا چالاک نے کہا مین بھی فکر مین پھر جاتا ہون اور اے
والد نامدار دلبر صنوبر قد دختر کوہ یار جادو اِسکے ساتھ منسوب ہوئی ہو اُسکو
ساحر سے نفرت ہو مین زیادہ تر اُسی کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا چاہتا ہو تو
اُسے لاتا ہون خواجہ چالاک سے رخصت ہوکر ایک جانب روانہ ہوے

اور چالاک ایک مسافر کی شکل بنکر دوسری جانب چلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا
ہو اگر کوئی جھاڑی جھنڈی مل گئی تو اُس مین چھپ رہا چہار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے
دیکھ رہا ہو مگر آتش افروز جادو بعد نکلجانے عمرو و چالاک کے مصاحبون سے
بہت بگڑا کہا یارو تمنے گرفتار نہ کرلیا مگر اب ساربان زادہ کہان جائیگا گرفتار کرکے
لاؤن وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لیکن یہ معشوقہ کی صورت پر کون تھا سب
مصاحبون نے کہا ملکۂ عالم یہ حرکت کر گذرین آتش افروز نے کہا الہی مہجبین حور
طلعت آفتاب صورت کو یہ حوصلہ کیونکر ہوا کہ خنجر مار دیا اگر مین اپنے کو نہ گرا دیتا
تو خنجر شکم پر پڑتا خداوند جمشید ثانی نے بچایا کہ خنجر ران پر پڑا اگر تم لوگ بڑے بیخبر
ہو یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کون تھا جہان پر معشوقہ بیٹھی تھی وہانکی تھوڑی مٹی تو
اُٹھا لاؤ مٹی منگا کر اُسکا پتلہ بنایا اور اپنے ہاتھ کا خون کاٹ کر قطرہ اُسکے منھ مین
دیا قطرہ دیتے ہی اُس پتلے نے پھریری لی آتش افروز نے کہا بتلا کہ یہ معشوقہ
کون تھی وہ پتلا رونے لگا آتش افروز نے نشتر دکھایا کہ ایک نشتر مار دونگا
تو بھی زخمی ہو تو حال کھلے مین تو زخمداری سے بیقرار ہون ہرچند کہ زخم باندھ لیا
ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہو اُس پتلے نے کانپ کر کہا کہ وہ
چالاک بیٹا عمرو کا تھا یہ سنکر بہت جھلایا کہا لو صاحبو غضب دیکھو باپ بیٹے
دونون ملکر آئے تھے مگر ہائے مجھکو رونا یہ ہو کہ معشوقہ کو کیا کیا اسکا مجھکو بڑا
غم ہو ہائے وہ کیا کہتی ہوگی کہ وہ یار نے میری عرض کو قبول کیا اور سوار کر کے
روانہ کر دیا اب اگر مجھ تک نہ پہونچے تو وہ کیا کرے یہ کہکے اسباب سحر جھولی مین
بھر اتیغہ کھینچے ہوے اُٹھا کہا لو صاحبو مین تو جاتا ہون بھائی اسکا شعلہ افروز
یہ کہکر اُٹھا کہ بھائی صاحب مین بھی جاتا ہون آپ عمرو کو لائیے چالاک کو مین
لاتا ہون آگے آتش افروز پیچھے اسکے شعلہ افروز چلا مگر چالاک ایک جھاڑی
مین چھپا بیٹھا ہو کہ اسنے دیکھا آگے آتش افروز ایک جانب دوڑا ہوا جاتا ہو
بعد اسکے نکلجانے کے دیکھا کہ شعلہ افروز بھی آتا ہو چالاک یہ دیکھکر گھبرایا اپنے

جی مین کہتا ہی یقیناً ہماری ہی دونون کی تلاش مین یہ دونون بھائی بھی باہم
ہوکر نکلے ہین یہ سوچکر چالاک دعائین مانگنے لگا کہ قبلہ و کعبہ ہوتے تو کوئی تدبیر
بتاتے جیسے ہی یہ سوچا غنودگی سی ہوئی کسی قدر سوتا تھا کسی قدر جاگتا تھا دیکھا
سامنے خواجہ عمرو کھڑے ہین چالاک نے عرض کی قبلہ و کعبہ آتش افروز آگے
گیا ہی اور شعلہ افروز اب پیچھے جاتا ہی مسکرا کر فرمایا کہ واہ بیٹا چالاک ہمیشہ احمق
ہی رہوگے تم اور برق دونون جاہل ہو حقیقت مین ہوشربا مین برق نے کیا
کیا کارہاے نمایان کیے مگر کوئی عیاری ایسی نہ ہوئی کہ جسکا ذکر رہتا بس بیٹا
ایک بھائی کی شکل بنکر ایک کو مارلو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو دعائین
دینے لگا رنگ و روغن عیاری کا لگایا آتش افروز بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین
لیا جھاڑی سے نکلکر دوڑا پکارکر آواز دی بھائی صاحب ذرا ادھر آئیے اب جو
شعلہ افروز نے دور سے دیکھا کہ آتش افروز ہنستا ہوا آتا ہی پکارکر پوچھا اے
بھائی صاحب خیر تو ہی آتش افروز نقلی نے جواب دیا کہ بھائی ایک تو مین نے
مار ڈالا اور اب دوسرے کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہون شعلہ افروز نے کہا
بھائی صاحب سر اُسکا ضرور روانہ کرنا ہو شربا سے اور یہانتک کوئی مقام
ایسا نہین ہوا کہ جہان اِن عیارون نے گستاخی نہ کی ہو مگر کوئی عیار کہین مارا
نہین گیا آپ نے روح سامری و جمشید کو شاد کیا یہ وہ شخص مارا گیا ہی گویا کہ
افراسیاب کا رقیب مارا گیا فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیجیے کہ کیا کیا کارہاے
نمایان کیے کہ حیرت کو اِسکی جانبازی پر رحم آیا اور اُسکے ساتھ عقد کرلیا اور آخر
فتنۂ نور افشان مین ذکر ہو نہ مارا خروج ایرج نوجوان مین ہمراہ نور الدہر
بدیع الزمان بھی چالاک ساتھ تھا کیا کیا کارہاے نمایان کیے کہ دفترین
مرقوم ہی اِسکے نام کی باختر مین بھی دھوم ہی آتش افروز نقلی نے کہا بھائی
تم چلکر سر کاٹ لو اور تم ہی لیکر خدمت خداوند مین جانا طرۂ پیغمبری طلب کرنا
کہنا آپ کے بندے نے بڑی کد و کوشش سے اِسکو مارا ایسے مقام پر مارا گیا

کہ جس زمین پر آب و دانہ بھی نہین ہوتا وہ صحراے ہول خیز ہی کہ شیرون کے ہوش
اڑتے ہین طائر اُس صحرا مین قدم نہین رکھتے اگر بھولکر آگئے تو منقار کھولکر گر پڑے
گون سے پر جل جاتے ہین پھر ممکن نہین کہ اُڑ سکین ریتی کا میدان سنسان ویران
مجھکو ملگیا مین نے ہاتھ مار دیا برابر سے دو ٹکڑے ہوے تم چلکر سر کاٹ لو یہ سُنکر
شعلہ افروز ہنسنے دیتا ہی خوش ہوکر کہتا ہی بھائی صاحب جو ساحر کہ مسلمان ہوگئے
ہین مثل شاہان ہزار اسپ وشہنشاہ وشہریار چاہ ماران وام الجبال و
عقلی آباد جب انکے یہان خبر پہونچیگی سب مسلمان رنجیدہ ہونگے کہین گے کہ آج ہماری
کمر ٹوٹ گئی ایسے فرزند کاہے کو ہوتے ہین خلیفہ لقب ہی کیا کیا عیاریان کی ہین
افراسیاب کو دنگ کر دیا شعلہ افروز آتش افروز کے ہمراہ ہوا باتین کرتا
ہوا چلا کہنے لگا بھائی صاحب آج آپ نے وہ کام کیا ہی کہ سامری وجمشید جہنم مین
خوشی کرتے ہونگے کیا عجب ہی کہ آپ سب مسلمانون پر غالب آوین اگر طلسم کشا
کو مٹا دیا تو صاحبقران نابینا ہوجاوینگے خاص ملکہ مہرنگار کا پوتا ہی فرزند قباد
شہریار جری بہادر صف شکن دونون رخسار چاند کے ٹکڑے گویا ہین اور اُسکی
پیشانی مہر درخشان سے زیادہ نمایان ہی سرو قد خورشید خد غنچہ دہن کم سخن
دہن کو شعرا نے معدوم لکھا ہی جس مین گنجایش کلام نہین کسی جری کی حقیقت
نہین سمجھتے دربندون کو ویران کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران
دوسری طرف سعد بن قباد تیسری جانب ایرج و نور الدہر چوتھی سمت قاسم
و بدیع الزمان ایک طرف رستم پیلتن بھی ہمراہ ہین آتش افروز نقلی نے کہا
ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا تھوڑی دور آکر کہا وہ دیکھو سامنے لاشہ پڑا ہی
ایک عیار کھا رہا ہی کوئی ٹانگ لیے بھاگا جاتا ہی کسی کے منھ مین ہاتھ دبا ہوا ہی
ایک سینے پر چڑھا ہوا خون پی رہا ہی حقیقت مین انجام تو اس عیار کا خوب ہوا
کہ دفن و کفن بھی ممکن نہ ہوا یہ سُنتے ہی شعلہ افروز پلٹا کہ دیکھون لاشہ کہان ہی
چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا اور اپنا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چست وچالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید باد گرد
تیز گامم ٭ خلیفہ اولم چالاک نامم ٭ خنجر مارہ اکشکم چاک قصہ پاک ہوا شعلہ افروز مر کر گرا
آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرانام من شعلہ افروز جادو بود مگر آتش افروز
نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سنی بیقرار ہوگیا طرف صدا کے پلٹا یہان چالاک
نے لاش شعلہ افروز کی ایک کوئین مین ڈالدی اور آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگاکر بصورت دلبر صنوبر قد جھاڑی مین چھپکر بیٹھا اور چیخین مار مار کے
رونے لگا پکارتا تھا کہ او جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی ملک الموت کو
جلد بھیج کہ میری روح قبض کرے مقام افسوس ہی کہ شیر بھیڑیا بھی مجھکو نہین چھوڑتا
مگر آتش افروز جو بھائی کے مرنے کی آواز کو سنکر دوڑا اِس مقام پر آیا کچھ نہ پایا
جی مین کہتا ہی کہ پیر اکثر غل مچاتے ہین اِن شیطانون کی بات کا کیا اعتبار ہی کہ
رونے کی آواز کان مین آئی کوئی بلک بلک کر رو رہا ہی پلٹ کر دیکھا جھاڑی
مین روشنی معلوم ہوتی ہی قریب جھاڑی کے آکر دیکھا کہ دلبر صنوبر قد عجب حال
زار سے بیٹھی بلک رہی ہی پائچون مین گرد بھری ہوئی دوپٹہ جابجا سے مسکا ہوا
چہرہ اداس گرد و غبار مین اَٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا رو رہی ہی اشکون سے منھ
دھو رہی ہی آتش افروز کہ اِسکا عاشق ہی یہ حال زار دیکھکر بیقرار ہوگیا آکر ہاتھ
تھام لیا کہا ای خدا یو مہر خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم خود تمکو ڈھونڈھتے پھرتے
ہین تم اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچین اُس ظالم نے بڑی احتیاط سے قید
کیا ہوگا ملکہ نے کہا وہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیا قید کرتا ایک درۂ کوہ مین مجھکو
ڈال آیا تھا ایک مسافر خدا رسیدہ وہان پہونچ گیا اُسنے ہوشیار کر دیا مین نے
ہاتھون کے کڑے اُسکو دیدیے جنگل مین بھاگ آئی مگر کیا سخت جان ہون
کہ نہ وہان کے جانور نے چھوا اور نہ یہان کوئی شیر پلنگ آیا آتش افروز نے
کہا ای ملکۂ عالم آپ کی جان اُس ظالم سے خوب بچی دلبر نے کہا وہ تو سمجھا تھا کہ
اِسکو شیر بھیڑیا کھا جاویگا مگر سامری نے مجھکو ہر بلا سے محفوظ رکھا بھلا اِس جنگل

ہین ہین تنہا عورت کیا کرتی مگر واہ ری قدرت جمشید ثانی کہ تم بھی یہان آگئے ذرا
بیٹھ جاؤ میرے حواس درست ہون تو تمھارے ساتھ چلون آتش افروز بیٹھا ملکہ
کی شیرین زبانی پر عش عش کرنے لگا جی مین کہتا ہو کہ کیا شیرین زبان ہو ایسی معشوق
کسے ملتی ہو اے خداوند جمشید ثانی تمھاری قدرت کے نثار کہ ایسی زوجہ مجھکو عطا
کی جسکو دیکھکر نہال ہوتا ہون ملکہ کبھی چٹکی لیتی ہین کبھی اُلٹے ہاتھ سے تمانچہ مارتی
ہین کبھی کہتی ہین الگ رہو میرے قریب نہ آؤ ملکر نہ بیٹھو آتش افروز اِس ناز کی
باتون پر مرا جاتا ہو کہ دلبر نے کہا کیون صاحب آٹھ پہر گذرے کہ ہمنے آب و دانہ
نہین کھایا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہو اگر ہو سکے تو ایک جام شراب
پلا دو کہ ہمارا دل ٹھہرے آتش افروز نے کہا میرے پاس گلابی ہو مگر سحر کر کے
بیے رکھی ہو کہو تو اُسی گلابی سے ایک جام دیدون مگر بروقت سحر مجھکو ضرورت
پڑیگی تو خالی رہونگا ملکہ نے کہا صاحب نکالو آتش افروز نے جھولی سے گلابی
نکالی ملکہ نے کہا آدھی تم پیو پھر مین پیونگی آتش افروز نے ہنسکر کہا مین منھ کو
کھولکر بیٹھتا ہون جتنی مناسب جانو اُتنی میرے حلق مین چھوڑ دو یہ کہکر منھ کھولکر
بیٹھا ملکہ نے گھائی سے بیہوشی ملائی اور ساری گلابی منھ مین اُنڈیل دی اور منھ
پیٹ لیا کہا صاحب تم تو بھاڑ سا منھ کھولکر بیٹھے ساری شراب پی گئے اب مین
کیا کرون لیکن الگ بیٹھو آتش افروز اُٹھا ٹہلنے لگا دو قدم اُٹھائے تھے کہ
لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک بہ عیاری من آنم حیت و چالاک ؁
بچشم دشمن اندازم کف خاک ؁ نہ آید با دگر دتیز گامم ؁ خلیفہ اولم چالاک نامم ؁
نعرہ کرکے خنجر کمر سے گھسیٹا منظور رہوا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی کہ
خبردار او مکار کیا کرتا ہو خنجر نہ مارنا ورنہ تجھکو قتل کرونگا چالاک نے سر اُٹھاکر
دیکھا کہ ایک عقاب مثل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہو چالاک ایک غار مین
کود پڑا وہ عقاب تڑپ کر گرا آتش افروز کو لے بھاگا کمر مین لپٹا ہوا لیے جاتا ہو
یہان لشکر مین اِسکے سب سردار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہمارے

آ تے گئے ہین عیار کا سر لاتے ہونگے یا زندہ لاوینگے کہ دیکھا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک
عقاب کمر مین آتش افروز کی لپٹا ہوا آیا آتش افروز کو زمین پر رکھدیا اور ایک
پرچہ کاغذ کا سینے پر رکھکر روانہ ہوا سرداروں نے پریشان ہوکر آتش افروز کو
ہوشیار کیا آتش افروز کی جو آنکھ کھلی کاغذ سینے پر پایا اُسکو پڑھا تو اُسمین نوشتہ
پایا کہ منم خداوند گر مخواے آتش افروز ہر چند کہ ہم آگ مین رہتے ہین مگر سب دنیا
کا حال معلوم رہتا ہی جمشید ثانی ہر چند کہ خدائی کرتا تھا مگر ہمکو آکر سجدہ کیا وہ ہمارا
بندۂ خاص ہی اے آتش افروز ہمکو معلوم ہوا کہ چالاک تجھکو قتل کرتا ہی مین نے
عقاب کو روانہ کیا اُسنے تمکو بچایا لیکن ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین ہین قدرت
کو ہزار طرح کے کام ہین ہر وقت تمھارا خیال نہین رہسکتا تمام دنیا کے امورات
ہمارے متعلق ہین سب کو رزق پہونچانا گنہگاروں کو سزا دینا بے گناہون کو
ثواب دینا مگر اے آتش افروز ہوشیار رہنا اُس کاغذ کا مضمون پڑھکر آتش افروز
بہت خوش ہوا ساحرون سے کہا کیون صاحبو تمنے دیکھا قدرت کو کسقدر خیال
ہی لشکر تیار کرو مقابلۂ طلسم کشا مین چلین ایسا نہو قدرت کے خلاف گذرے
کاغذ کو جھولی مین رکھ لیا لشکر کو تیار کرکے چلا ساحرون نے کہا بھائی صاحب
آپ کے کیا ہوئے کہا یارو معلوم ہوتا ہی کہ راہی جہنم ہوگئے مرنے کی اُنکے
آواز مین نے سُنی تھی مگر لاشہ نہین ملا ایک صحرا مین جاکر لشکر اُترا ایک کوان
بڑا سا اُس جنگل مین تھا اُسی سے سب پانی بھر کر پیتے تھے اور کہتے تھے کہ یارو
یہ بو کیسی آتی ہی جب آتش افروز نے بھی پیا تو کہا کہ اب کوچ کرو ایسا نہو کہ اس
پانی سے کوئی بیمار ہو جائے صبح کو آتش افروز جو بر سر چاہ آیا لاشہ پھولا ہوا
شعلہ افروز کا کوئین مین دیکھا آتش افروز نے ایک کنکری اُٹھائی اسم سحر
پڑھکر کوئین مین ڈالی اور آواز دی کہ اے سحر سامری اِس لاش کو کوئین کے
باہر ڈالدو کہ یکایک پانی مین غراتا ہوا پانی اُبلنے لگا پانی کے ریلے مین لاش
کوئین سے باہر آئی لاشہ دیکھکر سب جادوگر فکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یارو

بڑا غضب کیا کہ ہمنے رات کو یہ پانی پیا آتش افروز کہتا تھا میں نے بھی پیا تھا مگر
پینے کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ سڑا ہوا گوشت حلق سے اُتر رہا ہی سب نے
بڑا افسوس کیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلاے روزگار ہین آتش افروز جادو
گنبذے پر سوار فوج ہمراہ ہی یہی ارادہ ہی کہ مقابلہ اسعد مین جاوین مگر خواجہ
و چالاک الگ الگ ہوکر لشکر آتش افروز مین آئے خواجہ نے کہا چالاک
ہم تمکو سامنے آتش افروز کے لے چلین گے صورت بنا کر آؤ چالاک سمجھ گیا
ایک نازنین دوازدہ سالہ کی صورت بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال
ٹپک پڑے خواجہ رنگ در روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر عجم کی شکل بنے
اُس نازنین کو ساتھ لیا لشکر مین آتش افروز کے آئے ملازمون نے آکر
آتش افروز سے خبر کی کہ ایک تاجر عجمی آئے ہین آپ کی ملاقات کے خواہان
ہین یہ خبر سُنکر آتش افروز نے حکم دیا کہ بلاؤ سامنے بلا کر پوچھا کیون سوداگر
صاحب آپ کے آنیکا کیا باعث ہوا سوداگر صاحب نے عرض کی ذرا کنارے
چلیے تو مین عرض کرون آتش افروز اُٹھا کنارے جو آیا سوداگر نے برقع
چہرے سے اُس نازنین کے ہٹا دیا برقع جو ہٹا بجلی چمک گئی آتش افروز صورت
زیبا دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای سوداگر اِس نازنین کو کیون لائے ہو سوداگر نے کہا
من عقد این دختر خود ہمراہ حضور خواہم کرد و مادر این صبیہ انتقال نمود من
سپرد حضور خواہم کرد این نہایت صاحب لیاقت است در کار دنیوی طاق
چونکہ نام حضور شنیدم حاضر خدمت ساختم مگر امید آن دارم کہ بر بن یتیم مہربانی
از حد فرمایند کہ این صبیہ یتیمہ مادر ندارد آتش افروز چونکہ عجمی زبان سے واقف
نہین ہوا اپنے ایک سردار سے دریافت کیا کہ سوداگر صاحب کیا فرماتے ہین
سردار نے تمام حال مفصل ظاہر کیا کہ اپنی بیٹی کا عقد آپ کے ساتھ کرنا چاہتے
ہین آتش افروز خوش ہو گیا آخر طے ہوا کہ مہر کسقدر رہنا ہے سوداگر نے کہا
دو لک روپیہ تعداد مہر سنکر آتش افروز گھبرایا سردار سے کہا اِنکو سمجھادو

کہ دس ہزار مجھسے ہو سکتے ہین تاجہ نے انکار کیا آخر بین بیس ہزار پر بہ وقت مہر قرار
پایا آتش افروز کے ساتھ عقد کیا سوداگر نے خود بیٹھکر عقد پڑھا بیس ہزار روپیہ
لیکر سوداگر صاحب تو چلدیے آتش افروز کو نہایت اشتیاق ہی بارگاہ مین آکر
بیٹھا کہہ رہا ہی کنیزین مقرر کرو بی بی کو ہماری کوئی صدمہ نہ پہونچے جس شی کی خواہش
ہو منگادو عطر کی شیشیان خاصدان مین گلوریان رکھوادین دن بھر تو انتظار کیا
رات کو حجلۂ عروسی تیار کرایا آپ تو وہان آکر بیٹھا حکم کیا ملکۂ عالم کو بلاؤ وہ نازنین
کنیزون کے ہمراہ آئی سر جھکا کر بیٹھی مگر سب نے دیکھا کہ وہ نازنین رو رہی ہی آخر
آتش افروز نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تکلیف پہونچی جو حکم دو وہ مین بجا
لاؤن نازنین نے رو کر کہا صاحب اباجان ہمارے کہان گئے آتش افروز نے
کہا کل بلوا دونگا وہ بھی اب یہین رہا کرینگے اگر وہ تشریف رکھتے تو ایسی مجال
تھی کہ چار و قہوہ نہ بھیجتا نازنین نے یہ سنکر گلابی کھینچی جام لبریز کیا ہاتھ بڑھایا
آتش افروز نہال ہوگیا جام بلورین لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جیسے ہی شراب
حلق سے اتری گھبرا کر کہا کیون ای جان جہان و آرام دل مشتاقان اس شراب
مین کیا تھا کہ جسکے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی اس نازنین نے جواب دیا
صاحب مین کیا جانون شراب تمھارے گھر کی تھی کیا کچھ مین اپنے ساتھ لائی
تھی یہ سنکر آتش افروز گھبرا کر اپنے مقام پر سے اُٹھا چاہا ہاٹھلون بے ہوشی
اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوزن
دی پشتارہ باندھکر لے بھاگا راہ مین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی کہا لیجیے
قبلہ و کعبہ آتش افروز کو لایا خواجہ نے کہا بخدمت صاحبقران زمان لیچلو
چالاک لیکر چلا یہان صاحبقران زمان دربار عام مین تشریف رکھتے ہین
کہ زنگ کی آواز آئی خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو چالاک آتے ہین صاحبقران
نے فرمایا بلالو چالاک سامنے آیا آتش افروز کو ستون سے باندھدیا امیر
نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو ستون سے باندھکر عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے

فرمایا کیون اے آتش افروز قدرت خدا کو دیکھا کسطرح گرفتار ہو کر آئے بہتر یہ ہے کہ
اطاعت اسلام کرو ورنہ جلاد کو بلاؤنگا جلاد تمکو قتل کر ڈالیگا جلاد کا نام سنکر آتش افروز
کانپنے لگا دست بستہ عرض کی مین غلامی اختیار کرتا ہون چاہتا ہون اطاعت دین
اسلام اختیار کرون صاحبقران نے یہ سنکر حکم دیا کہ زبان سے اسکی سوزن
نکالو زبان سے سوزن جو نکلی آتش افروز داہنے بائین دیکھنے لگا چاہتا ہے کہ
نکل بھاگون مگر ڈر ہے کہ عیار پکڑ لاوینگے دل مین کہتا ہے اے آتش افروز کیونکر بچونگا ضرور
گرفتار ہو جاؤنگا سرنگون بیٹھا ہے یہ سوچتے سوچتے بول اٹھا کہ اے چالاک فرزند
خواجہ عمرو اب صاف صاف بتاؤ کہ ملکہ دلبر صنوبر قد کہان ہے چالاک نے جو
یہ بات سنی خیال کیا کہ مسلمان تو ہو چکا ہے صاف صاف بیان کر دیا وہ سنکر خاموش
ہو رہا اور باہر نکلا عمرو نے کہا اے آقائے نامدار اسکو روکیے ورنہ یہ بھاگ
جائیگا صاحبقران نے فرمایا اگر یہ بھاگ جاویگا تو پھر گرفتار ہوگا عمرو دور سے
دیکھ رہا ہے کہ آتش افروز طرف صحرا کے چلا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ مین اسکو
روکتا ہون عمرو نے کہا اے فرزند جانے دو جو مرضی آقائے نامدار کی ہو ہمنے اول ہی
عرض کر دیا تھا ہمارا کہنا نہ مانا اسوقت تم جاکر اگر روکوگے وہ عذر کریگا کہ صحرا مین
واسطے شکار کے جاتا ہون چالاک کہنے سے خواجہ کے رکا مگر آتش افروز
صحرا مین آیا پر پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا طرف اپنے صحرا کے چلا جب لشکر مین آیا
تو افسرون پر اپنے بہت خفا ہوا کہا یارو ایسے غافل ہو گئے ہمکو گرفتار کر کے
عیار لے گیا اور تم مین سے کسی نے نہ روکا سب نے عرض کی ہم سب بیہوش پڑے
تھے کون روکتا کون ٹوکتا آتش افروز نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب آیندہ خیال رہے مگر ایک مطلب حاصل ہوا کہ دلبر صنوبر قد صندوق مین
بند ہے اسکو نکالو میرے پہلو مین لاکر بٹھاؤ دلبر کو مصاحبون نے صندوق سے
نکالا اب جو آنکھین ملتی ہوئی وہ اٹھی ساحرون کو دیکھکر گھبرا گئی اور پوچھنے لگی کہ میری
کنیزین کہان ہین سب نے کہا کنیزین آپ کی سب موجود ہین مگر اب چلیے آپ کے

شوہر آپ کو بلاتے ہین نام شوہر سنکر دلبر رونے لگی کہا مین نوغبر کے سامنے نہ جاؤنگی ساحرون نے کہا آپ ہی کی شکل بنکر عیار انکو چرا لیگیا تھا لشکر صاحبقران سے جاکر آپ کے شوہر بھاگ آئے لیکن اب ارادہ یہ ہی کہ براے مقابلۂ مسلمانان نہ جائین دلبر اسی مقام پر بیٹھ گئی مصاحبون نے آتش افروز سے کہا کہ دلبر صنوبر قد آپکے نام سے نفرت کرتی ہی ہر چند بلاتے ہین وہ نہین آتی آتش افروز نے کہا مین ابھی جا کر راضی کیے لیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ چوبدار نے عرض کی نامہ دار غار افراسیاب سے آیا ہی آتش افروز نے کہا بلالو نامہ دار اندر آیا آتے ہی نامہ دیا نامے کو اُسنے پڑھا اُس مین یہ لکھا تھا کہ اے آتش افروز منم سرخاب مقرب کل جو سجدہ کیا تو قدرت نے حکم دیا کہ ہمارا بندۂ خاص عجب آفت مین مبتلا ہی اُسکو بلا بھیجو ہم اُسکے سحر کو مضبوط کر دین نامہ دار نے کہا میرے ساتھ چلیے آتش افروز نامہ دار کے ساتھ ہوا مصاحبون نے کہا ابھی حضور نے سمجھ لیا کہ یہ نامہ دار وہین سے آیا ہی آتش افروز نے کہا سرخاب مقرب نے نامہ لکھا ہی کہ وہ نائب خداوند ہی اب جو وہان سے آؤنگا تو قیامتین برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اگر مین دربار حمزہ کو دیکھ آیا بڑے بڑے جادوگر اُسکے ہمراہ ہین اُن سب کو ایک سحر مین پست کر دونگا بھلا کسکی مجال ہی کہ جو مجھسے مقابلہ کر سکے خداوندگر محو بلاے روزگار ہین ایسے ایسے سحر پیدا کرتے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہی ستارہ ہاے آسمان ہلجاتے ہین وہ ایسا ہی کوئی سحر مجھکو دیدینگے کہ مین آکر زمین ہلا دونگا سب نے کہا آپ کو اختیار ہی اب نامہ دار سے باتین کرتا ہوا چلا نامہ دار سے پوچھا تمھارا کیا نام ہی نامہ دار نے جواب دیا مجھکو اختقاق جادو کہتے ہین مقرب خداوند کے پاس رہتا ہون آتش افروز بے خوف ہو گیا ایک مقام پر آکر نامہ دار رکا یا تو آگے آگے جاتا تھا یا ٹھہرا کے پیچھے آیا آتش افروز نے پوچھا خیر تو ہی اختقاق نقلی نے کہا ایک شیر ببر راہ مین کھڑا ہی آتش افروز نے کہا کیون ڈرتا ہی مین ابھی سحر کرکے ہٹاے دیتا ہون اُس ببر کو بلاؤن کہ جو شیر کو بھی ڈرا دے اور وہ

شیر اپنی دُم دبا کر بھاگے نامہ دار نے کہا آیئے سحر کیجیے جیسے ہی آتش افروز آگے
بڑھا پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے اور نعرہ ہوا نعرۂ چالاک ٭ عیاری
من آنم جست و چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید با دگر دنیز کامم ٭
خلیفہ اولم چالاک نامم ٭ نعرے کی صدا سنکر آتش افروز نے چاہا پلٹون چالاک
نے حباب مار دیا آتش افروز بے ہوش ہوا زمین پر گرا چالاک نے چاہا پشتارہ
باندھون کہ آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا چالاک تو ایک غار مین جاکر
چھپا عقاب نے آتش افروز کو اُٹھا لیا اور لیکر اُڑتا ہوا چلا چالاک نے دیکھا
کہ عقاب آتش افروز کو لیے جاتا ہی یہ بھی چھپتا ہوا چلا عقاب آخر ایک قصر مین
داخل ہوا چالاک جو قریب قصر آیا دیکھا صد ہا چوبدار و خدمتگار دروازے پر
کھڑے ہین چالاک نے ایک کو اشارہ کیا جیسے ہی وہ سامنے آیا چالاک نے
اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر دروازے پر آیا باتون مین لوگون سے پوچھا کہ
اِس قصر مین کون صاحب رہتے ہین چوبدارون نے کہا میان ایسے نادان ہوگئے
خداوند گرمخو اِس مکان مین واسطے عیش کرنے کے آتے ہین ساحرون کو بڑا
دھوکا دیا ہی اِس مکان سے کوئی آگاہ نہین ہی چالاک یہ خبر سُنکر اندر چلا چوبدار
نے کہا کیا میان خدمتگار تمکو بلایا ہی چالاک نے کچھ جواب نہ دیا سر ہلایا اندر
آکے دیکھا کہ مکان فرش مشجر سے آراستہ ہی تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہوا ہی اور
آتش افروز سامنے بیہوش پڑا ہی اُس تخت نشین نے آواز دی کہ او خدمتگار
اِسکو ہوشیار کر دے چالاک بہت خوب کہکر قریب آیا پانی چھڑک کر آتش افروز
کو ہوشیار کیا آتش افروز نے آنکھین کھولکر اُس ساحر کو دیکھا واسطے سجدے
کے جُھکا کہا یا خداوند آپ یہان کہان آگئے گرمخو نے جواب دیا کہ ہم کو
اکثر یہان آتے ہین تیری خبر پائی کہ عیار باندھ چکا ہی چاہتا ہی کہ اُٹھا لیجائے بڑے
افسوس کی بات ہی کہ دو دو تین تین دھوکے کھاتا ہی اور پھر ہوشیار نہین
ہوتا مگر مین تجھکو ایک بیضہ دیتا ہون اِسکو جاکر صاحبقران کے سامنے کاٹنا

انکو اسم اعظم فراموش ہو جائیگا تب انکو اٹھا لانا یہ کہکے ایک بیضہ سفید دندان
فیل کا دیا اور ترکیب اسکی بتادی کہ اسم اعظم بند کرکے صاحبقران کو تو اٹھا لانا
آتش افروز نے کہا یا خداوند مین جاتا ہون خدمتگار نے دست بستہ عرض کی
یا خداوند مین بھی انکے ساتھ جاؤن گر مخو نے کہا اے آتش افروز اسکو بھی ساتھ
لیتے جاؤ یہ تمکو ہوشیار کرتا رہیگا یہ خدمتگار قدرت ہے کل امور کی حقیقت سے
آگاہ ہے آتش افروز خدمتگار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین اسنے کہا آپ چلیے مین آیا
سرمہ دانی بھول آیا ہون اُس مین سرمہ جمشیدی ہے جسوقت آنکھون مین آپ
لگا لیجیے گا سحر اور زیادہ یاد آئیگا اور ایک عمدہ بات یہ ہے کہ آپ سب کو دیکھیے
آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے آتش افروز نے کہا تم سرمہ دانی لاؤ مین آگے بڑھتا
ہون خدمتگار غائب ہوا آتش افروز چلا راہ مین آکر آتش افروز نے
دیکھا کہ جنگل مین ایک عورت پھر رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے نظم

خاک مین ملکے بھی مین اُسکو نہ دشمن سمجھا	گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون	کیا یہ اُسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین	جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا
کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ	کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی	گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا
سینے سے مثل چمن مین نے لگایا جو اُسے	داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے	سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہو گئی یار کے ہاتھون پہ جو مہندی کالی	انگلیونکو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا	بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے	گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش	مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

آتش افروز نے بڑھکر پوچھا کہ اے نازنین اِس صحرا مین کیون ماری ماری پھرتی ہے

اُس حسین نے بہ نگاہ غور دیکھا ہنسکر کہا لو صاحب میری آرزو پوری ہو گئی مین نے
خواب مین تمکو دیکھا تمھاری ہی تلاش مین نکلی لیکن جمشید ثانی کے صدقے کہ یہان
ملاقات ہو گئی اب مین تمھارے ساتھ ہون آتش افروز اُسکو اپنے ساتھ لیکر
چلا ایک مقام پر ٹھہرا کے پیچھے ہٹی کہا لو صاحب غضب ہوا میرے باپ آتے ہین
تلوار کھینچے ہوے ہین آتش افروز نے کہا تم نہ ڈرو مین سمجھا لونگا نازنین نے
کہا آگے بڑھو آتش افروز آگے بڑھا جیسے ہی آگے بڑھا چالاک نے حلقہ ہاے
کمند گلے مین ڈالدیے اور حباب مار کر بیہوش کیا خنجر کھینچکر مار اکر آتش افروز
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جنگل مین ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی چالاک ایک
غار مین چھپا جیسے ہی نکلا آسمان سے تڑپ کر وہی عقاب گرا چالاک کو اُٹھا لیگیا
چالاک نے راہ مین دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتا ہی کہ ایک طرف سے دیکھا شعلہ افروز آتا ہی مگر روتا ہوا کہ ہاے بھائی
کا لاشہ اِن آنکھوں سے دیکھا کاش کہ نابینا پیدا ہوتا مگر اِن عیارون سے خداوند
جمشید ثانی بچاوین عقاب نے جو دیکھا کہ شعلہ افروز روتا ہوا آتا ہی عقاب نے
پکار کر آواز دی کہ ای برادر آتش افروز کہان سے آتے ہو کیون روتے ہو
مین نے تمھارے بھائی کے خون کا بدلہ لے لیا دیکھو اِس قاتل کو لیے جاتا ہون
شعلہ افروز نے کہا بھائی تیرے صدقے ہو جاؤن ذرا نیچے آؤ مین اِس ظالم کی
بوٹیان دانتون سے کاٹون تو میرے دل کو آرام آئے عقاب نے کہا مین نے
سُنا تھا کہ تم بھی مارے گئے شعلہ افروز نے کہا جب مین نے سُنا کہ عیارون کا
ہنگامہ ہی تو پیر کو اپنی صورت بنا کر مین الگ ہو گیا تھا وہ پیر مارا گیا اور مین
غار مین مخفی رہا آج نکلا تھا کہ بھائی کے مرنے کی آواز کان مین آئی لاشہ دیکھکر
بیقرار ہو گیا سامنے قدرت کے بہت فریاد کرونگا مگر اِسکو نیچے لاؤ مین سزا دون کر
دل کو تسکین ہو عقاب ہوا سے اُتر آیا شعلہ افروز نے بڑھکر چالاک کو ایک
لات ماری تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا عقاب نے کہا اے شعلہ افروز قتل نہ کرنا

قدرت نے کہدیا تھا کہ ای عقاب زندہ لانا قدرت کے سامنے چلو اُنکو اختیار ہی شعلہ افروز نقلی نے کہا دیکھو سامنے بھائی صاحب آتے ہین قدرت نے میری دعا قبول کی بھائی صاحب زندہ ہوگئے عقاب جادو خوشی خوشی کہنے لگا کہ اگر قدرت کی نظر مرحمت ہوئی تو کیا بڑی بات ہی سیکڑون بندے پیدا کرتے ہین ایک مُردے کو زندہ کر دیا تو کیا کمال ہوا عدم سے پھیر دیا روح کو بدن مین داخل کیا یہ کہکے عقاب پلٹا شعلہ افروز نقلی نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ بہرم	رنگ از رُخ بختنک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہوا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ خوب آپ وقت پر آئے خواجہ نے کہا مین دیکھ رہا تھا کہ تمکو عقاب لیے جاتا ہی مجھکو کچھ نہ بن پڑا شعلہ افروز کی شکل بنکر آیا خیر عیاری موزون ہوگئی اب کیا ارادہ ہی چالاک نے کہا صاحبقران کو جاکر خبر دیجیے کہ کوچ کرین چالاک و خواجہ ساتھ ملے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے سب کیفیت بیان کی مگر چالاک نے کہا دلبر صنوبر قد اُسکے لشکر مین ہی اگر حکم ہو تو اُسکو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا ای چالاک کون صنوبر قد چالاک نے عرض کی کوہ یار جادو ایک قلعے کا حاکم ہی گذر آتش افروز کا اُسکی طرف سے ہوا یہ دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا اِسنے کوہ یار کو نامہ لکھا کہ اپنی دختر کو میرے ساتھ منسوب کر اُسنے بخوشی قبول کیا ملکہ کو سوار کرکے روانہ کر دیا کہ گذر میرا اُس صحرا مین ہوا کہ جہان صنوبر قد اُتری ہوئی تھی مین نے عیاری کرکے دریافت کر لیا کہ دلبر صنوبر قد کو ساحر کے نام سے نفرت ہی مین نے عیاری کرکے صنوبر قد کو ایک صندوق مین بند کر دیا تھا مگر اب سُننے مین آیا تھا کہ آتش افروز نے اُسکو صندوق مین سے نکالا اور طالب وصل ہوا مگر

ملکہ نے انکار کیا اُسکا ارادہ ہوا تھا کہ ملکہ پر کچھ جبر کرے کہ یہین اور قبلہ وکعبہ پہونچے
صاحبقران نے فرمایا اب کسی طور سے جاؤ اور اُسکو لاؤ چالاک باہر نکلا آکر
خواجہ سے پوچھا کہ کیون قبلہ وکعبہ کیونکر جاؤن خواجہ نے کہا اُسی طرح جاؤ اپنو
چالاک حیران ہوا کہ قبلہ وکعبہ نے عجب فقرہ کہا یہ سوچ رہا تھا کہ برق سامنے
سے آیا واضح رہے کہ مہتر برق سے اور دیو تنذرک سے ملاقات ہو گئی اسنے
کہا اے تنذرک مجھکو بھی طلسم نوخیز مین پہونچا دے تنذرک نے لاکر ایک صحرا مین
چھوڑ دیا مدت سے لشکر مین تھا اب اپنے کو برق نے ظاہر کیا برق سے بھی
چالاک نے پوچھا کہ کیون بھائی برق کیونکر جاؤن برق نے ہنسکر کہا کہ اُسی
صورت پر جاؤ چالاک حیران ہوا کہ برق نے بھی وہی کلمہ کہا جو قبلہ وکعبہ نے
کہا تھا اے چالاک کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک عیاری عقل مین آئی
چار شاگرد لیے اُنکو خدمتگار بنایا مرکب عربی پر سوار ہوا بصورت آتش افروز
چلا یہان لشکر والے حیران تھے کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ابھی تک
پلٹ کر نہین آئے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ آتش افروز آتے ہین
افسرون نے آکر استقبال کیا باعزاز لیکر بارگاہ مین آئے چالاک نے بیٹھتے ہی
پوچھا کہ دلبر کا مزاج کیسا ہے کنیزون نے عرض کی جب سے آپ گئے ہین ہر وقت
رویا کرتی ہین اور کہتی ہین مین آتش افروز سے راضی نہین یا میرے قلعے
مین بھیجدین یا طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کرین کہ مین وہان جاکر عبادت
خدا کرون یہ سنکر آتش افروز نقلی نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہدو کہ تخلیہ کرو ہم
آتے ہین ملکہ نے خبر سُنکر منھ پیٹ لیا کہا جس امید پر آتے ہین ہمیشہ نا امید رہینگے
مجھپر دست انداز نہ ہو سکین گے کنیزین ہر بہانہ سے ہٹنے لگین کہ ایک کنیز نے
خبر دی کہ شہنشاہ آگئے اُس جلدی مین دلبر نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا جب
کنیزین سب ہٹ گئین تو آتش افروز نقلی اندر آیا سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا
ملکہ نے کہا صاحب کیون کھڑے ہو بیٹھ جاؤ چالاک نے کہا آپ نے غلام

قدیم کو پہچانا دلبر نے سر جھکا کر کہا ہان صاحب پہچانا کہ آپ شہنشاہ ساحران ہین
مگر مجھسے کچھہ امید نہ رکھیے گا چالاک نے کہا مجھے آپ نے نہین پہچانا حضور مین ہون
چالاک بن عمرو کہ ایک کنیز کو دیکھا چلی آتی ہی ہنستی ہوئی پا نیچے ہلاتی ہوئی
سامنے آکر کہا اوی فرزند کیا کہنا شمع مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری مین
بھی یہو سمجھا تھا کہ ملکہ کو لے جاؤن مگر تم بھی خوب آئے اب انکو نکالدو پھر ہم
لشکر سے سمجھ لین گے چالاک نے باہر نکلکر حکم دیا کہ محافۂ زرین لاؤ اُس مین
ملکہ کو سوار کرو لشکر مین حمزۂ عرب کے بھیجدو ہم لڑ بھڑ کر لے لین گے ملکہ کی تو
مراد پوری ہو جائے محافۂ زرین آیا ملکہ خوشی خوشی سوار ہوئین پچیس سوار
ساتھ کیے کہا لشکر حمزہ مین پہونچا کر چلے آؤ پھر کہا دو افسرون کو بلاؤ جو غالب
ہوگا اُسکو سپہ سالار لشکر کرینگے خیل جادو و ابابیل جادو آئے دونون کو لڑوایا
مراد یہ تھی کہ آپس مین سحر کرو جو غالب ہوگا ہم اُسکو افسر کرینگے خیل و ابابیل
مین سحر چلنے لگا خیل جادو ابابیل پہ سحر کرتا ہی ابابیل نے جو دیکھا کہ خیل سحر
کرکے گھسا آتا ہی جھلا کر ایک تمانچہ مار دیا تمانچہ کھا کر خیل جھلایا جھولی سے کارد
سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا سحر کرکے کھینچ ماری ہرچند ابابیل نے چاہا روکون
مگر کارد ندکی سینے پر آکر پڑی کہ پشت کو توڑکر پار گذری ابابیل جادو کا گرنا
کہ چالاک نے اُسکے ملازمون سے کہا تمھارے افسر کو مار ڈالا تم اس سے
بدلہ لو اُن سب نے ملکہ خیل کو مارا ملازمون نے شور و غل مچایا اسطرح پر
چالاک نے ہزار دو ہزار کو قتل کراکے گرایا اِسکے بعد اپنے کو ظاہر کیا سب
بہ صدق دل مسلمان ہوے چالاک اور عمرو سب کو ساتھہ لیکر روانہ ہوے
اسباب توسب خواجہ نے نذر زنبیل کیا پہلے صاحبقران زمان نے سُنا کہ
دلبر صنوبر قد آئی ہی اُسکو اگر اترو ایا بعد اسکے ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ
و چالاک لشکر کو لیکر آتے ہین صاحبقران نے سردارونکو بھیجا وہ استقبال
کرکے لائے صنوبر نے جو صاحبقران کو دیکھا عاشق جمال بے مثال ہوئی

صاحبقران نے بہ خوشی دلبر کے ساتھ عقد کیا مگر باپ اِسکا کوہ یار جادو بالائے کوہ بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی کا عقد صاحبقران کے ساتھ ہو گیا نام حمزہ کا سنکر کوہ یار بہت جھلآیا کہا مین نے تو پاس آتش افروز کے روانہ کیا تھا اُسپر کیا سانحہ گذرا ہرکارون نے بیان کیا کہ آتش افروز مارا گیا شعلہ افروز قتل ہوا چالاک و عمرو عیاری کرکے آپ کی دختر کو لیگئے کوہ یار نے حکم دیا کہ مابدولت کو بہت ناگوار ہوا کہ میری لڑکی مسلمان کے ساتھ منسوب ہو کہ جو خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین یہ فعل مجھپر بہت شاق ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کر برسر حمزہ جائے سردارونسے کہا کہ تم بھی آپڑنا مین جاکر اِدھر سے سحر کرونگا لشکر مین ہنگامہ پڑجائیگا ساٹھ ہزار کا لشکر ہمیح کو روانہ ہو گیا لشکر تو دن کو گیا اور شام کو آپ ایک ہنس پر سوار ہوا طرف آسمان کے چلا یہان صاحبقران تو بارگاہ مین ہین جملہ سردار حاضر ہین چونکہ صاحبقران نے شب کو عقد کیا ہی لہذا خواجہ عمرو نی بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گارہے ہین نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا	مین موے پر روز جی جاتا رہا
زندگی کی ہجنے مرمر کے بسر	وہ بُت ترسا جو ترساتا رہا
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے	نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی	رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
چھوڑکر چاہ ذقن نکلا نہ دل	لاکھ گیسو اُسپہ لہراتا رہا
دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین	ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اُسکو ہو گیا مین بیخبر	دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین	سیل اشک آنکھونسے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا	دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اُس مسیحا کی امید وصل مین	شام جیتا صبح مرجاتا رہا
عشق کا رعنا مرض ہی لادوا	کب سنا تونے کہ وہ جاتا رہا

کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساٹھ ہزار فوج ساحران مقابلۂ حضور مین آئی ہو انکا
ارادہ ہو کہ آج ہی رات کو لڑائی کا خاتمہ کر دین صاحبقران نے فرمایا خداے ما
رحیم است وکریم است یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی صاحبقران
نے پوچھا عمرو نے عرض کی ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے
دعا وثناے شاہی بجالائے قطعہ ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد ہلہ دی
نگہبان تن وجان تو اللہ الصمد ہلہ لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر ہلہ لم یکن
نامر ترا سو لنس لہٗ کفوا احد ہلہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سونہ وگداز ہو افسران
لشکر کوہ یار نے طبل جنگی بجوا دیا مگر کوہ یار لشکر مین نہین ہو امیر نے خواجہ
سے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
تیاری رہی اب وہ وقت آیا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحاف غنچہ از رو بر کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

مگر رات کو یہ سامان ہوا کہ جب رات کم باقی رہی تو آسمان سے پتھر برسنے
لگے لشکر مین صاحبقران کے صداے فریاد بلند ہوئی صاحبقران زمان
ہنگامہ سنکر نکل آئے دیکھا خیمہ ہاے زنگاری وگلناری سرنگون پڑے ہوے ہین
ہر طرف بڑی بڑی بارگاہین الٹی ہوئی پڑی ہین صدہا بندگان خدا سر پیٹتے ہین
تڑپ رہے ہین جسپر پتھر پڑا سر پاش پاش ہو گیا جب کئی سو جوان اِس آفت
سنگین سے سیار گلشن جنان ہوے اور صاحبقران نے اپنی آنکھو ںسے
دیکھا کہ بارش سنگ موقوف نہین ہوتی تو عمرو نے آکر کہا اسم اعظم پکار کے
پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی آواز بلند ہوئی پتھر برسنا موقوف
ہوے صاحبقران پلٹ گئے جاکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد آنے لگی

باہر نکلکر دیکھا کہ پتھرون کی بوچھار ہی اہل اسلام عاجز ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کدھر نکلجاوین کیونکر جان بچاوین صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا پتھر برسنا موقوف ہوے آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صدائے فریاد بلند ہوئی پھر امیر نے آکر اسم اعظم پڑھا پھر موقوف ہوگئے اسی طرح سے صبح تک تلاطم رہا جب نیر اعظم نکلا اور روشنی پھیلی تب بالکل پتھر موقوف ہوے صاحبقران سوار ہوے لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آئے افسران فوج کوہ یار بھی ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین بعد نقابت سہراب جادو طرف سے کفار کے میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسے ہی سہراب نے آواز دی القاس گھوڑا اچپکا کر نکلا صاحبقران سے اجازت لی امیر نے فرمایا ای القاس نہ جاؤ تم غیر ساحر ہو ساحر کے مقابلے مین جاتے ہو کیونکر جواب دوگے القاس نے عرض کی غلام تیر سے اُسکو مار لیگا صاحبقران نے ناچار اجازت دی القاس میدان مین آیا تیر مارا سہراب نے جلا دیا کئی تیر القاس نے مارے لیکن سہراب نے جلا دیے سہراب نے سحر کیا کہ گھوڑا لیکر القاس کو طرف صحرا کے بھاگا سہراب نے پھر آواز دی کہ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے امیر نے اشقر بڑھایا میدان مین پہونچے سہراب نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے کئی ساحر اسی طرح نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اب امیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہین آتا کہ صحرا سے گرد اڑی کوہ یار ایک ہزبر آتشین پر سوار مقابلے مین صاحبقران کے آیا آتے ہی تلوارین برسائین مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی سحر کوہ یار نے کیے جب کچھ اثر نہ ہوا تو کوہ یار گھبرایا مقابلے مین امیر کے تلوار کھینچکر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر امیر نے بہ فنون سپاہ گری رد کے پھر ہاتھ تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر کوہ یار کو اُٹھا لیا ہر چند وہ چاہتا ہی سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا آخر صاحبقران نے فرمایا کہ ای

کوہ یار میں تمہارا لحاظ کرتا ہون چاہتا ہون کہ اپنی جان نہ دو دین اسلام اختیار کرو آخر کوہ یار بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی دائرہ اسلام مین لایا صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے یہ سب خبرین جمشید ثانی کو پہونچین اسنے گرم خو کو عرضی لکھی کہ یا خداوند مین آپ کا ہر چند کہ گندہ بندہ ہون لیکن لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو گا پس لوح نوعمر بھر نہ پاوینگے مگر دربند ویران ہو گئے یہ عرضی جو جمشید ثانی کی پہونچی نگہبانون نے عرضی کو آگ مین ڈالدیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا اُسنے عرضی کو اُٹھا لیا گرم خو نے وہ عرضی پڑھی سوچا کہ بڑا ساحر مارا گیا آتش افروز کہ نگہبان آتش تھا اُسکو عیارون نے مارا اُسی کی شکل بنکر عیاریان کین دلبر اُنکے قبضے مین گئی کوہ یار بھی بصدق دل مسلمان ہوا اب کیا تدبیر کرون دیر تک سوچا کیا آخر آواز دی کہ ای ہماے جادو جلد آو کہ آسمان سے ایک ہما اُڑتا ہوا آیا آکر آگ مین گرا اُسکے پر جل گئے ایک طرف سے آواز آئی کہ ای مقرب درگاہ خداوندی اپنے کو سنبھال ہما کے فوراً پر درست ہو گئے سامنے گرم خو کے آیا گرم خو نے کہا ای ہماے جادو تو برای مقابلہ مسلمانان جائیگا مسلمانون کو گرفتار کر لائیگا ہما نے کہا قدرت کا ارشاد ہو آنکھون سے بجا لاؤنگا یہ کہکر ہما باہر نکلا اور ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لی برای مقابلہ صاحبقران چلا یہان صاحبقران بعد فتح جنگ کوہ یار دربار مین ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سرداران ساحر وغیر ساحر جمع ہین کہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ براے ملاقات سعد شہریار جاؤ اُنکو ہمارے پاس لاؤ کہنا ای نور نظر تمنے ماشاء اللہ بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کہ تمہارے نام کے سکے ہین مگر ہماری ملاقات کو آؤ خواجہ عمرو چلے مگر بادشاہ جمجاہ ایک صحرا مین فروکش ہین جادوگرنیان مثل حمالہ گیسو کشا دلو حداران طلسم کوہ دیجور جادو وغیرہ دربار بادشاہ مین جمع ہین سرداران غیر ساحر بھی ہین ذکر بدیع الزمان ہو رہا ہی بادشاہ فرماتے ہین عم نامدار کو کئی دن گذرے

کہ شکار سے پلٹ کر نہین آئے مجھکو بڑا انتشار ہی کہ فیروزہ دوڑا ہوا آیا عرض کی
مبارک ہو کہ قبلہ وکعبہ تشریف لاتے ہین سعد بہت خوش ہوے خواجہ نے
آکر سلام کیا بادشاہ نے گلے لگا لیا پوچھا ای عم نامدار کیونکر تشریف لانیکا اتفاق
ہوا خواجہ نے نامہ صاحبقران کا پیش کیا سعد نے فرمایا ای عم نامدار مین بڑے
تردد مین ہون کہ ملکہ قمر عذار ایسی ساحرہ اُسکا دل جمشید ثانی نے سحر کرکے بالکل
اُلٹ دیا ہی وہ میرے مقابلے مین آئی ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل ہو جائے
قتل سے امان نہ پائے اور بیچرا ہو آئے خواجہ نے کہا ای فرزند اِس مقدمے
مین روپیہ کا بہت صرف ہی بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھا اور خواجہ کے
حوالے کیا خواجہ نے کہا کہ ای بیٹا رقعہ تو تمنے لکھدیا کیا اِسکو لیکر مین چاٹون
تم خوب واقف ہو کہ مین قرضدار رہتا ہون مہاجن وغیرہ مجھکو گرفتار کرلینگے
کچھ نقد دلواؤ بادشاہ نے کئی ہزار روپیہ نقد بھی دیے خواجہ نے روپیہ لیکے نذر
زنبیل کیے اور فیروزہ سے کہا تم خالی بیٹھے رہتے ہو تمسے کچھ نہین ہوسکتا
مفت کی تنخواہ کھاتے ہو بس مناسب یہ ہی کہ جتنا زمانہ اِس طلسم مین گذرے
اُسکی پوری تنخواہ لینے کا مین مستحق ہون آپ تنخواہ سے ہاتھ دھوئیے لیکن
بدیع الزمان کئی دن سے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین قمر عذار کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ بدیع الزمان نے صحرا مین آکر سماق جادو کو مطیع کیا اور شکار
کھیل رہے ہین اُنکا اِرادہ ہی کہ طلسم باطن مین داخلہ کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر
اپنے مقام سے اُٹھی افسرون سے کہا کہ مین برائے کار ضروری جاتی ہون تم
لوگ نہ گھبرانا یہ کہکر باہر نکلی طاؤس پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین آئی جہان شاہزادہ
بدیع الزمان شکار کھیل رہے تھے دو پتلیان سنہری جھولی سے نکالین اُن کو
چھوڑ دیا ایک سے کہا تم جاکر بدیع الزمان کو لاؤ دوسری سے کہا تم جاکے
سماق کو تسخیر کرو دونون پتلیان روانہ ہو گئین بدیع الزمان نے ایک آہو
پر گھوڑا اڑا لا اسپ تو پیچھے رہ گئے مگر سماق جادو اڑتا ہوا ساتھ ہی جب اِسنے دیکھا

کہ شاہزادہ کسی کوس نکل آیا تو سحر کرکے آہو کو روکا آہو نے ایک نخل کے نیچے ٹھہر کر چہار جانب دیکھا بدیع الزمان نے تیر مارا آہو لنجھیا کر گرا بدیع الزمان نے آکر یہ قربانی پہونچایا کہ سماق جادو بھی پہونچا بدیع الزمان نے کباب لگائے اُس وشت کا جو حاکم تھا ساحل جادو اُسنے کوہ سے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک غیر ساحر ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین کباب لگا رہے ہین عیار کو اپنے حکم دیا کہ جا کر اِن جوانون کو گرفتار کر لاؤ سہمناک تیز رو روانہ ہوا ایک فقیر بنکر سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا مین کباب لگا دون حضور کو تکلیف ہوتی ہے بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہے عیار نے کباب لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا دونون کو بیہوش کیا دونون کے پشتارے باندھکر لے چلا ارادہ ہے کہ بالاے کوہ جاؤن دفعۃً گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

ہم دل سے لگ چلے تھے کہ دیوانہ پن ہوا
سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
گھر عجب تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا

اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا

گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا

یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا

شیشون نے مارے قہقہے توبہ جو ہنے کی
بے اختیار ساغر و خندہ زن ہوا

تھا مجھ مین یار مین بھی جھگڑا دم وداع
جو نزع مین معاملۂ روح و تن ہوا

مجھکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو نیرگی
چلاۓ اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا

پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا عیب کہن ہوا

کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی ای صبا ہوئی
اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا

پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا

شناکی ہوان دو دو دل کا نزہی جلوہ گاہ ہین
شکوہ نہین دیے جو ہنون نے جواب سخت
رخت قبا سے گل کا جو ٹکڑا اٹھا اے جنون
آندا رہے کتنی ہی وحشت عدم مین بھی
پہچانتا نہین یہ اثر کو اثر اسے
کرتا ہی بخیہ گر یہ ملامت ہی بار بار
اٹھتے ہی پردہ آنکھون پہ دیسے پڑ گئے
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے تیغ زن
محمل کے پاس اپنے کو پہونچا سکا نہ قیس
پیری سے آرزوے جوانی جو ہنے کی
سمجھے ہین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے اے جلال

اُسٹھا نو سمر منہ نگہ انجمن ہوا
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا
کچھ بچ رہا تھا انھین مرا پیرہن ہوا
جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
کتنا جگر کا چاک دو بدہ و دہن ہوا
جلوہ ترا نقاب رُخ انجمن ہوا
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
آہٹ ہی پا کے ناقۂ لیلی ہرن ہوا
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
ہین اے فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا
پُر شور آمد آمد اہل وطن ہوا

یہ آواز سُنکر عیار چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھا سامنے سے دو عورتین حسین و جمیل ناز سے مارتی ہوئی آتی ہین عیار اُنکی صورت زیبا دیکھنے لگا کہ نہایت ہی حسین ہین اور کمسن اٹھلا اٹھلا کے گا رہی ہین عیار دیکھتے ہی حیران جمال ومحو دیدار ہوا اُن دونون نے قریب آکر کہا میان عیار صاحب کسے لیے جاتے ہو عیار نے کہا فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان اور رفیق اُنکا سماق دونون کو پکڑا ہی خدمت مین آقا کی لیے جاتا ہون اُن دونون نے کہا ہم انکو دیکھین عیار نے پشتارے کھولے ایک کی نگاہ بدیع الزمان پر پڑی وہ جو دوسری تھی اُسنے سماق جادو کو دیکھا سر جھکا کر خاموش ہو رہین دونون کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا اور عیار کو جھڑ کا کہا جا بھاگ جا ٹھہرے گا تو بلا مین مبتلا ہوگا عیار پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اُن دونون نازنینون نے دونون کو ہوشیار کیا

بدیع الزمان اُٹھے نازنین کو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے اُسنے ہنسکر کہا میرے
ساتھ چلیے مین آپ کا پہلو گرم کرونگی آپ کو تکلیف نہ ہونے پائیگی دوسری نے
سماق سے کہا کہ مین تیرے ہمراہ ہون تجھکو آرام سے رکھونگی وہ مرتبہ دونگی کہ
عالم عالم رشک کرے دونون جوان دونون کے ساتھ چلے مگر ایک دوسرے
پر نثار ہو بہ نگاہ غور دیکھتے ہوے ساتھ جاتے ہین کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے
دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان ہمراہ ایک سردار ساحر کے دو معشوقون کے
ساتھ ہنستے ہوے جاتے ہین سمجھے کہ یہ کسی کا سحر ہی کنارے آکر رنگ وروغن
عیاری کا لگایا ایک گوییے کی شکل بنکر گانے لگے اُن دونون نے جو گانے کی آواز سنی
منھ پھیر لیا بدیع الزمان اور سماق نے کہا بھی کہ دیکھو یہ کون گاتا ہی دونون نے
ہنسکر کہا کہ اس گانے پہ توجہ نہ کرو یہ بڑا مکار ہی ایسا نہ ہو عیاری کرے تو باعث
خرابی ہو ہمارا کیا کر سکتا ہی دیوانہ ہوا ہی کہ فکر مین آتا ہی پکارکر آواز دی میان
گانے والے ذرا ادھر آیئے خواجہ نے جو تیور دیکھے ہر چند اُن عورتون نے
بلایا مگر خواجہ نہ آئے گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر دل سے باتین کرتے ہین کہ
یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ بدیع الزمان سحر مین پھنسا یہ سعد کو آزار پہونچائیگا سعد
بدیع الزمان کا کیا کر سکین گے یہان قمر عذار بیٹھی ہوئی تھی کہ بیرون نے خبر
دی کہ بدیع الزمان وسماق جادو آتے ہین دونون عورتین ساتھ ہین اور
دونون پہ فریفتہ ہین قمر عذار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دونون نازنینین
بدیع الزمان وسماق کو ہمراہ لیے ہوے سامنے قمر عذار کے آئین بدیع الزمان
نے آکر سلام کیا سماق بھی برائے تسلیم خم ہوا ملکہ نے پوچھا کہ ای شاہزادہ
والا قدر واے آسمان جلالت کے بدر تم ہمارے لشکر کی سپہ سالاری قبول
کروگے بدیع الزمان نے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قمر عذار نے
بدیع الزمان کو خلعت افسری دیا بدیع الزمان افسر بنکر بیٹھے سماق جادو کو
سپہ سالار ساحرون کا کیا اور لشکر کو تیار کرکے چلی دوسری منزل پر آکر اُتر لی

مگر افسوس کرتی ہو کہ ہاے بڑے غضب کی بات ہو ایسا نہ ہو ہانتہ سے سعد کے یہ
قتل ہو جائین یا سعد مارے جاوین تو مقام تاسف ہو مگر بدیع الزمان لشکر کو
لیے ہوے آگے بڑھتے ہوے سامنے لشکر سعد کے پہونچے سعد نے بھی
دیکھا کہ بدیع الزمان انتظام لشکر کرتے ہوے اور سماق جادو ایک ساحر ہی
کہ وہ اہتمام ساحران کرتا ہوا آکر مقابلے مین میرے اُترے ہین شام کو انتظام
طلایہ بدیع الزمان کے سپرد ہوا اُدھر سے سعد بن قباد انتظام کر کے کنارے
پر ٹھہرے تھے کہ بدیع الزمان سامنے سے آئے سعد نے پکارا کہ ای عم نامدار
مزاج تو اچھا ہو بدیع الزمان نے منھ پھیر لیا مگر قمر عذار دربار مین بیٹھی ہو کہ
اسنے دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار آتے ہین قمر عذار اُٹھی جھک کر سلام کیا
عرض کی کہ یا خداوند آئیے مین آپ کی مشتاق تھی جمشید ثانی نے تخت اُتارا
محفل مین آکے بیٹھا قمر عذار نے پوچھا کہ یا خداوند آپ کہان سے آتے ہین جمشید
نے کہا ای قمر عذار قصر طلسمی مین اسوقت بیٹھا تھا کہ یکایک دل گھبرایا برائے
سیر نکل آیا یہان تمسے ملاقات ہوئی یہ پسر حمزہ کیونکر آیا اور سماق جادو کیونکر
شریک ہوا قمر عذار نے کہا یا خداوند جسطرح مین شریک ہوئی اسی طرح یہ
دونون جوان بھی مبتلا ہو کر آئے ہین شاہزادیون کے مشتاق ہین مین نے
انکو سپہ سالار کیا ہو جمشید نے کہا ای قمر عذار اپنے لشکر مین بادشاہ طلایہ
دے رہے ہین ایسا نہ ہو کہ بدیع الزمان کو لوح محفوظ دکھا دین تو مشکل
پڑیگی قمر عذار نے کہا مین چاہتی ہون کہ ایک جنگ بدیع و سعد سے سرمیدان
ہو جائے کیا عجب ہو کہ بدیع الزمان سعد کو کشتی مین مار لین اگر بدیع الزمان
غالب آئے تو خاتمہ ہو گیا اور اگر مغلوب ہو گئے ہانتہ سے اُس شہریار کے تو بھی باعث
خرابی ہو میرے دل کو دونون طرح بیتابی ہو کل میرا بھی ارادہ ہو کہ سحر کا اپنے
امتحان کرون جمشید نے کہا ای قمر عذار جو تمنے سوچا ہو وہی ہوگا مین بھی
تقدیر مضبوط کرونگا اگر ہمارے قدرت نے چاہا تو سرمیدان بدیع الزمان

سعد کو زیر کرینگے اب طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا بقول شاعر نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرچہ تھا اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے قمر عذار تخت پر سوار بدیع الزمان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف سماق جادو پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار میدان مین آکر پہونچے اِدھر سے سعد بن قباد بہ شوکت تمام وبہ اطمینان مالا کلام آئے لشکر جمے بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ بدیع الزمان قمر عذار کے تخت کے ساتھ مثل چاکران کمترین آتے ہین اشارے کے امیدوار ہین کہ جو قمر عذار کہے وہ بجا لاؤن سعد یہ دیکھکر حیران ہوگئے حال بدیع الزمان دیکھکر جی مین کہتے ہین مقام افسوس ہے کہ فرزند رشید صاحبقران اس بلا مین مبتلا گھوڑا اُڑاے ہوے چلے آتے ہین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قمر عذار نے طرف بدیع الزمان کے دیکھا بدیع الزمان نے مرکب اُڑایا میدان مین آئے بُت پتھر کے بازوون پہ بندھے ہوے چند بُت گلے مین پڑے ہوے اِس صورت سے میدان مین آئے پکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد یا تو جمشید ثانی کو سجدہ کرو یا مقابلے مین آؤ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام یہ باتین کب سن سکتے ہین فورًا مرکب اُڑایا مقابلۂ بدیع الزمان مین آئے جادوگرون نے کہا بھی کہ اگر حضور فرمائین تو ہم بدیع پر سحر کرین سعد نے فرمایا مین نہ گوارا کرونگا کہ میرے عم نامدار پر سحر ہو وہ اپنے آپ مین نہین ہین یہ فرماکر مرکب کو بڑھایا

جب سامنے پہونچے تو بدیع الزمان نے سلام کیا بادشاہ نے جواب دیکر کہا کہ
ای عم نامدار یہ کیا قطع بنائی ہی بدیع الزمان نے جواب دیا جب ہمنے سمجھ لیا کہ
مذہب جمشید ثانی حق ہی تو اُسکو سجدہ کیا آپ سے جو ہو سکے قصور نہ فرمائیے
بادشاہ نے فرمایا مین آپ پر کیا حملہ کرون آپ میرے بجاے قبلہ وکعبہ ہین قباد
شہریار ہین اور آپ مین کیا فرق ہی رستم نے قبلہ وکعبہ کے ساتھ کیا کیا کیا مگر
وہ اپنا محسن ہی جانا کیے کبھی شکایت نہین کی بدیع الزمان نے کہا مین حربہ
کرون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ بدیع الزمان نے نیزہ مارا ہر چند نیزہ اِس
کن سے مارا تھا کہ خوف ہوا سینے پر پڑیگا توڑ کر پشت کو پار گذر یگا مگر سعد
بن قباد نے کہ فنون سپاہ گری مین طاق وشہرۂ آفاق ہین نیزے کو روک لیا اور
آپ بھی نیزہ مارا اگر سینہ بدیع الزمان کا بچا کر اب نیزہ بازی ہونے لگی بادشاہ
تو الگ الگ نیزے مار رہے ہین مگر بدیع الزمان چاہتے ہین کہ ایسا نیزہ
مارون کہ سینے کے پار گذر جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ ہر چند چاہتے
ہین کہ نیزہ ہوائی کرون مگر ممکن نہین ہوتا بدیع الزمان خود لڑے بھڑے
معرکے دیکھے ہوے ہین انکا کب نیزہ نکلتا ہی مگر بادشاہ نے گانٹھکر تھپیڑا جو مارا
نیزہ بدیع الزمان کا ٹوٹ گیا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اب تلوار چلنے لگی قمر عذار یہ غور دیکھ
رہی ہی کہتی ہی صاحبو کسکی مجال ہی کہ اِن لوگون سے لڑ سکے مگر بادشاہ نے لڑتے
لڑتے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا عم نامدار بس بدیع الزمان نے گریبان پکڑا
دونون جوان گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی کس زور وشور سے
بدیع الزمان لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ بادشاہ کو زیر کرون مگر بادشاہ
اپنے کو بچا رہے ہین شام تک ایک طرح پر کشتی ہوئی شام کو بدیع الزمان
نے بادشاہ کو روکا اور کہا اب رات کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھے گا
بادشاہ نے فرمایا آپ درست فرماتے ہین بدیع الزمان کو چھوڑ کر الگ ہوے

بدیع الزمان بھی اپنے لشکر مین گئے ملکہ قمر عذار نے بدیع الزمان کو بیچ مین
لے لیا نثار کرتی ہوئی پلٹی ادھر بادشاہ واپس آئے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
بادشاہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آج بدیع الزمان سے مقابلہ پڑا لیکن
پروردگار کی عنایت تھی مجھے ہر مقام پر بھی یقین تھا کہ ایسا نہو مین زیر ہو جاؤن
تو اپنی جان دونگا زیر ہو کر کسکو منھہ دکھاؤنگا مگر پروردگار نے بچایا کوئی تدبیر
ایسی کیجیے کہ بدیع الزمان راہ راست پر آوین عمرو نے کہا ای شہنشاہ اس
مقدمے مین روپیہ بہت صرف ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ جانتے ہین کہ نئے
ملک تسخیر ہوے ہین کہین سے خراج نہین آیا فوج اسقدر کیا تدبیر کرون لیکن جو
کچھہ مین پہنے ہون موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے ہے لے لیجیے اور تدبیر
کیجیے عمرو نے کہا خیر بناچاری یہی سہی بادشاہ نے کنٹھے یاقوت احمر کے اور
موتیون کے مالے دیے خواجہ رات کو طرف لشکر بدیع کے چلے لوح محفوظ بھی
بادشاہ سے لے لی قریب بارگاہ بدیع الزمان آکر دیکھا کہ گرد بارگاہ بدیع
چند شیر پھر رہے ہین یہ انتظام قمر عذار نے کیا تھا قمر عذار کو خوف ہی کہ ایسا
نہو کوئی لوح محفوظ گلے مین ڈالدے تو بدیع الزمان کا سحر اتر جائیگا خواجہ عمرو
دیر تک گرد بارگاہ بدیع الزمان کے پھرے مگر کوئی پہلو ایسا نہ پایا کہ داخل
بارگاہ ہوتے پھر رات رہے پلٹے ایک مقام پر چند خدمتگار سو رہے تھے
ایک نے دوسرے کو پکارا کہا بھائی صبح ہوتی ہی وقت بیداری شہزادہ
والاقدر آگیا جاکر شاہزادے کو بیدار کرو خواجہ عمرو یہ صدا سنکر ٹھہرے
ایک گوشے مین آکر لیٹ رہے جس خدمتگار نے آواز دی وہ اپنے مقام
سے اٹھا قریب عمرو کے آکر پکارا کہ بھائی ہدایت اٹھو وقت نوکری آگیا
خواجہ بہت خوب کہکر اٹھے وہ خدمتگار ساتھہ خواجہ کے چلا ستارہ سحری چمکا
ہی کہ دیکھا قمر عذار اپنی بارگاہ سے نکلی ہاتھہ ہلایا وہ شیر جو گرد بارگاہ پھر رہے
تھے طرف صحرا کے چلے گئے کہ یہ خدمتگار پہونچے قمر عذار نے پکار کر آواز دی

کہ میان ہدایت ذرا میرے پاس آؤ خواجہ ڈرے کہ اِسنے عجب طور سے پکارا ہی
ایسا نہو پہچان لے تو کیسی مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ایسا
نہو گرفتار کرکے قتل کروا لے بدیع الزمان کو بالکل خیال نہین یہ سبب کہ خواجہ
پیچھے ہٹے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت ہم تجھکو بلاتے ہین اور تو پیچھے
ہٹا جاتا ہو خواجہ ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر بھاگے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت
کو لینا یہ جانے نہ پائے لوگون نے ہدایت کو گھیرا ہجوم ساحران ہو ایک کے سامنے
سے ہٹتے ہین دوسرا آجاتا ہو کبھی تمنچہ مار دیتے ہین کبھی حقہ ہاے آتشبازی مارتے ہین
مگر حقون سے آگ نہین نکلتی اب عمرو پریشان ہوا ایک مقام پہ آکر حسبت کی چاہا
تڑپ کر نکلجاؤن وہان پر نخل تھا شاخ نخل کی ٹکر جو لگی خواجہ گرے ساحرون نے
گرفتار کر لیا سامنے قمر عذار کے لائے قمر عذار نے کہا تو کیون بھاگا تھا عمرو
نے جواب دیا کہ مین اونچا سنتا ہون میرے کان مین آواز آئی کہ اسکو پکڑ لو اسوجہ
سے مین بھاگا قمر عذار نے گرم پانی سے منہ دھلوایا رنگ و روغن اُتر گیا صورت
اصلی نکل آئی قمر عذار نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون ادمیمون تو کس خیال مین آیا
تھا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اب توبہ کرتا ہون کبھی نہ آؤنگا قمر عذار نے پکار کر کہا
ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز سامنے سے آئی کنیز سے کہا او گل اندام اِسکو پاس
نیمنواز کے مع نامہ لیجا کہنا اسکو ایک ہفتہ قید کرو پھر مین بلوا لونگی گل اندام خواص
عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی وہ وقت ہو کہ نیمنواز جادو بالاے کوہ بیٹھی ہی
کنیزین گرد مین کہہ رہی ہو کہ نہین معلوم قمر عذار پر کیا گذری خداوند نے اِتنا بڑا
کام میرے سپرد کیا ہو کہ مین حیران ہون اِسکا انجام کیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواص آکر
پہونچی خواص نے قید عمرو پیش کی اور نامہ قمر عذار کا دیا نیمنواز نے نامہ پڑھا
مضمون مذکور تحریر تھا نیمنواز نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے ماہ آسمان کمال واے
صاحب جاہ و جلال ملکہ قمر عذار زاد حسنہا نامہ فیض شمامہ پہونچا عمرو کی قید پائی
ایسے طور پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے آب و دانہ بند کرونگی کہ بھوکا

پیاسا تڑپ تڑپ کر مرے ہین وقت پر حاضر ہونگی یہ بھی خبر ہین نے پائی ہی کہ چچا سے بھتیجے کو لڑوادیا خداوند کا آپ پر پیار رہے سب پیر بھی جو آپ کے قبضے ہین ہین بڑی آسایش سے رہتے ہین آپ کا پوجا پاٹ بڑے تکلف سے ہوتا ہی خداوند آپ کی الفت پر ناز کرتے ہین عریضۂ نیاز نمبواز ۔ کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی نمبوازنے پکارا ظلمات حاضر ہو ایک زنگن سامنے آئی کہا عمرو کو لیجا کر قید کر وہ زنگن عمرو کو کشان کشان لے چلی ایک اندھیرے مکان ہین عمرو کو لا کر قید کیا عمرو نے کہا اے ملکہ ظلمات تمھاری صورت کا قید خانہ بھی ہی ظلمات نے کہا او نگوڑے یہ وہ قید خانہ ہی کہ کوئی یہان سے کبھی زندہ نہین نکلا اب تیری باری ہی عمرو نے کہا انشاءاللہ پروردگار رہا کرائیگا کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی ظلمات عمرو کو قید کر کے چلی گئی شام کو پھر آئی دو روٹیان اور ایک آبخورہ پانی کالائی ظلمات نے دیکھا کہ عمرو رو رہا ہی ظلمات نے کہا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جو کچھ کیسے ہین صرف کرون میری رہائی کی تدبیر نکالیے ظلمات نے کہا خواجہ کیا دوگے عمرو نے کہا کئی ہزار روپے حاضر ہین یہ کہکے کئی پوٹلے روپون کے نکالکر دیے ظلمات نے گنے اور گنکر چادر یا ہین باندھ لیے اور کہا اور بھی کچھ تیرے پاس ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی دوسری پوٹلی دی وہ بھی اسنے چادر یا ہین باندھی عمرو نے ایک ڈبیہ نکالی کہا لو ملکۂ عالم اس ہین مال عالم ہی لقا کے تاج کی الماس کی تختی ہی مگر کیا صاحب اقبال ہو کہ مدت سے یہ تختی میرے پاس تھی ہین نے اپنی زوجہ کو نہ دی ہرچند وہ مانگا کی کہ لڑکون کو پہناؤنگی اسوقت تک زوجہ اور اپنے لڑکون سے حیلہ وحوالہ کرتا رہا ہمارے آقائے نامدار نے بارہا مانگی ہین نے کسیکو نہ دی مگر اب تمسے بڑھکر کون لینے والا ہی یہ تو بتاؤ کہ اب مجھے کب رہا کرادوگی ظلمات نے کہا امروز فردا ہین مزاج پا کر ذکر کرونگی اور یہ کہونگی کہ اس غریب کو چھوڑ دو والیبا نہ ہو مر جائے تو خون آپ کے ذمہ ہوگا وہ رحم دل ہین اسی وقت حکم دین گی

چھوڑ دو لیکن بین تخت الماس کی دیکھو ن عمرو نے کہا آپ کا مال ہی دیکھ لیجیے لیکن مجھکو رہا کرا دیجیے گا ظلمات نے کہا اگر ملکہ کہنا نہ مانین گی تو دروازہ کھولکر تمکو بین خود نکال دونگی تم نکلجانا یہ کہکر ڈبیہ کھولنے لگی خواجہ سنبھلکر بیٹھے جیسے ہی ظلمات نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ سے دھوان نکلا ظلمات کی آنکھون بین جو لگا اندھیرا آگیا بیہوش ہوکر گری خواجہ نے ظلمات کو اپنی صورت بنایا آپ ظلمات کی صورت بنکے قید خانے سے نکلے دربار بین نیبوازہ کے ہنستے ہوے آئے نیبوازہ جادو نے پوچھا کیون بی ظلمات آج کس بات پر خوش ہو عرض کی والدی آج بین نے سامری وجمشید کو خواب بین دیکھا کہ میرے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے اور فرمایا کہ ہم تجھکو ساقی گری کا کمال دیتے ہین جسکو شراب پلائیگی اُسکی عمر بڑھ جاویگی نیبوازہ نے کہا تمکو بڑا کمال قدرت دیگئے کہا حضور امتحان کیجیے یہ کہکر پائون بین گھنگرو باندھے اور یہ اشعار عاشقانہ متعلق مضمون شراب شروع کیے نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق بین پیتا ہون جاے می — بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہوا سے سرد — گلشن بین چلکے جلد پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے — تجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

گردون وقار ہو مرا محبوب ساقیا — ہان مہر و مہ کے جام بین بھر کر پلا شراب

موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا — کسطرح چھوڑ دون ہوگئی میری غذا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا — ہی میرے حق بین عشق ولی خدا شراب

بیخود ہون تشنگی مجھے بے حد ہی ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے — میخانۂ جہان بین پیے کیا بھلا شراب

یہ اشعار گاکر کلید میخانہ طلب کی نیبوازہ نے کلید میخانہ دی خواجہ میخانے سے گلابیان آراستہ کرکے لائے بیہوشی سب بین ملا دی اور جام لبریز کیا سامنے نیبوازہ کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سہرے شراب پلانا چاہیے نیبوازہ نے

دونون ہاتھہ بڑھا دیے جام لیکر پیا پیتے ہی آنکھون مین نشہ ظاہر ہوا خواجہ نے
دَور دوبارہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی دست درازیان محفل
مین ہونے لگین کسی نے کسی کا دوپٹہ کھینچا کسی نے کسی کو دھول ماری محفل مین دھوم
دھاڑ ہوا نینواز نے جھلا کر آواز دی کیا صاحبو تمنے بازار مقرر کیا ہو غصہ مین اٹھی
ڈگمگا کر گری اہل محفل لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے
مین سب برلب فرش ہوے خواجہ نے چاہا نینواز کو قتل کرون کہ بیچ
کو ہوش آئے قضائے کار طنبور جادو وزیر نینواز براے شکار گیا تھا اُسوقت
پلٹ کر آیا دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہو رہا ہو خادم خدمتگار جو ہین جوتی پیزار ہو رہی
ہو گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہو لوگ اپنے آپ سے باہر ہو رہے ہین پردہ اُٹھا کر دیکھا
کہ اندر سب بیہوش پڑے ہین ایک عیار خنجر کھینچے ہوے نینواز کو قتل کرنے جاتا ہو
طنبور نے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہو خبردار خنجر نہ مارنا خواجہ نے جو آواز سُنی
جست کر کے بھاگے طنبور نے آکر سب کو ہوشیار کیا نینواز سے کہا یہ کیا معرکہ
تھا نینواز نے کہا عمرو تو قید ہو پھر یہ کون آیا کہ جسنے یہ آفت برپا کی یہ کہکر اوراق
کھولے اُس مین سب حال دیکھا معلوم ہوا کہ مقام پر عمرو کے ظلمات قید
ہو عمرو نکلگیا ظلمات کو رہا کیا حال پوچھا ظلمات نے ساری کیفیت بیان کی
نینواز نے کہا صاحبو اب ہوشیار رہنا ظلمات نے کہا واری مین جاتی ہون
عمرو کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر پرواز پیدا کیے تلاش مین عمرو کی چلی
خواجہ صحرا مین شعبدہ بازی فلک سے غافل جاتے تھے ظلمات کی نگاہ پڑی
آسمان سے تڑپ کر گری عمرو کو اُٹھا لیا مگر خواجہ نے عطر بیہوشی بدن مین مل
لیا تھا جیسے ہی ظلمات لیکر بلند ہوئی دماغ مین بوے بیہوشی پہونچی ہوا پر
جا کر ڈگمگائی خواجہ نیچے سے چھوٹے زمین پر آکر ظلمات گری خواجہ نے
گرتے گرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا قضائے کار نینواز کے سامنے
گلدستہ رکھا تھا ظلمات کے ہاتھ کا بنایا ہوا وہ گلدستہ مرجھا گیا ظلمات نے

منھ اپنا پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا ظلمات قتل ہوئی چند کنیزون کو حکم دیا کہ
جاکر تلاش کرو کنیزین ہر اسے خبر ظلمات چلین یہان خواجہ نے مار کر ظلمات
کو کپڑے اتار لیے تھے لاشہ برہنہ جنگل مین پڑا تھا کنیزون نے جو لاشہ ظلمات کا
دیکھا کہ برہنہ پڑا ہی لاشہ اٹھا کر لائین نمینوازہ بہت روئی کہ اسکی پرانی رفیق
تھی آخر حکم دیا کہ اسکو لیجا کر جلاؤ نمینوازہ کو بڑا افسوس ہی کہ میری ساحرہ ماری گئی
عمرو کو کیونکر پاؤن کیونکر بدلا لون آخر یادین ظلمات کی چین نہ پڑا ہرا سے
ملاقات ملکہ قمر عذارہ چلی یہان قمر عذارہ مقابلہ سعد مین اتری ہوئی ہی اسکو
تردد ہی کہ عمرو کو مین نے کوہ نمینوازہ پہ قید کر کے روانہ کر دیا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی
دوسرا عیار اگر بدیع الزمان کو لوح پہنا دے تو سب سحر باطل ہو جائیگا اس
سوچ مین وہ بیٹھی تھی کہ نمینوازہ آکر پہونچی کہا واری غضب ہوا کہ عمرو قید سے
چھوٹ گیا قمر عذارہ نے کہا تم کیون گھبراتی ہو مین پھر عمرو کو گرفتار کرلاؤنگی
نمینوازہ کو مطمئن کیا نمینوازہ قمر عذار سے باتین کر کے رخصت ہوئی مگر بدیع الزمان
قمر عذارہ سے کہ رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے قمر عذارہ کہتی ہی تامل فرمائیے مجھکو
بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی افتاد پڑے تو لونڈی کی مشقت ضایع ہو
مگر بدیع الزمان دمبدم یہی کہتے ہین کہ مین خواہش رکھتا ہون کہ بادشاہ سے
مقابلہ کرون مگر قمر عذارہ ٹال رہی ہی کچھ بہانہ کر دیتی ہی مگر نمینوازہ جب قمر عذارہ سے
رخصت ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہی چالاک نے جو دیکھا کہ نمینوازہ آئی تھی اور
دربار سے قمر عذارہ کے جاتی ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل قمر عذارہ
بنا ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہا جب نمینوازہ وہان پہ پہونچی تو پکارا کہ اری
نمینوازہ ٹھہر جاؤ نمینوازہ نے جو قمر عذار کو دیکھا آسمان سے اتر آئی کہا اے ملکہ
قمر عذارہ کیا کہتی ہو قمر عذارہ نے کہا مجھے کچھ باتین تمسے کرنا ہین مین چاہتی ہون
کہ تامل کر کے بدیع الزمان کو لڑوا دون ابھی لڑنے مین نقصان ہی نمینوازہ
نے کہا اگر آپ کا حکم ہی تو مین سحر کو زور نہ دونگی ایسا نہ ہو کہ مین کچھ سحر کر دون

اور وہان اتفاق دوسرا ہو جانے چالاک نے بشکل قمر عذارہ دیر تک نینوازہ سے باتین کین مگر دیکھا بہت ہوشیار ہی آخر ناچار ہو کر چالاک نے نینوازہ کو رخصت کیا آگے بڑھی تھی کہ پھر ایک مقام پر دیکھا کہ قمر عذارہ بیٹھی ہین اب نینوازہ کو شک ہوا ہرچند کہ آسمان سے اتر آئی مگر سحر کیا کہ پانوٴن قمر عذارہ نقلی کے زمین سے تھام لیے قمر عذارہ نے ہنسکر جواب دیا ای نینوازہ تمنے مجھپر سحر کیا ابھی زمین کا طبقہ ہلا دونگی مگر نہین چاہتی کہ تمھارے سحر کو مٹاوٴن تمکو ملال ہوگا بس بہتر یہی ہی کہ پانوٴن میرے کھولدو نینوازہ نے کہا او مکارہ مین نے تجھکو پہچانا ایسے مقام پر تجھکو مارونگ کہ جہان پانی نہ ملے تو نے بڑا ملال دیا عمرو نے ہنسکر کہا ای ملکۂ عالم تمھین کیا خیال ہی مجھکو کیا سمجھتی ہو مین سحر کرکے تمکو دکھاوٴن یہ کہکر خواجہ نے جیب سے ایک گولہ نکالا نینوازہ پر پھینک مارا نینوازہ نے ایک ہاتھ اپنا مار دیا کہ پھٹاکے کی آواز آئی قطرات آب نکلکر منھ پر نینوازہ کے پڑے کہ نینوازہ گری اب خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون زمین پانوٴن تھامے ہوے ہی اسے کیونکر قتل کرون آخر سوچتے سوچتے کمند نکالی نینوازہ پر پھینکی نینوازہ کو اپنے قریب کھینچا جب قریب آگئی تو خنجر مارا اگر خنجر اچھا پڑا نینوازہ کا سر نہ کٹا اب خواجہ ناچار ہین ہاتھ مین زیادہ قوت نہین پانوٴن مین اٹھنے کی طاقت نہین کہ سامنے سے دیکھا چالاک آتا ہی پکار کر آواز دی ای نور نظر جلد آوٴ مین آفت مین پھنسا ہون مصیبت مین مبتلا ہون چالاک نے جو باپ کو اس آفت مین دیکھا جھپٹ کر قریب آیا نینوازہ کو چالاک نے قتل کیا مرنا نینوازہ کا کہ ایک شور و غریو ہونے لگا مگر چالاک و خواجہ بھاگے کہ جاکر سعد شہریار سے اطلاع کرین یہان وہ وقت ہی کہ قمر عذارہ نے طبل جنگی بجوایا ہی لشکر کو لیکر میدان مین پہونچی ہی ادھر سے سعد بن قباد تشریف لائے ہین بدیع میدان مین نکلے ہین سعد شہریار کو پکار رہے ہین سعد شہریار کا ارادہ ہی کہ مقابلۂ بدیع الزمان مین جاوٴن کہ باتو بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر رہے تھے

پکارنے تھے کہ میرے مقابلے مین آیئے مجھسے مقابلہ کیجیے یکایک گھوڑے پر تھرائے اور بیہوش ہوکر گرے اُدھر قمر عذار کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے آگے برق چمکی اسنے آنکھین بند کرلین جیسے ہی آنکھ بند کی بیہوش ہوگئی زمین پر گر پڑی بدیع الزمان و قمر عذار زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ پتھر کے بت میرے گلے مین پڑے ہین اور بازودون پر بھی بندھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی خواجہ عمرو چالاک آکر پہونچے بدیع الزمان حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یہ لشکر جو سامنے ہے یہی تمھارا دشمن ہے بدیع الزمان اُدھر پلٹے کہ قمر عذار کو ہوش آیا اسنے جو اپنا یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر سحر کرنے لگی ایسا سحر کیا کہ اہالی لشکر دیوانے ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے — دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے
سنگ طفلان ہمکو معشوقونکو زیور چاہیے — تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے
وصل کا سامان ہو آنکھین بچھانیکی ہو شب — ساتھ انکے سونے کو پھولونکا بستر چاہیے
اوج حاصل تھا ترے نالونکو رہتا تھا کبھی — اسطرح تجھکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے
قبر میری دیکھ کے حسرت سے وہ کہنے لگے — اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے
دلپہ چھریان مین نے جب روکین تو قاتل نے کہا — کچھ تو جان کا پاس تجھکو اے دلاور چاہیے
کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونے کا نہین — ٹیڑھی باتین وہ کرین سیدھا مقدر چاہیے
مر رہا ہون مٹ رہا ہون جان جان تیرے لیے — عشق صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے
رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے — رو کے بلبل نے کہا مجھکو گل تر چاہیے
ہمتو ہین جانباز پہناؤ ہمین زخمونکے ہار — نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے
بیکسی کتنی ہے تربت پر شہید ناز کی — اک مسہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے
تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرت کی جا — تجھکو اے دل آرزوے کوے دلبر چاہیے
جان تمپر دے رہا ہے یہ عنبر خستہ جان — جان جان ابتو نگاہ رحم اسپر چاہیے

کل فوج اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوگئی ملکہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار
حاضر ہوئین اور اپنی بغاوت کا عذر کیا کہ کنیز کی خطا کو معاف فرمائیے مین اپنے
ہوش مین نہ تھی سعد نے گلے لگا لیا اور فرمایا ای ملکہ عالم تمہاری خیرخواہی سے ہمکو
بڑی امید ہی ہم تمکو دل سے چاہتے ہین تم نہ شرماؤ یہ فرما کر بہ فتح و فیروزی پلٹے تمر بدیع
ایسا شرمائے کہ گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکل گئے اہل لشکر قمر عذار اور طرف چلے
گئے اب بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے اُدھر بدیع الزمان گھوڑا اڑاتے ہوئے جاتے
ہین کہ ایک صحراے سبزہ زار مین جاکر ٹھہرے چاہتے ہین کہ کوئی آہو نکلے تو
اُسکو شکار کرون کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان برہمن بلند بالا نام
دس ہزار فوج پشت پر آرہا ہی اُسنے بدیع الزمان کو دیکھکر دریافت کرایا کہ یہ کون
جوان ہی جب اُسکو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہین فوج سے
اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو اہل فوج لینا لینا کہکر دوڑے بدیع الزمان نعرہ کرکے
جا پڑے عین گرمی جنگ تھی کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار
نے خبر دی کہ بدیع الزمان گھرے ہوے ہین نقابدار زرین پوش آپڑا کفار کو
قتل کرنے لگا بدیع الزمان نے جو مہلت پائی لڑتے بھڑتے قریب برہمن کے
پہونچے برہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار چھین کر برہمن کو
اُٹھا لیا برہمن بلند بالا بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی اسلام تعلیم کیا اسکر
نقابدار نے سامنے آکر کہا کہ ای بدیع الزمان مین تمکو پیغام دیتا ہون کہ جب
صاحبقران سے ملاقات ہو تو میری جانب سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ ای
شہریار کیون جنگ کو آپ طول دیتے ہین مین عرض کرتا ہون کہ جسوقت یا نہاسے
صاحبقرانی آپ مجھکو دینگے ایک ہفتے مین کفار کا استیصال کرونگا بدیع الزمان
نے کہا ای نقابدار بہادر صاحبقران کا تو مرتبہ عالی ہی مین فرزندان صاحبقران
مین حقیر و ذلیل حاضر ہون مجھسے مقابلہ کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ ای فرزند
صاحبقران حقیقی مین تم ایسا جری و بہادر فرزندان صاحبقران مین نہین ہی

مگر مین نہین چاہتا کہ سوائے صاحبقران کسی سے مقابلہ کرون جسدن مقابلہ ہوگا اُسدن دیکھ لینا مین یہی چاہتا ہون کہ مجھسے بے ادبی نہ ہو مگر صاحبقران زمان نہین مانتے یہی چاہتے ہین کہ سرمیدان مقابلہ ہو مین ٹال رہا ہون مین آپ کو پیغام جنگ نہین دیتا یہی چاہتا ہون کہ صاحبقران کو سمجھا دیجیے گا بدیع الزمان نے کہا خیر مین کہدونگا نقابدار تو رخصت ہو کر روانہ ہوا مگر بدیع الزمان برہمن کو ساتھ لیکر چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی سبز سبز درخت لباس زمردین پہنے ہوئے تھالون مین پھولون کا انبار طائر چہچہہ زن جنگل رشک چمن ہر پھول فخر نسرین و نسترن ہر طرف طائران خوش الحان بہ زبان حال تعریف ایزد منّان مین مصروف ہین لیکن سامنے ایک قصر ہی کہ اُسمین ملکہ کاکلکشائے عنبرین مو بیٹھی ہی چند کنیزین نوجوان سامنے حاضر ہین کنیزون نے جو لشکر کو دیکھا کہا واری یہ لوگ بڑے گستاخ معلوم ہوتے ہین کہ جنگل مین چلے آئے تمام سبزہ پامال ہوتا ہی انکو کچھ تماشہ دکھائین کاکلکشا کمسن ہی الھڑ پنے کے دن اشارہ کیا ہان بوا دیکھین کیا کمال دکھاتی ہو کنیزون نے سحر کیا کہ گھوڑے بدلگامی کرنے لگے پیدل شدت تشنگی سے بدحواس بدیع الزمان حیران و پریشان گھوڑا اُٹھا کر طرف قصر کے چلے اِن ایسا شہسوار مرکب نے جو طرارہ بھرا پشت مرکب سے گر کر بیہوش ہوئے برہمن بلند بالا ایک طرف بیہوش پڑا ہی تمام جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن سوار و پیدل گر گر کر بیہوش ہوئے کنیزون نے کہا واری اب چلکر تماشہ دیکھیے کہ اِن سب پر کیا گذری کاکلکشا قصر سے نکلی کنیزین اُچھلتی کودتی ہوئین دوپٹے ڈھلکے ہوئے پائینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے اٹھلاتی ہوئین کولے مٹکاتی ہوئین آتی ہین مگر کاکلکشا مرد کے نام سے بالکل آگاہ نہین عشق و عاشقی سے ناواقف خواصون کے ساتھ کھیلنا کودنا کمال سحر پر اپنے ناز شباب آغاز سامنے جو پہونچی اب جمال بے مثال بدیع الزمان پر نگاہ پڑی کہ ایک ماہ شب چہاردہم حسین و جمیل سپاہی وضع

سلاح سنجوگ مذہب سے آراستہ و پیراستہ زیر نخل بیہوش پڑا ہی جرأت و صولت شاہانہ ہر قبضۂ تیغۂ ہلالی کا قبضے مین سپر پشت پر قرولی زیب کمر زیور مرصع پہنے مگر عارض گرد آلود غبار جسم پر پڑا ہوا کاکلکشا نے جو شاہزادے کو اِس حال سے دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر شاہزادے کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے جو دور سے یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہوئین ایک سے ایک کہتی ہی لو بوا غضب ہوا ملکہ افسر اعلیٰ پر عاشق ہوئین خاک پر بیٹھین سر اُسکا زانو پر رکھ لیا دیکھو کس محبت سے دیکھ رہی ہین ایک نے کہا بوا ہمین کیا غرض ہی ہان اِنکی سُنین گی آفت برپا کرینگی ایسا نہو کہ ملکہ سن لین تو آزردہ ہونگی فرمائین گی ہماری باتون پر تم ہنستی ہو ہم نہین چاہتے کہ ہمپر خفگی ہو ایسا نہو خفا ہو وین کہ کاکلکشا نے پکار کر کہا اری کہان دوڑی دوڑی پھرتی ہو اِس جوان کو آکر اُٹھاؤ ہمارے قصر مین لے چلو خواصین دوڑ کر پلنگ لائین بدیع الزمان کو اُسپر لٹایا ایک خواص گلچہرہ نامے برہمن پہ عاشق ہوئی دیکھا بڑے قد کا جوان سانولی رنگت نمکین ہر جا دو و قفا رہ دیکھکر پاس بیٹھ گئی برہمن کو گلچہرہ نے اُٹھایا قصر مین لائین کاکلکشا نے پلٹ کر دیکھا کہ گلچہرہ افسر کلان کو لیے ہوے بیٹھی ہی پکار کر کہا کیون گلچہرہ تم اِس جوان کو کیون اُٹھا لائین گلچہرہ نے کہا واری مجھے اِسکے حال پر رحم آیا اِسوجہ سے اُٹھا لائی مین اِسکی خدمت کرونگی کاکلکشا کو معلوم ہوا کہ جو میرے دلپر گذری وہی اِسپر بھی گذری بدیع الزمان ہوشیار ہوے نگاہ جو جمال بیمثال کاکلکشا پر پڑی یہ بھی مائل ہوے تعریف حسن کرنے لگے فرماتے تھے

نظم

ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری
وز ہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

کاکلکشا یہ اشعار سُنکر ہنسی کہا بس زیادہ باتین نہ بنائیے آپ کا نام نامی کیا ہی آپ کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے صاف صاف بیان کیا کہ ہمارے بادشاہ اسلام برائے فتاحی طلسم نوخیز آئے ہین ہم لوگ اِسی تدبیر مین ہین کہ دربند کو

فتح کریں کہ شہر یار کو زیادہ تکلیف نہ ہو کاکلکشا نے کہا یہ سودا ے خام دماغ سے
نکال ڈالیے سب خبریں ہمکو معلوم ہیں کئی شاہزادے جابجا جنگ کر رہے ہیں
مگر یہ گوشہ نشین بیکار ہونگی لوح طلسم کا ملنا دشوار ہی مجھکو بھی نامہ قدرت کا آیا تھا
کہ اپنے کو جلدی پہونچاؤ مگر میں نہیں گئی اور قدرت خود اتنے بڑے ساحر ہیں کہ انکا
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا بدیع الزمان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ سب تہ تیغ ہونگے دیکھنا
انشاءاللہ کس طرح لوح حاصل ہوتی ہی اور بادشاہ برابر پہونچینگے کاکلکشا نے
کہا اے شہریار یہ امر بہت دشوار ہی لوح اپنے مقام پر سے منتقل ہوئی اب لوح ہرگز
دستیاب نہوگی بدیع الزمان نے کہا بہ اقبال شاہی اگر دس مرتبہ منتقل ہوگی تو بھی بادشاہ
کو پہونچیگی جمشید ثانی نے جو کتاب لکھی ہی وہ مضمون سب ہمکو معلوم ہی کاکلکشا نے
آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ہمیں لوگوں نے آپ کو آگاہ کیا میں خوف کرتی ہوں کہ
ایسا نہو خبر تشریف آوری حضور میرے ماں باپ کو پہونچ جاوے سحاب ابر شکن
میرے باپ کا نام ہی اور ماں میری موجۂ قطرہ زن کہ دونوں بلاے روزگار ہیں
کہ جنکا میں نمونہ ہوں بس وہ قیامت برپا کرینگے باپ میرا کسی طرح گوارا نہ کرے گا
کہ مسلمانوں سے محبت رہے قضاے کار ایک کنیز ملکہ کی کہ علامۂ مکارہ اسکا نام
ہی اسنے جو دیکھا کہ اب فرش و فروش کی تیاری ہی اور رنگائیوں کو بھی حکم ہوا باغ
آراستہ ہونے لگا اپنے جی میں جلگئی آپ ہی آپ کہتی ہی دیکھو اس گیسو بریدہ کو کہ
دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہی تیاری بان کرا رہی ہی کیسی آج خوش ہی چلکر اسکے ماں باپ
کو اطلاع کروں علامہ تو اسطرف چلی یہاں تمام باغ آراستہ و پیراستہ ہوا جب
گلچین آفتاب عالمتاب مع گلہاے ضیاء و شعاع باغ مغرب میں جاکر سیر کرنے لگا اور
لیلی شب نے مجنون روز کے غم میں نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے روشنی کا حکم
دیا روشنی ہونے لگی تمام دیوارہاے باغ پر کنول قطار در قطار سرخ و سبز گلاس
بیشمار رکھے گئے ادھر ملکہ شاہزادے پر نثار ہاتھ میں ہاتھ پڑا ہوا سیر باغ دیکھ رہی ہی
فراش نے آکر فرش شجر بچھایا بہ تکلف اسپر مسند زردوزی لگائی بدیع الزمان

آکر مسند پر بیٹھے کاکلکشا شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ایک گائن مع سازندون کے آکر سامنے محفل مین بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گانے لگی **نظم**

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہو اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل
عقل گل کہیے اُسے جو کوئی ہو دیوانہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین
قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج

نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہی تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئنہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج

خال مشکین کو نہ سے ارزان سمجھکر مول لو
قیمت خرمن بھی گر دیجے ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

یہان تو رات بھر جلسے کا ہنگامہ رہا آخر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور بادشاہ مشرق قلعۂ افق سے نکل کے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ گر ہوا اتفاقاً **چالاک** پھرتا پھراتا زیر دیوار باغ ملکہ گذرا گانے کی آواز سُنکر دیوار پر آیا دیوار سے اُترا ایک کنیز برائے ضرورت جو آئی اُسکو حباب مار کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر شریک محفل ہوا **بدیع الزمان** کو جو محفل مین دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی فرزندان امیر کیا خوش نصیب ہین معشوق پری چہرہ پہلو مین لیے بیٹھے ہین یہ سب اقبال ہند ہین حقیقت مین اِنکا کیون نہ شہرہ ہو مگر **علامہ آتش** رشک و حسد سے بھنتی ہوئی قلعۂ سحاب مین پہونچی **سحاب ابر شکن** مع زوجہ بہ عیش بیٹھا تھا زوجہ سے پوچھ رہا تھا کہ کئی دن سے صاحبزادی کو نہین دیکھا زوجہ نے جواب دیا صاحب وہ اب جوان ہوئی اُسی قصر مین رہتی ہی کنیزون کے ساتھ کھیلا کرتی ہی یہان آتی ہی تو میری تانس بین رہتی ہی اپنے دباؤ مین رکھتی ہون دمبدم خفا ہوتی ہون تم جانتے ہو کہ کیسی نازک مزاج ہی ہر بات پر پہرون رویا کرتی ہی وہان جا کر شگفتہ ہو جاتی ہی کل اُسکو بلواؤنگی اور کہونگی کہ باپ تمھارے پوچھتے تھے سحاب نے

کہا صاحب کیا کہوں طلسم میں عجب ہنگامہ ہو شاہزادیاں نوجوان اُدھر شریک ہو گئیں
ہر مقام پہ یہی خیال ہو کہ میرے لیے بدنامی نہ ہو قدرت طلسم میں آگئے اور طلسم کشا
چلا آتا ہی ہر مقام پہ اُسکو مدد ملتی ہو جو مشکل اُسپر پڑتی ہو آسان ہو جاتی ہو زوجہ نے
جواب دیا میری بیٹی ایسی نہین ہو جب کبھی شادی کا ذکر آیا اسقدر روئی کہ جل تھل
بھر دیے مین نے جو گلے لگا کر پوچھا کہ بیٹا کیون روتی ہو تو اُسکا جواب دیا کہ ہم
آپ سے چھوٹ جاوینگے ہماری شادی نہ کیجیے گا جب ہم کبھی مرد کا نام لین گے
تو ہماری زبان کاٹ ڈالیے گا ایسی بھولی بھالی سے یہ امید نہین ہو کہ کسی پہ گر جاوے
ڈالے یہ ذکر تھا کہ علامہ آکر پہونچی زوجہ نے پوچھا کیون علامہ خیر تو ہو علامہ
نے جواب دیا کہ لو واری غضب ہوا پسر حمزہ جو اُس صحرا مین آیا ہم لوگون نے
اُسے بیہوش کیا آپ کی صاحبزادی بلند اقبال سیر کرتی ہوئین اُس طرف پہونچین
پسر حمزہ کو دیکھکر عاشق ہوئین اپنے قصر مین اُٹھوا لائین اب صحبت عیش و
جشن آراستہ ہو خوش خوش بیٹھی ہین یہ سُنکر سحاب کانپنے لگا کہا جاکر دیکھو پر نگا
سوجۂ قطرہ زن گھبرائی بولی صاحب تم نہ جاؤ مین جاکر سمجھا لونگی علامہ مکارہ
جھوٹی ہو سحاب نے جھلا کر جواب دیا کہ مین ابھی مفصل خبر منگواتا ہون اور تصویر
دونونکی کھنچواتا ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اور کچھ اسم پڑھا کاغذ کو زمین
پر رکھکر ایک چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ای قرطاس تصویر کش جلد جا اُس
کا کلکشا اور پسر حمزہ کی تصویر کھینچ لاؤ اور مفصل خبر آکر بیان کر وہ کاغذ پیکا
ایک طائر بنکر بالاے آسمان پہونچا اُڑتا ہوا چلا یہان بدیع الزمان و ملکہ
بیٹھے ہین کہ طائر آکر نخل باغ پر پہونچا بیٹھا ہوا چہکار رہا ہو کاکلکشا نے
باتین کرتے کرتے دونون ہاتھ گلے مین بدیع الزمان کے حمائل کیے اختلاط
ہونے لگے بس طائر نے درخت سے جیسے ہی یہ معرکہ دیکھا فوراً اُڑکر چلا آکے
بدیع الزمان و کاکلکشا پہ پرون کا سایہ ڈالا تھوڑی دیر اُسی مقام پر قایم
ہوکر اُڑتا رہا جب دونون کا عکس طائر کے دونون بازودن پر پڑا طائر نے

گرکر اپنے پرون کو دونون کے سرون سے ایک جھپٹے مین مس کیا کہ دونون
باندون مین دونون کی تصویر کھنچ گئی اور اڑتا ہوا چہکارین مارتا ہوا چلا جہان
سحاب و قطرہ زن ذکر کالکشا کر رہے ہین کہ طائر آکے پہونچا چہکار مارکے
زمین پر بیٹھا سحاب نے جو دیکھا تالی بجا کر دستک دی کہ طائر زمین پر لوٹنے
لگا طائر تو لوٹ مار کر غائب ہوا وہی کاغذ دکھائی دیا سحاب نے کاغذ اٹھا کر
دیکھا ملکہ و شاہزادے کی تصویر کھینچی ہوئی ہے دونون ہاتھ ملکہ کے گلے مین شاہزادے
کے پڑے ہوئے دیکھکر چیخنے لگا اور کہنے لگا دیکھو صاحب تم علامہ کو جھوٹھا
بتاتی تھین قرطاس تصویرکش سے مفصل حال معلوم ہوا مین دونون کو جاکر
قتل کرونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاوینگے انھین نوجوانون کی وجہ سے بڑے
بڑے شاہ شریک ہوگئے طلسم کشا کو زور ملا ہے مین ہرگز شرکت نہ کرونگا بیسر
حمزہ کا سر روانہ کرونگا کل لشکر کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھرونگا علامہ
ملکہ کی شکایت کیے جاتی ہے مان ملکہ کی اشارہ کرتی ہے کہ علامہ بس خاموش رہو
مگر علامہ نہین مانتی اور سحاب برس رہا ہے گرج رہا ہے یہی کہتا ہے کہ مین ابھی جاتا
ہون اور دونون کے سر بہ خدمت خداوند روانہ کرونگا قدرت کو یہ تو معلوم
ہو کہ ایک نوخیز خواہ ہمارا طلسم مین ہے کہ جسنے یہ کام کیا کہ اپنی بیٹی کو قتل کر ڈالا
بیسر حمزہ کو قتل کرکے طلسم کشا پر لشکر کشی کرونگا انکو بھی قتل کرونگا کہ تمام طلسم
کو آرام ملے یہ بات موقوف ہو ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے
ہین کچھ عجب آفت ہے کہ جو مقابلے مین گیا یا مارا پڑا یا مطیع ہوا انھینو ازجا دو
کتنی بڑی ساحرہ تھی عیارون نے اسے گھیر کر مار لیا مگر یہ باتین مجھپر نہ ہوسکینگی
آتے آتے سحر کرونگا یہ بھی جانتا ہون کہ صاحبزادی برابر کی ساحرہ ہین جب
انکا معشوق قتل ہوگا تو ضرور بگڑینگی مین وہ نوبت نہ آنے دونگا اول ہی سے
بیکار کرونگا جاتے ہی زبان مین سوزن دونگا دونونکو باندھکر بارے کو ڈھونڈ
کے کوال کر دونگا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرین یہ کہکر اٹھا نوجہ نے کہا مین بھی

چلونگی ایک تخت پر دونون سوار ہوے طرف قصر کا کلکشا کے چلے یہان دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہوے ہین ذکر کر رہے ہین ملکہ کہ رہی ہی کہ ای شاہزادہ والا قدر ہیری تمھاری خبر والدین کو پہونچ گئی یہ طائر جو آیا تھا تصویر کھینچکر لے گیا یہ قرطاس تصویر پیش میرے باپ کا سحر بہت زبردست ہی انکو اپنے مقام پر اس سے سب خبرین معلوم ہوتی ہین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی ایسا نہ ہو کہ والدین آتے ہون مین جاکر ہو بخانہ بناکر سحر تیار کرتی ہون کہ بروقت انکی آمد کے انکو ادھر ہی روکدون تاکہ وہ یہانتک نہ اسکین ورنہ مجھکو اور تمکو زندہ نہ چھوڑ ینگے بدیع الزمان نے اُٹھنے نہ دیا ہاتھ پکڑکر بٹھالیا کا کلکشا مطیع اسلام ہو چکی تھی اختلاط ہو رہا تھا اور بدیع الزمان سے عقد کا وعدہ ہوا بدیع الزمان نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے توبہ کروگی تو مین ضرور عقد کرونگا ادھر تخت اڑاتے ہوے کا کلکشا کے والدین آتے ہین اور یہان یہ دونون خوش خوش مصروف عیش و نشاط ہین باتین ہو رہی ہین بدیع الزمان فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین توکل کوچ کرونگا کا کلکشا کہتی ہی کہان جائیے گا بدیع فرماتے ہین بمقابلہ جمشید ثانی جاؤنگا مین چاہتا ہون سب سے پہلے پہونچون ملکہ کا کلکشا نے کہا مین کتاب مین دیکھ چکی ہون سب کے پہلے طلسم کشا پہونچینگے اُنکے بعد آپ لوگ فرداً فرداً داخل ہونگے جمشید ثانی بھی بڑی لشکر کشی کریگا گیارہ بارہ سو ملک اُسکے قبضے مین ہین سب تاجدار آوینگے اور جمشید کو بچاوینگے مگر ای شہریارہ کیا پردے غفلت کے پڑے ہین اپنے ہاتھ سے ملعون نے لکھا ہی پھر طلسم شکنی کا قابل نہین ہی نام طلسم کشا کا لکھ چکا حسب و نسب تحریر کیا اور پھر کہتا ہی کہ مین نکتے مین تھا اُس تحریر کا اعتبار نہین چالاک بیٹھا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی اور کنیزون سے باتین کر رہا ہی مان باپ کا حال پوچھ رہا ہی کنیزین بیان کرتی ہین بی شگوفہ اصل یہ ہی کہ باپ انکا بڑا جلاد ہی اور بڑا ساحر ہی سحر مین اپنا مثل نہین رکھتا ہمکو ڈر ہی کہ انکو خبر نہ ہو جائے بی بی کے لیے تو کچھ نہ ہوگا ہم لوگ قتل ہو جاوینگے تمام شاہان جہان کے نامے آئے ہوے ہین ہر ایک کا مضمون

یہی ہی کہ کل سلطنت نام پر کاکلکشا کے نثار ہی اور یہان یہ معرکہ ہوا اُن سب شاہون
کو ناگوار ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر گرج پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ ضنم سحاب ابرشکن
اوگیسو بریدہ تونے غضب کیا کہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا
ہون کاکلکشا نے جو مان باپ کو آتے ہوے دیکھا چاہا اُٹھون اور سحر کرون مگر
سحاب تو آمادہ ہوکر آیا ہی آتے ہی ابر برسا دیا قطرے جو کاکلکشا پر گرے
بیہوش ہوگئی ایک قطرہ بدیع الزمان پر پڑا بدیع الزمان بھی بیہوش ہوے
پانی برسا کر سب کنیزون کو بیہوش کیا سب کو بیہوش کرکے میان بی بی اُترے مگر
چالاک ایک گوشے مین چھپ گیا تھا جب دونون آکر اُترے بدیع الزمان اور
کاکلکشا کو ایک درخت سے باندھ دیا چاہا حکم قتل دون کہ سامنے سے شگوفہ
ہنستی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ ساحران کیون اِسقدر غصہ ہی مفصل حال مجھے
سنیے کوئی مطلب ابتک نہین ہوا کاکلکشا پاک وصاف ہین حقیقت مین کاکلکشا
کو مردے نفرت ہی مجھسے صلاح کی تھی مین نے سمجھایا کہ واری آپ اتنے بڑے ساحر
کی بیٹی ہین تمام دنیا مین مشہور ہوجائیگا کہ کاکلکشا پسر حمزہ پر عاشق ہوئین
جن شاہون نے نامے آپ کے نام بھیجے ہین وہ سب کیسے حقیر ہونگے اپنے
مقام پر کہین گے کہ ہم مین کیا برائی تھی کہ ہمکو نہ قبول کیا مسلمان کے گھر بیٹھ گئین
مگر طرفہ ہے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید کا وقت زوال ہی عقل مین اُسکی فتور آگیا ہی
جو بات کرتا ہی وہ اُلٹی ہوجاتی ہی اسی واسطے طلسم مین آکر چھپا ہی اب طلسم کشا
یہان بھی آجا دین گے ملکہ بظاہر مطیع ہوئی ہین کہ چچا کی وجہ سے بھتیجا مجھکو اور بہرے
والدین کو ایذا نہ پہونچائے جو شاہزادیان اُنکے ساتھ ہین بلاے روزگار ہین سحر
مین پرکالۂ آتش جانتی ہین کہ بیچارہ اکوئی کیا کرسکیگا وہی ہوا کہ کل شاہزادیان صاف
نکل آئین لشکر طلسم کشا مین چین کر رہی ہین طلسم کشا اُن سب کی خاطر کرتا ہی دیکھیے
انجام کیا ہو مگر صاحبزادی کی کوئی خطا نہین ہی آپ برہم نہ ہون مین آپ کے
سامنے گاؤن شراب پلاؤن بیٹی کو ہوشیار کیجیے پسر حمزہ کی بھی خطا معاف فرمایے

اسطرح شگوفہ نے سمجھایا اور یہ باتین بنائین کہ سحاب کا غصہ کم ہوا نہ وجہ رو رہی ہو کہ ہائے میری بیٹی درخت سے بندھی ہی چالاک نے یہ باتین کرکے پایان کھینچا سید ھا سید ھا ٹھیکہ بجا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

جو سو یا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

مے گلرنگ سے جھلکی جو سرخی پان کی اُنہین
گلوے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا

بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

اندھیرے مین جو ڈرکر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

کڑا ین آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
کف داؤد مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا

ڈراتا ہی کسے ای شیخ تو نار جہنم سے
سمندر سوچ مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا

سنایا ہی نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
کمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

اِسطرح یہ اشعار چالاک نے گائے کہ سحاب ہنس پڑا کہا اے شگوفہ حقیقت مین تم تو علم موسیقی مین کامل ہوگئین چالاک نے عرض کی اے شہنشاہ ساحران ابھی آپ میرے کمال سے کہان آگاہ ہوے چاہتی ہون ساقی گری کرون کہ پانوٗن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن اور سر سے شراب پلاؤن یہ کہکے کلید میخانہ سحاب سے لی میخانے مین آکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا لوگ شراب لیجانے لگے چالاک نے کئی سو گلابیان آراستہ کرکے کشتی اُٹھائی سر پر رکھکر محفل مین آیا سحاب نے کہا دیکھو صاحب شگوفہ کس طریقے سے شراب لائی ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے چالاک اول گت ناچا پھر جام سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے سحاب کے آیا سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سحاب نے جام پیا چالاک نے دوسرا جام اُسکی زوجہ کو دیا اتنو دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سحاب کو بیٹھے بیٹھے

نشہ ہوا یہ کہکے اُٹھا کہ پسر حمزہ کو قتل کرون لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا نہ وجہ یھی اِسکی
بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوے تو چالاک قریب کاکلکشا کے آیا کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین نے سب کو بیہوش کرلیا کاکلکشا نے کہا یہ سامنے جو حوض ہی اِسکے پانی سے
میرا منہ دُھلاو وچالاک نے پانی لاکر کاکلکشا کا منہ دُھلایا کاکلکشا کو سحر یاد آیا
چالاک نے بدیع الزمان کو بھی رہا کرلیا سحاب وموجہ کی زبان مین سوزن
دی اِن دونون کو درخت سے باندھکر فتنیلۂ رفع بیہوشی دیا اب جو سحاب کی آنکھ
کھلی اپنے کو گرفتار پایا بدیع الزمان نے کہا او سحاب قدرت پروردگار کو دیکھا
مین اپنے ساتھ نہ لایا تھا مگر خدا نے چالاک کو پہونچایا دیکھو تم گرفتار ہوے اب
مناسب یہ ہی کہ زن وشوہر اطاعت کرو ورنہ تمھین قتل کرونگا کاکلکشا نے یہ
کہا کہ ای والد نامدار و ای والدۂ ماجدہ مین ابتک آپ کے حکم کی پابند ہون مجھکو
اِسوقت تک بدیع الزمان نے ہاتھ نہین لگایا جب آپ لوگ حکم دینگے تو
عقد ہوگا تب مین وصل سے کامیاب ہونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی سب نے جو
ملکر سمجھایا اور چالاک بہ صورت اصلی سامنے آیا کہا شگوفہ کو آپ نے پہچانا
ای سحاب و ای موجہ اطاعت بدیع الزمان کرو کہ تا بہ طلسم کشا پہونچوگے اور
شریک سعادت ہوگے تصور تو کرو کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی مثل تمھارے
وہ بھی ایک ساحر ہی علم نیرنگ وشعبدہ سے بخوبی ماہر ہی اُسکو خدا جانتے ہو پیدا
کرنے والے کو نہین پہچانتے ہو اِسطرح جو سبنے سمجھایا سحاب وموجہ کے
دل مین تاثیر ہوئی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دونون
زن وشوہر بہ صدق دل مطیع اسلام ہوے بدیع الزمان نے دونون کو رہا کردیا
سحاب نے چالاک سے کہا کیون ای چالاک اب کہو کیا سزا دون ایک سحر
کرون کہ جلکر خاک ہو جاؤ چالاک نے قریب آکر دو حباب بیہوشی مار دیے زن و
شوہر پھر بیہوش ہوے پھر سوزن دیکر درخت سے باندھ دیا سحاب نے کہا
ای چالاک تم لوگونکی عیاری کرامات ہی چالاک نے کہا ای سحاب مدد پروردگار

ضرور ہی سحاب نے کہا مجھے امتحان منظور تھا ورنہ دل سے تو مطیع ہو چکا بدیع نے
دونوں کو کھولا دونوں زن وشوہر قدموں پہ گرے بدیع الزمان سے عذر کرنے
لگے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تمھاری وجہ سے ہم دائرہ اسلام مین آئے نیز شرف
پائے پھر محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی کا کلکشا پہلو مین بدیع الزمان کے آکر
بیٹھی سحاب وسوجہ حاضر ہین بدیع الزمان نے کہا مجھکو منظور ہی کہ مقابلہ مین
جمشید کے جاؤن برہمن خداپرست دس ہزار فوج سے میرے ہمراہ ہی یہ ارادہ
ہی کہ کسی طرح اُستک پہونچون جنگ آغاز کردون یہ مشہور رہے کہ اول مقابلے
مین بدیع الزمان پہونچے سحاب نے عرض کی یہ غلام آپ کے ساتھ ہی جمشید کے
باپ سے مقابلہ کرونگا مگر جمشید بالے سے زندہ رہیگا جبتک بادشاہ اسلام لوح
نہ پاوینگے تب تک مقابلہ جمشید سے نہین ہو سکتا جمشید سب پر غالب آئیگا
ایک سحر مین ہم ایسون کو مٹا دیگا یہ کنیز آپ کی کا کلکشا بھی سحر مین طاق شہرہ آفاق
ہی جسوقت یہ سحر کریگی زمین کانپ جائیگی غلام بھی کوئی بات اٹھا نہ رکھے گا رات
بھر جلسہ رہا صبح کو ہمراہ سحاب قلعے مین آئے ساٹھ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے
اب یہ سب لشکر ملکہ بیرون قلعہ اُترا ہی برہمن خداپرست کل لشکر کا منتظم ہی اور یہ
ساتھ والون سے کہتا ہی صاحبو اقبال مندی آقاے نامدار کی دیکھی کس کام کو
آئے تھے اور کس بلا مین پھنسے کیا انجام ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے
تین سو جادوگر کامل واکمل شریک شہریار ہوے اب کوئی خوف نہین ہی سحاب
نے بدیع الزمان سے عہد لیا کہ بعد فتح طلسم اس کنیز کے ساتھ عقد کیجیے گا بدیع
نے اقرار کیا بعد چار دن کے بدیع الزمان نے کوچ کیا قلعے سے دو کوس پر آکر
اُترے صحرا نہایت معقول تھا کئی دن اُس مقام پر مقام کیا بعد کئی دن کے قصد
ہوا کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر تخت پر سوار لاکھ ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر خیمے بارگاہین لدی ہوئین مقابلہ بدیع الزمان مین آکر
اُترا ہرکارون نے خبر دی کہ ہمارے جادو بھیجا ہوا اگر مخو کا ... گا جمشید ثانی

برائے مقابلہ حضور آیا ہی سحاب نے عرض کی حضور نہ گھبرائین کنیز اور غلام موجود ہین اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم لوگ مقابلہ کرینگے بدیع الزمان خاموش ہو رہے مگر ہمائے جادو اُتر رہا ہی قریب بارگاہ کھڑا حکم دے رہا ہی کہ لشکر آتار دو پسر حمزہ کو لیکر جاؤنگا وہ سحر دکھاؤن کہ سب عاجز ہون کسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے بدیع الزمان بیرون بارگاہ اُترے ہوے ہین برہمن و موجۂ قطرہ زن و سحاب و کاکلکشا خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان سے ابر گلنار پیدا ہوا قریب لشکر بدیع الزمان آکر ابر پھٹا ایک شاہزادی موسوم بہ گلگونہ فرستادہ جمشید ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیون کے ساتھ برائے مدد ہما پہونچی جب ہمائے جادو نے گلگونہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگا کبھی کہتا تھا ای ملکۂ عالم اصل تو یہ ہی **نظم**

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا
منھ اپنی گیسو کو لگانا نہین اچھا
کشتو نکے تمھارے ہین نشان رہنے دو انکو
برسونکی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات
پروے کو اُلٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے
سو رنج غم ہجران سے کہین خاک نہ ہوجاے
دل توڑ دیا تم نے مرے غم کی کہانی
وُہ رسو وے کے ہوجانے کا ہی جان کی جوکھم
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہوجاؤ
جو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے
ایک ایک سے آنکھین نہ لڑا یا کرو صاحب
زلفو نکی محبت نہ بنو اب کبھی کرنا

ای یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
قبرون کو شبدون کی مٹانا نہین اچھا
آپسمین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
اتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا
مُنھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
محفل مین پریزادون کی جانا نہین اچھا
خون شہداین تو نہانا نہین اچھا
ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
ہر اِک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

ان اشعار کو سنکر گلگونہ نے کہا ای ہمائے جادو اپنے ہوش مین آؤ زیادہ باتین

نہ بناؤ ہمکو قدرت نے تمھاری مدد کو بھیجا ہی کہو ٹھہرین کہو چلے جاوین ہماے جادو قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین تا بعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے گلگونہ نے جھلا کر جواب دیا کیون دیوانے ہوے ہو کیسی باتین کرتے ہو البیانہ ہو مجھکو زیادہ ملال ہو تو مین چلی جاؤنگی ہماے جادو کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بول اُٹھا کہ اب جا سکتی ہو کیا مجال کہ یہان سے جا سکو ہمارے پہلو مین چلکر بیٹھو محفل عیش و جیش آراستہ ہو گلگونہ و ہماسے تکرار ہونے لگی سب کنیزین اُتر رہی ہین اِدھر ہماے جادو کے ملازمون نے جو دیکھا کہ ہمارے مالک سے تکرار ہو رہی ہی سب آکے جمکر کھڑے ہو گئے اور کہا اگر حکم ہو تو اِن سب کو مار لین ہمانے کہا صاحبو تم لوگ دخل نہ دو مین معشوقہ سرکش کو رضامند کر لونگا پہلو مین بٹھاؤنگا بڑی دھوم سے شادی ہوگی اِس دھوم سے برات لاؤن کہ ملکۂ عالم خوش ہو جاوین گلگونہ نے کہا کیون ای ہماے جادو یہ زبردستی ہم رضامند نہین اور تم برات لانے کو کہتے ہو ہماے جادو نے سحر کیا گلگونہ تڑپی کنیزین تمام آمادہ کھڑی ہین سب ملکر سحر کرنے لگین بدیع الزمان نے دیکھا کہ لشکر ہما مین صداے گیرودار بلند ہوئی گولے ترنج و نارنج وغیرہ چلنے لگے گلگونہ چاہتی ہی نکل جاؤن لیکن ہماے جادو روک رہا ہی جب سحر کرتا ہی گلگونہ تھرا جاتی ہی یہ خبر ہرکارون نے بھی مفصل بدیع الزمان سے کہی سحاب نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جائے دونون کو شکست دے یہ سب آپ کے دشمن ہین اِنکا جمنا بہتر نہین سب کے پہلے کاکلکشا اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین گلگونہ کو لاتی ہون یہ کہکر تڑپی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ گلگونہ حیران کھڑی ہی اور رو رہی ہی ہمانے سحر کیا ہی کاکلکشا نے جو گلگونہ کی یہ حالت دیکھی آتے ہی کاکل کو جنبش دی کہ گلگونہ کے ہوش درست ہوے پکارکر کہا ای معین و مددگار تمنے بڑا احسان کیا اِسکے سحر نے قلب پر تاثیر کی تھی کاکلکشا سحر کرنے لگی جب ماش کے دانے پھینکے سو دو سو جوان صحرا مین جاکر سر ٹکرانے لگے اب ہما چاہتا ہی کہ مین نکلجاؤن مگر کاکلکشا نے وہ سحر کیا ہی

کہ ہمامے جادو کا قدم نہین اُٹھتا دم بدم دعائین دیتا ہی کا کلکشا کی بلائین لیتا ہی کا کلکشا نے
جواب دیا کہ او بھیا کیون خبطی ہوا ہو ایسا نہ ہو دیوانہ ہو جائے ہمامے نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین غار افراسیاب کا رہنے والا ہون خداوند گر مخو نے بھیجا ہی کہ جا کر
پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ لہذا مین خالی نہ پلٹونگا ای کا کلکشا تیری خبر پہونچ چکی تونے
اطاعت اسلام کی ایسی بُری طرح پر خداوند پیش آوینگے کہ زندہ رہنا دشوار
ہوگا کا کلکشا نے جواب دیا کہ او نابینا میرے مان باپ ساتھ ہین جمشید ثانی
نگوڑا کون ہی اُسکی عقل پر تو پتھر پڑے ہین آپ ہی تو لکھ گیا ہی وہی سب ظہور
مین آرہا ہی اب اس تحریر سے انکار کرتا ہی کہ مین نشے مین تھا کہ ایک طرف سے
سحاب کا نعرہ ہوا دوسری جانب سے موجۂ قطرہ زن پہونچی ہمامے جادو نے
پھر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشین آسمان سے پیدا ہوا شعلۂ آتش بھڑکتے ہوے
وہ گنبد آتشین زمین پر آکر ٹھہرا ہمامے جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای سحاب
وغیرہ یہ سحر مین نے کامل کیا ہی اس سحر سے کوئی نہ بچیگا سب نے دیکھا کہ قطرہ زن
قریب گنبد پہونچی چاہتی ہی آگ مین پھاند پڑون کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان
کی صدا آئی کا کلکشا نے پکار کر کہا کہ ای مادر مہربان کہان جاتی ہو وہ آتش سحر
ہی مگر قطرہ زن نے کچھ جواب نہ دیا دونون پانوٴن جما کر آگ مین پھاند پڑی
گرتے ہی غائب ہوگئی کا کلکشا نے یہ معاملہ دیکھا کہ مادر مہربان نے اپنے کو آگ
مین گرا دیا سحاب نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ میری زوجہ کو آگ مین جو گرا دیا ہی تو مین
آگ بجھا دونگا یہ کہکر سحاب نے سحر کیا کہ آسمان سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی آگ
کو نہین بجھاتا ہمامے جادو بھی سحر کر رہا ہی کا کلکشا تڑپ کر گری شعلہ ہاے آتش
بھڑکے کر کا کلکشا کی کچھ زلفین جلین بدیع الزمان نے آکر نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم و زر کین	توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم بسے ملک اسلام شد	کہ سر فتنہ با اختر نام شد
بہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن

اور ایک طرف سے برہمن خدا پرست آگرگرا بدیع الزمان کو ہمائے جادو
نے دیکھا کہ قتل کرتے ہوئے آتے ہین کئی پہلوان آنکھون کے سامنے مارے
وجہ یہ ہی کہ کاکلکشا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی جس ساحر نے بدیع الزمان پر سحر کیا ملکہ
کاکلکشا نے کاکل کو جنبش دی بدیع الزمان اُس ساحر کو مار لیتے ہین اگر کسی ساحر
نے سحر کیا تو کاکلکشا حفاظت کر رہی ہی ساحرون کو گھیر گھیر کر مقابلۂ بدیع الزمان
مین بھیجتی ہی پھر قریب آکر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا بدیع الزمان کو موتیون کا
مالا پہنا دیا کہا اب آپ بیخوف لڑیے یہ ساحر جو سحر کرینگے وہ باطل ہو جائیگا اُبنو
بدیع الزمان ساحرون کو مارتے ہوے چلے جب قریب ہمائے جادو کے پہونچے
ہما نے دیکھا کہ اب بدیع الزمان قریب آگئے سوچا کہ اِنسے نہ مقابلہ کرو ورنہ
غضب ہوگا یہ سوچکر پیچھے ہٹا بدیع الزمان سے مقابلہ نہ کیا بدیع الزمان اور
ساحر پر جا پڑے کاکلکشا جب مسکرا دیتی ہی سحر ساحر کا دفع ہو جاتا ہی بدیع الزمان
لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے علمدار فوج لڑتا ہوا آتا ہی ساحرونکو ترغیب
دے رہا ہی کہ ہان یارو یہی وقت جانبازی ہی لپہر حمزہ کو گرفتار کرلو مگر جو ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا عاقبت شمشیر آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہی ایک مقام
پر گلگونہ کھڑی تھی کہ ہمائے جادو نے اپنے کو قریب پہونچا یا خون اپنا گوشت کاٹکر
چلو مین لیا اور چاہا گلگونہ پر پھینکون کہ سامنے سے کاکلکشا پیدا ہوئی اُسنے
جو یہ دیکھا کہ گلگونہ پست ہو رہی ہی آواز دی کہ ای گلگونہ ہوشیار ہو اگر یہ خون
پڑگیا تو جل جاؤگی گلگونہ یا تو آنکھین بند کیے کھڑی تھی آواز کاکلکشا کی سُنکر
ہوشیار ہوئی ہمائے جادو نے خون پھینکا کاکلکشا نے پڑھکے جو سحر کیا وہ
خون زمین پر گرا پھر گلگونہ پر سے سحر کو ہمائے جادو کے دفع کرکے کہا ای گلگونہ
نکل چلو ہمارے لشکر مین چلکر ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ گلگونہ نے جو
کاکلکشا کو مہربان پایا تڑپ کر بلند ہوئی ہما نے چاہا روکون ملکہ کاکلکشا نے
سامنا کیا ایک گولہ مار دیا کہ گولہ پھٹا اُس مین سے دُھوان نکلا وہ دُھوان

آنکھون مین ہما کی لگا آنکھین ملنے لگا اپنے کو بچانے لگا اُدھر لشکر والے شمشیر زنی کر رہے ہین بدیع الزمان قتل کرتے پھرتے ہین کئی سو سردار ہاتھ سے بدیع الزمان اور برہمن بلند بالا کے مارے گئے سحاب نے دور سے دیکھا کہ کا کلکشا نے بڑی جرأت کی کہ ہمارے جادو کو نابینا کیا آنکھین ملتا ہی جب آنکھین کھولتا ہی تو اسکو کچھ نہین سوجھتا پھر آنکھین بند کر لیتا ہی ہما نے چند افسر جو قریب تھے اُنسے کہا اب گلگونہ کو نہ روکو نکل جانے دو افسرون نے عرض کی پسر حمزہ نے کئی سو افسر قتل کیے ہم لوگ کیا کرین سحر ہمارا اثر نہین کرتا سحاب نے سحر کیا وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک گوشے مین زوجہ بیہوش پڑی ہی کا کلکشا نے بڑھکر ان کو اُٹھایا آب دمیدۂ سحر سے منھ دھلایا اب جو موجۂ قطرہ زن اُٹھی سحر کی بوچھار کر دی ہمارے جادو زخمی ہو اسر سے خون بہنے لگا سب افسرون نے صلاح دی نکل چلیے ورنہ آپ قتل ہو جائیے گا آخر شکست فاش کھا کر ہمارے جادو بھاگا مگر گلگونہ کا کلکشا کے ساتھ تو جب ہمارے جادو بھاگ کر نکلگیا کا کلکشا نے آکر گلگونہ کا ہاتھ تھاما کہا کیون بوا مزہ اُٹھایا اور جمشید کی شرکت کر و جنگ کو آئی تھین خوب جنگ ہوئی اب ہمارے ساتھ چلو دیکھو بارگاہ بدیع الزمان مین کیا کیفیت ہی مگر عین مغلوبہ مین چالاک نے دیکھا کہ ہمارے جادو شکست کھا کے جاتا ہی یہ پیچھے پیچھے چلا اور بدیع الزمان سے کہ گیا کہ ہمارے جادو کو گرفتار کر کے لاتا ہون یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا سمجھ بوجھ کے جانا چالاک عقب مین ہمارے جادو کے روانہ ہوا مگر ہمارے جادو پانچ کوس پر آکر ٹھہرا ایک پانی کی جھیل تھی اُس مین نہایا تب آنکھین روشن ہوئین بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ صاحبو مین اپنا حال کیا کہون میرا تو عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

مجنون جنونی زتو این نام و نشان چیست
بیکام و زبانی زتو این کام و زبان چیست

جان و دل و دین زلف و خط و خال نہ بردند
ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست

شد نخچہ بہ صد بار کہ سود تو زیان است
ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست

بد ربد ترا پردۂ عصمت چو زعصیان	ظاہر شدہ بر خالق وا نہ خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دست بہ برہم	مقصود زپیدا ئیش این کون ومکان چیست

اصل مین شعلۂ حسن گلگونہ نے کلیجے کو جلا دیا مجھکو تو خاک مین ملا دیا ہائے کیونکر صبر کرون کس طرح دلپر جبر کرون حقیقت مین پسر حمزہ بڑا صاحب اقبال ہی کون کون لوگ شریک ہوئے کہ ہرکارے نے خبر دی گلگونہ ہمراہ بدیع الزمان گئین کاکلکشا اُسے سمجھا کرلے گئی اب شریک ساحران نہ ہوگی مسلمان کے ساتھہ رہیگی ہمامے جادو نے کہا مین اُسکو چین نہ لینے دونگا ابھی جاتا ہون اُسکو مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اسباب سحر جھولی مین رکھکر طرف صحرا کے چلا جیسے ہی صحرا مین پہونچا ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

رفتیم کہ نوشیم مے از ساغر مستان	گر دیم بہ رسوائی آشوب پرستان
نوشیم زمیخانۂ وحدت مے گلگون	اسرار مے ومیکدہ گوئیم بہ مستان
قفل در میخانہ بہ اندیشہ کشائیم	راز دل پیمانہ نگوئیم بدستان
چون موسم گل دست در آغوش خزان ست	کا فصبت مراد بدن دیدار گلستان
افسردگیی بود از ان ہم اثری نیست	بگذشت مگر گرمی بازار زمستان
تاریک شد از ظلمت غم خانۂ عشرت	روشن کنم از آتش مو شمع شبستان
ہنگام مے ومجلس فرزانہ نشین نیست	دیوانہ بود ہر کہ شود ہمدم مستان
مغرور مشو گر دی کہ در توبہ فراز است	ہشیار کہ این راہ بسے دور و دراز است

یہ آواز سنکر ہمامے جادو اُسطرف پلٹا دیکھا کہ گلگونہ جادو ایک نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہی ہمامے جادو دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہنا تھا ای ملکۂ عالم میری بات کا برا نہ ماننا مین تابعدار ہون سارے ملک کی حکومت آپ ہی کو دونگا کبھی عذر نہ کرونگا گلگونہ نقلی نے کہا او نگوڑے تو بڑا بیوفا ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھہ برائی کرے ہمامے نے کہا مین غلام تابعدار ہون ای ملکۂ عالم وعدہ کرتا ہون کہ ملک ومال کا آپ کو اختیار ہی جسکو چاہو نوکر رکھو جسکو چاہو

چھیڑا اور مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا ملکون کا خراج آپ کے پاس آئیگا اُسکا بھی
آپ ہی کو اختیار ہی چالاک نے باتین کرتے کرتے خاصدان کھولکر گلوری کھائی
ہما نے کہا مجھے بھی گلوری دیجیے گلگونہ نے گلوری کھلائی کہا چلو تمھارے ساتھ
چلتی ہون مگر وعدہ فراموشی نہ کرنا میرے خود دلبر صدمہ ہو لشکر بدیع الزمان مین
جاکر نکل آئی وہان نہ ٹھہر سکی بی گلگلستا کو اگر تم کہو تو لے آؤن ہما نے کہا مین
سمجھ لونگا چند قدم جاکر لڑکھڑایا گر کر بیہوش ہوا گلوری تو کھا ہی چکا تھا اُسی مین
چالاک نے بیہوشی دی تھی چاہا زبان مین سوزن دون دیکھا چند ساحر آتے
ہین ساحرون کو دیکھکر چالاک گھبرایا سمجھا کہ اسکے مددگار ہونگے بدون سوزن دیے
پشتارہ باندھکر چلا وہ ساحر اور طرف چلے گئے چالاک سمجھا میرے پیچھے آتے ہین
درختون مین چھپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا عرض کی غلام ہما کو لایا
بدیع الزمان نے حکم دیا ستون سے باندھو ستون سے باندھکر ہما کو ہوشیار
کیا ہما کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا گلگلستا نے پکار کر کہا ای ہما خدا کی
قدرت کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو آئے مگر ہما کے جادو نے دیکھا کہ میری زبان مین
سوزن نہین ہی یہ سوچکر گلگلستا کو کچھ جواب نہ دیا تڑپ کر بلند ہوا چلتے وقت ایک
گولہ مار دیا سحاب نے للکار کر کہا او بیحیا کہان جاتا ہی ہم سحاب ابرشکن اب تو
ہما ایسا بھاگا کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا بدیع الزمان نے آواز دی ای سحاب
آگے نہ جانا چالاک سے پوچھا اِسکی زبان مین سوزن کیون نہ دی چالاک نے
عرض کی مین نے جب اُسکو بیہوش کیا چند ساحر آتے تھے مین سمجھا اِسی کے ملازم
ہین پشتارہ لیکر بھاگا سوزن نہ دینے پایا گلگونہ نے کہا مین ایسا جانتی تو جب
چالاک لیکر آئے تھے تب ہی قتل کر ڈالتی لیکن یہ ابھی فتور کریگا سحاب نے
کہا اگر فتور کریگا تو مارا جائیگا امان کبھی نہ پائیگا ہما کے جادو بھاگا ہوا اپنے لشکر
مین آیا مگر پسینے پسینے کپڑے پھٹے ہوے سب نے پوچھا کیون آقائے نامدار
کیا معرکہ گذرا ہما نے سب کیفیت بیان کی کہا آج رات کو جاکر گلگونہ کو مین

گرفتار کر لاؤنگا اتنا کہکر خاموش ہو رہا دن بھر تو گذرا رات کو اُس صحرا مین روشنی ہوئی آواز گانے کی آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

کام ہی شیشے سے ہمکو اور نہ ساغر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
اپنے فعلون سے تعجب ہی نہ ہووے جو فساد
بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار
ناز بیجا بھی نہ ای دل ناگوار طبع ہو
عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین

مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
زر کی خواہش اِن حسینون کو ہی زیور سے غرض
زن سے مطلب ہی زمین سے مدعا زر سے غرض
زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہی شکر سے غرض
اب تو اٹکی ہی تری اُس ماہ پیکر سے غرض
مرد مفلس کی نکلتی ہی تو انگر سے غرض
آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

یہ آواز سُنکر ہمامے جادو چلا حیران تھا کہ کون گا رہا ہی جب صحرا مین پہونچا تو دیکھا ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین ہین ایک گائن گا رہی ہی اِس ساحرہ کا نام نسرین جادو ہی یہ صحرا اِسکی سیرگاہ ہی ہمامے نے دیکھا کہ گلگونہ سے اِسکی شکل ملتی ہی بیقرار ہو کے دوڑا نسرین نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہی مگر ہاتھ پھیلائے ہوے ہی یہی مراد ہی کہ جاکر صحبت مین بیٹھون نسرین نے پکار کر آواز دی ای ہما خبردار تمکو ہین نے پہچانا اِس صحبت مین نہ آنا میری کنیزین سب پردہ دار ہین اگر ملاقات منظور ہی تو مکان پر آنا ہم جواب دینگے ہمامے جادو رُکا مگر دور سے کھڑا ہو کر دعائین دینے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم آپ سلامت رہیے مجھکو اپنی صحبت مین آنیکا حکم دیجیے چند ساعت بیٹھکر چلا جاؤنگا گلچینی گلشن جمال کی کر لون تو پھر نہ ٹھہرون نسرین نے جواب دیا ہمنے تمسے کہدیا کہ مکان پر آنا یہان نہ آؤ ہمامے جادو پیچھے ہٹا پکار کر کہا مکان کا پتہ دیجیے نسرین نے کہا بالائے کوہ نسرین آنا پھر ایک کنیز کو بھیجا کہ جاکر اُس سے وعدہ کر آؤ کوہ نسرین کا پتہ دو ایسا نہ ہو کہ پتہ بھول جائے تو باعث خرابی ہو کنیز نے آکر سب پتہ بتایا ہمامے جادو مشتاق ہوا کہ کوہ نسرین پر جاؤنگا اگر ملکہ کو

توجہ نہ ہوتی تو پتہ کیون بتاتین اِس سوچ مین پلٹا آکر اپنے لشکر مین داخل ہوا
رات بھر بستر خواب پر تڑپا صبح کو آراستہ ہوا اسباب سحر جھولی مین رکھا طرف کوہ
نسرین کے چلا اُسی نشان پر جو کنیز نے بتا دیا تھا اُن مقامون کو دیکھتا ہوا جاتا ہی
پانچ کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک کوہ سبزہ زار دکھائی دیا بالاے کوہ بڑے
بڑے درخت ہوا سے ہل رہے ہین اُنپر طائران زمزمہ سرا بزبان حال توصیف و
تعریف ایزد منان مین مصروف ہین کبھی شاخون سے اُڑکر بلند ہوتے ہین عین
وسط کوہ پر فرش بچھا ہوا ہی وہی ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی ہما کو جو آتے ہوے دیکھا
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بالاے کوہ آؤ ہماے جادو بالاے کوہ پہونچا نسرین
اپنے مقام سے اُٹھی ہماے جادو کا ہاتھ تھام لیا لاکر اپنے برابر بٹھایا پوچھا
اے ہما خیر تو ہی تم بھی آوارہ لشکر بھی پریشان صحراے سیرگاہ مین اُترے ہوے ہو
مجھے کیون سرفراز کیا ہماے جادو سفلہ مزاج ہی ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ اے ملکہ
رات بھر آپ کے فراق مین تڑپا ہون شب تیرہ و تار نہ کٹتی تھی بہ مشکل صبح ہوئی
تب مین حاضر ہوا امیدوار ہون کہ غلامی مین مجھکو قبول کیجیے نسرین نے کہا
اے ہما تم جانتے ہو کہ مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی تمھین یاد ہوگا کہ جب مین
براے امتحان غار افراسیاب مین گئی تو قدرت نے خود پیغام دیا کہ اے ملکہ
نسرین یہان رہا کرو تمھین یاد ہوگا کہ مین نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند
مین یہان نہین رہسکتی میرے وقت معین ہین شب کو سیرگاہ مین جاتی ہون
دن بکوہ نسرین پر رہتی ہون قدرت اسقدر آزردہ ہوے کہ امتحان کی سند
نہ دی مگر مین نے قبول نہ کیا اور پلٹ آئی تم کیا خداوند سے زیادہ ہو بڑا مرتبہ
قدرت عطا فرماتے خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہما نے کہا مین تو آپ کے وعدے
پر آیا ہون اب امیدوار ہون کہ غریب نوازی فرمایئے نسرین نے کہا مجھکو
جو جواب دینا تھا وہ جواب دے چکی اب تم اپنی کمے جاؤ ہم جواب نہ دینگے
یہ کہکر حکم دیا ارے گائن کو بلاؤ دل افروز نامے گائن حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر

یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جاے
ہم شب مہ گردون کے مقابل ہو جاے

یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے
ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہو جاے

تب مین جانون مری جانب سے کدورت نہ رہی
صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جاے

وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون
سننے والون کا پریشان نہ کیون دل ہو جاے

وہ حسین عارض انور سے اٹھا دے جو نقاب
دعوی حسن مہ و مہر ابھی باطل ہو جاے

تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے
مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جاے

گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا
بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جاے

نور رم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے
شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جاے

گانا ہو رہا ہی ہماے جادو خاموش بیٹھا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کہ درۂ کوہ مین دھما کا ہوا ہمانے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام سر منڈا ہوا لب گدانہ ناک دراز کوتاہ گردن چوڑا سینہ پست قد ہاتھ پاٹون گول ایک لنگوٹ باندھے ہوے کوہ سے نکلا قریب ملکہ کے آیا کہا اے ملکۂ عالم آفاق جادو آتا ہی یہ کون ہی جو تمھارے پاس بیٹھا ہی ملکہ نے کہا اے مقصود خبر رسان یہ ایک مسافر ہی مین نے دل بہلانے کو اِسے بٹھا لیا ہی زنگی نے کہا میان مسافر تمھارا کیا نام ہی اور کہان کے رہنے والے ہو ہمانے کہا بھائی مین تمھارے قبیلے سے ہون ہماے جادو میرا نام ہی غار افراسیاب کا رہنے والا ہون جس وقت سے سلطنت ہوشربا مٹی اور خدائی لقاے بے بقا کی نیست و نابود ہوئی اور مسلمانو نکا قبضہ ہوا ہم لوگ تباہ و برباد ہو گئے تمام طلسم بھی برباد ہوا افراسیاب جادو ہاتھ سے اسد نامدار کے مارا گیا زنگی نے کہا تم ایک ہوشربا کو کہتے ہو ہمکو سب خبرین ہین ہر جگہ مسلمانون کا قبضہ ہوتا جاتا ہی نور افشان اتنا بڑا طلسم کیسا ویران ہوا کہ سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کر ہفت پیکر مین پہونچا وہان بھی نہ بچا رستم نے جا کر ہفت پیکر کو مارا طلسم کو درہم و برہم کر دیا

اور اپنا قبضہ کیا بقراط ثانی اتنا بڑا ساحر کہ جو طلسم خیال سکندری مین خدائی
کرتا تھا اور کوئی اُسکا مقابل نہ تھا وہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا ہاے
وہ طلسم بھی کیسا برباد ہوا اب مسلمانون کا اسطرف ارادہ ہوا ہے دیکھیے انکا
خداے نادیدہ کیسا کیسا انکو ہر مقام پر فتحیاب کرتا ہے کہ تمام ملکون اور سلطنتون
پر قبضہ ہوتا جاتا ہے اور ہمارے خداوند جمشید ثانی ایسی غفلت کے نشے مین ہین
کہ کچھ خبر نہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت انقلاب زمانۂ قدرت آگیا کیسی کیسی
شاہزادیان شریک مسلمانان ہو رہی ہین کیسے کیسے ساحر اُنکے ہاتھ سے
سامری و جمشید کے پاس پہونچتے جاتے ہین مسلمانون کے خداے نادیدہ نے
کیسا نور چہرے پر دیا ہے کہ جس شاہزادی نے دیکھا وہ عاشق جمال ہو کر شریک
ہوگئی یہ باتین کر کے زنگی تو درۂ کوہ مین چلا گیا ہماے جادو بیٹھا رہا لنسرین
و سیدم کہہ رہی ہے کہ اے ہما اب جاؤ ورنہ ایکے مقصود زنگی قیامت برپا کرے گا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر سانولی رنگت بال بڑے بڑے کمر تک لٹکے ہوے
اکیلا تخت پر سوار آکر محفل مین پہونچا لنسرین نے کہا اے آفاق جادو آج آنے مین
دیر کیون ہوئی آفاق نے کہا اے ملکۂ عالم آج ایک کار ضروری مین تھا مین شب بھر
آپ کے اشتیاق مین رہا صبح ہوتے ہی روانہ ہوا راہ مین مسلمانون کے لشکر دیکھے
جا بجا اُترے ہوے ہین کیا غضب ہے اے ملکۂ عالم کہ جس لشکر مین جادوگرنیونکو دیکھا
جوان جوان خوبصورت کوئی طلسم کشا پر عاشق کوئی فرزند صاحبقران کے ہمراہ
فی الحال بی کاکلکشا و سحاب ابر شکن و موجۂ قطرہ زن شریک بدیع الزمان
ہوے ہین انھون نے کوچ کیا ہے صحراے گرد آباد پہونچے ہین صحراے غولان
راہ مین ملیگا بی کاکلکشا و سحاب صحراے غولان سے بچا کر لیجاوینگے تا بہ قصر
خداوندی پہونچاوینگے جوان جادوگرنیون مین ایک تمھین باقی ہو کہ مجھسے واسطہ
ہے یہ سُنکر ہما نے کہا اے آفاق جادو ذرا سمجھکر کلام کرو مین ملکہ کا مشتاق ہو کر
آیا ہون جسطرح مانینگی قبول کرا ئونگا اپنے ساتھ لیجاؤنگا میری محفل مین بھی آبادی

ہوآفاق نے کہا ای ہماے جادو تم تو بڑے گستاخ ہو روبرو ہمارے ایسا کلمہ
کہتے ہو بس اب اٹھ جاؤ ایسا نہ ہو تمھاری جان پر بنجائے تو پناہ پانی مشکل ہو ہمانے
کہا ای آفاق جادو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون مسلمانون سے جو شکست
کھائی وہ عیارون کا باعث تھا کہ عیارون نے ایسا حیران کیا کہ شکست کھاکر بھاگی
ہین تو آپ غم مین ہون تم مجھے آزردہ کرتے ہو آفاق نے کہا ای ہماے جادو اب
تمھاری شامتین آئی ہین بعد تکرار بسیار ہمانے گولہ مارا آفاق جادو نے گولہ
کاٹ دیا جب ہما اٹھنے لگا کہ آفاق سے مقابلہ کرون تو نسرین جادو نے دامن
تھام کر ایک قہقہہ مارا ہماے جادو چپ ہوگیا آفاق نے اٹھکر ہما کی مشکین
باندھین زبان مین سوزن دی کہا ارابہ لاؤ ارابے پر سوار کرکے مسلسل و مطوق
کیا کہا انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگا وہان سزا دلواؤنگا نسرین نے کہا ای عاشق
صادق اسکو خدمت خداوند مین نہ لیجانا خداوند ہمیشہ سے میرے نام پر بیل کرتے
ہین وہ اسکو سزا نہ دینگے اور مجھکو طلب کرینگے مین انکے سامنے نہ جاؤنگی آفاق نے
کہا مین انکو اپنے قصر مین لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نسرین نے کہا اسکا اختیار
ہے وہ بھی تو جانے کہ کسی پر عاشق ہوا تھا یہ صدمہ اٹھایا آفاق قید ہما کی لیکر چلا
منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہے ایک صحرا مین آکر اترا کہ وادی برہوت اس جنگل کا نام ہے
برہوت جادو وہان کا حاکم ہما کا دوست ہے برہوت کو خبر پہونچی کہ آفاق ہما کو
لیے ہوے جاتا ہے اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا
دوست گرفتار ہو اور مین مدد نہ کرون ٹہلتا ہوا لشکر مین آفاق کے آیا آفاق
کو خبر پہونچی کہ برہوت آتا ہے چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے برہوت
دربار آفاق مین آیا کہا کیون ای آفاق ہمانے تمھاری کیا خطا کی آفاق نے
کہا مین تمسے کیا بیان کرون ایسی خطا کی ہے کہ گرفتار کرکے لیے جاتا ہون جاکے
سیدان خونی کی تیاری کرونگا ایسے مقام پر قتل کرونگا کہ جہان آب و دانہ نہ ہو
روح اسکی بھٹکتی رہے اور چندے یاد کرے برہوت نے کہا ای آفاق مجھپر

احسان کرو کہ خطا اسکی معاف کردو رہائی کا حکم دو کہ مین اسکو اپنے کوہ پر لیجاؤن
اب یہ پلٹ کر غار افراسیاب مین جائیگا آفاق نے جواب دیا ای برادر اگر
خطا سنوگے تو تم بھی بیزار ہو جاؤگے برہوت نے کہا جو خطا کی ہو اُسے معاف
کرو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی ملکہ چنچل جاتی
تھین لشکر کو دیکھکر اُتر پڑین دریافت کیا کہ یہ لشکر آفاق جادو کا ہو دیکھیے قریب
بارگاہ آپہونچین آفاق نے ہنسکر کہا کہ مین مدت سے چنچل کا مشتاق تھا اگر وہ
آجائے تو مطلب دلی حاصل ہو ہرکارون نے عرض کی دربارگاہ پر کھڑی ہین
آفاق براے استقبال اُٹھا سامنے آکر سلام کیا کہا بی چنچل آؤ چنچل ساتھ آفاق
کے بارگاہ مین آئی برہوت نے جو چنچل کو دیکھا بہت پسند کیا پُکارکر کہا ای ملکہ عالم
آئیے مجھے آپ نے نہین پہچانا چنچل نے جواب دیا مین تمکو نہین پہچانتی برہوت
نے کہا یہ صحرا میری عملداری مین ہو چنچل نے کہا عملداری مبارک ہو مین تو آفاق
کی ملاقات کو آئی ہون گھڑی بھر ٹھہرونگی چلی جاؤنگی آفاق نے ہاتھ تھام کر کہا ملکہ
میرے قریب بیٹھو برہوت سے کلام نہ کرو ہرچند کہ مجھکو لنسرین کا خوف ہو مگر آجکل
آپ کا حسن وشباب زورون پر ہو دیکھو چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب
کیونکر انسان عاشق نہ ہو چنچل نے کہا ای آفاق بی لنسرین تمکو مبارک رہین مین
ایسے جھگڑون مین نہین پھنستی اُسی معشوقہ کو بُلاؤ کہ تمھارے دل کو چین ملے مین صرف
ملاقات کو آئی تھی دیکھ لیا اب جاتی ہون برہوت نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ
ملکہ بالاے کوہ چلو چنچل نے آہ کی کہا تم لوگ کیا جانو کہ مین کس آفت مین ہون عجب
معرکہ گذرا ہی کاکل کشا فرزند حمزہ پر عاشق ہوئی ہین اُنھین کے ساتھ ہین مین جو
اُدھر سے گذری مجھکو صحبت مین لیجاکر اپنے معشوق کو دکھایا حقیقت مین فرزندان
حمزہ بہت حسین ہین وہ لوگ طلسم نوخیز جمشیدی پر چہار طرف سے جھکے ہین طلسم
ظاہر کو فتح کر لیا سعد بن قباد طلسم کشا ہین وہ کوچ کیے ہوے جاتے ہین قصد ہو کہ
جمشید ثانی سے مقابلہ کرین مسلمان ایسے نہین ہین کہ کسی سے دب جاوین قدرت نے

بڑے بڑے جادوگر بھیجے مگر کچھ نہ ہوا اب غار افراسیاب سے مدد آتی ہی دیکھین اس کا انجام کیا ہو نیچ مین چنچل داہنے پر آفاق جادو بائین پر برہوت باتین کرتے ہوے دربارگاہ پر آے اُس وقت دیکھا کہ ابر تاریک اُٹھا تمام صحرا سیاہ ہو گیا رعد کی گرج برق کی چمک ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر بڑھتا ہوا آتا ہی جب اس صحرا مین پہونچا تو ابر پھٹا دیکھا تخت پر شبدیز کلنگ سوار گرد وزیر و امیر پشت پر کئی لاکھ جادوگر بھرے علمون کے کھُلے ہوے اس کروفر سے وہ جادوگر آتا ہی کہ زمین کانپ رہی ہی آفاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم نئی بات یہ ہی کہ شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ ہی اس وقت کہان سے آتا ہی نہین معلوم کہان جائیگا برہوت نے کہا مجھ سے تو اس سے ملاقات ہی آج میری عملداری مین آیا مین ملاقات کرونگا یہ کہکر چنچل کا ہاتھ چھوڑ دیا خود بلند ہوا آکر شبدیز کو سلام کیا شبدیز نے پوچھا کہ ای یار وفادار تم اس صحرا مین کہان برہوت نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ یہی صحرا برہوت ہی مین یہان کا حاکم ہون پہاڑ پر تشریف لے چلیے شبدیز نے کہا کہ تمھاری خوشی ہم کرینگے تمھارے ساتھ چلینگے یقین ہی کہ آج شب کو رہجاوین برہوت نے کہا کہ اب تو یہان اُتریے آفاق جادو صحرا مین اُترا ہوا ہی ہمارے جادو کی قید لیے جاتا ہی مین چاہتا ہون رہا کرلون شبدیز نے کہا ابھی ساحرون کو حکم دون کہ ٹوٹ پڑین جان بچانا دشوار ہو دیکھو لشکر قہار میرے ساتھ ہی جہان اشارہ کردون دریاے خون بہادین برہوت نے ہرچند منع کیا کہ آپ دخل نہ دین لیکن شبدیز نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہمارے دوست کی خوشی کرو اس فوج کو مار لو کئی لاکھ فوج بڑے بڑے افسر شاہ بنگالہ کے ساتھ لینا لینا کہکر چلے لشکر پر آفاق کے آگ برسنے لگی آفاق چنچل سے کہ رہا ہی کہ یہ کیا آفت آئی بادشاہ بنگالہ کیون بگڑ گیا چنچل نے کہا برہوت نے جاکر آفت برپا کی بادشاہ کو ورغلان دیا وہ بگڑ گیا تھوڑے عرصے مین فوج شبدیز نے فوج آفاق قتل کرنا شروع کی آفاق نے جاکر ہما کو رہا کیا ہما رہا ہوتے ہی سحر کرنے لگا ہر سحر مین دو چار ہزار کو مارتا تھا شبدیز نے

جو دیکھا کہ یہ تو میری فوج کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہماے جادو احسان فراموش ہو مین نے تمکو رہا کرایا اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو ہما نے کہا کہ ای شہنشاہ بنگالہ میری اور کچھ مراد ہی شبدیز نے کہا وہ مراد بالاے طاق رکھو مجھسے فساد نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے میرا سحر وہ قیامت کا ہی کہ زمین کو ہلا دون طنابین آسمان کی کھینچ لون بس اب بہتر یہ ہی کہ کنارے ہو جاؤ ہما نے کہا مین کنارے نہ ہونگا جب تو شبدیز نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری ہما کے دو ٹکڑے ہوے آفاق جادو نے جو دیکھا کہ ہما مارا گیا چنچل سے کہا کہ لو صاحب اب جھگڑا دفع ہوا چنچل نے کہا ہان بیشک تمھارا رقیب مارا گیا اب مین سحر کرون کہ لشکر والے آپسمین سر ٹکرانے لگین آفاق نے کہا ہان ملکہ امتحان کرو کہ یہ لشکر رُکے چنچل نے بڑھکے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا موتی ٹوٹے جسپر ٹکڑا گرا وہ جل گیا چند ساحر غل مچانے لگے زبانون پر اُنکی یہ اشعار تھے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است
این مدرس را زبان دیگر است

اختری اختر شناسانِ ترا
بر فلک ہر دم قران دیگر است

تا بہ کی سر گرمِ کارِ این جہان
این جہان را ہم جہان دیگر است

از شراب عشق میسوزد جگر
نُقل این می از دُکان دیگر است

در میان خلق می جویند و نیست
طالبِ حق را مکان دیگر است

رہروِ راہ طلب را ہر قدم
ہمرہی با کاروان دیگر است

ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
با غمت رازِ نہانِ دیگر است

کس نمیداند کہ منزل درکجاست
ہر کسے از کاروان دیگر است

در نیاید غیر چشم حق شناس
مرد میدان را نشان دیگر است

در نیابد ہر کسے اسرار عشق
این معلم را زبان دیگر است

پرتوِ اقبال صاحب ہمتان
مخفیا از آسمان دیگر است

یہ اشعار پڑھتے ہوے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے بعض آپسمین جنگ کرنے لگے

شبدیز نے وزرا سے پوچھا کہ یہ کسکا سحر ہی جو ہمارے اہل لشکر دیوانہ پھر رہے ہین ایک
وزیر کہ جسکا برق برقبار نام ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ وہ دیکھیے سامنے
عورت گاتی باندھے ہوے سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر نے یہ انقلاب کیا ہی یہ دیکھ کر
شبدیز بہت بگڑا اور پکار کر آواز دی کہ او نازنین اس طرف آ ہمین تجھسے کچھ کہنا
ہی اس لطف سے شبدیز نے کہا کہ چنچل دوڑی ہوئی آئی قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا
شبدیز نے جو دیکھا کہ گورے گورے ہاتھ چہرہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال مین
لاجواب بقول شاعر نظم

اجل کا مکان گوشہ چشم مین
ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

دیگر

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
بھوین دست بازوے جلاد حسن
قیامت نہان گوشہ چشم مین
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجہ لطافت
نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنھین سرمے کا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو
شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھا لیا آفاق نے جو دور سے دیکھا کہ چنچل خدمت مین
شبدیز کی پہونچی لشکر سارا قتل ہو گیا چاہا جست کر کے نکل جاؤن مگر وزراے شبدیز
نے چہار جانب سے گھیر لیا ہر چند آفاق نے چاہا کہ نکلون مگر کب نکل سکتا ہی اُسی جگہہ
پر کھڑا رہگیا چار وزیر سحر مین طاق شہرۂ آفاق چہار جانب سے سحر کر رہے ہین آفاق
کا نکلنا دشوار ہی شبدیز نے جب دیکھا کہ وزیرون نے آفاق کو گھیرا ہی جھلا کے
ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ آفاق کے بھی دو ٹکڑے ہوے جو باقی رہے
وہ طرف صحرا کے بھاگے مگر شبدیز سب کو بھگا کر اُسی جنگل مین اُتر پڑا رات کا وقت
ہی شبدیز تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا گھیرے ہوے ہین کہ خبر پہونچی برہوت جادو
آتا ہی شبدیز نے حکم دیا آنے دو وہ ہمارا دوست ہی برہوت سامنے شبدیز کے آیا
پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران آپ نے وعدہ کیا تھا کہ غلام کو
سرفراز کرین گے مین نے سب سامان تیار کیا ہی امیدوار ہون کہ دعوت مین تشریف
لے چلیے شبدیز اُٹھ کھڑا ہوا برہوت کی مراد یہ ہی کہ اسکو دعوت مین لیجاؤن اور

چنچل کو کسی ترکیب سے لے بھاگون شاید مطلب پورا ہو یہ سوچ کر شبدیز کو ساتھ لیچلا راہ مین کہتا ہوا کہ امیدوار ہون کل لشکر کی دعوت کرون شبدیز کلنتاگ سوار نے کہا کہ مہربان تمکو اختیار ہی جب تو ہمنے دعوت قبول کی برہوت شبدیز کلنتاگ سوار کو باتین کرتا ہوا بالاے کوہ لے چلا راہ مین پوچھا کہ حضور چنچل کو کیا کیا شبدیز نے کہا چنچل میری معشوقہ ہی کنیزون کے ساتھ کھیل رہی ہوگی مین نے اسباب عیش ونشاط مہیا کردیا برہوت نے پوچھا یہ کیا باعث ہوا کہ چنچل نے آپ سے انکار نہ کیا شبدیز نے ہنس کر کہا مین نے اُسپر سحر کردیا ہی سبکتگین جادو میرے ساتھ ہی اُسی کے سحر سپرد ہی جو کوئی اُس کو مار لے تب چنچل ہوش مین آے یہ سب باتین پوچھ کر شبدیز کو بالاے کوہ لایا سامان دعوت مہیا کیا کل فوج کے لیے کھانا بھیجا جب رات کم باقی رہی تو سبکتگین جادو کو زہر ملا کر کھانا کھلایا سبکتگین جادو کا کلیجہ کٹ گیا دیر تک خون اُگلا کیا جب خون کی قی ہوتی ہی تڑپ جاتا ہی مگر کہہ رہا ہی کہ یارو ابھی تو مین اچھا تھا یہ کیا عارضہ ہوا کہ یکایک یہ حال ہوگیا ساتھ والے کہتے ہین جس وقت سے آپ نے کھانا کھایا اُسی وقت سے آپ کا حال ابتر ہی طشت رکھوالیا دمبدم قی کرتا ہی آخر کسی طرح صحت نہ ہوئی گھبرا کر اُٹھا اور پھر گرا جب کئی مرتبہ اسی طرح سے گرا آخر کار ایک مرتبہ جو گرا سر پھٹ گیا لوگون نے جو یہ معرکے دیکھے گھبرا گئے ہر ایک کا قول تھا کہ سبکتگین افسر اعلیٰ تھا اُس کے مرنے سے لشکر مین انتظام نہ ہوگا اسکی ذات سے بڑا انتظام تھا جا بجا یہی ذکر ہو رہے ہین مگر جب برہوت کو معلوم ہوا کہ سبکتگین مر گیا اُسوقت خیمہ چنچل مین آیا دیکھا کہ چنچل بیہوش پڑی ہی اب جو ہوشیار ہوئی کنیزون سے پوچھا مجھے یہان کون لایا کنیزون نے عرض کی کہ یہ بارگاہ شہنشاہ بنگالہ ہی ہم سب تمھارے نوکر ہین چنچل سر جھکاے بیٹھی ہی کہ زمین شق ہوئی برہوت نے سر نکالا نکلتے ہی قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ اے شہنشاہ معشوقان میری خطا پر خیال نہ کرو اور کسی طرح ملال نہ کرو اب میرے ساتھ چلو کوہ برہوت کی سلطنت کرو چنچل نے دیکھا کہ اگر یہان رہونگی اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہی قبضہ کرلیگا برہوت کے ساتھ نکل چلون

یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی برہوت کے ساتھ چلی برہوت چنچل کو لیے ہوے سرحد
کوہ برہوت سے تین چار کوس نکل کر ٹھہرا کہا ای ملکۂ عالم اب کہو کدھر چلون کسی غیر
ملک مین نکل چلین اگر اسی اقلیم مین رہین گے تو یہ آفت برپا کرین گے مگر سرحد بنگالہ سے
بچ کر چلو یقین ہی کہ شبدیز کو بھی ملال ہو مقدمہ عورت کا نازک ہوتا ہی ضرور اُسکو
مجھسے بغض ہوگا چنچل خاموش بیٹھی ہی اور کچھ سوچ رہی ہی کہ جس پہاڑ پر بیٹھی تھی وہ پہاڑ جنبش
مین آیا وسط سے پھٹا ایک ساحر مہیب چند سنگریزے ہاتھ مین لیے بلبلاتا ہوا نکلا
پکار کر آواز دی کہ ارے تم لوگ کون ہو کہ بلا تکلف آکر بیٹھے ہو برہوت نے پکار کر
کہا کہ ای سنگسار مجکو نہین پہچانتا مین ہون اور ملکۂ چنچل ہین نام عورت کا سُن کر
سنگسار سامنے آیا چنچل کو بہ نگاہ محبت دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برہوت بس
جاؤ اس عورت کو چھوڑ دو برہوت نے کہا کہ ای بھائی مین نے اسکے واسطے ملک و
مال چھوڑا غریب الوطن ہوا گھڑی بھر کو ٹھہر گیا تھا تم ایسی بات کہتے ہو جسکو دل قبول
نکرے مین اسکو نہ چھوڑونگا اپنے مقام پر جاکر بیٹھو سنگسار نے کہا کہ مین تو اس معشوقہ
کو نہ لیجانے دونگا بعد مدت کے اس صحرا مین عورت کا گذر ہوا یہ وہ پٹپر میدان ہی
کہ مسافر بھی اِدھر سے نہین گذرتے اب آے ہوے شکار سے مین کیونکر باز رہون
اس کو اپنے واسطے راضی کرلونگا برہوت ہر چند منتین کرتا ہی مگر سنگسار جادو کسی
طرح نہین مانتا چاہتا ہی دوڑ کے لپٹ جاؤن جب کئی مرتبہ بڑھا تو چنچل نے طرف
برہوت کے دیکھا اس نگاہ یاس سے آنکھ اُٹھائی کہ برہوت بیقرار ہو گیا اور اپنے
مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای سنگسار بڑا جبر کرتے ہو جو ہو سکے وہ کرلو سنگسار
نے ایک چیخ ماری کہ جتنے سنگریزے تھے اُتنے ہی جوان پیدا ہوے آکے سبھون نے
چنچل کو گھیر لیا برہوت و سنگسار آپس مین لڑنے لگے مگر چنچل جب سحر کرتی ہی سو دو سو
جادوگر بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین نظم

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا	ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھسے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا	تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا

اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان
تیر انداز زمانے سے ہوا ای یار جدا
چشم مخمور سے کیونکر نہ ملین ہونٹون کو
لب سے کسطرح یہ ساغر کرین میخوار جدا
ای مسیحا تری آنکھون پہ ہین عاشق دونون
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
دلِ صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہی
زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا
سائے کی شکل سے ہونگا نہین زنہار جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون
مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

برہوت نے بھی صدہا کو قتل کیا ہی خوب خوب سحر کر رہا ہی قضائے کار شبدیز کلنگ سوار رات بھر دعوت مین رہا صبح کو اسکے ملازمون نے خبر دی کہ برہوت چنچل کو لیکر بھاگ گیا شبدیز اُسی وقت سوار ہوا کہا یہ بھگوڑا جانے نہ پائے فوج چہار طرف سے چلی اُسوقت پہونچا کہ چنچل اور برہوت گھرے ہوے ہین اور سنگسار سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ چنچل پر قبضہ کرون مگر چنچل بلا کا سحر کر رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینک رہی ہی جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا کئی ہزار ساحر دونون کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی شبدیز آکر پہونچا کہا ارے ان سب کو مار لو اُس فوج کو جو آتے دیکھا ملازمان سنگسار آپس مین یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو یہ لشکر تو مثل مور و ملخ کے ہی کس کس کو جواب دین اور کس کس سے لڑین سنگسار نے چاہا مین بھی نکل جاؤن لیکن شبدیز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ سنگسار کے دو ٹکڑے ہوے برہوت کے اوپر اشارہ کیا کہ او بے حیا اسی مکر کے واسطے میری دعوت کی تھی کہ چنچل کو لے بھاگا چنچل نے آواز دی کہ او بے حیا میرا سر لیجا نا مین زندہ نہ جاؤنگی شبدیز نے چند دانے ماش کے چنچل پر پھینکے چنچل تھرائی چہرہ سُرخ ہو گیا طرف شبدیز کے دوڑی ہرچند برہوت روکتا ہی مگر چنچل نے برہوت کو جواب نہ دیا اور دوڑ کر قریب تخت شبدیز آئی شبدیز نے پہلو مین بٹھا لیا چنچل ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہی مگر برہوت مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ہو کر مایوس ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ بنگالہ میرے حال پر رحم کیجیے

ہرچند چیخا پیٹا مگر شب دیز نے کچھ جواب نہ دیا جب تو برہوت نے ایک گولہ مارا کہ پایۂ
تخت شب دیز ٹوٹا جادوگرون نے بڑھ کر کاندھا دیا شب دیز نے پکار کر آواز دی ای
دل افروز جلد آکر برہوت کو صحرائے نیلگون مین لیجاؤ وہان جاکر خاک اُڑائیگا
اپنے اعمال کی سزا پائیگا کہ صحرا سے ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار ہنستی ہوئی سامنے
برہوت کے آئی برہوت کا ہاتھ تھام لیا کہا صحرائے نیلگون مین چلیے برہوت
خوشی خوشی اُس نازنین کے ساتھ ہوا وہ نازنین برہوت کو لیکر روانہ ہوگئی
شب دیز چنچل کو ساتھ لیے ہوے اُسی صحرا مین اُتر پڑا چنچل کو ایک بارگاہ مین جگہ دی
کنیزین مقرر کین چنچل خوش بیٹھی ہی شب دیز نے شب کو جلسہ آراستہ کیا چنچل کو بھی بلوایا
چنچل بخوشی آکر بیٹھی مگر دل افروز جادو برہوت کو لیے ہوے جاتی ہی اُدھر سے
چالاک آتا ہی دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین ایک ساحر کا ہاتھ تھامے ہوے
لیے جاتی ہی فوراً رنگ وروغن عیاری کا لگا کے ایک گویے کی شکل بنا گاتا ہوا سامنے سے
گذرا دل افروز نے پکار کر کہا کہ میان گانے والے ذرا اس طرف آؤ کہ ہم بھی
تمھارا گانا سُنین چالاک نے کہا یہ وقت نازک ہی ہم بھٹی پر جاتے ہین شراب خوار
وہان جمع ہوتے ہین ہم اُن کے سامنے جاکر گاتے ہین پیسہ پیسہ وہ سب دیتے ہین پانچ
چھ گنڈے جمع ہوجاتے ہین باپ اُس شخص کا ارباب جادو ضعیف ہوا چارپائی پر
پڑا رہتا ہی ہم جو کچھ کما کر لیجاتے ہین اُسی مین بسر اوقات ہوتی ہی نانی ہماری بہت
لٹ گئین ورنہ اُن کی وجہ سے بڑی آسائش تھی لڑکے آکر دو چار آنے دیجاتے تھے اب
کون مدد کرے اگر آپ ہمارا حرج کرین گی تو ہماری معاش مین فرق آئیگا دل افروز
یہ بھولی بھولی باتین سُن کر بیقرار ہوگئی کہا میان گویے ہم تم کو روپیہ دین گے یہ کہکر
روپیہ نکال کر چالاک کو دینے لگی چالاک نے کہا ہم روپیہ نہ لین گے ہمین پیسے دیجیے
دل افروز نے ہنس کر کہا کہ بڑے بے وقوف ہو چالاک نے کہا کہ بیوقوف تم ہو ہم
اپنی نانی سے پوچھ کر نکلے ہین اُنھون نے بتا دیا ہی کہ کسی عورت سے نہ پھنسنا ہم کوئی
فقرہ نہ قبول کرین گے دل افروز نے کہا کہ ہم بے گانا سُنے نہ جانے دین گے تب تو

چالاک ناچار ہوا اُسی مقام پر بیٹھ کر گانے لگا ایسے دو چار شعر گائے کہ دل افروز
کو خواہش ہوئی کہ اس لڑکے کو پھانسون چپکے سے کہا کہ درۂ کوہ مین چلو چالاک
نے کہا کہ مین ساتھ ہون جہان چاہے لے چلیے کسی بات سے انکار نہ کرونگا یہ سُن کر
دل افروز نے برہوت کو اُسی مقام پر ٹھہرایا کہا ای برہوت یہین بیٹھے رہو مین لڑکے
سے باتین کر کے آتی ہون چالاک کا ہاتھ پکڑے ہوے درۂ کوہ مین آئی چہار جانب سے
دیکھنے لگی کہ کوئی آتا تو نہین بیٹھ گئی چالاک نے اپنے پاس سے گلوری نکالی کہا لیجیے گلوری
کھالو دل افروز نے گلوری کھائی گلوری کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کر
اُٹھی بیہوش ہو کر گری چالاک نے سر کاٹ لیا یہان تو برہوت بیہوش ہوا وہان
چنچل کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھی تھی گر کر بیہوش ہوئی جب بعد تھوڑی دیر کے برہوت
کو ہوش آیا اپنے کو صحرا مین پایا چنچل کا نام لیکر روتا ہوا چلا یہان چنچل جادو کو جب
ہوش آیا اپنے کو محفل شبدیز مین پایا اسکی تو نگاہ کے نیچے صورت بدیع الزمان
پھر رہی ہی جھلا کر کہا کہ کیون ای شبدیز یہ کیا گستاخی ہی مین جاتی ہون شبدیز نے
کہا کہ مین نہ جانے دونگا چنچل اُٹھی سحر کرتی ہوئی نکلی شبدیز نے حکم دیا ساحرون نے
چنچل کو گھیر لیا چنچل لڑ رہی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم برہوت جادو ای چنچل دیکھ
تو مین اس بنگالی کا کیا حال کرتا ہون اسنے بڑا مکر کیا میرے ساتھ فتور کیا نعرہ کر کے
گرا شبدیز نے دیکھا کہ اب ایک کے دو ہوے لشکر ان پر ہاتھ نہین ڈال سکتا ہی
دونون نے سحر کی بوچھار کر دی ہی جدھر دونون جاتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین
شبدیز نے اول برہوت پر سحر کیا کہ برہوت بیہوش ہو کر گرا چنچل پر اشارہ کیا
یہ بھی گر کے بیہوش ہوئی سب سے کہا کہ دونون کو گرفتار کر لو سبھون نے دونون کو
گرفتار کیا زبانون مین سوزن دی مسلسل و مطوق کر کے دونون کو ایک قفس آہنی
مین بند کیا ساحرون سے کہا ان کو رکھو آپ آکر بارگاہ مین بیٹھا چند ساعت گذرے
تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ آپنے سُنا بھائی
آپ کے ببران آدمخوار بجمعیت تمام آتے ہین شبدیز نے کہا کہ وہ بڑے بھائی ہین

بجائے باپ کے ہین یارو جاکر استقبال کرو افسران فوج گئے استقبال کرکے ببران
کو لائے ببران آکر بیٹھا ناچ وغیرہ ہو رہا تھا کہ ببران بھی صحبت مین گانا سننے لگا شبدیز
سے پوچھا کہ کیون برادر سجان برابر غیر فصل مین کوچ کیون کیا مین تو شکار کے واسطے
آیا تھا اس طرف جو گذر ہوا تمھارا حال سُنا شبدیز نے سب کیفیت بیان کی اور کہا
بھائی صاحب ان دونون کے واسطے دل افروز کو مقرر کیا تھا کسی نے اُسکو قتل کیا
عیاران اسلام جابجا پھرا کرتے ہین جسکو پاتے ہین مار ڈالتے ہین ظلم و بدعت سے
مطلب نکالتے ہین مگر ببران نے تجلی کو دیکھا عاشق ہو گیا شبدیز سے کہا کہ ای برادر
یہ تم سے راضی نہین ہی اور نہ ہو گی اگر مناسب ہو تو میرے حوالے کرو مین اسکو راضی
کر لونگا خیال کرکے دیکھو کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی اور مین تم سے خوبصورت
بھی ہون اس وجہ سے مجھپر مائل ہی میری تیغ ابرو کی گھائل ہی اس مضمون کو سامنے
شبدیز کے خوب بڑھا کر بیان کیا اور اپنے حُسن کی بڑی تعریف کی شبدیز نے
یہ بات سُن کر جواب دیا کہ ای بھائی صاحب ایک عورت کے واسطے مین تمکو آزردہ
نہ کرتا کئی دن سے میرے یہان ہی مگر مین نے اسکو تخلیے مین طلب نہین کیا اسی امید
پر کہ یہ خود خواہان وصل ہو اور ای برادر یہ تڑپا کرتی ہی کسی کے اوپر عاشق ہی
ببران نے جھلا کر جواب دیا کہ بھائی ایک عورت کے بارے مین طول نہ کرو یہ مجھی
پر عاشق ہی عالم رویا مین اِسنے میری صورت دیکھ لی ہو گی اور کئی مہینے کا زمانہ گذرا
ہو گا کہ یہ اپنے کوہ پر بقصد تجلی بیٹھی تھی اور میری سواری اُدھر سے گذری اس نے
مجکو بلایا مگر مین ضرورت مین تھا نہ ٹھہرا اگر قصد کرتا تو اُسی دن وصل ہو جاتا یہ سُنکر
شبدیز نے کہا اب زیادہ اسمین حجت نہ کیجیے مین اس عورت کو نہ دونگا یہی چاہتا ہون
کہ معاف فرمائیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کو چلے جائیے ببران نے کہا کہ کیون
ای شبدیز تجھکو سلطنت پر بڑا غرور ہی اگر مین دعوی کرتا تو نصف سلطنت مجکو ملتی
مگر مین نے یہ جانا کہ بھائی صاحب بادشاہ ہونگے میری خاطر کرتے رہین گے جو کہونگا
وہ قبول فرمائینگے آج مین نے بعد مدت کے ایک عورت کی درخواست کی اور تم

اسمین انکار کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جائے شبدیز نے کہا کہ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو مین عورت کو نہ دونگا آپس مین تکرار ہونے لگی ببران اُٹھا شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا آپس مین سحر ہونے لگے فوج والون نے جو دیکھا کہ مالک لڑ رہے ہین یہ سب آمادہ ہوے دونون فوجین آپس مین مل گئین جنگ سحر ہو رہی ہی کسی طرف سے گولہ چلا کہ دناٹا ہوا کسی نے ماش کے دانے پھینکے مگر شبدیز نے کہا کہ ای چینچل تم میرے قریب رہو ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو اُٹھا لیجائے چینچل نے کہا اگر مجھکو قفس سے نکالو تو مین خود سحر کرون لشکر کو ببران کے دیوانہ کر دون ناچار ہو کر شبدیز نے قفس جو کھولا پہلے برہوت نکل آیا قدمون پر شبدیز کے گرا کہا ای شہنشاہ بنگالہ مین اب آپ کے ساتھ رہونگا چینچل کا بھی نام نہ لونگا آپ کی معشوقہ ہی جب آپ نے اپنے بھائی کو نہ دیا تو مین کیا ہون اب مجھکو یقین ہو گیا کہ آپ بیشک اسیر عاشق ہین شبدیز پر چونکہ بلوہ تھا اشارہ کر دیا کہ تم بھی سحر کرو اور فوج ببران کو پامال کر دو برہوت بھی سحر کرنے لگا مگر چینچل نے قفس سے نکلتے ہی موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر طرف لشکر ببران کے پھینک مارا کئی سو جوان دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

در چمن باز نگر نرگس بیمارے ہست | کہ اسیران چمن را سر گفتارے ہست
باغبان دستِ ستم باز کش از چیدن گل | کہ نہان در کفِ گل ہم بچمن خارے ہست
نیست گر زلف ترا سُبحۂ اسلام بدست | بکمر حسن ترا رشتۂ زنارے ہست
مشو آشفتہ ز آشفتگی طرۂ زلف | دل عشاق بہر موے گرفتارے ہست
عیب مجنون مکن ای دوست کہ امشب مجنون | عاشق دل شدہ را گرمی بازارے ہست
تشنہ لب نیست کسے ورنہ درین دشت چہ باک | شہر تے ہست بہر جا دل بیمارے ہست
دیدہ گر گشت ز دیدار رخ تو محروم | شکر للہ کہ بدل حسرت دیدارے ہست
نیست گر ہیچ دگر حاصل رسوائی عشق | گرمی معرکہ و مجمع بازاری ہست
نقد جان چند فروشی بہ تفاخر مخفی | این متاعی ست کہ در ہر سر بازاری ہست

ہر طرف یہی ہنگامہ گرم ہی مگر شبدیز لڑتا بھڑتا قریب ببران کے پہونچا اور للکارا کہ
او بیحیا خوب تو نے ہنگامہ کیا آخر میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا ببران نے گولہ مارا
شبدیز کو اور غصہ آیا گولہ اسکا کاٹ کر ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ سر ببران کا
زخمی ہوا اسلئے سے شبدیز کے بھاگا شبدیز نے للکارا ساتھ والون کو آواز دی کہ
یہ بے حیا جانے نہ پاوے چارطرف سے فوج نے بلوہ کیا مگر ببران سحر کرتا ہوا چلا ہر چند
فوج نے چاہا روکین مگر ببران نہ رکا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج شکست خوردہ ہمراہ ہی
کئی کوس تک شبدیز نے پیچھا کیا ببران بدحواس ہی کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن
تو یہ ظالم سزاے معقول دیگا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک درخت کلان چنار کا
بیچ میدان مین واقع ہی ہزارہا طائر اُسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور پہلو مین اُس
نخل کے ایک قصر اعلی بنا ہی اُسکے دروازے پر چند زنگی نگہبان ہین اور سر قلعہ پر
ایک تصویر سنگی جمشید ثانی کی نصب ہی ببران بدحواس ہو رہا ہی فوج والے سب
منتشر ہو گئے اکیلا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی جانتا ہی کہ میرے تعاقب مین شبدیز آتا ہوگا
گھبرا کر طرف قصر کے چلا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبدیز مرکب بادرفتار پر سوار
کئی سو سوار و پیدل ہمراہ چلا آتا ہی دور سے دیکھ کر للکارا کہ او ببران خبردار آگے
نہ بڑھنا ٹھہر جا قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اور حنجل کو کہہ کہ یہ میری پیر و مرشد ہی
ورنہ مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اب ببران اور زیادہ گھبرایا طرف قصر کے چلا
زنگیون نے آواز دی کہ ای آنے والے اُس طرف نہ آنا ورنہ اُس بلا مین مبتلا ہوگا کہ
تا بروز حشر رہائی نہ ہوگی ببران نے کچھ جواب نہ دیا جب قریب قصر آیا تو دیکھا کہ
گنبد کلان کے قصر کا دروازہ کھلا ایک مہ جبین پری رخسار نے نہایت زیب و زینت
سے سر نکال کر آواز دی کہ ای بادشاہ ہم تیرے مشتاق ہین یہ کہ کر سر کھینچ لیا دروازہ
گنبد کا بند ہو گیا یہ حال دیکھ کر ببران آپ سے باہر ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان
و ای آرام دل مشتاقان مین مشتاق جمال حاضر ہون کیونکر قلعے مین آؤن یہ زنگی مجھے
منع کرتے ہین پھر گنبد کا دروازہ کھلا اُسی نازنین نے سر نکال کر کہا کہ ای نگہبانان

طلسم نوخیز جمشیدی ہمارے مشتاق کو نہ روکو آنے دو اُن زنگیون نے آواز دی ای
نوجوان جلد جا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین اب تو ببران بڑھا جیسے ہی قریب دروازے کے
پہونچا اُن زنگیون نے ہاتھون ہاتھ ببران کو لیا لیکر قلعے مین گئے شبدیز کھڑا ہوا
یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے ایک تخت بچھوایا تخت پہ ببران کو بٹھایا
چند کنیزین گرد حاضر ہین دولھا میان دولھا میان کر رہی ہین کہ سامنے سے نوبت و
نقارے کی آواز آئی دیکھا چند کس تاشے وغیرہ بجاتے ہوے ایک سمت روشن چوکی
والے ہر مرتبہ یہی آواز دیتے ہین کہ ای بادشاہ عالیجاہ شادی مبارک ہو چند کنیزون
نے آکر سہرہ سر پر ببران کے باندھا خلعت شاہانہ پہنایا جب یہ دولھا بن چکا تب
تخت پر سوار کر کے قلعے مین لے گئے کنیزین مبارکبادا دیتی ہوئین نوبت و نقارہ
بجتا ہوا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلّایا کہا اس بے حیا نے مثل لڑکون
کے شادی کی ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا تو بھی اہل قلعہ کو اطلاع کر دے کہ
شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ بہت خفا ہوتا ہی اور فرماتا ہی کہ ببران کی
مشکین باندھ کر بھیجدو ورنہ سارے قلعے کو پامال کر ڈالونگا سوار چلا جیسے ہی قریب
قلعے کے پہونچا زنگی جو نگہبان کھڑے تھے اُنھون نے اول تو منع کیا جب اُس سوار
نے نہ مانا تو اُن مین سے ایک زنگی نے تلوار چمکائی اور جست کر کے پشت پر سوار کے
سوار ہوا سوار نے چاہا اپنے تئین بچاؤن مگر زنگی نے مہلت نہ دی اس طرح کا خنجر مارا
کہ سوار مار اگیا شبدیز نے دوسرے سوار کو روانہ کیا وہ بھی اسی طرح مارا گیا سات
آٹھ سوار شبدیز نے بھیجے جو سامنے گیا وہ اسی طرح قتل ہوا جب تو شبدیز بہت جھلایا
کمر کھول کر اُسی مقام پر اُتر پڑا سواروں سے کہا کہ جا کر کل لشکر کو لاؤ مین یہین ہون
میرے ملازم یہان مارے گئے اس قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجوا کر یہانسے جاؤنگا ہنکر
سوارون نے کہا بھی کہ حضور یہ مقدمۂ سحر ہی اسمین دخل نہ دیجیے شبدیز نے کہا کہ کیا مین
سحر نہین جانتا ہون چار گولون مین اس قلعے کو مثل باد تند اُڑا دونگا کسکی مجال ہی کہ
مجھسے مقابلہ کرے کہ چند سوار جو ساتھ تھے کچھ تو اسکے ساتھ اُتر پڑے کچھ واسطے لینے

فوج کے گئے مگر ببران پر یہ معرکہ گذرا کہ دولھا بنا ہوا ایک قصر مین آیا سامان دعوت
مہیا کیا دن بھر عیش وجیش رہا لازمون نے رات کو عرض کی حجلۂ عروسی مین عروس
آپ کی مشتاق ہی ہم کو یہی حکم دیا کہ ہمارے شوہر کو بُلاؤ ببران خوشی خوشی حجلۂ عروسی
مین آیا دُلھن سے اختلاط کرنے لگا جب زیادہ اختلاط کیا تو دُلھن نے گھونگھٹ اپنا
کھُولا ببران نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم گریبان مین
ہاتھ ڈالے بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ ای فرزند اب تجکو وصل مین کیا دیر ہی ببران بہت گھبرایا
کنیزون نے غل کیا کہ صاحبو دوڑو شب اول دولھا دُلھن سے لڑائی ہوتی ہی چند شاہزادیان
آئین اُنھون نے آکر ببران کو سمجھایا کہ ای جلیل یہ راتین عیش کی ہین اسمین فساد کرنا
سراسر حماقت ہی کھانا پینا شراب وکباب سب موجود ہی ببران نے کہا کہ جس معشوقہ کے
ساتھ میری شادی ہوئی وہ کہان گئی سب نے کہا کہ یہ وہ ہی شاہزادی ہی جو تمھارے
ساتھ آئی ہو دروازہ بند رہا کہین ایسا ہوا ہی کہ دُلھن بدل جاے ببران نے کہا کہ یہ
وہ معشوقہ تو نہین ہی شاہزادیون نے کہا اچھا اسکو قید کرو سب کنیزین ببران کو آکر
لپٹ گئین ہرچند ببران نے چاہا کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر سحر نہ یاد آیا آخر سب نے ملکر
گرفتار کرلیا اور لے چلین یہی ہلڑ ہی کہ قصر عدالت مین لے چلو معتوب فیصلہ کردیگا اب
ببران گھبرایا زنجیرین ہلارہا ہی یہی قول ہی کہ صاحبو مین کیا کرون مین بے گناہ ہون مگر
کوئی نہین سُنتا کنیزون نے وہ چاؤن چاؤن کی کہ آخر ببران خاموش ہورہا دُلھن ساتھ
ببران کو کشان کشان لیکر شہر مین نکلے سب اہلِ بازار ہنستے ہین کہ رات کو برات تھی
دن کو یہ ذلت ببران کیسا شرماتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا سارے شہر مین پھرا کے
ایک قصر مین لاے دروازے پر قصر کے صدہا زنگی نگہبان ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ جیسا اس بے حیا نے کیا ویسا پھل پایا قصر کے اندر لاے دیکھا کہ ایک زنگی تخت
پر بیٹھا ہی کنیزون نے سب حال بیان کیا کہ یہ دُلھن کے ساتھ جھگڑا کرتا ہی عروس نے بھی
آکر فریاد کی کہ ای معتوب شاہ مجکو بیاہ کر لاے حجلۂ عروسی مین آکر فساد برپا کیا اسے
شاہزادیون نے گرفتار کرلیا اب جو حکم ہو وہ فرمائیے معتوب شاہ نے حکم کیا کہ اسکو

لیجاکر زندان طلسم مین قید کرو ببران کو کشان کشان ایک مکان مین لاے کہ وہ مکان لوہے
کا بنا ہوا تھا اُس مکان مین ببران کو داخل کیا ببران نے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار
زنجیرین ہلا رہے ہین اور سب یہی شادی کی شکایت کر رہے ہین کہ ایسی دُلھن ملی کہ جسنے
قید کرایا سُنتے ہین کہ طلسم کشا آکر رہا کریگا اس امید پر جیتے ہین اکثر خواب دیکھے کہ کوئی
بزرگ فرما رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ طلسم کشا آکر تم کو رہا کریگا قید کی مدت تمھاری تمام
ہو چکی ہی ببران بھی اُسی مقام پر قید ہوا دُلھن روز آتی ہی سمجھاتی ہی کہ ای فرزند اب
بھی مجھسے انکار نہ کر ببران دیکھتا ہی کہ ایسی عورت ہی کہ جسکے پاس بیٹھنے سے وہ بوے بد
آتی ہی کہ دماغ اُلٹا جاتا ہی مگر شبدیز نے برات جانا ببران کی دیکھی کہ دولھا بن کے گیا
بہت جھلایا دیکھکر کہا کہ اس قلعے کے لوگ بڑے بے انصاف ہین مجھ ایسا بادشاہ سامنے
اُترا ہوا ہی اور یہ بھی آگاہ ہوے کہ ببران بھاگ کر آیا اُس ملعون کو دولھا کیا بنانا تھا
اب اس قلعے کو اُڑا دونگا تھوڑے عرصے مین کُل فوج آکر پہونچی دامنہ مین قلعے کے لشکر
کو اُتروایا ہنستا پھرتا ہی کہتا ہی صاحبو کل اس قلعے کو فتح کرلونگا عجب کچھ شعبدے ہین
پہلے ہی ببران گیا زنگیون نے منع کیا پھر معشوقہ نے کوٹھے پر بُلا لیا دولھا بن کر گیا کل مزہ
چکھاؤنگا اس قلعے کو آسمان پر اُڑا دونگا شام کو طبل یورش بجوایا قلعے سے بھی جواب مین
آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہان بھی طبل جنگی بجا لشکر مین شبدیز کے تیاری ہونے لگی
شبدیز نے بھی خوب خوب سحر تیار کیے جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش کاشانۂ
مشرق سے نکلا اور تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا شبدیز کلنگ سوار تخت
پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اول بہت کچھ ڈرایا پکار کر
آواز دی تم سب کے لیے بہتر یہ ہی کہ ببران کو حوالے کردو اُس دشمن کو کیون دولھا بنایا
برات بڑے زور و شور سے لے گئے بدولت کو بڑا ملال ہی یہی خیال ہی کہ ببران کو لونگا
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو ببران کو میرے سپرد کردو منم شہنشاہ بنگالہ ہر چند کہ قلعے پر سب
کھڑے تھے مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک بادشاہ ضعیف قوم کا زنگی تخت پر آکر بیٹھا
سب اُسی کے پیچھے صف جمائے کھڑے ہین تو بہین قلعے پر تھین اور سب مسلح و مکمل دروازے پر

چند زنگی کھڑے ہین تلوارین تول رہے ہین کہ شبدیز نے لاف و گزاف کر کے فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ جوان گولے اور ترنج مارتے ہوے بڑھے خوب آگ برسائی تمام میدان تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شبدیز نے حکم دیا کہ اب سحر سے ہاتھ روکو جب سب نے ہاتھ روکا دیکھا کہ وہ قلعہ اُسی طرح قایم ہی اور وہ بادشاہ بیٹھا ہوا ہی ساتھ والے جمے کھڑے ہین اور للکار رہے ہین کہ او بے حیا یہ تو نے کس پر آگ برسائی ہم کو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی کیون دیوانہ پن کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پلٹ جا بیران کو ہم نہ دین گے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کریہ آوازین سُنکر شبدیز اور زیادہ جھلا تخت اپنا بڑھایا جھولی سے گولہ نکالا طرف قلعے کے پھینکا اس زور و شور سے گولہ چلا کہ معلوم ہوتا تھا شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا جاتا ہی مگر ایک زنگی نے گولہ روک لیا شبدیز کو بڑی حیرت ہی کہ ایسا سحر یون ضائع ہوا کہ زنگی نے بادولت کا گولہ روک لیا گولے مارتا ہوا بڑھا کل فوج بھی ساتھ ہی سب گولے مار رہے ہین مگر قلعے کا کوئی نقصان نہین ہوتا جب شبدیز نے دیکھا کہ ہزارہا گولہ دیوار قلعہ پر پڑا ایک اینٹ بھی نہین گری تخت کو بڑھاتا ہوا چلا اہل فوج سے کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جا کے قلعے کو فتح کرتا ہون یہ کہکر بلند ہوا آسمان سے آکر دیکھا اندر قلعے کے دوکانین آراستہ ہین لوگ پھر رہے ہین کچھ کسی کو خیال بھی نہین کہ قلعہ لٹرے گا حیران ہوگیا کہ میری فوج قلعے کو گھیرے ہوے ہی اور حربہ ہاے سحر ہو رہے ہین اہل قلعہ کو خبر بھی نہین ہوتی سب قلعے مین خوش پھر رہے ہین حیران ہو کر کئی گولے مارے مگر وہ گولے پھٹ کر بیرون قلعہ گرے یہ کڑکڑا کر برج قلعہ پر گرا جیسے ہی برج کے قریب آیا دروازہ برج کا کھلا ایک نازنین نہایت حسین شوخ و شنگ صاحب عشوہ و ناز عارض رشک قمر موے میان نازک تر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب انہین سرمے کا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

یہ جمال بےمثال دیکھ کر شبدیز یا تو غصے مین بھرا ہوا تھا

یا بمحبت جمال بے مثال دیکھنے لگا جس عضو کو دیکھتا ہی بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک دہ
ماہ منیر اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب کیون تلوار کھینچے ہو میرے قریب آؤ مین تمکو
سمجھا دون زیادہ غصہ نہ کرو شبدیز ٹہلتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر
گنبد مین بٹھالیا کنیزین جو پشت پر کھڑی تھین اُن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ بنگالہ یہان
تشریف لائے ہین تخت زرین لاکر بچھاؤ اسیران کو بٹھاؤ کنیزین جا کر تخت لائین چارون
کونون پر تخت کے چار گلدستے جواہر کے رکھے تھے اُس تخت پر شبدیز کو بٹھایا شبدیز نے
کہا کہ کیون صاحب یہان کا بادشاہ کہان ہی مین اُس سے ملاقات کرونگا نازنین نے
ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ سے کیا کام شبدیز نے کہا کہ مالک سے کلام کرین اُس کو
آگاہ کرین کہ اپنے قلعے کو بچاؤ ہمارے ہاتھ سے ویران ہوگا دو سحر ایسے کرونگا کہ
قلعہ اُڑ جائیگا پھر کوئی نشان قلعے کا نہ پائیگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ
کی کیا ضرورت ہی تمھین بادشاہ ہو عدل و انصاف کرو سب تمھاری اطاعت کرین گے
ہمارے ملک مین ظلم و بدعت کا نام نہین ہی عدالت یہان کا شیوہ ہی بقول فردوسی
علیہ الرحمہ نظم فریدون فرخ فرشتہ نبود * ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود * کہ مشہور شد او
به این نیکوئی * تو داد و دہش کن فریدون توئی * ہم کو مطلب عدل و انصاف سے ہی
اگر آپ منظور کرین تو مین تیاری شادی کی کرون شبدیز خود جمال بے مثال دیکھ کر
عاشق ہو گیا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی
و ای سرو روان باغ محبوبی اصل کیفیت تو یہ ہی کہ تمھاری محبت مین یہ حال ہی قلب پر
ہجوم غم و ملال ہی نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر ہمگنان را — خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است — فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کر وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر — حد خلد بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول — سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان کشیدن — یک جور علیحدہ کن بیداد ناتوان را

در فصل نو بہاران در رنگ نو خزان را	در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست
بنود کنار دریا در یا بے بیکران را	در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان
چون مرغ نازہ پرور گم کردہ آشیان را	مخفی بدام محنت گشتم اسیر آخر

اُس نازنین نے سر جھکا لیا مُنھ پھیر کر جواب دیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی جو خواہش ہو وہ بجالاؤن مگر مین بھی خاندان عالی سے ہون معتوب شاہ جو یہان کا بادشاہ ہے اُسکی عزیز قریب ہون امورات شرعی ہو جاوین پھر آپ کو اختیار ہے سامنے دیکھیے باغ ہے برہمن حاضر ہے کنوان پختہ بھی موجود ہے بھونری پھر جاے پھر آپ کو اختیار ہے کیا مجال جو آپ سے انکار کرون بلکہ ہر وقت خدمت مین موجود رہون ہر طرح کی جفا سہون کیا مجال ہے کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرون شبدیز رضامند ہوا ساتھ اُس نازنین کے باغ مین آیا برہمنون نے آکر گھیر لیا ساعت نیک بتائی اُس نازنین کو شاہزادیان اپنے ساتھ لے گئین دُلھن بناکے لائین شبدیز کو برہمنون نے دولھا بنایا شبدیز بہت خوش ہے طریقے پر مذہب ہنود کے بھونری پھری گٹھ بندھن ہوا اب تو ہلڑ ہوا کہ ضعیفہ زنگمن بیاہی گئی شہنشاہ بنگالہ سے نسبت ہوئی شبدیز خوشی خوشی طرف حجلۂ عروسی کے چلا جب تنہائی مین آیا دُلھن کا گھونگھٹ اُلٹا دیکھا ایک ضعیفہ نحیف و ضعیف ہاتھ بڑھا رہی ہے کہ اے فرزند آؤ گلے سے مل جاؤ شبدیز جھلایا کہ ارے تو کون ہے مین نے تو اُس معشوقہ سے شادی کی تھی کہ جو گنبد مین بیٹھی تھی مین تیرے ساتھ وصل نہ کرونگا دُلھن نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے وہ بدبو آئی کہ دماغ اُلٹ گیا شبدیز غصے مین اُٹھا دُلھن نے ایک چیخ ماری کئی سو کنیزین آکر جمع ہوگئین غلغلہ کرتی تھین کہ اے شہنشاہ اس دُلھن مین بڑی صفت ہے کہ جاہو زوجہ بناؤ چاہو نانی کہو یہ ہر طرح خدمت کریگی شبدیز کب مانتا ہے کہتا ہے صاحب دیکھو تو میری لونڈیان بھی اس سے بہتر ہین جب شبدیز نے نہ مانا کنیزون نے شبدیز کو گرفتار کیا دُلھن پیٹتی ہوئی ساتھ ہوئی دربار مین معتوب شاہ کے لائین کہا کہ اے شہنشاہ یہ ظالم بڑی بدعت کرتا ہے یا تو عشق مین بیقرار تھا اب انکار کرتا ہے اسکو

ہزادے بیچے معتوب شاہ نے حکم دیا کہ اس کو زندان طلسم مین لیجاؤ جب چند روز یہ مصیبت اُٹھائیگا تب راہ پر آئیگا کنیزین کشان کشان شبدیز کو لے چلین کہتی ہی مین شبدیز کے ساتھ رہون گی کنیزین کہتی ہین بی بی آپ عزیز دار شاہ ہین محل مین جا کر بیٹھیے بعد چندے شوہر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر دُلھن نے نہ مانا شبدیز کے ساتھ اُسی قید خانے مین آئی شبدیز نے دیکھا کئی سو تاجدار نحیف و ضعیف بال بڑھے ہوے ناخن بڑھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین ایک جانب بہران گوشے مین بیٹھا ہی آہ آہ کر رہا ہی دُلھن کو دیکھ کر رونے لگا کہا ای شاہ آپ بھی اس فریب مین پھنسے مین بھی اسی وجہ مین گرفتار ہوا شاہزادون نے کہا کہ ای شبدیز نہ گھبراؤ اب خبرین سُنتے ہین کہ طلسم کشا آتا ہی ہم کو تم کو سب کو رہا کریگا چند روز کی مصیبت ہی کٹ جائیگی ایک گوشے مین شبدیز بھی آکر بیٹھا یہ بھی زندان طلسم مین قید ہوا کہ ان سب کا ذکر بروقت آمد طلسم کشا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ قید سے رہا ہو کر چلے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ۔ کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
شب ہجر کی ہوگئی پھر سحر ۔ سمجھ لے کہ سونے کا موقع نہین
گلابی سے ہمکو سروکار ہی ۔ ہمارا ابھی اب بخت بیدار ہی
کہ آمادہ میخوار ہین سب بہم ۔ وہ صحراے وحشت فزا بیدرنگ
بگولے کہین گرد کے اُٹھتے ہین ۔ لکھون حال صحرانوردن کا مین
مین کس فکر مین تھا یہان کیا ہوا ۔ ہراک سمت ہی دشمن تیرہ رنگ
اسی جنگ مین فتح پاؤگے تم ۔ جہان مین فریدون کے بھی ہوش گم
زمین آسمان سخت حیران ہی ۔ مگر شیر دل رستم پہلوان
بس اب دشمنونسے بڑی جنگ ہی ۔ کہ اس جنگ سے دل مرا تنگ ہی
نہ رستم کرے اسمین کچھ قیل و قال ۔ کجائی تو ای محرم رازدان

گلابی اُٹھا ساقیِ سیمبر
اُدھر جلد آ ساقی مہ جبین
چل ای کلک شیرین ادا خوش رقم
کہ پھیلے ہین جس جا پہ شیر و پلنگ
کہ ہنگامۂ سخت برپا ہوا
اولوالعزم شاہونسے ٹھہری ہی جنگ
عجب جنگ کا آج سامان ہی
ہز بر دمان شاہ اسلامیان
مگروہ لکھون حال جنگ و جدال
کہ باز آمدم بر سر داستان

چہرہ سیاحان صحرائے رزم و وغا و رہبران بادیہ پیمائے میدان ہیجا اس داستان
حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش * چنین مینگارد
بہ جوش و خروش * جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اُس قید طلسم سے
رہائی پائی اور فوج ظفر موج ساتھ ہوئی سرداران جنگ آزما و تہور شعاران میدان وغا
فیروز تاجدار و دیوانہ بلند قامت و نیر تاجدار و سالم قزاق مع اپنے ہمراہیون
کے و ملکہ مینوش شیرین کلام عاشق جمال نورالدہر یہ سب سردار ساتھ ہین ایک
صحرائے فرح افزا مین آکر اُترے عیاران کا شبرنگ و کمیت چابک خرام شاگرد
شبرنگ حاضر خدمت ہین سب سردار گرد بیٹھے ہین نورالدہر فرما رہے ہین کہ یارو
اب کوچ مین جلدی کرو مجکو ایک ایک دم یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو ہمچشم میرا کسی مقام
معقول پر پہونچ جائے حقیقت مین اُس کو بڑا خیال ہی یہی چاہتا ہی کہ کارہائے نمایان
کردن اپنے ہمچشم سے بڑھ جاؤن مین آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون مگر جلسہ عیش و
نشاط جمع ہی شبرنگ سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہی نظم

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب　یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب *
شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان　ہی بہت مشتاق ان چالونکا اک آفت نصیب
واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو رنج دے　عاشقون مین بھی نکل آئین گے کچھ رحمت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغ عشق دوست　خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
وائے ناکامی کسے کے عاشق ناکام کی　دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہی یارب خیر ہو　وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے　ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار *　اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب
نقش پائے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال　یہ بھی دور اُفتادہ تم بھی نارسا فرقت نصیب

دو پہر رات تک ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا نورالدہر چھپر کھٹ پر آئے شبرنگ
ہمراہ آیا فرمایا کہ ای یار وفادار آج خود بخود دل گھبراتا ہی کوئی دل کو تڑپاتا ہی یہ سنکر

شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جس فکر میں ہین خدا اُس امر کو پورا کرے آپ کو فتح و نصرت نصیب ہو شبرنگ تو رخصت ہوا طلاے پر آیا انتظام کرنے لگا اور نورالدہر بیخبر پڑے ہوے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا عین خواب مین دیکھا کہ ایک محفل خلد منزل مین گذر ہوا چند کنیزون نے آکر نورالدہر کا استقبال کیا لا کر مسند پر بٹھایا کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا اندر سے ایک نازنین دلجو پریرو معشوق خوبرو دکھائی دی نورالدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا محبت کا جوش ہوا دونون ہاتھ پھیلا کر فرمایا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✦ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✦ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی دیر سے مشتاق تھا کہ جمال بیمثال دیکھون اُس معشوقہ نے جواب دیا مہینون مجکو تڑپتے ہوے گذرے اب دیکھین تقدیر کیا دکھاے کب آپ سے ملاے ظالمون کے ظلم و ستم مین مبتلا ہے رنج و غم مین دیکھین یہ صدمہ کب دفع ہو مگر سر نکالکر پردہ سے اُس نازنین نے یہ باتین کین ہرچند نورالدہر بلاتے ہین مگر وہ نازنین پردے سے نہین نکلتی دیر تک نورالدہر نے منت و خوشامد کی کہ پردہ سے باہر آؤ مگر وہ مہجبین نہ نکلی آخر مین نورالدہر نے بیقرار ہو کر کہا صاحب کیا ہی کہ جو باہر نہین آتی ہو ہم کو کیون تڑپاتی ہو اگر قریب آتین تو دو دو باتین ہو جاتین اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تم کیون نہین آتے تمھین کون روکتا ہی نورالدہر بیقرار ہو کر اُٹھے چاہا جا کر پردے کو ہٹا دون راہ مین میر فرش پڑا تھا اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرے آنکھ کھُل گئی مگر وہ صورت آنکھونکے سامنے پھر رہی ہی کبھی آہ کرتے ہین کبھی پُکارتے ہین کہ ای معشوق پریچہرہ صورت تو دکھادے عاشق مردہ کو جلالے آکر مسیحائی کر اپنے عاشق کو جلا اگر نہ آؤگی تو پھر زندہ نہ پاؤگی بیقرار ہو کر جو نورالدہر نے کہا شبرنگ آواز سُن کر دوڑا دیکھا کہ شاہزادہ رو رہا ہی پوچھا حضور خیر تو ہی شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ ای یار وفادار کیا کہون فلک ہم پر ٹوٹ پڑا تقدیر نے عجب سامان دکھایا شبرنگ نے پوچھا کہ حضور نے کیا دیکھا نورالدہر خاموش ہو گئے دل سے باتین کرنے لگے کہ راز عشق افشا نہ ہو

بس زیادہ نہ کہو ہرچند شبرنگ نے پوچھا مگر نورالدہر نے کچھ نہ کہا یہی سوچنے لگے کہ راز عشق کا ظاہر کرنا سراسر خلاف ہی عاشقان ثابت قدم طعن و تشنیع کرینگے کہینگے کہ صبر نہ ہو سکا آخر دیکھین کیا انجام ہو یہ سودا ایسا نہین ہی کہ دماغ سے نکلے نہین معلوم انجام کیا ہو اگرچہ شبرنگ یار وفادار ہی مگر راز عشق کا کہنا سراسر بیکار ہی شبرنگ ناچار ہوا سوچا کہ آقا کچھ نہین کہتے زیادہ اصرار کرنا کیا ضرور ہی جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کونسا راز ہی کہ جو ہمسے چھپے گا یہ سوچ کر شبرنگ تو اٹھ گیا مگر نورالدہر کو نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین کبھی صحن مین آتے ہین کبھی چھپرکھٹ پر آکے بیٹھتے ہین تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر نقش ہی آہ آہ کا لفظ زبان پر جاری ہی ہو کبھی بیقراری کبھی اشکباری آخر بیٹھے بیٹھے گھبرائے سلاح جسم پر آراستہ کیے گھبرا کر بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جو پہونچے صحرا ویران سنسان عجب میدان کف دست بیابان ہر طرف سناٹا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وہ دلکو آئینگے ثابت ہی خواب صبح گاہی سے
مگر شک پڑ گیا ہی دلمین جھوٹے کی گواہی سے

کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے
کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گھر تباہی سے

گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے
یہان کجکول کی اٹکی ہی پگڑی کجکلاہی سے

شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے
کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہونکی گواہی سے

فغان و آہ کے یہ حضرت عشق آپ تھے یاور
کیا جو کام جسنے بن پڑا اقبال شاہی سے

لگاتے ہو جب آنکھو نمین تم اپنی پھیل جاتا ہی
بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے

نہا کر تمنے دریا مین گلے کٹوا دیے لاکھون
لڑی بازو کی مچھلی کی نگہ ایک ایک ماہی سے

جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد
بہت سی راہین پیدا ہو گئین گم کردہ راہی سے

پھر آیا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید
نہ سر ٹکرانے جا کہتے تھے آہ صبحگاہی سے

چلے آتے ہین دلمین عرش پر یہ بھی پہونچتے ہین
بتون نے پوچھ لی ہی راہ محبوب الٰہی سے

ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالونکا
لکھینگے یار کو خط پھوٹنے والی سیاہی سے

نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی
تماشا تھا جو باہم صید رہتی مرغ و ماہی سے

چمک پیدا کر بن ای سیکشو داغ سیہ کاری	جھپکتی آنکھ ہی کیون ابر رحمت کی سیاہی سے
اجابت پاؤن پھیلاتی ہی استقبال مین جسکے	جلال اچھا تو ہی تم ہاتھ اُٹھاؤ اُس دعا ہی سے

نور الدہر نے وہ باقی رات اُسی صحرا مین بسر کی صبح جو ہوئی پتے روشن ہونے لگے
حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک بادشاہ تخت پر فوج بہت سی
پشت پر اُسنے دور سے جو نور الدہر کو دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کر کہ یہ
کون شخص ہی عیار اسکا سمند تیز گام پایۂ تخت چھوڑ کر سامنے نور الدہر کے آیا جاہ
و جلال دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا نور الدہر نے پوچھا
کیا کہتا ہی عیار نے عرض کی کہ ہمارے آقائے نامدار اشفاق تاجدار آپ کا نام نامی
دریافت فرماتے ہین نور الدہر چونکہ بیزار بیٹھے تھے نام اصلی اپنا بتا دیا عیار نے
جا کر اشفاق سے کہا اشفاق نے کہا کیا قدرت لات و منات ہی جسکے ساتھ اتنا
لشکر ہو وہ یکہ و تنہا مل جائے چہار جانب سے بلوہ ہو گرفتار کر لو کل فوج لینا لینا کہہ کر
آ پڑی نور الدہر نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر سہمائے اوج
رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✤ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ✤ پناہ لشکر
اسلام نور الدہر کز ہمیش ✤ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ✤ نعرۂ
شیرانہ کر کے نور الدہر لڑنے لگے کئی سر افسر جب اِن کے ہاتھ سے مارے گئے اور کوئی
قریب نہین آسکتا تب اشفاق نے عیار سے کہا کہ تو جا کر گرفتار کر لے سمند تیز گام
چالیس پیکپون کو ساتھ لیکر قریب نور الدہر پہونچا کمندون مین شاہزادے کو عیارون
نے گرفتار کر لیا مسلسل و مطوق کر کے اشفاق نے شاہزادے کو ارابے پر ڈال لیا
قلعۂ اشفاقیہ قریب تھا نور الدہر کو لیکر دربار مین آیا اول دربار سجا نور الدہر نے
کلام مردانہ کیے کہ او بے حیا تو نے نامردی سے مجھے گرفتار کیا ہی اُسپر خواہان ہی
کہ میرا مذہب اختیار کر جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر زنجیر بن ہلا رہے ہین ارادہ
ہی کہ قید توڑ ڈالون اشفاق حیران بیٹھا ہی امرا سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ
آج تو اس جوان کو قید کیجیے کل میدان خفی کی تیاری ہوا گر اس کا سر آپ بخدمت

جمشید ثانی روانہ کرینگے تو بڑی نیکنامی ہوگی اشفاق نے حکم دیا کہ انکو قید خانہ
مین لیجاؤ سامنے ایک قصر تھا اُسمین نورالدہر کو قید کیا مگر دختر اشفاق گُل پیرہن
جھروکون سے دیکھ رہی تھی نورالدہر کی جرأت پر عاشق ہوئی جب نورالدہر
قید خانے مین بھیجے گئے تو گل پیرہن اپنے قصر سے اُٹھی کنیزون سے صلاح کی سب نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو نقب دے کر نکال لائین ملکہ اِسپر راضی ہوئین سب خواصین اکٹھا
ہوکر نقب دینے لگین ملکہ بھی ساتھ ہوئین پہر رات رہے آکر مہرہ نقب کا ٹوٹا اب
ملکہ جو نقب سے نکلین نورالدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین گل اندام ہی چہرہ زیبا
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب دیکھتے ہی پسند کیا فرمایا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای
سرو روان باغ محبوبی نام نامی سے آگاہ ہون ایک کنیز نے بڑھ کر کہا کہ اِن کا نام
ملکہ گل پیرہن ہی آپ کو جو قید مین دیکھا بہت ناگوار ہوا آخر نقب کُھدوا کر آئین
نورالدہر نے کہا رہائی ہماری وقت پر موقوف ہی جس وقت خدا چاہیگا فورًا رہا
ہوجائینگے مگر ملکہ نے نہ مانا نیچے سے ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے قید توڑ ڈالی
بغلون سے خون بہنے لگا ملکہ بیقرار ہوگئین دوپٹے سے خون پونچھنے لگین شاہزادے
کو ساتھ لیکر قید خانہ سے نکلین شبگرد کوتوال طلائے پر تھا اُستے پکار کر آواز دی کہ
یہ کون جاتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا اپنے تئین
بچائیے آکر جنگ کیجیے یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری چند کنیزون نے بھی کمانین اپنے
اپنے کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کی شبگرد نے جو دیکھا کہ اُس طرف سے
تیر آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو اشارہ کیا سب طرف سے ٹوٹ پڑے چہار جانب
سے پیادون نے حملہ کیا نورالدہر نے تلوار کھینچی لڑنے لگے کوتوال نے دیکھا کہ یہ
وہی جوان ہی جو کل قید ہوا تھا ایک پیادے کو حکم دیا کہ جا کر شاہ کو خبر کرو پیادے
نے جاکر شاہ کو خبر کی اشفاق تاجدار بھی سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ دیکھا
نورالدہر لڑ رہے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین اشفاق نے حکم دیا چہار جانب
سے فوج والے نورالدہر پر ٹوٹ پڑے مگر نورالدہر اس بلوے سے بھلا کب

ڈرتے ہین شیرانہ لڑ رہے ہین جنگ آغاز ہی ملکہ گوشے سے تیر مار رہی ہین جب تیر
چھوڑتے ہین دو چار سو گرتے ہین نورالدہر نے کئی مرتبہ منع کیا کہ ملکہ تیر اندازی نہ کرو
مگر ملکہ نے نہ مانا ہر وقت یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو یہ گوہر بحر صاحبقرانی ان ظالمون
کے بلوے مین گرفتار ہو جاے ہر مرتبہ تیرون کی بوچھار کرتی ہین اشفاق تاجدار
نے کہا یہ کون لوگ ہین جو تیر مار رہے ہین عیار جو ساتھ تھا اُسنے کہا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گل پیرہن ہین ایسا نہو کہ ملکہ عالم پر کسی کا جبر پڑجاے اُنپر کوئی چشم زخم پہونچے
مگر نورالدہر نے جو اتنی مہلت پائی کہ ملکہ کی تیر اندازی سے کئی سو جوان گرے جب
کئی سو جوان گر چکے فوج مین تہلکہ ہوا نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب اشفاق کے
پہونچے اشفاق نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اشفاق کو اُٹھا لیا اشفاق نے عرض کی الامان نورالدہر نے
جواب دیا امان بشرط ایمان اشفاق نے جو یہ مہربانی نورالدہر کی دیکھی بصدق
دل مسلمان ہوا پوچھا اے شہریار یہ لوگ کون ہین جو تیر مار رہے ہین نورالدہر نے
فرمایا کہ اسکا حال تمپر کھلیگا کیون گھبراتے ہو انشاء اللہ سب حال تمپر ظاہر ہوگا یہ
سنکر اشفاق خاموش ہو رہا نورالدہر کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا نورالدہر نے ملکہ
کو اشارہ کیا کہ تم اپنے قصر مین جاؤ ملکہ اپنے قصر مین گئین نورالدہر دربار مین
اشفاق کے آے اب اشفاق کو ثابت ہوا کہ میری بیٹی نے جاکر نورالدہر کو
رہا کیا دربار مین آکر وزیر کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگاؤ جب
نورالدہر کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگایا نورالدہر نے کہا کہ اے اشفاق تاجدار
مجھکو بدل منظور ہی لیکن اس مقدمے مین ابھی عرصہ ہی انشاء اللہ تعالے ہم وقت
پر عقد کرینگے اشفاق خاموش ہو رہا مگر کنیزون نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اے
ملکہ عالم نئی طرح کی بات ہی کہ آپ ایسی حسین و جمیل شاہزادی اور نورالدہر
مائل نہین یہ سنکر گل پیرہن رونے لگین کہا معلوم ہوتا ہی اس شہریار کا دل کہین
پھنسا ہی اتنا جاکر کوئی کہے کہ ملکہ عالم فرماتی ہین ذرا محل مین تشریف لائیے تو مین

مفصل حال سُنون شاید کوئی علاج ہو سکے نورالدہر کو خبر پہونچی کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہی
نورالدہر اندر آئے ملکہ نے استقبال کیا نورالدہر کو لا کر مسند پر بٹھایا بمحبت پوچھا
کہ ای شہریار شاہ سے کیا گذری نورالدہر نے بیان کیا کہ شاہ نے ہمارے ساتھ
تمھاری نسبت قرار دی ہی ہم نے قبول کیا مگر چند روز کی ہمنے مہلت مانگی ہی ملکہ نے
گھبرا کر پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت در پیش ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمسے
پردہ نہین ہو سکتا صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین نے کل شب کو خواب دیکھا کہ
اُس خواب کی لذت اب تک میری زبان پر ہی چاہتا ہون کہ پہلے وہان تک پہونچون
پھر تم سے عقد کرون نورالدہر سے ملکہ نے پوچھا کہ صورت کا نقشہ بتائیے یہ سُنکر
نورالدہر نے تقریر مین تصویر کھینچی ملکہ نے جو حال نقشہ کا سُنا مُنھ اپنا پیٹ لیا
کہا ای شہریار غضب کی بات ہی کہ یہ آپ اُس شخص کا پتہ دیتے ہین کہ جو ہمارے چچا
کی بیٹی ہی ملکہ سیمای زمردپوش نام ہی اُس قلعے پر چلیے اگر آپ نے شفتل بن شفتال کو
کہ حاکم قلعہ ہی مار لیا تو مطلب دلی حاصل ہو گا لیکن ساحر زبردست ہی یہ تو کہیے
کہ ساحر سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین آنکھون سے برای خدمتگزاری حاضر ہون
جس طرح حکم ہو مین آپ کو لے چلون سیمای زمردپوش کو دکھا دون پھر آگے آپ کو
اختیار ہی مگر عاشقون کا اُسکے کوچے مین جمگھٹ ہی ذرا اپنے کو بچائیے گا نورالدہر
آمادہ ہوے کہ مجکو ضرور لے چلو گل پیرہن نے نورالدہر کو زنانے کپڑے پنہائے
ہتھیار لگا کر دوپٹہ اُڑھا دیا کہا میری کنیزون مین مل کر چلیے نورالدہر راضی ہوے
بشکل کنیز ایک تانگے مین سوار ہو کر ملکہ کے ساتھ چلے کئی کوس راستہ طی کر کے دور
سے ایک قلعہ دیکھا کہ برج بارے کنگرے سے آراستہ و پیراستہ ہی چند لوگ قلعے پر
ٹہل رہے ہین محافظ جو آتے ہوے دیکھے پکار کر آواز دی کہ تم کون لوگ ہو نورالدہر
نے بہ آہستگی جواب دیا کہ یارو تمھارے مہمان ہین جب نگہبانون کو ثابت ہوا کہ ملکہ
گل پیرہن آتی ہین دروازہ کھولدیا ملکہ قلعے مین آئین وہین کے نگہبان سے پوچھا
اُسنے بیان کر دیا کہ دختر شاہ اپنے باغ مین جلوہ فرما ہین ملکہ نے حکم دیا کہ ہماری

سواری اُسی باغ مین لے چلو کنیزین اور نگہبان سب ساتھ ہین جب محافہ دروازے
پر پہونچا سیماے زمردپوش مسند پر بیٹھی تھی جیسے ہی اسنے خبر سُنی کہ ہمشیرہ آتی ہین
خودبخود گھبرا رہی تھی کنیزون سے دمبدم کہتی تھی کہ صاحبو آج کیا معرکہ ہی خودبخود دل
گھبراتا ہی کنیزین عرض کرتی تھین شب سے حضور نے آرام نہین فرمایا اسی وجہ سے دل
بیقرار ہی نسیم نامے ناظر نے آکر عرض کی کہ ملکہ گل پیرہن آئی ہین سیماے زمردپوش
نے ہرچند کہ نورالدہر کو ابھی نہین دیکھا فقط سُنا کرتی ہی کہ فلان فلان شاہزادیان
شاہزادے کی اطاعت مین ہین خداوند سے باغی ہوگئین وہ سب شاہزادیان عاشق
ہین یہ باتین دل سے کرتی ہوئی استقبال کو اُٹھی دروازے پر آکر ٹھہری کہ محافہ زرین
لگایا گیا اول گل پیرہن اُترین نورالدہر کہ بشکل کنیز ساتھ تھے یہ بھی اُترے نگاہ
ملکہ سیما کی پڑی سوچی کہ معلوم ہوتا ہی یہ وہی شخص ہی جسکا پتہ خواب مین ملا تھا ہاتھ
تھام کر کہا کہ کیون بُوا گل پیرہن اس کنیز کا کیا نام ہی گل پیرہن نے کہا کہ ای ہمشیرہ
یہ کنیز پُرانی ہی اسکو سب مین زیادہ فخر حاصل ہی میرے ہی ساتھ سوار ہوتی ہی ملکہ
حیران ہی کہ کتاب مین کچھ نکلا اور ظہور سے معلوم ہوتا ہی کہ خواب بھی ہمارا خلاف ہوا
جو بزرگ عالم خواب مین تشریف لاے تھے اُنھون نے یہی فرمایا تھا کہ ہمراہ گل پیرہن
آئین گے ای فلک یہ کیا معرکہ ہی کہ گل پیرہن آگئین اور اُس شہریار کا پتہ نہین ہی
دیکھین تقدیر کیا دکھاے یہ باتین کرتی ہوئی گل پیرہن کو لاکر مسند پر بٹھایا مگر دل طرف
نورالدہر کے کھنچا ہوا ہی حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی دل خانہ خراب کیا رسوا کریگا
دیکھیے تقدیر کیا دکھاے آخر گائن سے اشارہ کیا گائن نے بیٹھ کر چند اشعار گاے
ملکہ نے جام لبریز کر کے اول گل پیرہن کو دیا دوسرا جام بھر کر طرف نورالدہر کے
بڑھایا نورالدہر نے ہاتھ پھیلا دیا اور جام لیا چاہا کہ پیین مگر مذہب کا خیال
آیا بسہولیت اُسکو گریبان مین گرا لیا مگر جس وقت سے سیماے زمردپوش کو دیکھا ہی
دل کی تعریفین کر رہے ہین کہ تو نے معشوق کے پاس پہونچایا عجب انتشار تھا جب
کئی مرتبہ نورالدہر نے جام لیکر گریبان مین گرایا تو سیما نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ

کیا معرکہ ہو کہ تمنے کئی جام پیئے مگر آنکھون مین نشہ نہین معلوم ہوتا نورالدہر کو تاب باقی
نرہی اس انداز سے سیما نے کہا کہ نورالدہر نے بے اختیار جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم
مذہب کی پابندی ہو یہی خیال رہتا ہو کہ کافر کے ہاتھ سے شراب نہ پئین ملکہ نے کہا
تمکو اسلام سے کیا کام شاہزادے نے ٹھہر کر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم تم نے ہمین
نہین پہچانا یہ کہکر چہرے سے روغن پونچھا سیما نے پہچانا کہ خواب مین اِنھین سے سامنا
ہوا تھا مگر کیا صاحب بغضب ہین کہ میری بہن کے ساتھ آے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای
شہریار آپ نے جو قصد کیا تھا مجھ تک اپنے کو پہونچایا ایک نظر ہمنے بھی آپکو دیکھ لیا
آئندہ نہین معلوم کب ملاقات ہو بڑے بڑے شاہ مجھپر عاشق ہین مجکو خوف ہی اگر
اُنکو خبر ہو جاے تو وہ آپ کو ستائین نورالدہر نے فرمایا مین کئی بادشاہونکو مسلمان
کر چکا لشکر گران اُترا ہوا ہی اور باپ بھی گل پیرہن کا اشفاق تاجدار مسلمان
ہو چکا ملکہ نے یہ سُنکر کلمہ پڑھا تب نورالدہر نے جام پیا قضاے کار دیو احقاق
آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو ملکہ کو دیکھا عاشق ہو گیا تڑپ کر گرا آکر مین پنجہ
دے کر ملکہ کو اُٹھا لیا ہر چند نورالدہر نے تیر مارے مگر دیو بلند ہو گیا نورالدہر
رونے پیٹنے لگے چاہا باغ سے نکلون کہ کنیزون نے ملکہ گل پیرہن سے کہا کہ ای
ملکۂ عالم سامنے کوہ احقاق ہی اُسی پر دیو احقاق رہتا ہی اگر ہو سکے تو شاہزادے
سے فرمائیے کہ وہ کچھ تدبیر کرین شاید پنجہ اُن کا قابض ہو باپ ملکہ کا ثریاے تاجدار
جو خبر سُنے گا تو ضرور جائیگا اُسنے بھی ایک دیو کو مارا تھا الغرض جو ہوا ایک کنیز نے جاکر
ثریاے تاجدار سے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی کو دیو احقاق اُٹھا لیگیا
ثریاے تاجدار کو اپنے اوپر بڑا گھمنڈ ہی فورًا تیار ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر زیر
کوہ آیا دیو احقاق نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کر کے پہاڑ پر لٹکا دیا ہی ملکہ نے
دیکھا کہ ثریاے تاجدار زیر کوہ کھڑا ہوا للکار رہا ہی کہ کیون ای احقاق پہاڑ
سے اُتر ورنہ مین کوہ پر آتا ہون بڑی سختی پڑے گی احقاق نے جو نعرہ سُنا بہت
خوش ہوا کہا لو اور مزہ دیکھو جو ہماری خوراک ہی وہ ہمارے مقابلے کو آیا ہی ایک

چنگل مارکر کھاجاؤنگا یہ کہکر پہاڑ سے اُترا چاہا چنگل مارون ثریا ے تاجدار نے تیغہ مارا دیو احقاق نے کلائی تھام لی ثریا ے تاجدار چیخنے لگا کہ ای دیو احقاق ہاتھ چھوڑ دے ورنہ میرا ہاتھ ٹوٹ جائیگا مگر دیو احقاق نے کچھ جواب نہ دیا ثریا کو پکڑ لے گیا پہاڑ پر لاکر اُسی قفس مین بند کردیا اب باپ بیٹی ایک قفس مین بند ہوے ملکہ زار زار رو رہی ہین یہی قول ہی کہ کوئی کسی کا عاشق نہین ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان آکر پہونچے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او دیو احقاق یہ کیا بے ادبی کی ہی پہاڑ سے اُتر دیو احقاق ہنسا ثریا ے تاجدار سے کہا کہ انکو بھی لاکر قید کرون یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اُترا آکر چنگل مارا نور الدہر نے اُس کی کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو چیخنے لگا نور الدہر نے دو گھونسے مارے اور دیو کو اُٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھکر کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی راس الشیاطین پر لعنت کر دیو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ نبیرۂ کوچک سلیمان نام صاحبقران سُن کر دیو قدمون پر گرا کہا مین اب بالاے کوہ نہ جاؤنگا مجکو خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچایے مین ملازمت ملکہ قریشہ کی کرونگا نور الدہر نے نامہ دیا دیو احقاق طرف گلستان ارم کے اُسی طرح بخدمت عبد الرحمن جنی روانہ ہوا اُنھین کے نام نور الدہر نے نامہ لکھا تھا کہ اسکو اپنے ساتھ رکھیے جب ملکہ قریشہ و آسمان پری بہ عنایت پروردگار رہا ہونگی تب اس کو پھر کبھی صاحبہ کا ملازم کرا دیجیے گا نور الدہر احقاق کو بھیج کر بالاے کوہ چلے اب ثریا ے تاجدار نے پوچھا کہ ای نور نظر یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا کہ مین نہین پہچانتی مگر میری خواہش مین یہ بھی آے ہین ثریا نے کہا کہ مین اِن کے ساتھ تمکو منسوب نہ کرونگا ملکہ خاموش ہو رہین نور الدہر چند گھاٹیان طی کرکے چاہتے ہین کہ کوہ پر چڑھ جاوین کہ صحرا سے گرد اُڑی زلفین تاجدار کہ مدت سے عاشق ملکہ تھا خبر سُنکر ساٹھ ہزار فوج سے آیا اور نور الدہر کو للکارا کہ او جوان بالاے کوہ نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا نور الدہر پھاند پڑے تلوار چلنے لگی نور الدہر لڑتے بھڑتے

قریب زلفین تاجدار پہونچے سرخ جسم سے طرف سے زرہ سے ہو رہے تھے ہین مگر شیرون کو
قتل کرتے ہوئے سامنے زلفین کے آئے زلفین نے ہاتھ تلوار اٹھایا نورالدہر
نے بازو بچا کر تلوار تھام لی تلوار تو چھین کر پھینک دی زلفین کو قابو کر کے
اٹھا لیا زلفین نے امان مانگی نورالدہر نے سوال اسلام کیا زلفین سوچا کہ اب
اگر انکار کرونگا تو جان جائیگی کر کے کلمہ پڑھا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا نورالدہر
کو اپنے لشکر مین لایا جام شراب پلا کر بیہوش کیا بیہوش کر کے مسلسل کیا بالا سے
کوہ آیا قفس آہنی اُتار لایا کہا او ثریا سے تاجدار میرے تمہارے وعدہ تھا بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کرو ثریا نے جواب دیا کہ او زلفین تاجدار بیٹی میری تمہارے
سامنے موجود ہی اگر قبول کرے تو تم سامان کرون ملکہ نے کہا کہ او زلفین یہ
گمان اپنے دل سے نکال ڈالو جس شہریار کو تم نے قید کیا ہی وہ ہی میرا شوہر ہی
زلفین تاجدار نے قفس قبضے مین کیا اور کہا دونون کو قید مین مار ڈالونگا
ہر چند ثریا سے تاجدار نے چاہا کہ قید سے رہا ہون مگر زلفین نے نہ رہا کیا
قفس کو اپنے قبضے مین کر کے زلفین نے کوچ کیا منظور یہ تھا کہ قید نورالدہر
بخدمت جمشید ثانی پہونچادون خواہ وہ قتل کرین خواہ بخشین پھر آکر معشوقہ پر
قبضہ کرونگا قید کو لیکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار
زمرد پوش شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ قید نورالدہر لیے جاتے ہین
نعرہ کر کے آکر لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر پہونچا نورالدہر کو قید سے
رہا کیا نورالدہر نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ نورالدہر بے نظیر حمزہ صاحبقران
بخشم و بہ قہر و شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب زلفین کے
پہونچے زلفین کو کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زلفین اب بصدق دل مسلمان ہوا
نقابدار زمرد پوش تو رخصت ہوگیا نورالدہر زلفین تاجدار کو ساتھ لیکر
قلعۂ زلفین مین آئے ملکہ کو مع اُنکے والد کے رہا کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
چاہتے ہین کہ اپنے کو قلعۂ ثریا مین پہونچاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سلطان تاجدار

بہ فوج بے شمار آکر پہونچا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ ملکہ سیما کو حوالے کر دیجیے یہ سنکر
نورالدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کی نسبت میرے ساتھ قرار پا چکی اب ملکہ کو نہین پاؤگے
سلطان نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر ہوئی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو سلطان میدان مین آیا ادھر سے نورالدہر
نکلے آپس مین نیزہ چلنے لگا نورالدہر نے نیزہ سلطان کا نکالا سلطان نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا نورالدہر نے تلوار سلطان کی چھین لی سمجھے کہ یہ اب کشتی لڑیگا مگر سلطان
گھوڑے سے کود پڑا عذر کرنے لگا کہ ای شہریار مین آپ سے نہین لڑ سکتا اطاعت
کرتا ہون نورالدہر نے قبول کیا سلطان مکر سے مسلمان ہوکر نورالدہر کو بارگاہ
مین لایا زلفین و ثریا سے تاجدار ہمراہ ہین ان تینون کو بیہوشی پلاکر بیہوش کیا
مسلسل کرکے ہوشیار کر دیا وہانسے ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے جو سنا کہ اس بے حیا
نے نورالدہر کو اور میرے باپ کو مکر سے گرفتار کر لیا دونون کو قید کیا پیٹنے لگی
اور کہلا بھیجا کہ خبردار میرے سامنے نہ آنا ورنہ جان دیدونگی میرا مردہ پائیگا زندہ
نہ دیکھیگا سلطان ڈرا کہ ایسا نہ ہو عورت اپنی جان دے دے باہر آیا ساتھ والو
سے صلاح کرنے لگا سب نے کہا نورالدہر خوبصورت ہے اُسکے ساتھ نسبت قرار
ہو چکی اور تم نے اُسے قید کر لیا اسی وجہ سے نہین مانتی نورالدہر قتل ہو جائین
اور اُسکو یاس ہو تو ضرور آپ کو قبول کریگی سلطان نے میدان خونی کی تیاری
کرائی حکم دیا کہ تینون گنہگارون کو لاؤ ملازم جو آئے دیکھا ثریا و زلفین تو موجود
ہین مگر نورالدہر کو قیدخانے مین نہ پایا ایک طرف دیکھا کہ مہرہ نقب کا لگا ہے
عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کسنے نقب دی عیار اسکا سمت تیز رو نقب مین
کودا فتیلۂ عیاری جلا کر چلا ایک باغ مین سر نکالا خیال کرکے دیکھا کہ یہ باغ دلکشا
تو دل آرام عنبرین مو دختر سلطان کا ہے ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ نورالدہر
پہلو مین دل آرام کے بیٹھے ہین ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہمدم دیکھنا ✱ دل دُکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا

خندہ زن ہی نالۂ بلبل پہ ہر دم دیکھنا ۔ دیکھنا گلچین چمن مین گُل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے ۔ شغل اپنا ہو گیا ہی دفتر غم دیکھنا +
اختلاج قلب کا میرے لکھنا اُس سے حال ۔ تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھ کر اہل نظر ۔ نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا
زخم پر کھلتے ہی فوارہ چھُٹتا ہی خون کا ۔ کارِ نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا +
طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے ۔ ہی تمھارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ ۔ فصل گل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین ۔ کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا +
تو سہی تیرتا پھرے یہ آسمان شکل حباب ۔ کیا غضب کرتی ہی اکدن چشم پرنم دیکھنا
ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہزبر ۔ خلق کو شانِ جلوس جان عالم دیکھنا +

عیار نے نور الدہر کو پہچانا اور پلٹا آکر سلطان سے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران آپ کی دختر کے باغ مین ہی سلطان سوار ہوا آکر باغ کو گھیر لیا کنیزون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے باپ نے باغ کو گھیر لیا نور الدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ یکہ و تنہا ہین وہ اتنی فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر لیا نور الدہر نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھو مین جا کر سلطان کو سزا دیتا ہون مکر کرنے کا بدلا لیتا ہون سلطان باغ کو گھیر کر گینڈا اُڑاتا ہوا چلا چاہا باغ مین گھُس جاؤن مگر یاد آتا ہی کہ ای سلطان وہ بلا کا سپاہی ہی ایسا نہ ہو کہ تنہائی مین مجکو قتل کرے مگر گینڈے کو بڑھائے ہوئے چلا جاتا ہی تیغہ چوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین تھوڑی دور پر دروازہ باغ کا باقی تھا کہ یکایک دروازہ کھُلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب عظم و شان نور الدہر بن بدیع الزمان نکلے سلطان کو جو آتے ہوئے دیکھا للکارا کہ او مکار ادھر کیون آتا ہی سلطان نے جو نور الدہر کو دیکھا اور نعرے کی صدا سُنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو ملکر مار لو چار جانب سے فوج نے گھیر لیا نور الدہر نعرہ کر کے جا پڑے ملکہ نے بھی

بالائے بام سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہیں ہزار ہا کافر تیغ و تبر سے اور تلوار اور
تیر لگا رہے ہیں مگر شاہزادہ سب حملوں کو رد کرتا ہے اور زور و شور سے لڑ رہا ہے یہ
کسی کا حربہ چلا ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اٹھی کہ اے پروردگار میرے وارث کو ان دشمنوں
کے ہاتھ سے بچائیو کبھی کنیزوں سے کہتی ہیں دیکھو کیا جرأت ہے کیا شوکت ہے ہزاروں میں
اکیلے لڑ رہے ہیں جسپر چاہتے ہیں وہ سپاہی ملک عدم ہوا اگر وہ مجمع کفار ہے کہ نکل نہیں
سکتے ملکہ نے جو دیکھا کہ شاہزادہ مجمع میں گھرا ہوا ہے ہر چند قصد کر رہا ہے کہ نکل جاوے
مگر کفار نے صفیں باندھی ہیں اگر ایک صف سے نکلے دوسری صف میں جا کر گھرے
افسران فوج کو مار کر ڈالدیا ہے قصد کرتے ہیں لڑتا بھڑتا تا بہ سلطان پہونچوں جسطرح
سے بنے اسکو زیر کروں مگر سلطان دور سے کھڑا ہوا لینا لینا کر رہا ہے شریک جنگ
نہیں ہوتا کئی مرتبہ کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر کو بھر کمان میں پیوست کیا اور
شاہزادے کو تاک کر کئی تیر مارے نور الدہر نے عقاب تیز کے پر قلم کیے کوئی تیر
ان کے جسم پر نہیں پڑا تب ملکہ نے ناچار ہو کر کنیزوں سے کہا کہ مجکو خوف ہے کہ
ایسا نہ ہو شاہزادے کو نرغہ کر کے ہلاک کریں میں نکل کر بچاؤں اگر مہلت پا جاویں
تو غالب آویں سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو مناسب جانیے وہ کیجیے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار جسم پر لگائے سات سو کنیزوں نے ساتھ دیا سب بادپایان
پر سوار ہو کے ملکہ آگے بڑھ کر نکلیں اور گھوڑی کڑکا کر پہلوے فوج پر پہونچیں پرا
جما کر تیروں کی بوچھار کرنے لگیں کفار حیران ہیں کہ تیر کہاں سے آتے ہیں اور جو تیر آیا
سوار یا پیدل کو نشانہ کیا کئی سو افسر مارے گئے جب سات سو تیر چلتا ہے دو تین سو
جوان گرتے ہیں جب کئی حملے ملکہ نے کیے اور فوج متفرق ہوئی نور الدہر نے گھوڑا
بڑھایا لڑتے بھڑتے قریب سلطان تاجدار پہونچے سلطان نے چاہا قریب اپنے
نہ آنے دوں کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم کیے جب نور الدہر قریب پہونچے
سلطان نے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان نیزے کو اڑا دیا ڈانڈ کو توڑ ڈالا
سلطان نے ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے

سپر پر روک کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا دست زبردست نور الدہر
تلوار مثل برق کے چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سر پر گری سرا سر
کلہ اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند
سیماب گذر کر زین کو کاٹا نمد زین کو کاٹا خوگیر کو کاٹ کر مع گینڈے سلطان کے چار
ٹکڑے کیے مرتے ہی سلطان کے ادھر ملکہ نے تیروں کی بوچھار کی کئی ہزار نشانۂ تیر
آبدار ہوے آخر سب کے پاؤن اُٹھے چند کو نور الدہر نے گرفتار کر لیا باقی فرمایا
جسکو مسلمان ہونا ہو وہ آکر شریک ہو اور جسکو نا منظور ہو وہ ہمارے لشکر سے نکلجاے
کئی سو جوان آکر شریک ہوے کئی ہزار غلغلہ کرتے ہوے بھاگے دامن صحرا مین جا کے
چھپے ملکہ تو فوراً داخل باغ ہو گئین خیال مین ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پائے ورنہ باعث
خرابی ہی یہ سوچ کر داخل باغ ہوئین مگر کنیزین مقرر کین کہ شاہزادے کی خبر لاؤ چند
کنیزین روانہ ہوئین نور الدہر سب سے مل رہے تھے جو جسکا عہدہ ہی اُسی پر مقرر
کرتے ہین افسران فوج تعریفین کر رہے ہین اور بعض کہتے ہین کہ حقیقت مین لڑائی
سخت تھی مگر پروردگار نے آپ کے ہاتھ سے خوب فتح کرائی کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی
آپ کو ملکۂ عالم بُلاتی ہین نور الدہر نے کہا کہ چلو ہم آتے ہین کنیز نے آکر ملکہ سے
خبر دی کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہی ملکہ نے انتظام کو حکم دیا فرش وغیرہ کیا گیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جلسہ جب آراستہ ہو چکا تو بعد
تھوڑی دیر کے شاہزادہ آیا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار آپ تو عجب بلا مین پھنس گئے
کہ چہار طرف سے تاجدارون نے خروج کیا نور الدہر نے کہا کہ جسقدر آنیوالے ہین
آوین اُن سے مقابلہ کرونگا مگر سیماے زمرد پوش کو نہ دونگا اور تمھارے باپ
بھی خواستگار ملکہ تھے مجھے بہ مکر گرفتار کیا آخر اُسکا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اور کچھ
ہاتھ نہ آیا اب تم کہو ملکہ نے کہا کہ مجکو تو آپ کا قید ہونا نہایت ناگوار ہوا تھا دشمنون
نے مکر کیا اور چہار طرف سے اُسکے فوج والون نے گھیر لیا تھا مگر خدا نے نجات دی میرے
ذہن مین یہی آیا کہ آپ کو اِس بلوے سے بچاؤن ایسا نہ ہو کہ آپکے دشمنونکو گرفتار کر لین

نور الدہر پہلو مین دل آرام عنبرین مو کے بیٹھے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا نور الدہر نے
پوچھا خیر تو ہی سب نے عرض کی کہ ایک دیوانہ موسوم بہ زلف دراز کہ نہایت زبردست
ہی وہ محل سیمائے زمرد پوش مین گھس گیا تمام عورتین فریاد کر رہی ہین اُس کے ساتھ
بارہ ہزار دیوانے ہین وہ چوبستین لیے ہوے دروازے پر کھڑے ہین کسی کو اندر
جانے نہین دیتے مراد اُن کی یہ ہی کہ ہمارا افسر جو محل مین گیا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو بے آبرو
اور اپنا قبضہ کرے یہ سُنکر نور الدہر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
بلوے مین نہ جائیے وہ دیوانہ بہت زبردست ہی اُسنے راستہ بند کر دیا ہی کوئی اُس
راستے سے نہین جاتا یہ خبر سُنکر برہم ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چڑھ آیا اُسنے
صدہا قریے برباد کیے ہین علاوہ دیوانہ ہونے کے بڑا زبردست ہی اُسنے جو سنا کہ ملکہ اس
مکان مین ہین وہ دیوانہ محل مین گھس گیا نور الدہر نے کہا کہ مین اُسکو جا کر سمجھا دونگا
دیوانے کو ہوشیار کر دونگا کسی کی مجال نہین ہی کہ میری زندگی مین سیما پر قبضہ کرے
مین نے بڑی کد و کوشش سے ملکہ کو پایا ہی ایسا ہو سکتا ہی کہ دیوانہ نے جاے
یا جبر کرے اور مین نہ جاؤن یہ فرما کر نور الدہر نے دامن چھڑا لیا اور تلوار کھینچے
ہوے وہان آے دیکھا کئی ہزار دیوانے دروازے پر محل کے بطور نگہبانون
کے کھڑے ہین نور الدہر نے آکر چند دیوانون کو قتل کیا جب دو چار مارے گئے تب
دروازے سے ہٹے ایک دیوانے نے جا کر محل مین خبر کی کہ نبیرۂ صاحبقران آتا
ہی کئی دیوانے آپ کے لشکر کے مار ڈالے زلف دراز دیوانہ یا تو ملکہ کی طرف
جاتا تھا یا طرف نور الدہر کے پلٹ پڑا باہر آکے للکارا کہ او نبیرۂ حمزہ ان نگہبانون
نے کیا خطا کی تھی نور الدہر نے دیوانے کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ او بے حیا تو نے بڑی
گستاخی کی کہ محل مین گھس گیا اگر ملکہ کا ایک موے جسم میلا ہوتا تو بدون قتل کیے
تجکو نہ چھوڑتا یہ سُنکر دیوانہ لنگر وغیرہ ہلانے لگا اور کہا کہ وہ میری نرزک ہی اگر مجکو
دیجیے تو مین آپ کی اطاعت کرون نور الدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کو نہین پاؤ گے
جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو دیوانہ فوج لیکر اُلٹا مقابلہ نور الدہر مین اُترا

سب دیوانے غلغلہ کر رہے تھے افسر نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے بھی خبر سنکر نوازش طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو وہ دیوانہ جوشان وخروشان میدان مین آیا ادھر سے ہمراہیان نور الدہر مین زلفین تاجدار نے قصد کیا نور الدہر نے اجازت دی زلفین جو مقابلے مین دیوانے کے پہونچا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی زلفین نے چاہا چوبدست روکون مگر دیوانہ وہ زبردست ہر کہ چوبدست جو اسکی پڑی زلفین مع گینڈا اپرا ٹھا ہو گیا اب دیوانے نے بلبلا کے آواز دی وہ جوان میرے مقابلے مین نہین آیا ایسے شخص کو میرے مقابلے مین بھیجا کہ جو ایک ضرب میری نہ اُٹھا سکا نور الدہر یہ سُنکر گھوڑے سے کود پڑے مقابلے مین دیوانے کے آے دیوانے نے کہا کہ ای آقاے سُرخ مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی نور الدہر نے کہا تو پھر اطاعت کر دیوانے نے کہا نرک حوالہ کرو نور الدہر نے کہا کہ یہ نہ ہوگا بس دیوانہ بگڑا اور چوبدست کو چرخ دیا نور الدہر پینترے سے کھڑے ہوے دیوانے نے جو چوبدست لگائی نور الدہر نے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا یہ اپنی طرف کھینچتے ہین وہ اپنی طرف کھینچتا ہی دیوانہ بڑے بڑے زور کر رہا ہی مگر نور الدہر کے ہاتھ سے کب چوبدست چھوٹتی ہی جھٹکا مار کر چوبدست چھین لی چوبدست جو چھین کر پھینکی دیوانہ جھلّایا دوڑکر لپٹ پڑا اور ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا اب دیوانے نے چاہا زور کھکے لے دوڑون نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کہتا ہی کہ ای آقاے سُرخ آپنے تمانچہ مارا کہ گرز ماردیا میرے گال مین درد ہوتا ہی نور الدہر نے کہا تمنے چنگل مارا دیکھو ہمارے جسم سے خون جاری ہی مین نے بھی تمانچہ مارا دیوانے نے کہا مین اب نہ نوچونگا تجھسے مقابلہ کیجیے دیوانے سے کشتی ہونے لگی دوپہر وہ دیوانہ نور الدہر سے لڑا مگر الجھ الجھ کر دوپہر ڈھلتے نور الدہر نے دیوانے کو دے مارا اور چھاتی پر سوار ہوے خنجر نکالا کہ سر اسکا کاٹ لون زلفین کے خون کا بدلہ لون دیوانہ منتین کرنے لگا ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ ای آقاے سُرخ مین نے آپ کو خواب

مین دیکھا ہی ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ نورالدہر کو جنگ عظیم درپیش ہی اُنھین کے
ساتھ رہنا اگر آپ مجھے قتل کرین گے تو رفاقت کون کریگا ای آقاے نامدار مین کسی سے
آج تک زیر نہین ہوا تھا آپ سے زیر ہوا اب کیا عذر ہی نورالدہر نے چھوڑ دیا
دیوانہ قدمون پر گرا بمشکل کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا اب نورالدہر نے
دیوانے کو مطیع کر کے ہمراہ لیا لشکر گران ساتھ ہی اور جو معشوقین دستیاب ہوئین
اُن کو ساتھ لیا بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین کہ اہل لشکر ہمارے متفکر ہونگے
مین رات کو اُٹھ کر چلا آیا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین رفقا کہہ رہے ہین کہ
اب بر سر جمشید خروج کیجیے آپ کے برابر کسی کا لشکر نہ ہوگا نورالدہر نے کہا پہلے
مقابلہ جمشید مین شہنشاہ ہمارے پہونچین اور لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو تب جمشید
سے مقابلہ پڑیگا اگر ہم لوگ قبل مین پہونچ جائینگے تو ہاتھ سے جمشید کے شکست ہوگی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبرنگ بن عمرو آتا ہی یہ تلاش مین شاہزادے کی نکلا تھا
یہانکی خبر سُنی خوشی خوشی چلا آتا ہی نورالدہر نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا سردارون
سے فرمایا کہ ہمارا عیار آتا ہی اسکا استقبال کرو سردار جا کر شبرنگ بن عمرو کو لاے
شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا پہلے یہی پوچھا کہ کیون ای شہریار معشوقۂ اصلی دستیاب ہوئی
جسکے واسطے آپ بیقرار تھے نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا حال بیان کرون ایک
پھول کو کانٹون سے نکالا ہی اب تک اُسی کے خواہان چلے آتے ہین شبرنگ نے کہا
کہ ای آقا لشکر مین چلیے سب آپ کے مشتاق ہین نورالدہر نے کہا کہ اب تو دن چڑھ چکا
کل انشاءاللہ کوچ کرین گے شب کو نورالدہر نے آرام کیا مگر یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی کہ جس قلعے کا نام قلعۂ ہوشنگیہ ہی حاکم وہانکا ہوشنگ نیزہ باز ہی فنون
سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ نے سیماے زمردپوش پر
قبضہ کیا کئی تاجدار گئے تھے وہ زیر ہوے یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا بڑے افسوس کی بات
ہی کہ باپ نے اُسکے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تمھارے ہمراہ شادی کرونگا یہ کیا ستم کیا کہ ہمراہ نبیرۂ
حمزہ نسبت قرار دی جا کر چھین لاؤنگا مگر یارو چاہتا ہون کہ نبیرۂ حمزہ میرے قبضے مین

آجاے پھر دشمن کو سزا دون پھر ملکہ پہ قبضہ کرون عیار اسکا کافور تیز رو اُٹھ کھڑا ہوا
کہا ای شہریار اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن آپ اُسے قتل کیجیے ہوشنگ نے کافور تیز رو
کو حکم دیا کہ اگر تو نور الدہر کو لے آیا تو نصف سلطنت دونگا اور اپنی بیٹی کی شادی
تیرے ساتھ کر دونگا کافور مدت سے اسکی بیٹی پر عاشق تھا نام اُسکا گیسو کشا ہی
عرض کی حضور مجکو سند لکھدین تو غلام جاے اور وعدہ کرتا ہون کہ نور الدہر کو
گرفتار کر لاؤنگا پہلے تو نور الدہر کو قتل کیجیے اُسکے بعد لشکر پر اُن کے لشکر کشی کیجیے
سیماے زمرد پوش پر قبضہ کیجیے اپنی شادی زمرد پوش کے ساتھ اور میری شادی
گیسو کشا کے ساتھ کیجیے ہوشنگ نیزہ باز نے سند لکھکر کافور کو دی کافور بانہاے
عیاری لگا کر روانہ ہوا شام کو لشکر نور الدہر مین پہونچا بارگاہ دریافت کر کے
ایک گوشے مین جا بیٹھا نقب دینے لگا دو پہر رات گئے نقب بارگاہ نور الدہر
مین توڑی باہر نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا نور الدہر غافل سو رہے تھے کافور نے
قریب آکر نور الدہر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر راہ نقب سے لے نکلا بھاگا ہوا
جاتا ہی شبرنگ طلاے پر تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور اور تیزی کے ساتھ
بھاگا شبرنگ کو تردد ہوا کہ کوئی تو باعث تھا جو یہ سیہ پوش نہ ٹھہرا پیچھے اُسکے چلا
کافور بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ ہر چند چاہتا ہی کہ قریب پہونچون مگر کافور بڑا
تیز رو ہی صحرا کو طی کرتا ہوا ایک درے مین پہونچا کہ چشمے وہان بہت بھرے ہوے تھے
ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کرتے تھے کافور نے جو اُن طائرون کو دیکھا
زمزمہ سرائی اُن کی دیکھنے لگا اُن جانورون کی اُچھل کود کبھی چشمے مین شناوری کرتے ہین
کبھی بالاے شاخ جا کر بیٹھتے ہین یہ تماشا دیکھکر کافور ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا
پشتارہ زمین پر رکھ دیا ہی آپ ٹہل رہا ہی اور شبرنگ اسکے تعاقب مین آتا ہی
قضاے کار اِس صحرا کا حاکم وادی جادو درہ کو مین بیٹھا تھا سر نکال کر دیکھا کہ
ایک پشتارہ رکھا ہی اور ایک عیار ٹہل رہا ہی وادی جادو نے سحر کیا کہ پشتارہ

اُڑ کر درۂ کوہ مین آگیا کافور نے پلٹ کر دیکھا کہ پشتارہ کیا ہوا حیران حیران روتا
پھرتا ہی کہ شبرنگ نے آکر پوچھا شبرنگ سے کافور نے حال بیان کیا کہ مین ہوشنگ
نیزہ باز کا عیار ہون نورالدہر کا پشتارہ لیے جاتا تھا اس صحرا مین آکر پشتارہ
رکھا پشتارہ خود بخود غائب ہو گیا اب آقا کو کیا جواب دونگا اور آقا نے یہ سند
لکھدی ہی کہ بیٹی کی شادی کر دونگا اس تردد مین حیران ہون شبرنگ نے سوچ کر
جواب دیا کہ یہ کام کسی ساحر کا ہی مین زن حسین کی شکل بنتا ہون تو مجکو اس درۂ
کوہ کے سامنے لے چل جب وہ ساحر طلب کرے تو مجکو چھوڑ کر بھاگ جانا مین سمجھ لونگا
کافور بہت خوش ہوا شبرنگ صورت تبدیل کرکے ایک زن حسین کی صورت
بنا کافور ساتھ لیکر سامنے درہ کوہ کے آیا وادی جادو نے جو دیکھا کہ ایک زن
حسین کو ایک شخص لیے جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور بھاگا
وادی جادو نے نکل کر شبرنگ کا ہاتھ تھام لیا شبرنگ نے شرما کر سر جھکا لیا
وادی جادو کے ساتھ بشکل حسین عورت کے چلا وادی جادو درۂ کوہ مین لایا
لگاؤ کی باتین کرنے لگا شبرنگ نے کچھ انکار نہ کیا ایک گلوری نکال کر اپنے پاس
سے دی وادی جادو کھا کر بیہوش ہوا شبرنگ نے وادی جادو کا سر کاٹا
کوہ مین اندھیرا ہو گیا کافور پہلوے کوہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا سنے جو دیکھا کہ اس عیار
نے جادوگر کو مار لیا گیر و دار کی صدا بلند ہی شبرنگ ٹٹولتا پھرتا ہی مگر آقا کو نہین
پاتا مگر کافور نے پشتارہ دیکھ لیا جھپٹ کر درے مین آیا پشتارہ لیکر بھاگا جب
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ ہی عیار پشتارہ لیے جاتا ہی اُسی کے پیچھے پیچھے چلا کافور
پشتارہ نورالدہر کا لیے ہوے قلعۂ ہوشنگیہ مین آیا ہوشنگ نے نورالدہر کو
مسلسل و مطوق کرکے قید خانے مین بھیجا کافور نے وہ سند پیش کی ہوشنگ نے کہا
کہ او بے حیا کب ہوسکتا ہی کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرون اگر زیادہ
بولیگا تیرے قتل کا حکم دونگا سو پچاس روپیہ تجکو دے دونگا مین یہ نہ سمجھا تھا کہ تو
پشتارہ لے آئیگا بس اب کنارے جا کر بیٹھ اور سند چھین لی سند کو پھاڑ ڈالا کافور

ناچار ہو کر خاموش ہور ہا آخر سوچا کہ ہوشنگ نے میرے ساتھ مکر کیا مین بھی ویساہی
کردن یہ سوچ کر چپکا اُٹھا قید خانے مین آیا نگہبانون سے کہا کہ مین پشتارہ لیجاؤن
لیجا کر درۂ کوہ مین رکھون ایسا نہ ہو ان کا عیار آجاے اور ان کو چھڑالے تو باعث
خرابی ہی نگہبان جانتے ہین کہ یہی پشتارہ لایا اگر کوئی افتاد پڑیگی تو اسی کے سر بدنامی
ہوگی کہا میان کافور صاحب لیجاؤ تم کو اختیار ہی کافور قید خانے مین آیا نورالدہر
کو پھر بے ہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا اس قلعے کے قریب ایک قلعہ ہی کہ اِسی
کے نام سے آباد ہوا ہی کئی سو عیار کافور کے شاگرد وہان رہتے ہین سوچا کہ اُسی
قلعے مین لیچلون شاہ سے لڑونگا اگر نہ مانین گے تو نورالدہر کو چھوڑدونگا یہ جوان
اُن کی گردن توڑیگا حقیقت مین اب بدون مکر نہ بنے گا یہ سوچ کر قلعۂ عیاران مین آیا
نورالدہر کو ایک مقام پر قید کیا شاگردون کو جمع کر کے کہا مجھپر ہوشنگ نیزہ باز
نے یہ بدعت کی سند لکھدی تھی پھر وہ سند چاک کی مین بھی قیدی کو لے آیا ہون اگر
تم سب ساتھ دو تو شاہ سے جنگ کرون سب نے کہا کہ ہم سب آپ کے شاگرد ہین
جو آپ سے لڑے اُس سے لڑین بادشاہ نے سراسر خلاف کیا وعدہ مین فرق کیا
مکر سے مطلب نکالتے مین آپ نہ گھبرائین ہم سب آپ کی مدد کو ساتھ ہین کافور
نے قلعے کو توپون سے آراستہ کیا آپ قلعے پر آکر بیٹھا مگر ہوشنگ نیزہ باز بارگاہ
مین اپنی بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کا عیار قید نورالدہر لے گیا قلعۂ
عیاران مین باغی ہو کر بیٹھا ہی اور کہتا ہی جب تک میرا عہد نہ پورا کرینگے تب تک
قید نہ دونگا یہ سُنکر ہوشنگ نے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مین ابھی جا کر قلعۂ عیاران کو
تباہ کرونگا اور کافور کو مارونگا ساٹھ ستر ہزار سوار لیکر چلا سامنے قلعے کے آیا
کافور نے توپین داغین ہوشنگ نے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ او کافور
کیون شامتین آئی ہین ایک حملے مین قلعہ لے لونگا اور غضب یہ ہی کہ رعایا بھی
تیرے ساتھ ہوئی ہی ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کافور نے
جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے ہم پانچ سو آدمی قلعے مین ہین آپ

اتنی فوج لیکر آئے ہین جو ہمسے نہ پڑیگا کیا اُٹھا رکھین گے اب تو بغاوت ہوئی کہ یہ صورت ہوئی جو حضور سے ہوسکے قصور نہ کرین ہم بھی مرنے پر آمادہ ہین ورنہ جو عہد کیا تھا اُسے پورا کیجیے ہوشنگ نے کہا کہ تجھ ایسے نالائق کے ساتھ بیٹی کی شادی کردن دیکھ تو کیونکر قلعہ لیتا ہون دیر تک کھڑا ہوا لاف وگزاف کیا کیا مگر کافور سینہ سپر ہو بالائے قلعہ بیٹھا ہی شبرنگ بن عمرو نے تمام معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا سوچا کہ عیارون کے ساتھ عیاری کرنا جائز ہی یہ سوچ کر پشت قلعہ پر آیا دیوار مین کھڑکی بنی ہوئی تھی اُسمین لوہے کی سلاخین لگی تھین شبرنگ سلاخین کاٹ کر اندر قلعے کے آیا پھرنے لگا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک احاطہ ہی اُسکے دروازے پر کئی عیار بیٹھے ہین حاضر باش وناظر باش کی صدا دے رہے ہین شبرنگ صورت تبدیل کرکے ایک مالن کی شکل بنا اُدھر سے جو نکلا عیارون نے پکارا کہ بی مالن کہان جاتی ہو شبرنگ پلٹا پرنجی تھال ہاتھ مین تھا اُس مین موہن بھوگ رکھا تھا عیارون نے لیکر وہ موہن بھوگ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوے شبرنگ اندر آیا دیکھا ایک کنوان ہی اُس مین نورالدہر کو قید کیا ہی شبرنگ نے آکر فتیلۂ عیاری روشن کیا کنوئین مین فتیلہ لٹکایا دیکھا نورالدہر مسلسل ومطوق بیٹھے ہین بیقرار ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ ہائے آقائے نامدار اس مصیبت مین مبتلا ہین مگر کافور پڑا ہوا سو رہا تھا خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ای کافور بیدار ہو شبرنگ بن عمرو احاطہ مین پہونچ گیا نورالدہر کو رہا کیا چاہتا ہی جا کر امتحان کرلے پھر تو اُس کی اطاعت کر اطاعت مین تیری بہتری ہی یہ خواب دیکھ کر کافور جاگا کسی کو ساتھ نہ لیا اکیلا چلا جب احاطہ مین آیا دروازے پر نگہبانون کو بیہوش پایا اور دروازہ احاطہ کا کھلا ہوا اب یہ معاملہ دیکھ کر کافور بہت گھبرایا اور نیمچہ کھینچ کر اندر آیا دیکھا کہ شبرنگ فتیلہ روشن کیے ہوے آقا کو پکار رہا ہی کہ ای آقائے نامدار وای مولائے قدرشناس یہ کمند لٹکاتا ہون اسکو تھام کر چڑھ آئیے کافور نے للکارا کہ او نا عیار خبردار قیدی کو نہ رہا کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا مین تجھسے امتحان چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا ہین موجود ہون دونون مین نیمچہ چلنے لگا عیار جو کافور کے آگئے اُن
سب کو کافور نے منع کہ تم لوگ دخل نہ دو عیار بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شبرنگ نے
لڑتے لڑتے کہا کہ ای کافور دیکھو تمہاری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی کافور پلٹا فوراً
شبرنگ نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب بھی مار دیا کافور بیہوش ہوا شبرنگ نے
اُسکے عیارون سے کہا کہ اپنے اُستاد کو ہوشیار کرو کافور کو شاگردون نے اُس کے
ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوا اُٹھ کر قدمون پر شبرنگ کے گرا شبرنگ نے کافور
کو گلے سے لگایا کلمہ تعلیم فرمایا اور فرمایا کہ ای کافور ہمارے آقاے نامدار تمہاری مشکل
کو آسان کرین گے تم گھبراؤ نہین کافور نے جلدی سے نورالدہر کو قید سے رہا کیا
چاہ سے نکال کر عذر کیا اور اپنی چاہ ساتھ گیسو کشا کے ظاہر کی اور کہا ای شہریار
مین عرصے سے اُسپر مائل ہون امیدوار ہون کہ اُسکے ساتھ میرا عقد کرا دیجیے یہ
کہکر قدمون پر گر پڑا نورالدہر نے کافور کو گلے سے لگایا اور کہا ای کافور کیون
اس درجہ پریشان ہوتے ہو انشاءاللہ تعالےٰ تمہارا عقد ساتھ گیسو کشا کے
کرین گے ہوشنگ نے تمہارے ساتھ سراسر خلاف کیا کہ اقرار کر کے انکار کیا
اور تمہاری سند چاک کر ڈالی اب ہم اسی طرح اُسکا شکم چاک کرینگے یہ فرماکر
کافور کے ساتھ چلے یہان زیر قلعہ ہوشنگ بلبلا رہا ہی اور کہتا ہی قلعہ کو ابھی
جاکر پامال کرتا ہون گینڈا بڑھاکر چلا جب قریب خندق پہونچا چاہا خندق فراز ن
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا سوار ہی کسی شاہ کی آتی ہی خونخوار بلند بالا جب
قریب آیا تو ہوشنگ نے پہچانا یہ بھی ملکہ سیماے زمرد پوش پر عاشق ہی براے
مقابلہ نورالدہر چلا تھا گینڈے کو بڑھاکر میدان مین آیا کہا او ہوشنگ مین نے
سُنا ہی کہ تو نام پر ملکہ سیماے زمرد پوش کے عاشق ہی اور عشق اپنا ظاہر کرتا ہی
اپنے ہوش مین آ اگر نام ملکہ کا لیگا تو ہوش وحواس پراگندہ کر دونگا ہوشنگ
یہ سُنکر پلٹا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ہوشنگ و خونخوار
سے نیزہ چل رہا ہی مگر نورالدہر کہ ساتھ کافور کے آتے تھے دروازہ کھول کے

نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کیون آپس مین لڑتے ہو
مجھسے امتحان کرو وہ ناموس میرا ہی میری زندگی مین کوئی ملکہ پر قابض نہین ہو سکتا
یہ کہکر بڑھے بیچ مین دونون کے آئے پہلے ہوشنگ کو جھڑکا بعد اُسکے خونخوار کو
منع کیا کہ مقابلہ نہ کرو مگر جب کسی نے نہ مانا تب نورالدہر نے دونون کی کمر مین ہاتھ
ڈالکر نعرہ کیا زور جو کرتے ہین دونون کو سر سے بلند کیا مگر خونخوار نے بصدق
دل اسلام اختیار کیا اور ہوشنگ نے بمکر کلمہ پڑھا لیکن ہوشنگ سے شاہزادے
نے اقرار واثق لے لیا تب دونون کو رہا کیا سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آے
صحبت عیش آراستہ ہی فرمایا کہ ای ہوشنگ سامان عقد کافور کرو ہوشنگ بہت
خوب کہکر محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ ای والد نامدار کہیے کیا ارادہ ہی ہوشنگ
نے کہا کہ ای نور نظر یہ پُڑیا سودۂ الماس کی لایا ہون شربت مین ڈالکر نورالدہر
کو پلاؤنگا کلیجہ کٹ کے نکل جائیگا عقد تمہارا کافور عیار کے ساتھ پڑھانے کو
کہتے ہین پس قاضی کو شربت پلا کر قتل کرونگا اس طرح سے اس جھگڑے کو مٹا دونگا
گیسو کشا خاموش ہو رہی تسکین ہوئی کہ باپ نے خوب تدبیر کی ہی ایک گوشے
مین آکر لیٹی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای گیسو کشا سامنے تو دیکھ گیسو کشا نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طرف ایک مکان ہی اُس مین آگ جل رہی ہی بجاے شبنم قطرات آتش
گر رہے ہین ایک طرف ایک باغ ہی کہ سرسبز و شاداب رعنائی و زیبائی مین لاجواب
طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ حال دیکھکر گیسو کشا کانپنے لگی اُن
بزرگ نے فرمایا ان مکانون مین سے کون سا مکان پسند ہی گیسو کشا نے عرض کی
کہ کون ایسا احمق ہوگا کہ اس باغ کے سامنے اس مکان آتش کو پسند کرے اُن بزرگ
نے فرمایا کہ یہ باغ تو شرط دوستی نورالدہر بن بدیع الزمان ہی اور مکان ثمرۂ دوستی
کفار یہ ہی ہرچند اور بھی صورتین ہو سکتی ہین مگر مین نے تجکو براے ہدایت تیری
یہ تماشا دکھلایا ہی جب سو کے اُٹھنا تو نورالدہر کو سودۂ الماس سے بچانا اور کافور

سے عقد قبول کر تیرے واسطے وہ کافور جنت ہی گیسو کشا یہ خواب دیکھ کر اُٹھی مگر حیران تھی کہ کیا کرون یہ خبر سُن چکی ہی کہ بارگاہ مین عقد ہو رہا ہی باپ شربت بنا کر ابھی لیگیا ہی جلدی مین ایک رقعہ بنام شبرنگ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای عیار طرار مین کافور سے بجان و دل راضی ہون حکم شاہزادے کا قبول ہی مگر خبردار شاہزادے کو شربت نہ پینے دینا ورنہ غضب ہوگا کلیجہ کٹ کٹ کر نکل جائیگا دو مثقال الماس باپ میرا پیس کر لے گیا ہی آئندہ جو مناسب وقت ہو وہ تدبیر کیجیے کنیز کو رقعہ دیا کہ شبرنگ کو جا کر دینا یہان وہ وقت ہی کہ نورالدہر عقد پڑھ چکے ہین ہوشنگ نے شربت بنا رکھا ہی عرض کر رہا ہی کہ آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جام شربت نوش فرمائیے اور شربت پلائی دیجیے کہ ہم بھی خوش ہون ادھر شبرنگ کو کنیز نے رقعہ لاکے دیا شبرنگ نے پڑھا بیقرار ہو کر دوڑا اُس وقت پہونچا کہ نورالدہر نے جیب مین ہاتھ ڈالا ہی ارادہ ہی کہ شربت ہوشنگ سے لین شبرنگ سمجھ گیا کہ اسی جام مین سودۂ الماس ہی آکر نورالدہر کے سامنے کھڑا ہوا کہا ای آقاے نامدار یہ جام اِنھین کو بخشد یجیے کہ یہ دختر کے باپ ہین پہلے یہ نوش کرین کہ ان کا حق زیادہ ہی یہ جو شبرنگ نے کہا ہوشنگ یہ سنکر پریشان ہوگیا نورالدہر نے ہوشنگ سے کہا کہ ای ہوشنگ شبرنگ سچ کہتا ہی کہ تم بیٹی کے باپ ہو تمھارا شرف زیادہ ہی ہم تمھارے بعد پئین گے پہلے تم پیو ہوشنگ نے کہا کہ آقاے نامدار میری بھلا یہ مجال ہی کہ مین آپ پر سبقت کرون شبرنگ نے کہا کہ آقا تم کو بخشتے ہین اسکو کیون نہین قبول کرتے شاہزادہ عذر کرتا ہی یہ کہکر ہوشنگ کو جام پھیر دیا ہوشنگ نے جو جام ہاتھ مین لیا کانپنے لگا جام گرا زمین اُتنی سیاہ ہوگئی نورالدہر نے پوچھا ای ہوشنگ اسمین کیا تھا کہ زمین سیاہ ہوگئی اگر ہم پیتے تو ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہوشنگ نے جب دیکھا کہ اب مکر میرا کھلا چاہتا ہی تلوار کھینچکر نورالدہر پر وار کیا کوٹھے پر سے گیسو کشا بھی دیکھ رہی تھی جب جام گرا اور زمین سیاہ ہوگئی منھ پیٹ لیا کہا اس دشمن خدا نے غضب کیا تھا مگر حافظ حقیقی نے آقا کو بچایا مگر جیسے ہی ہوشنگ نے ہاتھ

تلوار کا مارا کہ خونخوار بلند بالا پشت پر کھڑا تھا خونخوار نے گردن ہوشنگ کی پکڑلی اور
اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہوشنگ کے مرتے ہی گیسو کشا نے مبارکباد
دی کہ آپکو خدا سلامت رکھے کنیز کی آبرو بچ گئی کیون نہ ہو آپ مجاہد فی سبیل اللہ مین کیسے
کیسے ملک فتح کیے کون کون لوگ مسلمان ہوے آپ کی ذات سے اس طلسم مین اسلام
پھیلا اس بے حیا نے مکر کرنا چاہا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ خود مارا گیا راہی ورا ہ عدم
و شعلہ افروز نار جہنم ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم کافور کا مرتبہ کم نہ جاننا
کافور میرا فرزند ہی ایسا نہ ہو کہ تم خیال کرو کہ پیشۂ عیاری کرتا ہی اب یہ شاگرد رشید
شبرنگ ہوا پروردگار نے اسکو مرتبۂ اعلیٰ عطا فرمایا ملکہ نے بہت شکر کیا کافور
کو حجلۂ عروسی مین داخل کیا جیسے ہی کافور اندر آیا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان
سانولی رنگت طرار دفرار ہی صورت کافور دیکھ کر عاشق ہوئی اُٹھ کر کافور کا استقبال
کیا کافور نے جو عذر کیا کہ مین آپ کے گھر کا غلام ہون ملکہ نے کہا کہ تم فرزند ہمارے
آقاے نامدار کے ہو اور میرے لیے تم مالک مجازی قرار دیے گئے ہو مجھے تمھاری
اطاعت فرض عین ہی کافور نے ملکہ گیسو کشا کے ساتھ گوہر مراد حاصل کیا صبح کو خوشی
خوشی باہر آیا نورالدہر بارگاہ مین جلوہ فرما تھے اول کافور نے غسل کیا پوشاک بدلی
شاہزادے کو نذر دی نورالدہر نے بخلعت سرفراز کیا سب سردار اِسکی منزلت
پر ناز کرتے تھے کہ آقاے نامدار نے کیا مہربانی فرمائی کہ کافور کا عقد ہمراہ اُس
شاہزادی کے کیا کہ جسکے بڑے بڑے بادشاہ خواہان تھے ایسے سردار کی کیون نہ
اطاعت کرین نورالدہر نے سب لشکر کو جمع کیا مستورات کو محافے مین سوار کیا
سوار کر کے کوچ کیا منظور یہ ہی کہ اپنے لشکر مین جا کر ملین یہان فیروز تاجدار بعد
غائب ہونے نورالدہر کے پریشان تھا کہ نہین معلوم آقاے نامدار پہ کیا
گذری اس انتشار مین تھا سب سے زیادہ ملکہ میگوئے شیرین کلام بیقرار تھی
دمبدم پوچھتی ہی کہ کیون اے فیروز تاجدار شاہزادے کا کچھ حال نہ معلوم ہوا
شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا فیروز نے اور ہرکارے روانہ کیے ایک روز بیٹھا ہی

سب سردار جمع ہین مگر بارگاہ مین سناٹا ہی مقام نور الدہر خالی ہی ملکہ کہتی ہین کہ ای
فیروزہ سب سردار موجود ہین مگر دیکھو دربار مین کیسی اُداسی ہی ایک شاہزادے کا نہ
ہونا کیا باعث پریشانی ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر
سوار اسّی نوّے ہزار فوج پشت پر مقابلہ فیروزہ مین آکر اُترا اور کہلا بھیجا کہ ای فیروزہ
بہتر اسی مین ہی کہ نور الدہر کو ہمارے حوالے کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا فیروزہ نے
جواب دیا کہ ہم کو ایک ہفتے کی مہلت دو شاہزادہ کہین گیا ہی جب آئیگا تو تم سے
مقابلہ کریگا وہ پہلوان یہ سُنکر بہت جھلایا نام اِسکا قنطورہ آہن کلاہ ہی طبل جنگی بجنے
کو اسنے حکم دیا فوراً طبل جنگی بجا ملکہ کہتی ہین کہ ای فیروزہ اس لشکر کو سامنے سے ہٹادون
فیروزہ نے کہا کہ برائے خدا تم دخل نہ دو آقا کے قانون سے یہ خلاف ہوگا عنبر
ساحر مقابلہ کرین گے اپنے سامنے مانع ہوتے ہین ہم بھی اُسی قاعدے کے پابند ہین
سب سردارون نے عرض کی کہ ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین جب تک ہمارے جسم مین جان
ہی ہم آپ کو سحر نہ کرنے دین گے قنطورہ آہن کلاہ کے لشکر مین جو طبل جنگی بجا فیروزہ
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر ہر ایک سردار کا قول ہی کہ خدا خیر کرے وہ صاحب
اقبال لشکر مین نہین ہی جب اُن کے بعد کوئی اتفاق ہوا لشکر کو شکست ہوئی بدون
اُن کے آئے لڑائی فتح نہ ہوگی خدا انجام بخیر کرے ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ آقا کا لشکر
مین نہ ہونا باعث خرابی ہی یہی سبب بیتابی ہی حقیقت مین ہمارے آقاے نامدار بڑے
اقبالمند سپاہی ہین جری وبہادر وصف شکن تیغزن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک
ماہ منیر تیاریان جنگ کی چہار جانب ہو رہی ہین لیکن افسرون نے رات تڑپ تڑپکر
کاٹی کسی کو امید نہین کہ یہ جنگ فتح ہو یا تو بے خوف رہتے تھے اب خود انتظام کرنا
پڑا ہر ایک شخص کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام جنگ کیا ہو پہلوان زبردست سے
مقابلہ ہی کہ ایک خدمتگار بول اُٹھا کہ ملک طرطوس پر جب جنگ ہوئی ہی تو یہی
جوان آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین صبح کو گینڈا بڑھاے ہوے آتا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل مست آیا اُس فیل نے بڑھکر سونڈ سے گھونسا مارا مین نے آنکھو نسے

دیکھا کہ اسنے سونڈ کو اکھیڑ لیا اور دو تین گھونسے لگائے کہ ہاتھی بیٹھ گیا اور حیخین مارتا تھا آخر لوگون نے ہاتھی کو ہٹایا مگر یہ نہ ہٹا اُسیطرح آج خدا انجام بخیر کرے چار پہر رات انھین تذکرون مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحاف غنچہ از رو درکشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صبح کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل تشون تشون کے تیپے کے تیپ دستے کے دستے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر قنطور آہن کلاہ بہ جمعیت تمام طرف میدان کے چلا جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے قنطور نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر سامنے باپ کے آیا عرض کی اجازت میدان ہرچند کہ فیروز تاجدار کو نہ ہونے نور الدہر کا بڑا قلق ہر مگر بیٹے کو اجازت دی نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر مقابلہ قنطور آہن کلاہ مین آیا قنطور نے دیکھ کر کہا کہ اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ تم میدان مین نکلے ہو تمھارے آقا کہان ہین اُن کو کہان چھپایا نیر نے کہا کہ اے قنطور آقا ہمارے بڑے ہی جری و بہادر ہین بھلا وہ مخفی ہونیوالے ہین تم سے مہلت بھی مانگی تھی تمنے مہلت نہ دی ہم لوگ تمھارے مقابلے کو موجود ہین جو ہوسکے قصور نہ کرو قنطور نے نیزہ مارا نیر تاجدار مصروف نیزہ بازی ہوا آخر نیر نے قنطور کا نیزہ توڑ ڈالا قنطور نے تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہ کر ہاتھ مارا نیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر قنطور آہن کلاہ اتنا کا زبردست ہر اس کی نے تلوار لگائی کہ سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی دیوانہ بلند قامت جا پڑا نیر کو ہٹایا آپ مقابلہ کیا وہ چوبدست لگائی کہ قنطور کا گینڈا مارا گیا قنطور نے گینڈے سے کود کر اس طرح ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ دیوانے کا جھول پڑا الجھ گیا اور انکے سالم قزاق نکلا شام تک جنگ کی ہا گرز جمی ہوا آخر کو قنطور نے پکار کر آواز دی کہ اے ہر دو پہلوان

کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا اب رات درمیان مین ہی ہمارے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی نبیرۂ حمزہ کو بلاؤ فیروز زخمیون کو لیکر پلٹا قنطور اپنی بارگاہ مین آیا کہ رہا ہی کہ یارو دیکھا تم نے مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی پانچ سردار زخمی کیے چار دن قنطور نے میدانداری کی فیروز بھی زخمی ہوا پانچوین دن جو قنطور میدان مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ سب سردار زخمدار کھڑے ہین کوئی مقابلے کے لائق نہین اور قنطور للکار رہا ہی فیروز نے تاج سر سے اُتارا بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگا کہ ای کریم کارساز و ای بے نیاز نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب ٭ دعائے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز بماندہ دائم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ ہر کس بکسے نازد و ناز تو بسے ٭ من بیکس نالم کہ مرا نیست کسے ٭ بیقرار ہو کر جو فیروز نے دعا کی سب سردارون نے آمین کہی قنطور چاہتا ہی کہ مغلوبہ کردون تلوار کھینچکر جا پڑون فوج کو شکست دون بارگاہ فیروز مین گھس جاؤن ڈھونڈھ کر اُس جوان کو نکالون جب شکست فاش ہوگی تب تو وہ جوان نکلے گا اگر یہ بھی نہ ہوگا تو سب مال لوٹ لونگا فیروز تاجدار کو گرفتار کرکے لاؤنگا ان مسلمانون کو مزہ چکھاؤنگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی اور رُک جاتا ہی اور لشکر نور الدہر مین عجب طرح کا تہلکہ ہی زخمدار چاہتے ہین کہ جا پڑین دل کھول کر لڑین فیروز کہ رہا ہی کہ دیکھو صاحبو جو ہم کہتے تھے وہ ہی ہوا صاحب اقبال کی ذات سے لشکر کا انتظام تھا کیسی کیسی لڑائیان پڑین اگر خدا نے اُس شہریار کو بھیجا اور ہنے چہرہ جمال دیکھا تو قلب کو تسکین ہوگی خدا وہ دن کرے کہ وہ شہریار آجاوین اور ملیا نا قنطور کا مٹاوین قنطور نے پکار کر کہا کہ ای فیروز جان نہ دو اگر میرے شریک ہو جاؤ تو بہتر ہی سب نے جواب دیا کہ جان دینا گوارا ہی مگر تیری شرکت نہ کرین گے قنطور بہت جھلایا یودھے پر ہاتھ ڈالا منظور ہوا کہ جا پڑون فیروز بیقرار و بیتاب ہو کر تڑپ رہا ہی دعائین مانگتا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی قنطور بھی دیکھنے لگا سب دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے

آگے نورالدہر بن بدیع الزمان تخت پر ثریا ے تاجدار و دیگر سرداران نامی و
پہلوانان گرامی ساتھ ساتھ مع فوج کے آکر پہونچے شبرنگ نے خبر دی کہ ای شہریار
قنطور آہن کلاہ نامے پہلوان میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی نورالدہر نے قصد کیا
تھا کہ مقابلہ قنطور مین جا پڑون مگر دیوانہ زلف دراز جو برابر گھوڑے کے جھوم رہا
تھا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا قریب آکر للکارا کہ او نامرد بے سردار کے لشکر پر یہ دباؤ
ان بیچارون کو زخمی کیا اب دیکھنا کہ کیا رنگ کرتا ہون قنطور نے نیزہ مارا دیوانے
نے روک کر چوبدست ماری کہ مع گینڈے قنطور پر اٹھا ہو گیا فوج والے آپڑے سب
دیوانے چوبدستین ہلاتے ہوے جا پڑے نورالدہر بھی نعرہ کرکے فوج قنطور پر جا پڑے
ادھر سے فیروز تاجدار نے اشارہ کیا سب فوج جا پڑی دونون تینون لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی مگر نورالدہر سب سے آگے بڑھے ہوے نعرے پر نعرے کر رہے ہین
پہر بھر کامل تلوار چلی آخر ملازمان قنطور شکست کھا کر بھاگے اور کئی ہزار گرفتار ہوے
بہ فتح و فیروزی نورالدہر پلٹے مگر فیروز نے پوچھا کہ ای شہریار آپ کہان نکل گئے تھے
نورالدہر نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح مین نکل گیا خدا نے میری آرزو پوری
کی کئی تاجدار خواہان سیماے زمرد پوش تھے اُن سب کو سزا دی آخر یہ صورت ہوئی
کہ مین بخیر و خوبی آیا سب خوشیان کرتے ہوے نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آے
میگونہ ملول بیٹھی تھی اُٹھ کر نورالدہر کے گرد پھری کہا ای شہریار عجب طرح کی جنگ
تھی اب آمادہ ہوئی تھی کہ نکل کر سحر کرون مگر آپ کے سردار کیا ثابت قدم ہین کسی
نے سحر کرنا قبول نہ کیا نورالدہر آفرین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای میگونہ
بڑی معیوب بات ہی غیر ساحر پر سحر کرنا کفار تو ایسا کرتے ہین مگر ہمارے جد عالی تبار
صاحبقران نامدار کا یہ قانون جاری ہی کہ ساحر کو ساتھ نہین رکھتے ہرچند کہ امیر نے
وہ وہ طلسم فتح کیے کہ جنکا فتح ہونا مشکل تھا طلسم ہزار اسپ فتح کیا شہنشاہ و
شہریار جادو وہ ساحر زبردست تھے کہ جنھون نے دمامہ سے مقابلہ کیا اگر اُنکو
ساتھ رکھتے تو کہین جنگ نہ ہوتی وہ آتے ہی لشکر کو مٹا دیتے ایک سحر مین زمین ہلادیتے

مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر نگار کہ نور الدہر کا مطیع ہی ہر مقام پر آیا مگر
کسی مقام پر صاحبقران نے اُسکو لڑنے نہین دیا سب سردار خوشیان کر رہے ہین
دو پہر رات گئے تک جلسہ رہا بعد دو پہر رات کے نور الدہر نے آرام فرمایا شبرنگ
بن عمرو طلائے پر آیا ایک گوشے سے دیکھا کہ جنگل مین روشنی ہو رہی ہی بہ نگاہ غور
دیکھا کہ چند پریزادین جنگل مین پھر رہی ہین ایک تاجدار اُن سب کے بیچ مین ہی
پریزادین کہتی ہین کہ ای تاجدار جلیل ہم تیرے ساتھ ہین جو حکم ہو وہ بجا لاوین
اُس تاجدار نے کہا کہ سامنے جو بارگاہ استادہ ہی اُس مین نور الدہر سو رہے ہین
جاکر مع پلنگ اُٹھا لاؤ ایک پریزاد چلی شبرنگ ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کمندین
خس پوش کر دین جب وہ پریزاد وہان پر آکر پہونچی شبرنگ نے شیر کی آواز دی
وہ جھجک کر رُکی شبرنگ نے جھٹکا مارا جب وہ پریزاد گری تو شبرنگ نے حباب
مار دیا جیسے ہی حباب پڑا وہ پریزاد تڑپی مثل قطرۂ آب زمین مین غائب ہو گئی یہ دیکھکر
شبرنگ حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ تھا یہ کیسی انسان تھی کہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب
ہو گئی صحرا مین اُسیطرح روشنی ہی وہ ہی تاجدار پھر رہا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای گلنار
نور الدہر کو لائین بعد تھوڑی دیر کے شبرنگ نے دیکھا کہ وہ ہی پریزاد نور الدہر
کا پلنگ لیے ہوے آئی سامنے اُس تاجدار کے رکھدیا اب تو شبرنگ گھبرایا اُس
تاجدار نے پریزاد سے اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو پریزاد نے پلنگ اٹھا لیا
شبرنگ بھی چھپتا ہوا چلا حیران تھا کہ یہ کون ہی آقا کو کہان لیے جاتی ہی راہ
مین اُس پریزاد نے نور الدہر کو مسلسل و مطوق کیا تھوڑی دور جب نکل چکی
وہ تاجدار تو غائب ہو گیا سامنے ایک باغ تھا اُس مین لیکر وہ پریزاد نور الدہر
کو آئی شبرنگ بھی چھپا ہوا داخل باغ ہوا ایک گوشے سے چھپ کر دیکھا کہ اُس
پریزاد نے آواز دی کہ ای بی شاہرخ جلد آؤ تمھارے مطلوب کو لائی ہون
ہر چند کہ تاجدار جادو کہتے تھے کہ اس جوان کو قتل کرو مگر ہم زندہ اسکو لاے
شبرنگ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل ظاہر ہوئی

صحن باغ مین فرش بچھوایا نور الدہر کو ہاتھ سے اُس پریزاد کے بے لباقید جسم سے دور کی لاکر مسند پر بٹھایا شاہزادہ ہوشیار ہوا اب آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک پریزاد زر دوز گوش مرصع پوش میرے پہلو مین بیٹھی ہی اور اپنے کو مسند پر پایا حیران تھے کہ مین یہان کہان آیا مگر شاہرخ نے حکم دیا کہ گائن کو ہماری بلاؤ ایک پریزاد روانہ ہوئی شبرنگ نے بھی پیچھا کیا صحرا مین آکر اُس پریزاد سے باتین کین کہ گائن کہان رہتی ہی پریزاد نے کہا کہ سامنے جو قصبہ ہی گلنار نامے گائن وہان رہتی ہی ہماری سرکار کی نوکر ہی اُسی کو بلانے جاتی ہون شبرنگ نے باتین کرکے اُس پریزاد کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر قصبہ مین آیا مکان گلنار کا دریافت کیا مکان پر گلنار کے آیا دیکھا ایک ڈومنی نہایت شوخ و شنگ بیٹھی مجرا کر رہی ہی شبرنگ نے آکر کہا کہ بی گلنار چلو شاہرخ نے بلایا ہی مگر گوشے مین چلو مین کچھ کہونگی کنارے لاکر گلنار کو بیہوش کیا اُسکو صندوق مین بند کر دیا گلنار کی شکل بنکر شبرنگ آکر سوار ہوا بہلی چلی بہلی ہانکنے والے سے زنانی باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ نگوڑے جلدی جلدی ہانک وقت جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم خفا ہون تھوڑی دیر مین بہلی قریب باغ کے پہونچی شبرنگ اُترکر اندر آیا شاہرخ تخت پر بیٹھی تھی نور الدہر سے باتین کر رہی تھی کہ گلنار نقلی نے آکر سلام کیا ہلڑ ہوا کہ بی گلنار آگئین محلدار نے قریب آکر پوچھا کہ کیون بی گلنار کہان تھین گلنار نقلی نے کہا کہ بوا محلدار کیا پوچھتی ہو اُن محفلون مین جانیکا اتفاق ہوتا ہی جہان وضعدار جوانان نامدار بیٹھے ہوتے ہین مین ایک جوان پر عاشق ہو گئی کئی دن سے بیقرار تھی پلنگ سے اُٹھتی نہ تھی آج جب حکم گیا تو ناچار ہو کر آئی ایسے صدمے گذرتے ہین ہم ناچار ہو کر ضبط کرتے ہین کہ ایسا نہ ہو بات مشہور ہو جاے تو بھی باعث خرابی ہی کہ شاہرخ نے پکار کر کہا کہ بی گلنار باتین بناؤ گی کہ کچھ گاؤ گی بھی آج کئی دن کے بعد آئی ہو اور خاموش بیٹھی ہو شبرنگ نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اب نہ پریونکی ہوس ہی نہ پرستان کی ہوس　　دل جو اُلٹا ہی تو ہی کوہ و بیابان کی ہوس
سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمان کی ہوس　　دل کو ہی آٹھ پہر کوچۂ جانان کی ہوس

خاکِ پا یار کی مجکو جو کہین مل جاوے	زندگی بھر نہ کرون کحل صفاہان کی ہوس
بھاگنا چاہیے سائے سے پریزادون کے	ہوش اُڑا دیتی ہو انسانکو پرستان کی ہوس
شوقِ دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے	اُسپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس
درد آمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور	اہلِ دل دل سے کرینگے مرے دیوان کی ہوس
آرزو وا بتو وطن کی بھی نہین ہم کو ہزبر	دل مین اپنے ہی درِ شاہِ خراسان کی ہوس

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ شاہرخ تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ اے گلنار آج تو تمنے ایسا خوش کیا کہ دل بیقرار ہو گیا شبرنگ نے عرض کی کہ کنیز کا کمال ابھی حضور پر نہین کُھلا یقین ہو کہ جب وہ کمال ظاہر ہو تو آپ بہت محظوظ ہون شاہرخ نے کہا کہ کیون بی گلنار وہ کون کمال ہو شبرنگ نے کہا کہ وہ ساقی گری کرتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو معلوم ہو کہ قدرت نے یہ کمال مجکو دیا ہو شب کو قدرت خواب مین آے تھے اور فرما گئے تھے کہ کل سلامتے شاہرخ پری کے یہ کمال ظاہر کرنا لہذا مین نے عرض کیا کہ امیدوار ہون کلید میخانہ ملے کہ مین شراب محفل مین لاؤن شاہرخ نے کُنجی دی شبرنگ کلید میخانہ لیکر اُٹھا میخانے مین آیا شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی چالیس پچاس پیالے درست کر کے کشتی مین لگائین تکلف سے محفل مین لایا شاہرخ نے کہا کہ کیون صاحب تم نے دیکھا کس لطف سے شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے نورالدہر نے سر ہلا دیا ملکہ شاہرخ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہو ہر مرتبہ یہی اشارہ ہو کہ شراب نوش فرمائیے مگر شبرنگ نے پہلا جام لبریز کیا سر پر رکھ کر توڑے لینے لگا بقول شاعر فرد ناچنے مین جو لیا یار نے ٹہسکر توڑا + اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا + سامنے آکر سر جھکایا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شاہرخ نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر خوشی خوشی پی گئی اب تو شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا چکا نورالدہر کو جب جام دیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا کہ گریبان مین گرا دیجیے

مین ہون شبرنگ غلام آپ کا نورالدہر نے یہی کیا کہ جام گریبان مین گرا لیا یہان
کنیزین چوبدار جو تھے اُنمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کسی
نے کسی کے دھول ماری شاہرخ نے بدمزاج ہوکر غصہ سے کہا کہ صاحبو میری محفل
کو بازار بنایا ہی یہ کہکر جیسے ہی اُٹھی بیہوش ہوکر گری لینا لینا کہکر سب کنیزین اُٹھین
وہ بھی گرکر بیہوش ہوئین شبرنگ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار غلام وقت
پر پہونچا اب کیا ارشاد ہوتا ہی خوف اس بات کا ہی کہ اگر شاہرخ کو قتل کرون تو کوئی
آفت نہ برپا ہو نورالدہر نے جواب دیا کہ اسکو گرفتار کرکے لے چلو شاید اس سے
کوئی مطلب نکلے لشکر مین سب منتشر ہونگے شبرنگ شاہرخ پری کا پشتارہ لیکر
چلا نورالدہر تیغہ لیکر ساتھ ہوے شبرنگ پہاڑ سے اُترا کسی کنیز تک کو اپنے ہاتھ
نہین لگایا ساری محفل کو بیہوشی مین چھوڑا جب پہاڑ سے اُترکر چلا تو یکایک آسمان سے
نعرہ ہوا کہ او عیار یہ گستاخی شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دیو غلغلہ کرتا ہوا آتا ہی چاہا
شبرنگ کو اُٹھا لیجاوٴن نورالدہر نے بڑھکر دیو کا ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ دیو خم ہوا ایک دو گھونسے مارے دیو نے تڑپ کر ہاتھ اپنا چھڑا لیا اُڑتا ہوا چلا
نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑکر مارا کہ دیو کے
سینے کے پار گذرا دیو کا گرنا تھا کہ آواز آئی او جوان غضب کیا ہمارے خیرخواہ کو
مارا ایسا نہ ہو کہ تجھپر بھی کوئی آفت آجائے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
طاؤس کوہ سے یہ باتین کررہا ہی نورالدہر نے دوسرا تیر نکالا تاک کر طاؤس کو مارا
طاؤس کے بھی سینے کو توڑکر پار گذرا کہ یکایک کوہ پھٹا ہزارہا ساحر گولے اور ترنج
ہاتھون مین لیے ہوے غار مین سے نکلے سب آواز دیتے تھے کہ اس جوان کو مار لو ایسا
نہ ہو کہ شاہرخ کو لے جلے نورالدہر نعرہ کرکے گرے ساحرون سے لڑنے لگے
ایک ساحر جو سب کے آگے تھا اُسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان جوانو تم اسکو مار لو اور ملکہ
شاہرخ پری کا پشتارہ نہ لے جانے دو مگر نورالدہر جمے ہوے لڑ رہے ہین جسکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر نئی بات یہ ہی کہ لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا نورالدہر نے

جب کئی سو جوان قتل کیے اور لاشہ کسی کا نہ پایا حیران ہین کہ لاشے کون اُٹھا لیجاتا ہی پہر بہر جنگ
کرتے گذرا کوئی لاشہ زمین پر نہین شبرنگ پشتارہ لیے کہڑا تھا اسکو یار لگا معلوم ہوا
اب جو دیکھا پشتارے مین شاہرخ پری ندارد بیقرار ہوکر عرض کی کہ ای شہریار بڑا
غضب ہوا پشتارے سے شاہرخ غائب ہو گئی نہین معلوم یہ کیا باعث ہوا اگرچہ
سب کے آگے افسر لڑ رہا ہی ہرچند نورالدہر چاہتے ہین اُسکے قریب پہونچون
مگر اُسکے قریب نہین جاسکتے وہ جوان افسر لڑ رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالون
مگر نورالدہر کے ہاتھ مین تیغہ خارہ شگاف ہی جب چمکاتے ہین تب وہ جوان بھاگ جاتا
ہی مقابلے مین نہین آتا قضاے کار اُدھر صبح کو جو دربار ہوا اور میگونہ کو معلوم ہوا کہ نورالدہر
غائب ہوے پر پرواز پیدا کر کے تلاش مین چلی اُس وقت پہونچی کہ نورالدہر مصروف
جنگ ہین اور شبرنگ کلیجہ پکڑے کہڑا ہی کہ مین نے اس جانبازی سے عیاری کی اور
پشتارہ غائب ہوگیا اب کیا کرون یہی افسوس کر رہا ہی میگونہ نے جو آسمان سے دیکھا
کہ ایک جوان ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالون مگر چمک تلوار کی دیکھ کر
بھاگتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ شبرنگ ہی کو اُٹھالون شبرنگ کسی غار مین چھپ جاتا ہی
میگونہ نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُس جوان پر کھینچ ماری سینے پر اُسکے پڑی توڑ کے
پشت کو پار گذر گئی مرتے ہی اُس جوان کے نورالدہر نے دیکھا کہ صدہا لاشہ زمین پر
پڑا ہی ساحر بھاگے جاتے ہین میگونہ نے تلوارین برسائین جسپر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا
جب کئی سو ساحر مارے گئے باقی ماندہ بھاگے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غرائب جادو
بود میگونہ نورالدہر کے ساتھ ہوئی شبرنگ سے کہا کہ تم کیون حیرت مین ہو شبرنگ
نے سب حال بیان کیا کہ مین شاہرخ پری کو لایا تھا وہ پشتارے سے غائب ہوگئی یہی
مجکو انتشار ہی میگونہ نے کہا کہ جب غرائب جادو مارا گیا تب یہ شعبدہ گیا یہ اسی کا
شعبدہ تھا مگر اس صحرا سے جلد نکل چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور آفت آجاے نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ لشکر مین آے میگونہ نے کہا اسی وقت کوچ کیجیے لشکر تیار ہوا
نورالدہر سوار ہوے تین کوس پر آکر ایک دشت مین اُترے دشت نہایت سرسبز

تھا طائرونکی پکار اشجار قطار در قطار اُن درختون سے ساز کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ عمدہ ساز بج رہے ہین نورالدہر یہ آواز سُنکر مرکب سے اُترے میگونہ نے کہا ابھی کہ اس جگہ نہ اُتریے مگر نورالدہر صدائین اُن طائرون کی سُن رہے ہین کوئی طائر اس طرح بولتا ہی کہ گویا طبلہ بج رہا ہی کسی طائر کی آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ سارنگی بج رہی ہی میگونہ نورالدہر کو پھیرلائی بارگاہ مین لاکر بٹھایا کہا ای شہریار آج شب کو مین طلایہ دونگی اس دشت مین بھی کوئی جادوگر رہتا ہی مین سمجھ کر انتظام اسکا بخوبی کرونگی نورالدہر نے اشارہ کیا میگونہ نے شام کو چند کنیزون کو ہمراہ لیا اور طلایہ کا انتظام کیا دو پہر رات گئے تک تو یہ انتظام رہا کہ ہر بازار مین سوار مقرر کیے کہین پیدل چھوڑے کسی مقام پر کنیز سے کہدیا کہ حفاظت کرنا مگر دو پہر کے بعد جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری میگونہ نے دیکھا کہ اُس دشت مین روشنی ہوئی ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ
دل کے داغ بستے ہی میری قبر مین روشن چراغ

میرے گھر مین ہی جو تیرے حُسن کا روشن چراغ
بنگئے ہین سب در و دیوار کے روزن چراغ

میری تربت پر کبھی ہوتے ہین گر روشن چراغ
ضد سے آکر ہی بجھاتا وہ بتِ پُرفن چراغ

تمنے ہنس ہنس کے جو مسّی اپنے ہونٹھون پر ملی
عکس لب سے بنگیا شب کو گُلِ سوسن چراغ

ہاے دلسوزونکے جلاتے ہین روغن مین جو اشک
رات کو کرتا ہی تربت پر مری روشن چراغ

مردم دیدہ کو ہوتی ہی جو گرمی ناگوار
دیکھتا ہون چھوڑ کر پلکونکی مین چلمن چراغ

تیرگی میری شبِ فرقت کی کچھ کچھ کم ہوئی
چرخ پر شبکو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ

طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم
تیر سے آکر اُڑاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

آئے ای سطوت جو بہر سیر وہ رشک بہار
رات کو گلزار مین لالے کا ہو روشن چراغ

یہ آواز سُنکر میگونہ اُنھین کنیزون سے کہا کہ مین دیکھون یہ کون گا رہا ہی یہ کہکر میگونہ بڑھین صحرا مین آکر دیکھا زیر نخل فرش بچھا ہی اور طائر آشیانون سے نکل نکل کر آکر بیٹھے ہین پریزادون کی شکل بنے ہوے ہین جب میگونہ آئین تو پریزادون نے کہا آئیے صاحب

آپ بھی بیٹھے گانا سُنیے میگونہ بیٹھ گئین چند طائر آشیانون سے نکلے پریزادون کی شکل بنکر طرف
صحرا کے بھاگے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد
تاج سر پر رکھے ہوے آئی پر زمرد کے بازوون پر ایک مشعلچی آگے چند پریزادین گھیرے ہوے
کہتی ہوئین کہ ای ملکۂ عالم آج ایک مہمان آیا ہی اُسکو بھی بٹھایا ہی وہ تاجدار جواب دیتی ہی
کہ مہمانون ہی کے واسطے یہ سامان کیا ہی مگر ای طائران طلسمی مقام افسوس ہی کہ وہ جوان
نہین آیا کہ جسکی وجہ سے شاہرخ پری کو رنج پہونچا میگونہ نے دیکھا کہ وہ پریزاد
تاجدار آکر مسند پر بیٹھی اور میگونہ سے کہا کہ آپ نے سرفراز فرمایا کہ ہماری صحبت مین آکر
شریک ہوئین مگر مناسب یہ ہی کہ جاکر نورالدہر کو بُلا لائیے کہ ہم بھی اُن کا جمال دیکھین
میگونہ نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون اور جاکر اُن کو لاتی ہون یہ کہکر میگونہ اُٹھین
راہ مین سوچتی ہوئی چلین کہ کیا نقصان ہی اگر وہ بھی اس جلسے مین آوین گے تو کچھ حرج
نہین یہ پریزاد اُن کے جمال پر عاشق بھی ہوگی تو وہ قبول نہ کرین گے آکے بارگاہ مین
نورالدہر کو جگایا کہا ای شہریار تشریف لے چلیے آپ کو مالک صحبت دشت نے بُلایا ہی
نورالدہر اُٹھے ہتھیار لگا کر میگونہ کے ساتھ ہوے راہ مین پوچھتے ہوے کہ کیون
ملکہ صاحبِ صحبت کون ہی میگونہ نے کہا کہ ایک پریزاد تاجدار دریاے جواہر مین
غرق نہایت حسین وجمیل مالک صحبت ہی اُسی نے بُلایا ہی نورالدہر یہ سُنکر خاموش
ہو رہے غرضکہ محفل مین آے اُس پریزاد تاجدار نے استقبال کیا لاکر پہلو مین اپنے
بٹھایا پریزاد نے پوچھا مزاج اقدس کیسا ہی نورالدہر نے سر جھکا لیا مگر نگاہ محبت
اُسکے جمال کو دیکھ رہے ہین اُس پریزاد نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے پھر چند اشعار
گائے ایک نازنین نے گلابی اور جام اُٹھا لیا جام کو لبریز کر کے سامنے نورالدہر
کے پیش کیا نورالدہر پی گئے دوسرا جام اُسنے میگونہ کو دیا میگونہ بھی پی گئین ادھر
تو گانے کا ہلڑ ہی اور اُدھر وہ پریزاد نگاہ محبت سے نورالدہر کو دیکھ رہی ہی جب
ایک ایک جام دونون نے پیے تو اُس پریزاد نے میگونہ سے کہا کہ بوا ذرا زبان تو اپنی
نکالو میگونہ نے زبان نکالدی اُس پریزاد نے زبان مین میگونہ کی سوزن دی اور ہتھکڑیان

بیڑیان منگوائین نورالدہر کو پنہائین ایک قفس منگا کر دونون کو بند کیا اور پریزادون کو دیا
کہ اس قفس کو باغ سرسبز مین لے چلو پریزادین قفس کو لے گئین اب میگونہ کے ہوش درست
ہوے جی مین کہتی ہی یہ آفت نہ سمجھی تھی کہ جا کر گرفتار ہو جاوینگے اب دیکھیے کیونکر رہائی
پاوینگے پریزادون نے قفس لا کر اُس باغ مین رکھدیا بعد جانے قفس کے وہ تاجدار
یہ کہکر اُٹھی کہ اس راہ مین سب آکر پھنسینگے کسی کو جانے نہ دونگی سب کو یہین روک لونگی
کسکی مجال ہی کہ میرے شعبدے سے باہر جاے میرا شعبدہ ایسا نہین کہ خالی جاے
اُدھر کا حال سُنیے کہ وہان صبح کو سب سردار بارگاہ مین آے شبرنگ بھی آکر بیٹھا مگر میگونہ و
نورالدہر نہین ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو دونون صاحب ساتھ گئے تھے
پھر پلٹ کر نہ آے ہم نہین جانتے کہ کیا گذری شبرنگ یہ خبر سُنکر گھبرایا فیروز تاجدار
سے کہا کہ تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری
لگا کر تلاش نورالدہر مین چلا دن کم باقی تھا اُسی دشت مین شام ہو گئی ایک درخت
پر چھپ کر بیٹھا بڑی رات گئے اسکے کان مین آواز آئی کہ کوئی گا رہا ہی اور خوب رنگ
محفل ہو رہا ہی شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سامنے فرش بچھا ہی ایک تاجدار پریزاد
بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین گانا ہو رہا ہی شبرنگ بیٹھا دیکھا کیا کوئی مطلب حاصل
نہ ہوا صبح کو درخت سے اُترا ایک طرف روانہ ہوا جب شام ہونے لگی جنگل کا سناٹا
طائر آشیانون مین چہکار رہے ہین کہ اُنکی چہکار سے قلب کو راحت ہوتی ہی آخر شبرنگ
خائف ہو کر اُس دشت سے نکلا دوسرے دشت مین آکر دیکھا کہ صحرا سنسان کف دست
میدان ہی چہار جانب غول پھر رہے ہین چشمون کا پانی خشک درخت سوکھے کھڑے ہین
پتے لوٹتے پھرتے ہین شبرنگ کو دیکھتے دیکھتے جب شام ہو گئی تو شبرنگ ایک نخل پر بیٹھا
پتون مین اپنے کو چھپا لیا جب رات زیادہ گذری تو دیکھا ایک طرف سے کچھ چھکڑے
آتے ہین خیمے اُن پر لدے ہوے ہین اُن لوگون نے آکر بارگاہین استادکین چند کنیزین
دشت سے پیدا ہوئین فرش وغیرہ بچھایا گیا چند ڈومنیان آئین اور اندر بارگاہ کے
پہونچین شبرنگ نے دیکھا درہ کوہ کی طرف سے شعلے بھڑکے ایسے شعلے بھڑکے کہ درخت

جلنے لگے تمام جنگل آتش بہار ہو گیا پھر دیکھا کہ ایک اژدہا آیا جنگل مین بیٹھ کر رونے لگا دیر تک رویا آنسو جتنے ٹپکے اُتنے ماران سیاہ پیدا ہوے وہ ماران سیاہ قریب اُس اژدر کے بیٹھے ہین پھر دیکھا کہ وہ اژدہا لوٹنے لگا ہیٹ سے اژدہے کے روشنی ہوئی دیکھا ایک صندوقچہ شکم سے اژدہے کے نکلا اژدہے نے وہ صندوقچہ کھولا ایک پریزاد زرّین گوش مرصع پوش اُس صندوقچے سے نکلی مگر تاج سر پر رکھے ہوے ٹہلتی ہوئی چلی مگر شبرنگ اُس پریزاد کو دیکھ کر بدحواس ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای شبرنگ عجب معرکہ ہی اژدہے کا شکم پھٹا ہوا ریتی مین پڑا ہی مگر وہ پریزاد کہ جو شکم سے اژدہے کے نکلی ہی خرامان خرامان آکر مسند پر بیٹھی فرمایا ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز جھک کر سامنے آئی کہا جاؤ جاکر نبیرہ حمزہ کو لاؤ میگونہ کو اُن سے الگ کر دینا قفس آہنی مین بند کر کے لاؤ شبرنگ کنیزون مین ملا ہوا بیٹھا ہی یہ سب باتین سُن رہا ہی وہ کنیز گئی تھوڑی دیر مین ایک ساحر آسمان سے اُترا قفس آہنی اُسکے ہاتھ مین قفس مین نورالدہر مسلسل ومطوق بیٹھے ہین سرنگون رنجیدہ وکبیدہ اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ذرا سر اُٹھائیے ہم سے تو آنکھ ملائیے نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی پریزاد شعلہ جوالہ صنوبر قد خورشید خد قمر عذار ماہ تابان عارض انور کا آئینہ دار گرد کنیزان زرین پوش بصد کروفر بیٹھی ہی نورالدہر دیکھ کر دل سے فریفتہ ہوے آنکھین لڑنے لگین اشارون کی چُھریان چل رہی ہین کبھی نورالدہر ٹھنڈھی سانس کھینچتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای خدیو مصر خوبی وای سرور دان باغ محبوبی چہرہ برقع مین مخفی رکھو ایسا نہ ہو کہ ماہ تابان کو رشک ہو ہر ستارہ صورت اشک ہو ہم تُمھارے جان و دل سے مشتاق ہین اُس نازنین نے نورالدہر کو قفس سے نکالا ہتھکڑیان بیڑیان دور کین اپنے پہلو مین جگہ دی باتین اختلاط کی ہونے لگین جب نورالدہر مسکراتے ہین سپیدی اور براقی دانتون سے برق چمک جاتی ہی اُس برق سے کلیجہ اور دل اُس نازنین کا جل جاتا ہی جب وہ نازنین ہنستی ہی نورالدہر کا بھی یہی حال ہوتا ہی بقول شاعر فرد سہر آہے کہ از دل برکشیدے ، یکسان بوے کباب دل شمیدے ، دونون مبہوت

بیٹھے ہین شہرنگ حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دونون خوش بیٹھے ہین اگر اسمین کوئی عیاری کرون تو باعث خرابی ہی ایسا کچھ سوچ کر شہرنگ خاموش ہو رہا مگر گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چُرا لیے
یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا +
اُس شہسوار ناز نے سب عاشقونکے دل
پھُولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر
افشان کے ذرے تیری جبین سے جو گر پڑے
ای جان تیرا ناز نہ اُٹھیگا مجھسے کیا +
بہر وصال یار جو تڑپا دل حزین
مر کر چھُٹے ہمسے جو سطوت کے استخوان

ہان ناز کر کے عاشقونکے دل لُبھا لیے +
جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے +
عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
چرخ برین نے رات کو جھاڑ کر اُٹھا لیے
کوہِ غم فراق تو دل پر اُٹھا لیے +
جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے
شکر خدا یہ ہی سگ جانان نے کھا لیے

نور الدہر تعریفین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ کون اس صحرا مین گا رہا ہی ملکہ نے کہا کہ ہماری گائن گلنار ہی وہ ہی گا رہی ہو گی اُسکا یہی پیشہ ہی آٹھ پہر اسی دُھن مین رہتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک دناٹا ہوا زمین کانپ گئی اور اس قدر اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا اُسی اندھیرے مین آواز آئی کہ او گیسو بریدہ وای ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا کہ پہلو مین مسلمان کے میٹھی ہی یہ صدا سُنکر نور الدہر حیران ہوے کہ یہ کون آواز دے رہا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ کر جب اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو پھر بیٹھ جاتے ہین کبھی ملکہ کو پکارتے ہین کچھ آواز نہین آتی حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ تاریکی دفع ہوئی اب دیکھا کہ نہ ملکہ ہین اور نہ کوئی کنیز ہی کنیزین بھاگ بھاگ کر غارون مین چھپی ہین جھاڑیون مین پناہ لی ہی نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی ایسا نہ ہو خدا نخواستہ اُن پر کوئی زوال آے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر سناٹا ہوا وہ ہی ساحر

جو قفس لیکر آیا تھا وہ آکر پہونچا نور الدہر کو پھر مسلسل و مطوق کیا قفس مین بند کر کے لیچلا شبرنگ نے کہا غضب ہوا کہ یہ بیچارہ نہین معلوم کون ہی نور الدہر کو لیے جاتا ہی اب میرا یہان کیا کام ہی چل کر دوسری جگہہ تلاش کرونگا کہ وہ جادوگر نظروں سے شبرنگ کی مخفی ہوا مگر شبرنگ بن عمرو ایک حسین عورت کی شکل بنکر روانہ ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ اُسی ساحر نے ایک تخت بنایا ہی اور اُسپر قفس نور الدہر رکھا ہی ارادہ ہی کہ تخت اُڑاے کہ شبرنگ لشکل نازنین سامنے آیا آکر اُس جادوگر کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ ساحران تم کو کچھ ہمارا خیال نہین ہم تمھارے اشتیاق مین آے جابجا ٹھہرے رہے اب ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے وہ جادوگر خوش ہو گیا ریش فش پر ہاتھ پھیرنے لگا کہنے لگا صاحب حقیقت مین تم لوگ بڑے جانباز ہو مین نے تم کو پہچانا اسی وجہ سے مین نے قصد کیا کہ زیادہ یہان رہونگا تو خرابی ہوگی قیدی کو لیجاؤن او مکار اب کہان جائیگا کیا تجھے زندہ چھوڑونگا شبرنگ نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن مگر خیال کیا کہ پاؤن کو زمین تھامے ہی اُسی مقام پر رہگیا اُس ساحر نے کہ نام جسکا آہنگر جادو ہی شبرنگ کو پکڑ لیا ساتھ نور الدہر کے قفس مین اسکو بھی بند کیا اور لیکر روانہ ہوا شبرنگ نے دیکھا کہ پہر بھر کامل وہ ساحر اُڑا بعد پہر بھر کے ایک قصر بلند دکھائی دیا اُس قصر مین آکر اُترا نور الدہر نے دیکھا کہ وہی مہجبین جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی وہ قفس مین بند ہی اور قفس اُسی قصر مین لٹکا ہی نور الدہر کو جو شبرنگ نے گرفتار دیکھا اور پہلو مین اپنے پایا صدف چشم سے گوہر آبدار اشک جاری ہوے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا مقام افسوس ہی کہ آپ گرفتار ہوے اور ہم بھی مجبور و ناچار ہوے دیکھین اب انجام کیا ہو شبرنگ نے اشارہ کیا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالےٰ یہ جو ہمکو اور آپ کو گرفتار کر کے لاے ہین تو ان سب کی موت آئی ہی اُس ساحر نے ایک قفس اور نکالا اُس قفس مین شبرنگ کو بند کیا نور الدہر کا قفس قریب اُس مہجبین کے قفس کے لٹکا دیا کہ ایک کو ایک دیکھے رنج و الم انکا بڑھے ایک طرف میگونہ کو دیکھا کہ یہ بھی ایک قفس مین بند ہین شبرنگ ان سب کو قفس مین دیکھ کر سوچنے لگا کہ ای شبرنگ

کیا تدبیر کرون لیکن جب دن تمام ہوگیا اور شب تاریک نے ان سب کی پردہ پوشی کی ایک زن پارسا یا غیر پارسا خوان کھانے کے لیکر آئی میگو نہ کو کھانا کھلایا اُس مہ جبین پریزاد کو بھی کھانا کھلایا جب نور الدہر کے پاس آئی تو نور الدہر نے کہا کہ ہم کھانا نہ کھاوین گے اُس عورت نے کہا کہ ہم تمھین زبردستی کھلاوین گے نور الدہر نے کہا کیا مجال ہی صاحب تم اسمین کیون تکرار کرتی ہو ہم ہرگز کھانا نہ کھاوین گے عورت نے کھانا ہٹا لیا سامنے شبرنگ کے لائی شبرنگ نے بھی عذر کیا اور کہا دیکھو مقام انصاف ہی کہ آقا نہ کھاوین اور غلام کھانا کھائے کھانے کو ہٹاؤ یہ سُنکر وہ عورت جھلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یہ قیدی کیا غمزہ کرتے ہین کھاتے ہین کھائین نہ کھاتے ہین نہ کھائین وہ خوان لیکر روانہ ہوئی مگر باہر اس قصر کے ایک باغ بنا ہوا ہی کہ اُسمین صہبائے شیرین کلام رہتی ہی سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ اس قیدخانے مین قیدیون کو آب و دانہ نہین ملتا رحم آگیا جب دسترخوان بچھواتی ہی تو پہلے کھانا قیدخانے مین روانہ کرتی ہی آج دسترخوان بچھا ہی شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین قصد ہی کہ خاصہ کھاؤن کہ وہی عورت سامنے سے آئی بکتی جھلکتی کہتی ہوئی کہ نگوڑے قیدی کس پر ناز کرتے ہین واری آپ نوش فرمائیے ایک وہ جوان کہ جو پریزاد پر عاشق ہی اُسنے کھانا نہین کھایا اُسکے ساتھ اُسکے عیار نے بھی نہین کھایا مین نے بہت بہت کہا مگر دونون مین سے ایک نے بھی نہ مانا عیار کا کہنا تو معقول ہی کیونکہ اُسکا یہ قول ہی کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہی کہ میرا آقا نہ کھاے اور مین کھاؤن یہ غیر ممکن ہی اور وہ جوان جو شیفتۂ جمال پریزاد ہی حقیقت مین وہ خود معشوق خوبرو ہی وہ کہتا ہی ہم اپنی جان دین گے اور یہ کھانا نہ کھاوین گے مین آخر کو کھانا اُٹھا لائی ابھی آج بھوک کم ہی کل منتین کرین گے اور ہم نہ دین گے صہبا نے کہا کہ او بے حیا جو انسان تیرے قبضے مین ہون تو اُن کو قتل کر ڈالے رحم کا تیرے دل مین نام نہین خواص بڑبڑا کر کنارے ہوئی صہبا نے کہا کہ ہم خود قیدخانے مین جاوین گے اور اپنے ہاتھ سے اُسکو کھانا کھلاوین گے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا

کہ کھانا لیچلو ہم بھی چلتے ہین ہر چند کہ خواصین بھیا نک ہوئین مگر حکم حاکم مین کیا عذر تھا کھانا سب اُٹھا لیا لالٹینین ہاتھ مین لین صہبا چلی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے جانے مین ایک اعتراض ہی کہ اُس پریزاد کا حال کُھل جائیگا ملکہ نے کہا اب تو ارادہ کیا جو ہو سو ہو بدون کھانا کھلائے نہ پلٹین گے لالٹینین لیکر کنیزین آگے بڑھین یہان وہ نازنین نور الدہر سے کہہ رہی ہی کہ آپ نے کیون نہ خاصہ نوش کیا نور الدہر کہتے ہین جو مناسب جانا وہ کیا وہ نازنین کہتی ہی اب تمام رات اور سارا دن یون ہی گذریگا نور الدہر نے کہا تقدیر مین ہماری جس وقت کھانا ہوگا کھا وینگے اگر موت ہی بھوکے مرجاوینگے کہ دروازہ قصر کا کھلا روشنی ظاہر ہوئی اُس نازنین نے گھبرا کر کہا کہ لیجیے ہمین اور آپ کو کوئی قتل کرنے آتا ہی نور الدہر نے کہا اسکا خوف نہین جو قسمت مین ہوگا وہ پورا ہوگا کہ دیکھا لالٹین والیان سامنے سے گذرین بعد اُن کنیزون کے چند مصاحبین پھولون کی پنکھیان ہاتھ مین لیے ہوے بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان خوشخو پریرو آفت جان غارتگر دین و ایمان خرامان خرامان آتی ہی جب قریب قفس نور الدہر پہونچی دیکھا کہ نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہ رہے ہین صہبا نے قریب آکر کہا کہ کیون ای شہریار آپنے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا جیسے ہی صہبا قریب آئی اور عکس اسکا اُس قفس پر پڑا کہ جس مین وہ پریزاد ہی عکس اسکا پڑتے ہی صورت اُس کی بدل گئی دیکھا کہ ایک ضعیفہ جُھریان پڑی ہوئین قفس مین بیٹھی ہی ملکہ نے ہنس کر کہا کہ کیون بی پری تمھارا کیا حال ہوا وہ حسن و جمال و شباب کیا ہوا پریزاد رونے لگی قفس سے سر ٹکرایا مُنہ سے دُھوان چھوڑا ہاتھون سے شعلہ ہائے آتش نکلے جل جل کر خاک ہوگئی صہبا نے فرش بچھوایا خاصہ چنوایا قفس نور الدہر اُتارا اور کہا اب تو خاصہ نوش فرمائیے نور الدہر نے جواب دیا کہ ہمارے نہ کھانے کا یہ باعث ہی کہ تم لوگ سامری پرست ہو ہم تمھارے ہاتھ کا کھانا نہ کھاوینگے صہبا نے کہا کہ اس مقدمے مین ہم ناچار ہین نور الدہر نے کہا کہ تو ہم کھانا نہ کھا وینگے اگر اطاعت اسلام کرو تو بہ نگاہ محبت دیکھین ورنہ آمادہ ہین کہ اپنی جان دے دین جیسا تقدیر

دکھائے اُس مین کیا چارہ ہی صہبا نے کہا مین اطاعت دین اسلام کی کرتی ہون جو فرمایئے وہ کرون آپ کے حکم کی ماتحت ہون لیکن باعث خرابی ہی کہ طلسم کشا کو لوح ابھی نہین ملی اگر مین کلمہ پڑھ لونگی تو تم لوگ کیونکر بچوگے جو ہو سکیگا وقت پر مدد کرونگی نورالدہر نے کہا کہ مین اسکا خواہان نہین صہبا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا عجب جاہل سے سامنا پڑا ہی کہ اپنی کہے جاتا ہی ہاتھ پکڑ کر نورالدہر کو دسترخوان پر بٹھایا نوالہ بنا کر منھ مین دیا شاہزادہ نے بخاطر نوالہ مُنھ مین لے لیا دوسرا نوالہ بنا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے نورالدہر نے شرمندہ ہو کر کہا کہ ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی صہبا نے غنچۂ دہن وا کر دیا کہا لو صاحب تمھاری خوشی کرتی ہون مصاحبون کو بھی اشارہ کیا سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا نورالدہر نے کھانا کھاتے مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم یہ پریزاد کیون چل گئی ملکہ نے کہا کہ یہ مقدمات طلسم ہین مین دخل نہین دے سکتی نورالدہر نے پھر حال نہ پوچھا مگر شبرنگ کو ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو بھی کھانا دے دو شبرنگ نے ہاتھ کھینچا تھا کہ نہ کھاؤن مگر نورالدہر نے اشارہ کیا کہ ای برادر پروردگار کا شکر کرو ورنہ بے آب ودانہ رہتے پروردگار نے ان کے دل مین رحم ڈالدیا بے شک وہ رزاق مطلق ہی کس ترکیب سے کھانا پہونچایا ہی یہ سُنتے ہی شبرنگ نے بھی کھانا کھایا مگر فکر مین ہی کہ اب کوئی تدبیر کرون ایک خواص سے اشارہ کیا کہ تمھاری مالک آئی ہوئی ہین بایان مجکو اُٹھا دو کہ مین بجاؤن عاشق ومعشوق بیٹھے ہین دونون رضامند ہون ہم لوگ ملازم اسی واسطے ہوتے ہین کہ مالک کو راضی کرین ایک کنیز نے بایان لا کر دیا شبرنگ نے بایان بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

ہشیاری رنج دیتی ہی قید فرنگ کا ۔۔۔ دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا

سودائی ہی جو تیرے خطِ سبز رنگ کا ۔۔۔ رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا

مہمان بہار باغ ہی دو چار روز کی ۔۔۔ چندے ہی دَور دَور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوے عشق وجنون مین گذر نہین ۔۔۔ ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

امی بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر ۔۔۔ اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

سنتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑائیے جو ارادہ ہو جنگ کا

رتبہ ہی پست تخت سلیمان کا ای پری
پایہ بہت بلند ہی تیرے پلنگ کا +

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لیے +
آئینہ ہو حلب کا ویا ہو فرنگ کا +

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا +
تربت سے میری پیڑ اُگیگا پتنگ کا +

ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو +
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

اس گنبد سپہر کو مین کیا کرونگا یار +
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا +

اس طرز سے یہ اشعار گائے کہ صہبا نے بڑی تعریفین کین اور کہا کہ ای شبرنگ کس لطف سے یہ اشعار گائے ہین کہ دل خوش ہو گیا شبرنگ کا ارادہ ہی کہ ساقی گری کا فقرہ نکالون ملکہ نے بھی قصد کیا کہ شبرنگ کو رہا کرون کہ یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا وہ ہی ساحر جو نورالدہر کو قید کرکے لایا ہی للکارتا ہوا آسمان سے آیا پکار کر آواز دی کہ کیون بی صہبا تم قیدخانے مین کیون آئین صہبا تھرا گئی منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے کہا ای آہنگر مین ایک ضرورت سے آئی تھی مین نے عہد کیا ہی کہ جب قیدی کھانا کھالیونگے تب مین کھاؤنگی گلعذار کنیز کھانا پھیر کر لیگئی مجکو خیال ہوا کہ اگر قیدی بھوکے رہے تو بدنام ہو جاؤنگی ای آہنگر اسکا خیال نہ کرنا کہ مین کسی وجہ سے آئی ہون فقط ان کی غربت پر رحم آیا اس وجہ سے چلی آئی مگر واسطہ خداوند جمشید ثانی کا اسکا خداوند سے ذکر نہ کرنا آہنگر بگڑنے لگا شبرنگ نے ہاتھ تھام لیا کہا ای آہنگر بیٹھ جاؤ دو چار اشعار سن لو آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

آب حیوان نہ اگر در تہ چاہ ذقن است
طرۂ زلف چرا بر لب آن چہ رسن است

ہمنشین چون بخیالت نہ شود مردم چشم
سر تو شمع رخت روشنی چشم من است

از سرم تا بہ قدم گشتہ ہمہ جہ ہر تیغ
بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن است

بعد مرگم بہ لحد خجلت عریانی نیست +
کشتۂ عشق ترا جامۂ خونی کفن است

بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہد کرد
مخفیا ہر سر مویم کہ بہ اعضاے تن است

اس رنگ سے شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ آہنگر کا غصہ کم ہوا بیٹھ کر گانا سننے لگا

شبرنگ نے گلابی کو اُٹھایا گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی اور آہنگر کو جام دیا آہنگر نے
ملکہ سے پوچھا کہ مین شراب پیون ملکہ نے کہا کہ پیو آہنگر پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا ملکہ
نے کہا کہ ای آہنگر تمنے تو آج ہمارا بالکل لحاظ اُٹھا دیا کیا کیا لفظین کہہ رہے ہو یہ لفظین
ہماری صحبت کے لائق ہین اگر تم خداوند سے میرا ذکر کروگے تو مین بھی اظہار کرونگی کہ آہنگر نے
میرا لحاظ نہین کیا لفظین خلاف کہین آہنگر اُٹھا کہ مین تو جاتا ہون جا کر خداوند سے کہونگا
کہ پی صہبا قیدخانے مین گئین جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا شبرنگ فوراً
خنجر کھینچکر چھاتی پر سوار ہوا صہبا ہان ہان کرتی رہی مگر شبرنگ نے نہ سُنا خنجر مارا کہ شکم
پھاڑ کہ قصہ پاک ہوا آہنگر کے مرتے ہی صہبا گھبرا گئی کہا ای شبرنگ غضب کیا اُس شخص کو مارا
کہ جو مقبول نظر خداوندی تھا اب آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم
فیلان فیلی پیکر ای صہبا یہ کیا غضب کیا کہ آہنگر کو قتل کرایا اسکا انجام بُرا ہوگا اب تم کو
خداوند نے قید کا حکم دیا ہی صہبا گھبرا کر اُٹھی کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر فیلان تڑپ کر گرا
ملکہ کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کرکے اُسی قصر مین لٹکا دیا اور
کنیزون سے کہا کہ جاؤ جا کر باغ مین بیٹھو اب قدرت کو اختیار ہی مناسب جانین رہا کرین
یا سزا دین ہم کو اختیار نہین یہ کہکر قفس لٹکا کر لاشہ آہنگر کا اُٹھا لیا طرف قصر جمشید ثانی کے
چلا اور نورالدہر کو بھی اُسی طرح پھر قید کر دیا اور یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ
مین بیٹھا ہی حسینان طلسم گرد بیٹھی ہین اُن سے اختلاط کر رہا ہی ہر ایک سے کہتا ہی کہ مین تیرا
عاشق ہون وہ شاہزادیان جواب دیتی ہین کہ آپ کا عشق چند ساعت کا ہی آپکی محبت
پر ناز کرنا بیجا ہی ہم کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ محبت کرکے کسی بلا مین پھنسا مین جمشید کہتا ہی
تم لوگ منظور نظر قدرت ہو خبردار اسکا کوئی خیال نہ کرے کہ طلسم پر بلوہ ہی جسدن قدرت
کا جی چاہیگا سب کو مٹا دینگے مسلمانون کی کیا حقیقت ہی بلوہ کرتے ہین تو کیا کرین لوح
طلسمی نہ پاوینگے بس لوح طلسمی کا نہ ملنا باعث خرابی ہوگا یہ ذکر تھا کہ فیلان آکر پہنچا
لاشہ آہنگر سامنے ڈالدیا کہا یا خداوند ملکہ صہبا نے اسے قتل کرایا اور بیٹھی دیکھا کین
عیار تو چست و چالاک ہین نہایت ہی بیباک ہین جہان قبضہ پایا فوراً ساحر کو قتل کرتے ہین

مگر یا خداوند اتنا رحم فرمائیے کہ آہنگر کو زندہ کر دیجیے جمشید نے جھلا کر کہا کہ او احمق تجھکو مقدمات خداوندی مین کیا دخل ہو ابھی اگر کہو تو انقلاب کر دون لاشہ ہائے مسلمانان سے جنگل بھر دون فقط قدرت کو یہ منظور ہو کہ حال خیر خواہ و بدخواہ ظاہر ہو جائے کہ کون کون صاحب میری خدائی پر رضامند ہین اور کون صاحب ناراض ہین فقط اسی واسطے مین نے یہ آشوب کیا ہو بعد چند روز یہ آشوب مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ صہبا کو بلاؤ اُس سے پوچھون دیکھون وہ کیا کہتی ہو چند جادوگر گئے قفس صہبا لیکر آئے سامنے جمشید کے رکھا جمشید نے پوچھا کہ کیون ای صہبا مجھے بڑا قلق ہو کہ تم قفس مین بند ہو تم قیدخانہ مین کیون گئین صہبا نے جواب دیا کہ مین خداوند سے عرض کر چکی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلاؤنگی اسی وجہ مین گئی جمشید نے حکم دیا کہ جو دشمن خداوند ہو تم نے اُسکو کھانا کھلایا ایک ہفتہ وہین قید رہو صہبا نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ کو اختیار ہو اب مین آئندہ قیدیون کو کھانا نہ پہونچاؤنگی آنکھون مین آنسو بھر کر جو صہبا نے کہا جمشید تو ان سب شاہزادیون پر جان دیتا ہو دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا ای صہبا معاف کیا مگر خبردار شام کو میری صحبت مین ضرور آنا قدرت تمسے رضامند ہین اور خبردار اب کبھی قیدخانے مین نہ جانا اگر ہم سُن پاوینگے کہ تم قیدخانے مین گئین تو تمھارے واسطے سزائے کامل ہوگی جس طرح یہ سب شاہزادیان خدمت مین حاضر ہوتی ہین اُسی طرح تم بھی حاضر ہوا کرو تمھین رتبۂ اعلیٰ ملیگا صہبا بہت خوب بہت خوب کہا کی تھوڑی دیر دربار مین ٹھہری بعد اُسکے روانہ ہوئی باغ مین آکر کنیزون کے پاس بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے کہا واری کیا چاہتی ہو جو حکم ہو وہ بجا لادین صہبا نے کہا کہ سب نشہ اُتر گیا ہر وقت طبیعت پر وفور غم و الم ہو مقام افسوس ہو کہ ایسا شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت وہ اس طرح پر قید ہو اگر تم سب صاحب مل کر مدد کرو تو نقب کھود کر قیدخانے مین جاؤن عیار اُن کا بڑا تیز و طرار ہو باتون باتون مین آہنگر کو مار لیا اُسکو رہا کرون شاید اُسکی رائے سے کوئی بات نکلے ایک کنیز نے کہا واری میگو نہ نام کیسی کامل و اکمل جادوگرنی ہو اُن کے ساتھ قید ہو اُسکو بھی

رہا کیجیے وہ سحر کر کے نور الدہر کو نکال لاویگی ملکہ نے کہا مین سب کو رہا کرونگی جمشید کو اختیار
ہے جو چاہے سزا دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یہی چاہتی ہون کہ محبت مین اُس جوان
کی جان دون سب کنیزین آمادہ ہوئین ملکہ نے ایک گوشے سے نقب دینا شروع کر دیا
نقب دیتے دیتے پہر رات رہے مُہرہ نقب کا قید خانے مین توڑا صہبا نقب سے جو نکلی
قریب قفس میگونہ پہونچی اور زبان سے میگونہ کی سوزن نکالی میگونہ قفس توڑ کر نکلی
نکلتے ہی قفس نور الدہر توڑا شبرنگ کو بھی رہا کیا کہا ای شہریار نکل چلیے نور الدہر
و میگونہ صہبا سے وعدہ کر کے چلے کہ انشاء اللہ تمھاری خبر لین گے صہبا نے کہا کہ یہ
گستاخی میری بالا بالا نہ جائیگی اِسکا بدلہ ضرور ہوگا مگر تم لوگ خیر و عافیت سے نکلیا و
قید خانے سے میگونہ و نور الدہر و شبرنگ نکلے جیسے ہی چاہا کہ آگے بڑھین دیکھا
سامنے سے ایک شیر للکارتا ہوا آتا ہے کہ ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو اب آگے نہ
بڑھنا ورنہ قیامتین برپا کرونگا میگونہ و نور الدہر و شبرنگ کے پاؤن زمین نے
تھام لیے صہبا نے جو دیکھا کہ وہ شیر غلطک مار کر ایک ساحر کی صورت بنا نعرہ کرتا ہوا
چلا کہ منم ہزبر جادو چاہا کہ میگونہ پر جا پڑون صہبا نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر
کا پڑھ کر پھینک ماری ہزبر کے سینے کو توڑ کر پار گذری ہزبر کے مرتے ہی میگونہ اور
نور الدہر و شبرنگ آگے بڑھے کہ پہلو سے پھر دھڑوکے کی آواز آئی کہ منم فیلان فیل پیکر
نگہبان زندانخانہ سامنے آکے ہاتھی نے سونڈ اپنی زمین پر دے ماری ایک غبار اُٹھا اُس
غبار نے سب کو گھیر لیا صہبا نے دیکھا کہ یہ لوگ پھر بیکار ہوے جھولی سے ایک تلوار
نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری اُس فیل نے زفیل دی ایک تبر تڑپ کر گرا تلوار ٹوٹی اور
نعرہ کیا کہ ای صہبا مین نے دیکھا کہ تو نے ہزبر کو مارا فیلان کو بھی چاہتی ہے کہ قتل کرے
فیلان ایسا نہین ہے کہ تیرے سحر سے مارا جاے مگر صہبا نے جو دیکھا کہ تلوار ٹوٹی اور
فیل جھومتا ہوا آتا ہے خنجر پھینک مارا ہاتھی کا بھسونڈا اُڑ گیا ہاتھی مُنہ پھیر کر بھاگا صہبا
نے دوسرا خنجر مارا کہ ایکی مرتبہ فیل کا سر اُڑ گیا فیل جب مارا گیا تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کُشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود جب یہ دونون جادوگر مارے گئے تو نور الدہر و

شبرنگ و میگونہ نکلے جب دور نکل گئے تو ملکہ صہبا تھراتی ہوئی باغ مین آئی کنیزون کو
جمع کیا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحبو کیا ارادہ ہی اب آفت آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ جمشید
کو خبر ہو گئی ہو کوئی ساحر یہان آئیگا تو مین ابھی نکل جاؤن مگر تم لوگ جو ساتھ دو سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین چالیس کنیزین و ملکہ صہبا ایک تخت پر سوار ہو کے نکل چلین
یہان نور الدہر و ملکہ میگونہ و شبرنگ جاتے تھے ایک صحرا کو طی کر چلے تھے کہ ایک
اور جنگل ویران ملا بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین شیر و پلنگ پھر رہے ہین ایک
طرف سے ایک اژدر آتش فشان پکارتا ہوا پیدا ہوا کہ منم اژدر صحرا نشین میگونہ
نے قصد کیا کہ سحر کرون جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھینک مارے وہ دانے
زمین پر گرے اژدہے نے گرد اُن کے حلقہ کر لیا اب میگونہ لاکھ طرح چاہتی ہی
کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا حلقے مین اُسی اژدہے کے پھنسی ہوئی ہی میگونہ جب
سحر یاد کرتی ہی تو سحر صفحۂ خاطر ملکہ سے اُڑ جاتا ہی ناچار ہو کر رہجاتی ہی کچھ بن نہین پڑتا
کہ اژدر نے غلغلہ ماری شکم چاک ہوا ایک جادوگر بصورت مہیب و شکل عجیب و غریب
ظاہر ہوا اور میگونہ کو دیکھ کر رقص کرنے لگا تو ڑے لیکر کہتا تھا کہ کیون ای گنہگارو اب
تم تینون کے سر کاٹ لون میگونہ تو نہ بولی مگر نور الدہر نے دل کو سنبھالکر جواب دیا
کہ او بے حیا جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر اگر ہماری قضا تیرے ہی ہاتھ سے ہی
تو ناچاری ہی یہ کہکر پکارے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے
وہ ساحر کھڑا ہوا الکار رہا ہی بار بار ہاتھ بڑھاتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون میگونہ کی صورت
زیبا دیکھ کر پسینے پسینے ہو رہا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی قدمون پہ گرتا ہی کہتا ہی کہ
اگر تو مجکو قبول کرے تو ان دونون کو رہا کر دون مگر تجکو اپنے مقام پہ لے چلونگا ای
میگونہ یہان سے لشکر تک ہزار آفتین ہین کس سے کس سے بچوگی میگونہ نے کہا کہ ہمارا
حافظ حقیقی ہماری حفاظت ہر جگہ کریگا اژدر جادو نے نور الدہر کی طرف دیکھ کر کہا
کہ مقام افسوس ہی اس جوان پہ عاشق ہوئی ہو جان کا کچھ خوف نہین میگونہ نے کہا کہ
اب تو جو کیا وہ کیا مگر تو مجھسے کچھ امید نہ رکھنا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اژدر جادو

منتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون نظم

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہو گیا — شام کے ہوتے ہی مین جامے سے باہر ہو گیا
عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا — روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا
ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا — دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا
اُس شہ خوبان کو لکھا جب عریضہ شوق کا — اسقدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا
منتخب تو نے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین — صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا
روح کو تفریح اُن دانتونکے دیکھے سے ہوئی — آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا
کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم — بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا
صورتِ قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی — اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا
آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر — تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا
ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر — چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

یہی اشعار پڑھتا ہی اور منتین کرتا ہی مگر میگونہ ثابت قدم کو سے محبت ہر مرتبہ جواب دیتی ہی کہ ای اژدرجادو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر قتل کر ڈال مگر ذکر عصمت کا نہ نکال مین اپنی جان دونگی مجھے زندہ نہ پائیگا ای اژدر شاہزادے کا ساتھ دے کہ تیرا انجام بخیر ہو جاے مگر اژدر نہین مانتا یہی چاہتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون قضاے کار ملکہ صہبا جو تخت اُڑائے آتی ہین اژدر نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر نہایت رعنا و زیبا اژدر جادو نے خیال کیا کہ کوئی مددگار نورالدہر کا آتا ہی ایک گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا صہباے شیرین کلام کو دیکھا کہ تخت پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ ابر سے ظاہر ہوئین للکارا کہ او اژدر جادو خبردار اِن پر ہاتھ نہ ڈالنا اژدر نے پکار کر کہا کہ ای صہباے شیرین کلام تمھاری گرفتاری کا بھی حکم ہی کئی جادوگر اسی فکر مین چلے ہین سب کے قبل پہونچ گیا لہذا مناسب یہ ہی کہ سامنے خداوند کے چلی چلو وہان عفو اور معذرت کر لینا مجکو جو حکم ہی وہ مین بجا لاؤنگا مین سامنے خداوند کے تمکو

لیجاؤنگا اس جوان کی ذات سے بڑے بڑے صدمے پہنچے صدہا جادوگر مارا گیا کوئی
صدمہ تو ان کو بھی پہونچے صہبا نے کہا کہ ای اژدر جادو تیرے سامنے تیری مجال نہین ہی
کہ تو ان کو ستائے آئندہ پروردگار کو اختیار ہی اژدر نے کہا کہ تم بھی جمشید ثانی سے
پھر گئین خدائے نادیدہ کو یاد کرتی ہو یہ کہکر قصد کیا کہ میگونہ پر ہاتھ ڈالدے میگونہ
نے بہ نگاہ یاس طرف صہبا کے دیکھا کہا ای صہبا ملعون تیرا ہو دیکھتا ہی سحر سب اسکے
بیکار ہون جو جبر چاہے کرے ہمین کیا اختیار ہی آخر صہبا نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسم
سحر پڑھکر پھینک ماری شانہ اژدر کا نشانہ ہوا اور کارد توڑ کر پار ہو گئی شانہ زخمی ہو گئی
اژدر نے چاہا کہ بھاگ جاؤن صہبا نے کہا کہ ای اژدر اب تجکو نہ جانے دونگی اژدر
نے بھی گولہ نکال کر مارا صہبا نے گولہ کاٹ دیا اب دونون مین سحر چل رہے ہین کہ شبرنگ
نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اژدر جادو بڑا غضب ہوا میری کمر مین روپے تھے وہ گرے
جاتے ہین یہ پوٹلہ تو لے لو اژدر نے ہاتھ بڑھایا شبرنگ نے کمر سے نکال کے رومال دیا
اژدر جادو نے خیال کرکے دیکھا کہ بہت بڑا پوٹلہ ہی یقین ہی کہ دو چار سو روپئے ہونگے
سوچا کہ اسکو کھولکر دیکھون جیسے ہی گرہ کھولی دھوان نکلا اژدر بیہوش ہوکر گرا ادھر سے
صہبا نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ اژدر جادو کے دو ٹکڑے ہوے سب نے
رہائی پائی صہبا نے کہا کہ آپ لوگ بڑھیین مین بھی آتی ہون ای میگونہ تم کیسی ساحرہ
ہو جلد نکل جاؤ ہر مقام پر پھنس جاتی ہو میگونہ نے جھولی سے گولہ نکالا سحر تیار کرکے
ہاتھ مین لے لیا ہوشیار ہوکر چلی مگر لشکر نور الدہر جس مقام پر فروکش ہی رات کو جو
نور الدہر و میگونہ نکل گئے صبح کو فیروز تاجدار نے دربار کیا گھبرا گھبرا کر کہہ رہا ہی
کہ آقا کا اب تک نشان نہ معلوم ہوا شبرنگ تلاش مین گیا وہ بھی اس وقت تک پلٹکر
نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ بی میگونہ بھی کسی آفت مین پھنس گئین کہ کچھ حال نہ کھلا سب سردار
پریشان ہو رہے ہین سب سے زیادہ دیوانے زنجیرین ہلاتے پھرتے ہین اور کہتے ہین
فلک نے کیا سامان دکھایا دیکھیے انجام کیا ہو کہ ابر سیاہ آسمان پر اٹھا اور آواز آئی کہ
منم باران جادو آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا بعض سپاہی

جو بھاگتے ہین شعلہ آتش انکا تعاقب کرتا ہی کئی ہزار جوان جب جل گئے تو جملہ سردار مجبور و ناچار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ ای رب کارساز و ای مالک بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

تو ئی کافریدی ز یک قطرہ آب	گہر ہای روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روی جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار	زمین تا ور د تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زان کہ یاری گہی خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بہ اندازہ یکد گر
چنان بر کشیدی و بستی نگار	کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

سب سردار سر برہنہ کیے ہوے دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا کی طرف سے دیکھا ملکہ میگونہ آگے نور الدہر و شہرتاگ پیچھے آتے ہین مگر میگونہ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی گولہ ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین کارد سحر جیسے ہی دیکھا کہ لشکر تباہ ہو رہا ہی اور باران جادو آسمان سے آگ برسا رہا ہی گولہ کھینچ مارا گولہ پھٹا دھوان نکلا دوسرا ابر اور تیار ہوا دونون ابرون مین جنگ ہونے لگی میگونہ سحر کر رہی ہی اور باران جادو دفع کر رہا ہی ابر بھی آپس مین جنگ کرتے ہین جب دونون ابر مل جاتے ہین تو صدائین مہیب آتی ہین طائر جل جل کر گر رہے ہین کہ دوسرا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا بہ تعجیل آیا اور آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ صہبای شیرین کلام نہایت غصے مین آکر پہونچین نعرہ کیا کہ او باران جادو یہ کیا حرکت ہی غضب کرتا ہی تو نے بیخطاؤن کو جلا دیا اسکی پرسش خدا تجھسے کیا نکریگا باران جادو نے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم مجھسے خطا ہوئی مگر آپ اپنے کو بچایے یہ کہکر ہاتھ ہلایا ہزار ہا شعلہ آتش صہبا پر گرا ان شعلون مین ملکہ بند ہو گئین مگر تڑپ کر نکلین کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ شعلہ آتش مین گھرین مگر فوراً تڑپ کر نکل گئین آخر ملکہ نے بلند ہو کر ہاتھ ہلایا کہ ہر قین گرین ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اب باران کا سامنا ہوا باران نے جو سامنے صہبا کو دیکھا گولہ کھینچ مارا صہبا نے وہ گولہ کاٹا جب کئی سحر باران کے ملکہ

صہبا نے دفع کیے تو باران نے ایک چیخ ماری کہ ای قطرہ زن آفت بار تو اپنے کو کیون
نہین ظاہر کرتی مین عاجز ہو رہا ہون سحر میرا تاثیر نہین کرتا کہ دوسرے پہلو سے آواز آئی
کہ ای باران مین ابر کو زور دے رہی تھی کہ برق نے ابر کو توڑا اب ناچار ہوئی گیا کرون
مین بھی ہرچند قصد کرتی ہون کہ اسپر غلبہ پاؤن مگر ممکن نہین ہوتا ہم تم ملکر سحر کرین شاید اسپر
غالب آوین یہ کہکر اُس ساحرہ نے برقین گرائین صہبا اُن برقون مین چھپ گئی مگر نظر پکر نکلی
سب برقون کو قلم کیا ایک برق کو اشارہ کردیا وہ برق چمک کر سر پر اُس ساحرہ کے آئی
اسطرح کڑک کر گری کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
قطرہ زن آفت بار بود مرتے ہی قطرہ زن کے باران جادو گھبرایا چاہا بھاگ کر
نکل جاؤن مگر صہبا نے روکا زلفون سے ایک بال توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر بنکر پاؤن مین
باران کے پڑا ملکہ نے کھینچا باران کھنچتا ہوا قریب آیا ہاتھ باندھتا تھا کہ مجھے نہ مارو
مگر ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ باران کے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ داخل لشکر ہوے صہبا بھی آکر شریک ہوئی ساحرون کو اور
زور ہوا میگونہ نے تنہائی مین نورالدہر سے کہا کہ وہ ساحرہ آپ کی شریک ہوئی کہ
جسکا سحر و ساحری مین مثل نہین اگر وقت پر جمشید ثانی آپڑے تو صہبا ایسی ہی کہ اُس کو
جواب دے کیا عجب ہی کہ اسکا سحر غالب ہو یہ شعلۂ جوالہ ہی نورالدہر نے بھی بہت کچھ
تعریفین کین اور کہا کہ راہ بھر مین کئی ساحرون نے گھیرا مگر اُن سب کو صہبا نے مارا
میگونہ ہر مرتبہ گرفتار ہو گئین مگر صہبا نے آکر رہا کیا ہمکو بھی بچایا اسی کی وجہ سے یہانتک
پہونچے ورنہ زندانخانہ سے یہانتک آنا دشوار تھا سب سردار دربار مین آکے بیٹھے
نورالدہر سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مسلح و مکمل آکر مقابلے مین پہونچا اور کہلا بھیجا کہ منم
عفریت خونخوار ای نبیرۂ صاحبقران بہتر یہ ہی کہ اس صحرا سے کوچ کر جاؤ ورنہ
وہ آفت برپا کرونگا کہ جو کسی نے نہ کی ہو صہبا نے کہا کہ ای شہریار حقیقت مین یہ اسم بامسمی
ہی اگر حکم ہو تو سحر کرکے اسکو آوارہ کردون نورالدہر نے جواب دیا کہ یہ ہمارے

لشکر کا قانون نہین ہی غیر ساحر سے ساحر نہین لڑ سکتا ہم حکم نہ دین گے عفریت نے فوراً طبل جنگی بجوایا نور الدہر کو خبر پہونچی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح کو عفریت خونخوار بڑے زور و شورسے میدان مین آیا نور الدہر بھی لشکر لیکر میدان مین آے ایک طرف صہبائے شیرین کلام اور ایک جانب میگونہ اور جملہ سردار پشت پر صف باندھے کھڑے ہین مگر عفریت نے جو صہبا کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای نور الدہر مین تم پر رحم کرتا ہون مگر اتنا احسان کرو کہ صہبا کو یہان بھیجدو مین قدرت سے کلام کرلونگا جو جو گستاخیان ان سے سرزد ہوئین ہین معاف کرا دونگا صہبا نے رکاب سے ہاتھ ہٹایا کہا ای شہریار مین اسکا حکم پورا کردون دیوانہ ہو کر طرف صحرا کے چلا جاے پہاڑ سے سر ٹکرائے پھر پلٹ کر نہ آئے ہرچند نور الدہر نے روکا مگر صہبا کو اسقدر ناگوار ہوا تھا کہ تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی کہا اگر مجکو اجازت نہ دیجیے گا تو مین اپنا گلا کاٹ لونگی ناچار ہو کر نور الدہر نے صہبا کو اجازت دی صہبا نے میدان مین آکر ایک گولہ طرف صحرا کے مارا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح
سینہ بنجاے جو داغو نسے گلستان کی طرح

لاغر اُس گل کی محبت نے یہ وحشت مین کیا
اُستخوان چبھنے لگے خار مغیلان کی طرح

چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شبکو
بام پر یار جو آیا مہِ تابان کی طرح

جب سے آنکھو نسے چھپا چاند سا چہرہ اُنکا
داغ ہی دلپہ ہمارے مہ تابان کی طرح

آمد فصل بہاری کی خبر سُن سُن کر
چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح

لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجکو جواب
بستر خواب پہ ہون قالبِ بیجان کی طرح

دستِ رنگین سے بہت شانہ نہ زلفو نمین کرو
شل نہ ہو جاے کہین پنجۂ مرجان کی طرح

آتشِ عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی
داغِ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح

رشک اس بات کا تھا غیر نہ جانے پاے
اُسکے در پر مین رہا جا کے نگہبان کی طرح

دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین شعلہ رخسار یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی عفریت نے جو

ماہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرے پاس آؤ اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ تم کو دور جانا ہی میرے پاس آؤ مین تم کو راستہ بتا دون عفریت گینڈے سے اُترا جب قریب اُس نازنین کے آیا تو اُس نازنین نے ایک پرچہ ہاتھ مین دیا مضمون اُسمین یہ لکھا تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام ہی طرف قصر ہفت رنگ کے جاؤ اور سر جمشید ثانی کا لاؤ وہ پرچہ ہاتھ مین لیکر عفریت پھر اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور کہا کہ کیون ملکۂ عالم تم سے کہان ملاقات ہوگی اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم جمشید سے لڑ چکو گے تو مین بھی اُسی قصر مین ملونگی تمھاری میرے ساتھ شادی ہوگی مین دُلھن بن کر بیٹھونگی یہ سُنکر عفریت خونخوار بہت خوش ہوا اور طرف جمشید کے روانہ ہو گیا صہبا نے سحر کر کے لشکر کو بھی اسکے متفرق کیا نور الدہر بفتح وفیروزی پلٹے مگر عفریت خونخوار بلبلاتا ہوا تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے اُسکو چمکاتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ جمشید تو دربار مین نہین ہی لیکن وزیر اسکا شبدیز چابک خرام دربار مین بیٹھا ہی احکام جاری کر رہا ہی کہ لشکر مین تلاطم ہوا شبدیز نے پوچھا کہ ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حضور عفریت خونخوار نامے پہلوان لشکر پر آگرا ہی سب کو قتل کر رہا ہی اور قدرت کو بُرا کہہ رہا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین ہی اُس کو جو دیکھتا ہی تو اور زیادہ بلبلاتا ہی کئی ہزار جوان قتل کر ڈالے ہین اپنے زمانے کا دیو ہی کوئی اُس سے لڑ نہین سکتا جسنے سامنا کیا وہ مارا گیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا اور قصر سے کود الشکر مین آکر دیکھا کہ چہار طرف تلاطم ہی عفریت خونخوار گینڈے پر سوار ہر ایک کو قتل کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ جمشید ثانی کہان گیا اس وقت میرے مقابلے مین نہین آتا بے حیا خداوند بن کر بیٹھا ہی آج اُسکی خدائی مٹاؤنگا ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ جاکر جمشید کا سر لاؤ مین تم سب کو قتل کر ڈالونگا ورنہ جمشید کو بتاؤ شبدیز نے للکارا کہ او عفریت کیون دیوانہ ہوا ہی قدرت نے تجکو پیدا کیا اُنھین کو بُرا کہتا ہی بعد دم بھر کے قیامت برپا ہوگی بس بہتر یہ ہی کہ آکر قدمون پر گرو خطا اپنی معاف کراؤ

یہ کلمہ جو شبدیز نے کہا عفریت خونخوار تیغہ چمکاتا ہوا جھپٹا پکارتا ہوا کہ او مردود تجکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے تو مقابلہ کریگا ایک وار مین دو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا قریب آیا
ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی پرچہ کاغذ کا چھین لیا
جو اُس کو پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام کا ہی عفریت گینڈے
سے کود اور کہا کہ او بے حیا پرچہ کاغذ کا واپس دے ایسا نہ ہو کہ معشوق پوچھے تو
کیا جواب دونگا شبدیز نے مُنھ پر ہاتھ پھیرا اور پشت ٹھوک کر کہا کہ ای عفریت تم
چلو مین بھی آتا ہون بی صہبا کو مزہ چکھاتا ہون بڑی گستاخ ہوگئی ہین یہانتک سحر
پہونچایا قدرت کا خوف بھی موقوف ہوا ایک ذلیل پہلوان اُس کو دیوانہ کیا وہ بیہودہ
بکتا ہوا آیا اگر ماہ دولت اس وقت یہان نہ ہوتے تو لشکر کی خرابی تھی یہ سنکر عفریت
گینڈے پر سوار ہوا صحرا کی طرف روانہ ہوگیا شبدیز قصر ہفت رنگ مین لباس
فاخرہ پہننے لگا جھولی مین اسباب سحر رکھا ایک طاؤس پر سوار ہوا طرف لشکر نور الدہر
کے چلا یہان وہ وقت ہر کہ نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین صہبائے شیرین کلام بھی
دربار مین بیٹھی ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم شبدیز چابک خرام کیون بی بی مجھسے
اُٹھکر مقابلہ کرو مجھپر سحر کرو تب مین جانون کہ سحر مین کامل ہو ورنہ مین تمکو لیجاؤنگا سامنے
قدرت کے پہونچاؤنگا صہبا یہ سُنکر اُٹھنے لگی نور الدہر نے دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم
سمجھ بوجھ کر سحر کرو یہ وزیر جمشید ہی ایسا نہ ہو کہ باعث خرابی ہو صہبا نے کہا کہ اس کو
ایسا دیوانہ کرون کہ جہان جائے وہان جوتیان کھائے جمشید کی صحبت مین بیٹھنے نہ پائے
آخر دامن چھڑا کر بلند ہوئین شبدیز سے رد و قدح ہونے لگی دو چار سحر آپسمین ہوئے
صہبا نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا شبدیز نے اُسکو دفع کر دیا جھولی سے ایک نشتر نکالا
پیشانی پر اپنی مار لیا خون چلو مین لیا طرف شبدیز کے پھینک مارا شبدیز پر جو قطرے
خون کے پڑے زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے شبدیز کو گھیر لیا ہر طرف سے آگ
برس رہی ہی شبدیز چاہتا ہی آگ سے نکلون مگر ممکن نہین کہ نکل سکے ملکہ نے آخر مین
اور خون پیشانی کا لیا وہ بھی پھینک مارا مُنھ پر شبدیز کے پڑا شبدیز نے پکار کر کہا کہ

ای شہنشاہ مصر خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین جاتا ہون اور سر لیکر جمشید کا آتا ہون
یہ کہکر پلٹا صہبا پلٹ کر آئین سب سردارون نے تعریف کی کہ ای ملکۂ عالم کمال کیا تمنے
وزیر جمشید کو پلٹا یا میگونہ نے کہا یہ وہ وزیر ہی کہ تمام کارخانے اسکی ذات پر موقوف
ہین بڑے بڑے انتظام کرتا ہی ای شبرنگ ہوسکتا ہی کہ اسکی خبر لاؤ کہ اس نے جاکر
کیا کیا شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون صہبا نے کہا کہ ای شبرنگ بن عمرو
قصر ہفت رنگ مین سمجھ کر پاؤن رکھنا وہ ایسا قصر ہی کہ جمشید کو سب خبرین ملتی ہین
ایسا نہو کہ تم کو پہچان لے شبرنگ نے کہا کہ مین سمجھ کر جاؤنگا یہ کہکر شبرنگ چلا جب
لشکر سے نکلا تو زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین شبرنگ نے سلام کیا
خواجہ نے کہا کہ بیٹا کہان چلے تمھارے آقا کے یہان تو خیر و عافیت ہی شبرنگ نے کہا
کہ آپ کے تصدق سے اس وقت تک خیر و عافیت ہی کل جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جاے گا
وزیر جمشید آیا تھا موسوم بہ شبدیز چابک خرام اُسکو ملکہ صہباے شیرین کلام
نے سحر کر دیا اب وہ مسحور ہو کر قصر ہفت رنگ مین گیا ہی اور مین براے خبر
جاتا ہون کہ اُسنے کیا کیا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ مین نور الدہر سے ملاقات کر کے
پلٹ جاؤنگا خواجہ نے شبرنگ کو رخصت کیا مگر شبدیز چابک خرام بلبلاتا ہوا
جاتا ہی کسی مقام پر رُکتا نہین سامنے کو نظرہ تھا زرریز جادو ایک شاہزادی حسین
وجمیل اپنے گود پر بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد بیٹھی ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی جام گردش
مین ہی شبدیز چابک خرام نے دور سے جو یہ معاملہ دیکھا آسمان سے اُترا زرریز نے
جو وزیر اعظم کو دیکھا لاکر مقام صدر پر بٹھایا شبدیز چابک خرام صورت زیبا زرریز کی
دیکھ رہا ہی آخر ضبط نہو سکا پکار اُٹھا کہ ای شاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی
میرے پہلو مین آکر بیٹھو مین تمھارا انگشتہ ابرو ہون عاشق گیسو ہون پریشان ہورہا ہون
زرریز نے کہا کہ ای وزیر اعظم اپنے ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتے ہو سر محفل ایسا
کلام کیا ایسا نہو کہ مجھے خلاف گذرے مین نے خداوند کی خاطر سے تمکو محفل مین اپنی

جگہ دی ورنہ تم اس قابل نہین ہو کہ کوئی شریف تم کو اپنی صحبت مین جگہ دے شبدیز نے کہا کہ ای زرریز مین نے بہت ضبط کیا جب ضبط نہ ہوسکا تب ایسا کلام کیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا عجیب حال ہی میری مدد کرو نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا	کہ شاہی سے ہی اعلےٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا	مگر اب ہمسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھ کر حضرت کو کہتے تھے	یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا	حجاب غیر مانع تھا مرے دلکی صفائی کا
علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے	کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا
نہ بات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی	کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹھون کی مٹھائی کا
ہنر براب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم	اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا

زرریز یہ اشعار سُنکر بہت برہم ہوئی کہا ای شبدیز بڑی گستاخی تم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تم کو میری طرف سے ملال پہونچے شبدیز نے کہا کہ مین وزیر اعظم خداوند ہون میری سب خاطر کرتے ہین زرریز بولی کہ اگر ایسا گھمنڈ کروگے تو سامنے خداوند کے بدنام ہوگے شبدیز نے کہا کہ مین خیر خواہ دولت کہلاتا ہون مجھے کوئی بدنام نہین کرسکتا آخر تکرار بڑھی شبدیز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون زرریز نے ایک تمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ساری محفل مین پہونچی کنیزون نے کہا کہ ای شبدیز مبارک ہو کہ معشوق کے ہاتھ کا تمانچہ تو کھایا شبدیز نے کہا مین تو اسکی آرزو رکھتا تھا کہ معشوق گستاخ سے سابقہ پڑے یہ کہکر زرریز سے کہا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو باغ مین میرے بڑی تیاری ہی پھولون کے جابجا انبار لگے ہین زرریز نے کہا کہ ای شبدیز اب جاؤ گے کہ ذلت اُٹھاؤ گے ایک مرتبہ ایسا سحر کرون کہ پہاڑ سے سر ٹکرانے لگو غیرت کی بات پر شرماتے نہین ہو آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ شبدیز بڑھا چاہا کہ ملکہ کو گود مین اُٹھا لون زرریز نے سحر کیا پاؤن شبدیز کے تھرائے پہلوے نخل سے دیکھا کہ ملکہ صہبائے شیرین کلام مسکراتی ہوئی آتی ہین آکر کہا کہ ای شبدیز تم یہان کیون ٹھہرے قصر ہفت رنگ مین جاؤ قدرت کے سامنے مطلب حاصل ہوگا

زرریز سے تکرار نہ کرو صہبائے نقلی نے جو یہ کہا شبدیز کے دل پر تاثیر ہوئی زرریز کو جھک کر
سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم رخصت ہوتا ہون زرریز نے کہا کہ صاحب اختیار ہی خواہ بیٹھو خواہ
جاؤ شبدیز کوہ سے اُترا جست وخیز کرتا ہوا چلا ایک ایسے صحرا مین پہونچا کہ ہزارہا آہوان
ختنی پھر رہے ہین ایک جانب دو جوان شکاری تیر وکمان ہاتھ مین لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین
یہ صحرا جو شبدیز نے دیکھا ایک آہو کے پیچھے دوڑا وہ آہو بھاگا ایک باغ مین گھس گیا شبدیز
بھی ساتھ ہی پہونچا دیکھا فرش بچھا ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس آہو کی پشت پر
ہاتھ پھیر رہی ہی شبدیز جھپٹ کر آیا کہا کیون ای نازنین یہ آہو ہمارا شکار ہی تم نے اسے کیون
رفیق بنایا مین اِسے لیجاؤنگا اُس نازنین نے کہا کہ یہ آہو پالو ہی اِسکو شکار نہ کرسکوگے
شبدیز نے کہا کہ ابھی تیر مارتا ہون آہو لنجھیا کر گریگا یہ کہکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا آہو کی پشت کے پار گذرا آہو کے مرتے ہی باغ مین اندھیرا ہوگیا دیوارین چار
جانب کی گر پڑین نخل سب جلنے لگے شبدیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باغ سے نکل کر بھاگا صحرا مین جب
آکر دیکھا تو وہ ہی آہو چرا کر رہا ہی بیقرار ہو کر کہا ای شبدیز مین نے اسی آہو کو مارا تھا وہ
یہان زندہ پھر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان کوئی شعبدہ باز رہتا ہی جسکے شعبدے سے یہ
ظہور رہوا یہ کہتا ہوا طرف آہو کے چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک گنبد ہی اُسمین ایک شاہزادی
حسین وجمیل بیٹھی ہی جیسے ہی شبدیز سامنے پہونچا اُس شاہزادی نے اشارہ کیا شبدیز
اشارۂ جنبش ابرو سے ذبح ہوگیا بیقرار ہو کر دوڑا جب قریب دروازے کے پہونچا
ٹھوکر لگی گر پڑا اچھلا کر اُٹھا جب ارادہ کرتا ہی کہ اندر جاؤن ٹھوکر لگتی ہی گر پڑتا ہی وہ
نازنین ہنس کر کہتی ہی کہ ای وزیر اعظم مزاج کیسا ہی شبدیز جواب دیتا ہی ای راحت جان
وروح تیری جنبش ابرو نے کلیجے پر زخم کاری لگایا وہ زخم تپک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی
اب حاضر ہوتا ہون اُس نازنین نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ پشت سے گنبد کی آؤ اُدھر
بھی دریچہ لگا ہی شبدیز پشت گنبد پر آیا ایک مختصر کھڑکی دیکھی چاہا اندر جاؤن چونکہ لحیم و
شحیم تھا کھڑکی مین پھنس گیا ہرچند چاہتا ہی کہ نکلون مگر ممکن نہین ہوتا اب شبدیز کھڑکی
مین پھنسا ہوا تڑپ رہا ہی نہ باہر آسکتا ہی نہ اندر جاسکتا ہی اپنے حال زار پر پریشان ہی کہ

در گنبد سے ایک جوان آیا پاس اُس نازنین کے آکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا وہ کہتی تھی یار
کہ دیکھو صاحب کیا کرتے ہو غیر شخص دیکھ رہا ہی جا بجا ذکر کریگا میرے واسطے مقام ذلت ہوگا
مگر وہ جوان نہین مانتا اُس نازنین کو لپٹا جاتا ہی شبدیز کلمات سخت کہنے لگا اُس جوان نے
اُٹھ کر شبدیز کے پٹے پکڑ کر دو تین تمانچے مارے اور منھ پر تھوک دیا کہا او نالائق بے حیا
جیسا بادشاہ ویسا وزیر ایک عورت کے پیچھے تیرا یہ حال ہوا کہ آپ مین نہین آپے سے
باہر ہو گیا شبدیز کیا تڑپتا ہی کہ کیونکر اُس جوان سے بدلہ لون کہ دوسرا جوان آیا وہ
بھی اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگا اُس کو بھی شبدیز نے کلمات سخت کہے اُسنے بھی آکر
چند تمانچے مارے شبدیز نے جھلا کر کہا کہ او بے وفا مجھکو ذلیل کراتی ہی مجھکو تکلیف ہوتی ہی کہ
میرا سر کاٹ لے کہ مجھکو آرام ملے یہ دونون جوان جو آے ہین مجھکو سخت ناگوار ہی وہ نازنین
اپنے مقام سے اُٹھی نیمچہ تولتی ہوئی چلی وہ دونون جوان منع کرتے ہین کہ ایسے بیغیرت کو
مارنے سے کیا فائدہ اتنا بڑا عہدہ دار اور ایسا بے غیرت کہ آکر کھڑکی مین پھنسا ہی اور
نکل نہین سکتا بلکہ ہم سزا دین کہ ہمیشہ یاد رکھے پھر کبھی ایسی خطا نہ کرے ایک نے نیمچہ لیا اور
ایک نے خنجر کھینچا طرف شبدیز کے چلے اُس وقت شبدیز کی بیقراری پکارتا ہی کہ او جمشید
غافل بیٹھا ہی میری مدد کو نہین آتا ہی بیقرار ہو کر جو یہ نالہ کیا اور چیخین مار کر رویا جمشید
قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی نازنینان مہجبین سے اختلاط کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی
کہ شبدیز کہین چیخ رہا ہی جمشید نے کہا کہ یارو سُنتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ شبدیز کسی بلا مین
پھنسا سب نے کہا کہ یا خداوند وہ آدمی چالاک ہی ساحر بے باک ہی اپنی حرکت سے کہین
پھنسا جمشید نے کہا کہ جا کر خبر لیتا ہون یہ کہہ کر اُٹھا یہان اُن دونون نے بڑھ کر تلوار و خنجر
کا ہاتھ مارا کہ سر اور شانہ شبدیز کا زخمی ہوا اُن دونون نے ارادہ کیا کہ اور وار کرین شبدیز
نے بلک کر کہا کہ یارو مجھ بے گناہ کو کیون مارتے ہو کہ دیکھا سامنے سے صہباے شیرین کلام
گنبد مین آئی اور پکار کر کہا کہ کیون شبدیز کچھ عشق کا مزہ ملا اب تو غنچۂ آرزو کھلا شبدیز
نے پکار کر کہا کہ لاکھ جان میری تجھپر نثار ہو تیری محبت نے یہان تک پہونچایا کہ بلا مین
پھنسا ہون اگر میری مشکل آسان کر صہباے نقلی بڑھی کہ اِسکو کھڑکی سے نکال لون

کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی دیکھا کہ جمشید ثانی بقہر و غضب تمام پیدا ہوا صہبائے
نقلی کو ایک تمانچہ مارا صہبا گری مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگئی جمشید ثانی طرف
اُس نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ کیون او شوخ دیدہ تو نے میرے وزیر پر یہ بدعت کی زدوقید
سے اُسکے ساتھ اختلاط کیا او راُسکو محروم رکھا اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ یا خداوند
میری کیا خطا ہی جو قاعدے ملکہ غزال نے مقرر کیے ہین وہ ہی ہوتے ہین جمشید ثانی
خاموش ہو رہا قریب آکر دریچے پر نگاہ ڈالی ایسا دریچہ وسیع ہوا کہ شبدیز نکل آیا اور
جمشید کے قدمون پر گرا اگر کہتا ہی کہ یا خداوند آپ اب جائیے مین اس نازنین سے
وصل حاصل کرکے آؤنگا جمشید ثانی نے کہا کہ او وزیر اعظم بہت دنیا ہو چکے یہ دونو
جوان جو آمادہ کھڑے ہین اِس نازنین کے مُراسے عاشق مین کب ہو سکتا ہی کہ یہ اُنکو
چھوڑ کر وہ تمپر توجہ کرے بس بہتری اسی مین ہی کہ چلے چلو اُس وقت شبدیز نے سر جھکا لیا
جمشید نے ہاتھ تھام کر شبدیز کو ساتھ لیا اور لیکر چلا راہ مین یہ کلمہ کہا کہ ای شبدیز
تم نے اُس آہو پر کیون تیر مارا اُسی وجہ سے تم بلا مین گرفتار ہوئے اگر مین نہ آتا تو ہرگز
رہا نہ ہوتے بلکہ یہ دونون جوان تم کو قتل کر ڈالتے شبدیز باتین کرتا ہوا جاتا ہی عرض کرتا
ہی کہ یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ مجکو بچا لیا ورنہ مین زندہ نہ بچتا ایسا دریچے
مین پھنسا کہ نکاسی غیر ممکن تھی آپ نے آکر دریچے کو وسیع کیا یہ باتین کرتا جاتا ہی کہ ایک
صحرائے سرسبز و شاداب سے گذرا شبدیز نے دیکھا کہ ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوئے صہبا
کھڑی ہی اور شبدیز کو اشارون سے بلا رہی ہی شبدیز ملک گیا راہ چلتے چلتے رُکا
کہا یا خداوند میرے پیٹ مین درد ہوتا ہی آپ بڑھین مین آتا ہون جمشید سمجھ گیا پلٹ کر
کہا کہ ای شبدیز پھر تم پر کوئی شعبدہ ہوا غزال تمھین نہ نکلنے دیگی خبردار اور کہین نہ
جاؤ چپکے چلے چلو ورنہ خراب ہوگے شبدیز نے نہ مانا کہا یا خداوند مجھپر کون شعبدہ
کریگا مین کسی کے شعبدے کو کب مانتا ہون آپ کی صحبت مین رہا ہون آپ کی آنکھین مین
دیکھے ہوے ہون جمشید نے کہا کہ بیشک میرے ساتھ تو رہے مگر کچھ قدرت سے تعلیم نہ لی
ہمیشہ قدرت تم سے بجد رہے اور تم نے اپنے کو لہو و لعب مین ڈالدیا اگر تمہاری ذلت

میری خجالت ہی کیونکہ تم میرے وزیر اعظم کہلاتے ہو دیکھو خیر ہی اب بھی نہ جاؤ میرے ساتھ چلو مگر شبدیز نے نہ مانا بجا و درست کہتا ہوا ایک جانب بھاگا اول اُس درخت کے قریب آیا وہان صہبا کو نہ پایا دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار محبت آمیز پڑھنے لگا نظم

مجکو منظور ہی جاتا رہے نور آپ کو کیا
اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

غم و اندوہ کا ہی دلپہ وفور آپ کو کیا +
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

سُبک اغیار مین ہوتا ہون حضور آپ کو کیا
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

صبر کو ہاتھ سے کھوتا ہون حضور آپ کو کیا +
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا +

غصہ بیجا ہی بگڑنا ہی عبث سوچیے تو +
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

اُس صحرا مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی کبھی آہوون کے پیچھے دوڑتا ہی کبھی گرد کے بونڈلون سے کلام کرتا ہی کہ ای گردباد میرے محبوب کا نشان بتادے جب کوئی آواز نہین آتی تو بدحواس ہوتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق مین خود تیری مشتاق ہون شبدیز نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر فرش معقول بچھا ہوا ہی کئی سو کنیزان مروارید پوش بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مسند پر ملکہ صہبائے شیرین کلام بصد شوکت وحشم بیٹھی ہین اور مجکو پکار رہی ہین کہ ای عاشق صادق ہم خود تیری ملاقات کے مشتاق ہوکر آئے ہین کہین ٹھکانا نہ ملا تو اس پہاڑ پر آکر ٹھہرے شبدیز یہ باتین سنتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ملکہ نے پہلو مین بٹھالیا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر زبردست سیہ فام و بد انجام تخت پر سوار محفل مین آیا پکار کر کہا کہ ای صہبائے شیرین کلام مین مدت سے تمپر جان دیتا ہون آج تک پتہ نہ ملا لیکن آج مجکو ہرکارون نے پتہ دیا کہ کوہ زہرہ چہرہ پر ملکہ جلوہ فرما ہین مین اشتیاق مین حاضر ہوا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ ای سلیم جادو مجھے تمہارا حال معلوم ہی مگر ابتو قدرت نے مجھے حکم دیا ہی کہ شبدیز کے ساتھ رہو مین مجبور و ناچار ہون خدمت خداوندین چلو مین بھی آؤن سامنے قدرت کے یہ حال ظاہر کرونگی جیسا قدرت حکم دینگے وہ بجالاؤنگی سلیم جادو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم چلیے قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین شبدیز تڑپتا رہگیا سلیم نے ملکہ کو تخت پر بٹھالیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوا شبدیز دیوانہ وار وحشی مثال

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پہاڑ کے اوپر سے اُترا نظم

این عشوه بتان را نه باندازهٔ ناز است　　دین رشته مسلسل شدهٔ ناز و نیاز است
اندر رہ ہوس پنجه مزن شانه دران زلف　　این سلسله هرچند کشائی و دراز است
چه این عشق عنان گیر شود در رہ معشوق　　محمود غلامی ز غلامان ایاز است ++
نومید مشو باهمه عصیان ز خداوند +　　چون نام خداوند جهان بنده نواز است
مخفی بغفران کوش که در گلشن امید ++　　دل مرغ گرفتار هوس چنگل باز است

بیتاب و بیقرار پہاڑ سے اُتر کر پھرنے لگا لاکھ چاہتا ہی کہ صحرا کو طی کرون مگر وہ صحرا اتمام نہین
ہوتا یہ قیامت ہی کہ وہ صحرا بے کنار اسکے لیے صحراے محشر ہو گیا دن بھر پھرا شام کو ایک نخل کے
نیچے آکر پڑ رہا تین دن اسی صحراے وحشت خیز مین رہا چوتھے دن جو صبح کو اُٹھا بیٹھکر رونے لگا اور
پُکارتا تھا کہ اے جمشید ثانی مجھے اس صحراے وحشت سے نکالیے میری معشوقہ لیکر سلیم جادو
گیا ہی میرے اُسکے درمیان مین التفات فرمائیے ایسا نہو کہ غلام تڑپ کر ہلاک ہو جاے اپنے
بندے پر رحم فرمائیے بیقرار ہوکر جو دعا کی اور جمشید کو پکارا جمشید قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا یہ وقت مصروف عیش و نشاط رہتا ہی طائر سر پر اُڑا کرتے ہین ایک طائر نے آواز دی
کہ یا خداوند وزیر اعظم آپ کا جنگل مین تڑپ رہا ہی اُسکو بچائیے صہبا نے غضب کیا اُس کو
دھوکے دیے ہین آج کئی دن سے جنگل مین پھرتا ہی راستہ نہین ملتا پہلے ایک صورت بنکر دھوکا
دیا پھر اپنی صورت دکھائی اب غزال جادو نے اپنے شعبدے مین پھنسایا ہی اسی وجہ سے
جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی جمشید نے جو یہ کیفیت سُنی تو ہنسا کہا صاحبو تم نے سُنا قدرت کو سب
غافل جانتے ہین قدرت پر سب کا حال روشن ہی ہم اپنے بندون کے حال سے غافل نہین ہون
ابھی جاکر اُسکو بچاتا ہون مسلمانون کے خداے نادیدہ دکھائی نہین دیتے اور مین صورت
اصلی دکھاتا ہون ابھی اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا طائرون نے چار جانب سے گھیر لیا ابر گلگون
کا سر پر سایہ ہوا اس کروفر سے جمشید چلا شبدیز بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ سامنے سے ایک آہو
آیا کئی دن کا بھوکا تھا دوڑا کہ اسکو پکڑ لون مگر آہو جست کرکے نکل گیا شبدیز اُس کے
پیچھے دوڑا سامنے ایک باغ تھا اُس مین آہو گھس گیا شبدیز بھی اُسکے تعاقب مین آیا اندر

آگے دیکھا کہ صحن مین فرش بچھا ہی اور ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی شب دیز نے جو
اُس محبوب کو دیکھا خیال صہبا دل سے دور ہوا اُسکے جمال پر مائل ہوگیا قریب آیا کہا ای حیات
جہان و ای آرام دل مشتاقان آج کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون بھوک و پیاس
نے پریشان کیا ہی اُس نازنین نے شب دیز کو بٹھایا کھانا وغیرہ کھلوایا شراب پلائی جب ہوش
وحواس درست ہوے کہنے لگا کہ کیون صاحب مین تو خدمت خداوند مین تھا یہان کیون کر
آیا اِس جام کے پینے سے آنکھین کھل گئین غزال نے جواب دیا کہ ای شب دیز تم سحر مین صہبا کے
تھے مین نے وہ سحر اُتار دیا خداوند تمھاری مدد کو آتے ہین کہ ابر گلنار پیدا ہوا شب دیز برا
استقبال اُٹھا ابر آکر پھٹا جمشید آکر شریک صحبت ہوا کہا کیون ای غزال تمنے شب دیز کو اپنے
شعبدے مین پھنسایا غزال نے کہا کہ یا خداوند یہ سحر مین صہبا کے تھے اب جانیکا ارادہ نکرین
جمشید نے کہا کہ ای غزال مین اِسکو منع کرتا تھا اِسنے میرا کہنا نہ مانا قدرت کو بدنام کیا کہ
وزیر اعظم خداوند اس بلا مین مبتلا ہوا اب اِس کو لیجا کر علاج کرونگا اس مصیبت سے
نکالونگا یہ کہکر ہاتھ شب دیز کا تھام لیا اپنے تخت پر سوار کرکے قصر ہفت رنگ مین لایا سب
شاہزادیان شب دیز کو دیکھ کر ہنسین کہتی تھین کہ ای شب دیز تم سے تعجب ہی کہ صہبا کے سحر مین
پھنسے جمشید نے کہا کہ صہبا بلاے روزگار ہی شب دیز نے کہا کہ یا خداوند ابھی جاتا ہون
جسپر وہ عاشق ہوئی ہی اُس کو لاتا ہون جمشید نے ہر چند منع کیا کہ ای شب دیز ساعت اچھی
نہین ہی مگر شب دیز نے نہ مانا فوج کثیر لیکر براے مقابلۂ نور الدہر چلا یہان نور الدہر دعوت
وضیافت صہبا مین مصروف ہین نور الدہر فرماتے ہین کہ ای صہبا ے شیرین کلام یہ
ہو سکتا ہی کہ لوح ہم کو ملے صہبا نے عرض کی کہ آپ کا نام کتاب مین نہین ہی اس طلسم کے
فتاح بادشاہ جمجاہ ہین لوح اُن کو ملیگی تب طلسم فتح ہوگا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی نور الدہر نے دیکھا کہ شب دیز چابک خرام ایک گینڈے پر سوار
فوج کثیر پشت پر بمقابلۂ نور الدہر آکر پہونچا لشکر کو اُتارا نور الدہر سے کہلا بھیجا کہ بی
صہبا کو میرے پاس بھیجدیجیے نور الدہر نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر شب دیز نے طبل جنگی نہ بجوایا رات کو براے طلایہ اُٹھا اِدھر صہبا نے شاہزادے

سے عرض کی کہ آج مین آپ کی حفاظت کرونگی نورالدہر نے حکم دیا صہبا دروازے پر بارگاہ کے آکر بیٹھی شبرنگ سے کہدیا کہ خیال رکھنا مگر شبدیز جیالاک خرام نے طلایہ پھرتے پھرتے ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ حفاظت بازار کرو مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا نگہبان دیکھ رہے ہین کہ آسمان پر جاکر ایک شرارۂ آتش چمکا یہان صہبا در بارگاہ پر بیٹھی ہین کہ ایک شعلۂ آتش کو دیکھا کہ آسمان سے بھڑکتا ہوا آیا قبۂ بارگاہ توڑکر گرا صہبا نے پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ شبدیز آیا نورالدہر کو سحر کرکے اُٹھالیا صہبا سوچ رہی تھی کہ یہ بلند ہولے تو مین اسکا پیچھا کرون شبدیز نورالدہر کو پنجے مین دباکر بلند ہوا صہبا نے بلند ہوکر ایک گولہ مارا کہ شبدیز پر آگ برسنے لگی کہین آبلے اسکے جسم پر پڑے اُف اُف کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر صہبا تعاقب مین جاتی ہی صحرا مین آکر شبدیز تھما صہبا بھی برابر پہونچی للکارا کہ او شبدیز بڑا بے غیرت ہی کیا کیا رنج اُٹھاے مگر آنکھین نہ کھُلین اب بہتر یہ ہی کہ نورالدہر کو چھوڑدے اور چلا جا شبدیز نے کہا کہ اِسکو لیجاکر قتل کرونگا کہ تو اِسپر عاشق ہی کچھ تو مزہ ملے کہ انجام عشق کیا ہوتا ہی شبدیز نے گولہ مارا صہبا نے گولہ کو کاٹا دو چار سحر آپس مین ردو قدح کے ہوے تھے کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای شبدیز نہ گھبرانا منم خداوند جمشید ثانی شبدیز نے پلٹ کر دیکھا کہ جمشید آیا اور قریب آکر کہا کہ ای شبدیز ایسے غافل ہو تم نے کوئی سحر نہ کیا کہ صہبا اُس مین پھنستی اس شوخ دیدہ نے بڑی جرأت کی کہ تم پر آپڑی یہ کہکر جمشید نے کہا کہ دیکھ سامنے صہبا کھڑی ہی اسپر سحر کر شبدیز نے جھولی سے گولہ نکالا مُنھ پھیرا تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر حلقے کمند کے مارے حباب مار کر شبدیز کو بیہوش کیا شبدیز گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا شبرنگ نے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم نورالدہر کو تو لیجاؤ مین شبدیز کو لیکر آتا ہون جیسے ہی صہبا نے نورالدہر کو اُٹھایا اور شبرنگ نے قصد کیا کہ شبدیز کا پشتارہ باندھون کہ ایک عقاب آسمان سے گرا شبدیز کو اُٹھالیا شبرنگ ایک غار مین چھپا جب وہ عقاب شبدیز کو لیکر چلا تو شبرنگ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا دیکھا کہ وہ عقاب بارگاہ مین اُترا شبدیز کو ہوشیار کیا شبدیز نے دیکھا کہ خداوند بیٹھے ہین میری پشت پر ہاتھ پھیررہے ہین اور

فرماتے ہین کہ ای شبدیز ایسے غافل ہو کہ عیار کی عیاری مین پھنس گئے اگر مین نہ پہونچتا تو
تم کو گرفتار کرکے لیجاتا اب ہوشیار رہنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند مین نور الدہر کو ضرور
لاؤنگا آپ سے وعدہ کرکے آیا ہون کیا خالی پلٹونگا جمشید تو چلا گیا قصر ہفت رنگ
مین آیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کہان گئے تھے جمشید نے کہا کہ وزیر اعظم
میرا بلا مین مبتلا تھا اُسکی رہائی کو گیا تھا بارگاہ مین اُسکو پہونچا آیا ناچ وغیرہ سامنے ہورہا
ہی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا مگر وہان شبدیز نے طبل جنگی بجوایا لشکر نور الدہر
مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری رہی صبح کو شبدیز میدان مین آیا فوج کو ساتھ
لیکر صفین جمائین اِدھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج غیر ساحران وساحران
میدان مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار و
پیدل ہمراہ ہین آکر پہونچا مگر شبدیز حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ اُس پہلوان نے قریب آکر
کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ کو مناسب یہ ہی کہ یہان سے پلٹ جائیے یا مجھسے مقابلہ کیجیے
نور الدہر نے جواب دیا کہ اس تن وتوش پر نازان نہو مگر اُس جوان نے شبدیز سے کہا
کہ آپ مجھسے آگاہ نہین ہین منم سلمان جہان پیما جسنے مجھسے مقابلہ کیا اُسنے شکست کھائی اور
میرے ہاتھ سے مارا گیا آپ وزیر اعظم ہین تامل فرمائیے مجکو بھی حکم خداوند آیا تھا کہ جاکر
شبدیز کی مدد کرو شبدیز نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین کیا عاجز ہون کسی بات مین کیا
مین رک جاؤنگا اب مین نے سحر تیار کیا ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ تمام صحرا گلزار بیخزان ہوجائے
بی صہبا دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتی پھرین مگر سلمان نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر میدان
مین آیا لاف وگزاف کرنے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای قوم
زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میری ضرب دست غضب سامری وجمشید ہی
نور الدہر نے قصد کیا ہی کہ اسکے مقابلے مین جاؤن سردار گھیرے ہوے ہین کہتے ہین
کہ ای شہریار ہم آپ کو نہ جانے دینگے ہم لوگ اسی کام کے لیے ہین کہ آپ کو بچائین اپنی جان
نثار کرین نور الدہر نہین مانتے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت

نشان گھوڑا اُڑاے ہوے آتے ہین سلمان کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر نورالدہر
ملاحظہ فرمایا سلمان پر جا پڑے للکارا کہ او نامرد ہم سے مقابلہ کر اُس بیچارے کو للکارتا ہو وہ
جادوگر نیون کے بھروسے پر لڑا کرتا ہی سلمان نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ تیغۂ دو دمۂ سکندری کا مارا اُس پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوے تمام اہل فوج کے بدن مین تھرتھری پڑ گئی کہ کیا تلوار کا کاٹ ہی پھر
للکارے کہ کوئی میرے مقابلے مین آئے اخلاق جہان گرد بھائی سلمان کا فوج لیے ہوے
آگے کھڑا تھا جھلا کر جا پڑا نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اخلاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر اسکے بھی دو ٹکڑے کیے سب ساتھ والے سلمان کے
بھاگے الامان الامان کرتے ہوے کہتے تھے کہ آج وہ پہلوان مارا گیا کہ جسکو کبھی شکست
نہ ہوئی تھی ہم ٹھہر کر کیا کرین وہ لوگ تو سب بھاگ گئے مگر شدیز مقابلے مین لشکر کے کھڑا ہی
سحر کے بھروسے پر بلبلا رہا ہی مگر یہ دو جوان ایسے مارے گئے کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو یہ جوان مجھپر آپڑے مگر ایرج نے جب دیکھا کہ سب
بھاگ گئے تو للکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے مقابلے مین آ تجکو بھی جنگ کا مزہ
چکھاؤن تب معلوم ہو کہ ہچشمی اسکا نام ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اے
بھائی معاف کرو لشکر مین آکر اُترو اسباب عیش و نشاط مہیا ہی کوئی تم کو تکلیف نہ ہوگی ایرج
نے للکارا کہ ہم کیا تیرے محتاج ہین مین تو تیرے ہی مقابلے کو آیا ہون جب تو نورالدہر
نے گھوڑا ابڑھایا مقابلہ ایرج مین آے ایرج نے سامنے آتے ہی نیزہ مار دیا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزے دونون
کے بیکار ہوے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرمایا اے
ایرج بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا دونون گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی شدیز حیران ہی کہ یہ کیسے جوان ہین
کہ آپس مین لڑ رہے ہین حقیقت مین بلاے روزگار ہین لیکن بڑی جھڑپ کے ساتھ لڑ رہے ہین
نورالدہر چاہتے ہین کہ زیر کر دون مگر ممکن نہین ہوتا ایرج نوجوان تعلیم کردہ خواجہ کل فنون

سپہ گری سے آگاہ ہین زور اور ریلے نور الدہر کے روک رہے ہین ایرج چاہتے ہین کہ
اِن کو زیر کرون کیسے کیسے زور کرتے ہین مگر نور الدہر زورون کو روک رہے ہین دوپہر
گذرے کہ دونون جوان بجرأت تمام لڑ رہے ہین نور الدہر نے کئی مرتبہ کہا کہ ای برادر
بس اب امتحان ہوچکا اب لشکر مین چلو چل کر شریک بزم ہو ایرج کہتے ہین آج مین تم کو
سمجھا دونگا کہ پھر کبھی گستاخی نہ کرو نام دنگل رستم کا نہ لو قبلہ و کعبے نے کیا کیا جنگ کی کیسی
کیسی جرأت دکھائی مگر صاحبقران زمان کو اپنے فرزند کا پاس تھا کبھی انصاف نہ کیا
ہم لڑ بھڑ کر دنگل لین گے نور الدہر جواب دیتے ہین کہ اگر دنگل کا نام لوگے تو زبان
کاٹ لونگا دنگل رستم سے تم کو کیا مطلب ہے ایرج اِسپر جھلا جھلا کر لڑ رہا ہے قضائے کار
نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج
و نور الدہر پھر بھر سے لڑ رہے ہین جدا نہین ہوتے نقابدار زرین پوش یہ خبر سُنکر
آیا اُسوقت پہونچا کہ دونون نے خنجر کھینچے ہین جہالت کی تکرار ہو رہی ہے خنجر چلا چاہتے ہین
نقابدار بیچ مین آکر کود پڑا داہنا ہاتھ سینے پر نور الدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینہ
ایرج پر رکھا بقہر و غضب فرمایا کہ کیون ای جوانو یہ کیا حرکت ہے آپس مین لڑتے ہو حریف
کیون نہ دلیر ہو یہ کہکر ایرج سے فرمایا تو دعوت نور الدہر قبول کرو یا صحرا کیطرف
چلے جاؤ ایرج کو کچھ نہ بن پڑا پشت مرکب پر سوار ہوکے طرف صحرا کے نکل گئے جنگل
مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی اشتباہ تاجدار مع ساٹھ
ہزار فوج کے آکر پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ منم اشتباہ تاجدار عیار سے کہا کہ
یہ جوان جو نخل کے سائے مین کھڑا ہے اسکو گرفتار کر لو لینا لینا کہکر سب آپڑے ایرج
نے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج ؎ ملک ایرج آن آفتاب منیر ✤ کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر ✤ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ✤ تزلزل فتد در میان مصاف ✤ اگر تیغ بر
سنگ خارہ زنم ✤ زگاو زمین بیخ و بن برکنم ✤ نعرۂ شیرانہ کرکے لڑائی مین مصروف
ہوے کئی سو افسر نامی و گرامی ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس تاجدار کو للکارا
لڑتے بھڑتے قریب تاجدار کے پہونچے اشتباہ نے ہاتھ تلوار کا مارا آپسمین تلوار

چلنے لگی ایرج نے بعد کئی وار دن کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تاجدار کو قاش زین سے اُٹھالیا
تاجدار نے کہا الامان ایرج نے سوال اسلام کیا وہ تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان
ہوا مگر عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسے قلعۂ رنگین حصار کہتے ہین سامنے قلعے کے
میدان ہی ایک قصر بنا ہوا ہی جو اُدھر سے نکلتا ہی دیوانہ ہو جاتا ہی حضور اس راز سے غلام کو
آگاہ کرین کہ کون دیوانہ کرتا ہی ایرج اشتباہ تاجدار کے ساتھ قلعۂ رنگین حصار مین
آئے سامنے دیکھا قصر ہی پہلو پر قصر کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی
ایرج نے کہا کہ کل انشاء اللہ حال ظاہر کر دین گے شب کو ایرج محفل مین شریک رہے
صبح کو اُٹھے تھے کہ اشتباہ تاجدار نے آکر سلام کیا کہا رات کو غلام پر یہ سانحہ گذرا کہ
سپہ سالار لشکر حریق نوجوان اُس طرف نکل گیا دیوانہ ہو کر آیا ہی وحشت کیے لے رہا ہی ایرج
نے کہا کہ انشاء اللہ ابھی جاتے ہین اور خبر لیکر آتے ہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے
اشتباہ تاجدار بلک بلک کر روتا تھا اور کہتا تھا برائے خدا نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ حضور
پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کہا ہمارا یہی کام ہی ہر ایک کی مشکل حل کرتا ہون اپنی جان
کو نہین ڈرتا ہون یہی ہم لوگون کا طریقہ ہی تم خدا سے دعا کرنا کہ پروردگار ہم کو مظفر اور
منصور کرے ایرج نوجوان تو روانہ ہوگئے اشتباہ تاجدار سجادہ بچھا کر بیٹھا ہاتھ طرف
آسمان کے بلند کیے بلک بلک کر دعا کرنے لگا نظم

از وجود بے وجودت گشت اظہار وجود ۔۔۔ شد عیان از پردۂ ایجاد اسرار وجود
جلوۂ جان ہم بچشم باطنش جلوہ دہد ۔۔۔ ہر کسے کاندیدۂ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پرتو فگن ۔۔۔ شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان را شد بباغ دہر عطر آگین دماغ ۔۔۔ چون شد از گلہائے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدارد مکان آن دلربا ۔۔۔ خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

کبھی عرض کرتا ہی کہ اے کریم و رحیم میرے آقا کو بچانا مجکو روز سیاہ نہ دکھانا حسین قسبل جری و بہادر ہین
اگر اُن کے لیے کچھ خلاف ہوگا تو یہ بندہ تیرا مطعون ہو جائیگا قضاے کار اُس قصر مین ایک
شاہزادی گلعذار آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اقبال شعار

فرق مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابروہلال ۔ پنجۂ خورشید اُسکے گیسوون کا شانہ تھا دیگر
بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ۔ وہ تجلی تھی کہ موسے کے بھی لیجائے ہوش ۔ غرق دریائے
جواہر مین قدم سے تا فرق ۔ زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش ۔ کان کی بجلیون مین
تابش برق سرطور ۔ اختر بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش ۔ مسند پر جلوہ فرما ہے گرد چند کنیزان
خوبصورت و نیک سیرت کہ جنکی صحبت سے فرحت حاصل ہو نام اُس شاہزادی حسین کا ملکہ
میمونہ گوہر پوش ہے ایک کنیز نے کہا کہ دیکھیے اور کوئی شامت زدہ آتا ہے میمونہ نے جو سر
اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا تنومند درشت چنگال غزال چشم شیر خشم تیغۂ ہلالی دست
حق پرست مین قصر کو دیکھتے ہوے آتے ہین میمونہ گھبرا کر سامنے کھڑی ہو گئی اب جو جانبین کے
کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر
تو ایرج نوجوان تھرا کر گرے اُدھر میمونہ بھی گر کر بیہوش ہو گئی بعد دیر کے دونون کو ہوش آیا
سب کنیزون نے گھیر لیا کسی نے تلوے سہلائے کوئی گرد پھرتی تھی کسی نے اِترا کر عطر سنگھایا
کسی نے چھوئی مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر پانی اُسپر ڈالا برابر نتھنون کے لگا دیا ملکہ نے آنکھین اپنی
کھولین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایرج نوجوان فرش خاک پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے ہین بہ غصہ
طرف خواصون کے دیکھا کہا صاحبو مین کیا مر گئی تھی ایک شخص غریب الوطن مسافر راہ
صعوبت گرفتار رنج و مصیبت خاک پر پڑا لوٹ رہا ہے اُسکو نہ جا کے اُٹھایا مجکو کیون گھیرا
ہے سامنے سے ہٹو جاؤ اُس غریب کو اُٹھا لاؤ چند خواصین پلنگ لیکر گئین اور اُسپر ڈال کر
اُٹھا لائین جیسے ہی بالاے قصر پہونچین ملکہ فرش خاک پر بیٹھ گئین اور سر ایرج نوجوان کا
اپنے زانو پر رکھ لیا خواصون نے آپس مین اشارے کیے کہ دیکھو صاحبو یہ محبت کی خوبی ہے کہ سر
زانو پر رکھ لیا ہے میمونہ نے مُنھ سے مُنھ کو ملایا عارض پر عارض رکھدیا بوے زلف عنبرین
سنگھائی اِس لخلخے کی بو جو دماغ مین پہونچی ایرج نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب
پایا اُس محبوبہ کو سرہانے دیکھا کہ جس محبوب کو دیکھ کر بیہوش ہوے تھے ایرج نے آنکھ اُٹھا کر
جمال بے مثال دیکھا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ملکہ نے شرما کر زانو کو ہٹا لیا ایرج بھی اُٹھکر
بیٹھے دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے فرش درست کیا مسند عمدہ لگا دی اُسپر

دونون آکر بیٹھے باتین ہونے لگین میمونہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی ایرج نے بیان کیا کہ نبیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم عالیشان جد میرے رستم صاحب شوکت و حشم مگر تمھارے نام نامی کے سُننے کا امیدوار ہون کہ ایک خواص نے بڑھ کر عرض کی کہ واری نوبت و نقارے جو بج رہے ہین آپ کا باغ گھر گیا سہیل کرگدن سوار کہ اُس سے نسبت آپکی ہو چکی تھی اُسنے آکر بلوہ کیا ہی آپ کے والد زخمی ہو کر قلعے مین چھپے اور یہ خبر وہ پا گیا کہ اس باغ مین دختر شاہ ہی تو اُسنے باغ کو بھی آکر گھیرا ہی کل صبح کو بلوہ کریگا یہ سُن کر ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شاہزادۂ والا قدر اپنا تو وہ حال ہی کہ بیان جسکا محال ہی نظم

در پئے قتل یار جانی ہی + ہم کو پہلے سے سر گرانی ہی +
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق حُسن بے مثل ہی جوانی ہی +
جسم و دل عاشقو نکے ہونگے ہرے پہنی پوشاک اُستے دھانی ہی
زیست مین اپنے ناز اُٹھوالو تکو میت مری اُٹھانی ہی + +
اُن کے دندان سے خاک ہو ہمسر کہ گہر ایک بوند پانی ہی +
کیون تمھین پر نہ زہر کھا کے مرین آخر اک روز موت آنی ہی
دے کے قاصد کو خط پتہ نہ دیا یہ نئی میری بد گمانی ہی + +
پیار کر لین گے بے اجازت اُنھین ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہی
دیکھ کر میری چشم کی بارش ابر خجلت سے پانی پانی ہی +
شعر سطوت کے دل سے سُنتے ہین شعر اکی یہ قدر دانی ہی + +

آپس مین حسرت و یاس کے کلام ہو رہے ہین ملکہ نے کہا کہ اے شہریار صبح کو جب وہ بلوہ کریگا تب آپ کو اختیار ہی اور مین بھی مسلح ہو کر چلونگی یقین ہی کہ باپ بھی قلعے سے نکل پڑینگے جب وہ خبر سُنین گے کہ میمونہ باغ سے نکل آئی تو ضرور قلعے سے باہر نکلین گے ایرج صحبت مین بیٹھے ہین کنیزین آپس مین باتین کر رہی ہین ایک نے کہا کہ بُوا گُستاخی تو دیکھو کہ ایک عاشق نے آکر گھیرا ہی اور دوسرے کو لیے بیٹھی ہین وہ بالکل مبہوت ہو رہی ہین کہتی ہین صاحب

تم نہ گھبرانا کوئی باغ مین نہ آسکیگا بچاس ساٹھ ہزار پہلوانون سے وہ اُترا ہوا ہی یہ
یک و تنہا اگر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوینگے ہزارون پر کیونکر فتح پاوینگے رات بھر یہی
ذکر رہا یہان سہیل کرگدن سوار رات بھر حفاظت کرتا رہا صبح کو اُٹھا منہ ہاتھ دھو کے
سلاح جسم پر آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار سوار کے افسر کو حکم دیا کہ تم لوگ
باغ پر جاؤ کوئی نہ نکلنے پائے دس ہزار سوار کا افسر کہ نام اُسکا زفیل خان ابلق سوار
ہی اِس نے تعمیل حکم کی جب سامنے باغ کے پہونچا تو گینڈا بڑھا کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
مین آپ کا ملازم ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مگر اتنا خیال ضرور ہی کہ آپ ہمارے
مالک کی معشوقہ ہین ہم پاس ضرور کرینگے اور اگر سرکشی ہوئی تو گرفتار کرکے لیجائینگے
یہان سے کنیزون نے تیر مارے ایرج نوجوان سوار ہوے زفیل ابلق سوار سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ باغ سے تیر آرہے ہین کئی سو کنیزین تیر بار رہی ہین زفیل نے گینڈا اپنا بڑھایا
کہتا ہوا چلا کہ پہلے باغ مین ہمین جاوینگے سایۂ دیوار مین پہونچا تھا کہ دروازہ باغ کا کُھلا
آفتاب عالمتاب جرأت ماہتاب آسمان جلالت صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان باغ
سے نکلے یہ تو آتشخو شعلہ مزاج ہین دیکھا کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار اسطرف آتا
ہی جب ایرج باہر نکلے تو ہمونہی کوٹھے پر آگئین سات سو کنیزین پشت پر تیر اندازی
کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ تیرون کا مینہ برس رہا ہی قریب آٹھ نو سو جوانون کے تیر
سے مارے گئے زفیل نے للکار کر کہا کہ یارو یون جان جاتی ہی بلوہ کرکے باغ مین گھس جاؤ
دس بیس آدمی گر جاوینگے جب تک دور رہوگے تیر اندازون کی زد پوری ہوتی ہی ایرج
نے نعرہ کیا کہ او بے حیا باغ کی طرف نہ جانا زفیل کو للکارا زفیل پلٹ پڑا ایرج نوجوان سے
مقابلہ ہوا بعد کلام بسیار زفیل نے نیزہ مارا اگر کسی مقام پر زفیل کمی نہین کرتا ایرج
نے دو گھڑی مین نیزہ اُسکا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکل گیا گویا سینے سے کلیجہ نکل گیا جھلا کر
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر
گانٹھا گانٹھ کر اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا چمک کر جو تیغہ گرا چہار جانب
سے تعریفین ہونے لگین بیک ضرب شمشیر زفیل کے دو ٹکڑے ہوے زفیل کو مار کر طرف

فوج کے متوجہ ہوئے اہل فوج نے دیکھا کہ کیا بے نظیر سپاہی ہی کہ زفیل ایسے کو مارا ہم لوگون
پر کیا گذر گئی سب قدمون پر گرے دس ہزار نے اطاعت کی ملکہ بھی باغ سے نکل آئی اور
ساتھ ہی کنیزین بہلائے اپنے اپنے ہاتھون مین سنبھالے ہوئے مادیانون پر سوار ہوئین ان
سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان طرف قلعے کے چلے ادہر سہیل گرگ بن سوار جب سامنے قلعے
کے آیا معمار شاہ چہر ملکہ میمونہ توپین لگا کے تیار ہو گولہ انداز ٹہل رہے ہین اور کوٹھے کے
اوپر نشان ہوا مین فرا رہے ہین گولہ انداز و برق انداز و سنگ انداز و تیر انداز سب
چھپے ہوئے بیٹھے ہین قلعے کی حفاظت کر رہے ہین کہ سہیل نے بلوے کا حکم دیا معمار نے
اشارہ کیا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا سیدھا کرنے نہین معلوم کیا کان مین
پھونکا کہ توپین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین پانچ چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین راہی
ملک عدم ہوئے ہرچند سہیل چلایا مگر فوج نے کچھ نہ سُنا سب پیچھے ہٹے اور پکار کر کہا کہ ای
افسر آگ برس رہی ہی کیونکر جاوین بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچاوین سب تو پیچھے ہٹ گئے لیکن
سہیل کو غیرت آئی گرز ہاتھ مین لیکر گینڈا بڑھایا طرف قلعے کے چلا گولہ وہان سے پڑ رہا ہی
جو گولہ داہنے پر آیا اُسے جانے دیا جو بائین پر آیا اُس پر بھی توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا
گھوڑا دوڑا کر اُس پر تمانچہ گرز کا مارا کہ گولہ ایک طرف گرا ایرج نوجوان جنگ کرتے ہوئے
اُس وقت پہونچے کہ سہیل قریب خندق پہونچ چکا ہی معمار تاجدار لات و منات کو پکار رہا
ہی کبھی جھلا کر پکارتا ہی کہ ای نئے خداوند جمشید ثانی آکر مدد کرو جب سب کو پکارا اور کسی
نے مدد نہ کی تو بے اختیار ہو کر پکارا کہ ای خدائے نادیدہ مین تیرا بندہ ہون تو مدد کر سپاہی نے
کہا کہ حضور یہ آپ نے خوب کہا وقت سخت مین جو مدد کرے وہی خداوند ہی اور یہ لات
وغیرہ تو پتھر کے پتلے ہین سامری و جمشید مثل ہمارے وہ بھی انسان تھے انتقال ہوا اب اُن کو
خداوند کیونکر جانین مذہب کو سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے سب یا خدائے نادیدہ مدد کر یا خدائے
نادیدہ مدد کر کہہ رہے ہین سہیل کا ارادہ ہی کہ خندق پھاندون بل کر رہا ہی اس بات پر
ناز ہی کہ مین نے قلعہ لے لیا کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ خندق پھاندون مگر رُک رُک گیا اور
ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ یارو راہ پر آؤ میرے ہاتھ سے جان بچاؤ اگر مین اندر آؤنگا تو کسی کو

زندہ نہ چھوڑونگا اور جس بات پر تم لوگ گھمنڈ کرتے ہو اُسکا انتظام پہلے ہی ہو گیا ملکہ آتی ہونگی تم لوگون نے بیکار فساد مچایا مین ملکہ کو قبضے مین کر چکا بادشاہ نے جو یہ سُنا اور معلوم ہوا کہ دس ہزار فوج اُس طرف روانہ کر چکا بادشاہ نے زانودن پہ ہاتھ مارا کہ ہاے بڑا غضب ہوا وہان باغ مین کون روکنے والا ہی چند عورتین اُس کے ساتھ ہین اُن سے کیا بن پڑا ہو گا خیر یارو نکل کر اس سے صلح کرلو مگر کیا عجب ہی کہ اُسکی عصمت بچے اور ہماری جان بچے ایک مرتبہ اور دعا کرلو شاید خداے نادیدہ کو رحم آجائے یہ کہکر تاج سر سے اُتارا اور بہ رجوع قلب پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست ✦ چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار ✦ کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صداے قمری و غوغاے بلبلان چمن ✦ درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر ✦ چہ اہلِ جہل چہ نادان چہ بےہنر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری ✦ چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار ✦ بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی سب آمین بول اُٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ایرج نوجوان پشت پر ایک نقابدار بادلہ پوش چھ سات سو جوان نیزہ دار تیر و کمان لیے ہوے اُنکی پشت پر دس ہزار جوان ہمراہیان زفیل آئے ایرج نے وہین سے للکارا کہ او سہیل کیون غریبون کو ستاتا ہی تیرا حریف مین ہون مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر ایرج نے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتابِ منیر ✦ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✦ چو تیغ یلی بر کشم از غلاف ✦ تزلزل فتد درمیانِ مصاف ✦ اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم ✦ ز گاو زمین بیخ و بن بر کنم ✦ نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا زفیل کے مارے جانے سے نقابدار کو اطمینان ہی کہ یہ سہیل پر بھی غالب ہونگے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی ایرج گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب خندق پہونچے سہیل نے گینڈا اچھیرا مگر حیران ہی کہ زفیل ابلق سوار پر کیا گذری کہ اُسکے ساتھ والے اُسکے ساتھ ہین حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کس زور و شور سے آیا ہی پریشان ہی کس سے

پوچھوں ایرج سے کہا کہ ای جوان زفیل ابلق سوار جو باغ پر گیا تھا اُسپر کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا کہ وہ رہگرای ملک عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا اُسکے ساتھ والے سب مسلمان ہوے یہ سُن کر سہیل بہت جھلایا نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نہایت تیز دست ہین نیزہ سہیل کا نکالا سہیل نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے سپر کو گردش دی اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہیل نے گریبان پکڑا دونون جوان کو دے کشتی ہونے لگی مگر معمار شاہ پدر ملکہ میمونہ جب اسنے دیکھا کہ کشتی ہونے لگی تو قلعے سے نکل آیا صف باندھکر کھڑا ہوا تعریف ایرج کر رہا ہی اور ساتھ والونسے کہتا ہی کہ کیون یارو یہ جوان آفتاب جمال کون ہی کہ اس پہلوان دیو خصال سے لڑ رہا ہی ہر مقام پر غلبہ دکھلاتا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی کہ ای معمار شاہ عجب معرکہ گذرا کہ زفیل ابلق سوار کو سہیل نے باغ ملکہ پر بھیجا تھا جب اُسنے جاکر بلوہ کیا تو کنیزون نے تیر مارے زفیل نے جو تیر آتے دیکھے گینڈا بڑھایا اور تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور یہی جوان اندر سے نکلا زفیل کو قتل کیا اور یہ نقابدار جو سامنے کھڑا ہی آپ کی صاحبزادی ہین ہمراہیان زفیل مسلمان ہوے یہ سُنکر معمار کو سناٹا آگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑا غضب ہوا یہ لوگ دشمنان جمشید ثانی مشہور ہین یقین ہی کہ خداوند اس نسبت سے بہت آزردہ ہون اگر وہ بگڑے تو اُن کو کون روکیگا سب نے کہا کہ خود خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز ہوکے طلسم مین آے ہین ان لوگون کے نام سے بھاگتے پھرتے ہین ان لوگون کا مقابلہ نہین کرتے یہ لوگ اُنسے کسی بات مین کمی نہ کرین گے مگر سہیل دو پہر کامل ایرج نوجوان سے اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو ایرج نے نعرہ کرکے سہیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون سہیل نے فریاد کی کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون ایرج نے چھوڑ دیا سہیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ستر ہزار جوان دائرہ اسلام مین آے معمار تاجدار نے ایرج کا استقبال کیا اپنے قلعے مین لیکر آیا ملکہ پلٹ کر باغ مین گئین کنیزونکو مقرر کیا کہ خبر ہم کو پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ باپ کچھ مکر کرین تو باعث خرابی ہوگا کنیزین صورتین

بدل کر برائے خبر حاضر ہین مگر معمار شاہ ایرج کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا تاج و تخت حاضر کیا
کہ اس سب کا آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا کہ ہمین تاج و تخت سے واسطہ نہین معمار کو
تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے سہیل بھی حاضر خدمت ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایرج نے کہا کہ ای معمار تاجدار ایک امر
تم سے پوچھتے ہین اُسکو بیان کرو کیا سبب ہی کہ جو سائے مین قصر کے آتا ہی دیوانہ ہو جاتا
ہی معمار نے عرض کی کہ یہ کام غلام کا نہین ہی پہلوے قصر مین جو درخت ہی اُسپر ایک
طائر بیٹھا رہتا ہی مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ بغاوت کرے ایک جادوگر ہی
کہ منصرم جادو اُسکا نام ہی وہ ہی سحر کر دیتا ہی کہ انسان دیوانہ ہو جاتا ہی اگر اُس طائر کو
کوئی مارے تب یہ جھگڑا موقوف ہو ایرج نے کہا کہ مین جاکر اُس طائر کو مارونگا اگر خدا
نے چاہا تو یہ آفت موقوف ہوگی معمار تاجدار نے عرض کی کہ غلام کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو
کہ آپ کے دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین اِس آفت
کو دفع کرونگا معمار حیران ہی کہ دیکھیے مقدمے مین بیٹھ کے کیا کہتے ہین مگر وزرا نے بادشاہ
سے کہا کہ اب مناسب یہ ہی کہ نسبت اِن کی ملکہ کے ساتھ کر دیجیے بادشاہ نے ناچار ہو کے
وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی تیار کر کے سینے پر ایرج کے لگایا مبارک
مبارک کی صدا بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین مشہور ہوا کہ میمونہ گوہر پوش کے ساتھ
ایرج نوجوان کی نسبت قرار پائی مگر ایرج نے حکم دیا کہ آج ہی عقد ہو جاے بادشاہ
نے جلسہ آراستہ کیا تمام سامان مہیا ہوا قاضی بلاے گئے ملکہ کو حجلۂ عروسی مین بٹھایا ایرج
بیرون بارگاہ ہین کہ قاضی واسطے پوچھنے کے اندر چلا کنیزین گرد بیٹھی ہین ملکہ دلھن بنی
بیٹھی ہی کہ ایک دناٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے کہ ایک جادوگر سیہ فام و بد انجام
جھومتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین ڈر کے مارے بھاگین اُس جادوگر نے ملکہ کو بغل مین دبالیا
کہتا ہوا چلا کہ منم منصرم جادو کیون صاحبو آج تک معمار آگاہ نہ ہوے کہ ہم مدت سے اِس
محبوب پر عاشق ہین مسلمان کے ساتھ عقد ہو رہا ہی معمار کو آگاہ کرنا کہ منصرم جادو ملکہ کو
لے گیا اگر ملاقات منظور ہوگی تو مین بلا بھیجونگا اور ملکۂ عالم اب یہان تشریف نہ لاوینگی ملکہ کو

کوئی نہ دیکھیگا یہان تک تو ہم کو ناگوار تھا کہ قصر کے سامنے کوئی نہ آئے کئی سو جوان قید ہین
جو آیا بلا مین مبتلا ہوا آج ہم کو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوئی جاتی ہے یہی دل مین سوچا کہ
چل کر معشوقہ کو لے آؤن کنیزین سب سن رہی ہین سوائے بجا و درست کے کچھ نہین کہتی ہین
منصرم ملکہ کو پنجے مین دبا کر تھوڑی دیر ٹھہرا پر پرواز پیدا کر کے چلا گیا لوگون نے آکر
ایرج کو خبر دی ایرج جھلّا کر اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک
جادوگر ملکہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر
بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر تیر مارا کہ پانؤن منصرم کا زخمی ہوا جب منصرم کو معلوم ہوا
کہ پانؤن میرا زخمی ہوا پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نے دوسرا تیر نکالا ہے چاہتے ہین کہ دوسرا
تیر مارین منصرم نے سر سے اپنے ایک بال توڑا جھٹکا دیکر زنجیر بنائی اُس زنجیر کو ایرج
کی طرف پھینکا ایرج اُس مین بندھ گئے دونون کو لیکر روانہ ہو گیا اب بعد جانے منصرم کے
معمار شاہ آیا اُسنے کہا یارو غضب ہوا منصرم جادو بلائے روزگار ہے ایسا نہو کہ لشکر پر
کوئی آفت برپا کرے سب نے کہا کہ حضور اب کیون آفت برپا کریگا ملکہ کو بھی لے گیا جس کے
سبب سے فساد تھا اُس کو بھی لیگیا خدا اُنکو بچائے معمار تدبیرین کرنے لگا مگر منصرم جادو
دونون کو لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے چند کنیزین سامنے
آئین عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے منصرم نے ملکہ کو دیا کہا ان کو لیجا کر کھانا کھلاؤ عمدہ عمدہ
چیزین پیش کرو اور یہ بھی کہدو کہ وہ شوہر تمھارا غیر ساحر ہے مین سحر جانتا ہون باغ
و تالاب وغیرہ بنانا میرا کام ہے اگر تالاب بنا دون تو کوئی اُسمین نہا نہین سکتا اِسیطرح
عمارتین بناتا ہون اُن قصرون مین ملکہ کو رکھونگا کہ شاہان سابق نے نہ دیکھے ہونگے کنیزین
ملکہ کو لیکر ایک قصر مین آئین سمجھانا شروع کیا ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو میرے سامنے اُس
روسیاہ کا نام نہ لو میرا عاشق و معشوق جو کچھ ہے وہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران
ہے اگر منصرم کو قتل کرنا منظور ہے تو بسم اللہ مین حاضر ہون لیکن ایرج کو قید سے رہا
کر دو کنیزون نے جا کر منصرم سے کہا منصرم نے یہ سُنکر کہا اچھا ملکہ کو بھی قید کر دو مگر جب سے
ایرج نوجوان طلسم کی فکر مین نکلے مہتر شاپور شیردل کہ فنون عیاری مین طاق شہرۂ

آفاق ہی یاد مین اپنے آقا کی رویا کرتا ہی ایک دن روتا ہوا جاتا ہی کہ دیو تندک کا
اُس طرف گذر ہوا شاپور نے جو تندک کو دیکھا پکارا کہ برادر کہان جاتے ہو تندک
نے جو شاپور کو دیکھا بھائی بھائی کہتا ہوا اُتر آیا آپس مین ملے بہت خوش ہوے تندک
نے کہا کہ ای شاپور تم کو کچھ خبر ہی کہ آقا تمھارے کہان گئے شاپور نے کہا کہ اُنھین کے
فراق مین مرتا ہون مارا مارا پھرتا ہون مجکو کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا آقا کے دیدار سے
شاد رہتا ہون تندک نے کہا کہ وہ طلسم نوخیز جمشیدی مین پہونچے شاپور لپٹ گیا کہ
بھائی مجکو بھی پہونچاؤ کہ مین اپنے آقا سے ملون عیاریان کرون نور الدہر کے ساتھ
شبرنگ موجود ہی تندک نے شاپور کو کاندھے پر سوار کر لیا طرف قاف کے لے کر
چلا پھرتا پھراتا قلعۂ اشتباہ پر آکر ٹھہرا دیکھا یہان کے سب لوگ غمگین پھر رہے ہین
اشتباہ تاجدار نے یاد مین ایرج کی تاج و تخت ترک کیا ہی صحرا مین بیٹھا رو رہا ہی شاپور
نے کہا کہ ای تندک مجکو اسی مقام پر اُتار دو کیا عجب ہی کہ آقا کا پتہ ملے تندک نے شاپور
کو وہین اُتار دیا شاپور نے بصورت اصلی آکر اشتباہ کو سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کچھ
ایرج نوجوان سے آگاہ ہین نام سنکر اشتباہ بیقرار ہو کر رو یا کہا ای یار تو کون ہی کہ تو نے
اُس شہریار کا نام لیا کہ قالب کانپ گیا جری و بہادر سخی و فیاض صف شکن و تیغ زن ایسے
شیر کا جدا ہونا غضب ہی خدا پھر اُن کو زندہ دکھلائے شاپور نے آنسو بادشاہ کے
پونچھے اور پوچھا کہ کیا معرکہ گذرا کہا کہ میری شامت کہ مین نے ذکر کر دیا کہ سامنے صحرا مین
ایک قصر ہی جو اُس قصر کے سامنے مین جاتا ہی وہ دیوانہ ہو جاتا ہی مجکو اس کی اصلیت بتا دیجیے
واہ ری جرأت مجھسے سُنتے ہی آمادہ ہو گئے جب جانے لگے تو مین مانع ہوا اُسکا جواب
یہ دیا کہ اب تو ارادہ کر چکے جس بات کو ہان کی اُسکا نہین کرنا شیوۂ مردان عالم کے خلاف
ہی مجھسے رخصت ہو کر آج تیسرا دن ہی کہ تشریف لے گئے پھر ہم کو نہین معلوم کہ اُس شیر
پر کیا گذری بے آب و دانہ اُسی شہریار کی یاد مین پڑا تڑپ رہا ہون مگر تم بھی اپنے نام
نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم اُن کو کیا جانو شاپور نے کہا کہ مین اُس شہریار کا عیار
ہون عیاران دست راست میان چالاک و شبرنگ وغیرہ میری عیاریان دیکھکر حیران ہوتے ہین

سب کو دیکھ بھال چکا ہون اب مین جاکر اپنے آقا کی فکر کرتا ہون آپ جاکر دارالامارۂ شاہی مین بیٹھیے وہ صاحب اقبال ہین کوئی صورت پیدا ہوئی ہوگی یہ کہکر شاپور نے اشتباہ تاجدار کو بارگاہ مین پہونچایا آپ بانہلے عیاری لگاکر طرف قصر کے چلا پھرتا پھراتا قلعۂ معمار مین پہونچا معمار سے ملاقات کر کے حال میمونہ وایرج پوچھا جب شاپور کو یہ دریافت ہوا کہ آقا کو منصرم جادوگر فتار کر کے لے گیا ہی شاپور تلاش مین نکلا مگر منصرم جادو آٹھ پہر عشق ملکہ میمونہ مین رویا کرتا ہی بشکل جانور درخت پر بیٹھا رہتا ہی شاپور نے کنارے آکر لباس فاخرہ نکالا رنگ وروغن عیاری کا لگاکر ایک مہ جبین کی شکل بن کر تیار ہوا ایک گوشے مین آکر بیٹھا چلا چلا کر رونے لگا پکارتا تھا کہ یا خداوند جمشید ثانی کسی شیر بھیڑیے کو حکم دیجیے کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاے منصرم نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا درخت سے اترا نشان پر آواز کی چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک گوشے مین روشنی ہو رہی ہی ایک نازنین کو دیکھا کہ بال سر کے پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہی چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی اسقدر روئی ہی کہ ہچکیان لگی ہوئی ہین منصرم نے قریب آکر پوچھا کہ کیون ای مہ جبین کیا تردد ہی کہ خداوند سے عرض کرتی ہو کہ شیر بھیڑیے کو بھیجیے یہ باتین تجھپر زیبندہ ہین کہ آفت نصیب فرقت قریب ہون معشوق بیزار دل بیقرار اصل مین اب میری یہ صورت ہی نظم

غم میکند فزونی ای دوستان خدا را
شاید نهفته ماند این راز آشکارا

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت
تا چند باشدت دل در سینه سنگ خارا

مردیم و گردش چرخ رحمے نکرد بر ما
تا کی توان بدشمن صاحبدلان خدا را

مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد
باطرز شه چه نسبت درویش بے نوا را

کشتی عمر بشکست در بحر نا امیدی
مشکل که باز بینم دیدار آشنا را

حاصل نشد چو گہ گہ کاے ز تیر تدبیر
تدبیر را گذارم گردن نهم قضا را

بگذشت موسم گل شد نالهاے بلبل
تا کی شراب مستی یا ایها السکاری

برباد رفت در غم یاران ذخیرهٔ عمر
باشد که گردش چرخ فرصت دهد قضا را

یاران به بزم عشرت مخفی و کوے محنت
با عافیت چه کار است درویش بینوا را

اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای منصرم جادو تجکو میرے حال پر رحم آیا ہی تو مجکو لے چل مین
تیرے ساتھ رہونگی اور اُس معشوقہ ناراض کو بھی راضی کردونگی ایسا کردون کہ جسطرح
تو اُسپر عاشق ہی وہ تجھپر عاشق ہوجاے یہ ذکر سُنکر منصرم نہال ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ کیا
معشوقہ ملی کہ اُسکو بھی راضی کردیگی عورت ہی حسین وجمیل یہ جو سمجھائیگی تو وہ مان جائیگی اگر
دونون معشوقین قبضے مین آئین تو کس عیش سے بسر کرونگا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب چلو تمہارا
وہ مرتبہ کرون کہ وہ بھی رشک کرے مگر تمہارا نام کیا ہی شاپور نے کہا کہ صاحب مجھ سوختہ
بخت کا نام گلبدن ہی منصرم نے پوچھا کہ اس صحرا مین آنیکا کیا باعث ہوا شاید مین نے
مسلمان کو جو قید کیا قدرت نے مجکو بدلہ دیا تو ایسی حور پیکر اور یہ جنگل کیونکر نبرد دنہ ہو
اُس نازنین نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی کہ قزاق آکر گرے مال واسباب
لوٹ لیا جب میرے خیمے مین گھسے تو مین نے بتلا دیا کہ فلان خیمے مین مال بہت رکھا ہی
وہ لوگ اُس طرف گئے مین نکل بھاگی اس جھاڑی مین آکر پڑ رہی منصرم نے کہا کہ قدرت
نے تجکو میرے پاس بھیجا ہی ورنہ صحرا مین آنا اور یون لٹنا باپ سے چھٹنا تین دن مین کوئی شیر
بھیڑیا نہ آیا قدرت نے مجکو بھیجا ہی شاپور نے ہنس کر کہا کہ جس وقت مین پیدا ہوئی
تھی تو میری تقدیر مین یہی لکھا تھا مگر صاحب قدر کرنا پریشان نہ ہون منصرم نے کہا کنیزان
چینی ورومی واسطے خدمت کے مقرر کردون اور تجکو تخت پر بٹھاؤن انتظام مالی وملکی سب
تیرے سپرد ہو شاپور اچھا اچھا کہتا ہوا جاتا ہی منصرم جادو اُس نازنین کو اپنے باغ
مین لایا چند کنیزین کہ جنکو یہان کا نگہبان کیا ہی اُنھون نے آکر فرش وغیرہ بچھوایا مگر
شاپور نے شراب کا ذکر کیا کہا صاحب آج کئی دن سے یہ مجھسے چھوٹی تڑپ تڑپ کر تین
دن کاٹے ہین اب تو اسقدر پیون کہ بیہوش ہوجاؤن بیہوشی مین تم کو اختیار ہی چاہے ذبح
کر ڈالو منصرم ان باتون پر مرا جاتا ہی اور کہتا ہی عمر بھر خدمتگزاری کرونگا شاپور نے کہا
کہ وہ معشوقہ سرکش کہان ہی اُسکو بھی راضی کرون صحبت مین لاکر بٹھاؤن اُسکو شراب
پلاؤن اگر راضی ہوجاے تو پہلے اُسی سے وصل حاصل کیجیے اور میرا کیا ہی مین تو کنیز ہون
جس وقت فرمائیے گا مین اُسی وقت حاضر ہونگی کسی طرح وہ سرکش راضی ہو منصرم

نے بتایا کہ وہ سامنے جو کمرہ ہی قفس مین بند ہی جاکر اُس سے بات کرو مگر زیادہ منت نہ کرنا
مجھے اب تیرے حال پر توجہ ہی اگر وہ راضی ہوجاے فبہا ورنہ زیادہ اصرار نہ کرنا میری تجھپر
جان جاتی ہی شاپور نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا منصرم گال سہلا کر رہگیا مونچھون پر
تاؤ پھیر رہا ہی کہ مین کیسا خوبصورت ہون کہ ایسی مہ جبین مجھپر مائل ہوئی مگر شاپور جھپٹ کر
کمرے مین آیا ایک قفس مین ایرج کو دیکھا ایک قفس مین وہ ماہ تابان سرنگون بیٹھی رو رہی
ہی شاپور قریب آکر بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم کیون روتی ہو مین غلام تمھارا ہون عیار
ایرج نوجوان کہ جو ساتھ آپ کے محبوس ہین موسوم بہ شاپور شیر دل مین ابھی منصرم
کو مارے لیتا ہون آپ اتنا کہدیجیے کہ مین تجھپر مائل ہون تو نے ظلم کیا اس وجہ سے
انکار ہوا ملکہ نے کہا کہ ای مہتر والا گہر انصاف کرو کہ مین یہ کلمہ کہکر منھ کو نجس کرون ایسا
کلمہ زبان سے کہون مین اُس شہریار کی عاشق ہون کہ جو میرے ساتھ قید ہی تم اُنکو بچاؤ
مین قید مین پڑی رہونگی شاپور نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے دونون صاحبونکو قید سے
رہا کرتا ہون منصرم جادو میرے قبضے مین ہی یہ کہکر شاپور باہر نکلا پکار کر آواز دی کہ ای
منصرم جادو بڑے صاحب نصیب ہو وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے بدعت کی اس وجہ سے
اُسنے انکار کیا وہ تو آمادہ ہی کہ مجھسے وصل حاصل کرین مجکو دیکھ کر جل گئی اب مجکو بھی ضد
ہوئی کہ اسکو جلاؤن مجھسے کیون رشک کیا مرد کو خدا نے فخر دیا ہی کہ دس دس معشوقین
ہوتی ہین اگر ہمکو تمنے قبول کیا تو کیا بُرا ہوا اُسکو اپنے حسن پر بڑا غرور ہی منصرم نے کہا کہ تمسے
تو حُسن مین بہتر نہین ہی شاپور نے پٹے پکڑ کے کہا کہ نگوڑے مجھپر طعن کرتا ہی اور مجکو بناتا ہی
مین اُس سے زیادہ خوبصورت نہین ہون البتہ سن میرا کم ہی مین انصاف کو ہاتھ سے نہ
دونگی یہ کہکر جام لبریز کیا کہا لو صاحب تم پی لو کہ تمکو سرور ہو اور مین تمکو لگی جام
بیونگی تین دن سے محروم ہون اسی کے نہ پینے سے میری یہ نوبت ہوئی کہ نوبت بجان و کار دیر
استخوان ہوگئی منصرم نے جام لیا خوشی خوشی پی گیا شاپور نے دو جام منصرم کو متواتر پلائے
وہ قاتل بیہوشی ڈالی تھی کہ اگر دریا مین ڈالدے تو مچھلیان بلبلا کر نکل پڑین منصرم بیٹھے بیٹھے گھبرایا
کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی

شاپور نے کہا اُٹھ کر ٹہلیے ہوا لگے تو گرمی کم ہو جائے منصرم جادو اُٹھا اور ارادہ کیا کہ مین ٹہلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا شاپور نے جو دیکھا کہ منصرم بیہوش ہوا خنجر کھینچ کر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نابکار کیا کرتا ہی منم انصرام جادو
شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب آسمان سے
آتا ہی چاہتا ہی کہ کڑک کر گرون شاپور کے دو ٹکڑے کرون شاپور نے بیہوشی اُڑا دی جیسے ہی
انصرام کمرے کے اندر آیا بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی لڑکھڑا کے گرا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیر دل دونون کو شاپور نے قتل کیا ایک سناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا شاپور
نے اُسی اندھیرے مین آکر ایرج کو قفس سے نکالا ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا
نہال ہو گئے گلے مین ہاتھ ڈال کر پوچھا کہ کیون بھائی کہان تھے کیونکر آئے شاپور نے
سب کیفیت بیان کی کہ دیو تندرک مجھکو لایا ایرج نے آکر ملکہ کو قفس سے نکالا تمام قصر کو
چھانا کسی آدمی کا نشان نہ پایا منصرم اکیلا ہی رہتا تھا یہی ہر ایک کو سحر کر کے دیوانہ
کر دیا کرتا تھا پہلو مین قصر کے ایک قید خانہ تھا اُس مین چالیس گنہگار قید تھے ایرج
اُن سب کو رہا کر کے نکلے وہ سب جوان بصدق دل مسلمان ہوئے اب ایرج اُن
سب کو ساتھ لیے ہوئے معمار شاہ کی ملاقات کو آئے معمار شاہ ایرج کو دیکھ کر بہت
خوش ہوا کہتا تھا مجکو بڑا شرف حاصل ہوا ایسا داماد مجکو ملا کہ غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا
مدتون سے یہ معاملہ درپیش تھا مجکو بھی پس و پیش تھا یہ نہ جانتا تھا کہ کلید فتح اُسکی جفو
کے ہاتھ مین ہی غلام کی عملداری کا کانٹا نکل گیا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا کہ ایسا نہو
کسی کو مسحور کر دے مگر شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ وہ واصل جہنم ہوا اب ایرج نوجوان
معمار شاہ سے رخصت ہوئے اور سہیل کرگدن سوار کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور طرف
قلعۂ اشتباہ تاجدار کے کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل اشتباہ کو خبر ہوئی کہ وہ
جوان آتا ہی خوش ہو گیا اور کہا کہ مین اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ جوان صاحب اقبال ہی کہ ایرج
آگئے یہ برائے استقبال دوڑا ایرج کو بارگاہ مین لایا اور قدمون پر گر پڑا کہ تخت پر
بیٹھیے ایرج نے جواب دیا کہ تمھارے حکم سے انکار نہین مگر ہم لوگون کے واسطے تاج و

تخت نہین مقرر ہوا اس وجہ سے ہم کو انکار ہی کہ ہمارے تاجدار کے واسطے بدشگنی ہی اسوجہ سے ہم کو انکار ہی ورنہ تمھارے ارشاد سے کیا گردن تابی ہی تم محبت سے کہتے ہو یہ سُن کر اشتباہ تاجدار نے کہا کہ بسم اللہ آپ دنگل پر تشریف رکھیے ایرج نوجوان دنگل پر بیٹھے ساقی بیچون نے چرچا شراب کا کیا ایک گائن شوخ وشنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

دنیا مین سوجھتا نہین کچھ بھی سوائے حرص
ایسی بھری ہی سر مین ہمارے ہوائے حرص

ذلت کا اس جہان کی کسی کو نہین خیال
سائے کیطرح ساتھ ہی سب کے بلائے حرص

عاشق جو ہین تو ہی یہی اللہ سے دعا
عشق صنم ہو دلمین ہمارے بجائے حرص

اُس رُخ کے بوسے لیکے مرا دل ہوا نہ سیر
کس سے بھلا بیان کرون ماجرائے حرص

دنیا مین ذلتین وہ اُٹھائیگا دمبدم
نازل کسی کے سر پہ جو ہو گی بلائے حرص

واعظ بتا نہین ہی کسے زر کی آرزو
دنیا مین آکے ہوتے ہین سب مبتلائے حرص

جی چاہتا ہی یار کے بوسے لیا کرون
ایسی کسی کے دلمین نہ یارب سمائے حرص

دنیا کی ذلتون سے بچون پھر تو اے کریم
تو ہی مدد کرے تو مرے دلسے جائے حرص

سطوت فقیر کو تو قناعت سے ہی غرض
منعم جو ہین وہ ہی ہین سو ابتلائے حرص

رات بھر جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا ایرج نے اس جمعیت کو غنیمت جانا حکم دیا کہ یہین مقابلے مین جمشید کے پیچلوایک طرف سے نورالدہر اور دوسری طرف سے ایرج سچلے کہ پہونچنا ان جوانون کا گزارش کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان دارائے ہند لندھور بن سعدان آنا طرف طلسم نوخیز کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے ل
کہ دنیا ہی آخر کو خواب وخیال
امیر جہانگیر کے جانشین
قمر نظم مین صاف تقریر ہو

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
لکھون حال لندھور ذیجاہ کا
جدائی مین شیرونگی یہ ہین حزین
کہ نفرت ہی اُلجھن سے دلکو مرے

کسی کے تو آ کام فرخندہ فال
کہ ہین داخلہ اُنکا بھی برملا
یہ حال جلالت بھی تحریر ہو
نہ ربط عبارت مین کچھ شک پڑے

وہ تحریر رنگین ہو ای ذی شعور
نہو اشتیاق جہان دل سے دور

جلالت کے سامان تحریر ہون
لڑائی کے اوصاف تقریر ہون

کرین جاکے دشمن کو یہ گرد برد
کہ اہل طلسمات ہون خوب سرد

چل ای توسن کلک شیرین رقم
کہ سامان جنگ وجدل ہین بہم

کبھی سنج ہی اور کبھی چین ہی
کرون منزل جنگ کو صاف طی

شراب مصفا کا خواہان ہون مین
ترے درد دلکا بھی درمان ہو تمہین

اٹھا ابر جو تیرہ و تار ہی
اسی رنگ سے بس سرو کار ہی

جو رندان میخوار تشریف لائین
تو جام و صراحی سے بھی فیض پائین

قمر آگیا وقت تحریر کا
دکھا زور تو اپنی تقریر کا ++

چہرہ غازیان غزوات جرأت وہمت و مجاہدان میدان کارزار جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + چنین آرند جنس قدردانی + کہ داراے ہند لندھور بن سعدان ان کا لشکر ہمیشہ الگ رہتا ہی غروبیہ باختریہ نو لاکھ ہندیون سے فرو کش ہین ایک ایک ہندی بانکا خانہ جنگیان لڑے ہوے زخم کلون پر پڑے ہوے جری و بہادر وصف شکن اگر آگ کا دریا ہو تو جا پڑین دشمن کو تلوار کے گھاٹ اتارین جس دن سے صاحبقران گئے ہین اور بادشاہ لشکر غائب ہوے ناظرین کو یاد ہوگا کہ رستم و بدیع الزمان وقاسم یہ لوگ روانہ ہوگئے لندھور نے جو بارگاہ کا یہ رنگ دیکھا کہ جو سردار گیا وہ پلٹ کر نہ آیا اور نہ کوئی خبر ملتی ہی دل سے اپنے باتین کر رہے ہین کہ ای لندھور یہ سب لوگ کہان گئے کیونکر خبر لون کہ کیا کر رہے ہین اگر خدا نخواستہ کسی آفت مین مبتلا ہوگئے ہون تو مشکل ہی دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آے صحبت عیش بھی نہ آراستہ کی او الیاس ہندی سے بھی کلام نہ کیا اُلجھن سے طبیعت کی خاصہ بھی نہ نوش فرمایا اُسی حال مین چھپر کھٹ پر آکر لیٹے تڑپتے تڑپتے سو گئے خوابہاے پریشان دیکھنے لگے آخر مین امیر کو خواب مین دیکھا لندھور دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ کبھی تنہا نہ جاتے تھے بغیر آپ کے مجھے یہ مقام قید خانہ ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کی تو خبر لو لندھور کی آنکھ کھل گئی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی صدا آنے لگی لندھور نے تیغۂ دودمۂ ہندی اُٹھا لیا بیرون بارگاہ آے دیکھا لشکر مین تلاطم ہی ایک شعلہ جدھر جاکے گرتا ہی اُدھر آفت برپا ہوتی ہی لندھور جب اُس طرف جاتے ہین تو شعلۂ آتش دوسری طرف چمکتا ہی صبح تک

لندھور یہی کیا کیے نولاکھ کے لشکر مین تلاطم رہا آخر غم والم مین اہل اسلام کے گریبان سحر
چاک ہوا اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ دو ہزار جوان لشکر کے مارے گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ
کسنے مارا لاشے تو غائب ہین مگر استخوان جلے ہوے جا بجا پڑے ہین ہر پلٹن مین ہر رسالہ
مین یہی ذکر ہی کہ اسقدر آدمی مارے گئے کچھ گھوڑے غائب ہوے کچھ اونٹ ناپدید ہوگئے مگر
جس طرف فیلان مست بندھے تھے اُس طرف وہ شعلہ نہین آیا لندھور نے بہت تفتیش کی
مگر کچھ حال نہ کھلا دن بھر اسی انتظار مین رہے کہ شام سے پھر وہ ہی آفت ہوگئی پھر رات
دوا دوش مین بسر ہوئی صبح کو پھر خبر گذری کہ دو ہزار جوان مارے گئے لندھور جو
بارگاہ مین آے سرداران حاضر وقت نے سبب ملال پوچھا لندھور نے کہا کچھ سبب سمجھ مین
نہین آتا مین رات بھر دوا دوش مین رہا مگر کچھ حال نہ کھلا سب سردار رونے لگے اور کہتے تھے
کہ اے دارا اے ہند اُس صاحب اقبال کا لشکر مین نہ ہونا بڑی خرابی ہی آرام نہین
ملیگا کہ خواجہ زادون نے پوچھا اے دارا اے ہند آج تمھاری آنکھون مین آشوب سا معلوم ہوتا
ہی اگر حکم ہو تو سرمۂ سلیمانی نکال لائین ایک دو سلائیان آنکھون مین پھیر لو لندھور نے کہا
کہ آپ کا حکم بجا لاتا ہون منگوائیے لگا لونگا مگر بارگاہ کا یہ حال ہی سردارونکے نہونیسے
طبیعت کو انتشار ہی خواجہ زادے گئے سرمۂ سلیمانی نکال کر لے آئے لندھور نے دو سلائیان
آنکھون مین لگائین اچھی طرح رات کو آکر آرام کیا کہ رات کو پھر پلٹا ہوا لندھور نکلے انھین
کی بارگاہ کے قریب وہ شعلہ خیمون پر گرتا تھا لندھور نے خیال کر کے دیکھا کہ ایک دیو
ہی وہ جا بجا بندگان خدا کو آزار پہونچاتا ہی خیمون کو جلا رہا ہی لندھور نے للکارا کہ او
خونخوار ان بندگان خدا نے تیرا کیا لیا ہی نعرہ کر کے قریب پہونچے اُس دیو نے پلٹ کر
جنگل مارا کہ ان کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاؤن تین دن مین پانچ چار ہزار جوان اس ظالم نے کھائے
لندھور نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ مُنھ کے بھل دیو جھکا اوپر سے ایک گھونسا
مارا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم
نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ لندھور کے نعرے کی صدا سن کر افسران فوج دوڑ پڑے
آکے سب نے دیکھا کہ لندھور ایک دیو سے لپٹے ہوے لڑ رہے ہین کوئی سپاہی قتل ہوتے

نہین پایا دیو زور کر رہا ہی چاہتا ہی چھوٹون تو بھاگ جاؤن مگر لندھور کب چھوڑتے ہین برابر کشتی ہو رہی ہی جب پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھونسے مارتے ہین کہ دیو چیخنے لگتا ہی بمشکل جان بچاتا ہی پہر رات باقی تھی صبح تک وہ دیو لندھور سے لڑا آخر لندھور نے صبح ہوتے دیو کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر کندہ زانو سے دبایا پوچھا کہ او بیحیا بندگان خدا نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو باعث بربادی ہوا تین دن سے تار باندھ دیا دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای داراے ہند مین خداوند زندہ کو سجدہ کرتا ہون ایک دن جا کے سجدہ کیا تو قدرت نے فرمایا کہ مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی تو اُن کی طرف جا اور لشکر حمزہ کو تباہ کر دے سبکو کھا جا مین حکم خداوند سے آیا تھا مین نے بے وجہ خطا نہین کی لندھور نے کہا کہ تمھارے خداوند کون ہین دیو نے جمشید ثانی کا نام لیا اور بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی کے حاکم ہین چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی قدرت عاجز ہو رہے ہین مگر وہ طلسم ایسا نہین ہی کہ جو یکایک شکست ہو اور مسلمانون کا بندوبست ہو لندھور نے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا بندہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لندھور نے کہا کہ ہم کو بھی حوالی طلسم نوخیز مین پہونچا دو جو کچھ کہو وہ تم کو دین دیو نے قبول کیا لندھور نے کہا کہ کل رات کو آ کر گوشہ مین ٹھہرنا ہم اکیلے چلے آوین گے ہمین لے چلنا الیاس ہندی یہ سُن رہا تھا خاموش ہو رہا لیکن دوسرے دن رات کو وہ دیو موافق وعدے کے آکر ٹھہرا لندھور نے سلاح جسم پر آراستہ کیئے نکل کر طرف دیو کے چلے جب قریب دیو کے پہونچے تو دیو نے سلام کیا اور کہا کہ جو غلام نے عہد کیا تھا اپنے وعدے پر حاضر ہوا مین تخت بناؤن اُسپر سوار ہو کے چلیے مگر الیاس ہندی عیار انکا سُن چکا تھا یہ بھی وقت پر آکر حاضر ہوا دیو نے ایک تخت تیار کیا اُسپر لندھور سوار ہوے کہ الیاس ہندی نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس تعجب ہی کہ آپ تو خدمت صاحبقران مین جاوین اور غلام رہجاوے لندھور نے جو الیاس ہندی کو آمادہ دیکھا اسکو بھی تخت پر سوار کر لیا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی مالک اشتر دعرب دراز عیار انکا یہ بھی آئے مالک نے کہا کہ ای داراے ہند مقام افسوس ہی کہ تم جاؤ اور ہم نہ جاوین

وہ وہ سردار گئے ہین کہ جنکا مثل پردۂ دنیا مین نہین ہی ایرج نوجوان کشندۂ کافران نور الدہر بن بدیع الزمان اُن کے ہمچشم بدیع اور قاسم ہم کیونکر کہین کہ یہ شیر خالی بیٹھے ہونگے مگر تاسف کا مقام ہی کہ تم جاؤ اور ہم کو ساتھ نہ لو لندھور نے کہا کہ آئیے خیال مین گذرا کہ ای لندھور خیر یہ ایرج کے معین رہین گے مین تو ہمراہ رکاب نور الدہر بن بدیع الزمان رہونگا الغرض لندھور اور مالک اور الیاس ہندی اور عرب درراز تخت پر سوار ہوے وہ دیو زیر تخت ہاتھ دیے ہوے شب ماہ مین لیے جاتا ہی چند ساعت مین جبل اعلیٰ سے گذر گیا شکارگاہ سلیمانی وغیرہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر افغان کوچک بیٹھا تھا تیر و کمان کو اُٹھاکر سینہ دیو کا تاکا مگر تیر ہاتھ سے چھوٹ پڑا دوسرا تیر اُس نے اس لطف سے مارا کہ دیو کے سینے پر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا تخت دیو سے چھوٹا لندھور و الیاس ایک طرف جاکر گرے مالک و عرب درراز ایک جزیرے مین پہونچے مگر لندھور بن سعدان ایسے مقام پر پہونچے کہ وہ صحراے غولان تھا غولون نے جو دیکھا کہ دو آدمی پھر رہے ہین چہار طرف سے آکر گھیر لیا لندھور تیغہ کھینچ کر لڑنے لگے جب کئی سو غول مارے گئے تو ایک غول نے چیخ ماری کہ ای افسر ہمارے آدمی زادے نے ہم کو تباہ و برباد کیا ہی آکر مدد کرو کہ صحرا سے ایک غول بلند بالا آکے پہونچا چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آتے ہی لندھور پر وار کیا لندھور نے روک کر تیغہ مار دیا کہ اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی سب غول بھاگے درہ ہاے کوہ مین جاکر چھپے لندھور نے الیاس ہندی سے کہا کہ ای الیاس آج تو اسی صحرا مین رہو کل کسی مقام پر پروردگار پہونچائیگا تقاضاے آب و دانہ کھینچ کر لیجائیگا الیاس نے عرض کی کہ سواے صحرا کے اور یہان کیا ہی حضور آرام کرین مین جاگتا رہونگا لندھور نے کہا کہ ناانصافی ہمارا کام نہین ہی دو پہر ہم جاگین دو پہر تم جاگو الیاس نے کہا جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا غلام سب طرح راضی ہی غرضکہ رات موافق گفتگو کے بسر ہوئی صبح کو دونون ایک جانب چلے بھالک غول جو لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تو زوجہ اُسکی بیٹھی رو رہی ہی اُسنے جو دور سے لندھور کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی چلی جب قریب پہونچی تو لندھور کو صرصیہ نے للکارا

که او آدم زاد کہان جاتا ہی تیرا گریبان پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کشان کشان کھینچ کر یہان تک لایا سچ بتا کہان جائیگا لندھور نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی تجکو کیا دخل ہی کہ ہم کہان جائینگے صرصرچہ نے چوبدست اُٹھائی لندھور پر لگائی لندھور نے چوبدست اُسکے ہاتھ سے چھین لی صرصرچہ نے چاہا کہ لپٹ جاؤن لندھور نے اُسی چوبدست سے اُسکو قتل کیا چاہا کہ آگے بڑھون درۂ کوہ سے النالون کی آواز آئی لندھور نے کہا کہ ای الیاس ہندی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بندگان خدا یہان قید ہین الیاس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ صحرائے غولان ہی آپنے افسر کو مار کر پاک کیا یہ اُسی کی مادہ تھی ایسی باتین سُنکر لندھور درۂ کوہ مین گھسے چالیس پینتالیس شاہزادے وہان قید تھے اُن سب کو لندھور نے رہا کیا بارگاہین وخیمے پائین بیرون درہ استادکرائین خیمے بہت نکلے کیونکہ جونا جرادھر سے نکلتا تھا غول اُسکو لوٹ لیتے تھے جو قافلہ گذرا وہ لُٹا اکثر شاہون کی ارسالین لوٹ لین النالون کو ہلاک کرتے تھے مال لیکر جمع کرتے تھے وہ سب مال لندھور نے پایا بیرون راہ اُترے خیمے استادہ ہین روشنی ہورہی ہی دوکاندار آگئے دوکانین لگا دین ایک طرف گل فروش بیٹھے ہین ایک جانب نانبائی خمیری روٹیون کے انبار لگائے ہین ایک جانب شیرمالین اور باقرخانیان رکھی ہین دیگچے نہاری کے چولھون پر چڑھے ہین گاہک ٹوٹ رہے ہین ایک جانب گلوری والے سرخ رو بیٹھے ہوے ہین ایک پیسے مین سُرخ رو کرتے ہین گاہک کی آبرو بڑھاتے ہین گل فروش صدائین لگا رہے ہین ہار چہی کے البیلے مزاج والا ملاحظہ کرے بیلے کے گجرے ہین بھانڈ بھگتئین رقص کر رہی ہین لندھور حیران ہین کہ یہ سامان کہان سے آگیا یہ میلہ کیونکر جما لندھور اسی حیرانی مین ہین قضائے کار سامنے اسی [illegible] کے ایک وادی پُرخار ہی کہ تمام ڈھاکا شاخ در شاخ لپٹا ہوا ہی نقابدار زرین پوش واسطے شکار کے آیا تھا اسی جنگل مین شام ہو گئی تو اُتر پڑا چند چراغ لشکر مین روشن ہین باقی لشکر مین سناٹا ہی تاریکی شب خال زنگی کا مزہ دیتی ہی نقابدار گھبرا کر بارگاہ سے نکلا دیکھا سامنے خوب روشنی ہی کہ پتے نخل کے مثل برق چمک رہے ہین اکثر طائر صبح جانکر حباب اُٹھتے ہین بقول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ٭ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ٭ نقابدار زرین پوش یہ سامان دیکھ کر بہت متحیر ہوا گھوڑا منگوا کر اُسپر سوار ہوا

ہر چند کہ وقت شب ہی مگر باز سفید سر پر سایہ فگن ہی نقابدار گھوڑے کو ٹہلاتا ہوا اس مقام پر آیا روشنی کا تماشا دیکھنے لگا لندھور کو الیاس ہندی نے خبر دی کہ نقابدار زرین پوش آپکے بازار دیکھ رہا ہی لندھور ہر یہ خبر جلالت اثر سُنکر وہ رعب طاری ہوا کہ نتھے اُٹھ کھڑے ہوئے بازار مین آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار لندھور سے زیادہ جھکا اور جھک کر بغلگیر ہوا لندھور نے کہا کہ بارگاہ مین تشریف لے چلیے نقابدار ساتھ ہوا عیار نقابدار ہمراہ ہی جب بارگاہ مین لندھور نقابدار کو لائے مقام صدر پر جگہہ دی نقابدار نے لندھور کو دست راست بیٹھا لیا لندھور نے کل کیفیت ظاہر کی نقابدار نے سب خاطر ین لندھور کی گوارا کین جام گردش مین آیا عیار نقابدار نے چنگ مرصعی کو بجایا الیاس ہندی یہ اشعار گانے لگا نظم

جب سے مائل اُس بت سفاک پر دل ہو گیا ۔ کیا کہون بس اک زمانہ میرا قاتل ہو گیا ۔
جوش وحشت لاکھ ہو صحرا کو جا سکتا نہین ۔ ای جنون اب مین گرفتار سلاسل ہو گیا
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنس کے کہتا ہی وہ شوخ ۔ ہی خدا کی شان تو بھی اسکے قابل ہو گیا ۔
حُسن آرائی مین تم مشتاق جب سے ہو گئے ۔ عشقبازی مین حسینون کی مین کامل ہو گیا
ناز بیجا اب اُٹھانے کی مجھے طاقت نہین ۔ ٹکڑے ٹکڑے تیری باتون سے مرا دل ہو گیا
حُسن اپنا دیکھ کے خود اُس کو حیرت ہو گئی ۔ آئنہ جب اُس پریرو کے مقابل ہو گیا
وصل کی پروا نہین یہ فخر کیا کم ہی مجھے ۔ مین تمھارے چاہنے والون مین داخل ہو گیا
مثل مجنون بنکے دیوانہ مین صحرا کو چلا ۔ جب نہان آنکھون سے وہ لیلی شمائل ہو گیا
مدتون عاشق تصور مین ترے لوٹا کیا ۔ لطف وصل یار بھی فرقت مین حاصل ہو گیا
کیون برائے قتل باندھے ہی کمر سے تیغ وہ ۔ آنکھ بھر کر جسنے دیکھا اُس کو بسمل ہو گیا
روضۂ سبط نبی مین جبکہ مین داخل ہوا ۔ کیا کہون کیا شادمان سطوت مرا دل ہو گیا

عین گرمی صحبت مین نقابدار نے لندھور سے کہا کہ ای دارائے ہند تم رفیق قدیم ہو امیر کے اور امیر کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہو جب مین نے اُن سے سوال کیا اُنھون نے یہی جواب صاف دیا کہ سرمیدان مجھسے مقابلہ کرو یا نے مجھسے لو مین نہین چاہتا کہ سرمیدان اُن کو خفت ہو یا میری ذلت ہو وقت دیکھ کر صاحبقران کو سمجھانا کہ سرمیدان سے باز آئیے یہ سنکر

لندھور نے کہا کہ ای بہادر صاحبقران وہ سپاہی ہین کہ سات برس کے سن مین طاہر عادی و
مطاہر عادی کو مارا بارہ برس کے سن مین ہشام بن علقمۂ خیبری کے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے
کیے سوا برس کے سن مین ہندوستان مین آے میرے گرز کھاے اور مجکو تسخیر کر لاے ہرچند
کہ مین زیر نہین ہوا مگر عقل سے دریافت کر لیا کہ صاحبقران مجھپر غالب ہین آخر شباب مین
مجکو زیر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیو راہ دار و دیو عفریت دار چنگ
آہن شاخ و سمندون ہزار دست وغیرہ سرکشان قاف کو مار کر چھتیس برس کے سن مین
پردۂ دنیا مین آے نوشیروان ایسا بادشاہ جلیل کہ کرور فوج کا بادشاہ تھا صاحبقران کے
ہاتھ سے شکست کھاتا ہوا ملکون ملکون بھاگا بس ای نقابدار یہ یاوہ گوئی مین نے اسوجہ
سے کی کہ اُن کی نظر مین کوئی جمتا نہین اپنے فرزندون کو زیر کیا کسی سے روگردانی نہین کی
مجھے نہین یقین کہ بدون مقابلہ وہ بانے دین نقابدار نے کہا کہ خیر ای دارا ے ہند کل
معرکۂ عظیم ہی کہ سات لاکھ نرہ ہاے دیو سے قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کریت بن قہقہہ آئیگا اُس سے
مقابلہ پڑیگا کل مجھے بڑی کد و کاوش کرنی ہی سب پردۂ ظلمات کی فوج لیکر آیا ہی اور وہ بھی
کہتا ہی کہ ایسی جنگ کرون کہ مردان عالم کو یاد رہے لندھور نے مقام پوچھا نقابدار
نے کہا کہ مین جو اس صحراے ویران مین اُترا ہون تو کیا باعث ہی کل وہ خود آئیگا اُسنے
مجکو نامہ لکھا تھا مین اُسکے وعدے پر آیا ہون ہرچند کہ وہ فوج کثیر لیکر آئیگا مگر میرے وہی
بارہ ہزار رفیق ہین اُنھین کو ساتھ لیکر مقابلہ کرونگا نقابدار کو ایسی صحبت لندھور کی
پسند آئی کہ رات بھر گانا سُنا کیا صبح کو رخصت ہوا لندھور آخر تک لشکر کے نقابدار کو
پہونچانے آے جب نقابدار نے بہت عذر کیا تب لندھور پلٹے نقابدار عیار سے اپنے
کہتا ہوا چلا کہ حقیقت مین لندھور بے مثل و نظیر جوان ہی صاحبقران نے کمال کیا کہ
ایسے دلیر کو رفیق بنایا لشکر مین آکر پہونچا تھا کہ سب سردار استقبال کر کے نقابدار
کو لے گئے نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام
صحرا تاریک ہوگیا بعد چند ساعت کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے کریت بن قہقہہ
کئی ہزار من کی چوبدست فولادی کاندھے پر رکھے ہوے تخت پر سوار کئی ہزار نرہ ہاے

دیو تخت کو اُٹھائے ہوئے فوج مثل مور و ملخ کے ساتھ اس کروفر سے کریت آکر پہونچا اور اُسی
مقام پر اُتر پڑا اسقدر دیوزاد جو آئے زمین وہانکی تھرا گئی ہزارہا نخل ویران ہو گئے
کریت بن قہقہہ تخت سے اُتر کر بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقابدار کو خبر ہوئی نقابدار
نے بھی طبل جنگی بجایا بارہ ہزار جوان سے مقابلۂ کریت مین اُترا ہوا ہی دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اُس شب کو نقابدار عالی مقدار خود اپنے لشکر مین طلایہ
پھرا کیا کریت بن قہقہہ کی طرف سے دیو سرسام ستر ہزار نرہ ہاے دیو سے براے طلایہ اُٹھا
تھا پھر رات رہے نقابدار سے سامنا ہو گیا سرسام دیو نے دیکھا کہ چند جوان نقابدار کے
ساتھ ہین اور نقابدار کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی سرسام کے ساتھ ستر ہزار نرہ ہاے دیو بزرگ
بڑے قد کے چوبدستین زاغنول ارہاے پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوئے کھڑے تھے
سرسام نے جو اشارہ کیا وہ سب طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نعرہ کر کے جا پڑا سرسام کو للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو مقابلے مین آ اورون کو کیا
بھیجتا ہی سرسام نے آگے بڑھکر ارۂ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بیچ مین تلوار کا
ہاتھ مارا کہ ارے نے دانت نکال دیے اور دو ٹکڑے ہوا آرے کو کاٹ کر خبردار خبردار
کہکر نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا سرسام نے سپر سنگی چہرے کی پناہ کی تیغۂ برق تاب جو تڑپکر
گرا سپر سنگی کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سرسام کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون نے
چاہا کہ جا پڑین مگر بعض نے منع کیا کہ نقابدار بہادر بے نظیر ہی جو اس سے مقابلہ کریگا مارا جائیگا
نقابدار سرسام کو مار کر پلٹا آکر آرام فرمایا یہ طلایہ والے بھاگے ہوئے سامنے کریت کے
آئے سب حال بیان کیا کریت نے کہا اِسی وقت بلہ کر دیتا لیکن طبل جنگی بج چکا ہی اب صبح
کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا یہ کہکر کریت نے آرام کیا قتل سرسام کا ذکر جابجا ہوتا
ہی کہ بڑا افسر مارا گیا جسکو دعویٰ تھا کہ مین نقابدار کو قتل کرونگا نقابدار نے بیک ضرب
شمشیر اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر یہی چرچے رہے صبح کو اِدھر سے نقابدار سوار ہوا وہی
بارہ ہزار جوان ساتھ ہین تیور پر کسی کے بل نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی کریت بن قہقہہ شانگین
لگاتا ہوا چوبدست فولادی ہلاتا ہوا میدان مین آیا سات لاکھ نرہ ہاے دیو پشت پر آکر جمے

مگر آمادہ ہین کہ کریت حکم دے تو ان آدمزادون پر جا پڑین جب نقیب نقابت کرچکے کریت نے داہنی
طرف دیکھا دیو نہنکال کہ سرداران زبردست سے ہی جست وخیز کرتا ہوا میدان مین آیا نہیب دی
کہ ای آدمزادو تم ہماری خوراک ہو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ارادہ
ہوا کہ مقابلہ نہنکال مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار سفید پوش گرز گران سنگ
کاندھے پر آکر پہونچا نہنکال سے مقابلہ کیا نہنکال نے چوبدست لگائی نقابدار سفید پوش
نے چوبدست قلم کی چوبدست کاٹکر گرز مارا کہ نہنکال پر اٹھا ہوگیا پھر آواز دی کہ او کریت
کسی اور کو بھیج سرسام کا بھائی دیو گمنام رات سے جھلا رہا تھا نہنکال کا مارا جانا
اور زیادہ شاق ہوا غصے مین بھرا ہوا گمنام نکلا مقابلہ نقابدار سفید پوش مین آیا اور
حملہ کیا نقابدار نے چوبدست اسکی گرز پر روکی کمر تک زمین مین غرق ہوگیا مگر پھر زمین سے
نکلا دودستی گرز مارا دیو گمنام بھی پیوند زمین ہوا دیو مرغ سر نکلا اُسنے آکر نقابدار سفید پوش
پر کئی چوبدستین لگائین نقابدار نے وار اسکے روکے اور پھر گرز دودستی مارا حریف پیوند خاک
ہوگیا بارہ دیو فردًا فردًا نکلے اور ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارے گئے لیکن نقابدار
زرین پوش حیران ہی کہ یہ کون جوان ہی کہ بارہ افسر مارے گرز دودستی اسکا خالی نہین جاتا
جسپر گرز پڑا وہ پیوند خاک ہوگیا جب کریت نے دیکھا کہ بارہ افسر مارے گئے غصہ کرتا ہوا
نکلا قریب نقابدار سفید پوش کے آیا چوبدست فولادی کو چرخ دیکر ہاتھ مارا کہ نقابدار کا
شانہ نشانہ ہوا ہر چند کہ شانہ جھول پڑا مگر نقابدار سفید پوش نے شانے کو باندھکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ کریت کا سر زخمی ہوا کریت نے فوج کو آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر ان سب کو
مارلو سات لاکھ نعرہ ہاے دیو کا بلوہ ہوا نقابدار زرین پوش نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ
اس کی مدد کرنا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر فوج پر جا پڑا نقابدار سفید پوش بھی لڑ رہا
ہی لاشون کے انبار لگادیے ہین جو دیو سامنے آیا ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارا گیا
نقابدار زرین پوش بہت حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی کہ جو اس زور وشور سے لڑ رہا ہی
بارہ افسر قتل کیے اور مغلوبہ مین لڑ رہا ہی بڑا جری وبہادر ہی عیار سے کہا کہ دریافت تو
کرو کہ یہ جوان کون ہی عیار چلا مگر نقابدار سفید پوش کے شانے سے خون بہت بہا منظور ہوا

کہ اب نکل چلیے مگر خون بہنے سے شانے کے سست ہو رہا ہی لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی ایک گوشہ
پر آیا چاہتا ہی کہ بلوے سے نکلون کہ نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا اُس مقام پر پہونچا
کہا ای جوان مین تیری جرأت کا قائل ہوا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ کر یہ سُنکر نقابدار نے بند نقاب چہرے سے اُٹھایا نقابدار زرین پوش نے دکھا کہ
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران ہین نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ
ای دارائے ہند ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کی ہی مین تمھاری جرأت کا قائل ہوا یہ
سُنکر لندھور نے کہا کہ اب مجھ مین قوت نہین ہی مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے بڑھ کر
شمشیر زنی کی لندھور لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر نقابدار زرین پوش اُس مغلوبہ مین لڑ رہا ہی
عیار سے کہتا ہی کہ شب کو جو مین نے کلام کیا اُسکا ظہور لندھور نے دکھایا حقیقت مین امیر ہی
کا کلیجہ تھا کہ ایسے جوان کو زیر کر کے رفیق اپنا بنایا لندھور کی جرأت مین کوئی فرق نہین ہین
گرمی جنگ ہی نقابدار زرین پوش کے ہاتھ سے زخم سر کریت چوپارہ ہوا کریت سامنے سے
نقابدار کے ہٹ گیا چاہتا ہی بھاگ کر جان بچاؤن مگر نقابدار اُن بارہ ہزار جوانون سے
سات لاکھ پر غالب ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ لندھور بڑی جرأت دکھا گئے مگر یہ لوگ ہزار
جرأت دکھائین مین ضرور ہی بانے لونگا اور صاحبقران سے سر میدان لڑونگا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
ایک طرف سے نقابدار زمرد پوش اور ایک طرف سے نقابدار گلگون پوش بارہ بارہ
ہزار فوج سے آکر پہونچے اور شریک جنگ ہوے جب یہ دونون نقابدار آئے اور رحم کر
جنگ کی کئی لاکھ سرہاے دیو مارے گئے تب کریت بھاگا دس کوس تک اسکا نقابدار
زرین پوش نے پیچھا کیا مگر کریت نکلگیا نقابدار جنگ فتح کر کے پلٹا مال و اسباب کافرون کا
لوٹ لیا مگر لندھور بن سعدان جو جنگ سے پلٹے مُنھ پونچھتے ہوے جاتے ہین مگر غش آرہا
ہی لندھور ضبط کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اخفاے تاجدار بارہ ہزار
فوج سے جاتا تھا اِسکو جو معلوم ہوا کہ لندھور جانشین صاحبقران جاتا ہی فوج سے اپنی
اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو لندھور نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور ؎ جزیرہ ہاے
دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ نعرہ کر کے لڑنے لگے

لڑتے بھڑتے قریب اخفاے تاجدار پہونچے اخفاے تاجدار نے حربہ کیا لندھور نے تلوار چھین کر اخفاے تاجدار کو اُٹھالیا اخفاے تاجدار بارہ ہزار جوانون سے مسلمان ہوا اپنے مقام پر آکر اُترا لندھور نے اخفاے تاجدار سے کہا کہ کل مین نے مادہ غول کو قتل کیا تھا پینتالیس شاہزادے اُسکی قید مین تھے سب کو مین نے رہا کر دیا جو بارگاہین وغیرہ موجود ہین یہ سب اُسی نے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھین وہ ہمین دستیاب ہوئین مگر اخفاے تاجدار یہ دوکاندار کہان سے آے تھے اخفا نے کہا کہ میرا قلعہ یہان سے بارہ کوس پر ہی اُسی قلعے کے سب دوکاندارون نے آپکے یہان میلہ جمایا آپ نے سیر کی لندھور نے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ مین مقابلہ جمشید ثانی مین جاؤن اخفا نے کہا کہ بسم اللہ غلام آپ کے ساتھ ہی لندھور نے اخفاے تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف جمشید کے کوچ کیا مگر مالک اشتر جو تخت سے گرے تو ایک جزیرے مین گذر ہوا وہانکا حاکم مہلال سرکش تھا اُسکو خبر ہوئی کہ جانشین صاحبقران ہمارے جزیرے مین آیا ہی مہلال نے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے اور آکر مالک کو گھیرا مالک اشتر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا دای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرہ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + نعرہ کر کے نیزہ دوزبان سنبھالا جسپر نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا اور اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئی ۔ جوان مالک نے قتل کیے بھر لڑتے بھڑتے سامنے مہلال سرکش کے آے مہلال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھینکر اُسکو اُٹھالیا مہلال بارہ ہزار جوانونسے بصدق دل مسلمان ہوا جزیرہ اسلام آباد ہوا مالک کو مہلال سرکش ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مالک آکر بیٹھے ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر رقص کرنے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا	کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا
لب تک آیا حرف شوق وصل یار	آشکارا راز پنہان ہو گیا +
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان	چاک کیون گل کا گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون	کس لیے تو دشمن جان ہو گیا +

رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے ❊ جابجا گنج شہیدان ہو گیا ❊
کشور دل ہو گیا ہو کا مقام ❊ خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے ❊ قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ ❊ داخل ملک خموشان ہو گیا ❊
میرے ویرانے مین آیا جب وہ گُل ❊ ہرطرف کوسون گلستان ہو گیا
فصل گل آتے ہی بے تکلیف دست ❊ پرزے پرزے خود گریبان ہو گیا
دست وحشت نے وہ کی پردہ دری ❊ چاک دامن تک گریبان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بر ❊ درد دل کا میرے درمان ہو گیا

مگر نقابدار زرین پوش جنگ دیوان فتح کر کے شکار کھیلتا ہوا اس جزیرے مین پہونچا عیار نے مالک کے مالک کو خبر دی کہ نقابدار زرین پوش اس جزیرے مین آیا ہی یہ سُن کر مالک اپنے مقام سے اُٹھے آکر نقابدار سے ملاقات کی نقابدار نے کہا کہ ای مالک لندھور نے بڑا کار نمایان کیا بڑا جری و بہادر ہی مالک نے کہا کہ ای نقابدار بہادر اہل ہندوستان کیا جانین کہ جراُت کیا چیز ہی بہادری ہمارے عرب مین اُتری ہی اس جزیرے مین اکیلا آیا تھا مہلال سرکش کو زیر کیا اب بارہ ہزار جوان ساتھ ہین نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا کہ عیار نقابدار سامنے سے آیا عرض کی کہ ای شہریار جزیرے کے پہلو مین ایک کوہ کلان ہی امندون بن سمندون بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے اُترا ہوا ہی طرف گلستان ارم کے جاتا ہی نقابدار نے کہا کیا مجال کہ آج کل کوئی طرف گلستان ارم کے جاسکے مالک نے مادیان کو بڑھایا کہا کہ ای نقابدار بہادر ابھی جاکر اُسکو شکست دیتا ہون ہرچند نقابدار نے روکا مگر مالک ذکر لندھور سُنکر بیقرار تھے کہنا نقابدار کا نہ مانا اور فوج امندون پر جا پڑے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا نعرہ مالک سہ منم مالکِ اژدر خشمگین ❊ سپہ دار در لشکر اہل دین ❊ نعرہ کر کے جا پڑے کئی نرہ ہاے دیو کو مارا جسپر نیزہ مار دیا سینے کو توڑ کر نیزہ پار گذرا نیزے سے بارہ چودہ دیو مارے نقابدار کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی مالک نے امندون کو للکارا کہ او بیحیا میرے

مقابلے مین آ امندون نے بڑھکر حملہ کیا مالک نے خالی دے کر نیزہ مارا کہ شانہ امندون کا زخمی ہوا نقابدار بھی جا پڑا فوج امندون کو شکست دی نقابدار زرین پوش نے بڑی تعریفین کین مالک خوش ہوگئے نقابدار رخصت ہوگیا مگر مالک مہلال سرکش کی بارگاہ مین آئے فرمایا کہ ای برادر کل ہمارا کوچ ہی مہلال نے کہا غلام آپ کے ساتھ چلیگا اب ساتھ نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ بچشم میرا کوچ کرچکا ایسا نہو کہ وہ مجھسے پہلے پہونچ جائے تمنے خبر سُنی کہ نقابدار زرین پوش کہ برابر صاحبقران کے ہی اُسنے لندھور کی تعریف کی ہین سے اکیلے جاکر لشکر امندون کو شکست دی مہلال نے کہا کہ ہمارے جزیرے مین شکار متعدد ہی دو دن شکار کھیلیے بعد اُسکے حضور کے ہمراہ چلون گا مقابلۂ جمشید ثانی مین چل کر اُتریے مقابلہ آغاز ہوجائے مالک نے قبول کیا رات کو عرب دراز سے حکم دیا کہ شکار کی تیاری کرنا عرب دراز نے رات ہی سے تیاری شکار کی کی بہلیے قراول حاضر ہوئے صبح کو مالک اُٹھے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آکر نماز پڑھی جھاڑی جھنڈیان بہلیے قراول جھاڑنے لگے جو تیتر لوا بٹیر نکلا مالک نے اُسکو شکار کیا تھوڑی دیر مین جانوران پرند سے ارابے لادیے پہر دن چڑھے فرمایا کہ ای عرب دراز کوئی آہو سامنے نہین آیا عرب دراز نے عرض کی کہ ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ چند گنوار سامنے سے آئے اُنھون نے خبر دی کہ یہان سے تین کوس پر ایک دھالون کا کھیت ہی کئی سو آہو چرا کررہے ہین مالک نے مادیان کو بڑھایا چند سوار ساتھ ہین دورے مالک نے دیکھا کہ ایک کھیت مین کئی مادہ ہائے آہو ہین ایک نر سب کے بیچ مین مادائون پر مستی کررہا ہی مالک نے ساتھ والون سے کہا کہ مادائون کا تم سب کو اختیار ہی مگر نر کو مین شکار کرونگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے مادائین تو اور طرف بھاگین مگر نر نے مالک سے آنکھ ملائی اور یکایک اس طور سے جست کی کہ کُھر اُسکے مالک کے خود مین لگے مالک کو بڑا غصہ آیا کہ اس بے زبان نے مجھ ہی کو گنہگار کیا اب اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر مادیان کو پھیر اتعاقب مین چلے جاتے ہین کہ شکار کرون آہو طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر جاکر چوکڑی بھولا مالک نے تیر مارا کہ آہو لنجھیا کر گرا مالک نے

اُترکر اُسکو بقربانی پہونچایا کہ دوسری گرد سامنے سے اُڑی مالک نے دیکھا ایک آہوے خوردہ بھاگا ہوا آتا ہی مالک نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُس کو بھی بقربانی پہونچایا اب ارادہ ہی کہ دونون آہوے شکار بندسے باندھون کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک جوان نقابدار مرصع پوش گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا گھوڑا بڑھا کر قریب مالک کے آیا کہا کہ کیون اے اجل گرفتہ تونے میرے شکار کو کیون شکار کیا تو نہ سمجھا کہ کسی شوقین بہادر کا یہ آہو شکار کردہ ہی میرا مزہ کھو دیا مالک نے کہا کہ صحرا مین آہو سامنے آیا کیونکر نہ شکار کرتے نقابدار نے کہا کہ مین تجکو شکار کرونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا جھٹکا جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی بقول میر حسن نظم برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + دیگر وہ نقشا وہ نور کا سراپا + ایسا نہین حور کا سراپا + وہ صبح جبین تھی صبح جنت + ہر چین تھی موجۂ لطافت + آنکھین اُستاد سامری تھین + نشے مین شراب کے بھری تھین + دنبالہ کب اُنکین سرمے کا تھا + بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا + بینی کے قریب کب تھے ابرو + شہبازنے وا کیے تھے بازو + مالک کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مُنھ سے اُف اُف نکلی چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے مگر اُس نازنین نے سر مالک کا زانو پر رکھ لیا پیشانی سہلانے لگی یہی چاہتی ہی کہ اسکو ہوش آے تو اس سے کلام کرون کہ عرب دراز جو اپنے آقا کی تلاش کرتا پھرتا تھا سامنے سے پیدا ہوا نقابدار نے جو عیار کو دیکھا شرما کر اُٹھ گیا عرب دراز نے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار بیٹھا تھا یا سوار ہو کر روانہ ہوا چاہا تعاقب کرون مگر نقابدار گھوڑا بڑھا کر نکلگیا عرب دراز پلٹا دور سے دیکھا کہ مالک بیہوش پڑے ہین قریب آکر اِسنے پانی چھڑکا مالک کو ہوش آیا دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجکو بگڑ گیا ⁂ قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
آئی تو ہو پسند اِسے چال یار کی ⁂ سُن لیجو یا نون کبک دری کا اُکھڑ گیا
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون ⁂ سر سے تڑپ کے چار قدم اپنا دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد — جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین — اُس بُت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دوچند — مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونقِ بزم شہان ہوا — کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دلِ نالان شریک روح — منزل مین زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی — حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے — افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو سُرخ لعل لب یار کا خیال — جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا — سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

عرب دراز ہر چند پوچھتا ہی مگر مالک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی کبھی جواب دیتے ہین کہ ای یار وفادار کیا حال پوچھتا ہی میری تو عجب کیفیت ہی دیکھیے عشق کیا انجام دکھائے یہ کہکر بادیان پر سوار ہوے جسطرف سے نقابدار آیا تھا اُس طرف روانہ ہوے عرب دراز ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مگر عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس مجھسے جو کچھ کہیے وہ بجا لاؤن مالک نے کہا کہ تم سے مین کیا کہون کوہ غم والم دل پر ٹوٹ پڑا بیتابی کی ترقی ہی تاب و توانائی نے جواب دیا مگر مقام افسوس ہی کہ تمنے اُسکو جاتے دیکھا اور پیچھا نہ کیا عرب دراز نے کہا کہ مین نے آپ کو پڑا ہوا دیکھا دل بیقرار ہوگیا مجھے گمان تھا کہ یہ نقابدار کوئی راہ گیر ہی یہ کیا جانتا تھا کہ آپ کا صبر و سکون لے گیا مالک نے جوابدیا کہ ای عرب دراز آگے بڑھ جاؤ جستجو تمھاری خالی نہ جائیگی خواجہ عمرو کے شاگرد ہو شاید پتہ ملے عرب دراز بہت خوب کہکر آگے بڑھا لستان مرکب دیکھتا ہوا آتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین عرب دراز نے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا حباب مارکر بیہوش کیا مثل مردے کے ٹانگ پکڑکر ایک غار مین چھپا دیا خود اُس کنیز کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری ہین ہزارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ

بارش مروارید ہوتی ہی عرب دراز تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا فرش وغیرہ بچھا ہی
اور ایک شاہزادی آفتاب جمال وخورشید مثال صاحب جاہ وجلال مسند پر بیٹھی ہی مگر چہرے
سے پریشانی ظاہر ہی عرب دراز نے آکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون گلچہرہ یہ کیا سبب ہی
کہ آج ہنستی ہوئی آئی ہو ہم تو رنجیدہ وکبیدہ بیٹھے ہین اور تمھین خوشی ہی گلچہرہ نقلی نے
دست بستہ عرض کی کہ دشمنان حضور کو کیا غم ہی ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ حقیقت مین عیش و
فرحت نے ہماری صحبت کی قسم کھائی تھی جابجا ذکر ہوتے تھے کہ صبح خندان کی صحبت مین
رنج وغم کا ذکر نہین ہی کیسی کیسی گانے والیان موجود ہین کہ جنکی آواز سے دل کو فرحت ہو
مگر آج فلک نے وہ غم دکھایا ہی کہ سوا ے رنج وملال کے سامان خوشی نہین گلچہرہ نقلی نے
عرض کی کہ واری مین امیدوار ہون کہ مین بھی سنون کہ سرکار کو کیا غم پہونچا اگر ہو سکے تو
رفع ملال کی تدبیر کرون ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی اور کہا کہ ای گلچہرہ آج جو مین شکار کو
گئی تو ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال مرد سپاہی کو دیکھا کہ
شکار کھیل رہا ہی اور دو آہو شکار کیے پڑے تھے مین نے چاہا کہ مین ڈراؤن مگر وہ کب
خائف ہوتا ہی اُسنے مجکو اُٹھا لیا مگر صورت دیکھ کر بیہوش ہو گیا میرا بھی عجیب حال ہوا مگر
اپنے کو سنبھالا جس طور سے بنا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر اپنے بیار کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا
منظور ہوا کہ اِسکو بیدار کرون کہ ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکو دیکھ کر بھاگی جسوقت
سے آئی ہون دل کو وحشت ہی کہ کیونکر اُس شخص تک پہونچون گلچہرہ نقلی نے کہا کہ کچھ نام اُسکا
حضور کو معلوم ہوا کہ اُسکا نام کیا ہی مقام کہان ہی ملکہ نے جواب دیا کہ ای گلچہرہ نام و
مقام تب معلوم ہوتا کہ جب کلام کرنے کی نوبت آتی گلچہرہ نے کہا کہ آپنے انگشتر سے نام اُسکا
دریافت نہ کیا ملکہ نے کہا کہ ہان میرے ہوش درست نہ رہے مین عیار کو دیکھ کر بھاگی یہی خوف ہوا
کہ غیر شخص سے کیونکر بات کرونگی گلچہرہ نے کہا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین اُسی مقام پر جا کر اُس
جوان کو تلاش کرون ملکہ نے کہا کہ اتنا مین نے سُنا ہی کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی
کہ ہلال سرکش وہانکا حاکم ہی اُس قلعے کو مالک اشتر نے تسخیر کیا ہی شاید وہ ہی اِس
صحرا مین برائے صید افگنی آئے ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہی وہ ہی ہونگے کل والد نے

یہ ذکر کیا تھا بلکہ فرماتے تھے کہ لشکر کشی کر کے جاؤن اُس جوان کو گرفتار کر لاؤن مگر وہ جانشین صاحبقران ہی اُسکا گرفتار ہونا دشوار ہی ای صبح خندان آج کل شکار وغیرہ کو نہ نکلنا ایسا نہ ہو کسی مقام پر مقابلہ پڑ جاے میری شامت کہ مین براے شکار گئی جو اُن کو خیال تھا وہ ہی ہوا کہ خود شکار ہوئی باپ ہمارے جلیل خارہ شکن ہر چند کہ پہلوان ہین مگر نام سے اُس جوان کے کانپتے ہین تم ای گلچہرہ اگر ہو سکے تو ٹہلتی ہوئی جاؤ اور مفصل خبر لاؤ گلچہرہ نے کہا کہ واری مین اُن کو بُلا لاؤن ملکہ سے اور عرب دراز سے باتین ہو رہی ہین کہ وزیر زادی ملکہ کی موسوم بہ اظہار ماہ طلعت آئی اُس کو دیکھ کر میان عرب دراز مائل ہوے دوڑ کر استقبال کیا اور عقل سے سمجھ گیا کہ یہ وزیر زادی ہی کہا ای وزیر زادی صاحب آئیے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بڑی محبت سے کہا آئیے ملکہ تنہا بیٹھی تھین آپ پاس بیٹھیے اور مین تلاش مین جاتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ گلچہرہ کہان جائیگی اور کہان تلاش کریگی گلچہرہ نے کہا کہ مین وہین جاؤنگی اور بُلا لاؤنگی ملکہ تو خاموش ہوئین اور عرب دراز نکلا مالک راہ مین کھڑے تھے پکار کر پوچھا کہ ای مسیحاے زمان ہمارا علاج بھی تجویز کیا عرب دراز نے جواب دیا کہ حضور کے علاج کو گیا مین بھی بیمار ہو کے آیا ای شہریار حقیقت مین ملکہ تو شعلهٔ جوالہ ہی وزیر زادی اُسکی اسقدر شوخ و شنگ ہی کہ غلام مر گیا اصل مین یہ کیفیت ہی بلکہ اُسکی محبت مین یہ صورت ہی نظم

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا ÷ یوسف سے تیرے حُسن کا پلہ گران ہوا +

روے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا ÷ اُڑ کر مرا لہو شفقِ آسمان ہوا ÷

اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا ÷ ابر سیاہ آہون کا میری دھوان ہوا

دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے ÷ گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھانے پیچ وتا ÷ شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور ÷ کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع ÷ سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گُل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی ÷ کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع ÷ زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا +

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا	بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہِ ملکِ عدم ملی	آہن ہمارے واسطے سنگِ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند	آتش نہین شعر سے پست آسمان ہوا

مالک نے اپنے سے زیادہ عرب دراز کو بیقرار پایا کہتا ہی چلیے مین کنیز کو بیہوش کرکے ڈال آیا ہون اُسی کی شکل بن کر آپ کو لیچلونگا مالک تو خود گھبرائے ہوے تھے عرب دراز کے کہنے سے ہمراہ ہوے گلچہرہ کی شکل پر عرب دراز ہمراہ ہوا جب مالک دروازے پر باغ کے پہونچے تو گلچہرۂ نقلی نے جاکر عرض کی کہ حضور وہ آے ہین ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ تو تو ایسی جلدی آئی کہ جیسے وہ کہین راہ ہی مین کھڑے ہوے تھے اگر وہ نہ ہون اور کوئی ہو گلچہرہ نے کہا کہ اگر وہ نہ ہون تو سامنا نہ کیجیے گا اور اگر وہی ہون تو صحبت مین جگہ دیجیے وزیرزادی نے سمجھایا بھی کہ واری یہ بہتر نہین کہ جس شخص سے آگاہ نہون اُسکا بلا تکلف آنا ایسا نہو کہ آپکے والد کو خبر ہوجاے تو بہت بُری طرح پیش آوینگے ہم لوگون پر آفت برپا کرینگے اور فرمائینگے کہ تم لوگون نے انتظام نہ کیا مگر آپ کو بدحواس پاتے ہین اس وجہ سے ناچار ہین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور عرب دراز دوڑا ہوا دروازے پر آیا پکار کر کہا کہ آئیے مالک تنتنے ہوے اندر آے رنگ باغ دیکھ کر شگفتہ ہوگئے کہ کیسا سرسبز و شاداب باغ ہی جس کا فردوس کو داغ ہی ملکہ مُنھ لپیٹے بیٹھی ہین مالک کو دور سے جو دیکھا وزیرزادی سے کہا اصل مین یہ کیفیت ہو فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را * بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را * جمال بے مثال مالک دیکھ کر وزیرزادی بھی دنگ ہوگئی مالک آکر بیٹھے ملکہ مُنھ پھیرے ہوے بیٹھی ہین مالک نے کہا کہ کیون بی گلچہرہ ہم کسکے مہمان ہین عرب دراز نے کہا کہ میزبان آپکی ابھی خاموش ہین انشاء اللہ باتین ہونگی وزیرزادی نے کہا کہ کیون گلچہرہ آج کیسی باتین تم کررہی ہو لفظ انشاء اللہ کہنا تنے سیکھا عرب دراز حیران ہوگیا کچھ جواب نہ دیا دلمین اپنے کہتا ہی کہ مین نے یہ کلمہ کیون کہا مگر ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو دو چار شعر گاؤن ملکہ نے ہنس کر کہا کہ ای گلچہرہ تو گانا کیا جانے گلچہرہ نقلی نے عرض کی کہ واری مین نے حضور پر ظاہر نہین کیا آج اظہار کرتی ہون یہ کہکر بایان کھینچا مخفی کے یہ اشعار گانے لگی نظم

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست — بے کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال نہ بردند — ای بے خبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است — ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست
بدرید ترا پردۂ عصمت چو ز عصیان — ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مختفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بپرسم — مقصود ز پیدایش این کون و مکان چیست

اس رنگ سے عرب دراز نے یہ اشعار گائے کہ وزیرزادی نے بڑی تعریف کی عرب دراز قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور ابھی آپنے کیا سُنا ہی اور بہت سے کمال جانتی ہون کہ جنسے آپ محظوظ ہو جاوین قدمون سے جو عرب دراز لپٹا وزیرزادی نے مسکرا کر کہا کہ ای گلچہرہ آج تجھے کیا ہو گیا ہی کہ جو ایسی باتین کرتی ہو عرب دراز نے کہا کہ بی گلچہرہ وہان بیہوش پڑی ہین مین تو آپ کا غلام ہون یہ کہ کر رنگ و روغن عیاری پونچھا ملکہ نے ایک دوہتھڑ مارا کہا کہ او نگوڑے عیار مکار تو نے بڑا جال پھیلایا اب وزیرزادی کو بھی ثابت ہوا کہ عرب دراز عیار مالک ہی منھ پھیر کر بیٹھی کہا ای ملکۂ عالم اس نگوڑے نے بڑا جال پھیلایا کہ جان نہ پہچان اور قدمون پر لوٹ گیا مگر گلچہرہ کو جو ہوشیار کیا یہ سن دراز عورت یہ حال سُنکر جل گئی جی مین کہتی ہی کہ عیار و سردار نے خوب جال پھیلایا چل کر ان کے باپ سے اس امر کی اطلاع کردون کہ وہ آکر سزا دین مالک کو قتل کرین ملکہ کو بھی سزا ملے اور یقین ہی کہ بی وزیرزادی بھی گنہگار ہون یہ سوچ کر بھاگی کہ جاکر شاہ سے اطلاع کردون اُدھر شاہ برائے شکار گئے تھے پلٹے ہوئے آتے تھے راہ مین گلچہرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ کیون گلچہرہ کہانسے آتی ہو گلچہرہ جھلائی ہوئی تھی بلا تکلف بولی کہ آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ آپ کی صاحبزادی نے پالنے سے پانون نکالے غیر شخص کو بلا کر بٹھالیا اور عیار انکا میری شکل بن کر آیا وہ بی وزیرزادی کے ساتھ چونچلا کر رہا ہی اب شاہزادی اور وزیرزادی ایک حال مین ہین دونون مردوے بیٹھے ہین جہلیل خارہ شکن یہ حال سُن کر کانپنے لگا گلچہرہ اور زیادہ باتین بنانے لگی کہا واری مین نے اُن لوگون کا سامنا نہین کیا آپ کی تلاش مین نکلی تھی آپ یہین مل گئے جہلیل نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون شکار سے پلٹ کر آیا ہون

یہ کہہ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ مالک ملکہ سے باتین کر رہے ہین
کنیزین سامنے حاضر ہین عرب دراز وزیرزادی پر لوٹا پڑتا ہی اور وزیرزادی برہم ہوتی
ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوا آپ کے والد تشریف لاتے ہین
اور بی گلچہرہ ساتھ ہین ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا گھبرا کر کہا کہ اب مین کیا کرون صاحب تم کہین
چھپ جاؤ مین باتین کر کے اُن کو ٹالدونگی مگر گلچہرہ نے سب حال کہا ہوگا وزیرزادی
نے کہا کہ وہ نگوڑی رشک مین بھری ہی اُسکو صبر نہ آیا اُسنے ضرور کہا ہوگا وہ ہی شاہ کو لیکر
آئی ہی مالک نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا کہا ملکۂ عالم کیون گھبراتی ہو آنے دیجیے سمجھا جائیگا
ملکہ نے کہا کہ صاحب وہ بہت زبردست ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ساٹھ ستر ہزار
فوج کے وہ حاکم ہین سب پہلوان اُن کو مانتے ہین مالک نے کہا آنے تو دو کہ سامنے کا
دروازہ کُھلا اور تہلیل خارہ شکن تلوار تولتا ہوا اندر آیا مالک کو جو بیٹھے ہوے دیکھا
للکار کر آواز دی کہ او باغی تو یہانتک کیونکر پہونچا اب تم سبھون کی قضا میرے ہاتھ سے
ہی تلوار کھینچ کر دوڑا مالک اُسیطرح بیٹھے رہے کنیزون نے باہم کہا کہ لو بوا آیا تو تلوار برسا رہے
تھے یا حیران بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ نہین ڈالتے دوسری نے کہا کہ بوا تہلیل خارہ شکن
بلاے روزگار ہی بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جلاد صاحب ظلم و بیداد اکثر کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا مگر جب تہلیل نے دیکھا کہ یہ جوان نہین اُٹھتا تلوار کھینچ کر سر پر آیا ہاتھ تلوار کا
مالک پر مارا مالک نے گھُٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار تہلیل کی چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا اور تہلیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون
تہلیل نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مالک نے سوال اسلام کیا تہلیل خارہ شکن
راضی ہوگیا مکرر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا عرض کی کہ مین جا کر قلعے مین سامان دعوت کرون
کہ کل رعایا آپ کی زیارت سے مشرف ہو مالک نے قبول کیا تہلیل قلعے مین آیا مالک
اُسی طرح مسند پر آکر بیٹھے مگر ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ آپ نے اچھا نہ کیا اس مکار
کو چھوڑ دیا اپنے تئین بہت بچائیے گا ملکہ نے عرب دراز سے کہا کہ ای عرب دراز مالک
کی اپنے حفاظت رکھنا عرب دراز خاموش ہو رہا مگر تہلیل خارہ شکن کہ اس کو اپنے

زیر ہونے کا بڑا قلق ہی راہ مین سوچتا ہوا قلعے مین آیا افسرون نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین
آکر بیٹھا انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے روشن ہوئی غواصان بحر بے پایان مضامین
وشناوران دریاے قہار لطمہ سنج گوہر آگین یون ذکر کرتے ہین کہ سب اپنی اپنی راے
ظاہر کرنے لگے کسی نے کہا کہ شبخون مارے کسی نے کہا کہ ایک مرتبہ بلوہ کردین وہ اکیلے ہین
گھیر کر مار لین گے کیا اُن کو پناہ دین گے مگر عیار اسکا سرخیل تیز رفتار اپنے مقام سے
اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر ہلیل کے سامنے آیا عرض کی کہ آپ کیون تردد فرماتے ہین مین مالک
کو پکڑے لاتا ہون اپنا قبضہ کر کے قتل کیجیے یہ راے سب کو پسند آئی کہا ای سرخیل اگر
مالک کو پکڑ لائے تو گویا سلطنت بچائی سرخیل نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہ کر با نہلے عیاری
سے آراستہ ہو کر طرف مالک کے چلا پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوار پر چڑھا دیکھا ملکہ
اور مالک چھپر کھٹ پر سوتے ہین سرخیل نے آکر مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر
لے بھاگا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو خالی پایا گھبرا کر اُٹھی عرب دراز کو
جگایا بُلا کر کہا کہ ای عرب دراز مالک کو کوئی چُرا لے گیا عرب دراز نے بیترہ دیکھا کہا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار لے گیا ملکہ صبح خندان نے کہا کہ ہان ایک عیار میرے باپ کا
سرخیل تیز رفتار نامے ہی وہ ہی لے گیا ہوگا عرب دراز نے کہا کہ مین جاتا ہون نیمچہ
پکڑ کے چلا مگر سرخیل جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کوئی تین کوس نکل چکا ہی کہ پشت سے آواز
آئی کہ ٹھہر عرب دراز ادنا عیار کہان جاتا ہی سرخیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ عرب دراز
غصے مین آنکھین سُرخ نیمچہ کھینچے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی فوراً زمین پر پشتارہ رکھدیا
آپس مین نیمچہ چلنے لگا عرب دراز چاہتا ہی کہ یہ پشتارے کے پاس سے ہٹے تو مین قبضہ کرون
مگر سرخیل جما ہوا لڑتا ہی پشتارہ نہین چھوڑتا ایک شاگرد سرخیل ہینوش مست مزاج
جو طرف لشکر مالک کے چلا تھا ایک زرغے مین چھپا بیٹھا تھا کان مین اسکے آواز آئی کہ
کہین اُستاد لڑ رہے ہین جھانک کر دیکھا کہ ایک عیار طرار بڑے قد و قامت کا سرخیل
کو گھیرے ہوے ہی اور بیچ نخل پر پشتارہ رکھا ہی ہینوش نے جھپٹ کر پشتارہ اُٹھا لیا
دبے پاؤن لیکر بھاگا یہان عرب دراز نے گھس گھس کے نیچے مارے سرخیل پیچھے ہٹا مگر

سرخیل نے جو پلٹکر پشتارہ نہ دیکھا سمجھا کہ کوئی شاگرد اسکا ساتھ آیا تھا اُسنے یہ کام کیا اب
اپنی جان بچاؤ نکل چلو یہ سوچ کر بھاگا عرب دراز نے پیچھا کیا مگر تیز رفتار اسکا نام تھا
جست و خیز کرکے نکل گیا عرب دراز سوچا کہ چل کر ملکہ سے خبر کرون پھر مالک کی فکر کرونگا
یہ سوچ کر پلٹا یہان ملکہ مسلح و کمل بیٹھی ہین کہ مین فوراً جاؤنگی اور جنگ کرکے اپنے مالک کو
چھڑا لاؤنگی کہ عرب دراز آکر پہونچا سب حال اِسنے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ قید مالک کی
پہونچ گئی خدا اُن کو بچالے ای عرب دراز تم نے غفلت کی خیر مین چلتی ہون عرب دراز
نے کہا کہ آپ نہ چلیے مین اُنکو رہا کرلاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بھیا مجھسے صبر نہ ہوگا آخر مین نے
فنون سپہ گری کیون سیکھے تھے یہی اُسکے صرف کا وقت ہی یہ مین جانتی ہون کہ اگر لڑتی بھڑتی
اُن تک پہونچ گئی اور ہتھکڑی اُن کی کاٹ دی تو وہ قید فوراً توڑ ڈالین گے مگر بھیا یا تم
لڑتے ہوے پہونچنا یا مین اپنے کو پہونچاؤنگی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزین
عربی و ترکی و تازی مادیانون پر سوار نیزے ہاتھ مین گھوڑیان طرارے بھرتی ہوئین
اِس شوکت و شان سے ملکہ چلین یہان وہ وقت ہی کہ سرخیل تو رنجیدہ و کبیدہ لشکر
مین آیا سبھون نے کہا کہ اُستاد کیا کام کیا ہی اِسنے کہا کہ ساری مشقت میری خاک مین
مل گئی پشتارہ غائب ہو گیا مین حیران ہو کے بھاگا اُس عیار سے میری جان نہ بچتی جان
بچا کے بھاگ آیا ایک شاگرد نے خبر دی کہ ای اُستاد خلیفہ صاحب مینوش مست مزاج
پشتارہ لائے سرخیل یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا وہ ایسا ہی شاگرد ہی مین اپنا اُسے جانشین
کرونگا خوب اُسکو مین نے بتایا ہی مگر اُسنے بھی اچھی طرح حاصل کیا ہی یہ کہکر دوڑا بارگاہ
مین آیا دیکھا سب گھبرا رہے ہین اور پشتارہ رکھا ہی سرخیل نے کہا کہ ای شاہ بڑی
آپ غفلت کرتے ہین اگر اس کو ہوش آگیا تو قیامت برپا کریگا جلد آہنگر کو بلائیے حکم کی
دیر تھی آہنگر آکر موجود ہوا دُہری قید مالک کو پنہائی مالک بیہوش پڑے ہین آہنگر
ہتھکڑیان بیڑیان پنہا رہا ہی کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا اہلیل نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی
ہرکارے نے خبر دی کہ ایک نقابدار مرصع پوش سات سو جوانون سے آپ کے لشکر پر
گرا ہی قتل کرتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے پہلوانون نے روکا مگر نقابدار نہین رُکتا ساتھ والے

اُسکے کیا عمدہ رفیق وشفیق ہین جہان کسی نے وار کیا ایک نے اُسکے مرکب کی آنکھ پر تیر
مار دیا گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا کسی نے جب دیکھا کہ ہمارے آقا پر کسی پہلوان نے حربہ کیا
اُسنے پہلو پر آکر نیزہ مار دیا اُس پہلوان کا ہاتھ بلند نہ ہونے پایا کہ جان بحق تسلیم ہوا اور
یہان نقابدار لڑتا بھڑتا قریب بارگاہ پہونچا ہی افسران فوج روک رہے ہین مگر نقابدار
رستمانہ لڑتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا اور طنابین بارگاہ کی قطع کرنا شروع کین جب طنابین
کٹین تو بارگاہ لہرائی گھبراہٹ مین مہلیل کے مُنھ سے نکلا کہ یارو نکلچلو ایسا نہ ہو یہ بارگاہ
آرہے مگر قیدی کو بھی باہر لے چلو یہ کہ کر دوسری طرف سے باہر نکلا سپاہی کشان کشان
مالک کو بھی لائے کہ بارگاہ گری کئی ہزار آدمی دبے نقابدار نے دیکھا کہ مالک کو
مسلسل کر کے لے نکلے ہین مہلیل افسرون سے صلاح کر رہا ہی کہ تم سب نقابدار کو روکو
مین قیدی کو لے کر نکل جاؤن قلعۂ خوش گوار یہان سے تین کوس پر ہی خوشباش جادو
وہان کا حاکم ہی میرا دوست صادق و محب واثق ہی ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا افسرون
نے کہا کہ ہم نقابدار کو روک لین گے آپ کے تعاقب مین نہ جانے دین گے یہ کہ کے
فوج نے پرے باندھے مہلیل نے مالک کو ارابے پر سوار کیا دس ہزار جوان ساتھ لیے
اور تین ہزار مقابلۂ نقابدار مین چھوڑے آپ صحرا کی طرف چلا عرب دراز نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
مالک کو مہلیل لیے جاتا ہی نقابدار کو خبر کی نقابدار لڑ بھڑ کر مجمع سے نکلا مگر فوج والے
جان دیے دیتے ہین صفین جمائے ہوئے کھڑے ہین اگر ایک صف ٹوٹی تو دو صفین آراستہ
ہو گئین نقابدار چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر نکلون مہلیل کا تعاقب کرون مگر فوج والے نکلنے نہین
دیتے روکے ہوئے کھڑے ہین تیر جانبین سے چل رہے ہین طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین
میدان مین ہنگامہ ہی مہلیل دو کوس نکل گیا ہی وہان ایک قریہ ہی کہ حاکم وہان کا پُر زور
نامے زمیندار پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا تھے عین خواب مین دیکھا
کہ در ہائے آسمان وا ہوئے ایک تخت نور پر ایک مرد پیر مقدس سوار ہین چہرہ مثل آفتاب
عمامۂ سفید سر پر بندھا ہوا قبا پہنے ہوئے وہ تخت آکر قریب پُر زور اُترا پُر زور نے
اُٹھ کر سلام کیا اُس صاحب تخت نے علیکم السلام کہا فرمایا ای پُر زور اگر سعادت کونین

چاہتا ہی تو مالک کی قید لیے ہوے مہلیل آتا ہی سو دوسی جسقدر جوان ہون ان کو لیکر
کمینگاہ مین بیٹھ جب وہ یہان پہونچے تو جنگ آغاز کرنا خدا تجکو فتح دیگا شیر زور یہ خواب
دیکھکر اُٹھا پچاس ساٹھ غلامان حبشی و چینی و رومی تیار تھے اُن سب کو لیکر چلا رعایا بھی
ہمراہ ہوئی گانون کی گنوار جمع ہوئی جملہ چار پانچ سی جوانون کو ساتھ لیکر شیر زور کنارے
پر قریے کے آکر ٹھہرا درختون کی آڑ پکڑلی کہ صحرا سے گرد اُڑی مہلیل قید مالک لیے ہوے پیدا ہوا
شیر زور نعرہ کرکے جا پڑا مہلیل حیران ہی کہ یہ دشمن کہان سے آیا مگر کہتا ہی کہ ان گنوارونکا
مار لینا کتنی بڑی بات ہی تلوار چلنے لگی صداے گیرو دار بلند ہوئی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے ہوے آتے ہین اور نقابدار تعاقب مین آتا ہی
کئی سی افسر نامی نقابدار نے قتل کیے ہمراہیان نقابدار بڑی جانبازی کررہے ہین عین
گرمی جنگ ہی کہ مہلیل نے دیکھا بھاگے ہوے لوگ آنے لگے اِدھر زمیندار شیر زور لڑتا
بھڑتا قریب مالک پہونچا ہتھکڑی کاٹی ہتھکڑی کٹتے ہی مالک نے قید آہن توڑ کر پھینکی
اور لڑتے ہوے اُٹھے نعرہ کیا نعرہ مالک ع منم مالکِ اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر
اہلِ دین + شیر زور نے جو دیکھا کہ مالک نے رہائی پائی بڑھ کر مالک کو سلام کیا مالک نے گلے
سے لگا لیا فرمایا کہ ای شیر زور تو نے احسان کیا شیر زور قدمون سے لپٹ گیا کہا آپ کی وجہ
سے مین نے دولتِ کونین پائی بزرگان دین میرے خواب مین آسے مجکو ہدایت کر گئے مین
بصدق دل مسلمان ہوا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ نے میری وجہ سے رہائی پائی
مالک نے فرمایا کہ مین تمھارا ممنون ہوا تم نے خوب قاعدے سے بلوہ کیا شیر زور نے
عرض کی کہ میرے ہمراہی قاعدے سے لڑ رہے ہین مالک لڑتے بھڑتے سامنے مہلیل
کے پہونچے مہلیل نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھین لی اور کمر مین دست زیر دست
دے کر مہلیل کو اُٹھا لیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون مہلیل سوچا کہ اب زندہ نہ بچونگا
پکار کر آواز دی کہ ای مالک اب مین دل سے اطاعت کرتا ہون جو کچھ کہ بغض میرے
دل مین تھا وہ نکل گیا مالک نے ہاتھ سے رکھدیا مہلیل قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر بہ ارادہ فاسد مسلمان ہوا جب مہلیل مسلمان ہوا تو اِسنے عرض کی کہ آپ لوگونکی

مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی مالک نے جنگ کو موقوف کیا کہ عرب دراز آکر پہونچا دیکھا
کہ مالک نے مہلیل کو مسلمان کیا کُل فوج باقی ماندہ عذر کر رہی ہی مالک نے ان سب کو
بھی مسلمان کیا مگر سُرپرزور زمیندار دست بستہ کھڑا ہی عرض کرتا ہی کہ غلام کے
قریے مین چلکر اُتریے سب آپ کی خدمت کرین گے سب گھار لیکر آیا ہون مالک نقابدار
کا انتظار کر رہے ہین کہ نقابدار بھی مادیان اُڑاتا ہوا آیا دیکھا کہ جنگ سے فتح ہو گئی اب
عرب دراز نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ سمجھے کہ یہ نقابدار بہادر کون
ہی مالک نے کہا کہ مین سمجھ گیا کہ صبح خندان نے یہ جرأت کی نقابدار سے کہا قریے مین
چلیے نقابدار آکر داخل ہوا مالک بھی پرزور کے ساتھ آے قریے مین آکر اُترے لشکر
بھی سب اُترا مہلیل انتظام کر رہا ہی مگر مہلیل نے ایک نامہ جادوگر کو لکھا کہ
ای خوشباش اگر تم سے ہو سکے تو آکر سب کو گرفتار کر لو ورنہ سلطنت جاتی ہی قریہ پُرزور
مین سب اُترے ہوے ہین جب یہ لوگ مبتلاے سحر ہونگے تو مین بھی بلوہ کرونگا خوشباش کو جو
یہ نامہ پہونچا کئی سو ساحرون کو ساتھ لیکر اپنے قلعے سے خروج کیا اور کوچ کرکے آیا
سامنے قریے کے اُترا مالک کو خبر پہونچی کہ خوشباش جادو کئی سو ساحرونکو لیکر آیا
ہی مالک بھی براے مقابلہ نکلے مہلیل فکر کر رہا ہی کہ مالک پر وہ سحر کرے تو مین بلوہ کرون
اہلِ فوج کو ترغیب دے رہا ہی رات کو جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو خوشباش میدان
مین آیا آتے ہی سحر کیا کہ سب سرداران مالک مع سُرپرزور مبتلاے سحر ہوے ہاتھ پاؤن
مین کسی کے طاقت نہین ہتھیار کُھل کر گرنے لگے مگر خوشباش دختر مہلیل کا خواہان ہی تلاش
کرتا ہوا چلا ہر ایک خیمے مین جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ کس خیمے مین صبح خندان ہین
ایک خیمے مین جو آیا تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین اور چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی خوشباش
پاس بیٹھ گیا کہنے لگا کہ کیون ای ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ ای خوشباش
مین تیرے واسطے رو رہی ہون کہ تو نے اتنا بڑا کام کیا ایسا نہ ہو کہ عیار انکا جو بلاے
روزگار ہی تجھکو کوئی چشم زخم پہونچاے خوشباش نے کہا کہ مین نے سب کو بیکار کر دیا ہی
مہلیل سب کو قتل کریگا مہلیل حقیقت مین خوش خوش پھر رہا ہی سرداران مسحور کو دوڑ دوڑ کے

قتل کرتا پھرتا ہی جب قریب پرزور کے چلا تو پُرزور نے دست دعا بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِ کارساز تو نے حکم دیا تھا کہ تیری فتح ہو گی یہ کیا معرکہ ہی کہ اب سامنا قتل کا ہی تیری امید پر دل کو تسکین ہی نظم

هر طلبگار خدا مشتاق ذات ٭ ذات را بینند ز انوار صفات
اہلِ بنیش را وجود پاک تو ٭ می نماید از وجود کائنات
از طریقِ حق نمی لغزد قدم ٭ گر بود بر جائے خود پائے ثبات
نسبت کامل بذاتِ خالق است ٭ جسم و جان را در حیات و در ممات
گاہ خالق زندہ را مُردہ کند ٭ گاہ بخشد مُردہ را نور حیات
میدہد نام خداوند کریم ٭ بر زبان ہا لذتِ قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون ٭ خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہِ جنابِ ذوالجلال ٭ گردن گردون برائے کورنشات
بہر ہر بندہ بفرمانِ خدا ٭ ہست کارِ بندگی از واجبات
ہند یا پیش خدا کن التجا ٭ در زمانہ بہر حلِ مشکلات

پُرزور تو دعائین مانگ رہا ہی مہلیل تلوار چمکاتا ہوا آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای پُرزور تم نے بڑا کار نمایان کیا کہ عجب طور سے بلوہ کر کے مالک کو رہا کر لیا لیکن اب سب کو قتل کرتا ہون قریہ بھی تمھارا میرے قبضے مین آئیگا اور رعایا لاکر بساؤنگا اور تم سب کو قتل کرونگا تم نے خداوند کے ساتھ دشمنی کی پُرزور جواب دیتا ہی کہ ای مہلیل یہ جنگ ہمین فتح کرین گے بزرگان دین جو کچھ کہہ گئے تھے اُن سب کا سامنا ہی جو جو فرمایا تھا وہ دیکھا اسمین بھی کچھ مصلحت ہی مگر وہان خوشباش خیمے مین ملکہ سے باتین کر رہا ہی جمال دیکھ کر بہت خوش ہوا ہی جی مین کہتا ہی کہ ایسی معشوقہ خوشخو کسی ساحر کے قبضے مین نہ ہو گی محفلون مین لیکر اِسے جاؤنگا کہ ملکہ نے کہا ای خوشباش جس وقت سے تم پر یہ جنگ درپیش ہوئی مین نے آب و دانہ ترک کیا رات کو خبر سُنی تھی کہ خوشباش نے آکر طبل جنگی بجوایا ہر چند کہ کنیزون نے دسترخوان بچھایا مگر مین نے توجہ نہین کی اگر تمھاری

خوشی ہو تو ایک جام پیون کہ دل ٹھہرے اور جانشین حمزہ کو میرے سامنے لاکر قتل کرو
ہر چند کہ وہ شب کو یہین رہے مگر میرے قریب نہین آے مین نے منہ نہین لگایا یہی کہدیا
کہ کیون گھبراتے ہو اب تو مین تمھارے قبضے مین ہون وہ یہی جانتے تھے کہ اب ہمارا کوئی کیا
کر سکتا ہی لڑائی کو فتح کر لیا خوشباش نے کہا کہ شراب پیجیے خاصہ نوش فرمائیے ملکہ نے
جام لبریز کیا کہا لو پہلے تمھین پیو یہی دعا مانگتی تھی کہ خوشباش کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن
خوشباش نے جام لیکر بخوشی پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم اس شراب مین کیا تھا کہ
میرا دل گھبرانے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب شراب نوکشید ہی اُسنے نشہ زیادہ کیا اُٹھکر
ٹہلو کہ ہوا لگے نشہ کم ہو خوشباش اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم عرب دراز زبان مین سوزن دیکر خوشباش کو ستون
سے باندھ دیا ملکہ ایک گوشے مین مخفی تھی کوڑا ہاتھ مین لیکر نکلی قریب آکر کہا کہ ای خوشباش
اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگی خوشباش حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون زبان
مین سوزن ہی مشکین بندھی ہوئی ہین ستون سے بندھا ہون یہ سوچ کے اشارہ کیا کہ
زبان سے میری سوزن نکالیے مین اطاعت کرتا ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای عرب دراز
کیا صلاح ہی عرب دراز نے بشرہ دیکھ کر کہا یقین ہی کہ یہ مکر نہ کرے خوشباش جادو
کی زبان سے سوزن نکالی خوشباش بصدق دل مطیع ہوا عرب دراز نے کہا کہ باہر جاؤ
مہلیل ظلم کر رہا ہی اگر اُسنے پُرزور کو قتل کر ڈالا تو تمھاری بھی زندگی نہ ہوگی خوشباش نے
کہا کیا مجال ہی مین ابھی جاکر سب کو بچاتا ہون اور سحر اُتارے لیتا ہون یہ کہکر خوشباش
باہر نکلا یہان مہلیل نے تیغہ اُٹھایا کہ پُرزور کو قتل کردن کہ پشت سے آواز آئی کہ خبردار
او مہلیل ہاتھ نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک کردونگا مہلیل نے پلٹ کر دیکھا کہ خوشباش سب کے
سحر اُتارتا ہوا آتا ہی اور پُرزور پر سے بھی سحر اُترا پُرزور اکڑکر اُٹھا چاہا مہلیل پر جا پڑون
خوشباش نے منع کیا کہ اب اِسکی خطا معاف کرو جو اِسنے کیا وہ سراسر حماقت تھی مہلیل جاکر
مالک کے قدمون پر گرا مالک نے سر سینے سے لگا لیا خوشباش آکر گرد پھرا کہا کہ ای
مالک مین تمھارے ساتھ ہون خدا وہ دن دکھاے کہ بمقابلۂ جمشید پہونچو مالک نے

آکر قریے مین سب کو مسلمان کیا مہلیل سے کہا کہ ملکہ کا عقد ہمارے ساتھ کردو مہلیل نے
بہ ساعت نیک مالک کا عقد ساتھ صبح خندان کے کیا اور وزیرزادی کا عقد عرب دراز
کے ہمراہ ہوا اب مالک نے سب لشکر جمع کیا مہلال سرکش و مہلیل خارہ شکن و بہزور
زمیندار و خوشباش ساحر کہ بارہ ہزار جادوگرون سے شریک ہوا ہی سب کو جمع کرکے قصد ہوا
کہ کوچ کرون رات کو حکم دے رکھا صبح کو سب تیار ہوے مہلیل کو تخت نشین کیا مہلال
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا خوشباش سے کہا کہ تم اُس وقت شرکت کرنا جب کوئی ہم پر
جادوگر آے ہمین قانون صاحبقران کا سب سے زیادہ خیال ہی یہی چاہتے ہین کہ بمقابلہ
جمشید ثانی ہین پہونچین خوشباش نے کہا بمقابلہ جمشید پہونچا تو دون مگر بڑے بڑے ساحر
وہان جمع ہین مالک نے کہا کہ ہمین ساحرون کا کیا خوف ہی بموجب مضمون مصرع ع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است* مگر ہمارے شہریار نہین معلوم کہان ہین خوشباش
سے کہا کہ ہرکارے روانہ کرو اُن کی خبر ہم کو معلوم ہو ہم مغرور نہین ہین اپنے شہریار کے
ساتھ ہو کر مقابلۂ جمشید مین چلین خوشباش نے ہرکارے روانہ کیے کہ خبر مفصل لاؤ کہ
شہریار کس مقام پر ہین مگر یہ بھی دریافت کرنا کہ لوح طلسمی ملی یا نہین ملی جب تک لوح نہین
ملے گی اور مرحلہ جات نہ لوٹین گے تب تک جمشید سے کیونکر مقابلہ ہوسکتا ہی کیونکہ وہ
مالک طلسم ہی پھر خوشباش نے عرض کی کہ ہرکارے تو غلام نے روانہ کیے ہین مگر مین یہ
عرض کرتا ہون کہ ہرچند مین سحر مین حقیر ہون مگر رازدار جمشید ثانی ہون ایسے مقام پر
پہونچاؤن کہ جمشید بھاگ نہ سکے آپ جا پڑین اُس وقت میری کارگزاری دیکھیے گا کہ
جمشید ایسے کورو کو نگا قصر سے نکلنے نہ دونگا مالک لشکر مذکور کو ساتھ لیکر قریے سے
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہی پشت پر ساٹھ
ستر ہزار جوان ایک محافہ ہمراہ ہی کہاریان ناظر بچکاتے اُس محافے کو گھیرے ہوے آتے ہین
باعث یہ ہوا کہ کلکال خون آشام نامے پہلوان ہی قلعۂ خون نگار کا حاکم اس نے
مہلیل کو پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعے کو ویران کردونگا
زبردستی چھین کرلے جاؤنگا مہلیل نے بخوف جان و مال اقرار کرلیا تھا کہ فلان زمانہ مین

آئیے تو مین عقد کر دون وہ بھی زمانہ ہو لیئے جو خبر سُنی کہ جانشین صاحبقران کے ساتھ عقد
کر دیا تو بہ بقہر و غضب تمام لشکر کشی کر کے آیا ہی ایسا اپنی جرأت پر اطمینان ہی کہ محافہ بھی
ساتھ لایا ہی کہاریان بھی ملازم کرلین ناظر بجکیا نے بھی لایا ہی مراد یہ ہی کہ ملکہ عالم اس سامان کو
دیکھکر خوش ہوجاوین کہ میرا منگیتر بڑا معقول ہی سامنے آکر اُترا مہلیل سے کہلا بھیجا کہ
ای برادر الکریم اذا وعد وفی۔ تمہارے وعدے کا وقت آگیا لہذا ملکہ کو میرے
پاس روانہ کرو مہلیل نے وہ نامہ مالک کے سامنے پیش کیا اور کہا بیشک مین نے شادی کر دینے کا
وعدہ کیا تھا مگر جب آپ ایسا داماد ملا تو مین نے اُسے ترک کیا اب حضور کو اختیار ہی یہ
سُنکر مالک نے نامہ پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا کلکال نے جو یہ خبر
سُنی جھلا کر طبل جنگی بجوایا مالک کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو کلکال
میدان مین آیا پکارا کہ میرا رقیب کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آے تو احوال معلوم ہو
مالک نے مادیان کو بڑھایا کلکال نے جو مالک کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا جی مین
کہتا ہی کہ اس جوان کے سامنے مجکو کاہے کو قبول کریگی کہنے لگا کہ ای پہلوان دوران ایک عورت
کے واسطے جان دیتے ہو ایک سال کا زمانہ گذرا کہ مجھسے نسبت ہوگئی مہلیل نے تم کو دھوکا
دیا جس حال سے ملکہ ہون میرے پاس روانہ کردو مالک نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی کوئی
بھی اپنی منکوحہ کو دیتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر کلکال نے نیزہ مارا مالک نے کہ ماہر
سے نیزہ بازی مین کسی قدر کم ہین چند طعنون مین نیزہ اسکا توڑ ڈالا کلکال نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مالک نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی کلکال نے گریبان
پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آے آپس مین کشتی ہونے لگی شام تک کلکال
لڑا مگر اُلجھ اُلجھکر یہی چاہتا ہی کہ کسیطرح جان بچاؤن سامنے سے بھاگ جاؤن کہ پردہ شب
حائل ہوا کلکال کو یہ پہلو ملا کہا ای مالک پلٹ جاؤ اب کل مقابلہ ہوگا مالک نے کہا کہ
میرا یہ دستور نہین ہی بے زیر و زبر کیے نہ پلٹون گا کلکال نے کہا کہ میرا یہ دستور نہین ہی
کہ مین رات کو مقابلہ کرون یہ کہکر اپنے تئین چھڑا کر گینڈے پر سوار ہوکر روانہ ہوگیا مالک
اپنی بارگاہ مین آے مگر کلکال جو اپنی بارگاہ مین آیا سب افسرون کو جمع کیا آپس مین

مشوش ہونے لگا کلکال نے صاف صاف کہا کہ وہ جوان مجھپر غالب ہی اگر شام نہ ہو جاتی تو پھر میرا کام تمام تھا اور باقی تھا بعد گذرنے پہر بھر کے وہ زیر کر لیتا اب کیا تدبیر کرون عیار اسکا سرنگ سنکر وہ یہ کہکر اُٹھا کہ مین مالک کو چُرالاؤن گا اور اگر نجیہ قابض ہوا تو ملکہ کو بھی لاؤنگا اگر دونون دستیاب ہوے تو کیا اچھی بات ہی کلکال یہ سُنکر خوش ہو گیا کہا ای یار وفادار اگر تو ایسا کرے تو آبرو بچ جاے ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی مین ہی ایسا تھا کہ چار پہر اُس سے لڑا ورنہ کیا کوئی اس سے لڑ سکتا ہی ہیبت بھی انتہا کا ہی صاحبقران کی آنکھین دیکھی ہین کہ جن پر آج تک کوئی غالب نہین ہوا پردۂ قاف مین جاکر دیوزادونکو مارا اسمندون ہزار دست ایسا تھا کہ جو ایک مرتبہ ہزار حربے کرتا تھا اُسکو بھی مارا اور چشمۂ حیوان کو مٹایا سرنگ نے کہا کہ یہ سب کچھ ہی مگر دیکھیے نمکخوار کیا کام کرتا ہی یہ کہکر سرنگ روانہ ہوا لشکر مالک مین آیا بصورت مبدل پھرنے لگا قضاے کار عرب دراز کہ ہر وقت فکر مین پھرتا ہی اپنے مالک کا خیال ہی کہ جس طرح بنے اپنے مالک کو بچاؤن لندھور پر غالب رہین فتح و ظفر کے طالب رہین ایک طرف سے پھرتا ہوا آتا تھا کہ دیکھا ایک ضعیف عورت ایک دوکاندار سے پوچھ رہی ہی کہ مالک کس بارگاہ مین رہتے ہین عرب دراز نے قریب آکر کہا کہ بڑی بی صاحب ہمارے ساتھ آؤ ہم بتا دین کہ مالک کہان رہتے ہین سرنگ نہ سمجھا کہ یہ عیار مالک ہی اور مجکو دھوکا دیتا ہی پلٹ کر کہا کہ ای فرزند مین غریب ہون اُن کے سامنے سوال کرونگی ایسا کچھ ملے کہ میری وجہ معاش ہو عرب دراز نے کہا کہ مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آیا کہ اس ضعیفی مین بھیک مانگنے نکلی ہو ایسا کچھ دلواؤن کہ مطمئن ہو جاؤ بڑھیا ساتھ ہوئی عرب دراز بڑھیا کو ساتھ لیے ہوے سامنے بارگاہ کے آیا کہا وہ دیکھو سامنے مالک بیٹھے ہین سوال کرو یقین ہی کہ جواب باصواب ملے یہ جانشین صاحبقران ہین ایسا کچھ دین گے کہ غنی ہو جاؤ گی جیسے ہی سرنگ نے مُنھ پھیرا کہ سوال کرون عرب دراز نے حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ کمند مین پھنسا عرب دراز نے جھٹکا مارا سرنگ گرا چاہا غلطاک مار کر نکلون مگر عرب دراز نے خنجر مار دیا اس عرصے مین اور چند شاگرد آگئے

سب کو معلوم ہوا کہ عیار کو گرفتار کیا ہی عرب دراز نے حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ اِسکا مُنھ
دُھلاؤ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون ہی جب سرنگ کا مُنھ دُھلایا تو دیکھا کہ ایک عیار طرار ہی
کمندین وغیرہ بازوون پر لگی ہوئین نتیجہ حمائل عرب دراز نے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر قید کرو
صبح کو دربار سمجھا جائیگا شاگردان عرب دراز سرنگ کو لیکر چلے راہ مین سرنگ نے
کہا کہ اے بھائیو مین تمھارا قیدی ہون لیکن کچھ روپیہ ملا تھا وہ میرے پاس ہی یہ لیلو
اور مجکو چھوڑ دو شاگردان عرب دراز نے دھوکا کھایا روپئے کا پوٹلہ اُس سے لیا اُسکو
جو کُھولا بیہوشی اُڑی شاگرد سب بیہوش ہوے سرنگ کمندین کاٹ کر نکل گیا پھرتا ہوا
قریب بارگاہ مالک آیا ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین
لاکر توڑا نقب سے نکلا مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرلے بھاگا مگر عرب دراز جو پھرتا
پھرتا اُس مقام تک آیا کہ جہان شاگرد بیہوش پڑے تھے حیران ہو گیا کہ اسپر کیا معرکہ
گذرا کہ جو بیہوش پڑے ہین کچھ روپئے پڑے ہوے دیکھے یقین ہوا کہ ان لوگون نے
دھوکا کھایا سب کو ہوشیار کیا وہ کانپتے ہوے اُٹھے کہا اُستاد ہمسے خطا ہوئی عرب دراز
چلا کہ مالک کی خبر لون اُس وقت آیا کہ سرنگ نکل گیا تھا مالک کو پلنگ پر نہ پایا تعاقب
مین چلا پُرزور زمیندار طلائے بر تھا اُسنے دیکھا پکار کر پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کہان
جاتے ہو عرب دراز نے کہا کہ بڑا غضب ہوا سرنگ عیار کلکال مالک کو چُرالے گیا
یہ سُنتے ہی پُرزور نے کہا کہ مین ابھی جاکر قیامت برپا کرونگا اُسکی کیا مجال ہی کہ ہمارے مالک
کو ستاسکے ہرچند عرب دراز نے منع کیا اور کہا مین جاکر مالک کو رہا کرتا ہون تم نجاؤ
پُرزور نے نہ مانا جب عرب دراز روانہ ہو گیا تو اِسنے ساتھ والون کو آواز دی پانچ سو جوان
جو اِسکے قریب کے ہین وہ اکٹھا ہو کر آئے پُرزور سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہان کلکال
اپنی بارگاہ مین بیٹھا انتظار سرنگ کر رہا ہی کہ آتا ہو گا پہلے ہرکارون نے آکے خبر دی کہ
سرنگ گرفتار ہو گیا کلکال گھبرایا کہنے لگا غضب ہوا اب زندگی نہ ہو گی بعد تھوڑی دیر
کے یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا سرنگ سُبکرو پشتارہ بدوش آتا ہی کلکال
بحال ہو گیا کہنے لگا کہ اے سرنگ مین نے تمھاری گرفتاری کی خبر سُنی تھی سرنگ نے

کہا وہ عیار بڑا تیز ہی مگر شاگردون کو اُسکے مین دُھوکا دیکر نکل آیا مالک کو بھی لایا پشتارہ سامنے ڈال دیا کلکال نے کہا کہ ہوشیار کرو۔ سرنگ نے کہا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا یہ اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا پھر کون روک سکیگا کلکال نے حکم دیا آہنگر آے مالک کو مسلسل کر کے ہوشیار کر دیا مالک نے جو ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا اکڑ کر اُٹھے سامنے کلکال کو دیکھ کر تھوک دیا کہا او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کلکال نے حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ جلاد حاضر ہوا آتے ہی اُسنے گردن پر کوے کا خط دیا اور شلنگین لگا کر کہنے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + ای بادشاہ عالیجاہ یہ نوجوان جانشین صاحبقران ہی حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی اور زندہ کرنا خداوند جمشید ثانی کا کام ہی کلکال نے کہا کہ حکم آخر دیتا ہون کہ جلد قتل کر ہر مرتبہ کلکال حکم دیتا ہی جلاد کو خود خوف ہی کہ ایسا نہ ہو مین اس جوان کو قتل کرون تو اسکے ملازم آکر مجکو قتل کرین خنجر کھینچے ہوے ٹہل رہا ہی کہ اول عرب دراز پہونچا ایک خدمتگار کی شکل بن کر اندر آیا دیکھا مالک بیٹھے ہین اور جلاد ٹہل رہا ہی عیار جو لایا ہی وہ ایکطرف کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز جست کر کے پشت پر جلاد کی آیا کمر سے خنجر کھینچا کہا او جلاد قتل مین دشمن کے دیر کرتا ہی ملازم اسکے آتے ہین یہ کہکر عرب دراز نے خنجر مارا کہ جلاد کا شکم چاک قصہ پاک ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شاہ مین اس کو قتل کر دون کلکال نے حکم دیا کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز خنجر کھینچ کر قریب مالک اشتر کے آیا اشارہ کیا کہ غلام آپہونچا سنبھل کر بیٹھیے مین خنجر مارتا ہون مالک سمجھ گئے کہ میرا عیار آپہونچا انھون نے ہاتھ اُٹھا دیے عرب دراز نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی مالک نے سمٹ کر قید کو توڑا اور نعرہ کیا نعرۂ مالک ـ منم مالک اشتر خشمگین ✣ سپہ دار در لشکر اہل دین ✣ نعرہ کر کے اُٹھے ایک جوان برابر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار اُسکی چھین لی اول جوان کو قتل کیا عرب دراز نے حقۂ آتشبازی داغا اُسکی وجہ سے بارگاہ مین اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین مالک اشتر لڑتے بھڑتے نکلے

بیرون بارگاہ آے کافرون نے چہار جانب سے گھیر لیا مالک اُن کے بیچ مین لڑ رہے ہین
کہ سامنے سے سُرزور زمیندار مع پانچ سو جوانون کے پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کرکے
شریک جنگ ہوا اب پانچ سو جوان آ گئے سُرزور نے لاش پر لاش گرا دی ہنگامہ گیرودار
بلند ہی مالک لڑ رہے ہین مگر سُرزور نے خوب جنگ کی عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی
دارائے ہند لندھور بن سعدان جو فوج لیکر چلے تھے اِس وقت آکر پہونچا اور دور سے
دیکھا کہ مالک گھرے ہوے ہین آتے ہی لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان
؎ جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان * اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان *
مع فوج آ پڑے چند حملون مین فوج کلکال کو زیر و زبر کر دیا مگر مالک کو بہت ناگوار گذرا
پھر مالک نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایرج نوجوان مع فوج مختصر کے آکے پہونچے
اور اپنے نام کا نعرہ کرکے گرے لڑتے بھڑتے قریب مالک پہونچے فرمایا کہ ای بہادر
مین لڑائی کو روکے ہوے ہون تم افسر لشکر کو لو مالک جنگ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے
کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے نیزۂ دو زبان چرخ دے کر مارا کہ سینے کو توڑ کر
کلکال کی پشت سے پار گذرا جب کلکال مارا گیا تو فوج کو شکست فاش ہوئی مگر
لندھور اُسی طرح لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان جنگ کرکے ٹھہرے مالک نے
ایرج نوجوان کو بارگاہ مین لاکے کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا رنگ گذرا ایرج
نے کہا کہ ای عم نامدار مین لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچا ہون اب برائے مقابلۂ جمشید
جاتا ہون خواہ الگ آنا خواہ میرے ہمراہ چلو مالک نے کہا کہ مین آپ کے ہمراہ
رہونگا رات کو جلسہ کیا شاپور شیر دل ایسا عیار موجود ہی سرداران مالک سب
حاضر دربار ہین کہ ایرج نوجوان نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے سامنے بیٹھ کے
چنگ مرصعی بجایا عرب دراز نے سامنے بیٹھ کر یہ چند اشعار گانا شروع کیے نظم

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی ٭ صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صفِ ماتم ہی
خاکساری سے جھکا ہی سرِ شوریدہ مرا ٭ واے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل مین آتا ہی کہ آپ اپنے گلے کو کاٹون ٭ نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین ✣ اپنے مجموعے کا ہر ایک ورق برہم ہی
کیا کہون مین کمر یار رہی کیسی نازک ✣ عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
زندگانی سے جو تنگ آکے ہی دل گھبراتا ✣ پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہی
وعدۂ شربتِ دیدار ہی بیمارون سے ✣ دم کے دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہی
دردمندان محبت کا ہی وہ تسکین بخش ✣ زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہی
دل عاشق کو نگینے کی عوض جڑوانا ✣ دستِ معشوق کو زیبا ہی تو یہ خاتم ہی
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا ✣ شوقِ دیدار مین آنسو یہ نہین شبنم ہی
عاشقون سے یہ اشارہ ہی تری مژگان کا ✣ اس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہی
وصلتِ حور کی حسرت نہ رہیگی آتش ✣ خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہی ✣

عرب دراز نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ سب سردار خوش ہوگئے اور شاپور نے بھی کہا کہ ای عرب دراز کیا کہنا رات بھر جلسہ رہا صبح کو ایرج نوجوان نے مالک کو ساتھ لیکر مع فوج گران کوچ کیا برائے مقابلۂ جمشید ثانی جاتے ہین کہ پہونچنا ان کا جلد دوم مین گزارش کرونگا اور جلد اول اس مقام پر تمام کرتا ہون والسلام والاکرام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق جناب منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد ربّ دوجہان و نعت پیغمبر آخر الزمان و منقبت جناب حیدر صفدر وصی برحق حبیب ربّ داور حقیر عرض کرتا ہی کہ ماشاء اللہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ جلد کس فصاحت و بلاغت سے تحریر فرمائی ہی جسکا وصف کرنا غیر ممکن ہی ایک دریاے قہّار جوش مار رہا ہی کیسی کیسی جلدین تحریر فرمائین جنکی عمدگی کا تمام عالم مداح ہی بااینہمہ طبیعت مین کمی نہین اس طبیعت کو گنجینۂ مضامین کہنا چاہیے میرے تو قبلہ و کعبہ ہین میری تعریف و توصیف کا کیا اعتبار نہین تمام زمانہ اُنکی تعریف کرتا ہی اور جن جن حضرات نے اُنکی تصنیفات ملاحظہ فرمائی ہین وہ داد دیتے ہین کہ ایسا باکمال دیکھنے اور سننے مین نہین آیا داستان گوئی تو ادنا

شغل اُنکا ہی اصلی کام اُنکا جسمین تمام عمر صرف کی ہی وہ مدحت طرازی اہلبیت اطہار ہی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توصیف کمالات ومعجزات وحالات معراج وغیرہ مین صدہا نثرین تصنیف فرمائی ہین جو ابھی تک معرض طبع مین بھی نہین آئی ہین پھر ہر ایک نثر مقفی ومسجع اور سب کا رنگ جداگانہ اسی طرح کل جلدین داستانون کی جنکی تعداد قریب بیس جلدون کے ہی اور وہ سب شائع ہو چکی ہین انکا رنگ بھی الگ الگ ہی ایک کو ایک سے میل نہین یہ طلاقت لسانی اور جودت طبع اُنکا حصۂ خداداد ہی مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے باکمال ہر دل عزیز کا انتقال ہو گیا کمترین کے نزدیک تو شبستان سخن کا چراغ گُل ہو گیا اس طلسم نوخیز جمشیدی کی جسکی یہ جلد اول ملاحظۂ حضرات مین پیش ہوتی ہی تین جلدین تصنیف کی تھین اور طلسم زعفران زار لکھنا شروع کیا تھا کہ مرحوم کا پیمانۂ زندگی لبریز ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخ طبعزاد قمر مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح کہ اگر یک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند سنہ ہجری ۱۳۱۹ ظاہر شود

ہوا ہی توسن کلک چالاک وچست + کہ ہو جلد اول سراسر درست

رقم صنع توشیح ہو بر ملا + کہ سامان تاریخ ظاہر ہوا +

نہال تمنا ہوا بارور + + تو گویا صنوبر مین آیا ثمر

چمن سب چلے کہ موتی کے یہ ہار ہین + ترانے تو بلبل کے بیکار ہین

قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا + کہ مشتاق ہی ناظر مہ لقا

نئی رنگ تاریخ بھایا مجھے + فسانہ گلون نے سُنایا مجھے

دکھایا طبیعت نے اپنا ہنر + ہوا لطف تاریخ بھی جلوہ گر

پس الحمد للہ کہ یہ جلد اول طلسم نوخیز جمشیدی کی مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون سنہ ۱۹۰۱ع مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۱۹ھ طبع ہو کر ہدیۂ شائقین ہوئی

نام کتاب	قیمت
۱۵- طلسم ہوش ربا جلد ہشتم	ے،
۱۶- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر	عہ/ ۱۲ ر ب
۱۷- ایضاً حصہ دوم	عکار ب
۱۸- صندلی نامہ دفتر ششم	عکار ب
۱۹- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	ے ر ب
۲۰- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	[illegible]
۲۱- ایضاً جلد دوم "	عکار ۱۲ ر ب
طلسم فتنہ نور افشاں جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے	ستے ب
۲۲- " جلد دوم	[illegible]
۲۳- " جلد سوم	[illegible]
کامل چار جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	[illegible]
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول	عہ ر ب
۲ " جلد دوم	عہ ۱۲ ر ب
۳ " جلد سوم	ے ر ب
قصہ [illegible] دو حصہ	عہ ر ب
[illegible] نابالغ دو حصہ	عہ ب
سوانح عمری عمرو عیار	عہ ر ب
[illegible]ج کامیابی	۷ ر ب

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری شیطان	عہ ر ب
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول	عکار ر ب
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	عکار ر ب
پھول والون کی سیر	۶ ر ب
اخوان الصفا - اُردو چھاپہ ٹیپ	عہ ر ب
ترجمہ اُردو رابن سن کروسو - چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے	۱۱ ر ب
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر چہار دفتر	
سلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین	عہ ۶ ا ر
بوستان خیال مصنفہ محمد تقی خان - اِنکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے اِنکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا اِنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر اِنھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب	

نام کتاب	قیمت
کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلے کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شایع ہونا مستلزم تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد حدیقہ کی چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی زبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی ۹ جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱ جلد حمدی نامہ۔	[illegible]
۲ جلد حدیقۃ الابصار موسوم بہ صغر الدین نامہ	[illegible]
۳ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	[illegible]
۴ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۵ جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶ جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
۷ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ روپیہ

نام کتاب	قیمت
۸ جلد شرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۹ جلد تفریح الاخبار ترجمہ صغر الدین ثانی نامہ	[illegible]
الف لیلہ با تصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص حامد۔ کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
فسانہ عجائب جلی قلم۔ با تصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ	۹ روپیہ
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	[illegible]
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۹۰۳ء۔	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ روپیہ
۲۔ کاغذ رسمی سفید۔	[illegible]
قصہ سندباد جہازی ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	[illegible]
فسانہ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	[illegible]
ایضاً۔ با تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	[illegible]

